رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دن رات کے اعمال

(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور بندوں سے سلوک)

اُردو ترجمہ

عمل الیوم واللیلۃ لابن سنیؒ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا ارشاد احمد صاحب فاروقی
اُستاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ کراچی

سُنّتِ نبوی کے پروانوں کیلئے ایک انمول خزانہ جس میں تمام اُمورِ زندگی میں سُنّتِ نبوی سے رہنمائی بیان کی گئی ہے۔

زمزم پبلشرز

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دن رات کے اعمال

(یعنی آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اور بندوں سے سلوک)

اردو ترجمہ

عَمَلُ الیَومِ وَاللَّیلَۃِ لِابنِ سُنّی

سُنّتِ نبوی کے پروانوں کیلئے ایک انمول خزانہ جس میں تمام امورِ زندگی میں سُنّتِ نبوی سے رہنمائی بیان کی گئی ہے۔

سونے، جاگنے، کھانے، پینے، وضو، نماز، پیدائش، موت، نکاح، ولیمہ سلام وکلام، مسلمانوں کے حقوق، صبح وشام اور مختلف اوقات کی دعائیں

مع فوائد وتشریح

احادیث کا ترجمہ آسان، عام فہم اور سلیس زبان میں۔ احادیث کے فوائد وتشریح، احادیث کی تخریج

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا ارشاد احمد فاروقی

اُستاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ۔ کراچی

زمزم پبلشرز

کتاب کا نام .... رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے اعمال

تاریخ اشاعت .... نومبر ۲۰۰۵ء

باہتمام .... احباب زمزم پبلشرز

کمپوزنگ .... فاروقِ اعظم کمپوزرز کراچی

سرورق ....

مطبع ....

ناشر .... Double click to

enter text شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

فون: 2725673 - 2760374

فیکس: 2725673

ای میل - zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ - www.zamzampub.com

ملنے کے دیگر پتے:

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی

قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی

صدیقی ٹرسٹ، لسبیلہ چوک کراچی

مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور

Available in United Kingdom

ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
IS_AMIC BOOKS CENTER
119-121- HALLIVELL ROAD,
BOLTON BLI 3NE. (U.K.)
Phone # 01204-389080

AL FAROOQ INTERNATIONAL Ltd.
1 Atkinson Street, Leicester Le5 3QA
Tel: 0116-253-7640 Fax: 0116-262-8655
E-mail: alfarooqinternational@yahoo.com
Website: www.alfarooqinternational.co.uk

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کر سکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح و اصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زرِکثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى جَزَاءً جَمِيْلاً جَزِيْلاً

— مِنْجَانِبْ —

احبابِ زمزم پبلشرز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

تمام تر حمد وستائش کے لائق وہی ذات جل وعلا ہے جس نے انسان کو اپنے دستِ مبارک سے پیدا فرما کر عدم سے وجود عطا فرمایا، اس کو علم و بیان کی دولت سے مالا مال فرمایا، دنیا میں اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں بطور نمونہ عطا فرما کر جنت میں ان کے اتمام کا وعدہ فرمایا اور تمام بنی نوع انسان کی رشد و ہدایت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک سلسلہ کو شروع فرما کر حضرت محمد ﷺ پر ختم فرمایا۔ حضرت محمد ﷺ پر بے پناہ درود وسلام ہوں کہ آپ ﷺ نے اس دینِ حق کے پیغام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں تک پہنچانے کا حق ادا فرمایا اور آپ کی ازواج آل و اولاد اور آپ کے صحابہ پر کہ انہوں نے اس دین مستحکم کو سارے عالم میں پھیلانے کے لئے اپنی تمام تر جدو جہد کو استعمال فرمایا اور تمام مفسرین محدثین علماء فقہاء ازکیار اصفیاء صلحاء شہداء پر کہ انہوں نے اپنی جان کی قربانی اور جہد مسلسل سے اس دین متین کی بقاء وحفاظت کا انتظام فرمایا اور ہم پر بھی اور تمام امت مسلمہ پر بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بلا استحقاق صرف اپنے لطف و انعام سے ایمان و اسلام عطا فرما کر اپنی خلافت و نیابت کی خلعت مبارکہ عطا فرما کر ان نفوس مقدسہ کے پیروکاروں میں شمار فرمایا۔

امابعد:

انسانیت کی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک اللہ تعالیٰ سے تعلق اور معاملہ جس کو تعلق مع اللہ اور سلوک مع اللہ کہتے ہیں دوسرا لوگوں سے تعلق اور معاملہ جس کو معاشرت مع العباد یا مع الناس کہتے ہیں۔

تعلق مع اللہ میں دو چیزیں ہیں اعتقادات (اللہ تعالیٰ پر ایمان فرشتے، آسمانی کتب، تمام رسل، قیامت کے دن پر ایمان لانا) اور عبادات (نماز، زکوۃ، روزہ، حج اور جہاد) ہیں۔

معاشرت مع العباد میں تین چیزیں ہیں (۱) معاملات (مالی لین دین، شادی بیاہ، عدالتی کاروائیاں، امانتیں اور میراث و ترکہ) (۲) تنبیہات (قصاص، حدود، تعزیرات) (۳) آداب (اخلاق، صفات حسنہ، سیاست اور معاشرت)۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے یہ دونوں پہلو ایسے درخشاں و تابندہ ہیں کہ اس کی نظیر خود آپ ہی ہیں اور آپ ﷺ ان دونوں پہلوؤں کے حق کی ادائیگی میں اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے لئے آپ کی اطاعت کو واجب قرار دیا اور آپ کی حیات طیبہ کو تمام انسانیت کے لئے بہترین نمونہ قرار دیتے ہوئے اعلان فرمایا۔ "لقد کان لکم فی

رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ"

لہٰذا جو شخص اپنی زندگی کے دونوں پہلوؤں کو اجاگر کرنا چاہے اور ان میں پیش آنے والے نشیب و فراز میں ثابت قدم رہ کر اپنے رب کی رضا حاصل کر کے کامیاب و کامران ہونا چاہے اس کے لئے ان دونوں پہلوؤں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ و منورہ سے روشنی حاصل کرنا ضروری ہے۔

یہ کتاب "عمل الیوم واللیلۃ" حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کی تکمیل کے لئے لکھی اور اس میں ان دونوں پہلوؤں کو خوب اجاگر فرمایا ہے تاکہ تشنگان سنت اور پروانہائے عقیدت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع سے عشق و محبت کی پیاس بجھا کر دل کو تسکین دے سکیں۔

یہ کتاب عربی زبان میں تھی اور اہل علم میں معروف و مشہور ہے اور اس سے سالہا سال سے استفادہ چلا آ رہا ہے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ اردو زبان میں ترجمہ اور ترجمے کے ساتھ ساتھ کچھ ضروری فوائد بھی لکھ دیئے جائیں تاکہ احادیث سے استفادہ دوبالا ہو جائے اور اردو دان حضرات میں بھی اس کا استفادہ عام ہو سکے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو کر ذخیرہ آخرت ہو جائے۔

چنانچہ اس خیال کا اظہار اپنے محسنین مولانا محمد عمر فاروق صاحب اور مفتی عبداللہ کلام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (شہید) سے کیا ان حضرات نے حوصلہ افزائی فرمائی نیز دوران عمل مختلف انواع سے معاونت بھی فرمائی۔ اسی دوران استاد محترم جناب شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم سے بھی مفید مشورے اور رہنمائی حاصل ہوتی رہی۔

حضرت مفتی نظام الدین صاحب شامزی (شہید) رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی تذکرہ ہوا حضرت نے بھی پسند فرمایا اور چند مشورے عنایت فرمائے۔ اسی طرح مختلف مواقع میں میرے محسن مولانا محمد حسین صدیقی صاحب (مدرس جامعہ بنوریہ سائٹ) اور میرے رفیق محترم مولانا بشیر احمد صاحب سے بھی معاونت کا حصول رہا۔ آخر میں مولانا محمد عثمان صاحب (مدرس سابق جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن) کی وساطت سے حضرت مولانا عبدالرحمٰن کوثر صاحب سے ان کی تخریج نقل کرنے کی تحریری اور لسانی اجازت حاصل ہوئی۔

مولانا کی تخریج نقل کرتے ہوئے خیال ہوا کہ اگر اس میں کچھ کام ہو جائے تو مناسب معلوم ہوتا ہے جیسے موصوف محترم نے حدیث کو اصل کتاب کے علاوہ دوسری کتب کے حوالہ سے ذکر کیا تو ان احادیث کی اصل کتاب کا حوالہ ذکر کیا جائے۔

اسی طرح جیسا موصوف نے لم اجد کہہ کر ذکر کیا وہاں تفتیش کا ایک باب مجھ ناچیز سے کھل جائے اور شاید کوئی حدیث مجھے مل جائے تو زہے قسمت۔

نیز ہمارے دیار میں صحاح ستہ کی جو مروجہ و متداولہ کتابیں ہیں ان میں ارقام درج نہیں تو ان میں احادیث کو ارقام کے ذریعے تلاش نہیں کیا جا سکتا ہے اس لئے ان مروجہ و متداولہ کتابوں کے حوالہ بھی ذکر کر دیئے جائیں تو اس کا استفادہ مزید عام ہو

جائے گا۔

چنانچہ اس کام کے ساتھ مولانا موصوف کی تخریج پر کام شروع ہوا۔ تخریج کے اس کام میں مزید باتیں شامل ہوتی گئیں جس سے یہ تخریج گویا ایک نئی صورت اختیار کر گئی۔

اس تخریج کے کام میں میرے عزیز شاگرد مولوی عبدالحمید سلمہ نے بہت معاونت فرمائی اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

یوں یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کے لطف و انعام سے بلا استحقاق پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

مجھ ناچیز کے لئے تو یہ کام نہ صرف چھوٹا منہ بڑی بات ہے بلکہ اونٹ کو ناکے سے گزارنے کے مترادف تھا باوجود میری کم مائیگی اور بے بضاعتی کے میرے ربّ کے لطف انعام سے یہ کام اختتامی مراحل تک پہنچا۔

اس حقیقت کا اظہار اور اپنے ربّ کی شکرگزاری بندہ کے الفاظ میں کچھ یوں ہے ؎

کچھ بھی ہو جائے بات یہ بنتی نہیں
جو نہ ہوتا کرم اللہ کا میرے

میں نے اس کتاب کا نام "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شب و روز کے اعمال" رکھا ہے۔ جس طرح میرے ربّ کریم نے اختتام کی توفیق عنایت فرمائی ہے میں اپنے ربّ کی بارگاہ میں اس کتاب کی دنیا میں خاص و عام میں قبولیت کے ساتھ اپنے لئے ذخیرۂ آخرت اور مغفرت کی امید کرتا ہوں کہ میں وہی لائق ہیں جن سے امیدیں باندھی جائیں وہی اپنے بندوں کے حال سے زیادہ ان پر کرم فرماتے ہیں اور باوجود خطا کار اور سیاہ کار ہونے کے ان کے ظن و گمان کے مطابق لطف و انعام کے انبار لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو میرے لئے میرے والدین اہل و عیال اعزاء اقرباء مشائخ اکابر محسنین و معاونین اور امت مرحومہ کے تمام افراد کے لئے ذخیرہ آخرت اور سبب نجات و مغفرت فرمائیں۔

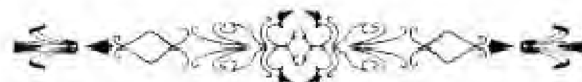
بندہ ارشاد احمد فاروقی عفا اللہ عنہ وعافاہ

وفقه لما يحب ويرضاه واجعل اخرته خيرا من اولاه

واجعل خير ايامه يوم يلقاه

مدرسہ امداد العلوم مسجد باب الاسلام برنس روڈ

۲۷ ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ ۲۸ جون ۲۰۰۳ء



(١) ترجمہ میں جو کام کیا گیا

❶ حدیث کے راوی سے حدیث کا ترجمہ کیا گیا اور تمام اسناد کے رواۃ کو حذف کر دیا گیا۔
❷ ترجمہ بامحاورہ اور سلیس اردو میں کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ عام اور سہل ہو۔
❸ ترجمہ کے ساتھ ہی ضروری فوائد کو بھی ''ف'' کے عنوان کے ساتھ ذکر کیا گیا۔
❹ تمام فوائد کے ماخذ ومصادر کے حوالے ذکر کئے گئے تاکہ بوقت ضرورت رجوع کیا جا سکے۔
❺ صحابہ کے نام پر اعراب بھی لگائے گئے ہیں۔
❻ بعض جگہ کسی صحابی کے حالات بھی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

(٢) تخریج میں جو کام کیا گیا

❶ کتب احادیث کو ذکر کرنے کی ترتیب میں دو مذہب ہیں۔ ایک متقدمین کا جس میں کتب کی ترتیب میں صاحب کتاب کے درجہ کا اعتبار ہوتا ہے جس کا درجہ بڑا ہو اس کی کتاب پہلے ذکر کی جاتی ہے جیسے بخاری مسلم ابوداؤد وغیرہ۔ دوسرا طریقہ متاخرین کا ہے جس میں تاریخ وفات کا لحاظ کیا جاتا ہے جس کی وفات پہلے ہوئی اس کو پہلے ذکر کیا جاتا ہے جیسے ابن ماجہ ترمذی وغیرہ یہاں پر دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

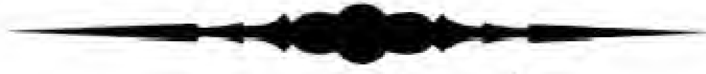
❷ مستقل تخریج کا چونکہ ارادہ نہیں تھا اس لئے حدیث جہاں تھی صرف ان کتابوں کو ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں علما و جرح و تعدیل کا کلام نہیں نقل کیا گیا ہے اگرچہ تبعاً کہیں کہیں کلام نقل کیا گیا ہے۔

❸ ایک حدیث کے صرف پانچ مراجع ذکر کرنے کا التزام کیا گیا ہے۔ اگر کسی حدیث کے اس کم حوالے ملے تو وہی ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ اگر یہ ضرورت صحاح سے پوری ہوگئی تو اسی پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ کمی کے بقدر دوسری کتب سے حوالے نقل کئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ نہ سمجھا جائے حدیث ان کتب کے علاوہ کتب میں نہیں ہے۔

❹ حوالہ ذکر کرنے میں یہ ترتیب اختیار کی گئی ہے کہ پہلے کتاب کا نام پھر قوسین میں جلد نمبر، پھر صفحہ اور پھر حدیث کا رقم پھر قوسین میں مروّجہ ومتداولہ صحاح ستہ کے حوالے پہلے جلد اور پھر صفحہ نمبر ذکر کیا گیا ہے۔



فہرست مضامین





باب فی حفظ اللسان واشتغاله بذكر الله تعالىٰ

زبان کی حفاظت کرنے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنے کا بیان

زبان کی حفاظت نہایت ضروری ہے بعض اوقات آدمی ایک کلمہ بولتا ہے جس کو وہ ہلکا سمجھتا ہے لیکن اس کی وجہ سے جہنم کی گہرائی میں جا گرتا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے اسی لئے آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا: جو خاموش رہا اس نے نجات حاصل کر لی۔

اسی اہمیت کی وجہ سے اس بیان میں میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک باب جو سات احادیث پر مشتمل ہے ذکر فرمایا ہے۔

(١) - حدثنا أبو خليفة الفضل بن الحباب، حدثنا مسدد، حدثنا حماد ابن زيد، عن أبى الصهباء، عن سعيد بن جبير، عن أبى سعيد الخدرى، أظنه رفعه قال: إذا أصبح ابن آدم فإن الأعضاء تكفر اللسان وتقول: اتق الله فينا، فإن استقمت استقمنا، و إن اعوججت اعوججنا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١١٩٢٧٩٥/٣) والترمذى (رقم ٢٤٠٧) (٦٦/٢) وابويعلى فى «مسنده» (١١٨٥/٤٠٣/٢) وابونعيم فى «الحلية» (٣٠٩/٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٢٤٣/٤، ٤٩٤٥/٢٤٤)

(۱) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: انسان جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء عاجزی کرتے ہوئے زبان سے کہتے ہیں: ہمارے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کیونکہ ہمارا معاملہ تیرے ساتھ ہے اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اگر تو ٹیڑھی ہو جائے گی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔“

فَائِدَہ: ہمارا معاملہ تیرے ساتھ ہے کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے جو بھی بول نکلتا ہے اچھا یا برا اس کا اثر تمام اعضاء پر پڑتا ہے اس لئے اعضاء کا معاملہ زبان کے ساتھ ہوا۔ (نزہۃ المتقین ۱۰۳۹/۲)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ زبان کا غلط استعمال ہی لوگوں کو سب سے زیادہ جہنم میں لے جائے گا۔ (ترمذی ۸۹/۲)

اسی وجہ سے تمام اعضاء زبان سے عاجزی کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں۔ (ملخص معارف الحدیث ۲/۲۴۰)

نیز دنیا میں بھی زبان کی غلطی کا خمیازہ اعضاء کو ہی بھگتنا پڑتا ہے جیسے کسی کو برا بھلا کہنے پر وہ انسان کو مارتا پیٹتا ہے تو اس کی مار پیٹ اعضاء پر ہی ہوتی ہے زبان تو دانتوں کے مضبوط قلعہ میں محفوظ رہتی ہے۔ (حاشیہ ابن سنی ۵)

(۲) - حدثنا محمد بن عبيدالله بن الفضل، ثنا محمود بن خالد، ثنا الوليد ابن مسلم، عن ابن ثوبان، هو عبدالرحمن، عن ابيه، عن مكحول، عن جبير بن نفير، عن مالك بن يخامر، عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه قال: آخر كلمة فارقت عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت: يا رسول الله! أخبرني باحب الأعمال إلى الله عزوجل؟ قال: أن تموت ولسانك رطب من ذكر الله تعالى.

اخرجه البزار في «مسنده» كما في «كشف الاستار» (رقم ٣٠٥٩) وابن حبان في «صحيحه» (٣/٩٩/٨١٨) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٠/٩٣/١٨١) وفي «مسند الشاميين» (١/١٢٢/١٩١) والبيهقي في «شعب الايمان» (١/٣٩٣/٥١٦)

(۲) ترجمہ: "حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کے وقت جو آخری بات پوچھی وہ یہ تھی میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال میں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری موت اس حال میں آئے کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔"

فائدہ: یہ مضمون کئی احادیث میں آیا ہوا ہے چنانچہ ایک روایت اس کو سب سے بہترین عمل اور ایک روایت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے بڑا ذریعہ فرمایا ہے۔ (ترغیب ۲/۲۵۳)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات ایک شخص کے پاس سے گزرے جو عرش کے نور میں چھپا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا یہ فرشتہ ہے یا نبی ہے پھر فرمایا کون ہے؟ تو جواب دیا گیا کہ یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں اس حال میں تھا اس کی زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔ (ملخص ترغیب ۲/۲۵۳)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ فلاں شخص نے سو غلام آزاد کئے تو آپ نے فرمایا: اس سے بڑی چیز وہ ایمان ہے جو تمہارے دل میں پیوست رہے اور یہ کہ تمہاری زبان ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔ (ترغیب ۲/۲۵۳)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا: کون سا شکر آپ کے مناسب ہے؟ (کہ میں اس کو کروں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہاری زبان ہمیشہ میرے ذکر سے تر رہے۔ (الزہد لابن المبارک: ۱/۳۳۰)

علماء نے لکھا ہے کہ موت کے وقت ذکر کی توفیق اسی شخص کو ہوتی ہے جو زندگی بھر ذکر کرتا رہا ہو۔ (معارف الحدیث ۲/۳۹) اس لئے روزانہ کچھ نہ کچھ ذکر کا معمول بنانا چاہئے تاکہ یہ عظیم دولت ہاتھ آسکے۔

(۳) - حدثنی الحسین بن عبداللّٰه القطان، حدثنا عبداللّٰه بن ذکوان ومحمود بن خالد قالا: حدثنا سلیمان بن عبدالرحمن الدمشقی، حدثنا أبو خالد یزید بن یحیٰی القوشی، حدثنی ثور بن یزید، عن خالد بن معدان، عن جبیر بن نفیر، عن معاذ بن جبل رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ، قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: لیس یتحسر أهل الجنة علی شیء إلا علی ساعة مرت بهم لم یذکروا اللّٰه تعالٰی فیها.

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۱۸۲/۹۳/۲۰) وفی «مسند الشامیین» (۴۴۶/۲۵۸/۱) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۵۱۲/۳۹۲/۱) والحکیم الترمذی فی «نوادر الاصول» (۱۰۶/٤) وله شاهد فی حدیث عائشه رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا عند ابی نعیم فی «الحلیة» (۳۶۱/۵، ۳۶۲)

(۳) ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی بات کا قلق وافسوس نہیں ہوگا سوائے اس گھڑی کے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہوگی۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جب قیامت کے دن انسانوں کے سامنے دنیا کے دن پیش کئے جائیں گے اور جن ایام میں ذکر کیا ہوگا اس کا ثواب ان کو ملے گا لیکن جب ان ایام پر نظر پڑے گی جس میں ذکر نہیں کیا ہوگا تو اس میں ثواب کے نہ ملنے پر انتہائی افسوس ہوگا۔

لیکن یہ حسرت صرف قیامت کے دن میں ہوگی جنت میں نہیں ہوگی (کیونکہ جنت تو عافیت وسکون کی جگہ ہے اس میں کوئی حزن وملال اس کی عافیت کو خراب نہیں کرے گا)۔

غرض یہ ہے کہ ہر حرکت (اور گھڑی) جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہوگی وہ انسان کے لئے حسرت وافسوس کا باعث ہوگی اور کوئی سود مند نہ ہوگی۔ (فیض القدیر للمناوی ۵/۳۹۰)

ایک روایت میں ہے کہ اہلِ جنت ایسا افسوس (کسی چیز کے لئے بھی) نہیں کریں گے جیسا کہ دنیا میں اس دن کے بارے میں کریں گے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گیا ہوگا۔ (مسند الفردوس ۲/۴۰۸)

(٤) - أخبرنا أبو یعلی أحمد بن علی بن المثنی، ثنا هرون بن معروف، ثنا ابن وهب، وهو عبداللّٰه، عن عمرو بن الحارث، عن دراج، عن أبی الهیثم، عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: أکثروا ذکراللّٰه عزوجل حتی یقال: مجنون.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۶۸/۳، ۱۱۶۷۱/۷۱، ۱۱۶۹۲) وابویعلی فی مسنده (۱۳۷۶/۵۲۱/۲) و ابن حبان فی «صحیحه» (۸۱۷/۹۹/۳) والحاکم فی «المستدرك» (۱۸۳۹/۶۷۷/۱) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۵۲۶/۳۹۷/۱)

(۴) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ دیوانہ کہنے لگیں۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے نہیں کرتا ہے وہ ایمان سے بری ہے۔ (ترغیب ۲/۲۵۱)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جنت کے باغوں میں چرنا پسند کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں میں کون اونچے درجہ والا ہوگا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے والا۔ (جامع العلوم والحکم ۱/۴۴۴)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ منافقین اور بے دین لوگوں کے مجنون کہنے اور ریاء کار کہنے کی وجہ سے ذکر کرنا نہیں چھوڑنا چاہئے کیونکہ تمہیں ان کی باتوں سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور ذکر کا فائدہ بہت زیادہ ہے کہ اس سے دل منور ہوتا ہے سینہ (دینی امور) کے لئے کھلتا ہے اور فرحت وسرور سے بھر جاتا ہے۔ (فیض القدیر ۲/۸۴،۸۵)

مجنون کہا جانے لگے اس سے مراد کثرت ذکر ہے کیونکہ مجنون اسی وقت کہا جائے گا جب نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے۔ آہستہ میں یہ بات نہیں ہوسکتی۔ (فضائل اعمال ۴۱۵)

اس حدیث سے علماء نے صوفیاء کے مساجد میں جہری ذکر حلقے لگانا اور جہراً ”لا الہ الا اللّٰہ“ کہنا جائز قرار دیا ہے بلکہ جہری ذکر کو مستحب لکھا ہے۔ (فیض القدیر: ۲/۸۴،۸۵)

(٥) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو خيثمة زهير بن حرب، حدثنا محمد بن يزيد ابن خنيس المكى قال: دخلنا على سفيان الثورى نعوده من مرض كان به، فدخل عليه سعيد بن حسان المخزومى، فقال لهٗ سفيان الثورى: الحديث الذى حدّثْتَنِيْ به عن امر صالح أردده على، قال: فقال سعيد: نعم، حدَّثَتَنِيْ أم صالح عن صفية بنت شيبة، عن أم حبيبة زوج النبى صلى الله عليه وسلم قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل كلام ابن آدم عليه لا له، إلا أمر بمعروف، أو نهى عن منكر، أو ذكرالله تعالىٰ.

اخرجه ابن ماجه (٢/١٣١٥/٣٩٧٤) (ص٢٨٦) والترمذى (٤/٦٠٨/٢٤١٢) (٢/٦٦) وابويعلى فى «مسنده» (١٣/٥٨/٧١٣٤) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٢٣/٢٤٣/٤٨٤٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٤/٢٤٦/٤٩٥٤)

(۵) ترجمہ: ”حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہیں فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بھلائیوں کا حکم کرنے، برائیوں سے منع کرنے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ انسان کا ہر کلام اس پر وبال ہے۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ہر کلام انسان کے لئے نقصان دہ ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو خاموش رہا اس نے نجات حاصل

کی۔ کچھ کلام ایسا بھی ہوتا ہے جس کا فائدہ بھی انسان کو ہوتا ہے تو یہاں تین چیزوں کو نقصان دہ کلام سے علیحدہ ذکر کیا گیا ہے ان تینوں کو خصوصیت سے ان کے مہتم بالشان ہونے کی وجہ سے ذکر کیا ہے ورنہ تلاوت، تسبیح، ذکر و دعاء استغفار سب اس میں شامل ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۳۵۷، ۳۵۸)

ابن عجلان رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: ابن آدم جب تک خاموش رہے گا محفوظ رہے گا اور جب بولے گا تو اب ڈر کہ تیرا کلام سودمند ہوگا یا نقصان دہ ہوگا۔ (جامع العلوم والحکم: ۱/ ۱۶۳)

(٦) - أخبرني عبدالله بن محمد بن إسحاق المروزي ببغداد، ثنا الحسن ابن المتوكل، ثنا يحيٰى بن سعيد، هو القطان، ثنا ابن جريج، عن عطاء، عن عبيد بن عمير، عن أبي ذر رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ: من حسب كلامه من عمله قل كلامه إلا فيما يعنيه.

اخرجه الدارمي (۱/۱۰۳/۳۰۵) وابن حبان في «صحيحه» (۲/۷٦/۳٦۱) وابونعيم في «الحلية» (۱/۱٦۷) وابن عبدالبر في «التمهيد» (۹/۱۹۹) وعبدالرحمٰن في «جامع العلوم والحكم» (۱/۱۱۵) وذكره المنذري في «الترغيب» (۳/۱۳۱) وقال رواه ابن حبان في صحيحه واللفظ له والحاكم وقال صحيح الاسناد.

(٦) تَرْجَمَہ: "حضرت ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے بات کرنے کو بھی اپنا ایک عمل شمار کرے تو اس کی بات ضرورت کے علاوہ کم ہو جاتی ہے۔"

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے اعمال کی حفاظت کرتا ہے لیکن زبان کو خاص اہمیت نہیں دیتا جو شخص اپنے بات کرنے کو بھی عمل سمجھے گا تو وہ اس کی بھی حفاظت کرے گا نتیجتاً اس کا کلام ضرورت کے علاوہ کم ہو جائے گا۔

حضرت لقمان حکیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ درجہ فضیلت کیسے حاصل ہوا تو انہوں نے فرمایا: سچی بات کرنے، امانت کو ادا کرنے اور لایعنی کو چھوڑنے کی وجہ سے ملا ہے۔ (شرح زرقانی ۴/ ۳۱۷)

حضرت حسن رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے سے اعراض کی علامت یہ ہے کہ اس کو لایعنی میں مشغول کر دیں۔ (شرح زرقانی ۴/ ۳۱۷)

حضرت ذوالنون مصری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں اپنے نفس کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والا وہ ہے جو اپنی زبان کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والا ہے۔ (شرح حکم ۲/ ۲۰)

لایعنی کا علاج: ایک علاج یہ ہے کہ آدمی جب بھی بات کرے یہ سوچے کہ موت اس کے سامنے ہے اور اس سے ہر بات کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اس کا ہر سانس ہر لمحہ اس کا سرمایہ ہے اور زبان اس کا جال ہے جس سے حورعین کو حاصل کرسکتا ہے اور اس کو ڈھیل دے کر ضائع کرنا ایک بڑی ناکامی ہے۔

دوسرا علاج یہ ہے کہ گوشہ نشینی اختیار کرے۔
حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ آدمی جب بھی بات کرے تو سوچ لے کہ اس سے کوئی خرابی، مکروہ یا حرام کام تو نہیں ہوگا اگر یہ سب نہیں ہے تو بات کرے اور اگر مباح ہے (جس میں ثواب نہ عذاب) تو بھی خاموش رہے کہ یہ مباح بھی کہیں حرام تک نہ لے جائے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۳۳)

(۷) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا موسى بن محمد بن حيان (ح) وأخبرني أبو أحمد الصيرفي، ثنا محمد بن إشكاب، قال: أخبرنا عبدالصمد بن عبدالوارث، ثنا عبدالعزيز بن محمد الدراوردي، عن زيد بن أسلم، عن أبيه، أن عمر اطلع على أبي بكر رضي الله تعالى عنهما وهو يمد لسانه، فقال: ما تصنع يا خليفة رسول الله؟ قال: إن هذا أوردني الموارد، إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس شيء من الجسد إلا وهو يشكو ذرب اللسان، وقال ابن إشكاب: إلا وهو يكشو إلى الله عزوجل اللسان على حدته.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (۳۷۰٤۷/٤۳۲/۷) والبزار فی «مسنده» (۸٤/۱٦۳/۱) وابویعلی فی «مسنده» (٥/۱۷/۱) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٤۹٤۷/۲٤٤/٤) والضیاء المقدسی فی «الاحادیث المختاره» (۳/۷٦/۱)

(۷) ترجمہ: ''حضرت اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زبان کو کھینچ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا اللہ کے رسول کے خلیفہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ زبان مجھے ہلاکت کی جگہوں پر لے گئی (اسی لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جسم کا ہر حصہ زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ ابن اشکاب فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے زبان کے تیز چلنے کی شکایت کرتا ہے۔''

فائدہ: یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زبان کے شرور سے انتہائی درجہ کا خوف ہے۔ جیسا کہ آگے خود فرمایا کہ اس کی تیزی سے تمام اعضاء ہی پناہ مانگتے ہیں۔ حقیقت میں زبان کی تباہ کاریاں سارے جسم اور بلکہ دین پر محیط ہیں یہی گالی گلوچ، غیبت، چغلی، طعن و تشنیع، کسی کی تحقیر و استہزاء، کوئی عجب و کبر کا بول اور ان سب کا وبال اخروی کے ساتھ ساتھ دنیاوی بھی بہت ہوتا ہے جیسا کہ روایت میں ہے کہ اپنے بھائی کی برائی کو ظاہر نہ کرو اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائیں گے اور تم کو اس برائی میں مبتلا کر دیں گے۔ (ترمذی ۲/۷۷)

اس طرح بہت سی روایات میں زبان کی ہلاکت خیزیوں کا ذکر ہے اسی لئے ایک روایت میں ہے کہ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (ترمذی ۲/۷۷)

انہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ اپنے منہ میں کنکر ڈال لیتے تا کہ زبان کی حفاظت

رہے۔ (مرقاۃ ۹/۱۶۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ عقلمند آدمی کی شان یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرتا رہے۔ (شرح زرقانی ۴/ ۳۱۷)

حضرت وہب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ حکمت کی جڑ خاموشی ہے۔ (فیض القدیر ۴/ ۲۴۱)

حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حج، جہاد اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے بلکہ مشکل کام زبان کی حفاظت کرنا ہے۔ (فیض القدیر ۴/ ۲۴۱)



باب ما يقول إذا استيقظ من منامه

جب نیند سے بیدار ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہئے

صبح سو کر اٹھنا گویا موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے مترادف ہے۔ اس وقت سے آدمی اپنے نئے دن کا آغاز کرتا ہے تو اگر اس کی ابتداء اچھی ہو تو باقی دن بھی انشاء اللہ اچھا ہی گزرے گا، اب اس وقت مسلمان کو کیا کرنا چاہئے اور اپنے رب کا نام کس طرح لینا چاہئے نیند سے اٹھنے کی شکر گزاری کا کیا طریقہ ہونا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جو پانچ احادیث پر مشتمل ہے ذکر فرمایا ہے۔

(۸) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي، حدثنا أبو عوانة، عن عبدالملك بن عمير، عن ربعي بن حراش، عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا استيقظ قال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ. ﴾

وأخرجه البخاري (٥/٢٣٢٦/٥٩٥٣) (٢/٩٣٤) وابوداؤد (٤/٣١١/٥٠٤٩) (٢/٣٣٢) وابن ماجه (٢/١٢٧٧/٣٨٨٠) (٢/٢٧٦ - ٢٧٧) والترمذي (٥/٤٨١/٣٤١٧) (٢/١٧٩) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٥٦)

(۸) تَرجَمہ: ”حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ. ﴾

تَرجَمہ: ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں سلانے کے بعد بیدار کیا اور (ہمیں) انہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

نوع آخر:

(۹) - حدثني محمد بن عبدالله بن حفص التستري، حدثنا يعقوب ابن حميد بن كاسب، حدثنا سفيان بن عيينة، عن ابن عجلان، عن سعيد المقبري عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا استيقظ أحد كم فليقل:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ رَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ وَعَافَانِيْ فِي جَسَدِيْ وَأَذِنَ لِيْ بِذِكْرِهِ. ﴾

(وأخرجه الترمذي مطولا (٥/٤٧٢/٣٤٠١) (٢/١٧٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٦٦) وفي «السنن

الکبری» (۱۰۷۰۲/۲۱۷/٦) وابن حجر فی «نتائج الاذکار» (۱۱۲/۱)

ایک اور دعا:

(۹) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کوئی نیند سے بیدار ہوتو یہ دعا پڑھے۔''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ وَعَافَانِيْ فِي جَسَدِيْ وَأَذِنَ لِيْ بِذِكْرِهِ.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے میری جان مجھے لوٹا دی، میرے جسم کو عافیت عطا فرمائی اور مجھے اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔''

نوع آخر:

(۱۰) - حدثنا أبو عروبة، قال: حدثنا عبدالوهاب بن الضحاك، حدثنا إسماعيل بن عياش، عن محمد بن إسحاق، عن موسى بن وردان، عن نابل صاحب العباء، عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من عبد يقول حين يرد الله إليه روحه:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

إلا غفرالله لهٗ ذنوبه ولو كانت مثل زبد البحر.

اخرجه الحارث بن اسامة فی «مسنده» (۱۰٥٤/۹٥٥/۲) كما فی بغية الباحث. والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ۸۱۰، ۸۱۱) والخطيب البغدادی فی «تاريخ البغداد» (٤٤٠٣/۳۰۱/۸) (وقال ابن حجر رحمه الله تعالىٰ) ورايت للحديث شاهدا فی «صحيح ابن حبان» من حديث ابی هريرة رضي الله تعالىٰ عنه (نتائج الاذكار ۱۱٥/۱)

ایک اور دعا:

(۱۰) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اس کی روح لوٹا دیتے ہیں (یعنی اسے نیند سے بیدار کردیتے ہیں) اور وہ یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ اکیلے ہیں اور ان کا کوئی شریک نہیں ہے، انہی کے لئے بادشاہت ہے اور انہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔''

نوع آخر:

(۱۱) - حدثنا ابن منیع، حدثنا احمد بن منصور الرمادی، حدثنا یحیٰی ابن ابی بکیر، حدثنا فضیل بن مرزوق، عن عطیۃ، عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن النبی ﷺ فیما یظن یحیٰی ھکذا قال فضیل. قال: من قال: إذا استیقظ من منامہ:

﴿ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَوْمَ تَبْعَثُنِیْ مِنْ قَبْرِیْ، اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ. ﴾

قال اللہ عزوجل: صدق عبدی وشکر.

اخرجہ ابوعبدالرحمن الضبی فی «کتاب الدعا» ص۳۱۰/۱۲۳) وعلی ابن الجعد فی «مسندہ» (۱/۳۳۰/۲۰۳۷) والعقیلی فی «الضعفاء» (۳/۲۵۸/۱۲۶۵) وابن عدی فی «الکامل» (۵/۱۴۱/۱۳۰۲) واوردہ الحافظ فی «لسان المیزان» (۴/۳۵۷/۱۰۴۳)

ایک اور دعا:

(۱۱) تَرجَمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص نیند سے بیدار ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے:

﴿ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ یَوْمَ تَبْعَثُنِیْ مِنْ قَبْرِیْ، اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ. ﴾

تَرجَمہ: ''اللہ تعالیٰ پاک ہیں جو مردوں کو زندہ کرتے ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اے اللہ! آپ جس دن مجھے میری قبر سے اٹھائیں گے میری مغفرت فرما دیں اور اے اللہ! آپ جس دن اپنے بندوں کو اٹھائیں گے مجھے اپنے عذاب سے محفوظ فرمائیں۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا اور شکر گزاری کی۔''

نوع آخر:

(۱۲) - أخبرنی أبو یعلی، حدثنا أبو خَیْثَمَۃَ، حدثناشبابۃ بن سوار، حدثنا المغیرۃ بن مسلم، حدثنا أبوالزبیر، عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن رسول اللہ ﷺ قال: إن العبد إذا

دخل بيته وأوى إلى فراشه ابتدره ملكه وشيطانه، يقول الشيطان: اختم بشر، ويقول الملك: اختم بخير، فإن ذكرالله عزوجل وحمده طرد الملك الشيطان وظل يكلؤه، و إن هو انتبه من منامه ابتدره ملكه وشيطانه فيقول لهٗ الشيطان: افتح بشر، ويقول لهٗ الملك: افتح بخير، فإن هو قال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ إِلَيَّ نَفْسِيْ بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتْهَا فِيْ مَنَامِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا، وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ، إِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا. ﴾

وقال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ. ﴾

فإن هو خر من فراشه فمات كان شهيدا، و إن قام يصلي صلى في فضائل.

اخرجه البخاري في «الادب المفرد» (رقم ١٢١٤) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٥٤) وابويعلى في «مسنده» (١٧٩١/٣٢٦/٣) وابن حبان في «صحيحه» (٥٥٣٣/٣٤٣/١٢) والحاكم في «المستدرك» (٢٠١١/٧٣٣/١)

ایک اور دعا:

(۱۲) ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے (پھر) اپنے بستر پر سونے کے لئے آتا ہے تو فوراً ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کے پاس آتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے: اپنے بیداری کے وقت کو برائی پر ختم کر، اور فرشتہ کہتا ہے: اسے بھلائی پر ختم کر۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور ان کی تعریف کر کے سوتا ہے تو فرشتہ شیطان کو (اس آدمی کے پاس سے) ہٹا دیتا ہے اور اس کی ساری رات حفاظت کرتا رہتا ہے۔ پھر جب وہ جاگتا ہے تو فوراً ایک فرشتہ اور ایک شیطان اس کے پاس آتے ہیں۔ شیطان اس سے کہتا ہے: (اپنی بیداری کو) برائی سے شروع کر، اور فرشتہ کہتا ہے: بھلائی سے شروع کر۔ پھر اگر وہ یہ دعا پڑھ لیتا ہے۔''

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ إِلَيَّ نَفْسِيْ بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتْهَا فِيْ مَنَامِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا، وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهٖ، إِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کا (بہت بہت) شکر ہے جنہوں نے میری جان مجھ کو واپس لوٹا دی اور مجھے سونے کی حالت میں موت نہ دی۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے آسمان اور زمین کو اپنی اپنی جگہ سے ہٹنے سے روکے رکھا ہے۔ اور اگر آسمان و زمین (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) اپنی جگہ سے ہٹ جائیں تو ان کے (حکم کے) بعد ان کو ہٹنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ بے شک اللہ بہت ہی بردبار اور معاف کرنے والے ہیں۔''

''اور یہ دعا بھی پڑھتا ہے۔''

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَؤُفٌ رَّحِيْمٌ. ﴾

ترجمہ: ''اور تمام تعریفیں (اور تمام تر شکر) اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے آسمان کو اپنے حکم کے بغیر زمین پر گرنے سے روکے رکھا ہے بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑے ہی مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔''

ان دعاؤں کے پڑھنے کے بعد اگر وہ اپنے بستر سے گر کر مر گیا تو شہادت کی موت مرا اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو اس نماز پر بڑے درجے ملتے ہیں۔

نوع آخر:

(۱۳) - أخبرنى أبو العباس الحراء، حدثنا جعفر بن محمد بن المدائنى، حدثنا أبى، حدثنا محمديعنى ابن عبدالله، عن محمد بن واسع، عن محمد ابن سيرين، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من رجل ينتبه من نومه فيقول:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ النَّوْمَ وَالْيَقْظَةَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَعَثَنِيْ سَالِمًا سَوِيًّا، أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْمَوْتٰى، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. ﴾

إلا قال الله: صدق عبدى.

اخرجه الحافظ ابن حجر فى «نتائج الاذكار» (۱/۱۱۷/۱۱۸) (وقال الحافظ رحمه الله تعالى) وقد وجدت لبعضه شاهداً اخرجه ابونعيم فى كتاب «عمل اليوم والليلة» من طريق فضيل بن مرزوق، عن عطية العوفى، عن ابى سعيد الخدرى

ایک اور دعا:

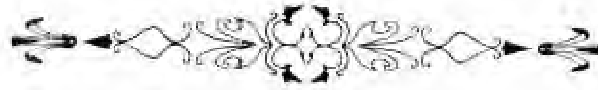
(۱۳) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نیند

سے بیدار ہو کر یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ النَّوْمَ وَالْیَقْظَةَ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ سَالِمًا سَوِیًّا، أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ یُحْیِی الْمَوْتٰی، وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. ﴾

تَرجَمَہ: ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے نیند اور بیداری کو بنایا۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے مجھے (نیند سے) صحیح سالم اٹھایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائیں گے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔“

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے سچ کہا۔“



باب ما يقول إذا لبس ثوبه

کپڑے پہنتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

کپڑا اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے، جس سے آدمی اپنے ستر کو چھپاتا ہے۔ اس عظیم نعمت کے شکر کا کیا طریقہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح کپڑا پہننا سکھایا ہے۔

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب جو تین احادیث پر مشتمل ہیں ذکر فرمائے ہیں۔

(١٤) - حدثنا عبدالله بن أحمد بن مرة، حدثنا نصر بن علی، حدثنا يحيٰى بن راشد، عن الجريری، عن أبی نضرة، عن أبی سعيد رضی الله تعالیٰ عنه، أن النبی صلی الله صلی الله علیه وسلم كان إذا لبس ثوبا سماه باسمه قميصا أورداء أو عمامة يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا هُوَ لَهُ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا هُوَ لَهُ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٣٠/٣) وابوداؤد (٤٠٢٠/٤١/٤) (٢٠٢/٢) والترمذی (١٧٦٧/٢٣٩/٤) (٣٠٦/١) وابن حبان فی «صحيحه» (٥٥٣٣/٣٤٣/١٢) والحاكم فی «المستدرك» (٢٠١١/٧٣٣/١)

(۱۴) تَرجَمہ: ”حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کپڑا پہنتے تو اس کپڑے کا نام لے کر فرماتے یہ کرتا یا چادر یا عمامہ (اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا) ہے اور پھر یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا هُوَ لَهُ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا هُوَ لَهُ.﴾

تَرجَمہ: ”اے اللہ! میں آپ سے اس کپڑے اور جس مقصد کے لئے یہ کپڑا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور آپ سے اس کی برائی اور جس مقصد کے لئے یہ کپڑا ہے اس کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔“

فَائِدَہ: کپڑے کا نام لیتے یعنی جب قمیص زیب تن فرماتے تو فرماتے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ قمیص عطا فرمائی ہے اسی طرح جو کپڑا ہوتا اس کا نام لیتے۔ (مرقاۃ ۲۵۲/۸، کذا فی عون المعبود: ۴۳/۱۱)

اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے سے پہلے کپڑے کا ذکر کرنا نعمت کی شکر گزاری اور نعمت کے اظہار کا بڑا درجہ ہے۔

بھلائی کا سوال کرتا ہوں یعنی کپڑے کو اللہ تعالیٰ کی طاعت اور عبادت میں استعمال کرنے کا سوال کرتا ہوں۔

برائی سے پناہ چاہتا ہوں یعنی کپڑے کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور فخر وتکبر میں استعمال کرنے سے پناہ چاہتا ہوں۔

(کلہ من البذل المجہود ۶ / ۳۹)

کپڑے کی بھلائی کا مطلب کپڑے کا باقی رہنا، صاف ہونا اور ضرورت کے وقت پہننا ہے۔

جس چیز کے لئے اس کو بنایا گیا ہے کا مطلب صرف ضرورتیں ہیں جن کے لئے کپڑا بنایا جاتا ہے جیسے سردی گرمی اور ستر پوشی کے لئے۔ اس موقع پر خیر کے سوال کا مطلب یہ ہے کہ جن ضرورتوں کے لئے لباس بنایا گیا ہے ان ضرورتوں کے لئے خوب کافی ہو جائے۔

شر سے اس کا الٹ مراد ہے جیسے کپڑے کا حرام ہونا، ناپاک ہونا، زیادہ عرصے نہ چلنا، گناہوں، غرور، فخر قناعت کے نہ ہونے کا سبب ہونا ہے۔ (عون المعبود: ۱۱/۴۴)

(١٥) - حدثنا أحمد بن محمد بن عثمان الرازى بمصر، حدثنا أبو زرعة الرازى، حدثنا سعيد بن محمد الجرمى، حدثنا القاسم بن مالك المزنى، حدثنا أبو مسعود الجريرى، عن ابى نضرة، عن أبى سعيد الخدرى رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم:

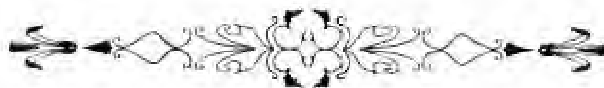
إن الرجل يبتاع الثوب بالدينار أو بنصف دينار، فيلبسه فما يبلغ كعبيه حتى يغفر له. يعنى مع الحمد.

اخرجه الطبرانى فى «المعجم الكبير» (٧٩٦٥/٢٤٦/٨) باختلاف يسير وله شاهد من حديث عائشة عند البيهقى فى «شعب الايمان» (٤٣٧٩/٩٢/٤) ومن حديث امامة الباهلى عند الديلمى فى «مسند الفردوس» (٢٣١/١٣/١)

(۱۵) **ترجمہ:** ''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی ایک یا آدھے دینار کا کپڑا خریدتا ہے پھر اس کو پہنتا ہے۔ ابھی وہ کپڑا اس کے ٹخنوں تک بھی نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ یعنی جب وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر کے کپڑا پہنتا ہے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ابھی وہ کپڑا اس کے سینہ تک بھی نہیں پہنچتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ ایک دینار اور آدھے دینار کا مطلب حقیر چیز ہے اور گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہیں۔

اس حدیث سے اس شخص کے لئے ایک بڑی فضیلت معلوم ہوئی جو کپڑے پہنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اس سے تعریف کرنے کی مزید تاکید معلوم ہوئی۔ اس موقع پر تعریفی کلمات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ آگے حدیث نمبر ۱۷۱ پر آ رہے ہیں۔ ان کو پڑھ لیں زیادہ اچھا ہے ورنہ کسی بھی تعریفی لفظ سے سنت ادا ہو جائے گی۔ (فیض القدیر ۲/۳۳۹)



باب كيفية لبس الثوب

کپڑے کس طرح پہننے چاہئیں

(١٦) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا عبدالرحمن بن عمرو البجلي، أخبرنا زهير بن معاوية، عن الأعمش سليمان، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قال: قال رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
إذا توضأتم أو لبستم فابدوا بميامنكم.

اخرجه ابوداؤد (٤١٤١/٧٠/٤) (٢١٥/٢) وابن ماجه (٤٠٢/١٤١/١) (ص٣٢، ٣٣) وابن حبان في «صحيحه» (١٠٩٠/٣٧٠/٣) والطبراني في «المعجم الاوسط» (١٠٩٧/٢١/٢) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٤٠٧/٨٦/١)

(۱۶) تَرجَمَہ: ''حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب تم وضو کرو یا کپڑے پہنو تو دائیں جانب سے (وضو کرنا یا کپڑے پہننا) شروع کرو۔''

فَائِدَہ: یعنی جب وضو کے اعضاء دھوئے جائیں تو پہلے دائیں عضو کو دھویا جائے جیسے ہاتھوں میں دایاں ہاتھ پہلے دھویا جائے اور پہننے میں دایاں حصہ پہلے پہنا جائے جیسے دائیں آستین پہلے پہنی جائے وغیرہ۔ (ملخص مظاہر حق ۱/۳۳۳)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تمام کام دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ (صحیح ابن خزیمہ ۱/۱۲۲)

علماء نے لکھا ہے کہ ہر شرافت والا اور محترم کام دائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے جیسے جوتا پہننا، موزہ پہننا، شلوار پہننا، قمیض پہننا، سر منڈانا، سر میں کنگھی کرنا، مونچھیں کترنا، بغلوں کے بال صاف کرنا، مسواک کرنا، سرمہ لگانا، ناخن کاٹنا، وضو، غسل اور تیمم کرنا، بیت الخلا سے نکلنا، مسجد میں داخل ہونا صدقہ دینا وغیرہ۔

ہر غیر محترم کام بائیں ہاتھ سے کرنا چاہئے جیسے ان تمام امور کے خلاف جب کریں تو بائیں طرف سے کریں۔
(قالہ النووی شرح مسلم ۲/۱۹۷)



باب ما يقول إذا دخل الخلاء

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھے

بیت الخلا میں جانا ایک بشری ضرورت کی وجہ سے ہے اب انسان کی زندگی کا یہ حصہ بھی کیسے دین بن جائے اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے عنایت واحسان کی شکر گزاری اور احسان مندی کا کیا طریقہ ہونا چاہئے نیز گندی جگہ شیاطین ہوتے ہیں ان سے حفاظت کا ذریعہ کیا ہے؟

اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے چار باب اور ان کے ذیل میں ۹ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۷) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا علي بن الجعد، حدثنا شعبة وحماد ابن سلمة وهشيم، عن عبدالعزيز بن صهيب، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قال: كان النبي صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إذا دخل الخلاء قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. ﴾

اخرجه البخاري (١٤٢/٦٦/١) (٢٦/١) والمسلم (٣٧٥/٢٨٣/١) (٦٣/١) وابوداؤد (٤/٢/١) (٢/١) والنسائی فی «سنن الكبرى» (١٩/٦٧/١) والبيهقی فی «ستته» (٤٥٧/٩٥/١)

(۱۷) تَرْجَمَہ: ”حضرت انس رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو (داخل ہونے سے پہلے) یہ دعا پڑھتے۔“

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. ﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ میں ناپاک جنوں اور جنیوں کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

فَائِدَہ: ابن حجر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ سنت یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔ (مظاہر حق ۳۱۰/۱)

دعا کب پڑھے

اگر بیت الخلاء میں جائے تو بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھے۔ اگر داخل ہوتے وقت بھول جائے تو بیت الخلاء میں زبان سے نہ پڑھے بلکہ دل میں پڑھے۔ اور اگر صحراء اور میدان میں جائے تو کپڑے اتارنے سے پہلے دعا پڑھے۔
(فتح الباری ۲۴۴/۱)

اٹیچڈ باتھ کا حکم یہ ہے کہ اس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک وہ حصہ ہوتا ہے جہاں قضاء حاجت کی جگہ ہوتی ہے دوسرا حصہ وہ ہوتا ہے جہاں واش بیسن لگا ہوا ہوتا ہے۔ جو جگہ قضا حاجت کی ہو وہاں داخل ہونے سے پہلے پڑھ سکتے ہیں۔ اور واش بیسن کی جگہ پر وضو کی دعائیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اس میں اگرچہ بعض علماء کو اختلاف ہے لیکن اگر دل میں پڑھیں تو پھر کوئی اختلاف نہیں

ہے۔ (راقم)

(۱۸) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا على بن سعيد بن مسروق، حدثنا عبدالرحيم ابن سليمان، عن إسماعيل بن مسلم، عن الحسن وقتاده، عن أنس ابن مالك رضى الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل الغائط قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.﴾

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (۱/۱۱/۴۰۳) وابوداؤد فى «مراسيله» (۱/۷۲/۲) (ص٥) وابن ماجه (۱/۱۰۹/۲۹۹) (۲٦) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۸/۲۹۰/۷۸٤۹) والاوسط (۸/۳٤٥/۸۸۲٥)

(۱۸) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو (داخل ہونے سے پہلے) یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں ناپاک، نجس، خبیث اور پلید شیطان مردود سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: کیوں کہ یہ جگہیں نجس ہوتی ہیں یہاں پر شیاطین ہوتے ہیں جو انسانوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ جب انسان اپنا ستر کھولتا ہے تو شیاطین اس سے کھیلتے ہیں۔ (درس ترمذی ۱/۱۷۲)

تو ان دعاؤں کا پڑھنا ان کے شر سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تو ان کے اثرات سے محفوظ تھے لیکن امت کو سکھانے کے لئے اور ان کی ان شیاطین سے حفاظت کے لئے آپ نے یہ دعائیں پڑھی ہیں۔ (معارف السنن ۱/۷۸)

(۱۹) - أخبرنى أبو يحيٰى الساجى، حدثنا عبدالله بن الصباح العطار، حدثنا الحسن بن حبيب بن ندبة، عن زكريا بن أبى زائدة، عن البهى، عن عائشة رضى الله تعالى عنها أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل الخلاء قال:

﴿يَا ذَالْجَلَالِ.﴾

ذكره السيوطى فى «الجامع الصغير» (۱/۱۳٤) وعزاه الى ابن السنى وسكت عليه.

(۱۹) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو (داخل ہونے سے پہلے) فرماتے۔''

﴿يَا ذَالْجَلَالِ.﴾

ترجمہ: ''اے جلال (اور عظمت) والے (اللہ)۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت الخلا سے باہر آنے کے بعد ﴿يَا ذَالْجَلَالِ.﴾ پڑھنا چاہئے۔

باب التسمية عند دخول الخلاء

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا

(٢٠) - حدثنا عبدان وأبو يعلى، قالا: حدثنا قطن بن نسير، حدثنا عدى ابن أبى عمارة الذارع، قال: سمعت قتادة، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: هذه الحشوش محتضرة فإذا دخل أحدكم الخلاء فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ.

اخرجه العقيلى فى «الضعفاء» (٣/٣٧٠/١٤٠٨) والطبرانى فى «الاوسط» (٣/١٦١/٢٨٠٣) وفى «الدعا» (رقم٣٥٦) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٤/٣٣١/٦٩٦٠) والمعمرى فى «عمل اليوم والليلة» كما فى «نتائج الافكار» (١/١٩٦) وقال ابن حجر رحمه الله تعالى رواته موثقون والله اعلم (نتائج الاذكار ١/١٩٦)

(۲۰) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ بیت الخلاء شیاطین کے رہنے کی جگہ ہے (اس لئے) جب تم بیت الخلاء جاؤ تو بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔''

فائدہ: بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ (فتح الباری ۱/۲۴۴)

پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہئے پھر داخل ہونے کی دعا پڑھنی چاہئے۔



باب التسمية عند الجلوس على الخلاء

قضاء حاجت کے لئے بیٹھتے وقت بسم اللہ پڑھنا

(۲۱) - أخبرنا على بن الحسين بن قحطبة الصيقلى، حدثنا الحسين بن على ابن يزيد الصدائى، حدثنا أصرم بن حوشب، حدثنا يحيٰى بن العلاء، عن الأعمش، عن يزيد العمى، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قال: قال رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: ستر ما بين أعين الجن وعورات بن آدم إذا جلس احد كم على الخلاء أن يقول:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾

حين يجلس.

اخرجه ابن ماجه (۳۹۷/۱۰۹/۱) (ص۲٦) والترمذى (۲/۵۰۳/٦۰٦، ۲/۱) والبزار فى «مسنده» (۲/۱۲۸، ۱۲۹/٤٨٤) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (۷/۱۲۸/۷۰٦٦) وفى «الدعا» (رقم ۳٦۸)

(۲۱) تَرجَمَہ: ”حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کوئی بیت الخلاء میں بیٹھے تو اس کا بسم اللہ پڑھنا جنوں کی آنکھوں اور انسان کی شرم گاہ کے درمیان آڑ ہے:

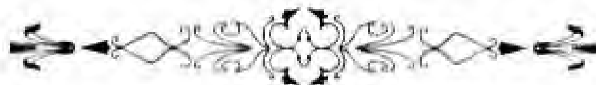
فَائِدَہ: یہاں بیٹھنے میں مراد صحراء میں جنگل میں ہے کہ وہاں ستر کھولنے اور بیٹھنے سے پہلے پڑھنا چاہئے اور بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنا چاہئے۔ (تفصیل گزر چکی ہے)۔

اسی طرح جب ضرورت کے لئے بھی کپڑے اتارے تو اس دعا کا پڑھنا جن کی آنکھوں انسان کی شرمگاہ کے درمیان آڑ ہو جاتا ہے۔ جب تک ستر چھپا رہتا ہے شیطان اس پر مسلط نہیں ہوتا ہے تو جب ستر کھولے تو اس دعا کو پڑھ لینا شیطان کے تسلط سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/ ۳۲٦، ۳۲۷)

ایک روایت میں ہے کہ جب آدمی ستر کھولتا ہے تو شیاطین اس سے کھیلتے ہیں۔ (درس ترمذی ۱/ ۱۷۲)

ستر چھپانے کا مسئلہ

عاقل بالغ آدمی کے لئے تنہائی میں بھی ستر کھولنا حرام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ادب کی وجہ سے منع ہے حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان سے ڈرا جائے۔ مرد کے لئے اگلی پچھلی دونوں شرم گاہوں کو کھولنا منع ہے اور عورت کے لئے ناف سے گھٹنوں تک منع ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/ ۳۲٦)



باب ما يقول إذا خرج من الخلاء

بیت الخلاء سے نکلتے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(۲۲) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا الحسين بن منصور، حدثنا يحيٰى ابن أبي بكير، عن شعبة، عن منصور، عن الفيض، عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا خرج من الخلاء قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنِّی الْحَزَنَ وَالْأَذٰی وَعَافَانِیْ.﴾

اخرجه عبدالرحمن الضبی فی «کتاب الدعا» (۳۸/۲۰۳/۱) وابن ابی شیبه فی «المصنف» (۱۰/۱۲/۱) وابن ماجه (۳۰۱/۱۱۰/۱) (ص۲٦) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ۳۷۱) وابن حجر فی «نتائج الافکار» (۲۱۷/۱)

(۲۲) ترجمہ: ”حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَذْهَبَ عَنِّی الْحَزَنَ وَالْأَذٰی وَعَافَانِیْ.﴾

ترجمہ: ”اس اللہ تعالیٰ کے لئے حمد وشکر ہے جس نے مجھ سے غم اور گندگی کو دور کیا اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔“

نوع آخر:

(۲۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أحمد بن نصر، عن يحيٰى ابن أبي بكير، عن إسرائيل، عن يوسف بن أبي بردة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: ما خرج رسول الله ﷺ من الغائط إلا قال:

﴿غُفْرَانَكَ.﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (۱۵۵/٦) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم ۳۹۳) وابوداؤد (۳۰/۸/۱) (۵/۱) وابن ماجه (۳۰۰/۱۱۰/۱) (ص۲٦) والترمذی (۸۷/۱۲/۱) (۷/۱)

(۲۳) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بھی بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو (باہر آکر) یہ دعا پڑھتے۔“

﴿غُفْرَانَكَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ میں آپ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔“

فَائِدَہ: دونوں دعائیں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ سے منقول ہیں کبھی ایک دعا پڑھتے ہوں گے کبھی دوسری دعا پڑھتے ہوں گے۔ (معارف الحدیث ۴۲/۳)

افضل یہ ہے کہ غفرانک کے بعد گزشتہ حدیث والی دعا بھی پڑھ لی جائے۔ (مظاہر حق ۳۱۱/۱)

اس موقع پر استغفار کی چند وجوہ لکھی ہیں جن میں سے چند ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

❶ جتنی دیر آدمی بیت الخلاء میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کر پاتا اس کی تلافی کے لئے یہ استغفار ہے۔

❷ اللہ تعالیٰ نے انسان کو غذا کھلائی پھر اس کو ہضم کر کے فضلہ کو آسانی کے ساتھ جسم سے باہر نکال دیا اس نعمت پر شکر گزاری میں جو کمی رہی اس پر استغفار ہے۔ (شرح العینی لابی داؤد ۱۱۰/۱)

نوع آخر:

(٢٤) - أخبرني محمد بن الحسن بن صالح بن عميرة، حدثنا أبو زرعة الرازي، حدثنا أحمد بن سليمان (أبو سليمان)، حدثنا الوليد بن بكير أبو جناب، عن عبدالله بن محمد العدوي، حدثني عبدالله الداناج، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كان رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا خرج من الغائط قال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْسَنَ إِلَيَّ فِيْ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ. ﴾

ذكره السيوطي في «الجامع الصغير» (١٢٥/١) وعزاه الى ابن سني اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» (٢٢٠/١) واسنده الى ابن السني وله شاهد اخرجه ابن ابي شيبه في «مصنفه» (١٢/٢/١) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١١١/١) والطبراني في «الدعا» (رقم ٣٧١)

ایک اور حدیث:

(۲۴) **تَرجَمَہ**: ”حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ جب بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْسَنَ إِلَيَّ فِيْ أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ. ﴾

تَرجَمَہ: ”تمام تر تعریف (اور لاکھ لاکھ شکر) اللہ تعالیٰ کے لئے کہ جنہوں نے اس کھانے کے شروع اور آخر میں مجھ پر احسان فرمایا۔“

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ غذا کو ابتدا میں کھانے پھر ہضم کرنے پھر آخر میں اس کے جسم سے نکلنے کو آسان فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ (ورنہ بعض اوقات کھانے کو میسر نہیں ہوتا، کھالیا جائے تو ہضم نہیں ہوتا اور ہضم بھی ہو جائے تو فراغت نہیں ہوتی اور یہ سب بڑی پریشانیاں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے حفاظت فرمائی)

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جب بیت الخلاء سے باہر آتے تو اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: اے پیٹ! جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتنی ہی نعمتیں ہیں کاش ہم اس کی قدر جانتے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۴۰۴)

نوع آخر:

(۲۵) - أخبرنا محمد بن علي بن عبدالله، حدثنا محمد بن عثمان بن محمد العبسي، حدثنا عبدالحميد بن صالح، حدثنا حبان بن علي العنزي، عن إسمعيل بن رافع، عن دويد بن نافع، عن ابن عمر رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا أن النبي صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كان إذا دخل الخلاء قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجَسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. ﴾

و إذا خرج قال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذَاقَنِيْ لَذَّتَهُ وَأَبْقَىٰ فِيَّ قُوَّتَهُ وَأَذْهَبَ عَنِّيْ أَذَاهُ. ﴾

اخرجه الطبرانى فى «الدعا» (رقم ٣٦٧) وابن حجر فى «نتائج الافكار» (١/٢١٩) والمعمرى فى «اليوم والليله» (كما فى نتائج الافكار (١/٢١٩) وذكر (ابن حجر رَحِمَهُ اللّٰہُ تَعَالٰی) له شواهد (١/٢١٩، ٢٢٠)

(۲۵) تَرجَمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجَسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. ﴾

تَرجَمہ: ''اے اللہ! میں ناپاک، نجس، خبیث اور پلید شیطان مردود سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

اور جب بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَذَاقَنِيْ لَذَّتَهُ وَأَبْقَىٰ فِيَّ قُوَّتَهُ وَأَذْهَبَ عَنِّيْ أَذَاهُ. ﴾

تَرجَمہ: ''تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جنہوں نے مجھے اس (غذا) کی لذت چکھائی اور مجھ میں اس کی قوت کو باقی رکھا اور اس کی تکلیف دہ چیز (فضلہ) کو مجھ سے دور فرمایا۔''

فَائِدَہ: بیت الخلا سے نکلنے کے بعد کا موقع بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بار بار ظہور کا موقع ہے (کہ اس کی ابتداء سے انتہاء تک) کہ اگر یہ فضلہ پیٹ میں رہ جاتا ہے تو یقینی طور پر نقصان دہ ہوتا۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۴۰۱)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اس موقع پر متعدد دعائیں مختلف الفاظ سے اس رضا مندی کے طور پر امت کو سکھائی ہیں۔ مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ان میں سے کچھ یہاں ذکر فرمائی ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتوحات ربانیہ ۱/۴۰۱ تا ۴۰۵)

بہتر تو یہی ہے کہ ان تمام دعاؤں کو پڑھے اور اگر نہ پڑھ سکے تو جتنا بھی پڑھ لے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۴۰۴)

بیت الخلا سے نکلنے کے بعد کی دعائیں بیت الخلا سے نکلنے کے بعد پڑھنی چاہئے اندر رہ کر نہیں پڑھنی چاہئے۔

باب التسمية على الوضوء

وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا

وضو نماز اور وہ عبادات جن کا دارومدار وضو پر ہے ان کے لئے پیش خیمہ ہے اس لئے وضو کا صحیح آداب کی رعایت کے ساتھ ہونا ضروری ہے تا کہ ان عبادات کی ابتداء ہی آداب و استحباب کی رعایت کے ساتھ ہو نیز وضو کے بے شمار فضائل کے حصول کا طریقہ بھی اچھی طرح وضو کرنا ہے اس موقع پر وضو کے شروع درمیان اور آخر میں کیا دعائیں کرنی چاہئے۔

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار باب اور ان کے ذیل میں آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٢٦) - أخبرنا أحمد بن يحيٰى بن زهير، ثنا أبو كريب (محمد بن العلاء)، حدثنا زيد بن الحباب، عن كثير بن زيد، عن ربيح بن عبدالرحمن بن أبى سعيد الخدرى، عن أبيه، عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا وضوء لمن لم يذكر اسم الله عليه.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (١٤/١٢/١) والدارمى فى «سننه» (٦٩١/١٨٧/١) وابوداود (١٠١/٢٥/١) (١٤/١) وابن ماجه (٣٩١/١٣٩/١) (٣٢) والترمذى (٢٥/٣٧/١) (١٣/١)

(۲۶) ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا (یعنی بسم اللہ نہیں پڑھی) تو اس کا وضو نہیں ہوا۔''

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو وضو اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر کیا جائے وہ ناقص ہوتا ہے اور ناقص کو مجازاً کالعدم شمار کیا جاتا ہے۔ (مرقاۃ ۲/ ۱۸)

ایک روایت میں آتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام لے کے وضو کرے، تو اس کا یہ وضو اس کے تمام جسم کو پاک کر دیتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام لیئے بغیر وضو کرے تو یہ وضو اس کے اعضاء وضو ہی کو پاک کرتا ہے۔

وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ (معارف السنن ۱۵۴/۶)

تسمیہ ان الفاظ سے پڑھے "بسم الله العظيم والحمد لله على دين الاسلام" (منقول عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحر ۱/ ۱۸)

ایک روایت میں ہے کہ جب تم وضو کیا کرو تو "بسم الله والحمد لله" کہہ لیا کرو تو جب تک تمہارا وضو رہے گا تمہارے محافظ فرشتے (کراماً کاتبین) تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (معجم طبرانی صغیر بحوالہ معارف الحدیث ۳/ ۷۵)

تسمیہ وضو کے شروع میں ہاتھ دھوتے وقت پڑھنا سنت ہے۔ اگر شروع میں پڑھنا بھول جائے تو وضو سے فارغ ہونے سے پہلے پڑھ لے تا کہ وضو تسمیہ سے خالی نہ رہے۔ (بحرالرائق ۱/ ۱۸)



باب كيف التسمية على الوضوء

وضو کرتے وقت بسم اللہ کیسے پڑھنا چاہئے؟

(۲۷) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا إسحاق بن إبراهيم، ثنا عبدالرزاق، أنا معمر، عن ثابت وقتادة، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: طلب بعض أصحاب النبي ﷺ وَضُوءًا (فلم يجدوا) فقال رسول الله ﷺ هل مع أحد منكم ماء؟ (فاتي بماء) فضع يده في الإناء و (هو) يقول: توضؤوا بِسْمِ اللّٰهِ، فرأيت الماء يثور من بين أصابعه حتى توضئوا من عند آخر هم، قال قلت لأنس: كم (تراهم) كانوا؟ قال: نحوا من سبعين.

اخرجه ابن خزيمه في «صحيحه» (۱۴۴/۷۴/۱) واحمد في «مسنده» (۱۲۷۱۶/۱۶۵/۳) والنسائي في «السنن الكبرى» (۸۴/۸۱/۱) وابن حبان في «صحيحه» (۶۵۴۴/۴۸۲/۱۴) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۱۹۱/۴۳/۱)

(۲۷) تَرجَمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض ساتھیوں نے وضو کے لئے پانی طلب کیا (لیکن انہیں پانی نہ ملا) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں کسی کے پاس پانی ہے (جب پانی لایا گیا تو) آپ ﷺ نے برتن میں ہاتھ ڈالا اور (آپ نے) فرمایا: بسم اللہ کہہ کر وضو کرو، (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا ہے یہاں تک کہ ان اصحاب میں سے آخری نے بھی وضو کر لیا۔ (حضرت ثابت بنانی) فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے تھے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ستر کے قریب آدمی تھے۔''

فَائِدَہ: بسم اللہ کس طرح پڑھنا چاہئے تفصیل گزشتہ حدیث نمبر ۲۶ پر گزر چکی ہے۔

مستحب یہ ہے کہ پہلے "اعوذ بالله من الشيطان الرجيم" پڑھے بعد میں تسمیہ پڑھے (جس طرح اوپر گزرا ہے) بعد میں "اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك لهٗ واشهد ان محمدا عبده ورسوله" پڑھے پھر "الحمد لله الذى جعل الماء طهوراً" (فتوحات ربانیہ ۱۵/۲)

ایک روایت میں ہے کہ جو بندہ وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے پھر ہر عضو پر "اشهد ان لا الهٗ الا الله وحده لا شريك لهٗ واشهد ان محمدا عبده ورسوله" پھر بعد میں (یعنی وضو سے فارغ ہونے کے بعد) "اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين" پڑھتا ہے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔ اگر وہ اس وقت دو رکعتیں پڑھتا ہے اس میں قراءت کرتا ہے اور جو کہتا ہے اس کو جانتا ہے تو نماز سے ایسی

حالت میں لوٹتا ہے کہ اسے اس کی ماں نے آج ہی جنا ہو (یعنی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں) پھر اس سے کہا جاتا ہے دوبارہ سے عمل شروع کرو۔ (رواہ المستغفری فتوحات ربانیہ ۲/۱۵)

اعضاء وضو کو دھوتے وقت کی دعائیں:

ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ پڑھے۔ (نور الایضاح صفحہ ۳۳)

شہادتین اور درود شریف بھی پڑھے۔ (شامی ۱/۱۲۷)

کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے: "اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ"

ناک میں پانی ڈالتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ أَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ."

چہرہ دھوتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِیْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ."

دایاں ہاتھ دھوتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِيَمِيْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا يَسِيْرًا."

بایاں ہاتھ دھوتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِیْ."

سر کا مسح کرتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ أَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّ عَرْشِكَ."

کانوں کا مسح کرتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ."

دایاں پاؤں دھوتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ يَوْمَ تَزِلُّ فِيْهِ الْأَقْدَامُ."

بایاں پاؤں دھوتے وقت پڑھے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِ مَشْكُوْرًا وَتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ." (یہ تمام دعائیں شامی ۱/۱۲۷ سے نقل کی ہیں ان کے علاوہ مختلف دعائیں مختلف الفاظ سے منقول ہیں جیسا کہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاذکار میں نقل کی ہیں۔)

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سعایہ میں (جلد ا صفحہ ۱۸۱) پر ان دعاؤں کی اسناد پر مستقل بحث کی ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ دعائیں احادیث ضعیفہ سے کسی قدر ثابت ہو ہی جاتی ہیں اور فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل صحیح ہے۔

علامہ ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتوحات ربانیہ ۲/۲۸ میں مفصل بحث فرمائی ہے اور احادیث ضعیفہ کے ذریعہ سے ان کو تسلیم کیا ہے۔ اور امام نووی کے قول لا اصل کے بارے میں فرمایا کہ یہ احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں احادیث معتبر سے ثابت ہیں۔

صاحب درمختار نے کہا ہے کہ ابن حبان وغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف طرق سے دعائیں ذکر کی ہیں۔ (درمختار ۱/۱۲۷)

ابن عابدین شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بعض طرق روایات بعض کو قوی کرتے ہیں اور روایات مرتبہ حسن تک پہنچ جاتی ہیں۔ (شامی ۱/۱۲۷)

حضرت علامہ بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اگرچہ ان دعاؤں کا انکار کیا ہے (جس کی

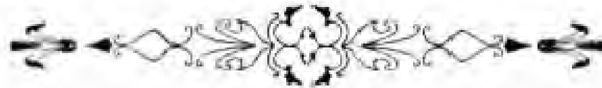
تاویل علامہ ابن علان کے قول سے اوپر گزری ہے اس لئے یہ انکار بھی نہ ہوا۔ خود ہی نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کا قول کتاب الاذکار میں تشہد کے بارے میں لاباس کہا جس کا مطلب علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس کا ارتکاب میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

(فتوحات ربانیہ ۲/۱۶، کتاب الاذکار صفحہ ۱۴)

اگر چہ یہ سنت سے ثابت ہے اس لئے ان اعضاء کی دعاؤں میں بھی یہی بات ہے کہ اس میں بھی لا اصل کا قول ہے لیکن یہ بھی سنت سے ثابت ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۳۰)

لیکن دوسرے حضرات نے ان کو ضعیف طرق سے مانا ہے ابن حبان وغیرہ کے طرف سے اور فضائل میں یہ معمول بہا ہیں اور سیوطی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے فرمایا ہے کہ حدیث ضعیف سے احکام پر بھی عمل ہو سکتا ہے جب کہ اس میں احتیاط ہو۔

(معارف السنن ۱/۲۰۶)



باب ما يقول بين ظهراني وضوئه

وضو کے درمیان کونسی دعا پڑھنی چاہئے

(۲۸) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن عبدالاعلى، حدثنا معتمر ابن سليمان قال: سمعت عبادا يعني عباد بن علقمة قال: سمعت ابا مجلز يقول: قال أبو موسى رضی اللہ تعالیٰ عنہ: أتيت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فتوضأ فسمعته يقول:

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ. ﴾

قال قلت: يا نبي الله لقد سمعتك تدعو بكذا وكذا، قال: وهل تركن من شيء؟

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۳۹/٤) باختلاف فی اللفظ والنسائی فی «السنن الکبری» ٦/٢٤/٩٩٠٨) وابویعلی فی «مسنده» (۱۳/۲۵۷/۷۲۷۳) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (۱۹٦/۳/١٠١٩) وفی «المعجم الصغیر» (۷۳۱۷/٦٨٩١)

(۲۸) **ترجمہ:** ”حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضوفرمارہے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ۔ میرے گناہ معاف فرما دیں، اور میرے (دنیا، برزخ اور آخرت کے) گھر میں وسعت عطا فرمائیں۔ اور میرے (دینی اور دنیوی) رزق میں برکت عطا فرمائیں۔“

(قوسین کا ترجمہ فتوحات ربانیہ ۲/۳۳)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے نبی! میں نے آپ کو ان الفاظ سے دعا کرتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: کیا ان کلمات نے (دنیا وآخرت کی بھلائی کی) کوئی چیز باقی چھوڑی ہے۔ (یعنی ان کلمات نے دنیا اور آخرت کی بھلائی کی کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے)۔“

فائدہ: نسائی نے یہ دعا وضو کے بعد پڑھنے کے لئے نقل کی ہے اور یہاں پر ابن سنی نے وضو کے درمیان نقل کی ہے دونوں احتمال صحیح ہیں۔ (قالہ النووی فی کتاب الاذکار ۳۶)



باب ما يقول إذا فرغ من وضوئه

وضو کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہئے

وضو کے بعد کونسی دعا پڑھے اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ٥ حدیث بیان فرمائی ہیں۔

(٢٩) - حدثنا عبدالله بن محمد بن جعفر، حدثنا سعيد بن محمد البيروتي، ثنا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا عبدالرحمن بن سوار الهذلي، حدثنا عمرو بن ميمون بن مهران، عن أبيه عن جده قال: كنت عند عثمان ابن عفان رضي الله تعالى عنه فحدث عن رسول الله ﷺ أنه قال: من قال حين يفرغ من وضوئه:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.﴾

ثلاث مرات لم يقم حتى تمحى عنه ذنوبه حتى يصير كيوم ولدته أمه.

اخرجه ابن حجر فی «نتائج الافکار» (٢٥٠/١)

(٢٩) ترجمہ: ''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کے بعد تین مرتبہ۔''

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.﴾

پڑھے تو وہ وضو سے اس حال میں اٹھتا ہے کہ اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس دن کی طرح (گناہوں سے پاک) ہو جاتا ہے جیسے وہ آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔''

فائدہ: وضو کے بعد فوراً دعا پڑھنی چاہئے کیونکہ حدیث میں ''حين يفرغ'' یعنی جیسے ہی وضو سے فارغ ہو آیا ہے۔
(فتوحات ربانیہ ١٦/٢)

علماء نے لکھا ہے کہ وضو اور دعا کے درمیان بات نہ کرنا سنت ہے۔ (فتوحات ربانیہ ٢٨/٢)

ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے وضو کیا اور اپنے پیر دھوئے اور بغیر بات کئے ''اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله'' پڑھا اس کے لئے دونوں وضوؤں کے درمیان سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
(ابویعلی دار قطنی فتوحات ربانیہ ١٩/٢)

لیکن دعا وضو کے فوراً بعد پڑھنا یہ کامل درجہ ہے بعد میں بھی پڑھ لینا چاہئے۔ (فتوحات ربانیہ ١٦/٢)

وضو کی دعائیں تیمم اور غسل کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ١٧/٢)

نوع آخر:

(٣٠) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا المسيب بن واضح، ثنا يوسف ابن أسباط، عن سفيان، عن أبي هاشم، عن أبي مجلز، عن قيس بن عباد، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من توضا فأسبغ الوضوء ثم قال عند فراغه من وضوئه:

﴿ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ. ﴾

ختم عليها بخاتم فوضعت تحت العرش فلم يكسر إلى يوم القيامة.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٦/١١٣/٢٩٨٩٣) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/٢٥/٩٩١١) وفى «عمل اليوم والليلة» (٨١) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٢/١٢٣/١٤٥٥) والحاكم فى «المستدرك» (١/٧٥٢/٢٠٧٢) وقال هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجه.

ایک اور دعا:

(٣٠) **ترجمہ:** ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور وضو کو کامل طریقے سے کیا پھر وضو سے فارغ ہوکر یہ دعا پڑھی:

﴿ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ اللّٰهُمَّ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ آپ پاک ہیں اور میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اور میں آپ سے معافی طلب کرتا ہوں اور اے اللہ میں آپ سے توبہ کرتا ہوں۔“

تو ان الفاظ کو ایک پرچہ پر لکھ کر مہر لگا دی جاتی ہے جو قیامت تک لگی رہے گی اور اس دن سے پہلے توڑی نہیں جائے گی۔“

فائدہ: وضو کامل کا مطلب یہ ہے کہ وضو کو تمام سنن مستحبات آداب کی رعایت کرتے ہوئے کیا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن جب تک ان کلمات کا بدلہ نہیں ملے گا اس وقت تک اس کی مہر نہیں توڑی جائے گی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ٦/٥٥)

اس حدیث میں اچھی طرح وضو کرنے کے لئے فرمایا ہے۔

اچھی طرح وضو کرنے کی فضیلت

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اچھی طرح وضو کرنا آدھا ایمان ہے۔ (حاشیہ سندی ٥/٥)

ایک حدیث میں اچھی طرح وضو کرنے کو گناہوں کے معاف کرانے اور درجات بلند کرانے والی چیزوں میں شمار فرمایا ہے۔ (مسلم ۱/۱۲۷)

اچھی طرح وضو کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نا گواری کے باوجود تمام آداب کی رعایت کرتے ہوئے وضو کرنا۔ جیسے سردی ہو یا بدن میں تکلیف ہو اس کے باوجود مشقت برداشت کر کے اچھی طرح وضو کرنا۔

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ تمام اعضائے وضو کو اچھی طرح دھونا، تین مرتبہ دھونا اور اعضاء کی چمک کو بڑھانا اچھی طرح وضو کرنا ہے۔ (مرقاۃ ۱/۳۲۱)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن میری امت کو وضو کی وجہ سے روشن پیشانی اور چمک دار سفید اعضا والے کہہ کر پکارا جائے گا جو شخص اپنی پیشانی کی روشنی اور اعضاء کی سفیدی بڑھانا چاہے وہ ایسا کرے۔ (مسلم ۱/۱۲۶)

نوع آخر:

(۳۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا سويد بن نصر، أنا عبدالله، عن حيوة بن شريح، أخبرني زهرة بن معبد، أن ابن عمه أخي أبيه حدثه، أن عقبة بن عامر حدثه قال: قال لي عمر بن الخطاب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ: قال رسول الله ﷺ من توضأ فاحسن الوضوء، ثم رفع بصره إلى السماء فقال:

﴿ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. ﴾

فتحت له ثمانية أبواب الجنة يدخل من أيها شاء.

اخرجه احمد في «مسنده» (۱/۱۹) والدارمي في «سننه» (۱/۱۹٦/۸۱٦) وابوداود (۱/٤٤/۱۷۰) (۱/۲۲) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦/۲٥/۹۹۱۲) وابويعلى في «مسنده» (۱/۲۱۳/۲٤۹)

ایک اور دعا:

(۳۱) تَرجَمَہ: ''حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر (وضو سے فارغ ہونے کے بعد) آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے اور یہ دعا پڑھے:

﴿ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. ﴾

تَرجَمَہ: ''میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلے ہیں اور ان کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ محمد (ﷺ) ان کے بندے اور رسول ہیں۔''

تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔“

فائدہ: آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں کا مطلب یہ ہے کہ جائے گا تو ایک سے لیکن اس کے اعزاز و اکرام میں آٹھوں دروازے کھل جائیں گے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۸/۲)

نوع آخر:

(۳۲) - أخبرني أحمد بن الحسن بن هارون الصباحي، حدثنا الحسين بن علي ابن يزيد الصدائي، حدثنا أبي، حدثنا أبو سعيد الاعور، عن أبي سلمة، عن ثوبان رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضا فأحسن الوضوء ثم قال عند فراغه:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.﴾

فتح الله لهٗ ثمانية أبواب الجنة يدخل من أيها شاء.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٩٨٩٤/١١٣/٦) والترمذى (٥٥/٧٨/١) (١٨/١) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٤٤١/١٠٠/٢) وفى «المعجم الاوسط» (٤٨٩٥/١٤٠/٥) والبيهقى فى «السنن الصغرىٰ» (١١٢/٩٤/١) والرافعى فى «التدوين فى اخبار قزوين» (٣٣/٢)

ایک اور دعا:

(۳۲) **ترجمہ:** ”حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا پھر وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھی:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں۔ اے اللہ آپ مجھے کثرت سے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک وصاف رہنے والوں میں داخل فرما دیں۔“

تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔“

فائدہ: ”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ“ اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں بنا دیں کا مطلب ہے کہ اے اللہ! آپ ہمیں توفیق عطا فرمائیں کہ ہم سے جب کبھی بتقاضائے بشریت کوئی گناہ ہو جائے تو ہم اس سے فوراً توبہ کر لیں اور اپنے عیوب سے رجوع کر لیں۔ یعنی جب ہم سے گناہ ہو جائے تو ہمارے دل میں یہ داعیہ پیدا کر دیں کہ ہم گناہ کے بعد فوراً توبہ کر لیں خواہ

گناہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں تا کہ ہم آپ کے پسندیدہ بندے بن جائیں۔

حدیث کے آخری جملے پاکیزگی کرنے والوں میں شامل کر دیں کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں باطنی پاکیزگی کی دولت سے نواز دے اور ہمارے جتنے برے اخلاق اور بدخصائل ہیں سب سے ہمیں پاک کر دے اس دعا میں اس طرف اشارہ ہے کہ جسم اور اعضاء ظاہری کی طہارت وصفائی وضو سے ہوتی ہے یہ ہمارے اختیار میں تھی اس کو ہم نے پورا کر لیا اب باطنی احوال کی طہارت اوراندرونی صفائی آپ کے ہاتھ میں ہے لہٰذا اپنے فضل وکرم سے باطنی پاکیزگی بھی عنایت فرمایئے۔ (مظاہر حق ۱/۲۸۰)

توبہ باطن کی گناہوں سے پاکی کے لئے ہے اور وضو ان ظاہری ناپاکیوں سے پاکی کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کی قربت سے روکنے والی ہیں۔اس لئے آپ ﷺ نے اس دعا میں دونوں قسم کی پاکیوں کو ذکر فرمایا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس دعا کے ساتھ یہ دعا: ''سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت وحدك لا شريك لك استغفرك واتوب اليك'' بھی پڑھنی چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۱۲۳)

نوع آخر:

(۳۳) - حدثنا ابن منيع، ثنا أبو سعيد يحيٰى بن سعيد، حدثنا الحسين ابن على الجعفى، عن عمرو بن عبدالله بن وهب أبى معاوية النخعى، حدثنا أبو الحوارى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه، (ح) وحدثنا عبدالرحيم ابن محمد بن عمرو، حدثنا زياد بن أيوب، حدثنا أبو نعيم، حدثنا عمرو ابن عبدالله النخعى أبو معاوية، قال: حدثنى زيد العمى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه، (ح) وأخبرنا ابن منيع، حدثنا أبو هشام الرفاعى، حدثنا زيد ابن الحباب، عن عمرو بن عبدالله بن وهب النخعى، عن زيد العمى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه، (ح) وأخبرنى محمد بن أحمد بن عثمان، حدثنا إبراهيم بن نصر، حدثنا عبدالله بن رجاء، حدثنا زائدة، عن عبدالله ابن وهب، عن زيد العمى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ما من عبد يتوضأ فيحسن الوضوء ثم يقول:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. ﴾

ثلاث مرات إلا فتح الله له ثمانية أبواب الجنة من أيها شاء دخل. لفظ حسين الجعفى وأبى نعيم.

(وأخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (۱/۱۳/۲۲) واحمد فى «مسنده» (۳/۲٦٥) وابن ماجه (۱/۱٥۹/٤٦۹) (۳٦) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ۳۸٥، ۳۸٦) وابن حجر فى «نتائج الاذكار» (۱/۲٤۹)

ایک اور دعا:

(۳۳) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر وضو کے بعد یہ دعا پڑھے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.﴾

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور ان کے رسول ہیں۔''

تو اس کے لئے آٹھوں دروازے کھول دیتے ہیں جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی وضو کرے اور وضو سے فارغ ہونے کے بعد وہ یہ دعا پڑھے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.﴾

پھر مجھ پر درود شریف پڑھے۔ (رواہ ابن حجر فی شرح العباب فتوحات ۲/۲۵)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ مراتب اور درجات کے اعتبار سے جنت کے آٹھ حصے ہیں۔ چنانچہ اس حدیث میں ''آٹھوں دروازوں'' سے حقیقۃً دروازے مراد نہیں ہیں بلکہ ان آٹھوں حصوں کو ایک ہی اعتبار کیا ہے اور ہر ایک کو دروازے سے تعبیر کیا ہے کبھی ایک کو بھی بہشت کہتے ہیں۔ اس حساب سے ''ہشت بہشت'' کہتے ہیں۔ (مظاہر حق ۱/۲۷۹)



باب ما يقول إذا أصبح و إذا أمسٰى

صبح شام پڑھنے کی دعائیں

صبح دن کی ابتدا اور شام رات کی ابتدا ہے اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں جو دن رات انسان پر برستی ہیں ان کی شکر گزاری اور آئندہ آنے والے دن اور رات میں ہر قسم کے شر سے حفاظت اور ہر قسم کی خیر و عافیت کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے اباب جس کے ذیل میں ۴۹ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

یہ (صبح شام کی دعاؤں کا) باب بہت وسیع ہے۔ جو شخص تمام دعائیں پڑھ سکے یہ اللہ تعالیٰ کا اس پر انعام وفضل ہے اور خوش نصیبی ہے اور جو تمام نہ پڑھ سکے وہ کچھ دعائیں پڑھ لے اگرچہ ایک ہی کیوں نہ ہو۔ (قالہ النووی کتاب الاذکار ۱۰۵)

دعائیں پڑھنے کا وقت: صبح سے مراد طلوع فجر سے ۱۰،۱۱ بجے تک کا وقت ہے۔ لہٰذا جو دعائیں صبح پڑھنی ہیں ان کو اس وقت تک پڑھ لیں۔ اور شام کا وقت عصر کے بعد سے تہائی رات تک ہے لہٰذا شام کی دعائیں اس وقت تک پڑھ لیں۔

(فتوحات ربانیہ ۳/۷۴)

اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں صبح سے مراد سارا دن اور شام سے مراد ساری رات۔ صبح سے مراد رات کے آخری آدھے حصے سے زوال تک اور شام زوال سے رات کے پہلے آدھے حصہ تک مراد ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۷۴، ۷۵، مرقاۃ ۵/۱۶۵)

پہلے قول میں احتیاط ہے۔

(٣٤) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا مسدد، حدثنا يحيٰى بن سعيد، عن سفيان، حدثني سلمة بن كهيل، عن عبدالله بن عبدالرحمن بن أبزى، عن أبيه رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كان رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا أصبح قال:

﴿أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الإِخْلَاصِ وَدِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.﴾

وأخرجه أحمد في «مسنده» (٤٠٦/٣) والدارمي (٢٦٨٨/٢٧٨/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٩٨٢٩/٣/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣) والطبراني في «الدعا» (رقم ٢٩٤)

(۳۴) تَرجَمَہ: ”حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿أَصْبَحْنَا عَلَى فِطْرَةِ الإِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الإِخْلَاصِ وَدِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ

أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.﴾

ترجمہ: ''ہم نے فطرۃ اسلام اور کلمہ اخلاص اور اپنے (پیارے) نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اپنے جد امجد (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت پر صبح کی جو موحد اور مسلمان تھے مشرکوں میں نہ تھے۔''

فائدہ: جب یہ دعا شام کو پڑھی جائے تو اصبحنا کی جگہ امسینا پڑھا جائے۔ (مرقاۃ ۵/۱۷۶، وتحفۃ الاحوذی ۹/۲۳۶)

اسی طرح جہاں اصبح ہے وہاں امسیٰ پڑھا جائے گا۔
فطرت اسلام پر صبح کی یعنی دین حق پر صبح کی۔
فطرت کا معنی سنت بھی آتا ہے۔
کلمۂ اخلاص سے مراد کلمۂ شہادت ہے۔
ہمارے نبی (علیہ الصلاۃ والسلام) کے دین پر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سکھانے کے لئے فرمایا ہے۔
ملت ابراہیم، ابراہیم علیہ السلام دین مستقیم پر قائم تھے اور مشرکوں میں سے نہیں تھے۔ (فیض القدیر ۵/۱۰۵)
حنیفًا کا معنی اسلام کی طرف مائل ہونا اور اسی پر ثابت رہنا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۲۶۴)
حنیف وہ مسلمان تمام ادیان سے منہ موڑ کر اسلام کی طرف یکسو ہو گیا ہو۔
بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد مخلص مسلمان ہے۔ (شرح تحفۃ الذاکرین ص ۱۶۶)

نوع آخر:

(۳۵) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، حدثنا محمد بن زنبور، حدثنا عبدالعزيز بن أبي حازم، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا أصبحتم فقولوا:

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَىٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۵۲۲/۲) وابوداؤد (۵۰۶۸/۳۱۷/٤) (۳۳۵/۲) وابن ماجه (۷۲/۱۲/۲) والترمذي (۳۹۹۱/٤٦٦/٥) (۱۷٦/۲) وابن حبان في «صحيحه» (۹٦٤/٤٤/۳)

ایک اور دعا:

(۳۵) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح کے وقت تم یہ دعا پڑھا کرو۔''

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَىٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم نے آپ ہی کی مدد سے صبح کی، آپ ہی کی مدد سے شام کی، آپ ہی کے حکم سے

ہم زندہ ہیں، آپ ہی کے حکم سے مریں گے اور ہم آپ ہی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔"

فائدہ: حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ہم نے آپ کی حفاظت اور آپ کی نعمتوں میں ڈھکے ہوئے، آپ کے ذکر میں مشغولیت کی حالت میں، آپ کے نام سے مدد طلب کرتے ہوئے، آپ کی توفیق کے شامل حال ہوتے ہوئے اور آپ کے ارادے اور قوت سے حرکت کرتے ہوئے صبح کی۔

آپ ہی کے نام سے جیتے اور مرتے ہیں کا مطلب یہ ہے کہ ہماری حالت تمام حالتوں اور تمام احکامات میں اسی طرح ہمیشہ رہتی ہے کہ ہم آپ ہی کے نام سے سارے کام کرتے ہیں۔

آپ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں یعنی ہم قیامت کے دن آپ کے پاس اٹھائے جائیں گے۔ (تحفۃ الاحوذی ٩/٢٣٦)

نوع آخر:

(٣٦) - حدثنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أحمد بن سليمان، حدثنا حسين يعنى الجعفى، عن زائدة، عن الحسن بن عبدالله، عن إبراهيم بن سويد، عن عبدالله بن يزيد، عن عبدالله رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبى صلی اللہ علیہ وسلم أنه كان يقول إذا أمسى:

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شريك له، اللهم إنى أعوذبك من الجبن والبخل، وسوء الكبر، وفتنة الدنيا وعذاب القبر، وعذاب النار﴾

و إذا أصبح قال مثل ذلك. وزاد زبيد عن إبراهيم بن سويد، عن عبدالرحمن بن يزيد، عن عبدالله يرفعه: و إذا أمسى قال:

﴿لا إله الا الله وحده لا شريك له، لهُ الملك وله الحمد يُحْيِى وَيُمِيْتُ وهو على كل شيء قدير.﴾

اخرجه مسلم (٤/٢٠٨٩/٢٧٢٣) (٢/٣٥٠) وابوداؤد (٤/٣١٧/٥٠٧١) (٢/٣٣٥) والترمذی (٥/٤٦٥/٣٣٩٠) (٢/١٧٦) والنسائی فی «السنن الكبرى» (٦/١٠/٩٨٥١) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٣)

ایک اور دعا:

(٣٦) **ترجمہ:** "حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) شام کے وقت یہ دعا پڑھتے اور صبح کو بھی یہی کلمات پڑھتے۔"

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لا شريك له، اللهم

إني أعوذبك من الجبن والبخل، وسوء الكبر، وفتنة الدنيا وعذاب القبر، وعذاب النار﴾

ترجمہ: ”ہم نے اور ساری خدائی (مخلوق) نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے شام کی ہے، سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اے اللہ! میں کنجوسی، بزدلی برے بڑھاپے، دنیا کے فتنے، قبر اور جہنم کے عذاب سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔“

صبح کو بھی ایسے کلمات ارشاد فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ شام کے وقت یہ دعا پڑھتے:

﴿لا إله الا اللّٰه وحده لا شريك له، لهٗ الملك وله الحمد يُحْيِي وَيُمِيْتُ وهو على كل شيء قدير.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اپنی (ذات صفات میں) اکیلے ہیں۔ کوئی ان کا شریک نہیں ہے ان ہی کے لئے ساری بادشاہی اور ساری تعریف ہے وہ (مخلوق کو) زندہ کرتے ہیں اور وہی (مخلوق) کو موت دیتے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔“

فائدہ: ہم نے اور ساری مخلوق نے شام کی کا مطلب یہ ہے کہ ہم اور ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ڈھکے ہوئے شام میں داخل ہوئے۔

علامہ طیبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ یہ کہنے والے کا حال ہے کہ ہم نے پہچان لیا کہ (سارا) ملک اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لئے نہیں ہے۔ بس اسی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور ہم نے اللہ تعالیٰ ہی کو عبادت، حمد وثنا اور شکر کے لئے خاص کر دیا ہے۔

پھر ہمیشہ صبح شام ان چیزوں کو طلب کرتے ہیں اور جو چیزیں ان میں رکاوٹ ڈالتی ہیں ان سے پناہ مانگتے ہیں۔

(فتوحات ربانیہ ٣/٨٩)

بزدلی، دل کی کمزوری کو کہتے ہیں۔ (فیض القدیر ٣/١١١)

سخاوت اگر نفس سے ہو تو یہ شجاعت و بہادری کہلاتی ہے۔ اس کی ضد بزدلی ہے۔ اگر سخاوت مال سے ہو تو یہ سخاوت ہے۔ اس کی ضد کنجوسی ہے۔

شجاعت اور سخاوت دونوں اکٹھے ایک کامل آدمی میں نہیں ہوسکتی ہیں اور انتہائی ناقص آدمی میں نہیں ہوسکتی ہیں کیونکہ کنجوسی اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتی اور کامیابی سے محرومی کا سبب بنتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ٣/٤٩)

نوع آخر:

(٣٧) - نوع آخر. أخبرنا اسماعيل بن إبراهيم بن بلال، حدثنا محمد ابن عبدالملك الدقيقي، حدثنا إسماعيل بن أبان (العنزى)، حدثنا ابو اسرائيل عن طلحه بن مصرف عن عبدالرحمن بن عوسجة عن البراء ابن عازب رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذا أصبح و أمسى:

﴿اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرِ مَا بَعْدَهٗ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّمَا بَعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ، وَسُوْءِ الْكِبْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ.﴾

فى حديث عبدالله بن مسعود اخرجه النسائى فى «السنن الكبرى» (١٤٠٩/١٤٨/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (٥٧٣) باختلاف فى اللفظ ومن طريقه ابن حجر فى «نتائج الافكار» (٣٥٤/٢) و حديث البراء اخرجه الطبرانى فى «المعجم الكبير» (١١٧٠/٢٤/٢) وفى «الدعا» (رقم ٢٩٥)

ایک اور دعا:

(٣٧) ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح شام یہ دعا پڑھتے۔"

﴿اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الْيَوْمِ وَخَيْرِ مَا بَعْدَهٗ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْيَوْمِ وَشَرِّمَا بَعْدَهٗ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسْلِ، وَسُوْءِ الْكِبْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ.﴾

ترجمہ: "ہم اور ساری خدائی (مخلوق) نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے صبح کی اور تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے وہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اے میرے رب! جو کچھ اس دن میں (پیش آنے والا) ہے اور جو کچھ اس کے بعد (پیش) آئے گا میں آپ سے اس کی بھلائی اور بہتری مانگتا ہوں اور اے میرے پروردگار! جو کچھ اس دن میں اور اس کے بعد شر (پیش آنے والا) ہے میں اس شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اے میرے پروردگار! میں سستی کاہلی

سے (جو امور خیر سے محرومی کا سبب بنتی ہے) اور برے بڑھاپے سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ اے میرے پرورش کرنے والے! میں عذاب جہنم سے اور عذاب قبر سے بھی آپ کی پناہ چاہتا ہوں (آپ مجھے ان سے بچا لیجئے آمین)۔"

فَائِدَۃ: کسل سستی کاہلی، کسل کہتے ہیں عبادات پر قادر ہونے کے باوجود عبادات میں دیر کرنا اور اس کا سبب شر کے جذبہ کا خیر کے جذبہ پر غالب ہونا ہے۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کسل ان چیزوں کے کرنے میں دیر کرنے کو کہتے ہیں کہ جن چیزوں کے کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے اور یہ باوجود نفس میں خیر کی استطاعت ہونے کے خیر کے کاموں میں نفس کے ابھار نہ ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(الفتوحات الربانیہ ۳/۹۱)

نکتہ: سستی کو بڑھاپے پر مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سستی برے بڑھاپے سے کم درجہ کی چیز ہے کیونکہ سستی کے ساتھ عبادات کا امکان تو ہے لیکن برے نکمے محتاج بڑھاپے میں عبادات کا امکان ہی نہیں کہ باوجود چاہنے کے بھی آدمی عبادات نہیں کر پاتا ہے۔ (الفتوحات ۳/۹۱)

نوع آخر:

(٣٨) - حدثنا الحسين بن محمد، أخبرنا أبوداؤد، حدثنا أبو قتادة، حدثنا أبو الورقاء، حدثنا ابن أبي أوفى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كان رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا اصبح قال:

﴿ أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظْمَةُ لِلّٰهِ، وَالْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيهِمَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوَّلَ هٰذَا النَّهَارَ صَلَاحًا وَأَوْسَطَهُ نَجَاحًا وَآخِرَهُ فَلَاحًا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. ﴾

اخرجه ابن المبارك المروزی فی «كتاب الزهد والرقاق» (١٠٨٥/٣١٩) ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٢٩٢٧٧/٣٥/٦) وعبد بن حميد فی «مسنده» (٥٣١/١٨٨/١) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ٢٩٦) والديلمی فی «مسند الفردوس» (١٩٦٧/٤٨١/١)

ایک اور دعا:

(٣٨) **تَرجَمۃ:** "حضرت ابن ابی اوفی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔"

﴿ أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظْمَةُ لِلّٰهِ، وَالْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيهِمَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوَّلَ هٰذَا النَّهَارَ

صَلَاحًا وَأَوْسَطَهُ نَجَاحًا وَآخِرَهُ فَلَاحًا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. ﴾

تَرجَمہ: ''ہم نے اور ساری خدائی (مخلوق) نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت وطاعت) کے لئے صبح کی اور تمام تر تعریف کبریائی اور عظمت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ ساری مخلوق، (اور اس پر چلنے والا) حکم، دن، رات اور جو کچھ ان میں ہے سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کی ملک میں ہے۔ اے اللہ! آپ آج کے دن کے پہلے حصہ کو میرے لئے بہتری (کا ذریعہ) درمیانی حصہ کو فلاح (وبہبود) اور آخری حصہ کو کامیابی (کا ذریعہ) بنادیں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔'' (اللہ! میری دعا قبول کر لیجئے)

نوع آخر:

(٣٩) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو الربيع، حدثنا يوسف بن عطية، عن ثابت، عن أنس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أن رسول الله ﷺ كان يدعو بهذه الدعوات إذا أصبح و إذا أمسى:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فُجَاءَةِ الْخَيْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فُجَاءَةِ الشَّرِّ. فَإِنَّ الْعَبْدَ لَا يَدْرِيْ مَا يَفْجَأُهُ إِذَا أَصْبَحَ وَ إِذَا أَمْسَى. ﴾

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (٣٣٧١/١٠٦/٦) والخرائطى فى «مكارم الاخلاق» (١٩٧/٤٩٩) المنتقى والديلمى فى «مسند الفردوس» (١٨٥٩/٤٥٧/١) وابن حجر فى «نتائج الافكار» (٤٠٤/٢)

ایک اور دعا:

(٣٩) تَرجَمہ: ''حضرت انس رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو صبح شام پڑھا کرتے تھے۔''

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ فُجَاءَةِ الْخَيْرِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فُجَاءَةِ الشَّرِّ. فَإِنَّ الْعَبْدَ لَا يَدْرِيْ مَا يَفْجَأُهُ إِذَا أَصْبَحَ وَ إِذَا أَمْسَى. ﴾

تَرجَمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے جلد ملنے والی خیر کا سوال کرتا ہوں اور جلد پیش آنے والے شر سے پناہ چاہتا ہوں کہ بندہ کو معلوم نہیں کہ صبح شام اچانک اس کے ساتھ کیا پیش آنے والا ہے۔''

فَائِدَہ: ابن قیم رَحِمَہُ اللهُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: جس نے اس کو آزمایا اس نے اس دعا کی قدر ومنزلت کو پہچانا اور اس کو اس کا عمومی نفع حاصل ہوا۔ اس دعا سے نظر لگانے والے کی نظر بد سے آدمی محفوظ رہتا ہے اور اگر نظر بد لگ جائے تو اس کی برکت سے اس کا اثر زائل ہوجاتا ہے اور یہ سارا معاملہ اس کے پڑھنے والے کے یقین بقدر ہوتا ہے۔ (فیض القدیر ١٠٥/٥)

برے بڑھاپے الخ یعنی آخری اور گھٹیا عمر کیونکہ اس میں عجز، بڑھاپا، عقل کا خراب ہوجانا اور انسان کا بچپن کی طرف لوٹ

جانا جو علم ومعرفت، کامل طریقے سے ظاہری و باطنی عبادت اور اللہ تعالیٰ کی لعنت بنوں میں غور وفکر کے لئے رکاوٹ بنتا ہے۔ برا بڑھاپا کیونکہ ان کمالات کو ضائع کردیتا ہے اس لئے خصوصی طور پر اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

اس رات کے خیر وشر سے پناہ الخ۔ مطلب یہ ہے کہ اس رات میں آپ نے جن ظاہری اور باطنی چیزوں کو اپنی مخلوق کے لئے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا ہے ہم آپ سے وہ تمام ظاہری و باطنی چیزوں کا سوال کرتے ہیں۔

اسی طرح شام کو بھی ان تمام شرور سے پناہ چاہتے ہیں جن کا آپ نے دن رات ارادہ فرمایا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ٣/٤٩، ٥٠)

نوع آخر:

(٤٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عمرو بن منصور، حدثنا أبو نعيم، عن عبادة بن مسلم، حدثني جبير بن أبي سليمان بن جبير بن مطعم، أنه كان جالسا مع ابن عمر رضي الله تعالى عنهما فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في دعائه حين يصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَآمِنْ رَوْعَاتِيْ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ، وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ.﴾

قال جبير وهو الخسف، قال عبادة: لا أدري قول رسول الله صلى الله عليه وسلم أو قال جبير.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٢٥) وابوداؤد (٤/٣١٨/٥٠٧٤) (٢/٣٤٤) وابن ماجه (٢/١٢٧٣/٣٨٧١) (٢٨٦) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦/١٤٥/١٤٠١) وابن حبان في «صحيحه» (٣/٢٤١/٩٦١)

ایک اور دعا:

(٤٠) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَآمِنْ رَوْعَاتِيْ، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ، وَأَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ سے دنیا اور آخرت (دونوں) میں خیر و عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ اے

اللہ! میں آپ سے (اپنے گناہوں کی) معافی چاہتا ہوں اور آپ سے اپنے دین و دنیا اپنے اہل وعیال اور مال میں عافیت چاہتا ہوں۔ اے اللہ! (میں درخواست کرتا ہوں کہ) آپ میرے تمام عیوب کی پردہ پوشی فرما دیں اور میرے خوف و پریشانی کو امن و امان سے بدل دیں اے اللہ! آپ میرے آگے سے میرے پیچھے سے، میرے دائیں سے، میرے بائیں سے، میرے نیچے اور میرے اوپر سے بھی میری حفاظت فرمائیں۔ اے اللہ! میں آپ کی عظمت کی پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ میں نیچے کی جانب سے اچانک ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں۔"

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نیچے کی جانب سے ہلاکت میں ڈال دیا جاؤں کا مطلب زمین میں دھنسا دیا جانا ہے۔

فائدہ: عافیت کی دعا تمام دعاؤں میں جامع ترین دعا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے کچھ سکھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چچا جان! اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عافیت طلب فرمائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: عافیت کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا میں عافیت، رزق، جسمانی صحت، عیب پوشی اور طاعت پر توفیق کا حاصل ہونا ہے اور آخرت میں مغفرت ہو جانا، جہنم سے چھٹکارا اور جنت کا مل جانا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ گناہوں کے معاف ہو جانے کو عفو کہتے ہیں اور تمام بیماریوں اور بلاؤں سے حفاظت کو عافیت کہتے ہیں۔
(کلہ من الفتوحات الربانیۃ ۳/۱۱۰)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگا جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ عافیت مانگنا پسند ہے۔
(فتوحات بانیہ ۳/۱۳۷)

"تمام عیوب کی پردہ پوشی فرمائیں" یعنی میری ہر ایک کمی کوتاہی جس کا لوگوں کے سامنے آنا مجھے برا لگتا ہو اس کو لوگوں کے سامنے آنے سے محفوظ فرمائیے۔ (شرح تحفۃ الذاکرین ص۱۱۳)

"میری آگے پیچھے سے حفاظت فرمایئے" یعنی میری چھ سمتوں سے حفاظت فرمایئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کی تفسیر من بین ایدیھم سامنے کا مطلب آخرت (کی پریشانی وغیرہ) سے حفاظت فرمانا اور من خلفھم یعنی پیچھے سے کا مطلب ہے دنیا سے حفاظت فرمانا اور دائیں بائیں سے ان کی نیکیوں اور برائیوں سے حفاظت فرمانا مراد ہے۔

نیچے کی جانب الخ نیچے کی جانب سے ہلاکت بہت بری ہوتی ہے اس لئے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

اغتیال عرب ایسی جگہ قتل کرنے کو کہتے ہیں جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۱۱۱)

نوع آخر:

(٤١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا يونس بن عبدالاعلى فى حديثه، عن ابن وهب، أخبرنى سليمان بن بلال، عن ربيعة بن أبى عبدالرحمن، عن عبدالله بن عنبسة، عن عبدالله بن غنام رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ أن رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: من قال حين يصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ.﴾

فقد أدى شكر ذلك اليوم.

وأخرجه أبوداود (٥٠٧٣/٣١٨/٤) (٣٤٤/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٩٨٣٥/٥/٦) وابن حبان فى «صحيحه» (٨٦١/١٤٣/٣) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٣٠٦) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٤٣٦٨/٨٩/٤)

ایک اور دعا:

(۴۱) تَرجَمۃ: ''حضرت عبداللہ بن غنام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کو یہ دعا پڑھتا ہے تو اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا۔''

﴿اَللّٰهُمَّ مَا أَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ أَوْ بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ.﴾

تَرجَمۃ: ''اے اللہ! آج صبح جو نعمت مجھے یا آپ کی مخلوق میں کسی کو بھی ملی ہے وہ آپ ہی کی طرف سے ملی ہے۔ آپ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں ہے لہٰذا تمام تر تعریف آپ ہی کے لئے ہے اور آپ ہی کا شکر ہے۔''

فَائِدَة: شکر ایسی بڑی دولت ہے کہ جس نعمت پر آدمی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کے بڑھانے کا وعدہ فرمایا ہے اور انسان دن میں اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اور ان کی بقا کی جدوجہد کرتا ہے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ساتھ ان کی بقا کا بھی انتظام فرما دیا ہے۔

اس حدیث سے اس دعا کی ایک عظیم فضیلت ومنقبت معلوم ہوئی کہ شکر ادا کرنا جو بندہ پر واجب ہے اس کی ادائیگی ان مختصر الفاظ سے ہو جاتی ہے۔ اس دعا کو صبح پڑھنے والا دن کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا شمار ہوتا ہے اور شام کو پڑھنے والا صبح تک کی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا شمار ہوتا ہے۔ (شرح تحفۃ الذاکرین لسعید محمود عقیل ص۱۱۴)

منقول ہے کہ حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام نے ایک دن اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: پروردگار! مجھے آپ کی بہت زیادہ نعمتیں حاصل ہیں میں ان کا شکر کس طرح ادا کروں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: داؤد! اگر تم نے یہ جانا کہ تمہیں جو نعمتیں حاصل ہیں وہ میری طرف سے ہیں تو سمجھ لو تم نے ان کا شکر ادا کر دیا۔ (مظاہرِ حق ۲/۵۹۶)

نوع آخر:

(٤٢) - أخبرني جعفر بن عيسى، حدثنا العباس بن محمد، حدثنا علي ابن قادم، حدثنا جعفر الأحمر، عن ثعلبة بن يزيد، عن عبدالله بن بريدة، عن أبيه رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ: من قال إذا أصبح و إذا أمسى:

﴿رَبِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءِ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.﴾

ثم مات دخل الجنة.

اخرجه ابونعيم الاصبهاني في «الترغيب والترهيب» (٢/١٣٩/١٣١٠) كما في «العجالة» (١/٨٩) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٢/٤١٤)

ایک اور دعا:

(۴۲) تَرجَمَہ: ”حضرت بریدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام یہ دعا پڑھے:

﴿رَبِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاءِ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.﴾

تَرجَمَہ: ”میرے رب وہ اللہ تعالیٰ ہیں جن کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ سب سے برتر اور عظمت والے ہیں، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا میں (اس بات پر) یقین رکھتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والے ہیں، اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔“

پھر (صبح شام پڑھنے کے بعد اس دن یا رات میں) مر جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔''

نوع آخر:

(٤٣) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا معلل بن نفيل، حدثنا موسى بن أعين، عن ليث، عن عثمان، عن سليمان بن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال إذا أصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ،إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

فإن مات من يومه مات شهيدا، و إن مات من ليلة مات شهيدا.

اخرجه ابوداؤد (٥٠٧٠/٣١٧/٤) (٣٤٣/٢) وابن ماجه (٣٨٧٢/١٢٧٤/٢) (٢٧٦) والترمذى (٣٣٩٣/٤٦٧/٥) (١٧٦/٢) باختلاف فى اللفظ والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٠) وابن حبان فى «صحيحه» (٩٣٢/٢١٢/٣)

ایک اور دعا:

(۴۳) تَرجَمَہ: ''حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کے وقت یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ،إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی نے مجھے پیدا فرمایا ہے۔ میں آپ کا بندہ ہوں، اور بقدر استطاعت آپ سے کئے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں اپنے کئے ہوئے برے عمل سے آپ کی پناہ لیتا ہوں اور مجھ پر جو آپ کی نعمتیں ہیں میں ان کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں لہٰذا مجھے معاف کر دیجئے کیونکہ گناہوں کو آپ کے علاوہ کوئی نہیں معاف کرسکتا ہے۔''

اگر اس کو اسی دن موت آگئی تو شہید ہونے کی حالت میں موت آئی اور اگر اس کو اسی رات موت آگئی تو شہید ہونے کی حالت میں موت آئی۔''

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے کہ جس نے دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصے میں ان کلمات کو پڑھا اور اسی دن شام سے پہلے اس کو موت آگئی تو جنتیوں میں سے ہوگا اور اگر کسی نے دل کے یقین کے ساتھ شام کے کسی حصہ میں ان کلمات کو پڑھا اور صبح ہونے سے پہلے اس کو موت آگئی تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا۔ (بخاری ۲/۹۳۲)

اس دعا کے استغفار کو رسول اللہ ﷺ نے خاص طور سے امت کو سکھایا ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ کیا میں تم کو سیّدالاستغفار نہ بتاؤں۔ (ترمذی ۲/۱۷۶)

ایک روایت میں ہے کہ افضل الاستغفار یعنی ثواب کے اعتبار سے یہ تمام قسم کے استغفار میں افضل ہے۔
(حاشیہ سندھی علی النسائی ۲/۳۱۹)

ایک روایت میں ہے کہ سیدالاستغفار سیکھو۔ (ابن سنی عمل الیوم اللیلہ رقم صفحہ ۳۷۴)

کیونکہ یہ استغفار توبہ کے بھرپور معانی پر مشتمل ہے اس لئے اس کو سیدالاستغفار فرمادیا ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۹۹)

ایک وجہ یہ ہے کہ یہ استغفار بہترین معانی اور حسین الفاظ پر مشتمل ہے اس لئے اس کو سیدالاستغفار فرمایا ہے۔
(حاشیہ سندھی النسائی ۲/۳۱۹)

علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی سات وجودی صفات جو کہ صفات اکرام ہیں ان کا ذکر ہے اس لئے اس کو سیدالاستغفار فرمایا ہے۔ نیز اس میں بندے کی طرف سے گناہوں اور عبدیت کا اظہار اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں ہے۔ (قالہ الکرمانی حاشیہ زہرالرابی علی النسائی ۲/۳۲۰)

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بہت سے فوائد پر مشتمل ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت وعبودیت کا اعتراف و اقرار ہے، اپنے گناہوں کا اقرار اپنی کمی کوتاہی سے محفوظ رہنے کی دعا، گناہوں کی نسبت اپنی طرف کرنا، نعمتوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہنا ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۰۰)

نوع آخر:

(٤٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، أخبرنا أنس بن عياض، عن أبي مودود، عن محمد بن كعب، عن أبان بن عثمان، عن عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه، أن النبي ﷺ قال: من قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمِ.﴾

فإن قالها حين يمسي لم تفجاه فاجئة بلاء حتى يصبح، و إن قالها حين يصبح لم تفجاه فاجئة بلاء حتى يمسي.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۷۲/۱) وابوداؤد (۵۰۸۸/۳۲۳/٤) (۳۳۸/۲) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۱۵) وابن حبان فی «صحیحه» (۸۵۲/۱۳۱/۱۳) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ۳۱۷)

ایک اور دعا:

(۴۴) ترجمہ: ''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص یہ دعا پڑھے۔

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.﴾

ترجمہ: ''اس اللہ کے نام کے ساتھ (ہم نے صبح یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ زمین؟ آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہ (سب کچھ) جاننے والا ہے۔''

اگر وہ یہ کلمات شام کو پڑھتا ہے تو صبح ہونے تک اسے کوئی اچانک مصیبت نہیں پہنچے گی اور اگر صبح کو پڑھتا ہے تو شام ہونے تک اسے کوئی اچانک مصیبت نہیں پہنچے گی۔''

فائدہ: ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ جو شخص تین مرتبہ صبح یا شام اس دعا کو پڑھے تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔ (ابوداؤد ۳۳۸/۲، ترمذی ۱۷۶/۲)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ دعا تین مرتبہ پڑھ لی جائے۔ اگرچہ ایک مرتبہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ مدد طلب کرتا ہوں یا اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے ہر موذی شے سے حفاظت طلب کرتا ہوں۔

اس دعا سے مذکورہ فائدہ کے حصول کے لئے حسن اعتقاد اور اچھی نیت کی ضرورت ہے۔ کوئی چیز خواہ وہ کھانا پینا یا دشمن یا حیوان وغیرہ زمین میں ہو یا آسمان میں ہو نقصان نہیں پہنچا سکتی ہے زمین سے مراد عالم سفلی اور آسمان سے مراد عالم علوی ہے۔ (عون المعبود ۲۹۳/۱۳)

نوع آخر:

(٤٥) - أخبرنا حامد بن شعیب، حدثنا شریح بن یونس، حدثنا هشیم، عن یعلی بن عطاء، عن عمرو بن عاصم، عن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أن أبا بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: یا رسول اللّٰه مرنی بکلمات أقولهن إذا أصبحت و إذا أمسیت، قال: قل:

﴿اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکَهٗ،

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهٖ. ﴾

قال: قلها إذا أصبحت و إذا أمسيت، و إذا أخذت مضجعك.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۹/۱) وابوداؤد (۵۰۸۳/۳۲۲/٤) (۳۳۵/۲) والترمذی (۳۳۹۲/۳٦۷/٥) (۱۷٦/۲) وابن حبان فی «صحيحه» (۹٦۲/۲٤۲/۳) والحاكم فی «المستدرك» (۱۸۹۲/٦۹٤/۱)

(۴۵) تَرْجَمَہ: ''حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے چند کلمات بتا دیجئے جن کو میں صبح شام پڑھ لیا کروں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا تم ان کلمات کو صبح شام اور رات کو سونے کے لئے جب اپنے بستر پر جاؤ تو پڑھ لیا کرو۔''

﴿ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَشِرْكِهٖ. ﴾

تَرْجَمَہ: ''اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے اور ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کے جاننے والے، اور ہر چیز کے رب اور مالک اللہ! میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں، میں اپنے نفس کے شر اور شیطان مردود کے شر سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔''

فَائِدَہ: ترمذی میں اس دعا کے آگے یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

﴿ وَاَنْ نَقْتَرِفَ عَلٰى اَنْفُسِنَا سُوْءًا اَوْ نَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ. ﴾ (ترمذی ۱۹۳/۲)

تَرْجَمَہ: ''ہم آپ سے اس بات کی پناہ لیتے ہیں کہ ہم اپنے نفسوں پر کوئی برائی کریں یا کسی مسلمان پر کوئی تہمت لگائیں۔''

آسمان و زمین کو پیدا کرنے والے اللہ!

عالم الغیب والشہادۃ۔ غیب وہ چیز جو بندوں سے غائب ہو شہادۃ وہ چیز جو بندوں پر ظاہر ہو۔

اپنے نفس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں کہ میرے نفس سے گناہوں کا صدور ہو شیطان کے شر سے یعنی شیطان کے وسوسے ڈالنے اور گمراہ اور ہلاک کرنے سے پناہ مانگتا ہوں۔

شَرْكِهٖ: اگر شین کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہے کہ شیطان کے جال سے پناہ مانگتا ہوں۔ اگر شین کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ شیطان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے پناہ مانگتا ہوں۔ (تحفۃ الاحوذی ۳۲۷/۹)

(٤٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أحمد بن عمرو بن السرح، أنا ابن وهب، أنا عمرو بن الحارث، أن سالما الفراء حدثه، أن عبدالحميد مولى بنى هاشم حدثه، أن أمه حدثته، وكانت تخدم بعض بنات النبى ﷺ أن ابنة النبى ﷺ حدثتها أنه كان يعلمها فيقول: قولى حين تصبحين:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.﴾

فإن من قالهن حين يصبح حفظ حتى يمسى، ومن قالهن حين يمسى حفظ حتى يصبح.

اخرجه ابوداؤد (٥٠٧٥/٣١٩/٤) (٢٤٤/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٩٨٤٠/٦/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٢) والمزى فى «تهذيب الكمال» (٤٦٢/١٦) وابونعيم فى عمل «اليوم الليلة» كما فى «نتائج الافكار» (٣٩٦/٢)

"(۴۶) ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کی ایک صاحبزادی فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کو (یہ دعا) سکھاتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم صبح کے وقت یہ دعا پڑھا کرو:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) پاک ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے حمد وثنا ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے (اس لئے) جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا اور جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، میں یقین رکھتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والے ہیں اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔"

جو شخص صبح کے وقت ان کلمات کو پڑھتا ہے تو شام تک اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور جو شام کو پڑھتا ہے اس کی صبح تک حفاظت کی جاتی ہے۔"

فائدہ: یہ حدیث حضرت عبدالحمید رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ جو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کی خدمت کیا کرتی تھیں ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی نے ان سے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ یہ دعا سکھاتے تھے۔

"اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں" کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے پاک سمجھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں۔

لا قوة الا باللّٰه۔ کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیئے بغیر کسی حرکت وسکون پر قادر نہیں ہے۔ بعض علما فرماتے ہیں کہ ہمیں تسبیح تحمید وغیرہ کسی چیز پر خود قدرت نہیں ہے (ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے)۔

ماشاء اللّٰه الخ۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں خواہ بندہ چاہے یا نہ چاہے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ: بندے! تو بھی چاہتا ہے اور میں بھی چاہتا ہوں ہوتا وہی ہے جو میں چاہتا ہوں اس لئے جو اس فیصلے پر راضی ہوگیا اس کے لئے (میری) رضا ہے اور جو ناراض ہوگیا اس کے لئے میری ناراضگی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں جس بات کا حکم کرنا چاہتے ہیں کر دیتے ہیں۔

امام شافعی کے اشعار ہیں۔

ما شئت كان ولم اشاء وما لم تشأ ان اشاء لم يكن

تَرجَمَہ: ''کہ جو آپ چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے اگرچہ میں وہ نہ چاہوں اور جو آپ نہیں چاہتے اگرچہ میں چاہوں وہ نہیں ہوتا ہے۔'' (فتوحات ربانیہ ۳/۱۲۲)

نوع آخر:

(٤٧) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن عبدالملك بن زنجويه، ثنا أبو المغيرة، ثنا أبوبكر بن أبي مريم، ثنا ضمرة بن حبيب بن صهيب، عن أبي الدرداء، عن زيد بن ثابت رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ، أن النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ علمه دعاء، وأمره أن يتعاهد به أهله كل يوم، قال: من قال حين يصبح:

﴿لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ، وَمِنْكَ وَ إِلَيْكَ، مَا قُلْتُ مِنْ قَوْلٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَّذْرٍ أَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ فَمَشِيْئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْهِ، مَا شِئْتَ مِنْهُ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ، أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ وَمَا صَلَّيْتُ مِنْ صَلَاةٍ فَعَلَى مَنْ صَلَّيْتَ، وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنَةٍ فَعَلَى مَنْ لَعَنْتَ، أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ.﴾

وأخرجه أحمد في «مسنده» (١٩١/٥) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤٩٣٢/١٥٧/٥) وفي «مسند الشاميين» (١٤٨١/٣٥١/٢) بزيادة وفي «الدعا» (رقم ٣٢١) والحاكم في «المستدرك» (٥١٦/١)

ایک اور دعا:

(۴۷) تَرجَمَہ: ''حضرت زید بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ان کو یہ دعا سکھائی:

﴿لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ، وَمِنْكَ وَ إِلَيْكَ، مَا قُلْتُ

مِنْ قَوْلٍ أَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَّذْرٍ أَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ فَمَشِيْئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْهِ، مَا شِئْتَ مِنْهُ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَأْ لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ، أَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ وَمَا صَلَّيْتُ مِنْ صَلَاةٍ فَعَلَى مَنْ صَلَّيْتَ، وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنَةٍ فَعَلَى مَنْ لَعَنْتَ، أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ. ﴾

ترجمہ: ''میں حاضر ہوں اے (میرے پیارے) اللہ! (میں آپ کے حضور میں) حاضر ہوں اور آپ کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہوں۔ (تمام تر) بھلائی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے آپ ہی کی جانب سے ہے اور اس کی نسبت بھی آپ ہی کی طرف ہے (اے اللہ!) میں نے جو بات بھی کہی اور میں نے جو قسم بھی کھائی، اور میں نے جو نذر (منت) بھی مانی آپ کا چاہنا اس سے پہلے ہے جو آپ نے چاہا وہ ہوا، اور جو آپ نہیں چاہیں گے وہ نہیں ہوگا۔ آپ کے علاوہ نہ کوئی طاقت ہے نہ قوت ہے۔ بلاشبہ آپ ہی ہر چیز پر قادر ہیں۔ اے (میرے پیارے) اللہ! میں نے جو بھی (کسی کے لئے) رحمت کی دعا مانگی وہ اس پر ہو جس پر آپ نے رحمت فرمائی اور میں نے جو بھی (کسی پر) لعنت کی وہ اس پر ہو جس پر آپ نے لعنت فرمائی۔ آپ ہی دنیا و آخرت میں میرے کارساز ہیں۔ آپ مجھے مسلمان (ہونے کی حالت میں) دنیا سے اٹھائیں اور صالحین (نیک بندوں میں) شامل فرمائیں۔''

اور اس بات کا حکم فرمایا کہ اپنے گھر والوں سے روزانہ اس دعا کے پڑھنے کا عہد لیں۔''

فائدہ: اس دعا کی اہمیت کا اندازہ تو اسی سے ہو جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دعا کو سکھانے کے بعد اپنے گھر والوں سے پڑھنے کا عہد لینے کے لئے فرمایا ہے۔ عمل کے لئے تو ارشاد مبارک ہی کافی تھا لیکن اس اہتمام سے مزید اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

نوع آخر:

(٤٨) - حدثنا أبو عروبة، حدثنا سلمة بن شبيب، (ح) وأخبرنا ابن منيع، ثنا هرون بن عبدالله قالا: حدثنا زيد بن الحباب، ثنا عثمان ابن موهب مولى بني هاشم قال: سمعت أنس بن ملك رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله ﷺ لفاطمة رضي الله تعالى عنها: ما يمنعك أن تستمعيني ما أوصيتك، تقولي إذا أصبحت و إذا أمسيت:

﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ زاد هارون. وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِيْ

إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا. ﴾

وأخرجه البزار كما في «كشف الأستار» (رقم۳۱۰۷) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم۵۷۰) والحاكم في «المستدك» (۲۰۰۰/۷۳۰/۱) والبيهقي في «شعب الايمان» (۷٦۱/٤۷٦/۱) والضياء المقدسي في «الاحاديث المختاره» (۲۳۱۹/۳۰۰/٦)

ایک اور دعا:

(۴۸) تَرجَمَۃ: ''حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے فرمایا: میری نصیحت غور سے سنو، تم صبح شام یہ دعا پڑھا کرو۔''

﴿ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ. وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، وَلَا تَكِلْنِيْ إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ أَبَدًا. ﴾

تَرجَمَۃ: ''اے ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والے! زمین و آسمان اور تمام مخلوق کو قائم رکھنے والے اللہ! میں آپ کی رحمت کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں کہ میرے سارے کام درست فرما دیجئے اور مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میرے نفس کے حوالے نہ فرمائیے۔''

فَائِدَۃ: حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اے ہمیشہ باقی رہنے والے اور اپنی مخلوق کی بہت ہی بہترین تدبیر کرنے والے رب! میں آپ کی رحمت سے مدد طلب کرتا ہوں۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۵۸)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع ارشادات میں سے ہے کیونکہ تمام احوال کی اصلاح دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیوں کو شامل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دنیا و آخرت کی خیر میں کوئی بھی حاصل ہو جائے تو اس دعا کا پڑھنے والا کامیابی سے ہمکنار ہو جائے گا۔

ساتھ ہی اس دعا میں اپنے تمام امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہے جو ایمان کی ایک اونچی اور بڑی بات اور اس کی عظیم خصلت اور اعلیٰ ترین قسم ہے۔ (شرح تحفۃ الذاکرین ص۱۱۲)

نوع آخر:

(٤٩) - حدثنا ابن منيع، حدثنا يوسف بن موسى، حدثنا جرير ابن عبدالحميد، عن داود بن السليك، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين يصبح:

﴿ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. ﴾

أجير من الشيطان حتى يمسي.

وأخرجه البزار كما في «كشف الأستار» (رقم٣١٠٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٥٧٠) والحاكم في «المستدك» (٧٣٠/١/٢٠٠٠) والبيهقي في «شعب الايمان» (٤٧٦/١/٧٦١) وايضاء المقدسي في «الاحاديث المختاره» (٣٠٠/٦/٢٣١٩)

ایک اور دعا:

(۴۹) تَرْجَمَہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو صبح کے وقت یہ دعا پڑھے گا تو شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔''

﴿أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.﴾

تَرْجَمَہ: ''میں اللہ تعالیٰ جو خوب سننے اور جاننے والے ہیں سے شیطان مردود کی پناہ چاہتا ہوں۔''

فَائِدَۃ: ایک روایت میں ۱۰ مرتبہ پڑھنا آیا ہے۔ (حلیہ ۴/ ۲۲۷)

نوع آخر:

(٥٠) - حدثنا عمرو بن سهيل، حدثنا محمد بن غالب، حدثنا عبدالصمد بن النعمان، حدثنا عبدالملك بن الحسين، عن عبدالعزيز بن رفيع، عن ذكوان، عن أبي هريرة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: كان رسول الله ﷺ إذا أصبح قال:

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ حَيَاتُنَا وَمَوْتُنَا، وَ إِلَيْكَ النُّشُوْرُ، أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَالْهَامَّةِ، وَأَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ عَذَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ.﴾

و إذا أمسى قال مثل ذلك غير أنه يقول: واليك المصير.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور دعا:

(۵۰) تَرْجَمَہ: ''حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ حَيَاتُنَا وَمَوْتُنَا، وَ إِلَيْكَ النُّشُوْرُ، أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَالْهَامَّةِ، وَأَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ عَذَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ.﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ! ہم نے آپ ہی کی مدد سے صبح کی اور آپ ہی کی مدد سے شام کی، ہماری زندگی

(بھی) آپ کے چاہنے سے ہے، ہماری موت بھی آپ کے چاہنے سے ہے اور (ہمیں) آپ ہی کے پاس (قیامت کے دن) اٹھ کر جانا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے کلمات کے ذریعے برے موذی جانور کے شر کی پناہ چاہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے شر اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے شر کی پناہ چاہتا ہوں۔"

اور جب شام ہوتی تو یہی دعا پڑھے لیکن "والیك المصیر" نہ پڑھے۔

نوع آخر:

(٥١) - أخبرنا عبدالله بن يزيد، أخبرنا أبو كريب، حدثنا زيد بن الحباب، حدثنا سفيان، عن رجل، عن مجاهد، عن ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أن رجلا شكى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه تصيبه الآفات، فقال لهُ رسول الله صلى الله عليه وسلم: قل إذا أصبحت:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ عَلَى نَفْسِيْ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ. ﴾

فإنه لا يذهب لك شيء، فقالهن الرجل، فذهبت عنه الآفات.

اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» (٢/٤١٠)

ایک اور دعا:

(۵۱) تَرجَمَہ: "حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ وہ آفتوں میں مبتلا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا تم صبح کے وقت یہ دعا پڑھو:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ عَلَى نَفْسِيْ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ. ﴾

تَرجَمَہ: "اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ (میں) اپنے نفس اپنے اہل اور اپنے مال کی حفاظت چاہتا ہوں۔"

یہ تمہارے لئے (کوئی غم کی) چیز نہ چھوڑے گی، اس شخص نے اس دعا کو پڑھا اس کی مصیبتیں ختم ہو گئیں۔"

فَائِدَہ:

نوع آخر:

(٥٢) - أخبرنا كهمس بن معمر بن محمد الجوهري، حدثنا محمد ابن أحمد بن عبدالمجيد البصري، حدثنا عمرو بن خالد الحراني، حدثنا ابن لهيعة، عن أبي جميل الأنصاري، عن القاسم بن محمد، عن عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا. أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أصبح يقول:

﴿أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَأَنْبِيَائَكَ وَرُسُلَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ عَلٰى شَهَادَتِيْ عَلٰى نَفْسِيْ، أَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَأُوْمِنُ بِكَ، وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ.﴾

يقولهن ثلاثا.

اخرجه الطبرانى فى «المعجم الاوسط» (۹/۱٤۱/۹۳۵٦) والخرائطى فى «مكارم الاخلاق» (۱۹۸/٤۷۰)

ایک اور دعا:

(۵۲) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تین مرتبہ پڑھتے تھے۔“

﴿أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ مَلَائِكَتَكَ وَأَنْبِيَائَكَ وَرُسُلَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ عَلٰى شَهَادَتِيْ عَلٰى نَفْسِيْ، أَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَأُوْمِنُ بِكَ، وَأَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ.﴾

ترجمہ: ”(اے اللہ!) میں نے (اس حالت میں) صبح کی کہ میں آپ کو اور آپ کے فرشتوں کو اور آپ کے انبیاء اور آپ کے رسولوں کو اور آپ کی تمام مخلوق گواہ بناتا ہوں اپنی (اس) شہادت پر کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں آپ اکیلے ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) آپ کے بندے اور رسول ہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں آپ پر ایمان لایا ہوں اور آپ پر بھروسہ کیا کرتا ہوں۔“

نوع آخر:

(۵۳) - حدثنا عزارة بن عبدالله الدايم، حدثنا سليمان بن الربيع النهدى الكوفى، عن أبى نعيم، حدثنا كادح بن رحمة، عن أبى سعيد العبدى زوج أم سعيد، عن الحسن، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من قال حين يصبح:

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

رزق خير ذلك اليوم، وصرف عنه شره، ومن قالها من الليل رزق خير تلك الليلة، وصرف عنه شرها.

قال المحقق لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور دعا:

(۵۳) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کو یہ دعا پڑھے:

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: ”جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (وہی ہوا) گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔“

تو اس کو اس دن کی ساری خیر عطا کی جاتی ہے اور اس سے اس دن کے سارے شر کو دور کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس دعا کو رات کو پڑھے تو اس کو اس رات کی ساری خیر عطا کی جاتی ہے اور اس سے رات کے تمام شر کو دور کیا جاتا ہے۔“

فائدہ:

نوع آخر:

(٥٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا مجاهد بن موسى، حدثنا بهز بن أسد، حدثنا شعبة، عن موسى بن أبي عائشة، عن مولى لام سلمة، عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أصبح قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا، وَّرِزْقًا طَيِّبًا، وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا.﴾

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (٦٩٥٠/٣٨٢/١٢) بسنده ومتنه سواء واحمد فى «مسنده» (٢٩٤/٦) وابن ماجه (٩٢٥/٢٩٨/١) (٦٦) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٠٢) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٧٨٢/٢٨٥/٢)

ایک اور دعا:

(۵۴) ترجمہ: ”حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا، وَّرِزْقًا طَيِّبًا، وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والے علم، پاکیزہ رزق اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔“

فائدہ: نفع دینے والے علم کا سوال کرتا ہوں امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: علم نافع وہ ہے جو آخرت کا علم ہو وہ دل

کے مختلف حالات، اچھے برے اخلاق اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کن چیزوں سے حاصل ہوتی ہے کا علم ہے۔ (فیض القدیر ۴/۱۰۸)

علم کا حاصل کرنا علم سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہے جب وہ فائدہ نہ دے تو وہ کفایت نہیں کرے گا بلکہ وبال ہوگا اس لئے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۱۹)

پاکیزہ رزق: دین کے تمام اعمال وعبادات کی قبولیت کا دارومدار ہی پاکیزہ رزق پر ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ لوگو! اللہ تعالیٰ پاکیزہ چیز کے علاوہ کسی چیز کو قبول نہیں فرماتے ہیں۔ ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ آدمی ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے اور یارب یارب کہتا ہے لیکن اس کا کھانا پینا لباس اور غذا سب حرام ہے تو دعا کہاں قبول ہوگی۔ (قرطبی ۲/۳۱۵)

ایک روایت میں ہے کہ جو شراب (حرام چیز) پئے گا چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ (مجمع الزوائد ۵/۷۰)

مقبول عمل: مطلب یہ ہے کہ میں ایسے عمل کا سوال کرتا ہوں جو قبول بھی ہو اور ایسی صفات پر مشتمل ہو جن کی وجہ سے وہ عمل قبول ہو۔ علامہ ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ وہ عمل اخلاص کے ساتھ ہو کہ بغیر اخلاص کے عمل قبول نہیں ہوتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۷۰)

نوع آخر:

(٥٥) - حدثني عبيدالله بن شبيب بن عبدالملك، عن يزيد ابن سنان، حدثنا عمرو بن الحصين، حدثنا إبراهيم بن عبدالملك، عن قتادة، عن سعيد بن أبي الحسن، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال إذا أصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ مِنْكَ فِيْ نِعْمَةٍ وَعَافِيَةٍ وَسِتْرٍ، فَأَتْمِمْ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ وَعَافِيَتَكَ وَسِتْرَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.﴾

ثلاث مرات، إذا أصبح و إذا أمسى، كان حق على الله عزوجل أن يتم عليه نعمته.

اخرجه ابن حجر فی «نتائج الافکار» ۲/٤١٣) بدون قيد الصباح والمساء.

ایک اور دعا:

(۵۵) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ مِنْكَ فِيْ نِعْمَةٍ وَعَافِيَةٍ وَسِتْرٍ، فَأَتْمِمْ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ وَعَافِيَتَكَ وَسِتْرَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے آپ کی طرف سے نعمت، عافیت اور (میری) پردہ پوشی کی حالت میں صبح کی ہے آپ اپنی نعمت عافیت اور (مجھ پر) اپنی پردہ پوشی کو دنیا اور آخرت میں مکمل فرمادیجئے۔''

تو اللہ پر واجب ہے کہ اس پر اپنی نعمت کو مکمل فرمائیں۔"

نوع آخر:

(٥٦) - حدثني جعفر بن أحمد بن عبدالسلام، حدثنا الربيع بن سليمان، حدثنا عبدالله بن وهب، حدثنا الليث سعد، عن سعيد بن بشير البخاري، عن محمد بن عبدالرحمن بن البيلماني، عن أبيه، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين يصبح:

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ.﴾

الآيات أدْرَكَ مافته في يومه ذلك، ومن قال حين يمسي أدرك مافاته في ليلته.

اخرجه ابوداؤد (٥٠٧٦/٣١٩/٤) (٣٤٥/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٢٩٩١/٢٣٩/١٢) وفي «الاوسط» (٨٦٣٧/٢٨٠/٨) وفي «الدعا» (رقم ٣٢٣) والرافعي في «التدوين في اخبار قزوين» (٣٠٥/٣)

ایک اور دعا:

(۵۶) تَرجَمَہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح یہ آیات پڑھے:

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ.﴾

تَرجَمَہ: "تم لوگ جب شام کرو اور جب صبح کرو تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کیا کرو اور تمام آسمان اور زمین میں انہی کی تعریف ہوتی ہے، تم سہ پہر کے وقت اور ظہر کے وقت (بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو) وہ زندہ کو مردے سے نکالتے ہیں اور مردہ کو زندہ سے نکالتے ہیں اور زمین کو اس کے مردہ ہونے یعنی خشک ہونے کے بعد زندہ یعنی سرسبز وشاداب کرتے ہیں اور اسی طرح تم لوگ (قیامت کے دن قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔"

تو اس دن کے جو معمولات اس سے چھوٹ جائیں اس کا ثواب مل جائے گا۔"

فَائِدَہ: یعنی اس دعا کی برکت سے جو کوئی چیز رہ گئی ہوگی وہ اس پڑھنے والے کو حاصل ہو جائے گی اسی طرح کوئی ورد وغیرہ رہ گیا ہو تو اس کا ثواب بھی مل جائے گا۔ (عون المعبود ۲۸۳/۱۳)

نوع آخر:

(۵۷) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا هبدة بن خالد، حدثنا الاغلب ابن تميم، حدثنا الحجاج بن فرافصة، عن طلق بن حبيب، قال: جاء رجل إلى أبي الدرداء فقال: يا أبا الدرداء! قد احترق بيتك، قال: ما احترق، لم يكن الله عزوجل ليفعل ذلك لكلمات سمعتهن من رسول الله ﷺ، من قالهن أول نهاره لم تصبه مصيبة حتى يمسي، ومن قالهن آخر النهار لم تصبه مصيبة حتى يصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّيْ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ.﴾

اخرجه الخرائطي في «مكارم الاخلاق» (٦٦١/٤٩٤) والطبراني في «الدعا» (رقم ٣٤٣) والرافعي في «التدين في اخبار قزوين» (٥٣/٤) والبيهقي في «الاسماء والصفات» (٢٧٠/١) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٤٢٥/٢)

ایک اور حدیث:

(۵۷) ترجمہ: ”حضرت طلق بن حبیب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ایک شخص حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور (ان سے) کہا: ابودرداء! آپ کا گھر جل گیا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ان سے) فرمایا: (میرا گھر) نہیں جلا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کریں گے ان کلمات کی وجہ سے جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) جو شخص ان کلمات کو دن کے شروع میں پڑھ لے تو اس کو شام تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی اور جو ان کو دن کے آخر میں پڑھ لے تو اس کو صبح تک کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی وہ کلمات یہ ہیں۔“

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَأَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّيْ عَلَى صِرَاطِ

مُسْتَقِيْمٍ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ ہی پر میرا بھروسہ ہے، آپ ہی عرش عظیم کے رب ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا اور جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت رکھنے والے ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے میں اللہ تعالیٰ کی اپنے نفس کے شر اور ہر زمین پر چلنے والے کے شر سے کہ آپ ہی اس پر قبضہ رکھتے ہیں پناہ چاہتا ہوں بلاشبہ میرے رب سیدھے راستے پر ہیں۔''

(٥٨) - أخبرنا عبدالرحمن بن حمدان، حدثنا الحارث بن أبي أسامة ابن محمد، حدثنا يزيد بن هارون، حدثنا عفان أبو عبدالله، حدثنا رجل، عن الحسن، قال: كنا جلوسا مع رجل من أصحاب رسول الله ﷺ فاتى فقيل له: أدرك! فقد احترقت دارك، فقال: ما احترقت داري، فذهب ثم جاء فقيل له، أدرك دارك فقد احترقت! فقال: لا والله ما احترقت، فقيل له: احترقت دارك وتحلف بالله ما احترقت، فقال: إني سمعت رسول الله ﷺ يقول: من قال حين يصبح:

﴿رَبِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَا لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، أَشْهَدُ أَنَّ لِلّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، قَدِيْرٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ رَبِّيْ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.﴾

لم يصبه في نفسه ولا في أهله ولا في ماله شيء يكرهه، وقد قلتها اليوم، ثم قال: انهضوا بنا، فقام وقاموا معه فانتهوا إلى داره وقد احترق ما حولها ولم يصبها شيء.

اخرجه الحارث بن اسامه في «مسنده» (٢/٩٥٣/١٠٥٢) بغية وابن حجر في «نتائج الافكار» (٢/٤٢٢)

(٥٨) ترجمہ: ''حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے کہا گیا: آپ اپنے گھر کی خبر لیں کیونکہ وہ جل گیا ہے۔ انہوں

نے فرمایا: نہیں! خدا کی قسم (میرا گھر) نہیں جلا۔ ان سے (پھر) کہا گیا کہ آپ کا گھر جل گیا ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا رہے رہیں کہ نہیں جلا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے۔"

﴿رَبِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَا لَمْ يَكُنْ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، أَشْهَدُ أَنَّ لِلّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ، قَدِيْرٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ رَبِّيْ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا، إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، میرا بھروسہ انہی پر ہے، اور وہ عرش عظیم کے رب ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا، اور جو اللہ تعالیٰ نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوا۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ جو بزرگ و برتر ہیں کی مدد سے ہے، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے، میں اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے جنہوں نے اپنے حکم کے بغیر آسمان کو زمین پر گرنے سے روکے رکھا ہے ہر زمین پر چلنے والے کے شر سے کہ وہ میرے ربّ کے قبضۂ قدرت میں ہے پناہ چاہتا ہوں، بلاشبہ میرے رب سیدھے راستے پر ہیں۔"

تو اس کو اس کے گھر والوں اور اس کے مال کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ پھر انہوں نے فرمایا: اٹھو میرے ساتھ آ ؤ وہ کھڑے ہوئے لوگ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہوئے جب ان کے گھر کے پاس پہنچے تو ان کے گھر کے آس پاس سب جل چکا تھا مگر ان کا گھر محفوظ تھا۔

نوع آخر:

(٥٩) - حدثني محمد بن بشر و إبراهيم بن محمد، قالا: حدثنا إبراهيم ابن مرزوق، حدثنا سعيد بن عامر، عن أبان بن أبي عياش عن الحكم بن حيان المحاربي، عن أبان المحاربي. وكان من الوفد الذين وفدوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم من عبد القيس. أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما من مسلم يقول إذا أصبح:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّیَ اللّٰهُ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. ﴾

إلا (ظل) تغفر لهٗ ذنوبه حتى يمسى، و إن قالها إذا أمسى (بات) تغفر لهٗ ذنوبه حتى يصبح.

اخرجه ابن سعد فی «الطبقات الكبرى» (٨٨/٧) والبزار كما فی «كشف الاستار» (٣١٠٤/٢٤/٤) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٦٣٥/٢٣١/١) وابوالقاسم البغوی فی «معجمه» والدارقطنی فی «الافراد» كما فی الاصابه (١١٨/١١٧/١)

ایک اور حدیث:

(۵۹) ترجمہ: "حضرت ابان محاربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّیَ اللّٰهُ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. ﴾

ترجمہ: "تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو میرے رب ہیں۔ میں ان کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

تو شام تک اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اگر وہ ان کلمات کو شام کو کہتا ہے تو صبح تک اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

(٦٠) - أخبرنا عبداللّٰه بن محمد الجمال، قال: حدثنا أحمد بن ملاعب، حدثنا عبدالصمد بن النعمان، حدثنا الوبيع بن بدر، عن أبان، عن عمرو ابن الحكم، عن عمرو بن معدى كرب، قال: سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول: من قال حين يصبح:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّیْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. ﴾

ظل مغفورا له، ومن قالها حين يمسى بات مغفورا له.

لم اجده عند غير المصنف.

(۶۰) ترجمہ: "حضرت معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّیْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. ﴾

ترجمہ: "تمام تر تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو میرے رب ہیں میں ان کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

تو اس شخص کی شام تک مغفرت کردی جاتی ہے اور اگر ان کلمات کو شام کے وقت کہتا ہے تو صبح تک اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔"

نوع آخر:

(٦١) - حدثنا أبو خليفة، حدثنا عثمان بن عبداللّٰه النسامی، حدثنا عيسى بن يونس، عن أبی بكر بن أبی مريم، عن زيد بن أرطاة، عن أبی الدرداء رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من قال حين يصبح:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.﴾

أعتق اللّٰه رقبته من النار.

اخرجه ابن عساكر كما فی «كنزالعمال» (١٥٨/٢)

ایک اور دعا:

(٦١) ترجمہ: "حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔"

تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن (یعنی اس شخص) کو (جہنم کی) آگ سے آزاد کردیتے ہیں۔"

نوع آخر:

(٦٢) - حدثنا ابن منيع، حدثنا أحمد بن منصور، حدثنا زيد ابن الحباب، عن موسى بن عبيدة، حدثنی محمد بن ثابت، عن أبی حكيم مولي الزبير بن العوام، عن الزبير بن العوام رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ما من صباح يصبحه العبد إلا صرخ صارخ: أيها الخلائق سبحوا الملك القدوس.

اخرجه عبد بن حميد فی «مسنده» (٩٨/٦٣/١) والترمذی ٥/٥٦٣/٣٥٦٩) (٩٧/٢) وابويعلى فی «مسنده» (٦٨٥/٤٥/٢) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٧٣٣٤/٢٢٣/٧) بمعناه والديلمی فی «مسند الفردوس» (٦١٦٢/٤)

ایک اور دعا:

(٦٢) ترجمہ: "حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی

جو صبح کرتا ہے تو ہر صبح ایک پکارنے والا پکارتا ہے۔ اے مخلوق! پاک بادشاہ کی تسبیح کرو۔"

فَائِدَة: حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان تمام چیزوں سے پاک سمجھو جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام سے پاک ہیں پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

علامہ طیبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ یا سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ یا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہنا چاہئے۔ (تحفۃ الاحوذی ۱۰/۱۳)

نوع آخر:

(٦٣) - أخبرني موسى بن جعفر بن موسى، حدثنا أحمد بن ملاعب، حدثنا عبدالصمد بن النعمان، حدثنا الربيع بن بدر، حدثنا أبان، عن عمرو بن الحكم، عن عمرو بن معدى كرب، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من قال حين يصبح:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. ﴾

ظل مغفورا له، ومن قالها حين يمسى بات مغفورا له.

(مرّ الحديث فى (رقم ٦٠) واخرجه المصنف ثانياً بطريق شيخ اخر.

ایک اور دعا:

(۶۳) **تَرجَمَة:** "حضرت عمرو بن معدیکرب رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. ﴾

تَرجَمَة: "تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو میرے رب ہیں۔ میں ان کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

تو شام تک اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شام کو پڑھے وہ اس حالت میں رات گزارے گا کہ اس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

فَائِدَة: یہ حدیث مکرر ہے رقم ۶۰ پر بھی گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(٦٤) - حدحنا يونس بن الفضل الطيالسى، حدثنا يونس بن عبدالاعلى، حدثنا ابن وهب، حدثنا عمرو بن الحارث، عن سعيد بن أبى هلال، (عن أبى هلال) عن أبى صالح

السمان، أن أبا عياش (رضي الله تعالى عنه) كان يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال حين يصبح:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

كتب لهٔ بهن عشر حسنات، ومحى عنه عشر سيئات، وكن كعشر رقاب وكن حرزا لهٔ فى يومه حتى يمسى، ومن قال حين يمسى كن مثل ذلك حتى يصبح، فكان رجلا اتهمه فقال: أكثر أبو عياش على نفسه، فنام الرجل فرأى رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المنام فقال: يا رسول الله انّ أبا عياش أخبر عنك بكذا وكذا قال الرجل فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدى، ثم قال: صدق أبو عياش، صدق أبو عياش، صدق أبو عياش.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦٠/٤) وابوداؤد (٥٠٧٧/٣١٩/٤) (٣٤٥/٣) وابن ماجه (٣٨٦٧/١٢٧٢/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٧) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٣٣٢).

ایک اور دعا:

(۶۴) ترجمہ: ''حضرت ابوعیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہیں اور ان کا کوئی شریک نہیں ہے، ان ہی کے لئے ساری بادشاہی ہے، اور ان ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، وہی زندہ کرتے ہیں اور وہی مارتے ہیں اور وہ خود ایسے زندہ ہیں جن کے لئے مرنا نہیں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

تو اس شخص کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی، اس کی دس برائیاں مٹا دی جائیں گی، اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا، اس دن شام ہونے تک اس کی شیطان سے حفاظت ہوگی۔ جو شخص اس دعا کو شام کو پڑھے گا تو صبح تک یہی تمام انعامات ملیں گے۔''

فائدہ: ایک روایت یہ ہے کہ جو شخص لا اله الا الله وحده لا شريك له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير۔ دس مرتبہ پڑھتا ہے تو اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے آگے فضائل وہی ہیں۔ (نسائی سنن کبری ۱۱/۶)

ایک روایت میں اضافہ جو شخص دس مرتبہ لا اله الا الله وحده لا شريك له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير پڑھتا ہے تو اس کو ۱۰۰ نیکیاں ملتی ہیں اور ۱۰۰ گناہ معاف ہوتے ہیں آگے وہی فضائل ہیں۔ (مسند احمد ۲/۳۶۰)

ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (معجم کبیر للطبرانی ۴/۱۲۸)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص صبح لا اله الا الله وحده لا شريك له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير۔ اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور شام تک شیطان سے حفاظت رہتی ہے اور جو شام کو پڑھے شام تک اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ (مسند احمد ۵/۴۱۴)

نوع آخر:

(٦٥) - أخبرنا محمد بن خالد النيلي، حدثنا مهلب بن العلاء، حدثنا شعيب بن بيان، حدثنا عمران القطان، عن قتادة، عن أنس رضي الله تعالى عنه أنه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيعجز أحدكم أن يكون كأبي ضمضم؟ قالوا: ومن أبو ضمضم يا رسول الله؟ قال: كان إذا أصبح قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ وَعَرْضِيْ لَكَ.﴾

فلا يشتم من شتمه، ولا يظلم من ظلمه، ولا يضرب من ضربه.

اخرجه البخاری فی «التاريخ الكبرى» (١/١٣٧) وابوداؤد (٤/٢٧٢/٤٨٨٧) (هذا الباب الذى ذكره ابوداود لا يوجد فى بعض نسخ سننه) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٦/٢٦١/٨٠٨٢) وابن حجر فى «نتائج الافكار» (٢/٤١٧) واخرج ابوالشيخ فى «الثواب» وعبدان الاحوذى فى «فوائده» كما فى «نتائج الافكار» (٢/٤١٦)

ایک اور دعا:

(۶۵) ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں کون ابو ضمضم بننے سے عاجز ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابو ضمضم کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح کے وقت وہ (ابو ضمضم) یہ دعا پڑھتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ وَعَرْضِيْ لَكَ.﴾

ترجمہ: "اے اللہ! میں نے آپ کو اپنا جان و مال ہدیہ کر دیا۔"

(وہ شخص ایسا تھا کہ) جو اس کو گالی دے اس کو جواباً گالی نہیں دیتا تھا، جو اس پر ظلم کرے اس پر ظلم نہیں کرتا تھا، جو اس کو مارے اس کو نہیں مارتا تھا۔"

فائدہ: ابو ضمضم گزشتہ امت میں ایک آدمی تھے۔ (اصابہ ۴/۱۱۲)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے سامنے ان کا ذکر ترغیب کے لئے فرمایا کہ جیسے ان کا عمل لوگوں کو معاف کرنے اور درگزر کرنے کا تھا ایسے ہی اپنا عمل بنانا چاہئے۔ (اصابہ ۱۱۲/۴)

اس سے معلوم ہوا کہ عفو و درگزر اللہ تعالیٰ کے پاس کتنی اہمیت والا ہے کہ جو شخص اس کا حامل تھا اس کا ذکر اپنے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان مبارک سے اس امت مرحومہ کی ترغیب کے لئے کروایا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! فلاں نے مجھے گالی دی اور مارا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول نہ ہوتے تو مجھ سے زیادہ زیادہ چلانے اور ہاتھ چلانے والا (کوئی) نہ ہوتا۔ (یعنی اگر مجھے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول کا خیال نہ ہوتا جس کا خیال کر کے میں نے نہ گالی دی اور نہ مارا اور نہ مجھ سے زیادہ گالی دینے والا اور مارنے والا وہ نہ ہوتا) آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ اس نے دوبارہ یہی کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو گالی دی اور مارا جائے وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتے ہیں۔ معاف کیا کرو اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائیں گے۔ (ابن نجار عن عبداللہ بن عمرو کنز العمال ۷۷۶/۳)

نوع آخر:

(٦٦) - أخبرني أحمد بن الحسين الموصلي، حدثنا جعفر بن محمد الثقفي، حدثنا أبي، حدثنا بكر بن خنيس، عن عبدالرحمن بن إسحاق، عن عبدالملك بن عمير، عن أبي فروة، عن سلمان الفارسي رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا أصبحت فقل:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَكَ، أَصْبَحْتُ وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ لَا شَرِيْكَ لَهُ. ﴾

ثلاث مرات، و إذا أمسيت فقل مثل ذلك فإنهن يكفرن مابينهن.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور دعا:

(۶۶) ترجمہ: ”حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے (مجھ سے) ارشاد فرمایا: تم صبح کے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَكَ، أَصْبَحْتُ وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ لَا شَرِيْكَ لَهُ. ﴾

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں نے اور تمام مخلوق نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے صبح کی جن کا کوئی شریک نہیں ہے۔“

اور شام کے وقت بھی یہ دعا پڑھ لیا کرو یہ (تمہارے) دن رات کے درمیانی حصہ کے لئے کفارہ ہو جائے گی۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اگر صبح یہ دعا پڑھے تو صبح سے شام تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور شام کو پڑھے تو شام

سے صبح تک سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

پانچ چیزیں اپنے درمیانی وقت کے لئے کفارہ بن جاتی ہیں

ایک حج دوسرے حج کے درمیان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے، ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے درمیان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے، ایک رمضان دوسرے رمضان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے، ایک جمعہ دوسرے جمعہ کے درمیان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے اور ایک نماز دوسری نماز کے درمیان کے لئے کفارہ ہو جاتی ہے۔ (ابن عدی فی الکامل ۲۸۲/۵)

نوع آخر:

(٦٧) - أخبرني (أبو محمد يعني) إبراهيم بن محمد، حدثنا يونس ابن عبدالاعلى، حدثنا ابن وهب، أخبرني عمر بن محمد العمري، عن مرزوق ابن أبي بكر، عن رجل من أهل مكة، عن عبدالله بن عمرو بن العاص أن رسول الله ﷺ قال لعبدالله بن عمرو بن العاص: إنك إن قلت ثلاثا حين تمسي:

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمَلِكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِه، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ.﴾

حفظت من كل شيطان وكاهن وساحر حتى تصبح، و إن قلتها يعني حين تصح حفظت كذلك حتى تمسي.

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٤/٣١٠/١٤٢٩)

ایک اور دعا:

(٦٧) تَرجَمَہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر تم شام کے وقت تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لو گے:

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمَلِكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ، أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِه، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ.﴾

تَرجَمَہ: ہم نے اور ساری مخلوق نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے شام کی، تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں، میں ہر اس چیز کے شر سے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کو (زمین میں) پھیلایا اور بنایا ہے اور شیطان کے شر اور اس کے جال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں (جس اللہ تعالیٰ نے) اپنی اجازت کے بغیر آسمان کو زمین پر گرنے سے روک کے رکھا ہے۔“

تو تم ہر شیطان کاہن، ساحر کے شر سے صبح تک محفوظ رہو گے اور اگر تم دعا صبح پڑھو گے تو تم شام تک اس سے محفوظ رہو گے۔"

فَائِدَۃ: اس حدیث کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ساری مخلوق کے شر سے میری حفاظت فرمائیے یا مطلب یہ ہے کہ طبقہ در طبقہ اور نسل در نسل میری حفاظت فرمائیے۔ (شرح زرقانی ۴/ ۴۳۵)

نوع آخر:

(٦٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا علي بن حجر، حدثنا إبراهيم، عن هاشم بن بلال، عن سابق بن ناجية، عن أبي سلام، قال: مر بنا رجل طويل أشعث، فقيل: إن هذا خادم رسول الله ﷺ (فقمت إليه) فقلت: أخدمت النبي ﷺ؟ فقال: نعم، قلت: فحدثني عنه حديثا لم يتداوله الرجال بينك وبينه، قال: سمعته يقول: من قال حين يصبح وحين يمسي ثلاث مرات:

﴿رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا.﴾

كان حقا على الله عزوجل أن يرضيه يوم القيامة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٤/٢٣٧) وابوداؤد (٤/٣١٨/٥٠٧٢) (٢/٣٤٤) وابن ماجه (٢/١٢٧٣/٣٨٧٠) (ص٢٥) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٤) والحاكم في «المستدرك» (١/٥١٨)

ایک اور دعا:

(٦٨) **تَرْجَمَۃ**: "ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص صبح شام تین مرتبہ یہ دعا:

﴿رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا.﴾

تَرْجَمَۃ: "میں اللہ تعالیٰ کو رب اور اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو رسول ماننے پر راضی ہیں۔"

پڑھے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس شخص کو قیامت کے دن راضی فرمائیں۔"

فَائِدَۃ: رضيت بالله۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں کا مطلب یہ ہے کہ میں ان کی ربوبیت پر، ان کے تمام فیصلوں اور تقدیر پر راضی ہوں۔ (عون المعبود ۲/ ۱٦۰)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہنا ایک بڑا باب ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۱/ ۵۹۲)

یا معنی یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں کیونکہ وہ میرے پروردگار، میرے مالک، میرے سردار، اور میری اصلاح

کرنے والے ہیں۔

محمد رسولاً۔ محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں یعنی میں رسول اللہ ﷺ جن کے ساتھ آپ بھیجے گئے ہیں اور آپ نے جو اعتقادی اور دوسری چیزیں ہم تک پہنچائی ہیں ان سب کے ساتھ نبی ماننے پر راضی ہوں۔

بالاسلام دیناً: اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوں یعنی تمام اوامر و احکامِ اسلام تمام نواہی اور تمام چیزوں کو اعتقاد اور فرمانبرداری کے ساتھ ماننے پر راضی ہوں۔ (عون المعبود ۲/۱۶۰، تحفۃ الاحوذی ۱/۲۹/۷)

حق ان یرضیه: کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو راضی کریں گے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس وعدہ کی وجہ سے جس کا خلاف نہیں ہوتا ہے بندہ کو اپنے فضل عظیم کی وجہ سے راضی کریں گے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۱۰۲)

نوع آخر:

(٦٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا العباس بن عبدالعظيم، حدثنا عبدالملك بن عمرو، عن عبدالجليل بن عطية، عن جعفر بن ميمون، حدثني عبدالرحمن بن أبي بكرة رضي الله تعالى عنه، أنه قال لابيه: يا أبت إني أسمعك تدعو كل غداة:

﴿ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ ﴾

ثلاثا حين تصبح، وثلاثا حين تمسي، وتقول:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ﴾

تعيدها ثلاثا حين تصبح، وثلاثا حين تمسي، قال: نعم يابني! سمعت رسول الله ﷺ يدعو بهن حين يصبح وحين يمسي، وأنا أحب أن أستن بسنته.

وأخرجه أبوداؤد الطيالسي في «مسنده» (١/١١٧) واحمد في «مسنده» (٥/٤٢) والبخاري في «الادب المفرد» (٧٠١) وابوداؤد (٤/٣٢٤/٥٠٩٠) (٢/٣٤٣) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٢)

ایک اور دعا:

(۶۹) تَرجَمَہ: ”حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: میں آپ کو صبح شام تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے ہوئے سنتا ہوں:

﴿ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ ﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! آپ مجھے جسمانی صحت و عافیت عطا فرمائیے، اے اللہ! آپ میری قوت وسماعت میں سلامتی عطا فرمائیے، اے اللہ! آپ میری قوت بینائی میں عافیت وسلامتی عطا فرمائیے، (اے

اللہ!) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔"

اور اسی طرح صبح شام یہ دعا (بھی) تین مرتبہ پڑھتے ہوئے سنتا ہوں:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ﴾

تَرجَمَہ: "اے اللہ! میں کفر اور تنگدستی سے آپ کی پناہ لیتا ہوں، اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ لیتا ہوں، (اے اللہ!) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں میرے بیٹے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ سے دعا کرتے ہوئے سنا ہے اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلوں۔"

فَائِدَہ: جسمانی صحت عطا فرمایئے۔ یعنی بیماریوں دکھ دردوں اور تکلیفوں سے عافیت عطا فرمایئے۔

قوت سماعت میں سلامتی الخ یعنی وہ قوت جو سننے کی آپ نے میرے اندر رکھی ہے اور اس سے دور کی باتوں کے سننے کو ہمیشہ باقی رکھئے۔

قوت بینائی میں عافیت عطا فرمائیں۔ وہ قوت جو دیکھنے اور دیکھ کر چیزوں کے پہچاننے کی آپ نے رکھی ہے اس کو ہمیشہ صحیح و سالم رکھئے۔

قوت سماعت اور قوت بصارت کو بدن کے ساتھ کی عافیت خصوصی طور سے ذکر فرمایا اگرچہ یہ بدن کی عافیت میں شامل تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ قوت بصارت وہ آلہ ہے جس کے ذریعہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھی جاتی ہیں اور قوت سماعت سے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ (قرآنی) آیات سنی جاتی ہیں۔ گویا یہ دونوں قوتیں اللہ تعالیٰ کی عقلی اور نقلی نشانیوں کے لئے جامع ہیں۔ یہی وہ راز ہے جو دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا منقول ہے اللھم متعنا یا سماعنا وابصارنا الم کہ اے اللہ! آپ ہمیں ہمارے کانوں اور ہماری آنکھوں سے ہمیشہ فائدہ اٹھانے والا رکھیں۔ (فیض القدیر ۲/۱۳۵)

کفر سے اس لئے پناہ مانگی گئی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ ناراضگی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب ہے۔

فقر کا بیان حدیث نمبر ۱۱۱ پر آرہا ہے۔

عذاب قبر سے اس لئے پناہ مانگی گئی ہے کہ یہ آخرت کا پیش خیمہ ہے جس کو اس میں عذاب ہوگا یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ آخرت میں اصل عذاب میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: قبر جنہم کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (۲/۷۲،۷۳)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قبر پر گزرتے تو اتنا روتے کہ ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی۔ کسی نے کہا! آپ جنت و دوزخ کے ذکر سے اس طرح نہیں روتے تو ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: قبر آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل

ہے۔ جو شخص اس میں نجات پا گیا اس کے لئے باقی منزلیں آسان ہیں اور جس شخص نے اس میں نجات نہیں پائی اس کے لئے باقی سب منزلیں اس سے زیادہ مشکل ہیں۔ (شعب الایمان ۷/۳۵۲)

نوع آخر:

(۷۰) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا إسحاق بن إبراهيم، أنبانا بقية الوليد، حدثني مسلم بن زياد مولى ميمونة زوج النبي ﷺ، قال: سمعت أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله ﷺ: من قال حين يصبح:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ.﴾

اعتق الله ربعه ذلك اليوم من النار، فإن قال أربع مرّات أعتقه الله ذلك اليوم من النار.

اخرجه البخاري في «الادب المفرد» (۱۲۰۲) وابوداؤد (٥٠٦٩/٣١٧/٤) (٣٤٣/٢) والترمذي (٣٥٠١/٥٢٧/٥) (١٨٧/٢) باختلاف في اللفظ والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٧٢٠٥/١٧٦/٧)

ایک اور دعا:

(۷۰) تَرْجَمَۃ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ.﴾

تَرْجَمَۃ: ”اے اللہ! میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں آپ کو اور آپ کے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں اور آپ کی ساری مخلوق کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ آپ ہی اللہ ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور محمد (ﷺ) آپ کے بندے اور رسول ہیں۔“

تو اللہ تعالیٰ اس دن اس کے چوتھائی حصہ کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں، جو دو مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے تو اس کے آدھے جسم کو جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں اور جو تین مرتبہ پڑھے تو اس کے تین چوتھائی کو دوزخ سے آزاد فرما دیتے ہیں اور جو چار مرتبہ یہ کلمات کہے اللہ تعالیٰ اس دن اس کو دوزخ کی آگ سے مکمل آزاد فرما دیں گے۔“

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص صبح کو یہ دعا پڑھے گا تو اس کے اس دن کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو شام کو پڑھے تو اس کے اس رات کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (طبرانی معجم الاوسط ۷/ ۱۶۷، ۱۶۸)

نوع آخر:

(٧١) - حدثني أحمد بن سليمان الجرمي، ثنا أحمد بن عبدالرزاق الدمشقي، حدثني جدي عبدالرزاق بن مسلم الدمشقي، ثنا مدرك بن سعد أبو سعد، قال: سمعت يونس بن حلبس يقول: سمعت أم الدرداء (تحدث) عن أبي الدرداء رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: من قال في كل يوم حين يصبح وحين يمسي:

﴿ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. ﴾

سبع مرات، كفاه اللّٰه عزوجل مهمه من أمر الدنيا والآخرة.

أخرجه أبوداود (٥٠٨١/٣٢١/٤) (٣٤٦/٢) والطبراني في «الدعا» (رقم١٠٣٨) والديلمي في «مسند الفردوس» (٥٤٧٢/٤٧٥/٣) بدون تقييد الوقت والمزي في «تهذيب الكمال» (٤٧/١٨) في ترجمة عبدالرزاق. وذكره المنذري في «الترغيب» (٢٥٥/١) وقال رواه ابوداؤد هكذا موقوفا والديلمي في «الفردوس بما ثور الخطاب» ورفعه ابن السني وغيره وقد يقال ان مثل هذا لا يقال من قبل الراى والاجتهاد فسبيله سبيل المرفوع.

ایک اور دعا:

(۷۱) **تَرْجَمَہ:** ”حضرت ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام سات مرتبہ یہ کلمات پڑھتا ہے:

﴿ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. ﴾

تَرْجَمَہ: ”مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں، ان کے سوا کوئی معبود نہیں ان ہی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کے مالک ہیں۔“

سچے دل سے یعنی فضیلت کے یقین کے ساتھ یا یوں ہی فضیلت کے یقین کے بغیر تو بھی اللہ تعالیٰ اس کی (دنیا وآخرت کے) تمام غموں سے حفاظت فرمائیں گے۔“

فَائِدَہ: غم کو غم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ خوشی کو ڈھانک لیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے رب اللہ تعالیٰ لوگوں کے شر سے بچانے کے لئے میرے لئے کافی ہیں، وہ پیدا کرنے والی ذات اپنی مخلوق کے مقابلے میں اور رزق دینے والی ذات سارے رزق دینے والوں کے مقابلے میں میرے لئے کافی ہے۔ وہ ذات جو ہر کام میں میری کفایت کرنے والی ہے مجھے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی جو کیا ہی اچھا کام بنانے والے ہیں میرے لئے وہ اللہ کافی ہیں جن کے علاوہ کوئی رب نہیں ہے۔

حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ہر پریشانی سے نکلنے کا سبب بنایا ہے اور اس پر پیش آنے والی پریشانیوں کے دور ہونے کا وعدہ فرمایا ہے جو اس سبب اور وعدہ سے اعراض کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرماتے ہیں۔

اور جو شخص ان مواقع اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے کافی جانے اور تمام دوسروں سے اعراض کرے اور ان مواقع میں کہے: اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی ہیں تو اللہ تعالیٰ ہر موقع پر اور ہر ایک سے اس کی کفایت فرمائیں گے۔

جب بندہ ان کلمات کو اخلاص کے ساتھ پریشانی کے وقت بار بار کہتا ہے تو یہ اس کو ایک عظیم فائدہ پہنچاتے ہیں اور اس کہنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی مخلوق کے شر سے کفایت اور اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے ایسی جگہ سے رزق دینے میں شفیع ہو جاتے ہیں جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاری کرنے والے ہیں۔ (فیض القدیر ۵/۱۰۴)

نوع آخر:

(٧٢) - حدثنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عبدالله بن الصباح، ثنا مكى بن إبراهيم، ثنا عبدالله بن سعيد بن أبى هند، عن سمى مولى أبى بكر، عن أبى صالح، أنه سمع أبا هريرة رضى الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

عشر مرات حين يصبح، كتب الله لهٗ بها مائة حسنة، ومحى عنه بها مائة سيئة، وكانت لهٗ كعدل رقبة، وحفظ بها يومه، ومن قال مثل ذلك حين يمسى كانت لهٗ مثل ذلك.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٦٠/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١١١/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٦) وابويعلى فى «مسنده» كذا فى «اتحاف الخيره المهرة» (٦٠٩٣/٤٢/٦) ابن منده فى «التوحيد» (٦٥٤/١٠٩/٢)

ایک اور دعا:

(٧٢) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں (ذات وصفات

میں) ان کا کوئی شریک نہیں ہے، ان ہی کے لئے ساری بادشاہی ہے اور ان ہی کے لئے تمام تر تعریف ہے، وہی زندہ کرتے ہیں اور وہی مارتے ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔"

تو اللہ اس کے لئے سو نیکیوں کا ثواب لکھتے ہیں، اس کی سو برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور اس کی تمام دن حفاظت کی جاتی ہے۔ جو شخص شام کو یہ کلمات کہے اس کے لئے بھی یہی انعامات ہیں۔"

نوع آخر:

(۷۳) - أخبرنا أبو يعلى، أخبرنا شجاع بن مخلد، حدثنا يحيٰى بن حماد، حدثنا الاغلب بن تميم، عن مخلد بن هذيل، عن عبدالرحمن يعنى ابن عبدالله بن عمر المدنى، عن عبدالله بن عمر، عن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أنه سأل رسول الله ﷺ عن تفسير.

﴿لَهُ مَقَالِيْدُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

قال: ما سالنى عنها احد قبلك، تفسيره:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، الْأَوَّلُ وَالْاٰخِرُ، وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

من قالها إذا أصبح عشر مرات أعطى ست خصال، أما أوّلهن، يحرس من إبليس، وأما الثانية: فيعطى قنطارا من الأجر، وأما الثالثة: فيرفع الله لهٗ درجة فى الجنة، وأما الرابعة: فيزوج من الحور العين، وأما الخامسة: فيحضرها اثنا عشر ألف ملك، وأما السادسة: فله من الأجر كمن يقرأ التوراة والإنجيل والزبور والفرقان، وله مع هذا يا عثمان من الأجر كمن حج واعتمر فقبلت حجته وعمرته، فإن مات من يومه طبع بطابع الشهداء.

اخرجه ابويعلى «فى مسنده» (٣٢٦/٤- ١٦٤٧/٣٢٧ المقصد العلى كذا ذكره الهلالى ١٢٣/١) والطبراني فى «الدعا» (رقم ١٧٠٠) ذكره السيوطى فى الدر المنثور (٣٣٤/٥) واخرجه الرافعى فى «التدوين فى اخبار قزوين» (١٦٢/٤/ ١٦٣)

ایک اور دعا:

(۷۳) تَرْجَمَہ: "حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے (اللہ تعالیٰ کے ارشاد) "لَهُ مَقَالِيْدُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ" کی تفسیر پوچھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے مجھ سے کسی نے اس کی تفسیر نہیں پوچھی۔ اس کی تفسیر (یہ کلمات ہیں:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ، وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

تَرْجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں، اللہ تعالیٰ (ہر قسم کے نقص و عیب سے) پاک ہیں اور ان ہی کے لئے تمام تر تعریف ہے، میں اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں، گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے جو سب سے پہلے (بھی) ہیں اور سب کے بعد (بھی ہوں گے) (یعنی جب کوئی نہ تھا کچھ نہ تھا، جب بھی وہ موجود تھے اور جب کوئی نہیں رہے گا اور کچھ نہ رہے گا وہ اس وقت بھی موجود رہیں گے) جو بالکل ظاہر ہیں (یعنی دلائل کے اعتبار سے ان کا وجود بالکل ظاہر ہے) جو نگاہوں سے اوجھل ہیں۔ تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی زندہ کرتے ہیں، وہی مارتے ہیں، اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

جو شخص صبح کے وقت دس مرتبہ یہ کلمات کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو چھ انعامات عطا فرماتے ہیں پہلا انعام یہ ہے کہ اس کی شیطان سے حفاظت کی جاتی ہے، دوسرا انعام ایک قنطار کے برابر اجر دیا جاتا ہے، تیسرا انعام جنت میں اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، چوتھا انعام حورعین سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے، پانچواں انعام بارہ ہزار فرشتے اس دعا کو لے کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں گے، چھٹا انعام اس کو اس شخص کی طرح ثواب ملتا ہے جس نے توراۃ، انجیل، زبور، اور قرآن پاک پڑھا ہو اور عثمان! اس کو اس شخص کی طرح ثواب ملتا ہے جس نے حج اور عمرہ کیا ہو اور اس کا حج اور عمرہ قبول بھی ہو گیا ہو، اگر وہ اس دن مر گیا تو اس پر شہداء کی مہر لگا دی جاتی ہے۔''

فَائِدَہ:

نوع آخر:

(٧٤) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، ثنا محمد بن زنبور، حدثنا عبدالعزيز بن أبى حازم، عن سمى، عن بن أبى صالح، عن أبى هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: من قال حين يصبح وحين يمسى:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ﴾

مائة مرة لم يات أحد يوم القيامة بمثل ماجاء به، إلا أحد قال مثل ما قال، أو زاد عليه.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۷۱/۲) ومسلم (۲۶۹۲/۲۷۱/٤) (۳٤٤/۲) وابوداؤد (٥٠٩١/۳۲٤/٤) (۳٤٧/۲) والترمذی (٥/٥١٣/٣٤٦٩) (١٨٥/٢) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ٥٦٨)

ایک اور دعا:

(۴۷) تَرجَمۃ: ’’حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام سو مرتبہ:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ﴾

تَرجَمۃ: ’’اللہ تعالیٰ (ہر نقص وعیب سے) پاک ہیں اور تمام تعریف ان ہی کے لئے ہے۔‘‘

پڑھے تو قیامت کے دن کوئی اس جیسا اجر وثواب لے کر نہ آئے گا البتہ وہ شخص جس نے یہی کلمات کہے ہوں، یا اس سے زیادہ کہے ہوں۔‘‘

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھتا ہے تو اس کو ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ (ترغیب ۲/۲۷۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ صبح شام پڑھے گا اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ابن حبان ۳/۱۴۱، مستدرک حاکم ۱/۶۹۹)

امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ ان کلمات کو دن کے اور رات کے شروع میں ایک ساتھ سو مرتبہ پڑھنا افضل ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۲۰۱)

اگر چہ متفرق بھی پڑھ سکتا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۰۷، شرح زرقانی ۲/۳۶)

کوئی اس جیسا ثواب لے کر نہیں آئے گا

یعنی کوئی بھی اس عمل سے زیادہ افضل کوئی دوسرا عمل لے کر نہیں آئے گا ہاں اگر کسی نے یہی عمل اس سے زیادہ کیا ہو تو وہ زیادہ لے کر آئے گا اور اگر اس کے برابر ہو تو اس کے برابر لے کر آئے گا۔

امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص اس (سو کی) تعداد سے زیادہ ان کلمات کو پڑھے گا اس کو زیادہ ثواب ملے گا۔ (سو کی) تعداد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس تعداد سے زیادہ نہ پڑھا جائے بلکہ زیادہ پڑھنا افضل ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۰۶، ۳۰۷)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے جو شخص سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پڑھتا ہے اس کے لئے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ (ترمذی ۲/۱۸۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگر چہ سمندر کے

جھاگ سے زیادہ ہی ہوں۔ (ترمذی ۲/۱۸۵)

ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ تم سبحان اللہ وبحمدہ سو مرتبہ پڑھا کرو کیونکہ جو اس کو ایک مرتبہ پڑھتا ہے تو دس لکھے جاتے ہیں، جو دس مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے سو لکھے جاتے ہیں اور جو سو مرتبہ پڑھتا ہے اس کے لئے ہزار لکھے جاتے ہیں اور جو اور زیادہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کو اور زیادہ عطا فرماتے ہیں۔ (ترمذی ۲/۱۸۵)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص صبح شام سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھے وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے سو مرتبہ حج کیا ہو۔
(ترمذی ۲/۱۸۵)

نوع آخر:

(٧٥) - حدثنا أبو عروبة، حدثنا الحسين بن البحر البيروتي، ثنا عبيدالله بن معاذ، ثنا أبي حدثنا شعبة، عن الحكم، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

مائة مرة إذا أصبح، ومائة مرة إذا أمسى، لم يجيء أحد بأفضل مما عمله، إلا من قال أفضل من ذلك.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٨٥/٢) وابن ماجه (٣٧٩٨/١٢٤٨/٢) (ص٢٦٩) والترمذى (٣٤٦٨/٨١٢/٥) (١٨١/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٥) والطبراني في «الدعا» (رقم ٣٣٣)

ایک اور دعا:

(٧٥) تَرْجَمَۃ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام سو مرتبہ یہ دعا:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

تَرْجَمَۃ: ”اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے، ان ہی کے لئے تمام بادشاہی ہے اور ان ہی کے لئے تمام تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔“

پڑھے تو قیامت کے دن اس شخص سے بڑا عمل لے کر کوئی نہیں آئے گا صرف وہ شخص جس نے اس سے زیادہ یہ کلمات پڑھے ہوں۔“

نوع آخر:

(٧٦) - أخبرنا أبو عروبة، نا يحيٰى بن الحسين، حدثنى يحيٰى بن المغيرة، ثنا ابن أبى فديك، (هو محمد بن إسمعيل)، عن عبدالرحمن بن أبى مليكة، عن زرارة بن مصعب، عن أبى سلمة بن عبدالرحمن، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ آية الكرسى، وحم الاول. يعنى المؤمن. حتى ينتهى إلى ﴿إِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ حين يمسى، حفظ بهما حتى يصبح، ومن قرأ بهما مصبحا حفظ بهما حتى يمسى.

اخرجه الدارمى فى «سننه» (٣٣٨٦/٥٤١/٢) والترمذى (٢٨٧٩/١٥٧/٥) (١١٥/٢) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٣٢٢) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٢٤٧٤/٤٨٣/٢) وذكره البغوى فى «المعالم التنزيل» (٢٣٨/١)

ایک اور دعا:

(٧٦) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص شام کے وقت آیت الکرسی اور حم اول یعنی (سورہ) مؤمن کی (ابتدائی) آیات "والیه المصیر" تک:

﴿حم تنزيل الكتب من الله العزيز العليم غافر الذنب قابل التوب شديد العقاب ذى الطول لا اله الا هو اليه المصير.﴾

ترجمہ: "حم یہ کتاب ان اللہ تعالیٰ کی جانب سے اتری ہے جو (سب پر) غالب ہیں بہت وسیع علم والے ہیں (اپنے بندو کے) گناہ بخشنے والے ہیں اور توبہ قبول کرنے والے ہیں (نافرمانوں کو) شدید عذاب دینے والے ہیں، بڑی قدرت والے ہیں، ان کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ان ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔"

پڑھے تو صبح تک تمام آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہے گا اور جو صبح کے وقت پڑھ لے وہ شام تک تمام آفات اور بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔"

نوع آخر:

(٧٧) - حدثنا أبو يحيٰى زكريا الساجى، أخربنا يزيد بن يوسف، عن عمرو بن يزيد، ثنا خالد بن نزار، ثنا سفيان بن عينية، عن محمد بن المنكدر، عن محمد بن إبراهيم التيمى، عن أبيه، قال: وجهنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فى سرية، فأمرنا أن نقرا إذا أمسينا و إذا أصحبنا:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَا كُمْ عَبَثًا﴾

فغنمنا وسلمنا.

اخرجه ابو نعيم في «معرفة الصحابة» (رقم ٧٢٦) كما في نتائج الافكار (٤٠٧/٢) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٤٠٦/٢) ذكره السيوطي في «الدرالمنثور» (١٧/٥)

ایک اور دعا:

(۷۷) تَرجَمَہ: ''حضرت ابراہیم تیمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جنگ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے۔ آپ ﷺ نے ہم کو حکم فرمایا کہ ہم صبح شام یہ آیت پڑھیں:

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾

تَرجَمَہ: ''کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہ لوٹائے جاؤ گے۔''

(ہم اس کو پڑھتے رہے) اور ہمیں مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا اور ہم محفوظ بھی رہے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے ان آیات کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔ ان کو صبح شام پڑھنے سے جنگ میں دشمن سے حفاظت بھی رہی اور مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا۔

نوع آخر:

(٧٨) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا محمد بن المصفى، ثنا عثمان بن سعيد ابن كثير بن دينار، عن ابن لهيعة، عن زبان بن فائد، عن سهل بن معاذ، عن أبيه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عن النبي ﷺ في قوله عزوجل:

﴿وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى﴾

قال: كان عليه السلام يقول إذا أصبح و إذا أمسى:

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ، يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ، وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٣٩/٣) ومحمد بن جرير الطبري في «تاريخه» (١٧٢/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤٢٧/١٣٤/٢٠) وفي «الدعا» (رقم ٣٢٤) والديلمي في «الفردوس» (٤٧٦/١٣٤/١)

ایک اور دعا:

(۷۸) تَرجَمَہ: ''حضرت معاذ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے (آیت مبارکہ):

﴿وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى﴾

کی تفسیر میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام صبح شام یہ پڑھا کرتے تھے۔"

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ، يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ، وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ.﴾

تَرْجَمَہ: "تم لوگ جب شام کرو اور جب صبح کرو تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کیا کرو، تمام آسمان اور زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف ہوتی ہے، اور تم سہ پہر کے وقت اور ظہر کے وقت (بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرو) وہ زندہ کو مردہ سے نکالتے ہیں اور مردہ کو زندہ سے نکالتے ہیں اور زمین کو اس کے مردہ (یعنی خشک) ہونے کے بعد زندہ (یعنی سرسبز و شاداب) کرتے ہیں اسی طرح تم لوگ (قیامت کے دن قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔"

(۷۹) - أخبرني إبراهيم بن محمد الضحاك، حدثنا محمد بن سنجر، ثنا عبدالله بن صالح، أبو صالح، حدثني الليث، عن سعيد بن بشير البخاري، عن محمد بن عبدالرحمن بن البيلماني، عن أبيه، عن ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قال: من قال حين يصبح:

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ﴾

الآيات كلها، أدرك ما فاته في يومه، ومن قالها حين يمسي أدرك مافاته في ليلته.

مر تخريجه راجع رقم (٦٥).

(۷۹) تَرْجَمَہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح یہ تین آیات:

﴿فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ، وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوَاتِ﴾

تک تمام آیتیں پڑھے تو اس دن کے جو معمولات اس سے چھوٹ جائیں ان کا ثواب اس کو مل جائے گا اور جو شخص شام کو یہ آیت پڑھ لے تو اس رات کے جو معمولات اس سے چھوٹ جائیں ان کا ثواب اس کو مل جائے گا۔"

فَائِدَہ: پوری آیت مع ترجمہ حدیث نمبر ۷۸ پر گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(۸۰) - حدثنا محمد بن الحسن بن مكرم، حدثنا محمود بن غيلان، ثنا أبو أحمد

الزبیری، ثنا خالد بن طهمان أبو العلاء، الخفاف، حدثنا نافع، عن معقل بن یسار، قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: من قال حین یصبح ثلاث مرات:

﴿أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

وقرأ ثلاث آیات من آخر الحشر وكل به سبعون ألف ملك یصلون علیه حتی یمسی، و إن مات فی ذلك الیوم مات شهیدا، و إن قالها حین یمسی كان بتلك المنزلة.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٥/٢٦) والدارمی فی «سننه» (٢/٥٥٠/٣٤٢٥) والترمذی ٢٩٢٢/١٨٢ (٢/١٢٠) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (٢٠/٢٢٩)/(٥٣٧) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٢/٤٩٢/٢٥٠٢)

ایک اور دعا:

(۸۰) تَرجَمہ: ”حضرت معقل بن یسار رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ:

﴿أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

تَرجَمہ: ”میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔“

پڑھ کر سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھ لے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو شام تک اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اگر اس دن مر جائے تو شہید مرے گا۔ جو شخص شام کے وقت پڑھ لے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو صبح تک رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اگر اس رات کو مر جائے تو شہید مرے گا۔“

فَائِدَہ: اعوذ باللّٰہ الخ اعوذ باللہ تین مرتبہ پڑھنا الحاح وزاری کے لئے ہے کیونکہ معنوی طور پر دعا ہے۔ (اور دعا میں الحاح و زاری کرنی چاہئے اس کی کم سے کم مقدار تین دفعہ دہرانا ہے) یا تین مرتبہ پڑھنا آئندہ سورۂ حشر کی تین آیات کی مناسبت کی وجہ سے پڑھنے والے کو ان آیات کو پڑھنے سے، ان میں غور وفکر کرنے اور ان میں جو اللہ تعالیٰ کے اخلاق بیان ہوئے ہیں ان کو اپنانے میں کوئی نہ ہو۔

سورۂ حشر کی تین آیات۔

فرشتے دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ آیات بہت سارے علماء کے نزدیک اسم اعظم پر مشتمل ہیں۔ فرشتوں کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے ان آیات کے پڑھنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے خیر کی توفیق عطا ہونے اور شر کے دور ہونے کی دعا کرتے ہیں یا گناہوں کے معاف ہونے کی دعا کرتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ۸/۱۹۳)

نوع آخر:

(٨١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا عمرو بن علی، حدثنا أبو عاصم، حدثنا ابن أبی ذئب، حدثنا أسید بن أبی أُسَیْد، عن معاذ بن عبدالله ابن حبیب، عن أبیه رضی الله تعالیٰ عنه قال: أصابنا عطش وطش وظلمة فانتظرنا رسول الله ﷺ لیصلی بنا، ثم ذکر کلاما معناه فخرج فقال: قل ما أقول، قال: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، والمعوذتین حین تمسی وحین تصبح ثلاثا، تکفیك کل شیء.

اخرجه عبد بن حمید فی «مسنده» (٦٩٤/١٧٨/١) وابوداؤد (٥٠٨٢/٣٢١/٤) والنسائی فی «السنن الکبری» (٧٨٦٠/٤٤٢/٤) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٢٥٧١/٥١٥/٢)

(٨١) **ترجمہ:** ”حضرت عبداللہ ابن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پیاس، زکام جیسی بیماری اور اندھیرے کی حالت میں (مبتلا) تھے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ ﷺ (آکر) ہمیں نماز پڑھائیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: تم وہ کہو جو میں کہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قل ہو اللہ احد اور معوذ تین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) صبح وشام تین مرتبہ پڑھا کرو تو یہ تمہاری ہر چیز سے کفایت کریں گی۔“

فائدہ: ہر چیز سے کفایت کریں گی کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی نقصان اور اذیت پہنچانے والی چیز سے تمہاری حفاظت کریں گی۔ (بذل المجہود ٦/٢٩٧)

نوع آخر:

(٨٢) - فی کتابی عن محمد بن هارون الحضرمی، ثنا خالد بن یوسف السمتی، ثنا أبو عوانة، عن عمر بن أبی سلمة، عن أبیه، عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال: کان رسول الله ﷺ یقول إذا أصبح:

﴿أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.﴾

وإذا أمسى قال:

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِلَيْهِ الْمَصِيْرُ.﴾

وأخرجه البخاري في «الأدب المفرد» (رقم ٨٩) والبزار في «مسنده» كما في كشف الاستار (١٣٠٥١/٢٤/٤)

ایک اور دعا:

(٨٢) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے:

﴿أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ.﴾

ترجمہ: ''ہم نے اور ساری مخلوق نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے صبح کی، تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس (قیامت کے دن) اٹھ کر جانا ہے۔''

اور شام کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔''

﴿أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ كُلُّهُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِلَيْهِ الْمَصِيْرُ.﴾

ترجمہ: ''ہم نے اور ساری مخلوق نے اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے شام کی۔ تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس (قیامت کے دن) اٹھ کر جانا ہے۔''

فائدہ: صبح و شام اللہ تعالیٰ کی الوہیت و معبودیت اور تمام تر تعریفات کی مستحق ذات کا اقرار اور قیامت کے دن کی یاد ہے جو اسلامی عقائد کی اساس اور بنیاد ہے جس کی وجہ سے آدمی اپنے ہر عمل کو حساب کتاب پر تولتا اور بہتر بناتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عظیم عبدیت کا اظہار اور امت کو اس کی تعلیم ہے۔



باب ما يقول صبيحة يوم الجمعة

جمعہ کی صبح کیا دعا پڑھنا چاہیے

جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اس کی صبح کی کچھ خصوصیت ہونی چاہیے چنانچہ جمعہ کی صبح کیا دعا پڑھنی چاہیے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک باب اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٨٣) - حدثني أحمد بن الحسن أديبويه، ثنا أبو يعقوب إسحاق بن خالد ابن يزيد البالِسِيُ، ثنا يزيد بن عبدالرحمن القرشي، عن خصيف، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عن النبي ﷺ قال: من قال صبحة يوم الجمعة قبل صلاة الغداة:

﴿أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَىَ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

ثلاث مرات، غفرالله ذنوبه ولو كانت ذنوبه مثل زبد البحر.

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٧٧١٧/٣٥٦/٧) وابن الاعرابي في «معجمه» (١٢٠٢) ذكره الهلالي (١٣٤/١) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٤٢٨/٢)

(٨٣) تَرْجَمَۃ: ”حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن فجر کی نماز سے پہلے یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے:

﴿أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

تَرْجَمَۃ: ”میں معافی مانگتا ہوں ان اللہ تعالیٰ سے جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (ہمیشہ ہمیشہ) زندہ رہنے والے اور (آسمان و زمین کو) قائم رکھنے والے ہیں اور ان ہی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔“

تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔“

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز سے پہلے تین مرتبہ ان الفاظ سے استغفار کرنا چاہئے جمعہ کا دن انتہائی اہمیت وفضیلت کا حامل ہے اس لئے صبح ہی سے اس کی تیاری کرنی چاہئے۔

جمعہ کی اہمیت وفضیلت

جمعہ کا دن ہفتہ کے دنوں میں سب سے افضل ہے، مؤمنین کے لئے عید کا دن ہے، ہر عمل کا ثواب ستر گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے حتی کہ شب جمعہ لیلۃ القدر سے افضل ہے، جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار اسی دن ہوگا (بعض لوگ روزانہ اور کم اور زیادہ مدت بھی

ہے) اس دن دوزخ گرم نہیں کی جاتی ہے، مردے عذاب قبر سے محفوظ رہتے ہیں، جو اس دن مر جائے وہ عذاب قبر اور فتنۂ قبر سے محفوظ رہتا ہے اور اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے، اس دن روحیں اکٹھی ہوتی ہیں۔

اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں: جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ کے ہاں نفلی حج سے بہتر ہے۔ ایک روایت میں جمعہ کو حج مساکین فرمایا ہے، ایک جگہ فقراء علماء صلحاء کے لئے زینت کا دن فرمایا ہے۔

آداب جمعہ اور اس کی اہمیت

ایک روایت ہے کہ جمعہ کے دن اہل جنت کافور کی ریت پر اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے اس دن اللہ تعالیٰ کے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جو جمعہ کے لئے بہت جلدی اور سویرے جائے گا۔

آداب:

❶ ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کا اہتمام جمعرات ہی سے کرے، جمعرات کی عصر کے بعد استغفار زیادہ کرے، پہننے کے کپڑے صاف کر کے رکھے خوشبو وغیرہ کا بندوبست بھی اسی دن کرے تاکہ جمعہ کے دن ان کاموں میں مشغول نہ ہونا پڑے۔ سلف سے منقول ہے کہ جمعہ کا سب سے زیادہ ثواب اس کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہے اور اس کا اہتمام جمعرات ہی سے کرتا ہے۔

❷ جمعہ کے دن غسل کرے۔ غسل کرنا جمعہ کے دن سنت موکدہ ہے۔ بہترین غسل وہ ہے جس سے جمعہ کی نماز پڑھی جائے (یعنی غسل کے بعد اسی غسل سے جمعہ پڑھا جائے درمیان میں وضو کی نوبت نہ آئے)۔

❸ صاف ستھرا لباس پہن کر جائے، اچھا یہ ہے کہ لباس سفید ہو۔ آپ ﷺ جمعہ کے لئے علیحدہ کپڑے رکھتے تھے یہ بھی سنت ہے۔

❹ عمامہ پہن کر جائے جمعہ کے دن (خصوصاً) پہننا سنت ہے۔

❺ خوشبو لگا کر جائے جمعہ کے دن خوشبو لگانا سنت موکدہ ہے بہترین خوشبو مشک ہے جس میں گلاب کی آمیزش ہو۔

❻ مسواک کرنا۔

❼ مسجد بہت جلدی جانا۔

❽ پیدل چل کر جانا کہ ایک قدم پر ایک سال روزے رکھنے اور راتوں کو قیام کا ثواب ملتا ہے۔

❾ جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنا۔

❿ شب جمعہ میں سورۂ دخان پڑھنا، سورۂ یٰسین پڑھنا۔

⓫ درود شریف پڑھنا۔

(حوالہ کے لئے دیکھیں مرقاۃ ۳/۲۶۱، مظاہر حق ۲/، عمدۃ الفقہ ۲/ ۲۵۷، معارف الحدیث)۔

باب ما يقول إذا خرج إلى الصلوٰة

صبح نماز کے لئے جب گھر سے نکلے تو کونسی دعا پڑھنی چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(٨٤) - حدثنا ابن منيع، ثنا الحسن بن عرفة، ثنا علی بن ثابت الجزری، عن الوزاع بن نافع العقيلی، عن أبی سلمة بن عبدالرحمن، عن جابر بن عبدالله، عن بلال مؤذن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، قال: كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم إذا خرج إلى الصلوٰة قال:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ، وَبِحَقِّ مَخْرَجِيْ هٰذَا، فَإِنِّيْ لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَّلَا بَطَرًا، وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، وَاتِّقَاءَ سُخْطِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيْذَنِيْ مِنَ النَّارِ، وَتُدْخِلَنِيَ الْجَنَّةَ. ﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢١/٣) وابن ماجه فی «سننه» (٧٧٨/٢٥٦/١) وابن حجر فی «نتائج الافكار» (٢٦٦/١)

(۸۴) ترجمہ: ”حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتے۔“

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ آمَنْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ، وَبِحَقِّ مَخْرَجِيْ هٰذَا، فَإِنِّيْ لَمْ أَخْرُجْ أَشَرًا وَّلَا بَطَرًا، وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، وَاتِّقَاءَ سُخْطِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُعِيْذَنِيْ مِنَ النَّارِ، وَتُدْخِلَنِيَ الْجَنَّةَ. ﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ گھر سے نکلتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ اے اللہ! میں ہر اس حق سے جو سوال کرنے والوں کا آپ پر ہے، اور اپنے اس نکلنے کے حق سے کیوں کہ میں نہ فخر کرنے کے لئے نکلا ہوں اور نہ اترانے کے لئے اور نہ دکھلانے کے لئے اور نہ شہرت طلب کرنے کے لئے نکلا ہوں۔ (بلکہ) میں تو آپ کی رضا جوئی اور آپ کی ناراضگی سے ڈر کر

نکلا ہوں۔ سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے جہنم سے بچالیں اور جنت میں داخل فرما دیں۔‘‘

نوع آخر:

(۸۵) - أخبرنی محمد بن علی القطبی، ثنا بشر بن موسی، ثنا عبداللّٰه ابن صالح بن مسلم، أنبانا فضیل بن مرزوق، عن عطیة العوفی، عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰه تعالی عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: ما خرج رجل من بیته إلی الصلٰوة فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ، وَبِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَإِنِّیْ لَمْ أُخْرُجْهُ أَشْرًا وَّلَا بَطَرًا، وَلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ، وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ، وَأَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ، إِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

إلا وکل اللّٰه به سبعین ألف ملك یستغفرون له، وأقبل اللّٰه عزوجل علیه بوجهه حتی یقضی من صلاته.

اخرجه علی ابن الجعد فی «مسنده» (۱/۲۲۹/۲۰۳۱) واحمد فی «مسنده» (۳/۲۱) وابن ماجه (۱/۲۵٦۱/۷۷۸) (ص٦٥) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ٤۲۱) وابن ابی شیبه فی «المصنف» (٦/۲٥/۲۹۰۲)

(۸۵) ترجمہ: ’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کے لئے اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ، وَبِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَإِنِّیْ لَمْ أُخْرُجْهُ أَشْرًا وَّلَا بَطَرًا، وَلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً، خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ، وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ النَّارِ، وَأَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ، إِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

ترجمہ: ’’اے اللہ! میں اس حق کے واسطے سے جو سوال کرنے والوں کا آپ پر ہے اور اپنے اس (نماز کے لئے) چلنے کے حق کے واسطے سے کیونکہ میں نہ فخر کرنے نہ اترانے اور نہ دکھلانے نہ شہرت کے لئے نکلا ہوں (بلکہ) میں آپ کی ناراضگی کے ڈر سے (کہ آپ مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں) اور آپ کی رضا جوئی کے لئے گھر سے نکلا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے (جہنم کی) آگ سے بچالیں اور آپ میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دیں۔ بلاشبہ آپ کے علاوہ کوئی گناہوں کا معاف کرنے والا نہیں ہے۔‘‘

تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نماز سے فارغ ہونے تک اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے لئے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھنا چاہئے۔ جس کے پڑھنے پر اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو مقرر فرما دیتے ہیں جو اس پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔

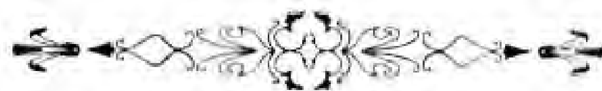
مسجد جانے کے آداب: مستحب ہے کہ آدمی جب نماز کے لئے جائے تو خوف و ڈر، خشوع و خضوع اور وقار اور سکون سے جائے۔ اگر جاتے ہوئے اقامت کی آواز سنے تو دوڑ کر نہ جائے۔ امام احمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: تکبیر اولیٰ کی طمع میں تیز چل کر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ جلدی میں کوئی بری چیز پیش نہ آئے۔ (یعنی چلنے میں جسم وغیرہ بری طرح نہ ہلے کہ بدہیئت معلوم ہو اسی طرح نہ کسی کو پھلانگ کر اور اذیت دے کر جانا نہ ہو)۔

یہ بھی مستحب ہے کہ قدم چھوٹے چھوٹے رکھے تاکہ نیکیاں زیادہ ہوں کیونکہ ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے راستے میں چلتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو پنجے کی شکل میں نہ ملائے کیونکہ نماز ہی میں ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ (اور نماز میں اس طرح کرنا مکروہ تحریمی ہے)۔

یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے:

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَلِسَانِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَمِنْ أَمَامِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا وَأَعْطِنِیْ نُوْرًا."

مذکورہ دعا بھی پڑھے۔ پھر اس دعا کے بعد یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِیْ۔ (المغنی لابن قدامہ ۱/۲۷۱)



باب ما يقول إذا دخل المسجد

مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا پڑھنا چاہئے

مسجد خانۂ خدا اور دربار الٰہی ہے۔ آنے والے وہاں اس لئے آتے ہیں کہ عبادت کے ذریعے ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا ورحمت حاصل ہو اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ کوئی بندہ غفلت کے ساتھ مسجد نہ جائے اور نہ مسجد سے نکلے بلکہ جانے کے وقت بھی اور آنے کے وقت بھی اس کے دل وزبان پر مناسب دعا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری کا یہ لازمی ادب ہے۔
(معارف الحدیث ۳/۱۹۶)

نیز اس موقع پر دعا کی حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مسجد میں شیطان کے وساوس زیادہ ہوتے ہیں وہ لوگوں کو اکثر مسجد جانے سے روکتا ہے اور دوسری طرف لے جاتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۴۲)

اس موقع پر کن آداب کا خیال رکھنا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اباب جس کے ذیل میں ۴ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(٨٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، حدثنا محمد بن بشار، ثنا أبوبكر الحنفي، (ح) وأنبانا محمد بن الحسين بن مكرم، ثنا عمرو بن علي، ثنا أبوبكر الحنفي، ثنا الضحاك بن عثمان، حدثني سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا دخل أحدكم المسجد، أو أتى المسجد فليسلم على النبي صلى الله عليه وسلم وليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

و إذا خرج فليسلم على النبي صلى الله عليه وسلم وليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِذْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

وقال ابن مكرم في حديثه: (واعصمني).

اخرجه ابن ماجه (٧٧٣/٢٥٤/١) (ص٥٦) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩٠) وابن خزيمه في «صحيحه» (١٢١/١) وابو عوانه في «مسنده» (١٤١/١) وابن حبان في «صحيحه» (٢٠٤٧/٤٩٥/٥)

(٨٦) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو یا مسجد آئے تو (پہلے) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے (پھر) یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔''

اور جب مسجد سے باہر نکلے تو (پہلے) رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجے (پھر) یہ دعا پڑھے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میری شیطان مردود سے حفاظت فرمائیے۔''

فائدہ: یہ دعا مسجد میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنا بہتر ہے۔ اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد پڑھنا بھی صحیح ہے۔

(ملخص فتوحات ربانیہ ۲/۴۳)

نوع آخر:

(۸۷) - حدثنی موسی بن الحسن الكوفی، حدثنا إبراهيم بن يوسف الكندی، حدثنا سعير بن الخمس، عند عبدالله بن الحسن الكفوی، عن أمه، عن جدتها قالت: كان رسول الله ﷺ إذا دخل المسجد حمدالله وسمی وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَافْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

و إذا خرج قال مثل ذلك وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲۸۲/٦) والدارمی فی «سننه» (۳۷۷/۱/۱۳۹٤) وابن ماجه (۲۵۳/۱/۷۷۱) (ص٥٦) والترمذی (۱۲۷/۲/۳۱٤) (۷۱/۱) وابن حبان فی «صحيحه» (۳۹۷/٥/۲۰٤۸)

(۸۷) ترجمہ: ''حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے اور بسم اللہ پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَافْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میری مغفرت فرما دیجئے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازوں کو کھول دیجئے۔''

اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو اسی طرح کرتے (یعنی پہلے حمد وثنا کرتے پھر بسم اللہ پڑھتے) اور یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ أَبْوَابَ فَضْلِكَ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دیجئے۔''

نوع آخر:

(۸۸) - حدثنی الحسين بن موسی الرقی، ثنا إبراهيم بن الهيثم البلدی، ثنا إبراهيم بن

محمد بن البختری. شیخ صالح بغدادی. حدثنا عیسی بن یونس، عن معمر، عن الزهری، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ قال: کان رسول اللّه صلی اللہ علیہ وسلم إذا دخل المسجد قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ﴾

و إذا خرج قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ﴾

أورده الحافظ فی لسان المیزان (۲/۳۱٦) فی ترجمة الحسین بن موسى الرقی، وذکر إسناد المصنف، ثم قال: رواته من عیسی فصاعدا من رواة الصحیح، اخرجه عبد الرزاق فی المصنف ولکن لیس فیه بسم اللّه (۱/٤٢٥)

(۸۸) ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ﴾

ترجمہ: "میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مسجد میں داخل ہوتا ہوں۔ اے اللہ! آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت نازل فرمایئے۔"

اور جب مسجد سے باہر تشریف لاتے تو ارشاد فرماتے۔"

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ﴾

ترجمہ: "میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر مسجد سے باہر نکلتا ہوں۔ اے اللہ! آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت نازل فرمادیجئے۔"

نوع آخر:

(۸۹) - أخبرنا أبو حفص عمر بن محمد بن بکار القافلانی، حدثنا یوسف بن موسی، حدثنا الولید بن القاسم الهمدانی، حدثنا سالم بن عبدالاعلی، عن نافع عن ابن عمر، قال: علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہما إذا دخل المسجد أن یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویقول:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.﴾

و إذا خرج صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویقول:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ فَضْلِكَ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲۸۲/٦) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (۱۰٤٤/٤٢٤/٢٢) وفی الاوسط (٦٦١٢/٣٥٨/٦) وفی «الدعا» (رقم ۱۱۸) وابن حجر فی «نتائج الافكار» (۲۷۹/۱)

(۸۹) ترجمہ: ''حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مسجد میں داخل ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے اور (پھر) یہ دعا پڑھتے:

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔''

اور جب مسجد سے باہر نکلتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے اور (پھر) یہ دعا پڑھتے۔''

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا أَبْوَابَ فَضْلِكَ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور ہمارے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دیجئے۔''

فائدہ: مسجد میں داخل ہوتے وقت رحمت اور نکلتے وقت فضل کا سوال ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے والا آخرت کا طلب گار ہوتا ہے اور ان اعمال کو اختیار کرنے والا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں مددگار ہوں اور ان چیزوں کے لئے رحمت مناسب ہے۔ اور مسجد سے نکلنے والا معاش و روزگار کا طلب گار ہوتا ہے اور رزق حلال وغیرہ کا متلاشی ہوتا ہے اور اس کے لئے فضل مناسب ہے۔ (ملخص فتوحات ربانیہ ۴۳/۲)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿ اعوذ بالله العظيم وبوجهه الكريم وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم ﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ جو عظیم ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے کرامت والے چہرے اور اللہ تعالیٰ کی قدیم بادشاہی کے ذریعے سے شیطان مردود کی پناہ چاہتا ہوں۔''

(ان تمام پر عمل اس طرح ہوسکتا ہے) "اعوذ بالله العظيم و بوجهه الكريم و سلطانه القديم من الشيطان الرجيم، الحمد لله اللهم صلی علی محمد وعلی ال محمد اللهم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك'' پھر بسم اللہ پڑھے پھر دائیں پاؤں سے مسجد میں داخل ہو۔

پھر نکلتے وقت بھی یہی سب دعائیں پڑھے صرف "ابواب رحمتك'' کی جگہ "ابواب فضلك'' کہے۔ اور بائیں پاؤں سے باہر نکلے۔ (قالہ النووی فی کتاب الاذکار ۵۰)



باب ما يقول إذا سمع الأذان

اذان سن کر کیا کہنا چاہئے

اذان اللہ تعالیٰ کی پکار اور نداء ہے جو شعائر اسلام میں سے ہے جس کا عملی جواب ہر مسلمان کے لئے واجب ہے نیز اس کے نتیجہ میں کھڑی ہونے والی نماز اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل ہے۔

اذان توحید و رسالت اور اوامر احکام کے لئے ایک دعوت تامہ ہے جو فرائض کے لئے سنت موکدہ ہے۔ اذان کو سن کر کیا کرنا چاہئے۔ اذان اور اس کے متعلقات کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھ باب جس کے ذیل میں تیرہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۹۰) - حدثنا أبو عبدالرحمن النسائی، أخبرنا قتيبة بن سعيد وعتبة بن عبدالله المروزی، عن مالك، عن الزهری، عن عطاء بن يزيد، عن أبی سعيد رضی الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا سمعتم الأذان فقولوا: مثل ما يقول المؤذن.

أخرجه البخاری (۵۸٦/۲۲۱/۱)(۸۸/۱) والمسلم (۳۸۳/۲۸۸/۱) (۱٦٦/۱) وأبوداود (۵۲۲/۱۴۴/۱) (۷۷/۱) والترمذی (۲۰۸/۴۰۷/۱) (۵۱/۱) والنسائی «وعمل اليوم والليلة» (رقم ۳۴)

(۹۰) **ترجمہ:** ”حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اذان سنا کرو تو (اس کے جواب میں) وہی کلمات دہرایا کرو جو موذن نے کہے ہوں۔“

فائدہ: اذان شعائر اسلام میں سے ہے اور دعوت تامہ ہے اس لئے احادیث میں اس کے بے شمار فضائل وارد ہوئے ہیں اسی وجہ سے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اذان دینے والے (اجر وثواب میں) ہم سے بڑھے جاتے ہیں (لہٰذا آپ ہمیں بھی کوئی طریقہ بتادیں کہ ہم بھی یہ فضیلت حاصل کرلیں) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس طرح موذنین کہتے ہیں (ساتھ ساتھ) تم بھی کہتے جاؤ اور جب (اذان کے جواب سے) فارغ ہوجاؤ تو جو مانگو گے ملے گا۔ (ابوداؤد ۱/ ۷۸)

اس لئے مذکورہ بالا حدیث میں بھی ارشاد ہے کہ موذن کے کلمات کو دہراؤ تاکہ تمہیں موذن کی طرح ثواب حاصل ہو جائے۔

اذان کا جواب زبان سے دینا مستحب ہے۔ اور اذان کا جواب قدم سے یعنی نماز کی طرف چل کر جانا واجب ہے۔ جس مسجد کی اذان سنی ہے اور اسی مسجد میں نماز پڑھنی ہے تو نماز کے لئے جانا واجب ہے تاکہ جماعت فوت نہ ہوجائے اور اگر دوسری مسجد میں نماز پڑھنی ہے تو پھر اس اذان کا جواب واجب ہے بالقدم نہیں بلکہ اس اذان کے ادب کی وجہ سے مستحب ہوگا۔

اذان کے چند فضائل

موذن قیامت کے دن سب سے اونچے مرتبے والے ہوں گے۔ (مسلم ۱/۱۶۷)

موذن کی اذان کی آواز جن وانس جو بھی سنتا ہے وہ قیامت کے دن اس کے ایمان دار ہونے کی گواہی دے گا۔ (بخاری ۱/۸۶)

موذنین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغفرت کی دعا فرمائی ہے۔ (ترمذی ۱/۵۱)

جوشخص سات سال تک اذان دے اس کے لئے دوزخ سے برأت لکھ دی جاتی ہے۔ (ترمذی ۲/۵۱، ابن ماجہ ۵۳)

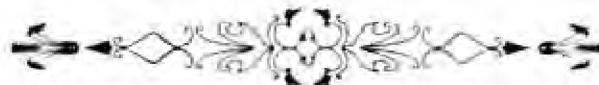
قیامت کے دن جولوگ مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے ان میں موذن بھی ہوگا۔ (ترمذی ۲/۱۹)

جوشخص بارہ سال تک اذان دے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور اس کے لئے روزانہ اذان کے عوض ساٹھ ۶۰ نیکیاں اور ہر تکبیر اقامت کے بدلے ستر نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابن ماجہ صفحہ ۵۳)

موذن کو قبر میں کیڑے نہیں کھائیں گے۔ (مرقات ۲/۱۶۷)

جتنے لوگ موذن کے ساتھ نماز پڑھیں گے سب کا ثواب موذن کو ملے گا اور رحمٰن کا ہاتھ موذن کے سر پر ہوتا ہے موذن قبر سے اذان کہتا ہوا اٹھے گا۔ (مرقات عن الطبرانی ۲/۱۶۹)

ایک روایت میں ہے کہ جہاں تک موذن کی آواز جاتی ہے مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کے لئے ہر تر وخشک چیز گواہی دیتی ہے۔ (ابوداؤد ۱/۷۶، ابن ماجہ ۵۳)



باب ما يقول إذا قال المؤذن حي على الصلوٰة حي على الفلاح

مؤذن جب حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے تو کیا کہنا چاہیے

اس باب میں اذان کے جواب کی تفصیل ہے۔ چنانچہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ اس باب میں دو حدیث نقل کی ہے۔

(۹۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا علي بن حجر، ثنا شريك، عن عاصم بن عبيدالله، عن علي بن الحسين عن أبي رافع، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا سمع المؤذن قال مثل ما يقول، و إذا قال: حي على الصلوٰة حي على الفلاح، قال:

﴿ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ﴾

وأخرجه أحمد في «مسنده» (٦/٩ و ٣٩١)، والبزار كما في «كشف الأستار» (رقم ٣٦٠) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤١) والروياني في «مسنده» (١/٤٧٥/٧٢٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (١/٣١٣/٩٢٤)

(۹۱) ترجمہ: "حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب موذن کو اذان کہتے ہوئے سنتے تو وہی کلمات دہراتے جو موذن کہتا اور جب موذن "حي على الصلوٰة حي على الفلاح" کہتا ہے تو (اس کے جواب میں) "لا حول ولا قوة الا بالله" فرماتے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام کلماتِ اذان کے جواب میں وہی کلمات دہرائے جائیں اور "حي على الصلوٰة" اور "حي على الفلاح" کے جواب میں "لا حول ولا قوة الا بالله" کہنا چاہیے۔

اذان کے جواب کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جب موذن ایک کلمہ کہہ کر خاموش ہو تو اس وقت اس کلمہ کو کہہ لیا جائے دوسرے موذن کے ساتھ ساتھ اذان کے کلمات دہراتا جائے یہاں تک کہ اذان موذن کے ساتھ ختم ہو۔ (معارف السنن ۲/۲۳۵)

لیکن موذن سے پہلے کلماتِ اذان مکمل نہ کرے۔ (مرقاۃ ۲/۱۶۳)

"حي على الصلوٰة" اور "حي على الفلاح" کے جواب میں صرف "لا حول ولا قوة الا بالله" کہنا بھی صحیح ہے اور صرف "حي على الصلوٰة" اور "حي على الفلاح" کہنا بھی حدیث میں آیا ہے۔ بعض مشائخ کا عمل دونوں کو جمع کرنے کا ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے کسی ایک کو کہنے کی ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ کبھی ایک کہے کبھی دوسرا کہے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔ (معارف السنن ۲/۲۳۶)

اگر اذان ہو چکی اور جواب نہ دیا تو علماء نے لکھا ہے کہ اگر فصل قلیل (تھوڑی دیر ہوئی) ہے تو جواب دے ورنہ نہیں۔ (فتح الباری ۲/۹۱)

جب ایک اذان کا جواب دے چکا تو دوسری اذان کا جواب دینا تعدد سبب کی بناء پر ہے لیکن پہلی اذان کا جواب دینا افضل

ہے۔ (فتح الباری ۲/۹۲)

جواب دینے والا موذن کی طرح بلند آواز سے نہ کہے۔ (فتح الباری ۲/۹۲)

جب اذان مغرب سنے تو یہ دعا پڑھے: "اللهم انّ هذا اقبال ليلك وادبار نهارك واصوات دعاتك فاغفرلي" اور فجر کی اذان میں "اللهم هذا اقبال نهارك وادبار ليلك واصوات دعاتك فاغفرلي" (مرقاۃ ۲/۱۷۰)

اگر اذان سننے والا بیت الخلاء میں ہو تو بیت الخلاء میں جواب نہ دے بلکہ باہر آکر جواب دے۔ (فتح الباری ۲/۹۱)

اگر قرآن شریف یا حدیث یا کوئی علم پڑھ رہا ہو تو اس وقت ان تمام اشغال کو موقوف کر دے اور اذان کا جواب دے بعد میں دوبارہ ان اشغال میں مصروف ہو جائے۔ (شامی/)

اگر مسجد میں بیٹھا ہو تو پھر تلاوت میں مشغول رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (کذا فی طحطاوی صفحہ ۱۰۹)

اگر گھر میں ہو اور دوسرے محلے کی اذان ہے تو بھی تلاوت میں مشغول رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (طحطاوی صفحہ ۱۰۹)

(۹۲) - حدثنا أبو طالب بن أبي عوانة، هو ابن أخي أبي عروبة. ثنا أبوداود سليمان بن يوسف، ثنا عبدالله بن واقد، عن نصر بن طريف، عن عاصم بن بهدلة، عن أبي صالح، عن معاوية بن أبي سفيان رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سمع الموذن قال حي على الفلاح ...... قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِيْنَ. ﴾

اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» (۱/۳۵۷) وذكره السيوطي في «الحامع الصغير» (۱/۱٦٦) وعزه الى ابن السنى)

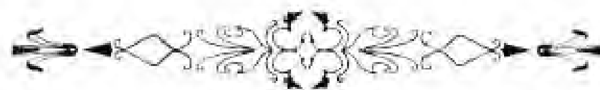
(۹۲) تَرجَمَہ: "حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب موذن کو حی علی الفلاح کہتے ہوئے سنتے تو ارشاد فرماتے۔"

﴿ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِيْنَ. ﴾

تَرجَمَہ: "اے اللہ! ہمیں کامیاب لوگوں میں شامل فرما دیجئے۔"

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مؤذن کو حی علی الفلاح کہتے ہوئے سنا جائے تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِيْنَ پڑھنا چاہئے۔

مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! ہمیں کامیاب لوگوں میں شمار فرمائیے جو ہر خیر سے فائز المرام ہوں اور ہر شر سے محفوظ و مامون ہوں۔ (فیض القدیر ۵/۱۴۴)



باب الصلوٰة على النبى ﷺ

(اذان کے بعد) رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنا

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔

(۹۳) - حدثنا أبو عبدالرحمن، حدثنا سويد بن نصر، ثنا عبدالله. يعنى ابن المبارك. عن حيوة بن شريح أخبرنى كعب بن علقمة، أنه سمع عبدالرحمن ابن جبير مولى نافع بن عمر، أنه سمع عبدالله بن عمر رضى الله تعالى عنهما يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول وصلوا على، فإن من صلى على مرة صلى الله عليه (بها) عشرا، ثم سلوا لى الوسيلة، فإنها يعنى منزلة فى الجنة لا تنبغى إلا لعبد من عبادالله، وأرجو أن أكون انا هو، فمن سال الله لى الوسيلة حلت لهٔ على الشفاعة.

اخرجه مسلم (۳۸٤/۲۸۸/۱) (۱٦٦/۱) وأبوداود (٥٢٠٣/١٤٤) (۷۷/۱) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم٤٥) والبيهقى فى «سننه» (۱۷۸۹/٤٠٩/١) وابن حبان فى «صحيحه» (۱۳۹۲/٥٩٠/٤)

(۹۳) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب تم موذن کی اذان سنو تو (اس کے جواب میں) ان ہی الفاظ کو دہراؤ جو وہ کہہ رہا ہے (اور پھر اذان کے بعد) مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرماتے ہیں۔ پھر (درود بھیج کر) میرے لئے (اللہ تعالیٰ سے) وسیلہ کی دعا کرو۔ وسیلہ جنت میں ایک (اعلیٰ) درجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ کو ملے گا اور مجھ کو امید ہے کہ وہ بندۂ خاص میں ہوں گا۔ لہٰذا جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا (قیامت کے دن) اس کی سفارش مجھ پر ضروری ہو جائے گی۔“

فائدہ:

اس کے لئے شفاعت ضروری ہوگی۔ یعنی رسول اللہ ﷺ اس کے لئے اس دعا کے بدلے میں شفاعت فرمائیں گے۔
(مرقاة ۱٦۱/۲)



باب كيف الصلوٰة على النبى صلى الله عليه وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کس طرح پڑھنا چاہئے

(٩٤) - حدثنا أبو خليفة، حدثنا القعنبى، حدثنا عبدالعزيز بن مسلم، عن يزيد بن أبى زياد، عن عبدالرحمن بن أبى ليلى، عن كعب بن عجرة رضى الله تعالى عنه، قال: قلت: يا رسول الله! هذا السلام عليك قد علمناه. فكيف الصلوٰة عليك؟ قال: قولوا:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤/٢٤٤) والبخارى (٣/١٢٣٣/٣١٩٠) (٤٧٧١/١) والمسلم (١/٣٠٥/٥٠٦) (١٧٥/١) وابن ماجه (١/٢٩٣/٩٠٤) (ص٦٤) والترمذى (٢/٣٥٢/٤٨٣) (١/١١٠)

(۹۴) ترجمہ: ”حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ (یعنی تشہد میں السلام عليك ايها النبى) آپ کو سلام کرنا ہے (جو) ہمیں معلوم (ہو چکا) ہے۔ (آپ ہم کو یہ بتادیں کہ ہم) آپ پر درود کیسے بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یوں کہا کرو۔“

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر (اس طرح) رحمت نازل فرمایئے جس طرح آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ بلاشبہ آپ مستحق تعریف اور بزرگ ہیں۔ اے اللہ! آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر (اس طرح) برکتیں نازل فرمایئے جس طرح آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں بلاشبہ آپ مستحق تعریف و بزرگ ہیں۔“



باب كيف مسألة الوسيلة

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے) وسیلے کی دعا کس طرح مانگنی چاہئے

وسیلہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی مطلوبہ چیز کو حاصل کیا جائے اور اس کا قرب حاصل ہو۔ جنت کے اس درجہ کا نام وسیلہ اس لئے ہے کہ جو شخص اس درجہ کو پالیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اور جو فضیلت و بزرگی اس درجہ والے کو ملتی ہے کسی اور کو نہیں ملتی۔ (مظاہر حق ۱/۴۷۱)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ ایک درجہ ہے اس سے اونچا کوئی درجہ نہیں ہے تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ وہ مجھے عطا فرمائیں۔ (رواہ احمد عن ابن سعید مرفوعا طحطاوی صفحہ ۱۱۱)

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۷ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۹۵) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني عمرو بن منصور، ثنا علي ابن عباس، حدثنا شعيب، عن محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال حين يسمع النداء

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ القَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ﴾

حلت لهٗ الشفاعة يوم القيامة.

اخرجه البخارى (۵۸۹/۲۲۲/۱) (۸٦/۱) وأبوداود (۵۲۹/۱٤٦/۱) (۸۵/۱) وابن ماجه (۷۲۲/۲۳۹/۱) (ص۵۳) والترمذى (۲۱۱/٤۱۳/۱) (۵۱/۱) والنسائى فى «السنن الكبرى» (۹۸۷٤/۱۷/٦)

(۹۵) ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اذان سن کر یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ القَائِمَةِ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! اس دعوت کامل اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب، آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرمائیں اور ان کو اس مقام محمود پر پہنچا دیں جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے۔ بلاشبہ آپ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتے۔''

تو وہ قیامت کے دن میری شفاعت کا ضرور مستحق ہوگا۔''

فَائِدَۃ: اکثر علماء کی رائے ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ اس کے علاوہ چند اور اقوال ہیں۔

❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش پر بیٹھنا مراد ہے۔

❷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کرسی پر بیٹھنا مراد ہے۔

❸ ایک روایت میں ہے کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ لوگوں کو اٹھائیں گے، (اس دن) اللہ تعالیٰ مجھے سبز رنگ کا جوڑا پہنائیں گے میں جو چاہوں گا اللہ تعالیٰ کی (تعریف میں) کہوں گا یہ مقام محمود ہے۔

(ابن حبان عن کعب بن مالک مرفوعا کلہ من فتح الباری ۲/۹۵)

نوع آخر:

(٩٦) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو خيثمة، ثنا الحسن بن موسى، عن ابى لهيعة (عبدالله) عن أبى الزبير (محمد بن مسلم) عن جابر، رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال حين ينادى المنادى:

﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَارْضَ عَنَّا رِضًا لَا سَخَطَ بَعْدَهُ ﴾

استجاب الله دعوته.

اخرجه أحمد فى «مسنده» (٣/٣٣٧) وابويعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيرة المهرة» (٤٩٠/١/٩١٦) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٦٩/١/١٩٤)

ایک اور دعا:

(۹۶) **تَرجَمۃ**: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص موذن کی اذان سن کر یہ دعا پڑھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَارْضَ عَنَّا رِضًا لَا سَخَطَ بَعْدَهُ ﴾

تَرجَمۃ: ''اے اللہ! اس دعوت کامل، اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر رحمت نازل فرمائیے، اور ہم سے ایسے راضی ہو جائیے کہ جس کے بعد (کبھی) ناراضگی نہ ہو۔''

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا قبول فرماتے ہیں۔''

فائدہ: اذان کے بعد دعا کا قبول ہونا بہت سی روایات میں آیا ہے۔ آگے بھی حدیث آرہی ہے۔

نوع آخر:

(۹۷) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، حدثنا ليث بن سعد، عن حكيم بن عبدالله بن قيس، عن عامر بن سعد، عن سعد (بن أبي وقاص) رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين يسمع المؤذن:

﴿وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا﴾

غفرالله عزوجل لهٗ ذنوبه.

اخرجه مسلم (۱/۲۹۰/۳۸٦) (۱/۱٦۷) وابوداؤد (۱/۱٤٥)/(٥۲٥) (۱/۸٥) وابن ماجه (۱/۲۳۸/۸۲۱) (ص٥۳) والترمذی (۱/۳۹٤/۳۱۰) (۱/٥۱) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ۷۳)

ایک اور دعا:

(۹۷) **ترجمہ**: "حضرت سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص موذن کی اذان سن کر یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، رَضِيْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا﴾

ترجمہ: "میں (بھی) گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور (اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کو رب اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول اور اسلام کو (اپنا) دین ماننے پر راضی ہوں۔"

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔"

فائدہ: اذان چونکہ ایک جامع دعوت ہے اس میں توحید و رسالت کا اتباع و گواہی اور آخرت کے امور کا اقرار ہے اس لئے یہ عقائد اسلام پر مشتمل ہے اس وجہ سے اس کا یہ ثواب ہے۔ (قالہ النووی فی شرح المسلم تصرف ۱/۱٦۷)

اس دعا کو یا موذن کے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتے وقت پڑھا جائے یا اذان کے ختم ہونے کے بعد پڑھا جائے زیادہ بہتر اذان کے بعد پڑھنا ہے تاکہ اذان کے کلمات کا جواب اس دعا کے پڑھنے کی وجہ سے ترک نہ ہو جائے بظاہر مذکورہ بالا ثواب اس

وقت حاصل ہوگا جب اذان کے کلمات کا جواب دے کر یہ دعا پڑھی جائے۔ (مظاہر حق ۱/۴۷۴،۴۷۵)

یہ دعا مؤذن کی اذان، آواز یا بات کو سن کر پڑھے۔ یا مراد یہ ہے کہ مؤذن جب اذان شروع یا ختم کرے اس وقت پڑھے یا اذان کے آخر میں کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اذان سنتا جائے اور جواب دیتا جائے۔ یہ ثواب اور اذان کے مکمل ہو جانے کے بعد پڑھنے سے حاصل ہوگا کیونکہ اذان کے درمیان پڑھنے سے کبھی اذان کے جوابی الفاظ چھوٹ سکتے ہیں۔

(عون المعبود ۱/۲۰۱، تحفۃ الاحوذی ۱/۵۲۹)

نوع آخر:

(۹۸) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا الحكم بن موسى، ثنا الوليد بن مسلم، عن ابن عائذ، حدثني سليم بن عامر، عن أبي امامة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا نادى المنادي فتحت أبواب السماء، واستجيب الدعاء، فمن نزل به كرب أو شدة فليتحين المنادي، فإذا كبر كبر، و إذا تشهد تشهد، و إذا قال: حي على الصلٰوة قال: حي على الصلٰوة، و إذا قال: حي على الفلاح قال: حي على الفلاح، ثم يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا، دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَكَلِمَةُ التَّقْوَى، أَحْيِنَا عَلَيْهَا، وَأَمِتْنَا عَلَيْهَا، وَابْعَثْنَا عَلَيْهَا، وَاجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ أَهْلِهَا مَحْيًا وَمَمَاتًا﴾

ثم يسال الله حاجته.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» كما فى اتحاف الخيرة المهرة (٤٨٦/١) وكذا فى المطالب العاليه (٦٨/١) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٤٥٨)

ایک اور دعا:

(۹۸) **ترجمہ:** ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب موذن اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، دعا قبول کی جاتی ہے۔ جو شخص کسی رنج اور تکلیف میں مبتلا ہو تو وہ موذن کی اذان کا انتظار کرے۔ (تا کہ اذان کے وقت دعا کرے جو قبول ہو) جب موذن اللہ اکبر کہے تو (سننے والا) اللہ اکبر کہے۔ اور جب موذن شہادتین (کے کلمات) کہے تو یہ بھی شہادتین (کے کلمات) کہے۔ جب موذن حی علی الصلوٰۃ کہے تو یہ بھی حی علی الصلوٰۃ کہے، جب حی علی الفلاح کہے تو یہ بھی حی علی الفلاح کہے پھر یہ دعا:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْمُسْتَجَابِ لَهَا، دَعْوَةُ الْحَقِّ، وَكَلِمَةُ التَّقْوَى، أَحْيِنَا عَلَيْهَا، وَأَمِتْنَا عَلَيْهَا، وَابْعَثْنَا عَلَيْهَا، وَاجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ أَهْلِهَا مَحْيًا وَمَمَاتًا﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اے اس سچی اور اس مقبول دعوت حق (اذان) اور کلمہ تقویٰ (کلمات شہادت) کے رب! آپ ہمیں اسی (کلمۂ تقوی) پر زندہ رکھیں، اور اسی پر ہمیں موت دیں، اسی پر (قیامت کے دن) اٹھائیں اور ہمیں زندگی اور موت دونوں حالتوں میں بہترین اہل توحید میں شامل فرمادیں۔“

پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی ضرورت کے لئے دعا مانگے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو کوئی پریشانی پیش آئے تو وہ اذان کے وقت کا انتظار کرے پھر جب مؤذن اذان کے کلمات کہے تو اس کا جواب دے پھر جب وہ حی علی الفلاح کا جواب دے کر مذکورہ دعا پڑھے اور اپنی ضرورت کا سوال کرے۔ یہ بھی دعا کی قبولیت کے اوقات میں سے اس لئے اس موقع پر دعا کرنا چاہئے۔

نوع آخر:

(۹۹) - حدثنا محمد بن جرير، أنا أبوبكر ثنا عثمان بن سعيد، حدثنا عمرو أبو حفص، عن قيس بن مسلم، عن طارق بن شهاب، عن عبدالله رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما من مسلم يقول إذا سمع النداء بالصلوٰة: يكبر المنادى فيكبر، ويشهد

﴿أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فيشهد أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ويشهد أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (فيشهد أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)﴾

فيشهد على ذلك ويقول:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ، وَاجْعَلْ فِي الْعِلِّيِّيْنَ دَرَجَتَهُ، وَفِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهُ.﴾

إلا وجبت لهُ الشفاعة مني يوم القيامة.

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (۱۰/۱۴/۹۷۹۰) وفي «الدعا» (رقم ۴۳۳) والطحاوي في «شرح معاني الاثار» (۱/۱۴۵) والشجري في «الامالي» (۱/۲۵۲) كما في «العجاله» (۱/۱۵۱، ۱۵۲)

ایک اور حدیث:

(۹۹) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کی اذان سن کر اس کا جواب دیتا ہے (جواب کا طریقہ یہ ہے کہ) جب موذن اللہ اکبر کہتا ہے تو یہ بھی اللہ اکبر کہتا ہے، جب وہ اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو یہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتا ہے، جب وہ اشہد ان محمدا رسول اللہ کہتا ہے تو یہ بھی اشہد ان محمد رسول اللہ کہتا ہے اور یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ، وَاجْعَلْ فِي الْعِلِّيِّيْنَ دَرَجَتَهُ، وَفِي الْمُصْطَفَيْنَ مَحَبَّتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهُ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرمائیے اور ان کو اعلیٰ درجہ والوں میں شامل فرمائیے، اور ان کی محبت (اپنے) برگزیدہ بندوں (کے دلوں) میں پیدا فرمائیے، اور ان کا ذکر مقربین کی بارگاہ (مجمع) میں فرمائیے۔''

قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔''

نوع آخر:

(۱۰۰) - حدثنا عبدالصمد بن سعيد بن يعقوب، ثنا أحمد بن إبراهيم بن عبدالحميد اليحصبي، ثنا الحسن بن حاتم اللهاني، ثنا عمر بن خالد الوهبي، ثنا أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا سمعتم الموذن يؤذن فقولوا:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا أَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِكْرِكَ، وَأَتْمِمْ عَلَيْنَا نِعْمَتَكَ مِنْ فَضْلِكَ، وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ.﴾

اخرجه ابن حبان فی «الثقات» (۵/۱۵۳) والدیلمی فی «مسند الفردوس» (۱/۴۸۴/۱۹۷۸)

ایک اور دعا:

(۱۰۰) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو یہ دعا پڑھو۔''

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لَنَا أَقْفَالَ قُلُوْبِنَا بِذِكْرِكَ، وَأَتْمِمْ عَلَيْنَا نِعْمَتَكَ مِنْ فَضْلِكَ، وَاجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمارے دل کے تالوں کو اپنے ذکر سے کھول دیجئے، ہم پر اپنے فضل سے اپنی نعمتوں کو مکمل فرما دیجئے اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں شمار فرما لیجئے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موذن کو جب اذان کہتے ہوئے سنا جائے تو یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

نوع آخر:

(۱۰۱) - حدثني أحمد بن الحسين بن أديبويه الإصبهاني، حدثنا محمد ابن عوف، أنا

عصام بن خالد الحضرمی، ثنا عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان، عن عطاء بن قرة، عن عبداللّٰه بن ضمرة عن أبی هريرة رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كان مع رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رجلان، أحد هما لا يرى، ولا يرى لهٗ كثير عمل، فمات،فقال النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أعلمتم أن اللّٰه قد أدخل فلانا الجنة؟ قال: فعجب القوم، لانه كان لا يكاد يرى، فقام بعضهم إلى أهله فسال امراته عن عمله؟ فقالت: ما كان لهٗ كثير عمل إلا ما قد رأيتم غير أنه كانت فيه خصلة، كان لا يسمع الموذن فی ليل ولا نهار، ولا على أی حال كان يقول إذا قال المنادی:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾

إلا قال مثل قوله، أُقِرُّبِهَا، وأُكْفِرُ مَنْ أَبٰى و إذا قال:

﴿أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾

قال: أقربهاواكفر من ابی قال الرجل: بهذا دخل الجنة.

ذكره الديلمي في الفردوس بما ثور الخطاب ولم يذكر بعد الاذان (٤٨٤/١)

ایک اور دعا:

(۱۰۱) تَرجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے ساتھ دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک ایسا تھا کہ اس کے بارے کوئی زیادہ عمل معلوم نہیں تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کو جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ اس کے بارے میں کوئی (خاص) عمل تو نہیں دیکھا گیا۔ ان میں سے کوئی آدمی اس کے گھر والوں کے پاس گیا اور اس کی بیوی سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا (کہ کس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ فرمایا؟) اس کی بیوی نے جواب دیا: اس کے زیادہ عمل نہیں تھے سوائے ان اعمال کے جو تم دیکھ چکے ہو (لیکن) ایک بات اس میں تھی کہ وہ دن رات اور کسی بھی حال میں اذان سنتا تو جس وقت موذن:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾

کہتا تو وہ اس کے جواب میں اشہد ان لا الہ الا اللہ کہتا (اور ساتھ میں یہ بھی کہتا تھا کہ): "اُقِرُّبِهَا وَأُكْفِرُ مَنْ ابی"، تَرجَمَہ: ”میں اس کلمہ کا اقرار کرتا ہوں اور جو اس کا انکار کرے اس کا انکار کرتا ہوں۔“

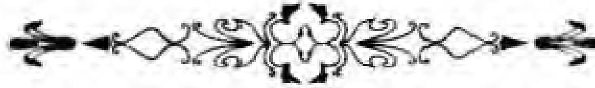
﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾

اس آدمی نے کہا اسی وجہ سے یہ شخص جنت میں داخل کیا گیا ہے۔"

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمدا رسول اللہ جب کہا جائے تو اس کے جواب میں یہی کلمات دہرائے جائیں اور ان کے بعد اقربھا واکفر من ابیٰ کہا جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب موذن اشہد ان لا الہ الا اللہ اور اشہد ان محمد رسول اللہ کہتا تو رسول اللہ ﷺ انا انا فرماتے تھے۔ (ابوداؤد عن عائشہ ۱/۷۸)

اس حدیث سے بھی شہادتین کے وقت ان الفاظ کے دہرانے کی تاکید معلوم ہوتی ہے کہ امت پر شہادتین گواہی دینا ضروری ہے۔



باب الدعاء بين الأذان والإقامة

اذان اور اقامت کے درمیان دعا کرنے کے بیان میں

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۱۰۲) - حدثنا أبو عبدالرحمن، حدثنا إسماعيل بن مسعود، ثنا يزيد ابن زريع، حدثنا إسرائيل، عن أبى إسحاق السبيعى، عن يزيد بن أبى مريم، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قال رسول الله ﷺ: الدعاء لا يرد بين الاذان والإقامة، فادعوا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۱۵۵/۳) وابوداؤد فى «سننه» (۵۲۱/۱۴۴/۱) (۷۷/۱) وترمذى فى «سننه» (۳۵۹۵/۵۷۷/۵) (۱۹۹/۲) وابن خزيمه فى «صحيحه» (۴۲۶/۲۲۲/۱) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ۴۸۴)

(۱۰۲) تَرْجَمَہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیانی وقت میں دعا رد نہیں کی جاتی اس لئے تم (اس وقت) دعا کرو۔''

فَائِدَہ: اذان واقامت کے درمیان دعا قبول ہوتی ہے ایک روایت میں ہے کہ اس وقت کی شرافت وکرامت کی وجہ سے دعا رد نہیں کی جاتی۔ (مرقاۃ ۱۷۱/۲)

یہ وقت ان اوقات میں سے ہے جن میں دعا قبول ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے امت کو اس وقت کے بارے میں متنبہ فرمایا کہ اس وقت میں دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت میں دعا قبول ہوتی ہے۔ (مظاہر حق ۴۷۹/۱)

ایک روایت میں اس وقت دعا مانگنے کا حکم آیا ہے کیونکہ اس وقت دعا کی قبولیت کا وعدہ ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۵۰/۲)

ایک روایت میں ہے کہ اس وقت میں دعا بہت ہی کم رد کی جاتی ہے۔ (معارف السنن ۲۴۸/۲)

اس وقت میں دعا کی قبولیت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اذان کے وقت شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (مرقاۃ ۱۷۱/۲)

تو یہ وقت شیطان سے حفاظت کی وجہ سے دعا کی قبولیت کا سبب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۴۹/۲)

ایک روایت میں ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا قبول کی جاتی ہے اور جب اقامت کہی جاتی ہے تو کوئی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم کیا دعا مانگیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی عافیت مانگو۔ (ترمذی بحوالہ مرقاۃ ۱۷۲/۲)

دعا خواہ اذان کے فوراً بعد ہی مانگی جائے یا کچھ دیر بعد دونوں صورتوں میں قبول ہے لیکن اذان کے بعد فوراً مانگنا زیادہ بہتر ہے۔ (مظاہر حق ۴۷۹/۱)

باب ما يقول بعد ركعتي الفجر

فجر کی سنتوں کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہئے

فجر کی سنتیں انتہائی اہمیت کی حامل ہیں احادیث میں کثرت سے ان کے فضائل آئے ہیں۔ ان کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہئے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(١٠٣) - حدثنا إبراهيم بن محمد بن الضحاك (المقرى) المصرى، حدثنا محمد بن سنجر، ثنا عبدالوهاب بن عيسى الواسطى، ثنا يحيٰى بن أبى زكريا الغسانى، عن عباد بن سعيد، عن مبشر بن أبى المليح، عن أبيه، أنه صلى ركعتى الفجر، وأن رسول الله ﷺ صلى قريبا منه ركعتين خفيفتين، ثم سمعه يقول وهو جالس:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبِّ جِبْرِئِيْلَ وَ إِسْرَافِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَمُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ، أَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ﴾

ثلاث مرات.

اخرجه البزار فى «المسند البزار» (٣٢٥/٦-٣٢٦/٢٣٣٦) وابويعلى فى «مسنده» (٤٧٧٩/٢١٣/٨) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥٢٠/١٩٥/١) والحاكم فى «المستدرك» (٧٢١/٣) والضياء المقدسى فى «الاحاديث المختاره» (١٤٢٣/٢٠٦/٤)

(۱۰۳) تَرْجَمَہ: ”حضرت ابوملیح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: انہوں نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے قریب ہی فجر کی سنتیں مختصر پڑھیں۔ پھر انہوں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھے ہوئے تین مرتبہ یہ دعا پڑھی۔“

﴿اَللّٰهُمَّ رَبِّ جِبْرِئِيْلَ وَ إِسْرَافِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَمُحَمَّدٍ النَّبِيِّ ﷺ، أَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! جبرائیل، اسرافیل، میکائیل اور محمد (ﷺ) جو کہ نبی ہیں کے رب! میں جہنم سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی سنتوں کے بعد مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہئے۔
یہ بھی معلوم ہوا کہ فجر کی سنتیں مختصر پڑھنی چاہئیں۔

فجر کی سنتوں کے متعلق سنتیں

❶ فجر کی سنتیں مختصر پڑھنا مستحب ہے۔
❷ فجر کی سنتیں اول وقت میں پڑھنا سنت ہے۔
❸ پہلی رکعت میں قل یاایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھنا سنت ہے۔
❹ گھر میں پڑھنا سنت ہے۔ (کلہ من بحر ۱/ ۴۸)

یہ سنتیں نہایت موکد ہیں اس لئے اگر قضا ہو جائیں زوال سے پہلے پڑھ لینا مستحب ہے۔ (اعلاء السنن ۷/ ۱۱۵)

اگر مسجد میں جماعت ہو رہی ہو تو علیحدہ کسی کونے اور آڑ کی جگہ میں پڑھے جہاں سے جماعت کی مخالفت لازم نہ آئے صف میں کھڑے ہو کر پڑھنا مکروہ تحریمی (ممنوع) ہے۔ (بحر ۱/ ۴۸)

بعض روایات میں طویل قرأت آئی ہے اس کی تاویل میں حضرت شاہ صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ جو شخص تہجد کا عادی ہو اور کسی دن تہجد چھوٹ جائے تو وہ سنتیں طویل پڑھ لے۔ (درس ترمذی ۲/ ۱۸۱)



باب ما يقول إذا أقيمت الصلوٰة

جب نماز کھڑی ہو (اور قد قامت الصلوٰۃ کہا جائے) تو کیا جواب دینا چاہئے

جب اقامت کہی جائے اس کا کیا جواب دینا چاہئے۔ نیز جماعت کھڑی ہوتے اور اس کے متعلقات کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار باب جس کے ذیل میں ۱۵ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(١٠٤) - حدثنا ابن منيع، قال: حدثنا أبو الربيع الزهراني، حدثنا محمد ابن ثابت العبدى، حدثنى رجل من أهل الشام، عن شهر بن حوشب، عن أبى أمامة رضي الله تعالى عنه أو بعض أصحاب النبى ﷺ، أن بلالا قال: قد قامت الصلوٰة، فقال رسول الله ﷺ:

﴿ أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا. ﴾

اخرجه ابوداؤد فى «سننه» (١/٥٢٨/١٤٥) (١/٨٥) والطبرانى فى «الدعا» (رقم٤٩١) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (١/٤١١/١٧٩٧) وفى «السنن الصغرى» (١/٢١١/٣٠٠) وابن حجر فى «نتائج الاذكار» (١/٣٦١)

(۱۰۴) ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (اقامت میں) جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد قامت الصلوٰۃ کہتے تو رسول اللہ ﷺ (اس کے جواب میں) ارشاد فرماتے۔''

﴿ أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نماز کو قائم فرمائیں اور اس کو دوام عطا فرمائیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب ''قد قامت الصلاۃ'' کہا جائے تو اس وقت أَقَامَهَا اللّٰهُ وَأَدَامَهَا کہنا چاہئے۔

ملاعلی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ''اقامها الله وادامها'' کے بعد ''وجعلنى من صالحى اهلها'' پڑھنا بھی مشہور ہے۔ (مرقاۃ ۲/۱۷۱)

باقی کلمات اذان ہی کی طرح دہرائے جائیں۔ (مظاہر حق ۱/۴۷۸)

اقامت کا جواب دینا بھی سنت ہے۔ (بحر ۱/۲۷۳)

(١٠٥) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا غسان بن الربيع، عن عبدالرحمن بن ثابت ابن ثوبان، عن عطاء بن قرة، عن عبدالله بن ضمرة، يحدث عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه أنه كان يقول إذا سمع المؤذن يقيم:

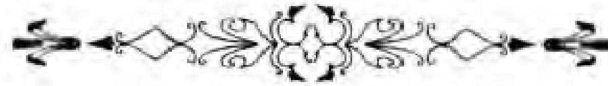
﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَهٰذِهِ الصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآتِهِ سُؤَالَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.﴾

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الکبیر» کذا فی «مجمع الزوائد» (۱/۳۳۳) وی «المعجم الاوسط» (۳٦٦۲/۷۸۷۹/٤) وفی «الدعاء» (رقم٤۳۲) وابن حجر فی «نتائج الاذکار» (۱/۳٦۲)

(۱۰۵) **تَرْجَمَہ:** "حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب موذن کو اقامت کہتے ہوئے سنتے تو یہ دعا پڑھتے۔"

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ، وَهٰذِهِ الصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ، صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآتِهِ سُؤَالَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.﴾

تَرْجَمَہ: "اے اللہ! اس دعوت کامل اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے رب محمد (ﷺ) پر رحمت نازل فرمائیے، اور قیامت کے دن ان کے سوال کو پورا فرمائیے۔"



باب ما يقال إذا انتهى إلى الصف

نماز کے لئے جب صف میں پہنچے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(١٠٦) - أخبرنا أبوعبدالرحمن، نا محمد بن نصر، حدثنا إبراهيم بن حمزة، ثنا عبدالعزيز بن محمد، عن سهيل بن أبى صالح، عن محمد بن مسلم ابن عائذ، عن عامر بن سعد، عن سعد رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، أن رجلا جاء إلى الصلوة ورسول الله ﷺ يصلى، فقال حين انتهى إلى الصف:

﴿اَللّٰهُمَّ آتِنِىْ أَفْضَلَ مَا تُؤْتِىْ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ﴾

فلما قضى رسول الله ﷺ صلاته قال: من المتكلم آنفا؟ قال الرجل: أنا يا رسول الله، قال: إذا يعقر جوادك، وتستشهد فى سبيل الله.

اخرجه النسائى فى «عمل اليوم والليله» (رقم ٩٣) وابويعلى فى «مسنده» (٦٩٧/٥٦/٢) وابن خزيمه فى «صحيحه» (٤٥٣/٢٣١/١) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٤٩٢) والحاكم فى «المستدرك» (٢٠٧/١)

(۱۰۶) تَرجَمَہ: ”حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک شخص نماز کے لئے آئے رسول اللہ ﷺ (اس وقت) نماز پڑھ رہے تھے، جب وہ صف میں پہنچ گئے تو انہوں نے یہ کلمات کہے:

﴿اَللّٰهُمَّ آتِنِىْ أَفْضَلَ مَا تُؤْتِىْ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! آپ مجھے اپنے نیک بندوں کو جو انعام عطا فرماتے ہیں اس سے بہتر انعام عطا فرمایئے۔“

جب آپ ﷺ نے نماز مکمل فرمائی تو دریافت فرمایا۔ ابھی بات (یعنی دعا) کرنے والا کون تھا۔ اس آدمی نے عرض کیا: میں! یارسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تمہارے گھوڑے کے پاؤں کاٹے جائیں گے اور تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوگے۔ (یہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا انعام ہے)۔“

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ اب تمہارے گناہ معاف کئے جائیں گے اور تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوگے۔

(الاحادیث المختارہ ۱۸۶/۳)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جس میں) تمہارے گھوڑے کے پاؤں کاٹے جائیں اور تمہارا خون بہایا جائے۔

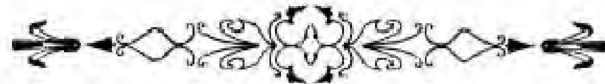
ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس سے جہاد کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ صالحین کو خیر ملتی ہے جہاد اس سے زیادہ افضل ہے لیکن جہاد کی یہ فضیلت وقتی ہے کسی ضرورت کی وجہ سے اس موقع پر جہاد افضل ہے ورنہ نماز تمام اعمال میں افضل ہے۔ (فتوحات ربانیہ۲/۱۴۲،۱۴۳)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت اُمّ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جس سے میں اپنی نماز شروع کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ کلمات سکھائے تھے۔ (ابن مندہ فی المعرفۃ)

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ مجھے چند کلمات بتایئے زیادہ نہ بتایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ اکبر دس مرتبہ کہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ میرے لئے ہے۔ پھر تم سبحان دس مرتبہ کہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ میرے لئے ہے اور **اللھم اغفرلی** کہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے مغفرت کردی تم اس کو دس مرتبہ کہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے مغفرت کردی۔

حضرت اُمّ سلیم کی روایت میں دس مرتبہ سبحان دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کے بعد ہے کہ اپنی ضرورت کا سوال کرو۔

ان تمام روایات پر عمل کی صورت یہ ہے کہ تہجد کی نماز میں سبحان اللہ، اللہ اکبر دس مرتبہ کہے پھر دعائے مغفرت کرے۔ اگر نماز سے پہلے پڑھنا یاد نہ ہو تو دعا اور قرأت کے درمیان میں پڑھ لے۔ (قالہ ابن علان فی الفتوحات الربانیہ۲/۱۴۶،۱۴۷)



باب ما يقول إذا قام إلى الصلوٰة

جب نماز کے لئے کھڑا ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۱۰۷) - أخبرني الحسن بن محمد، ثنا يزيد بن محمد بن عبد الصمد، حدثنا علي بن عياش، ثنا عطاف بن خالد، حدثني زيد بن أسلم، عن أم رافع رضي الله تعالى عنها، أنها قالت: يا رسول الله! دلني على عمل يأجرني الله عزوجل عليه، قال: يا أم رافع! إذا قمت إلى الصلوٰة فسبحي الله عشرا، وهلليه عشرا، وكبريه عشرا، واستغفريه عشرا، فإنك إذا سبحت عشرا قال: هذا لي، و إذا هللت عشرا، قال: هذا لي، و إذا كبرت عشرا قال: هذا لي، و إذا حمدت قال: هذا لي، و إذا استغفرت قال: قد غفرت لك.

اخرجه احمد في «مسنده» (۱۲۰/۳) والترمذي في «سننه» (۴۸۱/۳۴۷/۲) (۱۰۹/۱) والنسائي في «سنن الكبرى» (۱۲۲/۳۸۵/۱) وابن حبان في «الثقات» (۲۰۱۱/۳۵۳/۵) والحاكم في «المستدرك» (۴۶۲/۱)

(۱۰۷) **ترجمہ:** ''حضرت اُمّ رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی عمل بتائیے جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ مجھے ثواب عطا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُمّ رافع! جب تم نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہو تو دس مرتبہ سبحان اللہ کہا کرو، دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہا کرو، دس مرتبہ الحمد للہ کہا کرو دس مرتبہ اللہ اکبر کہا کرو، دس مرتبہ استغفار کرو۔ جب تم دس مرتبہ سبحان اللہ کہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں: یہ میرے لئے ہے۔ جب تم دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے۔ جب تم دس مرتبہ الحمد للہ کہتی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے جب تم دس مرتبہ اللہ اکبر کہتی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ میرے لئے ہے اور جب تم دس مرتبہ استغفار کہتی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (میرے بندے!) میں نے تیری مغفرت کر دی۔''

فائدہ: اس سے کیا مراد ہے یعنی ان کلمات کا عمل کیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۴۴/۲)



باب ما يقول إذا حفزه النفس

جب (نماز کے لئے دوڑ کر آنے کی وجہ سے) سانس پھول رہا ہو تو کیا کہنا چاہئے

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۱۰۸) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عبدالرحمن بن سلام الجمحي، حدثنا حماد بن سلمة، ثنا قتادة وثابت وحميد، عن أنس رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْهُ أن رسول الله ﷺ كان يصلي بهم، فجاء رجل فدخل في الصلوٰة وقد حفزه النفس، فقال:

﴿اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ﴾

فلما قضى رسول الله ﷺ صلاته قال: أيكم المتكلم بالكلمات؟ فارم القوم، فقال: أيكم المتكلم بالكلمات، فإنه لم يقل باسا، فقال: أنا يا رسول الله، جئت وقد حفزني النفس فقلتهن، فقال: لقد رأيت اثنى عشر ملكا يبتدرونها، أيهم يرفعها أولا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۱۰۶/۳) والبخارى فى «صحيحه» (۵۱۴۲/۲۰۷۸/۵) (۱۱۰/۱) والمسلم فى «صحيحه» (۶۰۰/۴۱۹/۱) (۲۱۹/۱) وابوداؤد فى «سننه» (۷۶۳/۲۰۳/۱) (۱۷/۱) وابويعلى فى «مسنده» (۲۹۹۵/۲۹۴/۵)

(۱۰۸) **تَرجَمَہ:** ''حضرت انس رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْهُ فرماتے ہیں: وہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نماز میں داخل ہوئے ان کا سانس پھول رہا تھا۔ انہوں نے یہ کلمات کہے:

﴿اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ﴾

رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل فرمانے کے بعد دریافت فرمایا: تم میں سے یہ کلمات کس نے کہے ہیں؟ لوگ (اس خوف سے کہ کوئی غلطی ہوگئی ہے اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس پر ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں) خاموش رہے۔ آپ ﷺ نے (پھر دوبارہ) ارشاد فرمایا: تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے ہیں؟ اس نے کوئی بری بات نہیں کہی ہے۔ (پھر) اس شخص نے کہا: یارسول اللہ! میں ہوں (جس نے کلمات کہے ہیں کیونکہ) میں جب نماز کے لئے آیا تو میری سانس پھول رہی تھی تو میں نے یہ کلمات کہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا جو (اس میں) جلدی کر رہے تھے کہ کون ان کلمات کو (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) پہلے لے کر

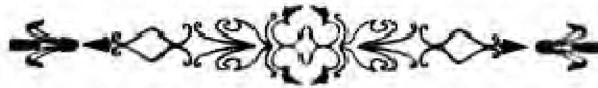
جائے۔"

فَائِدَة: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں ان کلمات کو کہنا چاہئے تا کہ مذکورہ بالا ثواب حاصل ہو۔

لیکن جتنی بھی دعائیں رکوع سے اٹھنے کے بعد یا سجدہ سے اٹھ کر بیٹھنے کے وقت کی دعائیں یہ سب نوافل میں پڑھنا چاہئے فرائض میں نہیں پڑھنا چاہئے۔ (حلبی صفحہ ۳۰۲، ۳۰۳، کذا فی المرقاۃ ۲/۲۷۲)

لیکن قومہ اور جلسہ میں اعتدال اور اطمینان حاصل کرنے کے لئے پڑھ لینا بہتر ہے۔

(کما فی مالا بدمنہ واختارہ الامام انور شاہ کشمیری، درس ترمذی ۲/۵۴)



باب ما يقول إذا سلم من صلوته

نماز کا سلام پھیر کر کیا دعا پڑھنی چاہئے

فرض نماز کے بعد دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے اس لئے اس وقت دعا کی تاکید احادیث میں آئی ہے۔ اس موقع پر کونسی دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب اور ان کے ذیل میں چوالیس احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۰۹) - أخبرنا أبو خليفة حدثنا مسدد، حدثنا خالد بن عبدالله وعبدالواحد بن زياد، عن خالد الحذاء، عن عبدالله بن الحارث، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا سلم. وقال خالد: كان يقول: هولاء الكلمات:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. ﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (١٨٤/٦) والمسلم في «صحيحه» (٥٩٢/٤١٤/١) (٢١٨/١) وابوداؤد في «سننه» (١٥١٢/٨٤/٢) (٢١٢/١) والترمذي في «سننه» (٢٩٨/٩٥/٢ - ٢٩٩) (٦٦/١) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩٧)

(۱۰۹) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہی سلامتی (دینے) والے ہیں اور آپ ہی کی جانب سے سلامتی (نصیب) ہوتی ہے، (آپ) بڑے برکت والے ہیں۔ اے عظمت و جلال کے مالک اور اکرام و احسان (کرنے) والے (اللہ!)۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ استغفر اللہ فرماتے پھر اس دعا کو پڑھتے تھے۔ (مسلم ۱/ ۲۱۸)

ایک اور روایت میں ہے کہ نماز کے بعد اس دعا کے پڑھنے کی مقدار سے زیادہ نہیں ٹھہرتے تھے۔ (مسلم ۱/ ۲۱۸)

جن نمازوں کے بعد سنتیں نہ ہوں ان کے بعد اس دعا کو پڑھنے کی مقدار سے زیادہ نہ ٹھہرنا مستحب ہے۔ (شامی ۱/ ۵۳۰)

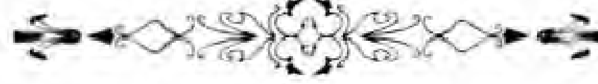
نماز کے بعد اذکار پڑھنا

جن نمازوں کے بعد سنتیں ہوں ان کے بعد سنتیں فوراً پڑھنا سنت ہے۔ (مراقی الفلاح صفحہ ۱۷۱)

سنتیں اذکار سے پہلے پڑھنا سنت ہے۔ (نورالایضاح صفحہ ۸۰)

اگر اذکار کو مقدم کیا تو سنتوں کے ثواب میں کمی ہوگی یہی حال طویل گفتگو کا ہے کہ اس کے بعد بھی پڑھنا ثواب کی کمی کا باعث ہے۔ (شامی ۱/۵۳۰، مراقی الفلاح صفحہ ۱۷۱)

اذکار کو سنتوں پر مقدم کرنا خلاف اولیٰ مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی ۱/۳۵۰، مراقی صفحہ ۱۷۱، فتاویٰ رحیمیہ صفحہ ۳۵۱)



باب ما يقول فى دبر صلاة الصبح

صبح کی نماز کے بعد کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں

(۱۱۰) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو خيثمة، ثنا يحيى بن سعيد، عن شعبة، عن موسى بن أبي عائشة، حدثنا مولى لأم سلمة، قال: سمعت أم سلمة تقول: كان رسول الله ﷺ إذا صلى الصبح قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا، وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا. ﴾

مر تخريجه برقم (٥٤)

(۱۱۰) تَرْجَمَہ: ''حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ لیتے تو یہ دعا پڑھتے۔''

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا، وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا. ﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والے علم، مقبول عمل اور حلال روزی کا سوال کرتا ہوں۔''

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے علم نافع طلب کیا کرو اور ایسے علم سے جو نفع نہ دے پناہ مانگا کرو۔
(مسند ابویعلیٰ ۳/۴۶۹)

علم نافع علم شرعی ہے جس پر عمل کیا جائے۔

حلال رزق: یعنی حلال رزق جو قوت دینے والا اور طاعت وعبادت کے لئے مددگار ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۷۰)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوکر دائیں ہاتھ کو پیشانی پر رکھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے **بسم الله لا اله الا هو اللهم اذهب عنى الهم والحزن۔** (ابن عدی کامل ۶/۶۴)

ایک روایت میں دایاں ہاتھ سر پر رکھ کر یہ دعا پڑھنا آیا ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۱۱۰)

مشہور دعا کے الفاظ یہ ہیں: **"بسم الله لا اله الا هو الرحمن الرحيم اللهم اذهب عنى الهم والحزن"**
(ابونعیم فی الحلیہ ص ۳۰۱، ۳۰۲)

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ سے غم کو دور کرنے کا سوال ہے۔ ہم اس کو غم کہتے ہیں جو جسم کو گھلا دے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۵۷)

نوع آخر:

(۱۱۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا عمرو بن علي، ثنا يحيى بن سعيد، عن عثمان

الشحام، عن مسلم بن أبی بکرة، قال: کان أبی یقول فی دبر کل صلاة.

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ. ﴾

فکنت اقولهن، فقال: أی بنی، عمن أخذت هذا؟ قلت: عنك، قال: إن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کان یقولهن فی دبر کل صلوة.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۹/۵) والبزار فی «مسنده» (۳٦٦۷۵/۱۲٦/۹) والنسائی فی «سنن کبری» (۷۹۰۱/٤٥١/٤) وابن خزیمه فی «صحیحه» (۷٤۷/۳٦۷/۱) والحاکم فی «المستدرك» (۳۸۳/۱)

ایک اور دعا:

(۱۱۱) **تَرْجَمَۃ:** ''حضرت ابوبکرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ. ﴾

تَرْجَمَۃ: ''اے اللہ! میں کفر، تنگدستی قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔''

فَائِدَۃ: ان چیزوں سے اس لئے پناہ مانگی گئی ہے کہ یہ چیزیں بہت زیادہ نقصان دہ ہیں۔ کفر اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ ناراضگی کا سبب اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا ذریعہ ہے۔

فقر خصوصاً اس وقت جب کہ صبر و تحمل نہ ہو۔ کیونکہ یہ بدن کو تھکانے اور آدمی کی ضروریات کے پورا ہونے سے روکنے والا ہوتا ہے یہ سب اس صورت میں ہے جب کہ فقر غنی کے مقابلے میں ہو۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ یہاں فقر سے مراد فقر القلب ہے اسی لئے دوسری حدیث میں فقر کو کفر کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ''کادالفقر ان یکون کفرا'' کہ قریب ہے کہ فقر کفر بن جائے۔ کفر اس طرح بنے گا کہ آدمی راضی بالقضا نہ رہے یا اس کو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر اعتراض ہونے لگے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ آدمی ذلیل ہو کر مخلوق کا محتاج ہو جائے اور قلت مال ہو ساتھ ہی قناعت بھی نہ ہو، صبر کی کمی اور مال کی حرص ہو۔

عذاب قبر کی تشریح حدیث نمبر ٦۹ پر گزر چکی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر نہیں تھے بلکہ اغنیاء کے سردار تھے۔ روایت میں جو ''**الفقر فخری به افتخر**'' (کہ فقر میرا فخر ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں) آتا ہے یہ روایت موضوع ہے۔ اگر اس کو صحیح مان بھی لیا جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف احتیاج مراد ہوگی ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال مبارک اور آپ کی عطایا ہر امیر غریب سب کے لئے عام تھیں اور یہ آپ کے کمال غنا کی طرف دال ہے۔

ابن جوزی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ اگر فقر افضل ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے پناہ کیوں مانگی۔ اس لئے صحیح بات یہ ہے کہ فقر دنیا کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہے اور غنا دنیا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

اس کا حال مرض اور عافیت کی طرح ہے کہ مرض میں ثواب ملتا ہے مگر یہ ایسی چیز نہیں کہ آدمی عافیت کو طلب نہ کرے اسی طرح فقر پر صبر کرنے سے ثواب ملتا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی غنا کا طالب ہی نہ ہو۔

(یہ تمام فائدہ فتوحات ربانیہ سے منقول ہے فتوحات ۳/۶۱، ۶۲)

نوع آخر:

(۱۱۲) - حدثنا سلام بن معاذ، حدثنا حماد بن الحسن بن عنبسة، ثنا أبو عمر الحوضي، ثنا سلام المدائني، عن زيد العمي، عن معاوية بن قرة، عن أبيه قرة، عن أنس بن مالك، قال: كان رسول الله ﷺ إذا قضى صلاته، مسح جبهته بيده اليمنى، ثم قال:

﴿نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ بِالْهَمِّ وَالْحُزْنِ.﴾

اخرجه البزار كما في «كشف الاستار» (٤/٢٢/٣١٠٠) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٣/٦٦/٢٤٩٩) وفي «الدعا» (رقم ٦٥٩) وابو نعيم في «الحلية» (٢/٣٠١، ٣٠٢) والخطيب في «تاريخ بغداد» (١٢/٤٨٠)

(۱۱۲) تَرجَمَہ: ”حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو اپنا دایاں ہاتھ پیشانی پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے۔“

﴿نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ بِالْهَمِّ وَالْحُزْنِ.﴾

تَرجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جن کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، وہ بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں۔ اے اللہ! آپ ہر غم اور پریشانی کو مجھ سے دور فرما دیجئے۔“

نوع آخر:

(۱۱۳) - أخبرني علي بن أحمد بن سليمان، ثنا أحمد بن سعيد الهمذاني، ثنا زياد بن يونس، حدثني ابن لهيعة، عن حميد بن هانيء أبي هانيء الخولاني، عن عمرو بن مالك الجنبي، عن فضالة بن عبيد رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا صلى أحد كم فليبدأ بتحميد الله، والثناء عليه، ثم يصلي على النبي ﷺ ثم ليدع بما شاء.

اخرجه احمد في «مسنده» (٦/١٨) ابوداؤد في «سننه» (٢/١٦٢/٤٨١) (١/٢٥١) والترمذي في «سننه» (٥/٥١٧/٣٤٧٧) (١/٩٤) وابن حبان في «صحيحه» (٥/٢٩٠/١٩٦٠) والحاكم في «المستدرك» (١/٢٦٨)

ایک اور دعا:

(۱۱۳) ترجمہ: ''حضرت فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے پھر رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھے پھر جو چاہے دعا کرے۔''

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دعا کے تین اہم آداب بیان فرمائے ہیں۔

❶ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس کو کوئی ضرورت ہو وہ پہلے اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعات پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے جس کے وہ مستحق ہیں پھر رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھے۔

(ترمذی ۱/۱۰۸)

❷ رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنا چاہئے۔

ایک روایت میں ہے کہ ہر دعا پردہ میں ہوتی ہے جب تک رسول اللہ ﷺ پر درود نہ پڑھا جائے۔

(حوالہ سلب الایمان ۲/۲۱۹، مسند فردوس ۳/۲۵۵)

ایک روایت میں ہے کہ دعا زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتی ہے جب تک کہ تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھو۔

(ترمذی ۱/۱۱۰)

دعا درود شریف کے بعد قبول ہوتی ہے۔ (طحطاوی ص ۱۵۵)

❸ پہلے اپنے سے دعا شروع کرے۔

جب آپ ﷺ کسی کے لئے دعا فرماتے تو پہلے شروع اپنے سے کرتے تھے۔ (ترمذی ۲/۱۷۶)

آداب دعا

دعا کے لئے سب سے اہم چیز کھانے پینے اور لباس میں حرام سے بچے، اخلاص سے دعا مانگے، دعا سے پہلے کوئی نیک عمل کرے، باوضو دعا مانگے، قبلہ رخ دعا مانگے، نماز پڑھ کر دعا مانگے دو زانوں ہوکر دعا مانگے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے شروع اور آخر میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھے، دونوں ہاتھ پھیلائے اور مونڈھے کے برابر اٹھائے اور ان کو ادب سے کھولے ہوئے رکھے یعنی ملائے نہیں۔ خشوع وخضوع اور عاجزی سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیارے ناموں کے ذریعے مانگے، جو دعائیں احادیث میں ہیں ان کو مانگے انبیاء صالحین کے وسیلہ سے مانگے، پست آواز سے مانگے، گناہوں کا اقرار کرے اپنے آپ سے شروع کرے اگر امام ہو (یا اجتماعی دعا کروا رہا ہو تو دعا میں) صرف اپنے لئے دعا نہ کرے۔ پختہ ارادے سے اور رغبت ومحنت وکوشش سے دعا مانگے، دل کو حاضر رکھے اچھی امید رکھے، نہ کسی گناہ کی دعا مانگے اور نہ قطع رحمی کی دعا مانگے اور نہ کسی محال چیز کی دعا مانگے، اللہ تعالیٰ سے تمام ضروریات کا سوال کرے دعا مانگنے اور سننے والا دونوں آمین کہیں دعا کے بعد اپنے چہرہ پر دونوں ہاتھ پھیرے، دعا کے قبولیت کی جلدی نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی اور قبول نہیں ہوئی۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۶۲)

(١١٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا محمد بن عبدالاعلى الصنعانى، حدثنا المعتمر بن سليمان، ثنا داود الطفاوى، عن أبى مسلم البجلى، عن زيد بن أرقم، قال: سمعت النبى ﷺ يدعو دبر الصلوة يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّ الْعِبَادَ كُلُّهُمْ إِخْوَةٌ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِىْ مُخْلَصًا لَّكَ فِىْ كُلِّ سَاعَةٍ وَّأَهْلِىْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ، اَللّٰهُمَّ اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ نُوْرُالسَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، حَسْبِىَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ.﴾

واخرجه احمد فى «مسنده» (٣٦٩/٤) وابوداؤد فى «سننه» (١٥٠٨/٨٣/٢) (٢١٨/١) والنسائى فى «عمل اليوم» (رقم١٠١) وابويعلى فى «مسنده» (٧٢١٦/١٧١/١٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥١٢٢/٢١٠/٥)

(۱۱۴) تَرجَمَہ: ''حضرت زید بن ارقم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّ الْعِبَادَ كُلُّهُمْ إِخْوَةٌ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ اجْعَلْنِىْ مُخْلَصًا لَّكَ فِىْ كُلِّ سَاعَةٍ وَّأَهْلِىْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ، اَللّٰهُمَّ اسْمَعْ وَاسْتَجِبْ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ نُوْرُالسَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ، حَسْبِىَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ.﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اکیلے ہی (تمام جہاں کے) رب ہیں۔ آپ کا (ذات وصفات میں) کوئی شریک نہیں ہے۔ اے اللہ! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) آپ کے (پیارے) بندے اور آپ کے رسول ہیں۔ اے اللہ! اے ہر چیز کے رب میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تمام بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اے اللہ! اے ہمارے اور ہر چیز کے رب! آپ مجھے اور میرے اہل وعیال کو دنیا اور آخرت میں ہر وقت اپنا مخلص (بندہ) بنائے رکھیں۔ اے عظمت وجلال اور انعام و

اکرام کے مالک! آپ (میری دعا) سن لیں اور قبول فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہیں اور وہ بڑے کارساز ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔''

فَائِدَة: نماز کے بعد سے بظاہر مراد فرض نماز کے بعد ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں ان سب باتوں کی گواہی دیتا ہوں پس آپ دنیا وآخرت کے تمام کاموں میں ہر گھڑی آپ عبادت میں مصروفِ عمل بنا دیجئے۔ میری دعا کو سن لیجئے اور قبول فرمالیجئے۔ (بذل ۲/ ۳۵۸)

نوع آخر:

(۱۱۵) - حدثنا أبو خليفة، حدثنا إبراهيم بن بشار الرمادی، حدثنا سفيان بن عيينة، حدثنا عبدالملك بن عمير وعبدة بن أبی لبابة سمعا ورادا كاتب المغيرة بن شعبة يقول: كتب معاوية بن أبی سفيان إلى المغيرة ابن شعبة، أكتب إلى بشیء سمعته من رسول الله ﷺ يقول فی دبر صلاته، فكتب إليه سمعت رسول الله ﷺ يقول فی دبر صلوته إذا قضاها:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.﴾

أخرجه البخاری فی «صحيحه» (۱/ ۲۸۹/ ۸۰۸) (۱/ ۱۱۶) والمسلم فی «صحيحه» (۱/ ۴۱۵)/ ۵۹۳) (۱/ ۲۱۸) وابوداؤد فی «سننه» (۲/ ۸۲/ ۱۵۰۵) (۱/ ۲۱۱) والترمذی فی «سننه» (۲/ ۹۶/ ۲۹۹) (۱/ ۶۶) وابن خزيمه فی «صحيحه» (۱/ ۳۶۵/ ۷۴۲)

ایک اور دعا:

(۱۱۵) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت مغیرہ بن شعبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔''

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.﴾

تَرْجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (اپنی ذات اور صفات میں) اکیلے ہیں۔ ان کا کوئی

شریک نہیں۔ (سارے جہاں کی) بادشاہی ان ہی کے لئے ہے اور تمام تر تعریف بھی ان ہی کے لئے ہے، ان ہی کے قبضہ قدرت میں تمام تر بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! آپ جو عطا فرماتے ہیں اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو (چیز) آپ نہیں دیتے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے۔ کسی دولت مند کو اس کی دولت (آپ کی پکڑ سے) نہیں بچا سکتی۔''

فَائِدَہ: کسی دولت مند کو اس کی دولت الخ مطلب یہ ہے کہ کسی مال دار کا مال اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا بلکہ عمل صالح فائدہ پہنچائے گا۔

جد کے ایک معنی دادا کے ہیں یعنی کسی کو اس کا حسب نسب عالی خاندان سے ہونا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اس کی کوشش اللہ کے ہاں نفع بخش نہیں ہوگی۔

امام نووی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: مشہور معنی جو اکثر علماء کی رائے ہے وہ یہ ہیں کہ دنیا کی چیزیں مال، اولاد، عزت، وجاہت، سلطنت وغیرہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی چیز بھی نجات کا سبب نہیں ہوگی بلکہ نجات دینے والی چیز صرف آپ کا فضل اور آپ کی رحمت ہوگی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد اس دعا کا پڑھنا مستحب ہے کیونکہ یہ توحید کے الفاظ پر مشتمل ہے اور اس میں تمام کام لینا دینا سب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔ (فتح الباری ۲/۲۳۲)

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا آپ ﷺ تین مرتبہ پڑھتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۶)

نوع آخر:

(١١٦) - أخبرني علي بن محمد المربعي، ثنا إبراهيم بن القعقاع، ثنا عاصم بن يوسف، ثنا قطبة بن عبدالعزيز، عن الأعمش، عن عبيدالله بن زر، عن علي بن يزيد بن جدعان، عن القاسم، عن أبي أمامة، قال: ما دنوت من رسول الله ﷺ في دبر صلاة مكتوبة ولا تطوع إلا سمعته يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَخَطَايَايَ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ انْعَشْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، فَإِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ.﴾

اخرجه الطبراني في «والمعجم الكبير» (٨/٢٠٠/٧٨١١) وفي «المعجم الاوسط» (٤/٣٦٢، ٣٦٣/٤٤٤٢) وفي «المعجم الصغير» (١/٣٦٥/٦١٠) والديلمي في «مسند الفردوس» مختصراً (١/٤٧٥/١٩٣٥) والرافعي في «التدوين في اخبار قزين» (٣/٢٥٢)

ایک اور دعا:

(۱۱۶) ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا ہوں خواہ نفل ہو یا فرض میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔''

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَخَطَايَايَ كُلَّهَا، اَللّٰهُمَّ انْعَشْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ، فَإِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے تمام گناہوں اور میری تمام خطاؤں کو معاف فرما دیں۔ مجھے رفعت (و بلندی) عطا فرمائیں اور مجھے (اچھی) زندگی عطا فرمائیں۔ (حلال اور بہترین) رزق مرحمت فرمائیں اور اچھے اعمال واخلاق کی ہدایت عطا فرمائیں۔ بلاشبہ اچھے اعمال واخلاق کی ہدایت آپ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا اور برے اعمال واخلاق سے بھی آپ کے علاوہ کوئی نہیں بچا سکتا۔''

فائدہ: ذنوب سے مراد گناہ کبیرہ ہیں اور خطا سے مراد گناہ صغیرہ ہیں (یعنی دونوں قسم کے گناہوں سے معافی کی طلب کی گئی ہے)۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۶)

انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور اس میں اچھے برے دونوں قسم کے اخلاق رکھے ہیں انسان کا کمال یہ ہے کہ اچھے اخلاق کو برے اخلاق پر غالب کرے یہ بات نہیں ہے کہ برے اخلاق بالکل ختم ہی ہو جائیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا والکاظمین الغیظ غصہ کو ضبط کرنے والے نہ یہ فرمایا کہ عامین الغیظ کہ غصہ ان میں ہو ہی نہ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی کی اصل خلقت جس پر اس کو پیدا کیا گیا ہے وہ کبھی بدلتی نہیں ہے (ہاں مغلوب ہو جاتی ہے) اس لئے مشہور ہے کہ اگر یہ سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو تصدیق کرو اگر یہ سنو کہ آدمی کی فطرت بدل گئی ہے تو تصدیق نہ کرو۔ (تحفۃ الاحوذی ۶/۳۵۸)

اس دعا میں اسی صالح اخلاق کی اخلاق ذمیمہ پر غلبہ کی دعا کی گئی ہے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور یہ کام نہیں کر سکتا ہے ہر نماز خواہ نفل ہو یا فرض اس کے بعد اس دعا کے پڑھنے کا معمول تھا اس سے اس دعا کی مزید اہمیت معلوم ہوئی۔

نوع آخر:

(۱۱۷) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا إبراهيم بن الحجاج السامي، ثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن صهيب، ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كان يحرك شفتيه بعد صلاة الفجر بشيء، فقلت: يا رسول الله! إنك تحرك شفتيك بشيء ما كنت تفعل، ما هذا الذي تقول؟ قال: اقول:

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٣٣٣/٤) والنسائی فی «والسنن الکبری» (٨٦٣٣/١٨٨/٥) وابن حبان فی «صحیحه» (٢٠٢٧/٣٧٤/٥) والطبرانی فی «الکبیر» (٧٣١٨/٤٠/٨) وفی «الدعا» (رقم ٦٦٤)

ایک اور دعا:

(۱۱۷) ترجمہ: ''حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کے بعد کچھ پڑھتے ہوئے ہونٹ ہلا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کچھ پڑھتے ہوئے اپنے ہونٹوں کو ہلا رہے ہیں پہلے تو آپ نے ایسا نہیں کیا، آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں یہ دعا پڑھ رہا ہوں''۔

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ، وَبِكَ أُصَاوِلُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ ہی کی مدد سے (ہر اچھے کام کا) قصد کرتا ہوں، آپ ہی کی مدد سے (دشمن پر) حملہ کرتا ہوں اور آپ ہی کی مدد سے (میدان جہاد میں دشمنوں سے) جنگ کرتا ہوں''۔

فائدہ: حصن حصین اور ابن سنی کی عمل الیوم واللیل کے بعض نسخوں میں یہ دعا اشراق کی نماز کے بعد پڑھنا آیا ہے۔

دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میں آپ ہی کی قوت و مدد سے اپنے تمام امور کی اصلاح کرتا ہوں آپ ہی کی مدد سے دشمن کے حملہ سے اپنا بچاؤ کرتا ہوں اور آپ ہی کے واسطے سے جھگڑا کرتا اور جہاد کرتا ہوں۔

یہ دعا اپنے سے ہر کام کے نہ ہونے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرنے پر مشتمل ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۱۷)

نوع آخر:

(١١٨) - أخبرني محمد بن محمد الباهلي، ثنا الحسن بن حماد، ثنا يحيٰى ابن يعلى، عن حيوة بن شريح، عن عقبة بن مسلم، عن أبي عبدالرحمن، عن معاذ بن جبل، قال: لقيت النبي ﷺ فقال: يا معاذ! إني أحبك فلا تدع أن تقول في دبر كل صلاة مكتوبة:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢٤٥/٥) وابوداؤد فی «سننه» (١٥٢٢/٨٦/٢) (٢٢٠/١) وابن خزيمه فی «صحیحه» (٧٥١/٣٦٩/١) وابن حبان فی «صحیحه» (٣٠٢٠/٣٦٤/٥) والحاکم فی «المستدرك» (٢٧٣/١)

ایک اور دعا:

(۱۱۸) ترجمہ: ''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں تم ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا مت چھوڑنا''۔

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ، وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ اپنا ذکر کرنے اور اپنا شکر کرنے اور اپنی بہترین عبادت کرنے میں میری مدد فرمایئے۔''

فائدہ: معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت کرنا ان کی منقبت عظیم ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند فضائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ جن لوگوں سے قرآن سیکھنے کے لئے فرمایا گیا ان میں سے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں حلال وحرام کا سب سے زیادہ علم معاذ کو ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ معاذ قیامت کے دن علماء کے امام ہوں گے۔

اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تمام اذکار اور قرآن کی تلاوت کے لئے مدد کا سوال ہے (کہ اس کے بغیر کوئی کام انجام نہیں پاتا ہے) اللہ تعالیٰ کی ظاہری باطنی، دنیاوی اور اخروی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے (جس کی وجہ سے نعمتوں کو دوام و زیادتی حاصل ہوتی ہے) اور عبادت کو تمام شرائط سنن مستحبات، خشوع وخضوع اور انتہائی توجہ سے ادائیگی کا سوال ہے (جو انتہائی قبولیت کا سبب ہے)۔ (کذا فتوحات ربانیہ ۳/ ۵۷)

لہٰذا اس دعا کو خوب اہتمام سے ہر نماز کے بعد پڑھنا چاہئے۔

اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

جس شخص سے محبت کی جائے اس کو بتا دیا جائے (دلیل آئندہ آ رہی ہے) اچھی باتوں کی نصیحت کی جائے۔

آپ کے ذکر سے مراد قرآن کریم اور تمام اذکار کو شامل ہے۔

آپ کا شکر سے مراد ظاہری، باطنی، دنیوی اور اخروی تمام نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں جس کا شکر نا ممکن ہے۔

حسن عبادت، عبادت کو تمام شرائط ارکان سنن وآداب خشوع وخضوع اور اخلاص کے ساتھ کرنا اور اس میں ڈوبنا اور مکمل توجہ کے ساتھ عبادت کرنے کو کہتے ہیں۔ (فتوحات ۳/ ۵۶، ۵۷)

اس دعا کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے محبت کا اظہار فرمایا پھر یہ دعا بتائی اور فرمایا کہ اس کو نماز کے بعد ہرگز نہ چھوڑنا جس سے معلوم ہوا کہ اگر محبت کو باقی رکھنا چاہتے ہو تو اس دعا کو نہ چھوڑنا۔ (عون المعبود بتصرف ۴/ ۲۶۹)

شکر اعضاء وجوارح کی اطاعت ہے۔

اور حسن عبادت ارکان کی اطاعت ہے۔ (عون المعبود بتصرف ۴/ ۲۶۹)

نوع آخر:

(۱۱۹) - أخبرني أبو عروبة، حدثني سفيان بن وكيع، حدثني أبي، عن سفيان الثوري، عن

أبی هارون العبدی، عن أبی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أن رسول اللّٰه ﷺ كان إذا فرغ من صلاته. قال لا أدری قبل أن يسلم أو بعد أن يسلم يقول:

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

اخرجه عبدالرزاق فی «مصنفه» (۳۱۹٦/۲۳٦/۲) وابن ابی شیبه فی «مصنفه» (۳۰۹۷/۲٤۹/۱) وعبد بن حمید فی «مسنده» (۹٥٦/۲۹۷/۱) وابویعلی فی «مسنده» (۱۱۱۸/۳٦۳/۲) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (٥۱۲٤/۲۱۱/٥)

ایک اور دعا:

(۱۱۹) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔“

﴿سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ، وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

تَرجَمَہ: ”(اے مخاطب) تمہارا رب (جو کہ) عزت وعظمت کا مالک رب ہے ان تمام (نامناسب) باتوں سے پاک ہے جو لوگ ان کی شان میں بیان کرتے ہیں اور (درود) وسلام ہو تمام رسولوں پر اور تمام تر تعریفیں تمام جہانوں کے رب کے لئے ہیں۔“

فَائِدَہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ: ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ختم ہونے کو آپ کے اس دعا کو پڑھنے سے پہچانتے تھے۔ (طبرانی معجم کبیر ۱۱/۱۱۵)

ایک روایت میں ہے جو شخص نماز کے بعد سبحان ربك الخ پڑھے گا قیامت کے دن اس کا ثواب بڑے پیمانے پر تولا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو یہ پسند کرتا ہو اس کا ثواب قیامت کے دن پورے پورے پیمانے میں تولا جائے تو وہ مجلس سے اٹھتے وقت آخری کلام اس دعا کو بنائے۔ (حوالہ تفسیر الواحدی الوسیط عن ابی علی فتوحات ربانیہ ۳/٦۰)

اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی عزت اور اپنے غلبہ کی وجہ سے ان تمام چیزوں (جیسے اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ہونا، بیوی ہونا، شریک اور ان صفات سے اللہ تعالیٰ کو موصوف کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ ان تمام) سے پاک ہیں جن کو زندیق اور ملحد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۳/٥۹)

نوع آخر:

(۱۲۰) - حدثنا ابن منيع، حدثنا طالوت بن عباد، حدثنا بكر بن خنيس، عن أبی عمران، عن أبی الجعد، عن أنس، قال: ما صلى بنا رسول اللّٰه ﷺ صلاة مكتوبة إلا أقبل بوجهه

علينا فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يُّخْزِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ يُّرْدِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ أَمَلٍ يُّلْهِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ يُّنْسِيْنِيْ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ غِنًى يُّطْغِيْنِيْ.﴾

أخرجه البزار كما في «كشف الأستار» (رقم ٣١٠٢) وابويعلى في «مسنده» (٤٣٥٢/٣١٣/٧) والطبراني في «الدعا» (رقم ٦٥٧) والمعمري في «عمل اليوم والليلة» كما في «نتائج الافكار» (٣١٣/٢) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٣١٣/٢)

ایک اور دعا:

(۱۲۰) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو بھی فرض (نماز) پڑھائی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف چہرۂ مبارک پھیر کر یہ دعا پڑھی ہے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يُّخْزِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ يُّرْدِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ أَمَلٍ يُّلْهِيْنِيْ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ يُّنْسِيْنِيْ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ غِنًى يُّطْغِيْنِيْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں ہر ایسے عمل سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جو مجھے رسوا کر دے اور ہر ایسے دوست سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھے ہلاک کر ڈالے، ہر ایسی امید سے جو مجھے ہلاک کر دے۔ ہر ایسے فقر سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھے بھولنے کی بیماری میں مبتلا کر دے اور ہر ایسے غنا سے پناہ چاہتا ہوں جو مجھے سرکش بنا دے۔“

فائدہ: اس روایت میں پانچ چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے۔

ہر وہ عمل جو مجھے رسوا کر دے، یعنی مجھ سے کوئی گناہ یا کوئی ایسا عمل نہ ہو جس کی وجہ سے میری رسوائی ہو۔

ہر دوست جو ہلاکت میں ڈالے، کیونکہ انسان کا دوست ہی انسان کی اچھائی اور برائی کا ذریعہ ہوتا ہے اور اگر یہ برا ہو جائے تو بربادی کا سبب ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں ایسے دوست سے پناہ مانگی گئی ہے جو اگر اچھائی کو دیکھے تو اس کو چھپا دے اور برائی کو دیکھے تو اس کو لوگوں کو بتا دے۔ (مسند فردوس ۱/۴۶۲)

ہر امید سے جو ہلاک کر دے: حضرت حسن رحمۃ اللہ سے منقول ہے کہ جس نے بھی اپنی امید کو لمبا کیا اس کا عمل خراب ہوا۔ (زہد لابن ابی العالم ۱/ ۲۶۹)

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے منقول ہے کہ سب سے زیادہ خطرناک چیز امیدوں کا لمبا ہونا ہے کیونکہ یہ آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ (کتاب الزہد لابن ابی العاصم ۱/۱۳۰)

ایک عارف سے منقول ہے کہ زہد امیدوں کا کم ہونا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۱/۲۰۸)

احادیث میں بھی اس کی کثرت سے مذمت آتی ہے۔ علماء نے اس کا علاج لکھا ہے آدمی اپنی موت کو کثرت سے یاد کرے اور اپنے ساتھیوں کی موت کو یاد کرتا رہے۔ (ابجد العلوم ۲/۹۱)

ہر فقر سے جو مجھے بھلا دے: فقر کا بیان حدیث نمبر ۱۱۱ پر گزر چکا ہے۔

ہر ایسے غنا سے الخ۔ اکثر نافرمانی مالداری کے ساتھ ہوتی ہے اس لئے اس دعا میں ایسی مالداری سے پناہ مانگی گئی ہے جو سرکشی پیدا کرے۔ علامہ زمخشری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ فقر کے ساتھ بغاوت کم ہوتی ہے اور مالداری کے ساتھ زیادہ ہوتی ہے۔

حضرت قتادہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں بہترین عیش (مالداری) وہ ہے جو نہ تجھے ہلاک کرے اور نہ سرکش بنائے۔ (تفسیر ابن کثیر ۴/۱۴۵)

نوع آخر:

(١٢١) - حدثنی عمر بن سهل، ثنا نجيح بن إبراهيم بن محمد بن ميمون، ثنا صالح بن أبی الأسود، عن عبدالملك النخعی، عن ابن جدعان، عن أنس بن مالك، قال: كان مقامی بين كتفی رسول الله ﷺ (يعنی فی الصلوٰة) حتى قبض، فكان يقول إذا انصرف من الصلوٰة:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِيْ آخِرَهُ، وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِمَهُ، وَاجْعَلْ خَيْرَ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ﴾

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٩/١٥٧/٩٤١١) والديلمی فی «مسند الفردوس» (١/٤٨٠/١٩٦٢) وابن حجر فی «نتائج الاذكار» (٢/٣٠٨)

(۱۲۱) تَرجَمَہ: ”حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نماز میں میری جگہ رسول اللہ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے پیچھے ہوتی تھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِيْ آخِرَهُ، وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِمَهُ، وَاجْعَلْ خَيْرَ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ میری عمر (کے) آخر (یعنی آخری حصہ) کو عمر کا بہترین (حصہ) بنا دیجئے اور میرے

آخری عمل کو بہترین عمل بنا دیجئے اور میرا بہترین دن اس دن کو بنا دیجئے جس میں مجھے آپ سے ملنا نصیب ہو۔"

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی آخری عمر بڑھاپے میں احتیاج بڑھ جاتی ہے اور صحت بھی نہیں رہتی ہے جس کی وجہ سے عمر کا یہ حصہ بہت تکلیف دہ ہو جاتا ہے اس لئے اس وقت میں عافیت اور بہتری کی دعا فرمائی ہے تا کہ زندگی کا یہ حصہ ہر قسم کی تکلیف سے خالی ہو۔

اعمال کا دارومدار چونکہ خاتمہ پر ہوتا ہے جیسا کہ ایک روایت میں ہے اعمال کا دارومدار ان کے خاتمے پر ہے۔ (مسند ابوعوانہ ۱/۵۱)

اس لئے اعمال کے حسن خاتمے کی دعا فرمائی ہے تا کہ عمل مقبول ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا دن ساری زندگی کا نتیجہ ہے اس لئے اگر وہ بہتر ہوگیا تو آئندہ ساری گھاٹیاں صحیح ہو جائیں گے اس لئے اس دن کی بہتری کو مانگا گیا ہے تا کہ اس دن ایسی خوشی ہو کہ وہ ساری خوشیوں پر غالب آ جائے۔

نوع آخر:

(۱۲۲) - حدثنا أبو عبدالرحمن، ثنا محمد بن عبيدالله بن يزيد، ثنا أبي، حدثنا سعيد، حدثني يزيد بن عبدالعزيز الرعيني، وأبو مرحوم عبدالرحيم ابن ميمون، عن يزيد بن محمد القرشي، عن علي بن رباح اللخمي، عن عقبة ابن عامر، قال: أمرني رسول الله ﷺ: أن أقرأ بالمعوذات دبر كل صلوة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٠١/٤) وابوداؤد فى «سننه» (١٥٢٣/٨٦/٢) (٢٢٠/١) والترمذى فى «سننه» (٢٩٠٣/١٧١/٥) (١١٨/٢) وابن خزيمه فى «صحيحه» (٧٥٥/٣٧٠/٢) وابن حبان فى «صحيحه» (٢٠٠٤/٢٤٤/٥)

ایک اور دعا:

(۱۲۲) ترجمہ: "حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھا کروں۔"

فائدہ: معوذتین قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو کہتے ہیں۔ ان کے ساتھ قل ہو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون بھی ملا لیں تو اچھا ہے۔ کیونکہ اس میں شرک سے بیزاری ہے۔

ایک روایت میں قل ہو اللہ احد کی تصریح موجود ہے۔

تین چیزیں ہیں جو شخص (ان میں سے کسی کو ایمان کے ساتھ لائے گا) جنت کے جس دروازے سے چاہے گا داخل کیا جائے گا۔

❶ جو شخص اپنے قاتل کو معاف کر دے۔
❷ چھپے ہوئے قرضہ کو ادا کرے (یعنی جو قرضہ کسی کو معلوم نہ ہو)
❸ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد قل ہواللہ پڑھے۔ (فتوحات ۵۴/۳)

نوع آخر:

(۱۲۳) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، ثنا علي بن الحسن بن معروف، حدثنا عبدالحميد بن إبراهيم أبو التقي، ثنا إسماعيل بن عياش، عن داود بن إبراهيم الذهلي، أنه أخبره عن أبي أمامة صدى بن عجلان الباهلي، قال: قال رسول الله ﷺ: من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة مكتوبة كان بمنزلة من قاتل عن انبياء الله عزوجل حتى يستشهد.

ذكره القرطبي في «تفسيره» بزيادة يسير (۲٦۹/۳)

ایک اور دعا:

(۱۲۳) **تَرجَمَہ:** "حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا وہ اس شخص کی طرح ہے جو انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَامُ کی طرف داری میں لڑے اور شہید ہو جائے۔"

(۱۲٤) - حدثنا محمد بن عبيدالله بن الفضيل الكلاعي الحمصي، حدثنا اليمان بن سعيد، وأحمد بن هارون، جميعا بالمصيصة، قالا: حدثنا محمد بن حمير، عن محمد بن زياد الألهاني، عن أبي أمامة، قال: قال رسول الله ﷺ: من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة مكتوبة لم يحل بينه وبين دخول الجنة إلا الموت.

(اخرجه النسائي في «عمل اليوم» (رقم ۱۰۰) والطبراني في «المعجم الكبير» (۷۵۳۲/۱۱٤/۸) وفي «المعجم الاوسط» (۸/۹۲- ۸۰٦۸/۹۳) وفي «الدعا» (رقم ٦۷۵) والبيهقي في «شعب الايمان» (۲۳۹۵/٤۵۸/۲)

(۱۲۴) **تَرجَمَہ:** "حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اس کے اور جنت کے درمیان صرف موت حائل ہے۔"

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اس کو جنت میں داخل ہونے سے صرف موت روکے ہوئے ہے۔ جو سوتے وقت اس کو پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھر، اس کے پڑوسیوں کے گھروں اور آس پاس کے دوسرے گھروں کی حفاظت فرماتے ہیں۔ (شعب الایمان عن ابی طالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ۴۵۸/۲)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ایک فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اس کی آئندہ نماز تک کی حفاظت کی جاتی ہے

اوراس کی پابندی نبی یا صدیق یا شہید کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ (ایضاً)

نوع آخر:

(١٢٥) - حدثنا أبو جعفر بن بكر، ثنا محمد بن زنبور المكى، حدثنا الحارث بن عمير، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده، عن على بن أبى طالب رضى الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن فاتحة الكتاب، وآية الكرسى والآيتين من آل عمران:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، وَقُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ إلى قوله: تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

معلقات ما بينهن وبين الله حجاب، لما أراد الله، أن ينزلهن تعلقن بالعرش، وقلن: يا رب! تهبطنا إلى الأرض و إلى من يعصيك؟ فقال الله عزوجل: حلفت لا يقروكن أحد من عبادى دبر كل صلاة إلا جعلت الجنة مثواه على ما كان منه، و إلا أسكنته حظيرة القدس، و إلا نظرت إليه بعيني المكنونة كل يوم سبعين نظرة، و إلا قضيت لهٗ كل يوم سبعين حاجة أدناها المغفرة، و إلا أعذته من كل عدو، ونصرته منه، ولا يمنعه من دخول الجنة إلا الموت.

ذكره القرطبى فى «تفسير» (٥٢/٤) والسيوطى فى «الدر المنثور» (١٦٥/٢) وعزاه الى ابن سنى وابى منصور الشجامى فى الاربعين والبغوى فى «تفسيره» (٢٨٩/١)

ایک اور حدیث:

(۱۲۵) ترجمہ: ”حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی، آل عمران کی دو آیتیں:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، وَقُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ إلى قوله: تَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

شفاعت کرنے والی ہیں۔ ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو نازل کرنا چاہا تو یہ عرش کے ساتھ معلق ہو گئیں اور عرض کیا: اے ہمارے رب! آپ ہم کو زمین کی طرف بھیج رہے ہیں اوران لوگوں کی طرف بھیج رہے ہیں جو آپ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا: میں نے قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں جو تمہیں نماز کے بعد پڑھے گا میں اس کا ٹھکانا جنت میں بناؤں گا، اس کو حظیرۃ

القدس میں رکھوں گا، روزانہ ستر مرتبہ اس کو اپنی پوشیدہ آنکھ سے دیکھوں گا، روزانہ اس کی ستر حاجتیں پوری کروں گا سب سے کم اس میں مغفرت ہے، اس کی ہر دشمن سے حفاظت کروں گا اور اس کی دشمن کے مقابلے میں مدد کروں گا اس کو جنت میں داخل ہونے سے صرف موت ہی روکے ہوئے ہے۔''

فَائِدَة:

نوع آخر:

(۱۲٦) - حدثنا محمد بن محمد بن سليمان الباغندی، ثنا محمد بن جامع الموصلی، قال حدثنا أحمد بن عمرو (المدنی) المزنی الموصلی، ثنا عكرمة بن إبراهيم، عن إسماعيل بن أبی خالد، عن قيس بن أبی حازم، حدثنی معاذ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من قال بعد الفجر ثلاث مرات، وبعد العصر ثلاث مرات:

﴿أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ.﴾

كفرت ذنوبه و إن كانت مثل زبد البحر.

وله شاهد ما اخرجه الطبرانی فی «الاوسط» (۷۷۳۸/۳٦٤/۷) وفی «الصغير» (۸۳۹/۹۱/۲) والديلمی فی «مسند الفردوس» (٥٤٧٦/٤٧٧/۳) وذكره الحافظ المنذری فی «الترغيب والترهيب» (۱۸۲/۱) وعزاه الى ابن السنی.

ایک اور دعا:

(۱۲٦) تَرْجَمَہ: ''حضرت معاذ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر کے بعد تین مرتبہ اور عصر کے بعد تین مرتبہ:

﴿أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ.﴾

تَرْجَمَہ: ''میں معافی چاہتا ہوں اللہ سے جن کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ (ہمیشہ ہمیشہ) زندہ رہنے والے (آسمان و زمین کو) قائم رکھنے والے ہیں۔ اور (میں) ان ہی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔''

پڑھے گا تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔''

فَائِدَة: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ پڑھتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگر چہ وہ میدان جنگ ہی سے کیوں نہ بھاگا ہو۔ (مجمع الاوسط ۷/۳٦۴)

ایک روایت میں خود رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھتے تھے اور پھر اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام پڑھتے تھے۔ (مسلم ۱/۲۱۸)

نوع آخر:

(۱۲۷) - أخبرنی محمد بن حمدان بن شعبان، حدثنا علی بن إسماعیل البزار، حدثنا سعد بن سلیمان، ثنا إسحاق بن یحیٰی بن طلحة، حدثنی ابن أبی برزة الاسلمی، عن أبیه، قال: کان رسول اللّٰه ﷺ إذا صلی الصبح قال. ولا أعلمه إلّا قال فی سفر. رفع صوته حتی یسمع أصحابه:

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِیْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ جَعَلْتَ فِیْهَا مَعَاشِیْ: ثَلَاثَ مَرات، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیْ الَّتِیْ جَعَلْتَ إِلَیْهَا مَرْجَعِیْ، ثلاث مرات، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، ثلاث مرات، لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.﴾

اخرجه النسائی فی «سنن الکبری» (۱/۴۰۰/۱۲۶۹) والرویانی فی «مسنده» (۱/۸۸/۵۱) وابن خزیمه فی «صحیحه» (۱/۳۶۶/۷۴۵) وابن حبان فی «صحیحه» (۵/۳۷۳/۲۰۲۶) والطبرانی فی «الاوسط» (۷/۱٤۱- ۱٤۲/۷۱۰۶)

ایک اور دعا:

(۱۲۷) تَرجَمۃ: ”حضرت ابو برزہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھ کر یہ دعا تین بار پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیَ الَّذِیْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِیْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ جَعَلْتَ فِیْهَا مَعَاشِیْ:﴾

تَرجَمۃ: ”اے اللہ! آپ میرے دین کو سدھار دیجیے جس کو آپ نے میرے (ہر دینی و دنیوی) کام کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے اور میری دنیا کو بھی سدھار دیجیے جس میں آپ نے میری معاش تجویز فرمائی ہے۔“

پھر تین مرتبہ یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِیْ آخِرَتِیْ الَّتِیْ جَعَلْتَ إِلَیْهَا مَرْجَعِیْ﴾

تَرجَمۃ: ”اے اللہ! آپ میری آخرت کو بھی سدھار دیجیے جس کو آپ نے میرا ٹھکانہ بنایا ہے۔“

پھر تین مرتبہ یہ دعا پڑھی۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ﴾

تَرجَمَۃ: ''اے اللہ! میں آپ کی رضا کے ذریعے آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں اور آپ ہی کے ذریعے آپ کے قہر غضب سے پناہ چاہتا ہوں۔''

پھر یہ دعا پڑھتے۔''

﴿لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.﴾

تَرجَمَۃ: ''اے اللہ! جو آپ عطا فرماتے ہیں اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو (چیز) آپ نہیں دیتے اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی دولت مند کو اس کی دولت (آپ کی پکڑ سے) نہیں بچا سکتی۔''

فَائِدَۃ: حضرت کعب احبار رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے منقول ہے کہ ہمیں توراۃ میں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام جب نماز سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ (مسند الشاشی ۳۹۴/۲)

اس دعا میں آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے دین دنیا اور آخرت کی ہر قسم کی خیر کا سوال کیا ہے اور آخری اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سوال اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے پناہ مانگی ہے جو اعلیٰ طریقہ سے عبدیت کا اظہار ہے کہ بندہ ہر آن ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی رضاء کا طالب اور اپنے عمل سے ڈرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ مانگتا ہے۔

باقی حدیث تشریح ۱۱۵ میں گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(۱۲۸) - حدثنی أحمد بن عبدالله بن محمد بن أمية الساوی، حدثنی أبی عن أبيه، حدثنی عيسى بن ميمون (بن موسى) البخاری النحوی أبو أحمد، عن الريان بن الجعد الجندی، عن يحيٰى بن حسان، عن عبادة بن الصامت رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ، قال: كان رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يدعو بهذه الدعوة كلما سلم:

﴿اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ الْبَأْسِ، فَإِنَّ مَنْ تُخْزِهِ يَوْمَ الْبَأْسِ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲۳٤/٤) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (۲۰۲٤/۲۰/۳) (۲۰۱۲/٤۹٤/۱) ابو نعيم فی «معرفة الصحابة» (۱۷۲۲/٦٤٥/۲) كما فی «العجالة للراغب» (۱۸۳/۱) والديلمی فی «مسند الفردوس»

ایک اور دعا:

(۱۲۸) تَرجَمَۃ: ''حضرت عبادہ بن صامت رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب بھی سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ الْبَأْسِ، فَإِنَّ مَنْ تُخْزِهٖ یَوْمَ الْبَأْسِ فَقَدْ أَخْزَیْتَهٗ.﴾

تَرجَمہ: ''اے اللہ! آپ مجھے قیامت کے دن رسوا نہ کیجئے گا اور مجھے سختی کے دن (بھی) رسوا نہ کیجئے۔ بلاشبہ آپ جس کو سختی کے دن رسوا کریں گے بلاشبہ آپ اس کو رسوا کریں گے۔''

فَائِدَہ: اس دعا میں قیامت کے دن کی رسوائی سے پناہ مانگی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کی رسوائی تو کچھ دنوں کی ہوتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے لیکن آخرت میں رسوائی تمام اوّلین آخرین کے سامنے ہوگی اور یہ بہت بڑی رسوائی ہوگی اس لئے حقیقی رسوائی یہی ہوگی (اللهم احفظنا منه)۔

نوع آخر:

(۱۲۹) - أخبرنا محمد بن هارون الحضرمی، ثنا نصر بن علی، ثنا خلف بن عقبة، ثنا أبوالزهراء خادم أنس بن مالك، عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من قال حین ینصرف من صلاته:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ﴾

ثلاثا، قام مغفورا له.

اخرجه البزار فی «مسنده» (۳۰۹۷/۲۱/٤) (کشف الاستار) کما فی «العجاله» (۱۸۳/۱) والمعری فی «عمل الیوم واللیلة» وابوالشیخ وابن النجار (اتحاف السادة المتقین) (۱۳۱/٥) کما فی «العجاله» (۱۸٤/۱)

ایک اور دعا:

(۱۲۹) تَرجَمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص نماز کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ﴾

تَرجَمہ: ''اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) پاک اور بزرگ و برتر ہیں ان ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے۔''

تو وہ (نماز) سے اس حال میں اٹھتا ہے کہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے ان مختصر کلمات کی عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔

نوع آخر:

(۱۳۰) - أخبرنی أبو عروبة الحرانی، ثنا أحمد بن بكار الحرانی، ثنا عتاب ابن بشیر عن

خصیف عن مجاهد قال: كان رسول الله ﷺ يقول في دبر الصلوٰة:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾

اخرجه المسلم في «صحيحه» (١/٤١٥/٥٩٤) (٢١٨/١) وابوداؤد في «سننه» (٢/٨٣/١٥٠٦) (٢١١/١) والنسائي في «عمل اليوم» (رقم ١٢٨) وابويعلى في «مسنده» (١٢/٦٨١١) وابن خزيمه في «صحيحه» (١/٣٦٤/٧٤١)

ایک اور دعا:

(۱۳۰) ترجمہ: ''حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔''

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہی کی (عطا کی ہوئی) نعمتیں ہیں اور ان ہی کا (ہم پر) فضل واحسان ہے اور ان ہی کے لئے (تمام) اچھی تعریفیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (ہم تو) پورے اخلاص کے ساتھ ان ہی کے دین پر چلتے ہیں اگرچہ کافروں کو برا لگے۔''

فائدہ:

(١٣١) - أخبرني أبو عروبة، حدثني أحمد بن بكار، ثنا عتاب بن بشير، ثنا بكار بن الحر الدمشقي، عن أبي رافع، عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ مثله.

لم اجده عند غير المصنف.

(۱۳۱) ترجمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی رسول اللہ ﷺ سے ایسی ہی حدیث منقول ہے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں ہر اچھی چیز جو انجام کے اعتبار سے اچھی ہو وہ آپ ہی کے لئے ہے۔ آپ کو اپنی مخلوق پر ایسی فضیلت و برتری حاصل ہے جس کی مخلوق کچھ بھی مستحق نہیں ہے اپنے بندوں پر ذاتی صفات کے آپ مستحق ہیں ہم ان تمام صفات کا آپ کے اخلاص کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں اور ہم آپ کی اسی طرح تعریف کرتے ہیں اگرچہ یہ بات کافروں کو ناگوار ہو کہ وہ حق چھپاتے اور اپنی چند اعناد کی وجہ سے گمراہ ہوئے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۸، ۳۹)

نوع آخر:

(١٣٢) - حدثني أحمد بن إبراهيم المديني، حدثني نعمان، حدثنا هارون بن إسحاق

الهمدانی، حدثنا المحاربی، عن مطرح بن یزید عن عبیداللّٰہ ابن زحر، عن علی بن یزید، عن القاسم عن أبی أمامة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: من قال فی دبر کل صلاة مکتوبة:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنِ صُحْبَتَهُ، وَفِي الْعَالِيْنَ دَرَجَتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهُ﴾

من قال ذلك فی دبر کل صلاة فقد استوجب علی الشفاعة یوم القیامة، ووجبت لهُ الجنة.

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۷۹۲۶/۲۳۷/۸)

ایک اور دعا:

(۱۳۲) ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُحَمَّدًا دَرَجَةَ الْوَسِيْلَةِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي الْمُصْطَفَيْنِ صُحْبَتَهُ، وَفِي الْعَالِيْنَ دَرَجَتَهُ، وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ ذِكْرَهُ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! محمد (ﷺ) کو وسیلہ کا (اعلیٰ) درجہ عطا فرمائیے۔ اے اللہ! آپ اپنے برگزیدہ بندوں کو محمد (ﷺ) کی صحبت عطا فرمائیے اور تمام لوگوں میں ان کے درجہ کو بلند فرمائیے اور مقربین میں ان کو شمار فرمائیے۔''

تو اس نے اپنی شفاعت مجھ پر واجب کر لی اور جنت اس کے لئے واجب ہوگئی۔''

نوع آخر:

(۱۳۳) - حدثنا محمد بن هارون الحضرمی، ثنا رزق اللّٰہ بن سلام المروزی، ثنا محمد بن خالد الحبطی (من بنی تمیم)، ثنا عبداللّٰہ بن العلاء البصری، عن نافع بن عبداللّٰہ السلمی، عن عطاء، عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، قال: بینا نحن عند رسول اللّٰہ ﷺ إذا أقبل شیخ یقال له: قبیصة، فقال لهُ رسول اللّٰہ ﷺ: ما جاء بك وقد کبرت سنك، ودق عظمك؟ فقال: یا رسول اللّٰہ! کبرت سنی، ودق عظمی، وضعفت قوتی، واقترب أجلی، فقال:

أعد علی قولك، فأعاد علیه، ثم قال رسول الله ﷺ: ما بقی حولك شجر ولا مدر إلا بكی رحمة لقولك، فهات حاجتك فقد وجب حقك، قال: یا رسول الله! علمتی شیئا ینفعنی الله به فی الدنیا والآخرة، ولا تکثر علی فإنی شیخ أنسی، قال: أما لدنیاك، فإذا صلیت الصبح فقل بعد صلوة الصبح:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

ثلاث مرات یقیك الله من بلایا أربع، من الجذام والجنون والعمی والفالج، وأما لآخرتك فقل:

﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ مِنْ عِنْدِكَ، وَأَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَانْشُرْ عَلَیَّ رَحْمَتَكَ، وَأَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ﴾

فقالها الشیخ وعقد أصابعه الأربع، فقال أبوبکر وعمر: خالك هذا یا رسول الله ما أشد ما ضم علی أصابعه الأربع؟ فقال رسول الله ﷺ: والذی نفسی بیده، لئن وافی بهن یوم القیامة لم یدعهن لیفتحن لهٗ أربعة أبواب من الجنة یدخل من أیها شاء.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۶۰/۵) والطبرانی فی «الکبیر» (۹۴۰/۳۶۸/۱۸) وفی «الدعا» (رقم ۷۲۳) والدیلمی فی «مسند الفردوس» (۱۹۱۱/۴۶۹/۱) وابن حجر فی «نتائج الافکار» (۳۳۵/۲)

ایک اور دعا:

(۱۳۳) تَرجَمَہ: ”حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک بوڑھے شخص جن کا نام قبیصہ تھا۔ (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں) حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: آپ کیسے آئے حالانکہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اور آپ کی ہڈیاں پتلی (یعنی کمزور) ہو چکی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں، میری ہڈیاں پتلی ہوگئیں ہیں، میری قوت کمزور ہوگئی ہے اور میری موت قریب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ماموں جان!) مجھے اپنی بات دوبارہ بتایئے۔ انہوں نے دوبارہ اپنی بات دہرائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: (ماموں جان!) آپ کے اردگرد کوئی درخت اور کوئی ڈھیلا ایسا نہیں جو آپ کی بات پر ترس کھاتے ہوئے نہ رویا ہو۔ اپنی ضرورت بتایئے بلاشبہ (ضرورت کو پورا کرنے کا) آپ کا حق واجب ہو چکا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز سکھایئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے دنیا اور آخرت میں فائدہ پہنچائیں بات زیادہ لمبی نہ ہو کیونکہ میں بوڑھا ہوں بھول

جاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپ کی دنیا کے لئے (یہ چیز ہے کہ) آپ (صبح کی) نماز کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھا کریں:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر پاک ہیں تمام تر تعریف بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ گناہوں سے پھیرنے اور نیکی کی قوت دینے والا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ آپ کو چار بلاؤں، جنوں، جذام، برص، اندھے پن، اور فالج سے بچائیں گے۔

اورآپ کی آخرت کے لئے (یہ چیز ہے) آپ یہ دعا پڑھا کریں:

﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ، وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ رَحْمَتَكَ، وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! مجھے اپنی طرف سے (خاص) ہدایت عطا فرمائیے، مجھے اپنے فضل سے بہرہ ور فرمائیے، اپنی رحمت مجھ پر بکھیر دیجئے۔ اور مجھ پر اپنی برکتیں نازل فرمائیے۔''

قبیصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ان کلمات کو دہرایا اور (گننے اور یاد رکھنے کے لئے) اپنی چار انگلیاں بند کیں۔

حضرت ابوبکر اور عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے ماموں (قبیصہ) نے کس قدر مضبوطی سے اپنی چار انگلیوں کو بند کیا ہے (یعنی ان باتوں کو یاد کرنے کا کس قدر اہتمام کیا ہے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے اگر یہ ان کلمات کو قیامت کے دن پورا کرتے ہوئے آئیں گے ان کو چھوڑیں گے نہیں تو ان کے لئے جنت کے چار دروازے کھل جائیں گے جس دروازے سے چاہے (جنت میں) داخل ہو جائیں۔''

فَائِدَة: ایک روایت میں ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے کھل جائیں گے۔ (طبرانی کتاب الدعا رقم ۷۴۳)

نوع آخر:

(۱۳٤) - أخبرني عبدالرحمن بن حمدان، قال: ثنا هلال بن العلاء، ثنا الهلال، ثنا أبو هلال بن عمر، ثنا الخليل بن مرة، ثنا محمد بن الفضل، عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: جاء إلى النبي ﷺ رجل من أخواله يقال له: قبيصة، فسلم على النبي ﷺ، فرد عَلَيْهِ السَّلَامُ ورحب به، وقال له: يا قبيصة! جئت حين كبرت سنك، ودق عظمك،

واقترب أجلك، قال: يا رسول اللّٰه! جئت وما كدت أن أجيئك، يا رسول اللّٰه! كبرت سنى و دق عظمى، واقترب أجلى، وافتقرت وهنت على الناس، وجئتك تعلمنى شيئا ينفعنى اللّٰه عزوجل به فى الدنيا والآخرة، ولا تكثر على فإنى شيخ كبير، فقال رسول اللّٰه ﷺ: كيف قلت يا قبيصة؟ فأعادها عليه، فقال: والذى بعثنى بالحق ما كان حولك من شجر ولا مدر إلا بكى لقولك، فهات، فقال: جئتك لتعلمنى شيئا ينفعنى اللّٰه به فى الدنيا والآخرة، ولا تكثر على فإنى شيخ كبير، قال: يا قبيصة! إذا أصبحت وصليت الفجر فقل:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

أربعا، ويعطيك اللّٰه أربعا لدنياك، وأربعا لآخرتك، فأما أربعا لدنياك: فإنك تعافى من الجنون والجذام والبرص والفالج، وأما أربعا لآخرتك فقل:

﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنِىْ مِنْ عِنْدِكَ، وَأَفِضْ عَلَىَّ مِنْ رِزْقِكَ، وَانْشُرْ عَلَىَّ مِنْ رَّحْمَتِكَ، وَأَنْزِلْ عَلَىَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ﴾

فجعل يعقدهن، فقال رجل: ما أشد ما عقد عليهن خالك، فقال: أما إن وافى بهن يوم القيامة لم يدعهن رغبة عنهن ولا نسيانا، لم يأت بابا من أبواب الجنة إلا وجده مفتوحا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦٠/٥) والطبرانى فى «الكبير» (٩٤٠/٣٦٨/١٨) وفى «الدعا» (رقم ٧٢٣) والديلمى فى «مسند الفردوس» (١٩١١/٤٦٩/١) وابن حجفر فى «نتائج الافكار» (٣٣٥/٢)

(۱۳۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ماموؤں میں سے ایک صاحب جن کو قبیصہ کہا جاتا ہے (رسول اللہ ﷺ کے پاس) آئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو سلام کا جواب دیا، مرحبا (خوش آمدید) کہا اور فرمایا: (میرے ماموں جان) قبیصہ! آپ اس وقت آئے ہیں جب کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں اور آپ کی ہڈیاں بھی کمزور ہوگئی ہیں (نیز) آپ کی موت کا وقت (بھی) قریب آگیا ہے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں آیا ہوں حالانکہ میں آپ کے پاس آنے کے قابل نہ تھا۔ یا رسول اللہ! میری عمر زیادہ ہوگئی، میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور میری موت کا وقت قریب آگیا ہے، میں محتاج اور لوگوں کے نزدیک بے وقعت ہوگیا ہوں۔ اب میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے دنیا اور آخرت میں نفع عطا فرمائیں اور آپ مجھے کوئی زیادہ چیز (لمبا معمول و دعا) نہ بتایئے کیوں کہ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (میرے ماموں

جان) قبیصہ! آپ نے کس طرح فرمایا؟ (کیا کہا؟) انہوں نے اپنی بات دوبارہ دہرائی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے آپ کے آس پاس کوئی پتھر، درخت اور ڈھیلا نہیں رہا کہ جو آپ کی بات (سننے) کی وجہ سے رویا نہ ہو۔ آپ اپنی ضرورت و حاجت بیان فرمائیے۔ انہوں نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھا دیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے دنیا اور آخرت میں نفع عطا فرمائیں اور زیادتی نہ فرمائیے کیوں کہ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ماموں جان) قبیصہ! جب آپ صبح کو فجر کی نماز پڑھ لیں تو چار مرتبہ یہ کلمات پڑھ لیں:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر پاک ہیں۔ تمام تر حمد بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے گناہوں سے پھیرنے اور نیکی کی قوت دینے والا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ چار چیزیں آپ کی دنیا اور چار چیزیں آخرت کے لئے عطا فرمائیں گے۔ دنیا کی چار چیزیں یہ ہیں۔ آپ جنون، جذام، برص اور فالج سے محفوظ رہیں گے۔

آخرت کی چار چیزوں کے لئے یہ دعا پڑھیں:

﴿اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ، وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ، وَانْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَّحْمَتِكَ، وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! مجھے اپنی طرف سے ہدایت عطا فرمائیے، مجھ پر اپنے فضل کی بارش فرمائیے، مجھ پر اپنی رحمت فرمائیے، مجھ پر اپنی رحمت عام فرمائیے اور مجھ پر اپنی برکت نازل فرمائیے۔''

وہ (قبیصہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) ان کلمات کو انگلیوں پر گننے لگے۔ ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: انہوں نے کتنی مضبوطی سے انگلیوں کا حلقہ بنایا ہے (عربوں میں انگلیوں پر گنتی ہوا کرتی تھی اس کو عقد الانامل انگلیوں پر گننا کہا جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ان باتوں کے یاد رکھنے کا خوب اہتمام کیا)۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر انہوں نے ان کو پورا کیا ان سے اعراض یا نسیان کی وجہ سے ان کو ترک نہ کیا تو قیامت کے دن وہ جنت کے دروازوں میں جس دروازے کے پاس جائیں گے اس کو کھلا ہوا پائیں گے۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھوٹی سی دعا میں کتنی بڑی اور بری بیماریوں سے روک تھام اور بچاؤ کی تدبیر بتلا دی جس میں نہ کوئی زیادہ وقت لگتا ہے اور نہ ہی یہ کوئی لمبا ورد ہے جس کے پڑھنے پر طبیعت کا میلان نہ ہو۔ دنیا وآخرت کی تمام چیزوں کو اس دعا میں جمع کر دیا گیا ہے۔

نوع آخر:

(١٣٥) - أخبرنا محمد بن هارون الحضرمي، ثنا سليمان بن عمرو بن خالد، ثنا أبي، عن الخليل بن مرة، عن إسماعيل بن إبراهيم الأنصاري، عن عطاء، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاث من تكن فيه واحدة منهن زوج من الحور العين حيث شاء، رجل أوتمن على أمانة خفية شهية فأداها من مخافة الله تعالىٰ، ورجل عفا عن قاتل، ورجل قرأ قل هو الله أحد في دبر كل صلاة عشر مرات.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (١٧٩٤/٣٣٢/٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٩٥٤/٣٩٥/٢٣) وفى «المعجم الاوسط» (٣٣٦١/٣٢٤٧/٣) وفى «والدعا» (رقم ٦٧٣) وابو نعيم فى «الحلية» (٢٤٣/٦) كلهم ذكروا بدل امانة خفيه شهبية دينا خفيا سوى الطبرانى فى العجم الكبير.

ایک اور دعا:

(١٣٥) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں ہیں ان میں سے ایک بھی کسی شخص میں پائی جائیں اس کی شادی حورعین سے کی جائے گی۔ ① وہ آدمی جو کسی پوشیدہ اور پسندیدہ امانت جو اس کے پاس رکھوا دی گئی ہو (جس کی امانت ہو اسے) واپس کر دے۔ ② وہ آدمی جو قاتل کو معاف کر دے۔ ③ وہ آدمی جو ہر نماز کے بعد سورہ قل ہو اللہ احد کو دس مرتبہ پڑھے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تین چیزیں ہیں جو ان کے ایمان کے ساتھ قیامت کے دن لے کر آئے گا جنت کے جس دروازہ سے چاہے داخل ہوگا اور جس حورعین سے شادی کرنا چاہے اس کی شادی کی جائے گی ① چھپے ہوئے قرضہ کو ادا کرے ② اپنے قاتل کو معاف کرے ③ اور ہر فرض نماز کے بعد قل ہو اللہ پڑھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی ایک کام ہی کرے تو بھی اس کو یہ فضیلت حاصل ہوگی آپ نے فرمایا اگر کوئی ایک بھی کرے تو اس کو یہ فضیلت حاصل ہوگی۔ (اوسط ۳/ ۳۴۷، ابویعلی ۳/ ۳۳۲)

چھپا ہوا قرضہ وہ ہے کہ اس کے مستحق تک پہنچائے کہ اس کو یہ قرضہ معلوم بھی نہ ہو کہ وہ اس کے وارثوں میں سے ہو۔ (۳/ ۲۹۰)

نوع آخر:

(١٣٦) - أخبرني عبدالجواد بن محمد بن عبدالرحمن، ثنا زيد بن إسماعيل الصائغ، ثنا

قتيبة بن سعيد، ثنا الليث بن سعد، عن الخليل بن مرة، عن الأزهر بن عبدالله، عن تميم الدارى رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من قال بعد صلوة الصبح:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ إِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا، لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

كتب الله عزوجل لهٗ أربعين ألف حسنة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٠٣/٤) والترمذى فى «سننه» (٣٤٧٣/٥١٤/٥) (١٨٥/٢) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥٧/٢- ١٢٧٨/٥٨) وابن عدى فى «الكامل» (٥٨/٣ - ٦٢/٥٩) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٥٤٥٧/٤٧٧/٣)

ایک اور دعا:

(۱۳۶) تَرجَمَہ: ''حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ إِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا، لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

تَرجَمَہ: ''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (اپنی ذات و صفات میں) اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ (ایسے) معبود ہیں (جو) اکیلے ہیں نہ ان کی کوئی بیوی ہے نہ بچہ ہے اور نہ کوئی ان کا ہمسر ہے۔''

تو اس کو اللہ تعالیٰ چالیس ہزار نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے ان کلمات کو پڑھنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

نوع آخر:

(١٣٧) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عمرو بن الحصين، ثنا سعد بن راشد، عن الحسين بن ذكوان، عن أبى إسحاق، عن البراء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من استغفرالله فى دبر كل صلاة ثلاث مرات فقال:

﴿أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

غفر لهٗ ذنوبه و إن كان قد فر من الزحف.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» كما فى «المطالب العاليه» (٢٨٩/٨٣/١) والطبرانى فى «المعجم الاوسط»

(۷/۳٦٤/۷۷۳۸) و فی «المعجم الصغیر» (۲/۹۱/۸۳۹) وابن عدی فی «الکامل» (۲/۳۱۷) والدار قطنی فی «الافراد» کما فی «العجالة» (۱/۱۹۳)

ایک اور دعا:

(۱۳۷) تَرجَمَہ: ''حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہر نماز کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھے گا:

﴿أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَیْهِ﴾

تَرجَمَہ: ''میں (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتا ہوں ان اللہ تعالیٰ سے جن کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (ہمیشہ ہمیشہ) زندہ رہنے اور (زمین و آسمان کو) قائم رکھنے والے ہیں۔ میں ان ہی کی طرف توبہ کرتا ہوں۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیں گے اگرچہ وہ جنگ سے ہی کیوں نہ بھاگا ہو۔''

فَائِدَة: علماء نے استغفار کی حکمت یہ لکھی ہے کہ اس میں اپنی کسر یعنی تواضع کا اظہار کہ جس طرح نماز پڑھنے کا حق تھا اس طرح نماز نہیں پڑھی اور نماز کے مناسب حال جو چاہئیں تھیں نماز ان کے ساتھ ادا نہیں کی گئی ہے تو یہ استغفار کرنے والا گویا اپنی تقصیر و کمی کا اظہار کر کے امید کرتا ہے کہ میری غلطی سے درگزر کیا جائے گا۔

شاید یہی وجہ ہے کہ امام نووی نے کتاب الاذکار میں نماز کے بعد جو اذکار پڑھے جاتے ہیں ان میں سب سے پہلے استغفار کو ذکر کیا ہے۔ (کذا من فتوحات ربانیہ ۳/۳۲)

جنگ سے بھاگنا۔ جنگ سے بھاگنا ایک بہت بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث میں اس کو کبائر میں شمار کیا ہے۔

(الاحادیث المختارہ ۹/۱٦)

نوع آخر:

(۱۳۸) - حدثنی أحمد بن الحسن أدیبویه، ثنا أبو یعقوب إسحاق بن خالد بن یزید البالسی، ثنا عبدالعزیز بن عبدالرحمن القرشی عن خصیف، عن أنس بن مالك رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، عن النبی ﷺ أنه قال: ما من عبد بسط كفیه فی دبر كل صلوة ثم یقول:

﴿اَللّٰهُمَّ إِلٰهِیْ وَ إِلٰهَ إِبْرَاهِیْمَ وَ إِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ، وَ إِلٰهَ جِبْرِیْلَ وَمِیْكَائِیْلَ وَ إِسْرَافِیْلَ. عَلَیْهِمُ السَّلَامُ. أَسْئَلُكَ. أَسْئَلُكَ أَنْ تَسْتَجِیْبَ دَعْوَتِیْ، فَإِنِّیْ مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِیْ فِیْ دِیْنِیْ فَإِنِّیْ مُبْتَلِیْ وَتَنَالَنِیْ بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّیْ مُذْنِبٌ، وَتُنْفِیَ عَنِّی الْفَقْرَ فَإِنِّیْ مُتَمَسْكِنٌ﴾

إلا كان حقا على الله عزوجل أن لا يَرُدَّ يديه خائبتين.

اخرجه الديلمى فى «مسند الفردوس» (۴۸۱/۱ - ۱۹۷۰/۴۸۲) ولم بذكر الفضيلة ذكره صاحب تحفة الاحوذى (۱۷۱/۲) وعزاه الى ابن السنى واخرجه ابن الاعرابى فى «معجمه» (۱۲۰۴/۲۰۹/۲) وذكره ابن عراق فى «تنزيه «الشريعة» (۳۳٤/۲) ونسبه لابن عساكر كما فى العجالة (۹۳/۱)

ایک اور دعا:

(۱۳۸) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِلٰهِىْ وَ إِلٰهَ إِبْرَاهِيْمَ وَ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ، وَ إِلٰهَ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَ إِسْرَافِيْلَ. عَلَيْهِمُ السَّلَامَ. أَسْئَلُكَ. أَسْئَلُكَ أَنْ تَسْتَجِيْبَ دَعْوَتِىْ، فَإِنِّىْ مُضْطَرٌّ، وَتَعْصِمَنِىْ فِىْ دِيْنِىْ فَإِنِّىْ مُبْتَلِىْ وَتَنَالَنِىْ بِرَحْمَتِكَ فَإِنِّىْ مُذْنِبٌ، وَتُنْفِىَ عَنِّى الْفَقْرَ فَإِنِّىْ مُتَمَسْكِنٌ﴾

ترجمہ: ''اے میرے معبود! اے ابراہیم، اسحاق، اور یعقوب علیہم السلام کے معبود! (اے) جبرئیل میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے رب! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میری دعا کو قبول فرمایئے کیونکہ میں بے چین و بے کس ہوں، آپ میرے دین کی حفاظت فرمایئے کیونکہ میں آزمائش میں ہوں، مجھے اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لیجئے کیونکہ میں گناہ گار ہوں اور میرے فقر کو دور کیجئے کیونکہ میں مسکین ہوں۔''

تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں نامراد نہیں لوٹائیں گے۔''

نوع آخر:

(۱۳۹) - أخبرنى أبو عروبة الحرانى، ثنا عمرو بن عثمان، ثنا الوليد بن مسلم، عن عبدالرحمن بن حسان، عن مسلم بن الحارث التميمى، أنه حدثه عن أبى رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: إذا صليت الصبح فقل قبل أن تتكلم سبع مرات:

﴿اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ﴾

فإنك إن مت من يومك ذلك كتب الله عزوجل لك جواراً من النار.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٣٣/٤) وابوداؤد فى «سننه» (٥٠٧٩/٣٢٠/٤) (٣٥٤/٢) والنسائى فى «عمل اليوم» (رقم ١١١) وابن حبان فى «صحيحه» (٣٦٦/٥ - ٢٠٢٢/٣٦٧) والطبرانى فى «الكبير» (١٠٥١/٤٣٣/١٩)

ایک اور دعا:

(۱۳۹) تَرجَمہ: ''حضرت مسلم بن حارث رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم صبح کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ (دعا) پڑھو:

﴿اَللّٰھُمَّ أَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ﴾

تَرجَمہ: ''اے اللہ! میری آگ سے حفاظت فرمایئے۔''

اگر تم اس دن مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جہنم سے حفاظت فرمائیں گے۔''

فَائِدَہ: ابوداؤد کی روایت میں مغرب کے بعد پڑھو گے تو اگر تم اسی رات کو مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جہنم سے حفاظت فرمائیں گے۔ (ابوداؤد ۲/۳۴۵)

علماء نے لکھا ہے کہ شاید سات مرتبہ کے عدد میں رعایت جہنم کے سات دروازوں کی وجہ سے ہو کہ وہ بھی سات ہیں گویا ہر ایک سے حفاظت کے لئے ایک مرتبہ ہو گیا یا شاید جہنم کے سات طبقوں کی رعایت کی وجہ سے ہیں گویا ایک طبقہ کے مقابلہ میں ایک عدد ہو گیا یا جن سات اعضاء سے یہ پڑھا جاتا ہے اس کی رعایت کی وجہ سے ہے۔ (ایضا)

اس روایت میں حسنِ خاتمہ کی طرف ایک شیریں اشارہ ہے کہ اس کے پڑھنے والے کا خاتمہ اچھا ہوگا جب ہی دخولِ جنت کا مستحق ہوگا۔ (فتوحات ۳/۶۹، ۷۰)

نوع آخر:

(١٤٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا جعفر بن عمران الكوفي، حدثنا المحاربي، عن حصين بن عاصم بن منصور الأسدي، عن ابن أبي حسين المكي، عن شهر بن حوشب، عن عبدالرحمن بن غنم، عن معاذ بن جبل رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من قال حين ينصرف من صلاة الغداة:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

عشرت مرات قبل أن يتكلم، كتب لهٗ بهن عشر حسنات، ومحى عنه بهن عشر سيئات، ورفع لهٗ بهن عشر درجات، وكن لهٗ كعدل عشر نسمات، وكن لهٗ حرسا من الشيطان، وحرزا من المكروه، ولم يلحقه في ذلك اليوم ذنب إلا الشرك بالله عزوجل، ومن قالهن حين ينصرف من صلاة العصر، على مثل ذلك في ليلته.

اخرجه الترمذی فی «سننه» (۵/۵۱۵/۳٤۷٤) (۱۸۵/۲) والنسائی فی «عمل الیوم» (رقم۱۲٦) والطبرانی فی «الکبیر» (۱۱۹/٦۵/۲۰) وفی «الدعا» (رقم۷۰٦) والمعمری فی «عمل الیوم واللیلة» کما فی «نتائج الاذکار» (۳۲۳/۲)

(۱۴۰) **تَرْجَمَۃ:** ''حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز کے بعد دس مرتبہ بغیر بات کئے۔ یہ دعا پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

تَرْجَمَۃ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ اپنی (ذات وصفات میں) اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ان کے لئے ہی (تمام جہانوں کی) بادشاہی ہے اور تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔''

تو اس کو دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں، اس کی دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، ان کلمات کی برکت سے اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں، اس کو دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ یہ کلمات اس کی شیطانی اور ناپسندیدہ چیزوں سے حفاظت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس دن وہ شرک کے علاوہ کوئی گناہ نہیں کرے گا۔ جو شخص ان کلمات کو عصر کے بعد پڑھے گا اس کو بھی یہی انعامات ملیں گے۔''

فَائِدَۃ: اس کی فضیلت پہلے بھی گزر چکی ہے اس روایت میں عصر کی نماز کے بعد پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

نوع آخر:

(۱٤۱) - أخبرنا أبو بدر أحمد بن خالد بن مسرح الحرانی، ثنا عمی أبو وهب الولید بن عبدالملك بن مسرح، ثنا سلیمان بن عطاء عن مسلمة بن عبدالله الجهنی، عن عمه أبی مشجعة بن ربعی، عن ابن زمل، قال: كان رسول الله صلی الله علیه وسلم إذا صلی الصبح قال وهو ثان رجلیه:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾

سبعین مرة، ثم یقول: سبعین بسبعمائة.

اخرجه ابن حبان فی «المجروحین» (۳۲۹/۱ - ۳۳۱) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۸۱٤٦/۳۰۲/۸) وابونعیم فی «معرفة الصحابه» (۳۹۰۸/۱۵٤۱/۳) والبیهقی فی «دلائل النبوه» (۳٦/۷ - ۳۸) کما فی العجالة (۱۹۹/۱) والذهبی فی «میزان الاعتدال» (۳۰۵/۳)

(۱۴۱) ترجمہ: ''حضرت ابن زمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز پڑھ کر دوزانو بیٹھے اور یہ دعا ستر مرتبہ پڑھی:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ، إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ (کی ذات تمام نقائص سے) پاک ہے اور ان کے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتا ہوں۔''

پھر فرمایا یہ ستر ہیں سات سو کے بدلے میں۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ یہ پڑھنے میں تو ستر ہیں لیکن ان کا ثواب سات سو مرتبہ پڑھنے کا ملے گا۔

نوع آخر:

(١٤٢) - حدثنا محمد بن الحسن بن مكرم، ثنا محمود بن غيلان، حدثنا عبدالصمد بن عبدالوارث بن الحكم، ثنا أبو غالب، عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ أنه قال: من قال في دبر صلاة الغداة:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

مائة مرة قبل أن يثني رجليه، كان أفضل أهل الأرض عملا، إلا من قال مثل مقالته.

اخرجه الطبراني في «الكبير» (٨٠٧٥/٢٨٠/٨) وفي «والاوسط» (٧٢٠٠/١٧٥/٧) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٣٢٥/٢)

(۱۴۲) ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ دعا فجر کی نماز کے بعد بغیر پیر موڑے سو مرتبہ پڑھے گا:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں وہی زندہ کرتے ہیں وہی مارتے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

تو یہ شخص عمل کے اعتبار سے تمام اہل زمین میں بہتر ترین شخص ہوگا۔ البتہ وہ شخص (اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے) جو یہی کلمات کہے۔''

فَائِدَة: اس روایت میں بغیر پیر موڑے کی قید آئی ہے۔ باقی فضیلت گزشتہ کئی احادیث میں گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(١٤٣) - أخبرنا جعفر بن محمد بن المغلس، حدثنا أحمد بن منصور، ثنا سليمان بن عبدالرحمن، حدثني محمد بن عبدالرحمن القشيري، حدثني أسماء بنت واثلة بن الأسقع، عن أبيها، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من صلى صلاة الصبح ثم قرأ:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد ﴾

مائة مرة قبل أن يتكلم، (وكلما قال: قل هو الله أحد) غفرالله لهٗ ذنب سنة.

اخرجه الطبراني فی «الكبير» (٢٢/٩٦/٢٣٢) والحاكم فی «المستدرك» (٣/٦٥٩)

(۱۴۳) **تَرجَمَة**: ”حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جوشخص فجر کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے سومرتبہ:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد ﴾

پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔“

فَائِدَة: ایک روایت میں ہے کہ جوشخص فجر کی نماز کے بعد بات کرنے سے پہلے سومرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَد پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس دن اس کا عمل پچاس صدیقوں کے برابر پہنچتا ہے۔ (دیلمی مسند الفردوس ۵/۳۹۱)



باب فضل الذكر بعد صلاة الفجر

فجر کی نماز کے بعد ذکر کی فضیلت کا بیان

دن میں ذکر کا سب سے بہترین وقت صبح کی نماز کے بعد ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۷۶)

اس وقت ذکر کا افضل ہونا اس وجہ سے ہے کہ اس وقت فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ صبح کی نماز کے بعد ذکر کرنا درمیانی رات ذکر کرنے سے افضل ہے۔ (فتوحات ۳/۶۳، ۶۴)

اس وقت کی اہمیت کے پیش نظر ذکر کرنے کی فضیلت کے بیان میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں تین حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(١٤٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا الحكم بن موسى، حدثنا بقية بن الوليد، ثنا ابوالحجاج المهدي، عن زبان بن فائد، عن سهل بن معاذ، عن أبيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من صلى صلاة الفجر، ثم قعد يذكرالله عزوجل حتى تطلع الشمس، وجبت له الجنة.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (١٤٨٧/٦١/٣) وابوداؤد كما في «فيض القدير» (١٦٥/٦) وابن عدي في «الكامل» (١٥٢/٣) والخطيب في «الموضح» (٩٠/٢)

(۱۴۴) ترجمہ: ”حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص فجر کی نماز پڑھے پھر بیٹھ کر ذکر کرنے لگے یہاں تک کہ سورج نکل آئے تو اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔“

(١٤٥) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا شيبان بن فروخ، ثنا طيب بن سليمان، قال: سمعت عمرة، قالت: سمعت أم المؤمنين عائشة رضي الله تعالى عنها تقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من صلى الفجر. أو قال الغداة. فقعد في مقعده فلم يلغ بشيء من أمر الدنيا يذكرالله عزوجل حتى يصلي الضحى أربع ركعات خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (٣٢٩/٧ - ٤٣٦٥/٣٣٠) والطبراني في «الاوسط» (٥٩٤٠/٢٤٥/٦)

(۱۴۵) ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ بیٹھا رہے اور دنیا کے کسی کام میں مشغول نہ ہو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اشراق کی چار رکعتیں پڑھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔“

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھا رہے یہاں تک کہ دو رکعت اشراق پڑھے تو اس کو مقبول حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ (طبرانی فتوحات ۳/۶۴)

علما نے لکھا ہے کہ ذکر میں مسلسل مشغول رہے خواہ کھڑا ہو، بیٹھا ہو یا لیٹا ہوا ہو لیکن بیٹھنا باقی تمام حالتوں سے افضل ہے یا اگر کوئی عارضہ پیش آجائے تو اور بات ہے جیسے طواف کے لئے یا جنازہ کی نماز یا اس میں حاضر ہونے کے لئے کھڑا ہونا پڑے۔

(فتوحات ربانیہ ۳/۶۴، ۶۵)

مذکورہ بالا حدیثوں کا ثواب اس شخص کو بھی ملے گا جو حالت ذکر میں طواف کے لئے یا طلب علم کے لئے یا مسجد ہی میں وعظ میں شرکت کے لئے جائے اسی طرح وہ شخص جو گھر جائے لیکن ذکر کرتا رہے اس کو بھی یہ ثواب ملے گا۔ (مظاہر حق ۱/۶۴۴)

ایک جگہ ارشاد ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر فجر سے سورج نکلنے تک کرتے ہیں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں چار غلام (حضرت) اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد میں سے آزاد کروں۔ (عن انس ابوداؤد فتوحات ربانیہ ۳/۶۴)

ضُحٰی: اشراق اور چاشت کی نماز۔

ضحیٰ کی دو نمازیں ہیں اشراق اور چاشت۔

سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کو اشراق کہتے ہیں۔ (مظاہر حق ۱/۸۵۲)

جس کی کم سے کم دو اور زیادہ سے زیادہ چار رکعتیں ہیں۔ (فتح الباری ۳/۵۴، مرقاۃ ۳/۳۰۰)

بعض نے چھ رکعتیں بھی لکھی ہیں۔ (مظاہر حق ۱/۸۵۲)

جب آفتاب خوب بلند ہو جائے اور فضا میں اچھی طرح گرمی آجائے اس وقت جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کو چاشت کہتے ہیں۔ (مظاہر حق ۱/۸۵۲)

جس کی کم سے کم دو اور اس سے بہتر چار اور افضل آٹھ رکعتیں ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ بحوالہ معارف الحدیث ۳/۲۵۵، فتح الباری ۳/۵۴)

اگرچہ بارہ رکعتیں پڑھنا بھی منقول ہے۔ لیکن افضل آٹھ رکعتیں ہیں۔ (قالہ النووی فتح الباری ۳/۵۴)

اوقات ضحیٰ: ان دونوں نمازوں کا وقت سورج نکلنے کے تھوڑی دیر بعد سے زوال کے وقت سے کچھ پہلے تک رہتا ہے۔

(مرقاۃ ۳/۳۰۰)

حکمت ضحیٰ ۔ دن کے چار پہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے پہر کے شروع میں فجر کی نماز رکھی اور تیسرے میں ۔ظہر اور عصر رکھی ہیں۔ دوسرا پہر لوگوں کی مشغولیت کا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نفل اور مستحب کے طور پر اشراق چاشت رکھیں تا کہ یہ پہر بھی نماز سے خالی نہ رہے۔ (حجۃ البالغہ بحوالہ معارف الحدیث ۳/۲۵۵)

(١٤٦) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا المنذر بن الوليد الجارودي، حدثنا أبي ثنا الحسن بن أبي ثنا الحسن بن ابي جعفر، عن محمد بن جحادة، عن الحكم بن عتيبة، عن الحسن بن

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت جدی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ما من عبد صلی صلاۃ الصبح، ثم جلس یذکر اللّٰہ حتی تطلع الشمس إلا کان لہٗ حجابا من النار، أو سترا.

اخرجه ابن ابی شیبه «مصنفه» (۲/۱۷۱/۷۷٦۸) والطبرانی فی «الاوسط» (۹/۱۸٦/۹٤۸۳) وفی «الصغیر» (۲/۲٦٤/۱۱۳۸) وابن عدی فی «الكامل» (۳/۳٥۰ - ۳٥۱) والرافعی فی «التدوین فی اخبار قزوین» (۳/۷)

(۱۴۶) **ترجمہ:** ''حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نانا جان (حضور اقدس) صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص فجر کی نماز پڑھے پھر سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے تو یہ عمل اس کے لئے جہنم سے آڑ ہوگا۔''

فائدہ: فجر کے بعد ذکر میں مشغول ہونے کے فضائل بہت سی روایات کثرت سے آئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھے پھر اپنی جگہ ذکر کرتا ہوا بیٹھا رہے پھر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ آگ اس کے لئے حرام کر دیتے ہیں کہ اس کو لپیٹے یا کھائے۔ (شعب الایمان ۳/۸۵)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص صبح کی نماز پڑھے اور سورج نکلنے تک بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے تو اس کے لئے جنت الفردوس میں ستر درجے ہوں گے اور دونوں درجوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار گھوڑے کی ستر سالہ مسافت کے بقدر ہوگا۔
(شعب الایمان ۳/۶۰،۶۱)



باب ما يقول إذا طلعت الشمس

سورج نکلنے کے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہیئے

سورج ایک نئے دن کے آغاز کی علامت ہے جو اپنے ساتھ نئے نئے احوال لے کر آتا ہے اس موقع پر آدمی کو کونسی دعائیں پڑھنی چاہئیں تاکہ اس کے دن بھر کے کاموں اور احوال میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہو جائے اور ان میں ہر قسم کے شرور وفتن سے حفاظت رہے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے دو باب جن کے ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(١٤٧) - أخبرني محمد بن مخلد العطار، ومحمد بن سعيد البزروى، ثنا إسحاق بن إبراهيم البغوى، ثنا داود بن عبدالحميد، عن عمرو بن قيس الملائى، عن عطية، عن أبى سعيد الخدرى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قال: كان رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا طلعت الشمس قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَلَّلَنَا الْيَوْمَ عَافِيَتَهُ، وَجَاءَ بِالشَّمْسِ مِنْ مَطْلِعِهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَصْبَحْتُ أَشْهَدُ لَكَ بِمَا شَهِدْتَّ، بِهِ عَلَى نَفْسِكَ وَشَهِدَتْ بِهِ مَلَائِكَتُكَ وَحَمَلَةُ عَرْشِكَ وَجَمِيْعُ خَلْقِكَ، أَنَّكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْقَائِمُ بِالْقِسْطِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، اُكْتُبْ شَهَادَتِىْ بَعْدَ شَهَادَةِ مَلَائِكَتِكَ وَأُوْلِى الْعِلْمِ، وَمَنْ لَمْ يَشْهَدْ بِمِثْلِ مَاشَهِدْتُّ بِهِ فَاكْتُبْ شَهَادَتِىْ مَكَانَ شَهَادَتِهِ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، وَ إِلَيْكَ السَّلَامُ، أَسْأَلُكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ أَنْ تَسْتَجِيْبَ لَنَا دَعْوَتَنَا، وَأَنْ تُعْطِيَنَا رَغْبَتَنَا، وَأَنْ تُغْنِيَنَا عَمَّنْ أَغْنَيْتَهُ عَنَّا مِنْ خَلْقِكَ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِىْ دِيْنِىَ الَّذِىْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِىْ، وَأَصْلِحْ لِىْ دُنْيَاىَ الَّتِىْ فِيْهَا مَعَاشِىْ، وَأَصْلِحْ لِىْ آخِرَتِىْ الَّتِىْ إِلَيْهَا مُنْقَلَبِىْ.﴾

وأخرجه البزار كما فى «كشف الاستار» (رقم ٣١٠٢) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٣١٩) وابن حجر فى «نتائج الاذكار» (٤٣٨/٢ - ٤٣٩)

(۱۴۷) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ جَلَّلَنَا الْيَوْمَ عَافِيَتَهُ، وَجَاءَ بِالشَّمْسِ مِنْ مَطْلِعِهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَصْبَحْتُ أَشْهَدُ لَكَ بِمَا شَهِدْتَّ، بِهِ عَلَى نَفْسِكَ وَشَهِدَتْ بِهِ مَلَائِكَتُكَ وَحَمَلَةُ

عَرْشِكَ وَجَمِيعُ خَلْقِكَ، أَنَّكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْقَائِمُ بِالْقِسْطِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، اُكْتُبْ شَهَادَتِي بَعْدَ شَهَادَةِ مَلَائِكَتِكَ وَأُوْلِي الْعِلْمِ، وَمَنْ لَمْ يَشْهَدْ بِمِثْلِ مَاشَهِدْتُّ بِهِ فَاكْتُبْ شَهَادَتِي مَكَانَ شَهَادَتِهِ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ، وَ إِلَيْكَ السَّلَامُ، أَسْأَلُكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ أَنْ تَسْتَجِيبَ لَنَا دَعْوَتَنَا، وَأَنْ تُعْطِيَنَا رَغْبَتَنَا، وَأَنْ تُغْنِيَنَا عَمَّنْ أَغْنَيْتَهُ عَنَّا مِنْ خَلْقِكَ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِيْنِيَ الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي إِلَيْهَا مُنْقَلَبِي.

ترجمہ: ''تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے آج کے دن (بھی) ہمیں عافیت عطا فرمائی ہے اور سورج کو اس کے نکلنے کی جگہ سے (ہمارے لئے) طلوع فرمایا۔ اے اللہ! میں نے صبح کی (اس حال میں کہ) میں آپ کے لئے (اس بات کی) گواہی دیتا ہوں جس بات کی گواہی آپ کے فرشتے اور آپ کے عرش اٹھانے والے فرشتے بھی اور ساری مخلوق دے چکی ہے (وہ یہ ہے) کہ بلاشبہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ آپ ہی انصاف کے (ذریعے فیصلہ کرنے والے) حاکم ہیں۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ زبردست حکمت والے ہیں۔

(اے اللہ!) میری گواہی (بھی) اپنے فرشتوں، اہل علم کی گواہی کے بعد لکھ لیجئے۔ (اے اللہ!) جس نے میری گواہی کی طرح گواہی نہ دی آپ میری گواہی کو اس کی گواہی کی جگہ لکھ لیجئے۔ اے اللہ! آپ ہی سلامتی والے ہیں۔ آپ ہی (کی جانب سے) سلامتی عطا ہوتی ہے اور سلامتی آپ کی طرف ہی لوٹتی ہے۔ اے عظمت وجلال کے مالک اور اکرام واحسان (کرنے) والے! (اللہ) میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ ہماری دعا کو قبول فرما لیجئے، آپ اپنی مخلوق میں سے ہمیں اس سے بے پروا کر دیجئے جس کو آپ نے ہم سے بے پروا کیا ہوا ہے۔ اے (پیارے) اللہ! آپ میرے دین کو سدھار دیجئے جس کو آپ نے میرے (ہر دینوی، ودنیوی) کام کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے، آپ میری دنیا کو بھی سدھار دیجئے جس میں میرا معاش ہے اور میری آخرت کو بھی سدھار دیجئے جو میرا ٹھکانہ ہے۔''

فائدہ: انصاف کے لئے دو باتیں ضروری ہیں، زبردست ہو کہ اس کے فیصلہ سے کوئی سرتابی نہ کرے اور حکیم ہو کہ حکمت و دانائی سے پوری طرح جانچ تول کر ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے کوئی حکم بے موقع نہ ہو کیونکہ اللہ عزیز اور حکیم ہیں تو ان کے مصنف علی

الاطلاق ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی صفحہ ۶۶ تفسیر آل عمران)

نوع آخر:

(۱٤۸) - أخبرنی محمد بن علی، حدثنا بشر بن موسی، ثنا یحیٰی ابن إسحاق الشالجانی، ثنا مهدی بن میمون، عن واصل الأحدب، عن أبی وائل، أن عبدالله (بن مسعود) رضی الله تعالیٰ عنه قال: یاجاریة! انظری هل طلعت الشمس؟ فقالت: لا، ثم واصل فسبح، فقال لها الثانیة: أنظری هل طلعت الشمس؟ قالت: نعم، قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لَنَا هَذَا الْیَوْمَ، وَأَقَالَنَا فِیْهِ عَثَرَاتِنَا﴾

قال ابن مهدی: وأحسبه قال: (ولم یعذبنا بالنار) موقوف.

اخرجه المسلم فی «صحیحه» (۸۲۲/٥٦٤/۱) (۲۷٤/۱) وابن حبان فی «صحیحه» (۲٦۰۷/۳٤۱/٦) والطبرانی فی «الکبیر» (۸۹۰۱/۱۸۲/۹) وابن حجر فی «نتائج الافکار» (٤٤۰/۲) وفی «الوقوف علی الموقوف» (٤٦/٥٤/۱)

(۱۴۸) **ترجمہ:** ''حضرت عبیداللہ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی باندی سے فرمایا: باندی! (ذرا) دیکھو کیا سورج نکل آیا؟ باندی نے جواب دیا: نہیں۔ پھر وہ (ذکر الٰہی میں) مشغول رہے پھر سبحان اللہ کہا۔ (دوبارہ) پوچھا (باندی) دیکھو! کیا سورج نکل آیا ہے؟ باندی نے جواب دیا: جی ہاں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا پڑھی۔''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لَنَا هَذَا الْیَوْمَ، وَأَقَالَنَا فِیْهِ عَثَرَاتِنَا﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے لئے تمام تعریفیں ہیں کہ انہوں نے ہمیں آج کا دن دکھایا اور ہماری غلطیوں کو درگزر فرمایا۔''

حدیث کے راوی ابن مہدی فرماتے ہیں شاید ولم یعذبنا بالنار فرمایا کہ ہمیں عذاب جہنم سے محفوظ فرمایا۔

فائدہ: اس دعا کے مشہور الفاظ یہ ہیں ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اقالنا یومنا هذا ولم یهلکنا بذنوبنا.'' (مسلم ۲۷۴/۱)



باب ما يقول إذا استقلت الشمس

جب سورج بلند ہو تو کونسی دعا پڑھنی چاہیے

(١٤٩) - أخبرني الحسن بن محمد المكتب، ثنا موسى بن عيسى بن المنذر، ثنا أبي، حدثنا بقية بن الوليد، عن صفوان بن مرو، عن عبدالرحمن ابن ميسرة، أبي سلمة الحضرمي، عن عمرو بن عبسة السلمي، عن رسول الله ﷺ أنه قال: ما تستقل الشمس فيبقى شيء من خلق الله عزوجل إلا سبح الله عزوجل وحمده، إلا ما كان من الشيطان، وأعتى بني آدم. فسالت عن أعتى بني آدم، فقال: شرار الخلق، أو شرار خلق الله عزوجل.

اخرجه الطبراني في «مسند الشاميين» (٢/٨٤/٢٦٠) وابونعيم في «الحلية» (٦/١١١) والديلمي في «مسند الفردوس» (٤/٧٦/٦٢٣٥) وابن حجر في «نتائج الافكار» (٢/٤٤٤)

(۱۴۹) ترجمہ: ''حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شیطان یا انسانوں میں سب سے زیادہ سرکش کے علاوہ کوئی چیز بھی باقی نہیں رہتی جو اللہ تعالیٰ کی تعریف نہ کرتی ہو۔ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے انسانوں میں سب سے زیادہ سرکش کے بارے میں پوچھا۔ (کہ وہ کون ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مخلوق میں سب سے زیادہ بدترین یا فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ بدترین۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورج بلند ہونے کے وقت اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتی ہے لہٰذا اس وقت ذکر واذکار میں مشغول رہنا چاہیے تاکہ اس وعید سے بچا جا سکے۔

یہ وقت نہایت ہی مبارک ہے اس لئے اس وقت میں ذکر کرنا چاہیے دن کی ابتداء کے وقت ذکر کرنے سے آئندہ دن کی تمام مشکلات، آفات سے حفاظت رہنے کا سبب ہے صبح شام کے اذکار بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔



باب ما يقول إذا سمع رجلا ينشد ضالة فى المسجد

مسجد میں گمشدہ چیز تلاش کرنے والے کو کیا کہنا چاہئے

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس لئے ادب کا تقاضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کو اللہ تعالیٰ کی عبادت، تلاوت قرآن، ذکر اللہ اور علم دین کے حلقوں سے آباد کیا جائے اور اس کو ہر قسم کے دنیاوی مشاغل اور شور وشغب سے پاک رکھا جائے۔ لہٰذا جو اس ادب کو پامال کرے گا وہ مستحق ملامت ہوگا۔

مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے آئندہ تین ابواب جن کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں جن میں انہی چیزوں کو بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں گمشدہ چیز کے لئے اعلان کرے یا مسجد میں اشعار پڑھے یا مسجد میں خرید وفروخت کرے تو اس کو جواباً کیا کہنا چاہئے۔

پہلا باب مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنے والے کو کیا کہے۔ اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے تین حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۵۰) - حدثنا أبو القاسم بن منيع، ثنا يحيى بن عبدالحميد الحمانى، حدثنا قيس بن الربيع، عن علقمة بن مرشد، عن سليمان بن بريدة، عن أبيه رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ، قال: شهدت مع النبى صلى الله عليه وسلم صلوة الصبح، فلما سلم قام رجل فقال: من دعا إلى الجمل الأحمر، فقال النبى صلى الله عليه وسلم:

﴿ لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ ضَالَّتَكَ. ﴾

اخرجه عبدالرزاق فى «مصنفه» (۱۷۱۲/٤٤٠/۱) واحمد فى «مسنده» (۳٦۱/٥) والمسلم فى «صحيحه» (٥٦۹/۳۹۷/۱) (۲۱۰/۱) وابن ماجه فى «سننه» (۷٦٥/۲٥۲/۱) (٥٦/۱) والنسائى فى «عمل اليوم» (رقم ۱۷٤)

(۱۵۰) تَرْجَمَہ: ”حضرت بریدہ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فرماتے ہیں: میں فجر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: جو (میرے) سرخ اونٹ (جو گم ہو گیا تھا) کے بارے میں (میری) رہنمائی کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی بات سن کر) ارشاد فرمایا:“

﴿ لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ ضَالَّتَكَ. ﴾

تَرْجَمَہ: ”اللہ کرے تیری گم شدہ چیز تجھے نہ ملے۔“

نوع آخر:

(١٥١) - أخبرنا على بن الحسين بن قديد، أخبرنا أبو الطاهر أحمد بن عمرو بن السرح، قال: أخبرنا ابن وهب، أخبرني حيوة بن شريح، عن محمد ابن عبدالرحمن أبي الأسود، عن أبي عبدالله مولى شداد بن الهاد، أنه سمع أبا هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من سمع رجلا ينشد ضالته في المسجد فليقل: لا ردها الله عليك، فإن المساجد لم تبن لهذا.

أخرجه المسلم فى «صحيحه» (١/٣٩٧/٥٦٨) (١/٢١٠) وابن ماجه في «سننه» (١/٢٥٢/٧٦٧) (١/٥٦) وابن خزيمه في «صحيحه» (٢/٢٧٣/١٣٠٣) وابن حبان فى «صحيحه» (٤/٥٢٩/١٦٥١) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٢/٤٤٧/٤١٤٠)

ایک اور حدیث:

(۱۵۱) **تَرجَمَہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز کو تلاش کرتے ہوئے سنے تو وہ اس کو یہ کہے:

﴿ لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ ضَالَّتَكَ. ﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ کرے تیری گم شدہ چیز تجھے نہ ملے۔''

کیونکہ مساجد ان کاموں کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔''

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ مساجد ان ہی کاموں کے لئے ہیں جن کے لئے بنائی گئی ہیں یعنی، علم نماز، اور خیر کے مذاکروں کے لئے۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۶۳)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ کرے تجھے تیری چیز نہ ملے۔ تیرے ادب کی کمی کی وجہ سے کہ تو نے مسجد میں اپنی آواز بلند کی اور نمازیوں یا معتکفین کو ان کے ذکر اور حضور قلبی اور حال قال کو تو نے پریشان کر دیا۔ (مرقاۃ ۲/۲۱۶)

ایسے موقع پر یہ کلمات اس شخص کو زبان سے کہہ دیئے جائیں تا کہ اس کو تنبیہ ہو اور وہ (یا کوئی اور) آئندہ ایسا نہ کرے لیکن دل میں ایسا نہ کہے کہ اس کی چیز نہ ملے اور اگر زجر و توبیخ کے لئے کہے یہ آئندہ ایسا نہ کرے تو دل میں بھی اس کہنے کی گنجائش ہے۔ (مظاہر حق ۱/۴۹۸)

نوع آخر:

(١٥٢) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا محمد بن كثير، أنا سفيان الثورى، عن عاصم الأحول، عن الشعبى قال: سمع عبدالله رجلا ينشد ضلاته، فى المسجد فاعضه، فقال له: يا أبا

عبدالرحمن ما كنت فاحشا، قال: إنا أمرنا بذلك.

اخرجه بن عبدالرزاق فى «المصنف» (١٧١٥/٤٣٨/١) والبزار فى «بحر زخار» (٢٦٨/٥- ١٨٨٣/٢٦٩) كما فى العجالة (٢٠٨/١) وابن خزيمه فى «صحيحه» (١٣٠٣/٢٧٣/٢) والدار قطنى فى «العلل» (٣٣٨/٥) وابن حجر فى «نتائج الافكار» (٢٩٣/١)

(۱۵۲) **تَرجَمَہ:** ''حضرت شعبی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے ایک شخص کو مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنا تو برا بھلا کہا۔ کسی نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! آپ تو برا بھلا کہنے والے نہیں تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے فرمایا: ہمیں اسی بات کا حکم کیا گیا ہے (کہ مسجد میں کسی کو گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنیں تو اس کو برا بھلا کہیں)۔''

فَائِدَہ: مسجد میں گمشدہ چیز کے منع ہونے کی وجہ مسجد میں آواز بلند کرنا ہے جس میں لوگوں کو پریشان کرنا اور مسجد کی بے ادبی ہے مسجد میں بلند آواز سے ذکر کرنا ہی ناپسندیدہ ہے۔ (کوکب الدری ۳۱۹/۱)

حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے ایک آدمی کو مسجد میں باآواز بلند ذکر کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ تم کہاں ہو؟ (مرقاۃ ۲۱۶/۲)

گمشدہ چیز کی تلاش دو قسم کی ہیں ① اگر وہ چیز مسجد کے باہر گمی ہے اور مسجد میں تلاش کر رہا ہے کہ مسجد میں لوگ جمع ہوں گے یہ بہت ہی برا ہے ② چیز مسجد میں گمی ہے تو اس کو بغیر شور شغب کے تلاش کرنا جائز ہے۔
(قال الشیخ انور شاہ الکشمیری معارف السنن ۳۱۴/۳)



باب ما يقول إذا سمع رجلا ينشد الشعر فی المسجد

کسی شخص کو مسجد میں شعر پڑھتے ہوئے سنے تو کیا کہے

(۱۵۳) - أخبرنا الحسين بن عبدالله القطان، ثنا عيسى بن الهلال الحمصی، حدثنا محمد بن حمير، ثنا عباد بن كثير، عن يزيد بن خصيفة، عن محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان، عن أبيه، عن جده ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من رايتموه ينشد شعرا فی المسجد، فقولوا:

﴿فَضَّ اللّٰهُ فَاكَ﴾

ثلاث مرات.

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الكبير» (۱٤٠٤/٢٠٣/٢) ابونعيم فی «معرفة الصحابه» (١٤١٨/٥٠٥/١) كما فی «العجالة» (٢٠٩/١) والديلمی فی «مسند الفردوس» (٥٧٤٩/٥٥٧/٣) ابن منده فی «المعرفه» كما فی «الاصابة» (٤١٣/١)

(۱۵۳) ترجمہ: ”حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جس کو مسجد میں اشعار پڑھتے ہوئے دیکھو تو اس کو:

﴿فَضَّ اللّٰهُ فَاكَ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تیرے دانت توڑ دے۔“

تین مرتبہ کہو۔“

فائدہ: یہاں مراد مذموم اشعار ہیں (عشقیہ بے ہودہ) ورنہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد میں اشعار پڑھتے تھے بلکہ مشرکین (نعوذ باللّٰه من ذلك) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے حسان ان کو میری طرف سے جواب دو، اوران کو (دعا دیتے) اللہ تعالیٰ حسان کی روح قدس کے ذریعے سے مدد فرما ایک روایت ہے کہ شعر کلام کی طرح ہے اس کا اچھا اچھا ہے اور برا برا ہے۔ (مرقاۃ ۲/۲۱۶)



باب ما يقول إذا رأى رجلا يبتاع في المسجد

کسی شخص کو مسجد میں فروخت کرتے ہوئے دیکھ کر کیا کہنا چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(١٥٤) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا عبدالله بن عبدالوهاب الحجبي، عن عبدالعزيز بن محمد الدراوردي، عن يزيد بن خصيفة، عن محمد بن عبدالرحمن ابن ثوبان، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم رجلا يبيع في المسجد فقولوا:

﴿لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ.﴾

اخرجه الدارمي في «سننه» (١٤٠١/٣٧٩/١) والترمذي في «سننه» (١٣٢١/٦١٠/٣) (٢٤٦/١) والنسائي في «عمل اليوم» (رقم١٧٦) وابن حبان في «صحيحه» (١٦٥٠/٥٢٨/٤) والطبراني في «الاوسط» (٩٧/٣ - ٣٦٠٥/٩٨)

(۱۵۴) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی کو مسجد میں (خرید و) فروخت کرتے ہوئے دیکھو تو کہو۔''

﴿لَا أَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہاری تجارت نفع والی نہ بنائیں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے اور خرید وفروخت کرنے کو منع فرمایا ہے۔ (ترمذی ۱/۷۳)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک درزی کو مسجد میں دیکھا تو اس کو نکالنے کا حکم فرمایا: لوگوں نے کہا: امیر المؤمنین یہ (خادم ہے) مسجد میں جھاڑو لگاتا ہے اور دروازے بند کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اپنی مساجد کو پیشوں سے دور رکھو (یعنی مساجد میں پیشے نہ کرو)۔ (مرقاۃ ۲/۲۱۶)

صرف معتکف کے لئے اجازت ہے کہ وہ مبیع کو مسجد میں لائے بغیر خرید وفروخت کرے۔ عطاء بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو مسجد میں کچھ بیچتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: تم دنیا کے بازاروں میں جاؤ یہ (مسجد) آخرت کا بازار ہے۔ (مرقاۃ ۲/۲۱۶)

خواہ زبان سے جہراً کہے یا دل میں کہے دونوں صحیح ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۲/۲۱۶)



باب ما يقول إذا قام على باب المسجد

مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوکر کیا دعا پڑھنی چاہئے

مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور یہاں کی حاضری بڑے نصیب کی بات ہے کہ یہ مالک دو جہاں کا دربار ہے حدیث میں مسجد کثرت سے جانے والے کی ایمان دار ہونے کی گواہی دینے کا حکم ہے۔ اسی لئے شیطان کی کوشش ہے کہ آدمی مسجد ہی نہ جائے اور اگر چلا جائے تو واپسی پر اس سے کوئی نہ کوئی عمل ایسا کرایا جائے جس سے اس کے اعمال ضائع ہو جائیں جیسا کہ ذیل کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سے حفاظت کے لئے مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ نے دو باب جن میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(١٥٥) - حدثني محمد بن عمرو بن زفر، حدثنا أحمد بن محمد ابن يحيٰى بن حمزة، ثنا أبي، عن أبيه، أخبرني هشام بن زيد، عن سليم ابن عامر الخبائري، عن أبي أمامة رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ، عن النبي ﷺ قال: إن أحدكم إذا أراد أن يخرج من المسجد تداعت جنود إبليس وأجلبت واجتمعت كما تجتمع النحل على يعسوبها، فإذا قام أحدكم على باب المسجد فليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ إِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهِ﴾

فإنه إذا قالها لم يضره.

اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» (٢٨٤/١)

(۱۵۵) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت ابوامامہ رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی مسجد سے نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان کے لشکر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اور (جمع ہوکر) بیٹھ جاتے ہیں۔ ایسے جمع ہوتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں اپنے (سردار) یعسوب کے پاس جمع ہو جاتی ہیں۔ (اس لئے) جب تم مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتو یہ دعا پڑھو۔''

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ إِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهِ﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ! میں شیطان اور اس کے لشکر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

جو شخص یہ دعا پڑھے گا اس کو یہ لشکر و شیطان کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان اپنی جماعت کے ساتھ مسجد کے دروازے پر کھڑا رہتا ہے جس کی کوشش ہوتی ہے کہ لوگوں کو مسجد سے نکلتے ہی گمراہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے حفاظت کے لئے امت کو یہ دعا تعلیم فرمائی کہ جس کی وجہ سے شیطان اور اس کی جماعت کے شر سے حفاظت رہے گی۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (راقم عفی عنہ)

باب ما يقول إذا خرج من المسجد

مسجد سے نکلتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک حدیث بیان کی ہے۔

(١٥٦) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا مسدد، ثنا بشر بن المفضل، عن عمارة ابن عزية، عن ربيعة بن أبى عبدالرحمن، حدثنا عبدالملك بن سعيد بن سويد، عن أبى حميد الساعدى (هو عبدالرحمن)، أو أبى أسيد (هو مالك بن ربيعة) قال: قال رسول الله ﷺ: إذا دخل أحدكم المسجد فليسلم وليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

و إذا خرج فليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.﴾

اخرجه الدارمى فى «سننه» (٢٦٩١/٣٧٩/٢) والمسلم فى «صحيحه» (٧١٣/٤٩٤/١) (٢٤٨/١) وابوداؤد فى «سننه» (٤٦٥/١٢٦/١) (٧٣/١) وابن ماجه فى «سننه» (٧٧٢/٢٥٤/١) (٥٦/١) والبيهقى فى «السنن الصغرى» (٥٠٨/٣٠٢/١)

(۱۵۶) **تَرجَمَہ:** ''ابوحمید ساعدی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ یا ابواسید رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہوتو (مجھ پر) سلام پڑھے اور یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! آپ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجئے۔''

اور جب مسجد سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے:''

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! میں آپ سے آپ کے فضل کا سوال کرتا ہوں۔''

فَائِدَہ: دائیں پاؤں سے مسجد سے باہر نکلے۔ اور گزشتہ میں جو تمام دعائیں مسجد میں داخل ہوتے لکھی گئی ہیں اور جو طریقہ ہے وہی دعائیں اور اسی طریقہ سے مسجد سے باہر آئے۔



باب ما يقول إذا دخل بيته

گھر میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

بندہ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم اور اس کی حفاظت وتگہبانی کا محتاج ہے اس لئے جب گھر سے قدم باہر نکالے یا گھر میں آئے تو برکت واستعانت کے لئے خدائے تعالیٰ کا نام لے اور اس سے دعا کرے۔ (معارف الحدیث ۸۹۳/۳)

گھر میں داخل ہوتے وقت کن آداب کی رعایت کرنی چاہئے اور کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے چار باب جن کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۵۷) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا يوسف بن سعيد، ثنا حجاج، عن ابن جريج، أخبرنا أبو الزبير، عن جابر رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: إذا دخل الرجل بيته فذكرالله عند دخوله وعند طعامه قال الشيطان: لا مبيت لكم ولا عشاء هنا، و إذا دخل ولم يذكرالله عزوجل قال الشيطان: أدركتم المبيت، فإن لم يذكر عند طعامه قال: أدركتم المبيت والعشاء.

اخرجه المسلم في «صحيحه» (۲۰۱۸/۱۵۹۸/۳) (۱۷٤/۲) وابوداؤد في «سننه» (۳۷٦٥/۳٤٦/۳) (۱۷۲/۲) وابن ماجه في «سننه» (۳۸۸۷/۱۳۷۹/۲) (۲۷۷/۲) والنسائي في «عمل اليوم» (رقم ۱۷۸) وابن حبان في «صحيحه» (۸۱۹/۱۰۰/۳)

(۱۵۷) **تَرْجَمَہ:** ”حضرت جابر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہونے اور کھانا کھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: یہاں تمہارے لئے نہ رات ٹھہرنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا ہے۔ جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے کہ یہاں تمہیں رات رہنے کی جگہ مل گئی اور جب کھانے کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے: یہاں تمہیں رات رہنے کی جگہ بھی مل گئی اور کھانا بھی مل گیا۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مستحب ہے۔
(قالہ النووی فی شرح المسلم ۱۷۲/۲)

یہ شیطان جو گھروں میں دعا نہ پڑھنے کی وجہ سے داخل ہوتا ہے اس کا نام داسم ہے (مختلف شیطانوں کے مختلف کام اور نام کے لئے دیکھیں)۔ (فتوحات ربانیہ ۳۵۱/۱)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص گھر میں داخل ہوتے وقت "بسم الله ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله" پڑھتا ہے تو شیاطین اس کے سامنے سے دور ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس پر برکتیں نازل فرماتے ہیں۔

امام مالک رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: گھر میں داخل ہونے کے لئے مناسب ہے کہ وہ "ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله" پڑھے۔ (فتوحات ربانیہ ١/٣٤٣)

نوع آخر:

(١٥٨) - أخبرنى إبراهيم بن محمد بن الضحاك، ثنا يونس بن عبدالاعلى، ثنا ابن وهب، أخبرنى عمر بن محمد العمرى، عن مروزق أبى بكير، عن رجل من أهل مكة، عن عبدالله بن عمرو بن العاص، قال: كان رسول الله ﷺ إذا رجع من النهار إلى بيته يقول:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَآوَانِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَأَفْضَلَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ.﴾

اخرجه ابن حجر فى «نتائج الافكار» (١/١٧٧ - ١٧٨) وله شاهد اخرجه ابن ابى شيبه فى «مصنفه ومسنده» كما فى نتائج الافكار (١/١٧٨)

(١٥٨) تَرجَمَہ: "حضرت عبیداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دن کے وقت اپنے گھر واپس تشریف لاتے تو (گھر میں داخل ہوتے وقت) یہ دعا پڑھتے۔"

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَآوَانِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَأَفْضَلَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ.﴾

تَرجَمَہ: "تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے میری کفایت کی، اور مجھے ٹھکانہ عطا فرمایا، تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے مجھے کھلایا اور پلایا، تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے مجھ پر احسان فرمایا اور بہت خوب احسان فرمایا۔ (اے اللہ!) میں عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے جہنم سے بچالیں۔"

فَائِدَہ: اس حدیث سے گھر میں داخل ہوتے وقت اس دعا کا پڑھنا معلوم ہوا۔

نوع آخر:

(١٥٩) - أخبرنى أبو يعلى، حدثنا هرون بن معروف، ثنا عبدالله بن وهب، أخبرنى عمرو بن الحارث، عن يزيد بن أبى حبيب، عن أبى الخير، أنه سمع عبدالله بن عمرو يقول: إن

أبابكر الصديق رضي الله تعالى عنه قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: يا رسول الله! علمني دعا أدعو به في صلاتي وفي بيتي، قال: قل:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِىْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِىْ، اِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَأَكْرَمُ الْأَكْرَمِيْنَ.﴾

اخرجه البخاري في «صحيحه» (٢٦٩٠/٦/٦٩٥٣) (١٠٩٩/٢) والمسلم في «صحيحه» (٢٠٧٨/٤/٢٧٠٥) (٣٤٧/٢) وابن ماجه في «سننه» (١٢٦١/٢/٣٨٣٥) (ص٢٧٢) والنسائي في «عمل اليوم» (رقم ١٧٩) وابويعلى في «مسنده» (٣٨/١/٣٢)

(۱۵۹) ترجمہ: ”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سکھا دیں جس کو میں اپنی نماز میں اور گھر میں پڑھ لیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ (دعا) پڑھو:“

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِىْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِىْ، اِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَأَكْرَمُ الْأَكْرَمِيْنَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! بے شک میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور آپ کے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف نہیں کرتا۔ (اس لئے) آپ اپنی خاص معافی سے میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور مجھ پر رحم فرما دیجئے۔ بلاشبہ آپ بہت ہی معاف کرنے اور رحم فرمانے اور اکرام فرمانے والے ہیں۔“

فائدہ: یہ دعا جامع دعاؤں میں سے ہے کیونکہ اس میں اپنی کمی کوتاہی کا بہت ہی اعتراف ہے اور بہت ہی بڑے انعام کو طلب کرنا ہے۔ مغفرت گناہوں کو ڈھانکنے والی اور ان کو مٹانے والی ہے اور رحمت بھلائیوں سے ملانے والی ہے مغفرت میں جہنم سے دوری کا سوال ہے اور رحمت میں جنت میں داخلے کا سوال ہے اور یہ ایک بڑی کامیابی ہے۔ (فتح الباری قالہ الکرمانی ۱۱/۱۳۰، ۱۳۱)

اس حدیث میں تواضع انکساری اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا معلوم ہوا میں نے اپنی جان پر ظلم کیا آپ کے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ میرے پاس گناہوں کے دور کرنے کا کوئی حیلہ نہیں ہے یہ محتاجگی کی حالت ہے۔



باب تسليم الرجل على أهله إذا دخل بيته

گھر میں داخل ہوتے وقت اپنے گھر والوں کو سلام کرنا

اس موضوع پر مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے تین باب قائم کئے ہیں اور تینوں میں ایک ایک حدیث لائے ہیں۔

(١٦٠) - أخبرني أبو زرعة، ثنا سليمان بن عمرو بن خالد، ثنا عيسى ابن يونس، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: قال رسول الله ﷺ: إن للإسلام ضوء اومنارا كمنار الطريق، من ذلك: أن تعبدالله ولا تشرك به شيئا، وتقيم الصلوة المفروضة، وتؤتي الزكاة، وتحج البيت، وتصوم رمضان، والأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، وتسليمك على أهل بيتك إذا دخلت عليهم، وتسليمك على من مررت به من المسلمين، فإن ردوا عليك ردت عليك وعليهم الملائكة، وإن لم يردوا عليك ردت عليك، ولعنتهم، أو سكتت عنهم، فمن ترك شيئاً من ذلك فهو سهم من الإسلام تركه، ومن نبذهن فقد ولى الإسلام ظهره.

اخرجه الطبراني في «مسند الشاميين» (٤٢٩/٢٤١/١) والحاكم في «المستدرك» (١٧٠/٧٠/١) وابو نعيم في «الحلية» (٥/٢١٧-٢١٨) والمروزي في «تعظيم قدر الصلوة» (٤١١/١ - ٤١٢) وابن شاهين في «الترغيب» (٤٨٧/٣٨٠/٢) كما في العجالة (٢١٤/١)

(۱۶۰) تَرْجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بھی روشنی اور مینار ہے جس طرح راستے کے مینار ہوتے ہیں۔ (روشنی اور مینار میں) منجملہ یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، حج کرو، رمضان کے روزے رکھو، اچھی باتوں کا حکم کرو، بری باتوں سے منع کرو (اسی طرح) جب تم گھر والوں کے پاس جاؤ تو ان کو سلام کرنا، جس مسلمان کے پاس سے گزرو اس کو سلام کرنا، (یہ بھی اسلام کی روشنی اور مینار ہے) اگر وہ لوگ تم کو سلام کا جواب دیں گے تو فرشتے ان کو سلام کا جواب دیں گے۔ اگر وہ لوگ تم کو سلام کا جواب نہیں دیں گے تو فرشتے تمہیں سلام کا جواب دیں گے اور ان پر لعنت بھیجیں گے یا ان کی طرف سے خاموش ہو جائیں گے۔ جس شخص نے ان چیزوں میں کسی ایک چیز کو بھی چھوڑا اس نے اسلام کا وہ حصہ چھوڑ دیا، اور جس نے ان تمام کو چھوڑ دیا تو بلاشبہ اس اسلام سے اپنی پیٹھ پھیر لی۔“

فَائِدَہ: گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا سنت موکدہ ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۴۰)

باب فضل من دخل بيته بسلام

گھر میں سلام کر کے داخل ہونے والے کی فضیلت

(١٦١) - أخبرنا أحمد بن عمير بن جوصاء، أنا أبو عامر موسى بن عامر بن موسى، حدثنا عمرو بن عبدالواحد، حدثنا الاوزاعي، عن سليمان ابن حبيب المحاربي، عن أبي أمامة الباهلي، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: ثلاثة كلهم ضامن على الله عزوجل، رجل خرج غازيا في سبيل الله فهو ضامن على الله عزوجل حتى يتوفاه فيدخله الجنة أو يرده بما نال من أجر أو غنيمة، ورجل راح إلي المسجد فهو ضامن على الله عزوجل حتى يتوفاه فيدخله الجنة، أو يرده بنا نال من أجره أو غنيمة، ورجل دخل بيته بسلام فهو ضامن على الله عزوجل.

اخرجه ابوداؤد (٢٤٩٤١٧/٣) (٣٣٧/١) وابن ابى العاصم فى «الجهاد» (٢١١/١- ٢١٣/ ٥١) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٩٩/٨- ١٠٠/ ٧٤٩١ - ٧٤٩٢) وفى «المعجم الاوسط» (٢٦٢/٣/ ٣٠٩٤) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (١٦٦/٩)

(١٦١) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہیں۔ وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلا یہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو (اپنے راستے کی شہادت والی) موت عطا فرمائیں اور جنت میں داخل فرمائیں یا اس کو ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ واپس لے آئیں۔ وہ آدمی جو مسجد جائے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو موت عطا فرمائیں اور جنت میں داخل فرمائیں یا اس کو ثواب مال غنیمت کے ساتھ واپس لے آئیں۔ وہ آدمی جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔“

فائدہ: ضامن کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان لوگوں سے وعدہ فرمایا ہے اس کو اللہ تعالیٰ ضرور پورا فرمائیں گے اس لئے فرمایا کہ اب یہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۴۵)

ایک روایت میں ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے برکت کا سبب ہے۔ (ترمذی ۲/۹۹)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لینا مستحب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر

کثرت سے کرنا اور سلام کرنا خواہ گھر میں کوئی آدمی ہو یا نہ ہو۔ (کتاب الاذکار للنووی ۴۲)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کرو (کیونکہ) جتنے لوگوں کو تم سلام کرتے ہو ان میں تمہارے گھر والے سلام کے زیادہ حقدار ہیں اس لئے اگر تم گھر میں داخل ہو اور گھر میں کوئی نہ ہو تو تم "السلام علینا وعلی عباداللّٰہ الصالحین" کہو (کہ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو) اس سلام کا جواب فرشتے دیتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۳۸)



باب ثواب من دخل بيته بسلام

گھر میں سلام کر کے داخل ہونے والے کا ثواب

(١٦٢) - أخبرنا أبو بكر بن مكرم، ثنا عمرو بن علي، ثنا محمد بن عبدالله الأنصاري، ثنا قرة بن خالد، حدثني لقيط أبو المساء، حدثني صدى بن عجلان. أبو أمامة الباهلي رضي الله تعالى عنه. عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من رجل يحسن الوضوء فيغسل يديه ورجليه ووجهه ثم يمضمض فاه ثم يتوضا كما أمره الله تعالىٰ، إلا حط عنه ما نطق فوه ومشى إليه، حتى أن الذنوب لتحادر عن أطرافه، ثم إذا مشى إلى المسجد كانت لهٗ بكل خطوة يخطوها حسنة، ثم يكون صلوته لهٗ نافلة، ثم إذا هو. يعني إذا دخل على أهله فسلم عليهم وأخذ مضجعه كانت لهٗ قيام ليلة.

اخرجه الطبراني في «الكبير» (٨/٢٥٥- ٧٩٥٩/٢٥٦) والدولابي في «الكنى والاسماء» (١١٥/٢) كما في «العجالة» (٢١٦/١)

(۱۶۲) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اچھی طرح وضو کرے، (وضو میں) اپنے دونوں ہاتھوں، پاؤں اور اپنے چہرے کو (اچھی طرح) دھوئے۔ پھر کلی کرے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ نے (وضو کرنے) کا حکم فرمایا ہے اس طرح وضو کرے تو اس اس کے وہ گناہ جو اس کے منہ سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جن کی طرف چل کر گیا ہو معاف کر دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ گناہ اس کے چاروں طرف سے جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ مسجد کی طرف چل کر جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر جو وہ چلتا ہے ایک نیکی ملتی ہے پھر اس کی نماز ایک زائد (فضیلت کی) چیز ہو جاتی ہے پھر جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس آتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہے اور (سونے کے لئے) بستر پر آتا ہے تو اس کو رات کی نماز (تہجد) کا ثواب ملتا ہے۔“

فائدہ: وضو سے گناہوں کا معاف ہونا اور نماز کے لئے چل کر جانے سے گناہوں کا معاف، نیکیوں کا ملنا اور درجات کا بلند ہونا اور بھی بہت سی روایات میں آیا ہے۔



باب ما يقول إذا نظر في المرآة

آئینہ دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہیے

آئینہ دیکھ کر اپنی حسن خلقت پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور حسن سیرت کے حصول کے لئے کیا دعا پڑھنی چاہیے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے ایک باب اور اس کے ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(١٦٣) - أخبرنا محمد بن الحسن بن قتيبة، حدثنا الحسن بن أبي السري، ثنا محمد بن الفضيل، عن عبدالرحمن بن إسحاق، عن النعمان بن سعد، عن علي بن أبي طالب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ، أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان إذا نظر وجهه في المراة قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ﴾

وأخرجه أحمد في «مسنده» (٦٨/٦) من حديث عائشه رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا وابن حبان في «صحيحه» (٢٩٣/٣) من حديث ابن مسعود رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ ولم يذكر انظر في المراة والحديثان الآتيان شاهدان له (برقم ١٦٤- ١٦٥)

(۱۶۳) تَرْجَمَہ: ”حضرت علی بن ابی طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ﴾

تَرْجَمَہ: ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اے اللہ! جس طرح آپ نے میری صورت اچھی بنائی ہے اسی طرح میری سیرت بھی اچھی بنا دیجئے۔“

فَائِدَہ: ان تمام احادیث میں آئینہ دیکھنے کی مختلف دعائیں آئی ہیں جو چاہیں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت کو اچھا بنایا اور تمام مخلوقات میں بہتر ترین بنایا ہے لیکن صورت کے ساتھ اگر سیرت اچھی نہ ہو تو یہ اس حسن وجمیل صورت کو خراب کر دیتا ہے اس لئے یہاں پر جب آدمی آئینہ دیکھ کر اپنی ظاہری صورت وخلقت دیکھے تو اس کے حسین ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرے اور ساتھ حسن سیرت کا سوال کرے جو اس ظاہری صورت کے حسن کے بقاء کے لئے ضروری ہے آئینہ میں چہرہ دیکھنا اور حسنِ خلقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا مستحب ہے۔ (فیض القدیر ۵/۱۶۴)

نوع آخر:

(١٦٤) - أخبرنا أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى، ثنا عمرو بن الحصين، ثنا يحيٰى بن العلاء عن صفوان بن سليم، عن عطاء بن يسار، عن ابن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا قال: كان

رسول اللّٰه ﷺ إذا نظر فی المرآة قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَاشَاءَ مِنْ غَیْرِیْ.﴾

اخرجه ابویعلی فی «مسنده» (٢٦١١/٤٧٨/٤) والطبرانی فی «الکبیر» (١٠/٣١٤- ١٠٧٦٦/٣١٥) وفی «الدعا» (رقم ٤٠٢)

(۱۶۴) تَرجَمہ: ''حضرت عبداللہ عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَاشَاءَ مِنْ غَیْرِیْ.﴾

تَرجَمہ: ''تمام تعریفیں ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے میری صورت وسیرت کو اچھا بنایا ہے۔''

فَائِدَہ: آئینہ میں دیکھنا تا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہو۔ حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسی لئے آئینہ بہت دیکھا کرتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا تو فرمایا دیکھو چہرے پر جو چیز زینت کا سبب بنے وہ دوسرے کے چہرے پر عیب ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

نوع آخر:

(١٦٥) - أخبرنا علي بن أحمد بن سليمان، ثنا أبو معاوية محمد بن علي ابن داود، ثنا سلمة بن قادم، ثنا أبو معاوية هاشم بن عيسى، أخبرنا الحارث ابن مسلم عن الزهري، عن أنس بن مالك رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، قال: كان رسول اللّٰه ﷺ إذا نظر وجهه فی المرآة قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ فَعَدَلَهٗ وَكَرَّمَ صُوْرَةَ وَجْهِیْ فَحَسَّنَهَا وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.﴾

اخرجه ابن الدنيا فی «الشکر» (١١٩) کما فی العجالة (٢١٨/٢) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٧٨٧/٢٤٠/١) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٤٤٥٨/١١١/٤) والخطیب البغدادی فی «الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع» (٩٠٨/٣٨٩/١) وابو الشیخ فی «اخلاق النبی ﷺ» (٥٣٥/١٨٤) کما فی العجالة (٢١٨/١)

(۱۶۵) تَرجَمہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ آئینہ میں اپنا چہرہ (مبارک) دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ فَعَدَلَهٗ وَكَرَّمَ صُوْرَةَ وَجْهِیْ فَحَسَّنَهَا وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.﴾

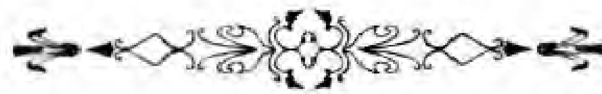
تَرجَمہ: ''شکر ہے ان اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے میری خلقت کو بنایا تو بہت ہی مناسب بنایا اور میرے چہرہ کو صورت دی تو بہت ہی اچھی صورت دی اور (بہت بڑا احسان یہ فرمایا کہ) مجھے مسلمان بنایا۔''

فَائِدَۃ: حسنِ خلق کی اہمیت: حضرت ابوداؤد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ رات کو نماز پڑھ رہے تھے رونے لگے اور ساتھ ہی یہ کہتے جاتے تھے اللهم انت حسنت خلقي محسن خلقي اور اسی حالت میں صبح کردی کہ اے اللہ میری خلقت ظاہری صورت کو بہت اچھا بنایا ہے میرے اخلاق کو بھی اچھا بنا دیجئے۔ حضرت اُمّ درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے پوچھا: ابودرداء آپ رات کو صرف اچھے اخلاق کی دعا کر رہے تھے انہوں نے فرمایا: اُمّ درداء! مسلمان اپنے اخلاق کو اچھا بناتا ہے یہاں تک کہ اس کو اس کا حسنِ خلق جنت میں لے جاتا ہے اسی طرح اپنے آپ کو برے اخلاق والا بناتا ہے یہاں تک کہ یہ اس کو جہنم میں لے جاتا ہے۔

(بخاری ادب المفرد رقم ۲۸۹)

اور ایک روایت میں ہے کہ جنت میں سب سے زیادہ داخل کرنے والی چیز اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور حسنِ خلق ہے۔

(بخاری ادب المفرد رقم ۲۸۹)



باب ما يقول إذا طنت أذنه

جب کان بولنے لگے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(١٦٦) - أخبرنا أبو صخرة عبدالرحمن بن محمد، ثنا محمد بن سليمان لوين، ثنا حبان بن علي، ثنا محمد بن عبيدالله بن أبي رافع، عن أخيه عبدالله بن عبيدالله، عن أبيه، عن جده رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، قال: قال رسول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إذا طنت أذن أحدكم فليذكرني وليصل علي فليقل: ﴿ذَكَرَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ مَّنْ ذَكَرَنِيْ.﴾

اخرجه الروياني في «مسنده» (٧١٨/٤٧٣/١) وفي «الكبير» (٩٥٨/٣٢١/١) والطبراني في «الاوسط» (٩١/٩٢ - ٩٢٢٢/٩٣) وفي «الصغير» (١١٠٤/٢٤٥/٢) والديلمي في «الفردوس بما ثور الخطاب» (١٣٢١/٣٣٢/١)

(۱۶۶) تَرجَمَۃ: ”حضرت ابورافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب کسی کا کان بولنے لگے تو وہ مجھے (یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو) یاد کرے اور مجھ پر درود پڑھے اور یہ دعا پڑھے:“

﴿ذَكَرَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ مَّنْ ذَكَرَنِيْ.﴾

تَرجَمَۃ: ”اللہ تعالیٰ اس کو بھی بھلائی کے ساتھ یاد کرے جس نے مجھے یاد کیا۔“

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کا کان بولنے لگے وہ پہلے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو یاد کرے پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر درود پڑھے پھر یہ دعا پڑھے۔



باب ما يقول إذا احتجم

سینگی لگواتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

سینگی لگوانا بہت سی بیماروں کا بہترین علاج ہے۔ سینگی لگواتے وقت کیا پڑھنا چاہئے کہ اس کا فائدہ تامہ حاصل ہو اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ایک باب جس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(١٦٧) - أخبرني علي بن محمد، ثنا إسماعيل بن يحيى بن قيراط، ثنا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا خالد بن عبدالرحمن الخراساني، ثنا سفيان الثوري، عن سلمة بن كهيل، عن أبيه عن علي بن أبي طالب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قال: قال رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من قرأ آية الكرسي عند الحجامة كانت له منفعة حجامته.

لم اجد عند غير المضت وذكر ابن كثير في «تفسير القران العظيم» حديث علي عند قرأتها الحجامة انها تقوم مقام الحجامتين (١/٣٠٩)

(۱۶۷) **تَرجَمَہ**: ”حضرت علی بن ابو طالب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے سینگی لگواتے وقت آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کو سینگی لگوانے کا فائدہ حاصل ہوگا۔“

فَائِدَہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ سینگی لگواتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لینی چاہئے تا کہ اس کا فائدہ حاصل ہو (اور نقصان سے حفاظت رہے)۔

ایک روایت میں ہے کہ سینگی لگاتے وقت آیۃ الکرسی پڑھنا دو مرتبہ سینگی لگانے کے برابر ہے۔ (ابن کثیر ۱/۳۰۹)

سینگی لگوانے کی اہمیت اور طریقہ

احادیث میں سینگی لگوانے کے بہت سے فضائل آئے ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جن چیزوں سے تم علاج کرتے ہو ان میں بہترین چیز سینگی لگوانا ہے۔ (ابوداؤد)

ایک روایت میں ہے کہ معراج کی شب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا گزر ملائکہ کی جس جماعت پر ہوا اس نے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) یہ حکم دیا کہ آپ اپنی امت کو سینگی لگوانے کا حکم فرمائیں۔ (ترمذی ۲/۲۵، ابن ماجہ صفحہ ۲۴۸)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے بھی خود سینگی لگوانا ثابت ہے چنانچہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے گردن کی دونوں رگوں میں مونڈھوں کے درمیان اور سر میں سینگی لگوائی ہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۸۴)

سینگی لگوانے کی ضرورت اس بناء پر ہوتی ہے کہ زیادہ تر امراض فساد خون کی وجہ سے ہوتے ہیں جو دموی امراض (خونی امراض) کہلاتے ہیں اس کا علاج صرف خون نکلوانا ہی ہے۔ سینگی اس مقصد کے لئے بہت اہم ہے کہ اس میں خون نواحی جلد سے نکلتا ہے۔ چنانچہ اطباء کا اس بات پر اشکال ہے کہ گرم آب و ہوا میں رہنے والوں کا خون رقیق پتلا ہوتا ہے اس لئے ان کو فصد لگوانے (اگر کھلوانا) سے زیادہ سینگی لگوانا مفید ہے۔ (مظاہر حق ۴/۲۷۳)

سینگی لگوانے کے مستحب دن

لیکن سینگی لگوانے میں ضروری ہے کہ دنوں کا خیال رکھا جائے ورنہ بجائے فائدے کے نقصان کا اندیشہ ہے۔
چنانچہ احادیث میں ان دنوں کی تفصیل ہے۔
مہینہ کی سترہویں، انیسویں اور اکیسویں تاریخ میں سینگی لگوانے کو پسند فرمایا ہے۔ (ترمذی ۲/ ۲۵، ابن ماجہ صفحہ ۲۴۹)
ایک روایت میں ان تاریخوں میں سینگی لگوانا ہر بیماری سے شفا آیا ہے۔ (ابوداود ۲/۱۸۴)

سینگی لگوانے کے ممنوع دن

ہفتہ اور بدھ کو سینگی لگوانے کو منع فرمایا ہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۸۴)
ایک روایت میں ہے کہ جو ہفتہ اور بدھ کو سینگی لگوائے اور اس کو کوڑھ ہو جائے تو خود کو ملامت کرے۔ (مشکوۃ صفحہ ۳۸۹)



باب ما يقول إذا خدرت رجله

جب پاؤں سن ہو جائے تو کونسی دعا پڑھنی چاہئے

پیر سن ہو جائے تو کیا کرنا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار نقل فرمائے ہیں۔

(١٦٨) - حدثني محمد بن إبراهيم الأنماطي وعمرو بن الجنيد بن عيسى، قالا: ثنا محمود بن خداش ثنا أبوبكر بن عياش، ثنا أبو اسحاق السبيعي، عن أبي سعيد، قال: كنت أمشي مع ابن عمر رضي الله تعالى عنه عنهما، فخدرت رجله فجلس، فقاله لهٗ رجل: أذكر أحب الناس إليك، فقال: يا محمداه، فقام فمشى.

أخرجه البخاري في «الأدب المفرد» (رقم ٩٦٤)

(۱۶۸) ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں (ایک مرتبہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ چل رہا تھا، ان کا پیر سن ہو گیا تو وہ بیٹھ گئے۔ ان سے ایک آدمی نے کہا: آپ اپنے محبوب ترین آدمی کو یاد کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر کھڑے ہوئے اور چل پڑے۔''

(١٦٩) - حدثنا جعفر بن عيسى أبو أحمد، ثنا أحمد بن عبدالله بن روح، ثنا سلام بن سليمان، ثنا غياث بن إبراهيم، عن عبدالله بن عثمان بن خثيم، عن مجاهد، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، قال: خدرت رجل رجل عند ابن عباس، فقال ابن عباس، أذكر أحب الناس إليك، فقال: محمد صلى الله عليه وسلم، فذهب خدره.

(ذكره ابن الجزري في الحصن الحصين وعزاه إلى ابن السني فقط ضعيف.

(۱۶۹) ترجمہ: ''حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس ایک شخص کا پاؤں سن ہو گیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس سے کہا: اپنے محبوب ترین آدمی کو یاد کرو۔ اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا پیر ٹھیک ہو گیا۔''

(١٧٠) -حدثنا محمد بن خالد بن محمد البردعي، ثنا حاجب ابن سليمان، ثنا محمد بن مصعب، ثنا إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن الهيثم بن حنش، قال: كنا عند عبدالله بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما فخدرت رجله، فقال لهٗ رجل: أذكر أحب الناس إليك، فقال: يا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، قال: فقام فكانما نشط من عقال.

(۱۷۰) ترجمہ: ”حضرت ہیثم بن حنش رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے۔ ان کا پیر سن ہوگیا۔ ان سے ایک آدمی نے کہا: جو آپ کے نزدیک سب سے محبوب ہے اس کو یاد کیجئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یا محمد! حضرت ہیثم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آپ ایسے ہوگئے جیسے رسی سے کھول دیئے گئے ہوں۔ (یعنی رسی کے بندھ کھول کران کو آزاد کر دیا گیا ہوں)۔“

(۱۷۱) - حدثنی علی بن الحسن المهند رواية إسحاق بن إبراهيم، عن إسحاق بن إبراهيم، قال: قال الوليد بن يزيد بن عبدالملك فی حباته:

اثيبی مغرما كلفا محبا إذا خدرت لهٗ رجل دعاك

وقال إبراهيم بن المنذر الحزامی: أهل المدينة يعجبون من حسن بيت أبی العتاهية: وتخدر فی بعض الاحايين رجله: فإن لم يقل: يا عتب لم يذهب الخدر وقال ابن السنی رحمہ اللہ تعالیٰ: روی محمد بن زياد عن صدقة بن يزيد الجهنی، عن أبی بكر الهذلی، قال: دخلت علی محمد بن سيرين وقد خدرت رجلاه، فنقعهما فی الماء وهو يقول:

﴿ إذا خدرت رجلی تذكرت قولها: فناديت لبنی باسمها ودعوت

دعوت التی لو أن نفسی تطيعنی: لألقيت نفسی نحوها فقضيت ﴾

فقلت: يا أبا بكر تنشد مثل هذا الشعر، فقال: يا لكع! وهول هو إلا كلام حسنه كحسن الكلام، قبيحه كقبيحه.

ليس فيه ما يحتج به، لانه ليس مرفوعا إلى النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا موقوفا علی أحد من الصحابة.

(۱۷۱) ترجمہ: ”حضرت اسحاق بن ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حضرت ولید بن یزید بن عبدالملک رحمہ اللہ تعالیٰ نے...... میں کہا:

اثيبی مغرما كلفا محبا إذا خدرت لهٗ رجل دعاك

حضرت ابراہیم بن المنذر الخرامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ اہل مدینہ کو ابوعتاہیہ (شاعر) کا یہ شعر بہت پسند تھا:

وتخدر فی بعض الأحايين رجله فإن لم يقل: يا عتب لم يذهب الخدر

حضرت ابوبکر الہندلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس گیا۔ ان کے پیر سن ہو گئے تھے انہوں نے پیروں کو پانی میں ڈالا اور یہ شعر پڑھا:

إذا خدرت رجلي تذكرت قولها فناديت لبنٰى باسمها ودعوت
دعوت التي لو ان نفسي تطيعني لألقيت نفسي نحوها فقضيت

میں نے کہا: ابوبکر! آپ بھی ایسا شعر پڑھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: الکع! یہ بھی تو ایک کلام ہے اس کا اچھا اچھے اور اس کا برا برے کلام کی طرح ہے۔"

(١٧٢) - أخبرني أحمد بن الحسين الصوفي، حدثنا علي بن الجعد، ثنا زهير، عن أبي إسحاق، عن عبدالرحمن بن سعد، قال: كنت عند ابن عمر فخدرت رجله، فقلت: يا أبا عبدالرحمن! مالرجلك؟ قال اجتمع عصبها من ههنا، قلت: أدع أحب الناس إليك، فقال: يا محمد! فانبسطت.

(١٧٢) ترجمہ: "حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا۔ ان کا پیر سن ہو گیا۔ میں نے کہا: ابوعبدالرحمٰن! آپ کے پیر کو کیا ہوا؟ انہوں نے فرمایا: اس کے پٹھے اس جگہ پر جمع (یعنی اکڑ) گئے ہیں۔ میں نے کہا: آپ اپنے محبوب ترین انسان کو پکاریئے۔ انہوں نے فرمایا: یا محمد! ان کے پیر کا سن پن ختم ہو گیا۔"

فائدہ: جب کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو اپنے کسی محبوب انسان کو یاد کرنا یہ ایک عمل ہے جو تجربہ سے مفید ثابت ہوا ہے یہاں یا محمد کہنا یہ ندائے غیب نہیں ہے نہ ہی مدد طلب کرنے کے لئے ہے۔

(پیر سن ہو جانے کا سبب اس عضو تک خون کا نہ پہنچنا ہوتا ہے) اس لئے جب کسی محبوب انسان کو یاد کیا جائے گا تو محبت کی آگ بھڑک اٹھے گی محبوب کے ذکر سے دل میں گرمی پیدا ہوگی اور اس سے خون رگوں میں فوراً جاری ہو جائے گا جس سے وہ عضو جلدی صحیح ہو جائے گا۔ (خلاصہ یہ ہے کہ اس یاد سے دل کو گرما کر خون کی روانی اور ترسیل کو تیز کرنا مقصود ہے) (فضل اللہ احمد ٢/ ٢٤٩)

یا محبوب چیز کو یاد کرنے کا مقصد ذہن کو دوسری طرف منتقل کرنا ہے اور محبوب انسان کو یاد کر کے ذہن باآسانی دوسری طرف منتقل ہو جاتا ہے اور اس عضو کی طرف سے توجہ ہٹ جاتی ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کتنی...... زیادہ تھی۔ (ترجمہ ابن سنی صفحہ ١٠٢)



باب ما يفعل من لم يكن لهٗ مرآة

جس کے پاس آئینہ نہ ہوتو اس کو کیا کرنا چاہئے

(۱۷۳) - أخبرني علي بن أحمد بن عامر، ثنا محمد بن إسحاق بن حوثي، ثنا أبو عمرو عثمان بن عبدالله بن عثمان بن عمرو بن عبدالرحمن بن الحكم بن أبي العاص بن أمية بن عبد شمس، ثنا عيسى بن واقد الزاهد الإسكندرائي، عن عطاء بن السائب، عن معاذة العدوية، قالت: سمعت عائشة رضي الله تعالى عنها، تقول: إن رسول الله ﷺ خرج ذات يوم إلى إخوانه أوْ قالت إلى بعض إخوانه فنظر في ركوة من ماء إلى لمته وهئيته، فلما أتى رسول الله ﷺ قالت لهٗ عائشة: بأبي وأمي أنت يا رسول الله! أنت القائل الفاعل حين نظرت إلى وجهك؟ قالت: فقال لها النبي ﷺ: نعم يا عائشة إن الله عزوجل جميل يحب الجمال، إذا خرج الرجل إلى إخوانه فليهيي من نفسه.

ذكره القرطبي عن مكحول عن عائشه (۱۹۷/۷) وابن الجوزي في «العلل المتناهيه» (۶۸۷/۲، ۶۸۸) وتكلم فيه المناوي في «فيض القدير» (۲۷۷/۳) وعزه الى ابن السني.

(۱۷۳) تَرجَمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنے بھائیوں (صحابہ) سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ علیہ السلام نے ایک پانی کے برتن میں اپنے (بالوں کے) پٹھے اور اپنی ہیئت کو دیکھا (اور درست کیا)۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ تو کہنے اور کرنے والے ہیں (یعنی جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں) آپ نے بھی اپنے چہرے کو دیکھا؟ (یعنی اس طرح پانی میں اپنے چہرے کو دیکھ کر اپنی ہیئت کو درست فرمایا تو یہ عمل کیسا ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ہاں! عائشہ! اللہ تعالیٰ (خود بھی) جمیل ہیں اور جمیل کو پسند فرماتے ہیں جب آدمی اپنے بھائیوں کے پاس جائے تو تیار ہو کر جائے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کہیں لوگوں سے ملنے جائے تو اپنی ہیئت و حالت درست کرے۔ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے کہ آپ علیہ السلام وفود سے ملنے کے لئے ایک قمیض جبہ پہنا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے چھبیس اونٹوں کے بدلے ایک جوڑا خریدا تھا جس کو پہنا کرتے تھے۔

دوسری روایتوں میں سادگی کی ترغیب اور اچھا لباس نہ پہننے کی ترغیب آئی ہے۔
دین و اخلاص کے دار و مدار کے لئے دو باتیں ذہن نشین کر لی جائیں۔

❶ دین و اخلاص نہ صاف ستھرے کپڑوں میں ہے اور نہ ہی عام سادہ بے تکلف لباس میں ہے بلکہ اس کا مدار نیت پر ہے۔ اگر اچھا لباس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کے اظہار شکر کے طور پر ہو تو یہ دین ہے لیکن یہی لباس لوگوں میں شہرت و ریا کے لئے ہو تو مذموم ہے۔

❷ اس طرح سادہ و بے تکلف لباس اچھے لباس کی وسعت کے باجود اگر اللہ تعالیٰ کے لئے اور آخرت کے انعام کے حصول کے لئے ہو تو محبوب ہے اور اگر لوگوں میں صورت سوال یا اپنے زہد و تقویٰ کی شہرت کے لئے ہو تو مذموم ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا عام لباس سادہ ہی ہوتا ہے بلا تکلف جو میسر ہوا پہن لیا اور دوسری روایات میں سادگی کی ترغیب بھی اسی لئے ہے۔ زیب و زینت کے اختیار کرنے کے مقابل جو روایات ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ اس کی عادت نہ بنائی جائے کہ اگر کبھی میسر نہ ہو تو بھی مقصد زندگی دینی کام میں کوئی سستی نہ پیدا ہو۔ اگر اس تکلف و تصنع کی وجہ دینی کام میں حرج ہے تو یہ ممنوع ہوگا ورنہ کوئی حرج نہیں ہے جیسے اگر تکلف کا لباس نہ ملا تو نماز میں حاضری نہ ہوئی ہو اور اس کی اصلاح و درستگی میں وقت لگ گیا اور نماز جماعت سے نہ ملی بلکہ اچھا لباس ملے نہ ملے ہر حال میں دینی کاموں میں فرق نہ آئے تو کوئی حرج نہیں ہے رسول اللہ ﷺ کا لباس بھی عمومی طور پر سادہ رہنا اسی عدم تکلف کی وجہ سے تھا کہ جو اچھا لباس ملا تو پہن لیا نہ ملا تو کوئی حرج نہیں ہے۔
(ملخص مرقاۃ ۸/ ۲۵۶ تا ۲۵۷، مظاہر حق ۴/ ۱۷۶ تا ۱۸۰، خصائل نبوی صفحہ ۱۴۱ تا ۱۷۱)



باب التسمية إذا ادهن

تیل لگاتے وقت بسم اللہ پڑھنا چاہئے

(۱۷٤) - أخبری محمد بن الحسن بن صالح بن شيخ بن عميرة، ثنا عيسى بن أحمد العسقلانی، ثنا بقية بن الوليد، حدثنی سلمة بن نافع القرشی، ثنی أخی دويد بن نافع القرشی، قال: قال رسول الله ﷺ: من ادهن ولم يسم، ادهن معه سبعون شيطانا.

ذكره ابن ابی حاتم فی «العلل» (۲/۳۰۵)

(۱۷۴) تَرْجَمَہ: ''حضرت دوید رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تیل لگائے اور (تیل لگاتے وقت) بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کے ساتھ ستر شیطان تیل لگاتے ہیں۔''

(۱۷۵) - أخبرنی محمد بن الحسن بن صالح بن عميرة، ثنا عيسى بن أحمد العسقلانی، ثنا بقية بن الوليد، عن أبی نيبه النميری، عن حليد بن دعلج، عن قتادة بن دعامة، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا ادهن أحد كم فليبداء بحاجبيه فإنه يذهب بالصداع أو يمنع الصداع.

اخرجه ابو نعيم فی «الطب» وابن عساكر فی «تاريخه» والديلمی فی «مسند الفردوس» عن قتاده عن انس مرفوعاً والحكم الترمذی ايضاً كما فی «فيض القدير» (۱/۲٥۲)

(۱۷۵) تَرْجَمَہ: ''حضرت قتادہ بن دعامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی تیل لگائے تو پہلے بھنوؤں میں تیل لگائے کیونکہ اس سے سر کا درد نہیں ہوتا ہے۔''

فَائِدَہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سر پر تیل لگاتے وقت بسم اللہ پڑھنا چاہئے اور پہلے بھنوؤں پر تیل لگانا چاہئے جو شیطان سے حفاظت اور سر درد کو دور کرنے کا ذریعہ ہے۔

سر کے درد نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تیل لگانے سے سر کے مسامات کھل جاتے ہیں جس سے سر کا گندہ بخار نکل جاتا ہے (جو درد سر کا سبب ہے)۔

علماء نے پہلے بھنوؤں کو لگانے کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی ہے کہ سب سے پہلے جو بال انسان کے اگتے ہیں وہ بھنوؤں کے بال ہوتے ہیں اور پہلے لگانے میں گویا ان کا حق ادا کرنا ہے۔ (فیض القدیر للمناوی ۱/۲۵۲)



باب ما يقول إذا خرج من بيته

گھر سے نکلتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

جب آدمی گھر سے باہر نکلتا ہے تو اس کا واسطہ مختلف لوگوں سے پڑتا ہے۔ ان سے میل جول ملاقات کے موقع پر ان کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ حقوق اللہ کی رعایت بھی رہے اور نہ ہی اس سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے اور نہ کسی سے اس کو نقصان پہنچے۔ اس کے لئے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے امت کو ایسی دعائیں تعلیم فرمائی ہیں جو اس کی دین اور دنیا دونوں کے لئے کافی ہوں۔

گھر سے نکلتے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اس بیان میں ایک باب تین حدیثوں پر مشتمل ذکر فرمایا ہے۔

(١٧٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، انا محمود بن غيلان، ثنا وكيع، عن سفيان، عن منصور، عن الشعبي، عن أم سلمة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، أن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان إذا خرج من بيته قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نُزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦/٣٠٦) وابوداؤد (٤/٣٢٥/٥٠٩٤) (٢/٣٤٧) وابن ماجه (٢/١٢٧٨/٣٨٨٤) ص٢٧٧) والترمذى (٥/٤٩٠/٣٤٢٧) (٢/١٨١) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٧)

(١٧٦) تَرْجَمَہ: ''حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جب گھر سے باہر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نُزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا.﴾

تَرْجَمَہ: ''میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکلتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں کہ سیدھے راستے سے پھسل جاؤں یا پھسلایا جاؤں، یا گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں، یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، یا میں جہالت کا برتاؤ کروں یا میرے ساتھ جہالت کا برتاؤ کیا جائے۔''

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے تمام امور میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے حق سے ہٹنے، گمراہ ہونے، حقوق اللہ اور حقوق الناس میں کمی کرنے، لوگوں سے میل جول کے وقت ان سے جہالت کا برتاؤ کرنے یا میرے ساتھ

کسی کے جہالت کا برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ (مرقاۃ ۳۱۲/۵، ۳۱۳)

ایک حدیث میں ہے کہ جو کسی مؤمن کو جہالت کے برتاؤ کرنے پر مجبور کرے گا اس کا گناہ اسی پر ہوگا۔ (فتوحات ربانیہ ۳۲۱/۱)

یہ دعائیں اپنے گھر سے نکلتے وقت پڑھنی چاہئیں اسی طرح مسافر کو بھی جب اپنے مقام سفر اور جب بھی کہیں باہر نکلے یہ دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ (فتوحات ربانیہ ۳۲۷/۱)

نوع آخر:

(۱۷۷) - أخبرنا أبو خليفة، أنا أبو يعلى محمد بن الصلت التوزى، حدثنا حاتم بن إسماعيل، عن عبدالله بن حسين، عن عطاء بن يسار، عن سهيل ابن أبى صالح، عن أبيه، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا خرج من منزله قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، أَلتَّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.﴾

اخرجه البخارى فى «الادب المفرد» (رقم ۱۱۹۷) وابن ماجه (۳۸۸۵/۱۲۷۸/۲) (ص۲۷۷) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٤٠٦) والحاكم فى «المستدرك» (۷۰۰/۱) والمزى فى «تهذيب الكمال» (۷٤۲/٤۱۹/۱٤)

ایک اور دعا:

(۱۷۷) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، أَلتَّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ نکلتا ہوں (میرا) بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔ برائیوں سے بچنے کی طاقت اور بھلائیوں کے کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہے۔“

(۱۷۸) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا المسيب بن واضح، ثنا حجاج بن محمد، عن ابن جريج عن إسحاق بن عبدالله بن أبى طلحة، عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا خرج الرجل من بيته فقال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

فيقال له: حينئذ وقيت وهديت وكفيت، قال: فيتنحى لهُ الشيطان، فيلاقيه شيطان آخر، فيقول له: كيف لك برجل وقد وفى وكفى وهدى.

أخرجه أبوداود (٥٠٩٥/٣٢٥/٤) (۳٤۷/۲) وابن ماجه (۳۸۸٦/۱۲۷۸/۲) (ص۲۷۷) والترمذى (۳٤۲۹/٤۹۰/٥) (۱۸۰/۲) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۸۹) وابن حبان فى «صحيحه» (۸۲۲/۱۰٤/۳)

(۱۷۸) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکل رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی پر میرا بھروسہ ہے، کسی خیر کے حاصل کرنے یا کسی شر سے بچنے میں کامیابی اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے ہوسکتی ہے۔''

تو اس وقت اس شخص سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں!) تمہاری ہر شر سے حفاظت کی گئی، تمہارے کام بنا دیئے گئے اور تمہاری کفایت کی گئی۔ شیطان اس سے (نامراد ہوکر) دور ہو جاتا ہے۔''

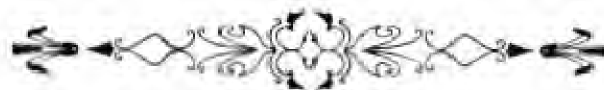
جب دوسرا شیطان اس پہلے شیطان سے (جو اس دعا کے پڑھنے کی برکت سے دور ہو گیا تھا) ملتا ہے تو کہتا ہے تو اس شخص پر کیسے قابو پاسکتا ہے جس کی حفاظت کی گئی جس کی کفایت کی گئی اور جس کے کام بنا دیئے گئے۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جو آدمی اس دعا کو پڑھ کر نکلتا ہے تو فرشتہ اسے پکار کر یہ الفاظ کہتا ہے۔

طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے ہدایت دی گئی، اللہ تعالیٰ پر توکل کی وجہ سے تمام امور ومہمات میں کفایت کی گئی اور ''لا حول ولا قوۃ الا باللّٰه'' کی برکت سے حفاظت کی گئی ہے۔

ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ جب بندہ اپنے رب کے مبارک نام سے مدد طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت عطا فرماتے ہیں اور اس کی رہنمائی فرماتے ہیں اور دینی اور دنیاوی امور میں مدد فرماتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہو جاتے ہیں اور جو ''لا حول ولا قوۃ الا باللّٰه'' کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی شیطان کے شر سے حفاظت فرماتے ہیں کہ شیطان اس پر مسلط نہیں ہوتا۔

شیطان کا دوسرے شیطان سے کہنا دوسرے کی تسلی کے لئے ہے کہ آخر تیرے لئے ایسے آدمی کو بھٹکانا کیسے آسان ہوگا جو یہ دعا پڑھ چکا ہے اور تو اس کو نہ بھٹکانے میں معذور ہے۔ (کذا من المرقاۃ ۲۱۴/۵)



باب فی ذكرالله عزوجل فی الطريق

راستے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

مسلمان کا کوئی وقت بھی ذکر اللہ سے فارغ نہیں ہے بلکہ اس کا مشغلہ یہی ہے کہ ہمیشہ اس کی زبان اپنے ربّ کی یاد اور اس کے عشق میں اس کے ذکر سے تر رہے اس لئے راستے میں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب جو دو احادیث پر مشتمل ہیں ذکر فرمائے ہیں۔

(۱۷۹) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عمرو بن علی، ثنا يحيٰی بن سعيد، ثنا ابن أبی ذئب، ثنا سعيد المقبری، عن أبی إسحاق مولی الحارث، عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه، عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: ما من قوم جلسوا مجلسا لم يذكروالله عزوجل فيه إلا كانت عليهم ترة، وما سلك رجل طريقا لم يذكرالله عزوجل فيه إلا كانت عليه ترة.

وأحمد فی «مسنده» (۴۳۲/۲) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ۴۰۶) وابن حبان فی «صحيحه» (۸۵۳/۱۳۳/۳) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ۱۹۲۷) والبيهقی فی «شعب الايمان» (۵۴۶/۴۰۴/۱)

(۱۷۹) **ترجمہ:** ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں تو وہ مجلس ان کے لئے نقصان دہ ہوگی۔ جو آدمی کسی راستے پر چلے جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو وہ چلنا اس کے لئے نقصان دہ ہوگا۔“

فائدہ: انسان پر اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کی برسات ہر آن ہر گھڑی ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور بندے کی عبدیت کا تقاضہ ہے کہ ہر آن ہر گھڑی اس کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے۔

نیز اس ذکر پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے انعامات کی برسات دنیا اور آخرت میں ہوتی ہے آخرت میں جب اس ذکر عظیم ثواب انسان کو نظر آئے گا تو جو گھڑی بھی ذکر سے خالی ہوگی وہ حسرت وافسوس کا سبب ہوگی۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مواقع کی حسرت سے بچنے کے لئے اپنی امت کو ان احادیث میں ذکر پر متنبہ فرمایا ہے۔ (راقم عفی عنہ)



باب قراءة قل هو الله احد فى الطريق إذا مشى

راستے میں چلتے ہوئے قل ہو اللہ احد پڑھنے کی فضیلت

(۱۸۰) - حدثنى عبدالملك بن محمود بن سميع، ثنا نوح بن عمرو ابن حوثى، قال عبدالملك: سألت عنه أبا زرعة فقال: ثقة، حدثنا بقية ابن الوليد، عن محمد بن زياد، عن أبى أمامة الباهلي رضي الله تعالى عنه قال: أتى رسول الله ﷺ جبريل عليه السلام وهو بتبوك، فقال: يا محمد! إشهد جنازة معاوية المزنى، قال: فخرج رسول الله ﷺ ونزل جبريل عليه السلام فى سبعين ألفا من الملائكة، فوضع جناحه الأيمن على رؤس الجبال، فتواضعت، ووضع جناحه الأيسر على الأرضين فتواضعت، حتى نظر مكة والمدينة، فصلى عليه رسول الله ﷺ وجبريل والملائكة عليهم السلام، فلما فرغ قال: يا جبريل! بم بلغ معاوية هذه المنزلة؟ قال: بقراء ته قل هو الله أحد قائما وقاعدا وراكبا وماشيا.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (۲۵٦/۷ - ٤٦٦٧/۲۵۷) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (۷۵۳۷/۱۱٦/۸) وفى «مسند الشاميين» (۸۳۱/۱۲/۲) وابن عبدالبر فى «الاستيعاب» (۱٤۲٤/۳)

(۱۸۰) ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت آپ ﷺ تبوک میں تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا: اے محمد! (ﷺ) معاویہ مزنی کے جنازے میں شرکت فرمایئے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ (جنازے میں شرکت کے لئے) تشریف لے گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ (جنازے میں شرکت کے لئے آسمان سے) اترے۔ انہوں نے اپنا دایاں پر پہاڑوں کی چوٹیوں پر رکھا تو وہ جھک گئے، اور اپنا بایاں پر زمینوں پر رکھا تو وہ (بھی) جھک گئیں (یعنی تواضع کی وجہ سے پست ہو گئیں) یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے (زمین اور پہاڑوں کے کھلنے کی وجہ سے) مکہ اور مدینہ دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت جبرئیل اور فرشتوں نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: جبرئیل! معاویہ نے اس درجہ کو کیسے حاصل کیا؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: ان کے کھڑے، بیٹھے، سوار اور چلتے ہوئے قل ہو اللہ پڑھنے کی وجہ سے اس درجہ کو حاصل کیا ہے۔''

فائدہ: سورہ اخلاص پڑھنے کے فضائل آگے آرہے ہیں۔

باب ما يقول إذا خرج إلى السوق

جب بازار میں جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین جگہ بازار ہیں۔ (مشکوٰۃ ۱/۶۸)

علماء نے لکھا ہے کہ بازار شیطان کی نشست گاہ ہے۔ جس میں وہ اپنی کرسی رکھتا ہے اور اپنے جھنڈے کو گاڑتا ہے۔ اپنے چیلوں کو بازار میں پھیلا دیتا ہے تاکہ وہ بازار والوں کو ہر طریقے سے دنیا کے حصول کے لئے ابھاریں خواہ ناپ تول کی کمی کر کے یا جھوٹی قسم سے سامان بیچ کر یا فاسدلین دین کے ذریعے ہی چیزوں کے مالک بنیں۔ (فتوحات الربانیہ ۶/۱۹۱)

ایک روایت میں آتا ہے جو شخص صبح بازار کی طرف جاتا ہے اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہوتا ہے۔

ان حالات میں وہی شخص اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہے گا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہو۔ اسی لئے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے وہ اذکار و اعمال بتائے جس کے ذریعے سے آدمی بازار کی ظلماتی فضاؤں سے محفوظ رہتا ہے۔

چنانچہ مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے دو باب اور اس کے ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۸۱) - ثنا مسدد بن يعقوب القلوسي، ثنا أبي حدثنا إبراهيم ابن سليمان، حدثنا محمد بن أبان، ثنا علقمة بن مرثد، عن ابن بريدة، عن أبيه رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: كان رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا خرج إلى السوق قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ السُّوْقِ، وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ السُّوْقِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً أَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً.﴾

اخرجه الروياني في «مسنده» (۱/۷۹/۴۰) والطبراني في «المعجم الكبير» (۲/۲۱/۱۱۵۷) وفي «المعجم الاوسط» (۵/۳۵۴/۵۵۳۴) وفي «الدعا» (رقم ۷۹۴، ۷۹۵) والحاكم في «المستدرك» (۱/۷۲۳)

(۱۸۱) تَرجَمَۃ: ”حضرت بریدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب بازار تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ السُّوْقِ، وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ السُّوْقِ وَشَرِّ مَا فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً أَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً.﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بازار میں داخل ہوتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ سے اس بازار کی خیر و برکت اور اس بازار میں جو کچھ ہے اس کی خیر و برکت کو طلب کرتا ہوں اور اس بازار کے شر اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں کوئی جھوٹی قسم کھاؤں یا کوئی نقصان کا معاملہ کروں۔''

فائدہ: اس دعا کا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بازار میں داخل ہوتا ہوں اور اس بازار میں دنیاوی امور کی جو خیر ہے اس کا طلب کرتا ہوں اور اوامر و احکام ہیں ان پر قائم رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہوں۔ اس بازار میں جو شر ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بازار شیطان کی جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت، دھوکے، ملاوٹ اور خراب معاملے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں، اور جھوٹی قسم کھانے اور دینی یا دنیاوی امور میں خسارہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۹۳)

بازار میں داخل ہونے کے آداب

۱ بازار میں بائیں پاؤں سے داخل ہونا اور دائیں پاؤں سے باہر آنا چاہئے۔

۲ دعا بلند آواز سے پڑھے تاکہ دوسروں کو ترغیب ہو۔

۳ دعا پڑھنے کا وقت بازار داخل ہونے سے پہلے ہے بعد میں وقت نہیں ہے۔ (کلہ من فتوحات ربانیہ ۶/۱۹۰، ۱۹۱)
(لیکن بعد میں بھی پڑھ لینا چاہئے)۔

۴ ایک ادب یہ بھی ہے کہ بازار سے کچھ نہ کچھ گھر والوں کے لئے لے کر جائے ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں اس بندے کو بہت پسند فرماتے ہیں جو بازار سے لوٹے تو اپنے گھر والوں کے لئے اپنی آستین میں (یعنی اپنے ساتھ) کچھ اپنے گھر والوں کے لئے لے جائے جس سے وہ لوگ خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں۔
(مسند الفردوس ۱/۱۶۸)



باب ما يقول إذا دخل السوق

بازار میں داخل ہوتے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہئے

(١٨٢) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبيدالله بن عمر القواريري، ثنا حماد ابن زيد، حدثني عمرو بن دينار، قهرمان آل الزبير، عن سالم بن عبدالله، عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله ﷺ: من قال في سوق من الأسواق:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

كتب الله لهٗ ألف ألف حسنة، ومحا عنه ألف ألف سيئة، وبنى لهٗ بيتا في الجنة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٧/١) والدارمي في «سننه» (٢٦٩٢/٣٧٩/٢) وابن ماجه (٢٢٣٥/٧٥٢/٢) (ص١٦١) والترمذي (٣٤٢٩/٤٩١/٥) (١٨١/١) والطبراني في «الدعا» (رقم ٧٨٩، ٧٩١)

(۱۸۲) ترجمہ: ''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں۔ ان ہی کے لئے (سارے عالم کی) بادشاہی ہے۔ تمام تر تعریفیں بھی ان ہی کے لئے ہیں۔ وہی زندہ کرتے ہیں اور وہی مارتے ہیں اور وہ خود ایسے زندہ ہیں جس کے لئے مرنا نہیں ہے۔ تمام تر بھلائیاں ان کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کو دس لاکھ نیکیاں عطا فرماتے ہیں اور دس لاکھ گناہ مٹا دیتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیتے ہیں۔''

نوع آخر:

(١٨٣) - حدثني أحمد بن زهير، أبو حفص التنيسي، عن صدقة، عن الحجاج بن أرطاة، عن نهشل بن سعيد، عن الضحاك بن مزاحم، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله

ﷺ قال: من قال حين يدخل السوق:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ﴾

كتب الله عزوجل لهٗ ألفي ألف حسنة، ومحاعنه ألفي ألف سيئة، ورفع لهٗ ألفي ألف درجة.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور حدیث:

(۱۸۳) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ (اپنی ذات وصفات میں) اکیلے ہیں۔ ان ہی کے لئے (سارے عالم کی) بادشاہی ہے۔ تمام تر تعریفیں بھی ان ہی کے لئے ہیں۔ وہی زندہ کرتے ہیں اور وہی مارتے ہیں اور وہ خود ایسے زندہ ہیں جس کے لئے مرنا نہیں ہے۔ تمام تر بھلائیاں ان کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ اس کو بیس لاکھ نیکیاں عطا فرماتے ہیں، بیس لاکھ گناہ معاف فرماتے ہیں اور اس کے بیس لاکھ درجے بلند فرماتے ہیں۔''

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ بازار میں اس تھوڑے ذکر پر اتنا بڑا اجر عظیم اس وجہ سے ملتا ہے کہ یہ شخص غافلین (بازار میں معاملات میں مشغول ہوکر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل لوگوں) میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا ہوتا ہے تو یہ اس مجاہد کی طرح ہے جو بھاگنے والوں میں جہاد پر جما رہتا ہے۔

کیونکہ بازار کی فضا خرید وفروخت کی ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے عدم مشغولیت کی فضا ہے اس لئے جو شخص ایسی جگہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ ایسے لوگوں کے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے جن کو ان کی خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۹۰، ۱۹۱)

باب ما يقول إذا قيل له: كيف أصبحت؟

جب صبح کے احوال پوچھے جائیں تو کیا جواب دینا چاہئے

مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں یہ قرآن کریم کا فیصلہ ہے۔ اب یہ بھائی ایک دوسرے سے کس طرح میل جول رکھیں جس سے ان کے درمیان اخوۃ کا رشتہ نہ صرف مضبوط ہو بلکہ یہ اپنے مخالفین کے لئے بیان مرصوص (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) ثابت ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" فرمایا ہے۔

آگے تقریباً ۸۲،۸۰ حدیثیں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے آپس کے میل جول کے بارے میں بیان فرمائی جو مختلف عنوانات پر مشتمل ہیں۔

جب لوگ صبح کو ایک دوسرے سے حال احوال پوچھیں اور جب کسی سے اس کی صبح کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ کیا جواب دے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب اور اس کے ذیل میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(١٨٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، أنا عمرو بن علي، ثنا أبوداود، حدثنا أبو عوانة، عن عمر بن أبي سلمة، أبيه عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: دخل أبوبكر رضي الله تعالى عنه على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: كيف أصبحت يا رسول الله! قال:

صالح، من رجل لم يصبح صائما، ولم يعد مريضا، ولم يشهد جنازة.

اخرجه ابن ماجه (١٢٢٢/٢/٣٧١٠) (ص٢٦٣) وابن ابي شيبه في «المصنف» (٤٤٤/٢/١٠٨٤٣) والنسائي في «السنن الكبرى» (٥٥/٦/١٠٠١٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم١٨٨) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٢٢٣/٧/٧٣٣٣)

(۱۸۴) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے کس حال میں صبح کی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص سے بہتر حالت میں صبح کی جس نے ایسی حالت میں صبح کی کہ نہ اس میں روزہ رکھا، نہ مریض کی عیادت کی اور نہ جنازہ میں شرکت کی ہو۔''

فائدہ: یعنی جو شخص دن بھر میں نہ روزہ رکھے نہ عبادت کرے اور نہ کسی جنازے میں شرکت کرے گویا ان اعمال کے فوت ہونے پر افسوس کا اظہار ہے ان اعمال صالحہ کی ترغیب ہے کہ ان کو کثرت سے کیا جائے۔ (حاشیہ سندی حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۵۲)

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جس نے مریض کی عیادت کی، جنازے کے ساتھ چلا اور اس کو اس دن روزہ رکھنے کی توفیق ملی تو اس کی شام اس حالت میں ہوتی ہے کہ اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: میں نے (عیادت کی) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ چلا؟ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: میں (جنازے کے پیچھے چلا ہوں) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا: آج تم میں کس نے روزہ رکھا؟ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: میں نے (روزہ رکھا ہے) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم نے (ان اعمال کی بدولت) اپنے لئے جنت واجب کر لی۔ (مصنف ابن عبدالرزاق ۵۹۳/۳)

مطلب یہ ہے کہ آدمی کو دن بھر میں نیک اعمال کو ضرور اختیار کرنا چاہئے کہ اس کا کوئی دن ایسا نہ ہو جس میں کوئی نہ کوئی نیک عمل نہ ہوا ہو۔ آگے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اسی مضمون کی مختلف احادیث ذکر فرما رہے ہیں جس میں ایک دوسرے کا حال پوچھنا مذکور ہے۔

نوع آخر:

(١٨٥) - حدثنا محمد بن هارون الحضرمي، ثنا نصر بن علي الجهني، قال: سمعت عبدالله بن عثمان بن إسحاق بن سعد بن أبي وقاص رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، يقول أخبرني أبو أمي مالك بن حمزة بن أبي أسيد، عن أبيه، أنه سمع أبا أسيد البدري، يقول: قال رسول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم للعباس بن عبدالمطلب: لا تبرح من منزلك أنت وبنوك حتى آتيكم، فأتاهم بعد ما أضحى، فقال: السلام عليكم كيف أصبحت؟ قال: بخير ألحمد لله، قال: أدنوا، فتدانوا يزحف بعضهم إلى بعض، فاشتمل عليهم بملاء ته، قال: هذا عمي وصنو أبي، وهولاء أهل بيتي، اَللّٰهُمَّ فَاسْتُرْهُمْ مِنَ النَّارِ كَسْتِرِيْ إِيَّاهُمْ بِمَلَاءَ تِيْ هَذِهِ، فقالت أَسْكُفَّةُ الباب: آمين، وقال جدران البيت: آمين.

اخرجه ابن ماجه (٣٧١١/١٢٢٢/٢) (ص٢٦٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (٥٨٤/٢٦٣/١٩) وفي «المعجم الاوسط» (٤٠٧١/٢٣٦/٤) وابو نعيم الاصبهاني في «دلائل النبوه» (٢٢١/١٧٤/١) كما في «العجالة» (٢٤٣/١) والمزى في «تهذيب الكمال» (٢٧٥/١٥)

ایک اور حدیث:

(١٨٥) تَرجَمَہ: ”حضرت ابواسید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا: میرے آنے تک آپ اور آپ کے بیٹے گھر سے کہیں نہ جائیں۔ چاشت کے بعد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تشریف لائے اور فرمایا: السلام علیکم آپ لوگوں نے کس حال میں صبح کی؟ ان لوگوں نے کہا: (ہم نے) بخیر و عافیت صبح کی، یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ نے کس حال میں صبح کی؟ آپ نے

فرمایا: الحمدللہ بخیر و عافیت۔ (پھر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپ لوگ (میرے) قریب ہو جائیں۔ چنانچہ وہ لوگ گھسٹتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان پر اپنی چادر ڈال دی (جس میں وہ سب چھپ گئے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اے اللہ!) یہ میرے چچا میرے والد کے سگے بھائی ہیں، اور یہ میرے گھر والے ہیں۔ اے اللہ! آپ ان کو آگ سے ایسے چھپا لیجئے جس طرح میں نے ان کو اپنی چادر میں چھپایا ہوا ہے۔ دروازے کی چوکھٹ نے کہا آمین اور گھر کی دیوار نے کہا آمین۔''

فائدہ: اس حدیث سے اپنے گھر والوں کا حال چال پوچھنا ان کی خبر گیری کرتے رہنا معلوم ہوا۔ اسی طرح ان کے لئے جہنم سے حفاظت کی دعا بھی کرنا چاہئے۔

(١٨٦) - أخبرنا أبو القاسم ابن منيع، (قال): حدثنا عبدالرحمن ابن صالح الأزدي، حدثنا القاسم بن محمد العقيلي، عن جده عبدالله بن محمد ابن عقيل (بن أبي طالب) عن جابر، أن عقيل بن أبي طالب دخل على النبي ﷺ فقال له: مرحباً بك يا أبا يزيد، كيف أصبحت؟ قال: بخير صبحك الله يا أبا القاسم بخير.

لم اجده عند غير المصنف.

(۱۸۶) **ترجمہ:** ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو یزید! خوش آمدید! تم نے صبح کس حال میں کی؟ حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا (میں نے) خیر کے ساتھ (صبح کی) ابوقاسم! (ﷺ) اللہ تعالیٰ آپ کی صبح کو بھی خیریت (وعافیت) سے رکھے۔''

نوع آخر:

(١٨٧) - حدثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا عبدالله بن الحسن الحراني، ثنا إسماعيل بن أبي أويس، ثنا عبدالملك بن قدامة بن إبراهيم الجمحي، أنه سمع عمرو بن شعيب، ثم حفظ عن أبيه بعد ذلك. وكنت سمعته منه أنا وأبي جميعا. قال: حدثني عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، عن أبي جده عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما قال: أتى رسول الله ﷺ أم عبدالله بن عمرو ذات يوم، وكانت تلطف رسول الله ﷺ فقال: كيف أنت يا أم عبدالله؟ قالت: بخير بأبي وأمي يا رسول الله، وكيف أنت؟ قال: بخير وكيف عبدالله؟ قالت: بخير.

اخرجه ابن سعد فی «الطبقات الكبرى» (۱۲۲/۱ القسم المتمم) وابو بكر الشيبانی فی «الآحاد والمثانی» (۸۰۵/۱۰٤/۲) والحارث بن اسامة فی «مسنده» كما فی بغية الحارث (۷۵٦/۷٦۰/۲) والحاكم فی «المستدرك» (٦۰۵/۳) والرافعی فی «التدوين فی اخبار قزوين» (۲٤۹/۳)

(۱۸۷) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اُمّ عبداللہ بن عمرو کے پاس تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُمّ عبداللہ! تم کیسی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں خیریت سے ہوں، آپ کیسے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں (بھی) خیریت سے ہوں اور عبداللہ کیسے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: (وہ بھی) خیریت سے ہیں۔“

(۱۸۸) - حدثنا أحمد بن عمير بن إبراهيم، ثنا بشر بن موسى، ثنا الحسن بن موسى الأشيب، ثنا حماد بن سلمة، ثنا إسحاق بن عبدالله ابن أبی طلحة، أن رسول الله ﷺ كان يقول لصاحبه إذا رآه: كيف أنت؟ وكيف أصبحت؟ فيقول: بخير، أحمد الله، فيقول له رسول الله ﷺ: جعلك الله بخير، قال: فقال ذات يوم: كيف أنت يا فلان، أو كيف أصبحت؟ فقال: بخير إن شكرت، قال: فسكت عنه النبی ﷺ، فعبر، فقال: إن كنت مما ترد علی خيراً إذا سألتنی، فقال: إنی كنت أقول لك: كيف أنت، أو كيف أصبحت؟ فتقول: بخير أحمد الله، فأقول: جعلك الله بخير، و إنك قلت اليوم: بخير إن شكرت، فسكت عنك.

اخرجه مالك فی «المؤطا» (۹٦۱/۲) واحمد فی «مسنده» (۲٤۱/۳) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم۱۱۳۲) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٤٤٤۹/۱۰۹/٤) الضياء والمقدسی فی «الاحاديث المختاره» (۳٦۹/٤ - ۳۷۰)

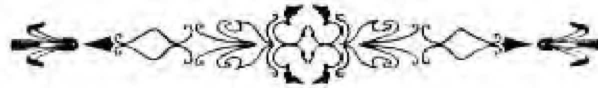
(۱۸۸) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے ساتھی کو دیکھتے (اور اس سے ملتے) تو فرماتے: تم کیسے ہو، تم نے کس حال میں صبح کی؟ وہ جواب دیتے: میں خیریت سے ہوں (اور اس پر) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں (یعنی شکر ادا کرتا ہوں) رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے اللہ تعالیٰ تمہیں خیریت سے رکھے۔ ایک دن آپ ﷺ نے (ایک آدمی سے پوچھا) اے فلاں! تم کیسے ہو؟ تم نے کس حال میں صبح کی۔ اس نے جواب دیا: میں نے خیریت سے صبح کی اگر میں شکر کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ (یعنی ان کو خیریت کی دعا نہ دی) اور آپ ﷺ وہاں سے ہٹ گئے۔ اس شخص

نے کہا: اس سے پہلے آپ جب مجھ سے سوال کرتے تھے تو خیر کا جواب دیا کرتے تھے۔ (لیکن آج نہیں دیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (اس سے پہلے) میں تم سے پوچھتا تھا کہ تمہارا کیا حال ہے اور تم نے کس حال میں صبح کی تو تم جواب میں کہتے تھے کہ میں خیریت سے ہوں اور اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوں۔ اس لئے میں تم کو خیریت سے رہنے کی دعا دیتا تھا (لیکن) آج تم نے جواب دیا: اگر میں شکر کروں تو خیریت سے ہوں (اس لئے) میں خاموش ہو گیا اور خیریت کا جواب نہ دیا۔"

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ آدمی کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہر آن ہر گھڑی بندے کے ساتھ ہیں اگر کبھی کوئی ناگوار واقعہ پیش آ بھی جائے تو بھی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر راضی رہنا اور دوسری نعمتوں کو یاد کر کے شکرگزار رہنا چاہئے یہی عبدیت کا راز ہے۔

ان صحابی نے چونکہ شکرانہ کے بول نہ بولے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ان سے اعراض فرمایا اور پوچھنے پر وجہ بھی یہی شکر نہ کرنا بیان فرمائی۔

لطف سجن دم بدم قہر سجن گاہ   ایں بھی سجن واہ واہ تے اوں بھی سجن واہ



باب قول الرجل للرجل: مرحبا

آدمی کا دوسرے آدمی کو مرحبا کہنا

اپنے مسلمان بھائی سے ملنا، اس سے محبت کرنا، اس سے عیب جوئی نہ کرنا اور اس موقع پر کس طرح حال احوال پوچھنا اور کیا ذکر کرنا چاہئے رسول اللہ ﷺ کا کیا طریقہ کار تھا اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ۱۴ باب اور ان کے ذیل میں ۱۶ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۸۹) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا أحمد بن سليمان، ثنا سعد بن مروان الأزدي، من أهل الرُّها، ثنا عاصم بن بشير، حدثني أبي، أن بني الحارث بن كعب وفدوا إلى رسول الله ﷺ، قال: فدخلت على النبي ﷺ، فسلمت عليه، فقال: مرحبا وعليك السلام، من أين أقبلت؟ قلت: يا رسول الله! بأبي أنت وأمي، بنوا الحارث وفدواني إليك بالإسلام، فقال: مرحبا، ما اسمك؟ قلت: اسمي: أكبر، قال: بل أنت بشير، فسماني النبي ﷺ: بشيرا.

أخرجه النسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۲۷۸، ۳۱۳) وابن قانع في «معجم الصحابة» (۹۱/۱) والبخاري في «التاريخ الكبير» (۱۸۲۱/۱۹۷/۲) وابن منده في «المعرفة» كما في الاصابة (۳۱۸/۱) والحاكم في «المستدرك» (٤۰٦/٤)

(۱۸۹) تَرجَمَہ: ”حضرت بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی حارث بن کعب نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں خوش آمدید ہو، وعلیک السلام، تم کہاں سے آئے ہو؟ (یعنی تمہارا قبیلہ کونسا ہے؟) میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! بنو حارث نے مجھے آپ کے پاس اسلام کے بارے میں قاصد بنا کر بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خوش آمدید! تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: اکبر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں) بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔ (یوں) رسول اللہ ﷺ نے میرا نام بشیر رکھا۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی ملاقات کے لئے آئے تو اس کو مرحبا کہنا چاہئے۔ مرحبا کہنا سنت ہے۔
(مرقاۃ ۷۵/۹)

مرحبا کے معنی کشادہ جگہ کے ہیں یعنی تم اچھی جگہ آئے ہو جہاں تمہیں کوئی تنگی نہیں ہوگی۔ (فتح الباری ۵۶۲/۱۰، مرقاۃ ۷۷/۹)

عرب اس کو کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور اس سے مراد ان کی بھلائی اچھی ملاقات اور آنے والے سے انسیت پیدا کرنا اور اس کے حزن وغیرہ کو دور کرنا ہوتی ہے۔ (شرح مسلم نووی ۱/۳۴، مرقاۃ ۱/۸۹)

رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مرحبا کہنا منقول ہے۔

چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا: "مرحبا بابنتی" (میری بیٹی کو خوش آمدید)۔ (بخاری ۲/۲۱۲)

حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا "مرحبا بام ھانی" (اُمّ ہانی کو خوش آمدید)۔ (بخاری ۲/۲۱۱)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: "مرحبا بالمهاجر الواكب" (مہاجر سوار کو خوش آمدید)۔ (ترمذی ۲/۱۰۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: "مرحبا واهلا" (تمہیں خوش آمدید ہو تم گھر والوں میں آئے ہو)۔ (فتح الباری ۱۰/۵۶۳)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: "مرحبا بالطيب المطيب" (اچھے اور عمدہ آدمی کو خوش آمدید ہو)۔ (فتح الباری ۱۰/۵۶۳)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ اپنے اہل تعلق اور محبین کے آنے پر مسرت کا اظہار کرنا سنت ہے۔ (فتح الباری ۱/۱۳۱، شرح مسلم ۱/۳۶)

ہمارے ہاں اردو میں مرحبا کی جگہ خوش آمدید استعمال ہوتا ہے۔



باب ما يقول الرجل للرجل إذا ناداه

کوئی آدمی کسی کو آواز دے تو اس کے جواب میں کیا کہنا چاہئے

جب کوئی اپنے کسی بھائی کو آواز دینا چاہے تو کن الفاظ سے اس کو جواب دینا چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے دو باب جن کے ذیل میں تین احادیث بیان فرمائی ہیں۔

(۱۹۰) - أخبرنا أبو يعلى، أنا هدبة بن خالد، ثنا همام، عن قتادة، عن أنس، عن معاذ بن جبل رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ، قال: كنت رديف النبي ﷺ، ما بيني و بينه إلا مُؤخَرة الرَّحْل، فقال: يا معاذ! قلت: لبيك يا رسول الله وسعديك، قال: ثم سار ساعة، ثم قال: يا معاذ! قلت: لبيك يا رسول الله، قال: هل تدرى ما حق الله عزوجل على العباد؟ قلت: الله ورسوله أعلم، قال: أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا، ثم سار ساعة فقال: يا معاذ! هل تدرى ما حق العباد على الله عزوجل إذا فعلوا ذلك؟ قلت: الله ورسوله أعلم، قال: فإن حقِّ العباد على الله عزوجل إذا فعلوا ذلك أن لا يعذبهم.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۲٤۲/٥) والبخارى فى «صحيحه» (٦١٣٥/٢٣٨٤/٥) (١٠٩٧/٢) والمسلم (٣٠/٥٨/١) (٤٤/١) والترمذى (٢٦٤٣/٢٦/٥) (٩٣/٢) وابن حبان فى «صحيحه» (٣٦٢/٨٢/٢)

(۱۹۰) تَرجَمَہ: ”حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں (سواری پر) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف کجاوے کی پچھلی لکڑی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: معاذ! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ پھر تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد فرمایا: معاذ! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ پھر تھوڑی دیر چلے (اور) فرمایا: معاذ! تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کیا حق ہے جب ایسا کریں؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: جب بندے ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ ان کو عذاب نہ دیں۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی آواز دے تو اس کو جواب میں لبیک کہنا چاہئے۔ چنانچہ امام بخاری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے بھی ادب المفرد میں اس پر باب قائم کیا ہے۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۴۲)

جنت میں بھی جب اہلِ جنت اپنے غلاموں کو آواز دیں گے تو وہ لبیک لبیک کہتے ہوئے آئیں گے۔ (قرطبی ۷/۱/۶۹)

لبیک کا معنی ہے "میں آپ کے بلانے پر بار بار حاضر ہوں" آپ کے پاس ہوں، آپ کا فرمانبردار ہوں وغیرہ۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں شرح مسلم نووی ۱/۴۴، ۳۵۷)

حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ان ستر انصار صحابہ میں ہیں جو عقبہ میں حاضر ہوئے، بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو قاضی اور معلم بنا کر یمن بھیجا تھا۔ (مرقاۃ ۱/ ۹۷)

آپ ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی۔

حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کا فرمانا کہ میں آپ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پیچھے تھا اور کجاوے کی لکڑی کے علاوہ درمیان میں کچھ نہ تھا یہ اپنے انتہائی قریب ہونے کو بتانا مقصود ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۴۴، مرقاۃ ۱/ ۹۸)

رسول اللہ ﷺ کا بار بار پکارنا بات کے اہتمام کی وجہ سے ہے کہ حضرت معاذ سننے کے لئے پوری طرح متوجہ ہو جائیں جو بات کے دل میں اترنے اور محفوظ کرنے کے لئے زیادہ بہتر ہے۔ (مرقاۃ ۱/۹۹)

اللہ تعالیٰ کے حق سے مراد اللہ تعالیٰ کا حق جو بندوں پر لازم اور واجب ہے۔ بندوں کے حق سے مراد بندوں کا حق جو لائق اور مناسب ہے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو رب نہ بنائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کرے تو پھر اس پر احسان کرے یہ اللہ تعالیٰ کے لائق ہے۔

یا بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں سے وعدہ کیا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلاف نہیں ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے اور کوئی واجب نہیں ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر کے خود پر واجب کر لیا ہے ورنہ کوئی حق کسی کا اللہ تعالیٰ پر نہیں ہے)۔ (مرقاۃ ۱/ ۹۸)

(۱۹۱) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا جبارة بن المغلس، ثنا حماد بن يزيد، عن إسحاق بن سويد، عن يحيٰى بن يعمر، عن ابن عمر، عن عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أن رجلا نادى النبى ﷺ ثلاثا، كل ذلك يرد عليه: لبيك، لبيك.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيره المهرة» (٦٤٢٧/٨٠/٧) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١٩٤٣) وابو نعيم فى «الحلية» (٣٦٧/٦)

(۱۹۱) تَرجَمَہ: "حضرت عمر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو آواز دی۔ ہر مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو حاضر ہوں حاضر ہوں کہہ کر جواب دیا۔"

فَائِدَہ: اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی پکارے تو اس کو حاضر ہوں کہہ کر جواب دینا چاہئے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ کو رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ آواز دی تو انہوں نے تینوں مرتبہ لبیک کہہ کر جواب دیا۔ (مسند ابویعلی ۷/ ۳۴)

باب جواب من نادى أخاه بالجفاء

کوئی شخص اپنے بھائی کو سختی سے بلائے تو اس کو کس طرح جواب دینا چاہئے

(١٩٢) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا هارون بن معروف، ثنا سفيان، عن عاصم بن بهدلة، عن زر، قال: أتيت ابن عسال، هو صفوان. المرادى رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فقلت: هل سمعت يعني النبي صلی اللہ علیہ وسلم يذكر الهوى؟ قال: نعم، بينا نحن معه في مسرية، فناداه أعرابي بصوت لهُ جهوري: يا محمد! فأجابه على نحو من كلامه، قال: هاؤم، قلنا: ويلك، أغضض من صوتك، فإنك قد نهيت عن ذلك، قال: والله لا اغضضن صوتي، قال: فقال له: أرأيت رجلا أحب قوما ثم لم يلحق بهم؟ قال: هو يوم القيامة مع من أحب.

اخرجه الطيالسي فى «مسنده» (١/١٦٠/١١٦٤) واحمد فى «مسنده» (٤/ ٢٣٩ - ٢٤٠) والترمذى (٥/٥٤٥/٣٥٣٥) (٢/٦٤) والروياني فى «مسنده» (١/٢٢٥/٢١٣) وابن حبان فى «صحيحه» (٤/ ١٤٩ - ١٥٠/١٣٢١)

(۱۹۲) ترجمہ: ”حضرت زر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صفوان بن عسال کے پاس گیا اور ان سے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کچھ) محبت کے بارے میں سنا ہے؟ حضرت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ہاں! ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک دیہات کے رہنے والے صاحب نے جن کی آواز بھی اونچی (تیز) تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اونچی آواز سے) اے محمد! کہہ کر پکارا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی انداز میں (اونچی آواز کے ساتھ) جواب دیا اور فرمایا: آگے آؤ۔ ہم نے ان سے کہا: تم پر افسوس ہے، تم اپنی آواز کو پست کرو کیونکہ تم کو اس طرح (یعنی اونچی آواز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات) کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس نے جواب دیا: خدا کی قسم میں اپنی آواز پست نہیں کروں گا۔ (پھر) انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو ایک قوم سے محبت کرتا ہے لیکن اس کی ان سے ملاقات نہ ہو سکی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا۔“

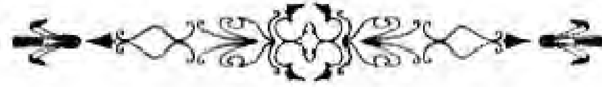
فائدہ: اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کا پتہ چلتا ہے کہ ایک آدمی نے انتہائی بے ادبی کے ساتھ بلند آواز میں پکارا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کا برا نہیں منایا بلکہ اس سے پوچھا کہ وہ کیا سوال کرنا چاہتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی ناواقفیت کی وجہ سے بے ادبی کرے تو اس کی بے ادبی کا برا نہیں ماننا چاہئے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ ان جیسا عمل نہیں کر سکتا ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے ان جیسا عمل نہ کیا۔

ان صاحب نے جو سوال کیا کہ ایک آدمی کسی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن ان سے مل نہ سکتا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ جو کسی قوم سے اخلاص کے ساتھ محبت رکھتا ہو وہ ان ہی میں شمار کیا جائے گا اگر چہ اس کے عمل ان جیسے نہ ہوں لیکن چونکہ قلبی طور پر اس کے قلب اور ان کے قلب میں موافقت ہے اس لئے یہ بھی ان ہی کے ساتھ ہوگا۔ بسا اوقات ان سے محبت رکھنا ان کی (عمل سے) موافقت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلحاء اور نیک لوگوں سے اس امید پر محبت رکھنا چاہئے کہ ان کے ساتھ حشر ہو جائے اور ان کی برکت سے جہنم سے خلاصی نصیب ہو۔ (تحفۃ الاحوذی ۶۲/۷)



باب الحمد والاستغفار من رجلين إذا التقيا

ملاقات کے وقت حمد واستغفار کی فضیلت

مسلمانوں کا آپس میں میل جول اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ہی پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے ملنا اور اللہ تعالیٰ کے لئے جدا ہونا عرش کے سائے کے حصول کا ذریعہ فرمایا ہے نیز آپس میں بغض وکینہ کے ختم ہونے اور حصول محبت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے چار باب جن کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(١٩٣) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا خالد بن مرداس، أنا هشيم، عن أبي بلج، عن جابر بن زيد أبي الشعثاء، عن البراء عن عازب رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ عن قال: قال رسول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: إذا التقى المسلمان، فتصافحا وحمدا الله و استغفرا، غفرالله عزوجل لهما.

اخرجه ابوداؤد (٥٢١١/٣٥٤/٤) (٣٦١/٢) وابويعلى فى «مسنده» (١٦٧٣/٢٣٤/٣) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (١٦٧٣/٤٧٤/٦) وفى «شعب الايمان» (٨٩٥٦/٤٧٤/٦) وابن عبدالبر فى «التمهيد» (٢٤٦/١٢)

(۱۹۳) تَرجَمَہ: ”حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں (اور) اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک دوسرے سے ملاقات کرنا، مصافحہ کرنا اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا اور استغفار کرنا چاہئے۔

مصافحہ کی فضیلت واہمیت

ایک حدیث میں ہے کہ مصافحہ کیا کرو بغض وکینہ ختم ہوگا۔ (مالک عن عطاالخراسانی مرسلاً مشکوٰۃ ۲/۴۰۳)

ایک روایت میں بغض وکینہ تمہارے دلوں سے چلا جائے گا۔ (ابن عدی عن ابن عمر مرفوعاً مرقاۃ ۹/۸۲)

ایک روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔

(بیہقی فی شعب الایمان عن البراء بن عازب مشکوٰۃ ۲/۴۰۳)

حضرت انس رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ لوگوں سے مصافحہ کے لئے صبح اپنے ہاتھوں میں خوشبو ملا کرتے تھے۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۶۲)

ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے۔ (مرقاۃ ۹/۷۴، کتاب الاذکار)

مسلمانوں میں اس کو مروّج اور عام سب سے پہلے اہل یمن نے کیا۔ (بذل ۶/۳۲۵)

مصافحہ کا طریقہ

مصافحہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا ہے۔ (مرقاۃ۹/۴/۷،فتوحات ربانیہ۵/۳۹۱)

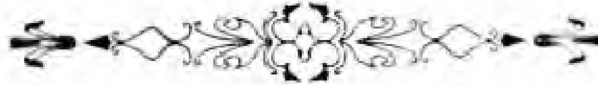
اسی طرح ایک ہتھیلی کا دوسرے ہتھیلی سے ملنا جو سختی کے ساتھ نہ ہو اس کو مصافحہ کہتے ہیں۔ یہی مصافحہ الفت ومحبت کا سبب ہے۔ (فتوحات ربانیہ۵/۳۹۲)

صرف انگلیوں سے مصافحہ کرنا (اور ہتھیلی نہ ملانا) بدعت ہے۔ (مظاہر حق۴/۳۷۶)

اسی طرح مصافحہ بغیر سلام کے نہیں ہے کیونکہ یہ تو سلام کی تکمیل کے لئے ہے۔ (ترمذی۲/۱۰۲)

حضرت براء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں سلام اس وقت مکمل ہوگا جب مصافحہ ہوگا۔ (ادب المفرد صفحہ۲۵۱)

بعض علماء نے مصافحہ کی تعریف ان الفاظ سے کی ہے ایک دوسرے کو سلام کر کے حال احوال پوچھنے تک ہاتھ ملائے رکھنا مصافحہ میں شامل ہے۔ (فتوحات ربانیہ۵/۳۹۲)



باب الصلوٰة على النبى ﷺ إذا التقيا

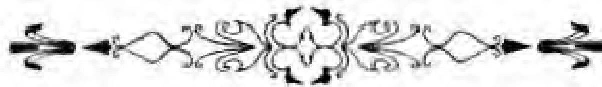
دو آدمیوں کا ملاقات کے وقت درود شریف پڑھنے کا بیان

(١٩٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا خليفة بن خياط، قال: ثنا درست ابن حمزة، حدثنا مطر الوراق، عن قتادة عن أنس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عن النبى ﷺ قال: ما من عبدين متاحبين فى الله عزوجل، يستقبل أحدهما صاحبه، فيصافحه، ويصليان على النبى ﷺ، إلا لم يتفرقا حتى تغفر لهما ذنوبهما، ما تقدم منها وما تأخر.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (٩٦٩/٣) والبخارى فى «التاريخ الكبير» (٨٧١/٢٥٢/٣) وابو يعلى فى «مسنده» (٢٩٦٠/٣٣٤/٥) والعقيلي فى «الضعفاء» (٤٥/٢) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٨٩٤٤/٤٧١/٦)

(۱۹۴) تَرْجَمَہ: ''حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو آدمی جو اللہ تعالیٰ (کی رضا وخوشنودی) کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں (جب) ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی سے ملتا ہے اس سے مصافحہ کرتا ہے پھر وہ دونوں نبی ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث کو علماء نے اگلے پچھلے گناہ معاف ہونے کے بیان میں ذکر کیا ہے بہتر یہ ہے کہ مصافحہ کرنے والا اچھی طرح مصافحہ کرے اور خوب اچھے الفاظ استعمال کرے (یعنی حمد استغفار اور درود شریف پڑھے) تاکہ اس کے مقصد کی تکمیل اچھی طرح ہو سکے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۴۰۱)



باب تبسم الرجل فی وجه أخيه إذا لقيه

مسلمان کا مسلمان سے ملتے وقت مسکرانا

(۱۹۵) - أخبرنا إبراهيم بن الضحاك، ثنا محمد بن سنجر، ثنا عمرو ابن عاصم، عن عمر بن حمزة القيسي، ثنا المنذر بن ثعلبة، عن يزيد عبدالله ابن الشخير، عن البراء بن عازب رضي الله تعالى عنه قال: لقيت رسول الله ﷺ فصافحته، فقلت: يا رسول الله! هذا من أخلاق العجم، أو هذا يكره الله؟ فقال: إن المسلمين إذا التقيا فتصحافحا، وتكاشرا بود ونصيحة، تناثرت خطاياهما بينهما.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (۱۷۹۳/٥) كما فى «العجالة» (۲٥٥/۱) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (۸۳۳۹/۳٤۱/۷) وذكره القرطبى فى «تفسيره» (۲٦٦/۹)

(۱۹۵) **تَرجَمَہ:** ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں رسول اللہ ﷺ سے ملا۔ میں نے آپ ﷺ سے مصافحہ کیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یہ (مصافحہ کرنا) کیا عجمیوں کی عادت ہے یا اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب دو مسلمان ایک دوسرے سے محبت اور نصیحت کے لئے ملتے ہیں مصافحہ کرتے اور مسکراتے ہیں تو ان کے گناہ ان کے درمیان جھڑ جاتے ہیں۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے بھی مسلمانوں کے آپس میں ملنے اور محبت اور پیار کے ساتھ مصافحہ کی فضیلت معلوم ہوئی ہے کہ اس کی برکت سے دونوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ حدیث نمبر ۱۹۳ اور اس کا فائدہ اور حدیث نمبر ۱۹۴ میں بھی مصافحہ کی فضیلت گزر چکی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب دو مسلمان ملتے ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے ساتھی کو سلام کرتا ہے تو ان دونوں میں سے وہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے جو خندہ پیشانی اور بشاشت کے ساتھ اپنے ساتھی سے ملتا ہے پھر جب دونوں مصافحہ کرتے ہیں تو اللہ ان پر سو رحمتیں نازل فرماتے ہیں نوے رحمتیں اس پر جس نے پہلے سلام اور دس رحمتیں اس پر جس سے مصافحہ کیا۔ (رواہ الحکیم الترمذی ابوالشیخ عن عمر مرفوعا فتوحات ربانیہ۵/۳۹۵، مرقاۃ۹/۷۶)

ایک روایت میں ہے کہ جب مؤمن مؤمن سے مصافحہ کرتا ہے تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں ۹۹ رحمتیں اس کے لئے جو ان میں بہترین اخلاق کا مالک ہوتا ہے۔ (عن البراء فتوحات ربانیہ۵/۳۹۵)

باب كيف يسأل الرجل أخاه عن حاله

اپنے بھائی سے اس کا حال کس طرح پوچھنا چاہئے

(١٩٦) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبدالله بن سلمة البصري، ثنا عمران ابن خالد الخزاعي، عن ثابت، عن أنس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: كان رسول الله يؤاخي بين الاثنين من أصحابه، فيطول على أحدهما ليله، حتى يلقى أخاه، فيلقاه بود وعطف، فيقول: كيف كنت بعدي؟ وأما العامة فلم يكن يأتي على أحدهم ثلاث لا يعلم علم أخيه.

اخرجه ابو يعلى في «مسنده» (٣٣٣٨/٨٥/٦) والبيهقي في «شعب الايمان» (٩٠٥٦/٥٠١/٦)

(۱۹۶) تَرجَمَۃ: ''حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیتے تھے۔ (ان میں ایک دوسرے سے محبت کا یہ حال ہوتا کہ جب) ایک پر رات لمبی ہو جاتی تو (صبح کو) اپنے بھائی سے الفت و محبت سے ملتا اور کہتا: تمہارا میرے بعد کیا حال رہا؟ عام لوگ تین دن کے اندر اندر اپنے بھائی کی خبر گیری کر لیتے تھے۔''

فَائِدَۃ: مسلمانوں کا آپس میں میل جول رکھنا ایک دوسرے کے حال احوال کی خبر رکھنا اللہ تعالیٰ کے ہاں انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے ملنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت واجب ہو جاتی ہے۔ (مالک عن معاذ بن جبل مشکوۃ ۲/ ۴۲۶)

حتیٰ کہ ایک دوسرے کی خبر گیری نہ کرنے پر سخت وعید بیان فرمائی کہ وہ آدمی مؤمن نہیں کہ خود تو پیٹ بھر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ (بیہقی شعب الایمان ابن عباس مشکوۃ ۲/۴۲۴)

کیونکہ یہ اس کی غفلت ہے کہ اپنے پڑوسی کے حال کی خبر نہ رکھی۔

ضرورت کے وقت بھی صرف تین دن تک ہی بات چیت نہ کرنے کی اجازت دی ہے اور اس سے زیادہ کو کمال ایمان کے خلاف شمار فرمایا ہے۔ (متفق علیہ مشکوۃ ۲/ ۴۲۷)

اور ایک سال تک نہ ملنے کو مسلمان کا خون کرنا فرمایا ہے۔ (ابوداؤد عن ابی الخراش السلمی ۲/ ۳۱۷)

یہ تین دن بھی اس لئے ہیں کہ اس میں ناراضگی اور غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ ۹/۲۶۲)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے جماعت کے فوائد میں ایک وجہ یہ بھی لکھی ہے کہ اس سے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی خبر گیری کا موقع ملتا رہتا ہے۔ (بہشتی زیور ۱۱/ ۴۴)

باب إعلام الرجل أخاه أنه يحبه

آدمی جس سے محبت کرے اس کو بتا دینا چاہئے

اپنے مسلمان بھائی سے محبت کرنا شریعت کی نگاہ میں ایک عظیم عمل ہے۔ ایک دوسرے کی رعایت، مدد و نصرت اور وعظ و نصیحت کے لئے محبت ہی کارگر ہوتی ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی رعایت، مدد و نصرت اور اس کی وعظ نصیحت اسی کی وجہ سے قبول کرتا ہے نیز اس دوستی کے کیا اصول ہونے چاہئیں؟

اسی اہمیت کی وجہ سے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین باب جن کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۱۹۷) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا شعيب بن يوسف، عن يحيٰى ابن سعيد، عن ثور بن يزيد، حدثني حبيب بن عبيد، عن المقدام بن معدى كرب، رضي الله تعالى عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا أحب أحدكم أخاه فليعلمه ذلك.

أخرجه أحمد فى «مسنده» (١٣٠/٤) وابوداؤد (٥١٢٤/٣٣٢/٤) (٣٥١/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٠٦) وابن حبان فى «صحيحه» (٥٧٠/٣٣٠/٢) والحاكم فى «المستدرك» (١٨٩/٧)

(۱۹۷) **ترجمہ:** ”حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے (مسلمان) بھائی سے محبت کرے تو وہ اس کو بتا دے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے ساتھی سے محبت کرے تو اس کے گھر جا کر اس کو بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ (بیہقی مرقاۃ ۲۵۶/۹)

یہ بتانا اس لئے ہے کہ وہ بھی اس سے محبت کرے۔ (اور محبت دونوں طرفہ ہو جو تعلقات کو مزید مستحکم کرنے کا سبب ہوگی)

خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ بتانا دوسرے میں الفت و محبت (پیدا کرنا) اور ابھارنا ہے کیونکہ جب وہ دوسرے کو بتائے گا کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے تو اس کا دل بھی اس کی طرف مائل ہوگا اور اس کی محبت بھی جاگ اٹھے گی۔ اس طرح اس کی نصیحت قبول کرے گا اور اگر وہ کوئی عیب بتائے تو اس کی بات کو رد نہیں کرے گا۔ (مرقاۃ ۲۵۵/۹، ۲۵۶)



باب ما يقول الرجل لأخيه إذا قال له إنى أحبك

جب کوئی کہے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں تو اس کو کیا جواب دینا چاہئے

(۱۹۸) - أخبرنا ابن منيع، ثنا هدبة بن خالد، حدثنا مبارك بن فضالة، عن ثبت، عن أنس رضي الله تعالى عنه أن رجلا قال: يا رسول الله! إنى أحب فلانا، قال: فاخبرته؟ قال: لا، قال: قم فأخبره، قال: فقال: إنى أحبك فى الله يا أخى، فقال:

﴿أَحَبَّكَ اللّٰهُ الَّذِىْ أَحْبَبْتَنِىْ لَهُ.﴾

أخرجه أحمد فى «مسنده» (۱۵۰/۳) وابوداؤد (۵۱۲۵/۳۳۳/٤) (۳۵۱/۲) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۱۸۳-۱۸٤) والحاكم فى «المستدرك» (۱۷۱/٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (۹۰۰٦/٤۸۸/٦)

(۱۹۸) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے اس کو بتا دیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (جاؤ) کھڑے ہو اور اس کو بتا دو (کہ تم اس سے محبت کرتے ہو)۔ اس شخص نے (جا کر) اس شخص سے کہا: میرے بھائی! میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اس نے جواب دیا:“

﴿أَحَبَّكَ اللّٰهُ الَّذِىْ أَحْبَبْتَنِىْ لَهُ.﴾

ترجمہ ”کہ تم سے اللہ تعالیٰ محبت کریں جن کے لئے تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی محبت کا اظہار کرے تو اس کو یہ دعا دینی چاہئے۔

نوع آخر:

(۱۹۹) - حدثنا أبو يعلى، حدثنا إسحاق بن أبى إسرائيل، ثنا أبو عاصم، عن حيوة بن شريح، عن عقبة بن مسلم، عن أبى عبدالرحمن الخبلى، عن أبى عبدالرحمن الصنابحى، عن معاذ رضي الله تعالى عنه قال: لقينى رسول الله ﷺ، فاخذ بيدى، فقال: يا معاذ! إنى أحبك فى الله، قال: قلت: وأنا والله يا رسول الله أحبك فى الله، قال: أفلا أعلمك كلمات تقولها فى دبر صلاتك:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.﴾

مر تخريجه برقم (۱۱۸)

ایک اور حدیث:

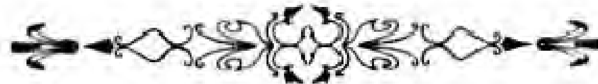
(۱۹۹) **تَرجَمَۃ:** ''حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مجھ سے ملے میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! میں تم سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں۔ حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں میں نے (بھی) عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یارسول اللہ! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھادوں جن کو تم اپنی ہر نماز کے بعد پڑھ لیا کرو؟'' (وہ کلمات یہ ہیں)

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.﴾

تَرجَمَۃ: ''اے اللہ! آپ اپنا ذکر، اپنا شکر اور اپنی اچھی طرح عبادت کرنے کے لئے میری مدد فرمائیے۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ کا عمل معلوم ہوا کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے خود حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے محبت کا اظہار فرمایا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جس سے محبت ہو اس کی خیر خواہی کرتے رہنا چاہئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یہ دعا سکھائی۔

دعا کی تشریح حدیث نمبر ۱۱۸ پر گزر چکی ہے۔



باب النهى أن يسإل الرجل عن الرجل إذا آخاه وأحبه

جس سے محبت اور بھائی چارگی کرے اس کے بارے میں کسی سے پوچھ گچھ نہیں کرنا چاہئے

(۲۰۰) - أخبرنا محمد بن الحسن بن قتيبة العسقلانى، (حدثنا غالب ابن زيد)، ثنا ابن وهب، حدثنا معاوية بن صالح، عن أبى الزاهرية، عن جبير بن نفير، عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا أحببت رجلا، فلا تماره، ولا تجاره، ولا تشاره، ولا تسأل عنه، فعسى أن تجد لهٗ عدوا فيخبرك بما ليس فيه، فيفرق بينك وبينه.

أخرجه البخارى فى «الأدب المفرد» (رقم ٥٤٥) والعقيلى فى «الضعفاء الكبير» (٤٣٤/٣) وابو نعيم فى «الحلية» (١٣٦/٥) والديلمى فى «مسند الفردوس» (١٠٩٠/٢٧٩/١) وابن الجوزى فى «العلل المتناهيه» (٧٣٤/٢)

(۲۰۰) ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی آدمی سے محبت کرو تو اس سے جھگڑا نہ کرو، اس سے لین دین میں ٹال مٹول نہ کرو، اس کے ساتھ کوئی برائی نہ کرو (کہ وہ بھی تمہارے ساتھ برائی کرے) اور نہ اس کے بارے میں کسی سے پوچھ گچھ کرو ممکن ہے (کہ اس پوچھ گچھ کے دوران تمہاری ملاقات) اس کے دشمن سے ہو جائے اور وہ تمہیں کوئی ایسی (بری) بات بتا دے جو اس میں نہ ہو اور وہ تمہارے اور اس کے درمیان میں جدائی کا سبب ہو جائے۔“

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دوستی کے ایک اہم اصول بیان فرمائے ہیں۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی جائے تو اب اس کو نبھانے کی کوشش کی جائے اس سے جھگڑا نہ کیا جائے آپس میں کوئی معاملہ نہ کیا جائے کیونکہ یہ اکثر جھگڑے کا سبب ہو جاتا ہے۔ اس کے اندرونی معاملات کے بارے میں کسی سے سوال نہ کیا جائے کیونکہ دوست دشمن سب برابر ہوتے ہیں ممکن ہے تم کسی دشمن سے پوچھ بیٹھو اور وہ جھوٹ یا سچ کوئی ایسی بات بتا دے جس سے تمہارا دل کھٹا ہو جائے اور خواہ مخواہ جدائی کی نوبت آ جائے۔ معصوم تو کوئی نہیں بلا وجہ کسی کے حالات معلوم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ (ترجمہ اردو ادب المفرد صفحہ ۳۴۷)



باب ما يقول الرجل لأخيه إذا عرض عليه ماله

جب کوئی اپنا مال اپنے بھائی کو پیش کرے تو اس کو جواب میں کیا کہنا چاہیے

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۰۱) - أخبرنا إسحاق بن إبراهيم بن يونس، ثنا داود بن رشيد، وعبدالله بن مطيع، قالا: أنباتا إسماعيل بن جعفر، عن حميد، عن أنس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قدم علينا عبدالرحمن بن عوف، فآخى رسول الله ﷺ بينه و بين سعد بن الربيع، وكان كثير المال، فقال سعد: قد علمت الأنصار أني من أكثرها مالا، فأقسم مالي بيني وبينك شطرين، ولي امر أتان فانظر أعجبهما إليك، فأطلقها حتى إذا حلت تزوجتها، فقال عبدالرحمن:

﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ. ﴾

دلوني على السوق، فلم يرجع يومئذ حتى أفضل شيئا من سمن وأقط.

أخرجه احمد فى «مسنده» (۱۹۰/۳) والبخارى (۳۵۶۹/۱۳۷۸/۳) (۵۳۳/۱) والترمذى (۱۹۳۳/۳۳۸/٤) (۱۵/۲) وابويعلى فى «مسنده» (۳۸۳٦/٤٤٧١/٦) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (۱٤۱٤۰/۲۳٦/۷)

(۲۰۱) تَرجَمَہ: ”حضرت انس رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: (جب) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ (مکہ سے ہجرت کر کے) ہمارے پاس (مدینہ منورہ) آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو حضرت سعد بن ربیع رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ کا بھائی بنا دیا جو بہت مالدار آدمی تھے (جو مہاجر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور مدینہ کے رہنے والوں کے درمیان مواخاۃ بھائی چارگی قائم کی تھی)۔ حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ سے کہا: انصار جانتے ہیں کہ میں ان میں سے سب سے زیادہ مالدار ہوں، (اب) میں اپنا مال آپ کے اور اپنے درمیان آدھا آدھا تقسیم کروں گا، اور میری دو بیویاں ہیں آپ ان کو دیکھ لیں ان میں جو آپ کی اچھی لگے میں اس کو طلاق دے دوں گا تا کہ آپ اس سے شادی کر سکیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عَنْہُ نے فرمایا:“

﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ. ﴾

تَرجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور مال میں برکت عطا فرمائیں۔“

آپ مجھے بازار کا راستہ بتا دیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اس دن پنیر اور گھی نفع میں لئے واپس لوٹے۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1. شریف ومعزز آدمی کے بازار میں خرید وفروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس تجارت کے ذریعے سے مال وغیرہ خرچ کرنے میں آدمی کا اپنے آپ کو پاک دامن رکھنا ہے۔
2. اپنے معاشی معاملے کی ذمہ داری کو سختی سے اپنے ہاتھ میں لیا جائے۔
3. اپنی گزر اوقات کے لئے اخلاق کی حفاظت کرتے ہوئے کسی پیشہ کو اختیار کرنا، عطیات، اور صدقات پر زندگی گزارنے سے بہتر ہے۔
4. تجارت میں برکت ہوتی ہے۔
5. اللہ تعالیٰ کے اوامر کو پورا کرنے میں آپس میں بھائی چارگی قائم کرنی چاہئے۔
6. جو شخص اپنا مال پیش کرے اس کو یہ دعا دینا چاہئے۔ (عمدۃ القاری ۱۱/۱۶۴)

ابن حجر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑوں کا تجارت میں خود مشغول ہونا جب کہ ایسے لوگ موجود ہوں جو یہ سارے کام ان کی طرف سے کر سکتے ہوں، جیسے وکیل وغیرہ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی گزر اوقات کے لئے خود تجارت یا کوئی پیشہ اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (فتح الباری ۶/۱۱۷)

علامہ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب تنبیہ المغترین میں لکھتے ہیں: سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک بات یہ ہے کہ واجبات موسعہ اور نوافل پر صنعت وحرفت کو مقدم رکھتے تا کہ لوگوں سے سوال کرنے سے بچ جائیں۔

کسی نے حسن بصری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے ایک شخص کی نسبت سوال کیا جو کسب کا محتاج ہو کہ اگر وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کو جائے تو اسے اس دن سوال کی حاجت ہوگی۔ آپ نے فرمایا، وہ مزدوری کرے اور نماز تنہا پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو ہزار قسم کی صنعتیں سکھلائی تھیں اور فرمایا تھا کہ اپنی اولاد سے کہہ دو کہ ان کو سیکھیں اور اپنے گزر اوقات کا ذریعہ اس کو بنائیں، اپنا پیٹ پالیں اور دین فروشی سے بچیں۔

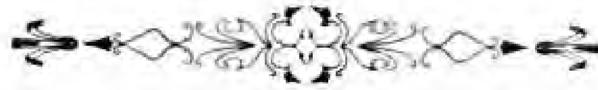
امیر المؤمنین عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ کسب کو چھوڑ کر مسجد میں نہ بیٹھو، اور بغیر سبب اختیار کئے یہ مت کہو کہ اے اللہ مجھے رزق دے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ تمہیں تو معلوم ہی ہے کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم خشکی اور دریا میں تجارت کرتے تھے لہٰذا ان کی اقتداء انسب ہے۔

حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں، تم میں نیک وہ ہے جو دین ودنیا دونوں کا کام کرے، ابوقلابہ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں جو شخص اپنی معاش کے لئے کوشش کرتا ہے وہ مسجد میں بیٹھنے والے سے بہتر ہے۔

ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ خوبی نہیں کہ تم اپنے پاؤں کو عبادت کے لئے باندھ رکھو اور دوسرا تمہاری خاطر مصیبت اٹھائے بلکہ خوبی یہ ہے کہ اپنی روٹی کو پہلے گھر میں جمع کرو اور پھر نماز پڑھو اس کے بعد پرواہ مت کرو کون دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور اگر پاس میں کھانے کو نہ ہوگا تو جو کوئی دروازہ کھٹکھٹائے گا دل میں یہی خیال آئے گا کچھ کھانے کی چیز لایا ہوگا (اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے)۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دونوں سے فرمایا کرتے، کسب کرو، کیونکہ اکثر لوگ جو امرا کے دروازوں پر جاتے ہیں ضرورت ہی کی وجہ سے جاتے ہیں۔ اے دوست! اس کو خوب یاد رکھ اور اس پر عمل کر اور سلف کی پیروی کر۔ (اخلاق سلف ترجمہ تنبیہ المغترین مصنفہ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۲۰۷، ۲۰۸)

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.



باب كيف يدعو الرجل لأخيه

اپنے بھائی کے لئے کیا دعا کرنی چاہئے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٠٢) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا هارون بن عبدالله، ثنا عبدالوارث (العنبري) ثنا سليمان بن المغيرة، ثنا ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كان أحدنا إذا دعا لأخيه فاجتهد قال: ﴿ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ صَلَاةَ قَوْمٍ أَبْرَارَ، يَقُوْمُوْنَ اللَّيْلَ، وَيَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ، لَيْسُوْا بِأَثَمَة وَلَا فَجَارَ. ﴾

اخرجه البزار كذا في «الزوائد» (١٠/١٨٤) وابونعيم في «الحلية» (٢/٣٤) وعبد حميد في «مسنده» (١/٤٠٢)

(۲۰۲) تَرجَمَہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم میں سے کوئی اپنے بھائی (ساتھی) کے لئے دعا کرتا تو دعا میں خواب مبالغہ کرتا اور یہ دعا کرتا:

﴿ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ صَلَاةَ قَوْمٍ أَبْرَارَ، يَقُوْمُوْنَ اللَّيْلَ، وَيَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ، لَيْسُوْا بِأَثَمَة وَلَا فَجَارَ. ﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ تمہیں نیک لوگوں کی دعاؤں میں شامل فرمائیں کہ (تمہیں ان کی دعائیں لگ جائیں) جو رات کو نمازیں پڑھتے اور دن کو روزے رکھتے ہیں اور وہ لوگ گناہ گار اور نافرمان نہیں ہیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ ایک دوسرے کے لئے خوب دعائیں کیا کرتے تھے۔ خصوصاً کسی مسلمان کے لئے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرنے کی بہت فضیلت آئی ہے چنانچہ روایت میں ہے کہ ایسی دعا قبول ہوتی ہے اور اس دعا کرنے والے کے سر کے پاس ایک فرشتہ ہوتا ہے جو کہتا ہے تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ کہتا ہے آمین اور تیرے لئے بھی ایسا ہی ہو۔ (مسلم ۲/۳۵۳)

علماء نے لکھا ہے کہ جو کسی مسلمان کے لئے یا کسی مسلمانوں کی جماعت کے لئے یا تمام مسلمانوں کے لئے دعا کرے تو بھی یہ فضیلت حاصل ہوگی۔ (نووی شرح مسلم ۲/۳۵۱)

اس کی قبولیت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اخلاص عیاں ہوتا ہے (کہ وہ سامنے ہوتا نہیں کہ اس دکھاوے کی کوئی صورت ہو اور نہ اس کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرے لئے دُعا کرتا ہے جس سے اس کو کوئی منفعت حاصل ہو)۔

بعض بزرگوں کا معمول تھا اپنے لئے جو دُعا کرنا چاہتے دوسروں کے لئے بھی وہ دُعا کرتے تاکہ جلد قبول اور ایسی ہی چیز انہیں حاصل ہو جائے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۵۱)

باب ما يقول الرجل لأخه إذا رآه يضحك

اپنے بھائی کو ہنستے ہوئے دیکھے تو کیا دعا دینی چاہئے

ہنسنا فرحت وسرور کی علامت ہے کسی مسلمان بھائی کو ہنستے ہوئے دیکھ کر اس کو ہمیشہ ہنستے رہنے کی دعا کرنا گویا ہمیشہ فرحت وسرور کی دعا دینا ہے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۲۰۳) - أخبرنا أبو سعيد محمد بن يحيٰى الرهاوي، ثنا الحسين بن بشار، ثنا إبراهيم بن سعد، عن صالح بن كيسان، عن الزهري، عن عبدالحميد ابن عبدالرحمن، عن محمد بن سعد بن أبي وقاص، عن أبيه، قال: استأذن عمر على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعنده نسوة من قريش، فأذن له، فبادرن الحجاب، فدخل ورسول الله صلى الله عليه وسلم يضحك، فقال عمر: أضحك الله سِنَّك يا رسول الله! بأمي وأمي، قال: عجبت من هؤلاء اللاَّتي كن عندي، فلما سمعن صوتك بادرن الحجاب، قال: فأقبل عليهن عمر رضي الله تعالى عنه فقال: يا عدوات أنفسهن! أتهبني، ولا تهبن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلن: نعم أنت أفظ وأغلظ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا ابن الخطاب! والذي نفسي بيده، ما لقيك الشيطان وأنت يفج إلا أخذ بفج غيره.

أخرجه البخاري في «الادب المفرد» (رقم٦٣١) وعبد بن حميد في «مسنده» (١٣٦٠/٤٠٢/١) والبزار في «مسنده» كما في مجمع الزوائد (١٨٤/١٠) وابونعيم في «الحلية» (٣٤/٢) والضياء المقدسي في «الاحاديث المختاره» (٧٥/٥)

(۲۰۳) تَرجَمہ: ''حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ **(ایک مرتبہ)** حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی (کچھ) عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی تو عورتیں (چھپنے کے لئے) پردے میں چلی گئیں۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ داخل ہوئے (تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس رہے تھے۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے دعا پڑھی۔ یارسول اللہ!

﴿ أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ ﴾

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا (خوش وخرم) رکھے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا کہ میرے پاس (بیٹھی ہوئی) تھیں (لیکن) جب تمہاری آواز سنی تو (ڈر کے)

پردے میں چلی گئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اپنی جانوں کی دشمن (عورتو!) مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں ہو۔ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس تو بیٹھی باتیں کرتی رہیں اور میرے آنے پر ڈر کر پردے میں چلی گئیں) ان عورتوں نے جواب دیا: ہاں (ہم تم سے ڈرتی ہیں) کیونکہ تم سخت خو اور سخت گو ہو (جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش مزاج اور خوش خلق ہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن خطاب! (چھوڑو ان عورتوں کو جو کچھ انہوں نے کہا اس کا ملال نہ کرو بلکہ یہ بات سنو!) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ (تم وہ شخص ہو جو اس صفت کے حامل ہو کہ) جس راستے پر تم چلتے ہو اور (وہاں) شیطان تم کو دیکھ لیتا ہے تو اس راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔"

فَائِدَہ: یعنی شیطان کی یہ مجال نہیں کہ جس راستے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزریں اس راستے سے گزر سکے۔ ایک روایت میں ہے کہ شیطان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سائے سے بھی بھاگتا ہے۔ (مظاہر حق ۵/ ۲٦٨)

اس روایت سے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ یہ بتا رہے ہیں کہ ایک مسلمان کو ہنستے ہوئے دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہیے۔ وہ دعا یہ ہے۔ "أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ"



باب ما يقول إذا أخذ بيد أخيه ثم فارقه

کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کے بعد جدا ہونے لگے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٢٠٤) - حدثني عمر بن سهل، ثنا حمدون بن أحمد السمسار، ثنا إسحاق بن بهلول، ثنا ابن أبي فديك، عن عبدالعزيز بن صهيب، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: ما أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيد رجل ففارقه حتى قال:

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.﴾

ذكره المباركفوري في «تحفة الاحوذي» (٤٢٩/٧) وعزاه الى ابن السني.

(۲۰۴) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کا ہاتھ پکڑتے اور پھر اس جدا ہوتے تو یہ دعا ضرور پڑھتے:۔''

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً، وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.﴾

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرمایئے (اسی طرح) آخرت میں بھی ہمیں بھلائی عطا فرمایئے اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرمایئے۔''

فائدہ: اس دعا میں دنیا اور آخرت کی بھلائی کے بارے میں مفسرین کے تین سو قول ہیں۔

دنیا میں بھلائی کے معنی ہیں۔ طاعت، قناعت، سب سے بہترین معنی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری ہے۔

آخرت میں بھلائی کا معنی مغفرت، رحمت، شفاعت، کامیابی، نجات، جنت عالیہ اور سب سے بہترین معنی آخرت میں رفیق اعلیٰ کی ہمنشینی ہے۔

عذاب جہنم سے بچایئے یعنی ہماری حفاظت فرمایئے ہر اس چیز سے جو آگ کی طرف لے جانے والی ہو (ایک اہم معنی یہ ہے کہ) اگر اللہ تعالیٰ سے حجاب ہے اس سے ہماری حفاظت فرمایئے۔

ان تمام بھلائیوں کے حصول اور امت کی تعلیم کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا کو اکثر کیا کرتے تھے۔

(کذا من فتوحات ربانیہ ۴/۷)



باب ما يقول إذا رأى من أخيه ما يعجبه

جب کسی کو اپنے بھائی کی کوئی بات اچھی لگے تو اسے کیا دعا دینی چاہئے

نظر کا لگنا حق ہے، کسی اچھی چیز کو دیکھے تو اس کو نظر نہ لگنے کے لئے کیا کرنا چاہئے کن دعاؤں کے ذریعہ اس سے حفاظت ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ نے تین باب اور اس کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٢٠٥) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا يحى بن عبدالحميد الحمانى، ثنا عبدالعزيز ابن سليمان بن الغسيل، ثنا مسلمة بن خالد الأنصارى، عن أبى أمامة بن سهل بن حنيف، عن أبيه رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ: ما يمنع أحدكم إذا رأى من أخيه ما يعجبه فى نفسه وماله، فليبرك عليه، فإن العين حق.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٣٥٩٤/٥،/٥) واحمد فى «مسنده» (٤٤٧/٣) وابويعلى فى «مسنده» (٧١٩٥/١٥٣/١٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥٥٨/٨٢/٦) والحاكم فى «المستدرك» (٢٤٠/٤)

(۲۰۵) تَرجَمَہ: ”حضرت سہیل بن حنیف رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں اپنے بھائی کی ذات یا مال میں کوئی چیز اچھی لگتی ہے تو تمہیں برکت کی (یہ) دُعا دینے سے کون سی بات روکتی ہے:

﴿بارك الله لك﴾

تَرجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائیں۔“

کیونکہ نظر (کا لگنا) حق ہے۔“

فَائِدَة: ایک روایت میں ہے کہ نظر (بد کا لگنا) حق ہے۔ (بخاری ۸۵۴/۲)

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی تو وہ نظر ہوتی۔ (مسلم ۲۲۰/۲)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نظر حق ہے (اور اس کی تاثیر اتنی شدید ہے) کہ پہاڑ کو بھی گرادے۔

(حاکم طبرانی عن ابن عباس بحوالہ مرقاۃ ۳۵۱/۸)

ایک روایت ہے کہ نظر آدمی کو قبر تک لے جاتی ہے اور اونٹ کو دیگچی میں داخل کر دیتی ہے۔

(ابونعیم فی الحلیہ عن جابر وابن عدی فی الکامل مرقاۃ ۳۵۱/۸)

ایک روایت میں ہے کہ میری امت میں اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر کے بعد نظر سے زیادہ مرتے ہیں۔

(بزار بسند حسن فتح الباری ۳۰۴/۱۰)

ایک روایت میں ہے کہ نظر کا لگنا حق ہے جو شیطان اور آدمی کی حسد کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (احمد عن ابی ہریرہ فتح الباری ۱۰/۲۰۰)
علماء نے لکھا ہے کہ جب آدمی کسی کو بری نظر سے دیکھتا ہے تو اس کی نظر سے ایک قوت نکلتی ہے جو دیکھنے والے کو پہنچ کر نقصان پہنچاتی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۲۰۰)

نظر کس کی لگتی ہے

نظر پسندیدگی کی بناء پر لگتی ہے کہ آدمی کسی چیز کو دیکھ کر پسند کرے دیکھنے والا خواہ بغیر حسد کے دیکھے اور محبت کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔ (فتح الباری ۱۰/۲۰۵)

نظر بد کا علاج

یہ دعا پڑھ کر دم کرے۔ **"بسم اللّٰہ ارقیك من کل شیء یوذیك ومن شر کل نفس او عین حاسد اللّٰہ یشفیك"** (مسلم عن ابی سعید مرقاۃ ۸/ ۳۴۸)
قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس، قل ہو اللّٰہ احد پڑھ کر دم کرے۔
"وان یکاد الذین کفروا لیزلقونك بابصارھم لما سمعوا الذکر ویقولون انه لمجنون وما ھو الا ذکر اللعالمین" پڑھ کر دم کرے۔ (مرقاۃ ۸/ ۳۴۹)
بچے کی ٹھوڑی میں کوئی کالی چیز (ہلکی سی جیسے نکتہ وغیرہ) لگا دی جائے تا کہ نظر نہ لگے۔
(امر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرح السنہ مرقاۃ ۸/ ۳۵۱)



باب ما يقول إذا رأى من نفسه وماله ما يعجبه

جب آدمی کو اپنی جان ومال میں کوئی بات اچھی لگے تو کیا کہنا چاہئے

اس باب میں مصنف رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۲۰٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا إسحاق بن إبراهيم، أنبانا معاوية ابن هشام، ثنا عمار بن رزيق، عن عبدالله بن عيسى، عن أمية بن هند، عن عبدالله بن عامر بن ربيعة، عن أبيه، قال: خرجت أنا وسهل بن حنيف، فوجدنا غديرا، وكان أحدنا يستحيى من أن يراه أحد، فاستتر مني ونزع جبة عليه، ودخل الماء، فنظرت إليه نظرة، وأعجبني خلقه، فأصبته بعيني، فأخذته نافضة، فدعوته فلم يجبني، فاتيت رسول الله ﷺ فأخبرته الخبر، فقال: قم بنا، فأتاه فرفع عن ساقه حتى كأني أنظر إلى بياض وضح ساقه وهو يخوض الماء، فاتاه فقال:

﴿ اَللّٰهُمَّ اذْهِبْ عَنْهُ حَرَّهَا وَوَصَبْهَا ﴾

ثم قال: قم، فقال رسول الله ﷺ: إذا رأى أحدكم من نفسه وماله وأخيه ما يعجبه، فليدع بالبركة.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (۲۳٥۹٤/٥٠/٥) ونسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم۲۱۱، ۱۰۳۳) وابويعلى فی «مسنده» (۱۵۲/۱۳ - ۷۱۹۵/۱۵۳) والحاكم فی «المستدرك» (۲٤٠/٤) وابوعبدالله المقدسی فی «الاحاديث المختارة» (۲۱۳/۱۸۷/۸)

(۲۰٦) تَرجَمَہ: ”حضرت عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں: میں اور سہل بن حنیف (کہیں جانے کے لئے) اپنے گھر سے) نکلے۔ (راستے میں) ہمیں ایک تالاب ملا۔ (ہم نے اس میں نہانے کا ارادہ کیا) ہم میں ہر ایک شرماتا تھا کہ کوئی اس کو (نہاتے ہوئے) دیکھے۔ انہوں نے مجھ سے پردہ کیا اور اپنا جبہ اتارا اور پانی میں (نہانے کے لئے) چلے گئے۔ میں نے انہیں ایک نظر دیکھا تو مجھے ان کا جسم اچھا لگا۔ میری نظر ان کو لگ گئی۔ ان کو سخت بخار آگیا۔ میں نے انہیں پکارا (لیکن) انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس بات کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے ساتھ چلو۔ آپ عَلَيْهِ السَّلَام ان کے پاس جانے کے لئے چلے اور اپنی پنڈلی سے (جلدی چلنے کے لئے) کپڑا اوپر کیا گویا کہ میں آپ عَلَيْهِ السَّلَام کی پنڈلی کی سفیدی اب بھی دیکھ رہا ہوں۔“

آپ پانی میں داخل ہو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ اذْهِبْ عَنْهُ حَرَّهَا وَوَصَبْهَا﴾

تَرْجَمَۃ: ''اے اللہ! آپ اس (نظر بد کی) گرمی اور دکھ درد کو ان سے دور کر دیجئے۔''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کوئی اپنی ذات، اپنے بھائی میں کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے پسند آئے تو اس کے لئے برکت کی دعا کرے۔

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب خود میں یا اہل وعیال یا مال میں کوئی بات اچھی لگے تو برکت کی دعا کرنی چاہئے اس دُعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نظر بد سے حفاظت فرماتے ہیں اس لئے ہر دیکھنے اور نظر لگنے کا اندیشہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ برکت کی دعا پڑھے کیونکہ نظر نہ لگنے کا اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ۲۱/ ۲۶۶، حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۶۸)

ایک روایت ہے کہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے برکت کی دعا کیوں نہیں کی۔ (فتح الباری ۱۰/۲۰۴)

نوع آخر:

(۲۰۷) - أخبرني محمد بن أحمد بن المهاجر وجعفر بن عيسى الحلواني، ثنا عياش بن محمد بن محمد، ثنا حجاج بن نصير، ثنا أبوبكر الهذلي (عبدالله)، عن ثمامة بن عبدالله عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من رأى شيئا فأعجبه فقال:

﴿مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

لم تصبه العين.

اخرجه البزار في «مسنده» كما في مجمع الزوائد (۵/۱۰۹) وابن عدي في «الكامل» (۳/۳۲۵) والبيهقي في «شعب الايمان» (۴/۹۰/۴۳۷۰) والديلمي في «مسند الفردوس» (۳/۵۴۴/۵۶۹۷)

(۲۰۷) تَرْجَمَۃ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی ایسی چیز دیکھے جو اسے اچھی لگے تو وہ یہ دعا پڑھے:

﴿مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

تَرْجَمَۃ: ''جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (وہی ہوا) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی قوت والا نہیں ہے۔''

تو اس کی نظر نہیں لگے گی۔''

فَائِدَۃ: "اللهم بارك فيه" اور ساتھ میں "ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله" پڑھے۔

(کما قال السیوطی فتوحات ربانیہ صفحہ ۲۷۰)

باب ما يقول إذا رأى شيئا فخاف أن يعينه

جب کسی چیز کو دیکھ کر نظر لگنے کا خوف ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۲۰۸) - حدثنا سلم بن معاذ، ثنا عبدالحميد بن محمد الحرانی الإمام، ثنا عثمان بن عبدالرحمن، عن أبی رزين الأسدی (مسعود)، قال: سمعت حزام ابن حكيم بن حزام يقول: كان النبی ﷺ إذا خاف أن يصيب شيئا بعينه، قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَلَا تَضُرَّهُ ﴾

اخرجه ابو الشيخ فی «اخلاق النبی ﷺ» (۲۶۳/۷۵۹) كما فی «العجالة» (۲۶۷/۱)

(۲۰۸) تَرجَمَہ: ”رسول اللہ ﷺ کو جب کسی چیز کو اپنی نظر لگنے کا اندیشہ ہوتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے۔“

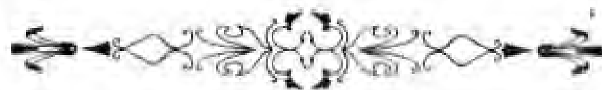
﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَلَا تَضُرَّهُ ﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! اس کو برکت عطا فرمائیے اس کو نقصان سے بچائیے۔“

فَائِدَۃ: ان تمام روایات سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

جب کسی کو اچھی چیز لگے یا اس اچھی چیز پر نظر لگنے کا اندیشہ ہو تو "اللهم بارك فيه" پڑھ لیا جائے۔

یا "ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله" پڑھ لیا جائے۔



باب سلام الرجل على أخيه إذا لقيه

جب اپنے بھائی سے ملاقات ہوتو سلام کرنا

سلام ایک مسلمان کی جانب سے دوسرے مسلمان کے لئے خیر سگالی کا پیغام اور امن کی علامت ہے جو اسلامی شعار ہونے کے ساتھ ساتھ مسلمان کا حق بھی ہے۔ ملاقات کے وقت اس کی ادائیگی سے الفت ومحبت کا بڑھنا ایک لازمی چیز ہے اسی سلام کو پھیلانے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ یہ اسلامی معاشرہ کا ایک لازمی جزو ہے اسی اہمیت کی وجہ سے آئندہ ۳۱ ابواب جن کے ذیل میں ۱۳۷ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

اپنے (مسلمان) بھائی کو ملاقات کے وقت سلام کرنا

ہر قوم میں ملاقات کے وقت کوئی ایسا کلمہ کہا جاتا ہے جس سے قائلین کا آپس میں تعلق کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے کو خیر سگالی کا پیغام دیا جاتا ہے۔ (ملخص معارف الحدیث ۶/۱۴۸)

اسلام سے قبل عرب میں رواج تھا کہ جب ایک دوسرے سے ملتے تو "أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا" (اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب فرمائیں) یا "أَنْعِمْ صَبَاحًا" (تمہاری صبح اچھی ہو) کہتے تھے۔ (ابوداؤد عمران بن حصین ۲/۳۵۳)

اسلام نے اس موقع پر ایک بہترین کلمہ تجویز کیا جو تمام کلمات سے بہتر ہے بلکہ اس امت کا خاصہ ہے چنانچہ روایت ہے کہ یہود نے سلام اور آمین سے زیادہ تمہاری کسی چیز پر حسد نہیں کی۔ (عن عائشة ابن ماجہ فتح الباری ۱۱/۴)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں چیزیں صرف اس امت ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ (فتح الباری ۱۱/۴)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (لفظ) سلام کو ہمارے لئے سلام (کہنے کا ذریعہ) اور تمہارے ذمیوں کے لئے امان (کا ذریعہ) بنایا ہے۔ (طبرانی، بیہقی، عن ابی امامۃ فتح الباری ۱۱/۴)

بہر حال سلام بڑوں کے لئے اکرام وتعظیم اور چھوٹوں کے لئے شفقت ومحبت کا کلمہ ہے۔

(۲۰۹) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا هناد بن السري، ثنا أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: للمسلم على المسلم ست بالمعروف، يسلم عليه إذا لقيه، ويجيبه إذا دعاه، ويشمته إذا عطس، ويعوده إذا مرض، ويشيع جنازته إذا مات، ويحب له ما يحب لنفسه.

اخرجه هناد السري في «الزهد» (۲/۴۹۷/۱۰۲۲) واحمد في «مسنده» (۲/۶۸) وابن ماجه (۱/۴۶۱/۱۴۳۳) (ص۱۰۳) والترمذي (۵/۸۴/۲۷۳۶) (۲/۱۰۲) وابويعلى في «مسنده» (۱/۳۴۳/۴۳۵)

(۲۰۹) ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں، جب (کسی) مسلمان کی (دوسرے) مسلمان سے ملاقات ہو تو سلام کرے۔ جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے۔ جب وہ چھینکے (اور الحمد للہ کہے) تو اسے جواب دے (یعنی یرحمک اللہ کہے) جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرے۔ جب وہ مر جائے تو اس کے جنازہ میں شریک ہو اور جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی پسند کرے۔''

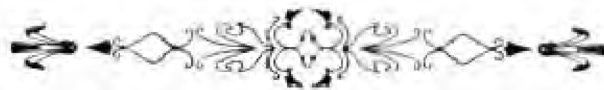
فائدہ: اس حدیث میں مسلمان کے حقوق میں سے ایک حق سلام بیان ہوا ہے۔

سلام کا حکم

سلام میں پہل کرنا مستحب ہے۔ افضل سلام یہ ہے کہ سلام کرنے والا السلام علیکم ورحمة الله وبركاته کہے خواہ جس کو سلام کیا جائے وہ ایک ہو یا کئی افراد ہوں۔ سلام اتنی آواز سے کرنا چاہئے کہ جس کو سلام کیا جائے وہ سن لے اگر اس نے نہیں سنا تو سلام ادا نہ ہوگا۔ (کتاب الاذکار ۳۰۹)

سلام کے معانی: سلام کے معنی سلامتی کے ہیں گویا سلام کرنے والا دوسرے کو سلامتی کی دعا دیتا ہے اور بتاتا ہے تم میری جانب سے مامون و محفوظ ہو۔ اور سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے بھی ہے گویا سلام کرنے والا اپنے بھائی کو سلام کر کے اس کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہے اور اس مبارک نام سے اس کو برکت کی دعا دیتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۲۶۶)

اگلے اوراق میں سلام کی فضیلت و اہمیت اور اس کے آداب کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ رہنمائی منقول ہے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ مختلف ابواب میں ان کو بیان فرمائیں گے۔



باب ما يجب على الرجل من رد السلام

سلام کا جواب دینا واجب ہے

(۲۱۰) - أخبرنا محمد بن خريم بن مروان، ثنا هشام بن عمار الدمشقي، ثنا عبدالحميد بن حبيب، أخبرنا الأوزاعي، أخبرنا ابن شهاب، أخبرني سعيد بن المسيب، أن أبا هريرة رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: حق المسلم على المسلم رد السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنازة، و إجابة الدعوة، وتشميت العاطس.

اخرجه البخاري (۱/٤١٨/١١٨٣) (١/١٦٦) والمسلم (٤/١٧٠٤/٢١٦٢) (٢/٢١٣) وابن ماجه (١/٤٦١/١٤٣٥) (ص١٠٣) وابن حبان في «صحيحه» (١/٤٧٦/٢٤١) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٣/٣٨٦/٦٤٠٨)

(۲۱۰) **ترجمہ**: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کا مسلمان پر یہ حق ہے کہ (جو کوئی مسلمان سلام کرے تو) وہ سلام کا جواب دے، مریض کی عیادت کرے، جنازے میں شرکت کرے، دعوت قبول کرے اور چھینکنے والے کو (جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو) جواب دے۔''

فائدہ: ایک روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ جب وہ تم سے نصیحت طلب کرے تو اس کو نصیحت کرو۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا چاہئے۔ سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ٦/۲٦٦)

نیز چند فوائد مزید حاصل ہوئے۔

1. مریض کی عیادت کرنا سنت ہے خواہ مریض سے تعلق اور مراسم ہوں یا نہ ہوں اسی طرح خواہ وہ قریبی و رشتہ دار ہو یا دور کا رشتہ دار ہو۔ عیادت کے آداب اور تفصیل آگے آرہی ہے۔
2. جنازہ میں شرکت کرنا بھی سنت ہے اور اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو مذکورہ بالا میں گزری اس کا مزید بیان بھی آگے آرہا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۵۴)
3. دعوت قبول کرنا مستحب ہے لیکن اس کی تاکید بہت آئی ہے۔ (مرقاۃ ٦/۲۵۴)

دعوت سے مراد ولیمہ کی دعوت، کسی بھی کھانے کی دعوت یا عقیقہ کی دعوت ہے۔ (مرقاۃ ٦/۲۵۳)

لیکن چند صورتوں میں دعوت نہ قبول کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔

1. عذر ہو تو قبول نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
2. جو کھانا دعوت میں کھلایا جارہا ہو وہ حرام ہو۔

۳ دعوت میں مالداروں کی تخصیص ہو۔

۴ محفل میں حرام چیزیں ہوں جیسے ناچ گانا، شراب، (آجکل مووی، تصاویر کا بنانا اور موسیقی) وغیرہ ہو تو جانا صحیح نہیں ہے۔

(مرقاۃ ۶/۲۵۳)

چھینکنے والے کو جواب دینا سنت علی الکفایہ ہے جب کہ اس کو الحمد للہ کہتے ہوئے سنے ورنہ واجب نہیں ہے۔

(شرح مسلم للنووی ۲/۱۸۸)

اس کی بھی باقی تفصیل آگے آرہی ہے۔



باب التغليظ فى ترك رد السلام

سلام کا جواب نہ دینے کے بارے میں وعید

سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ جو شخص جواب نہ دے اس کے لئے کیا وعید آئی ہے۔ اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۱۱) - أخبرنا محمود بن محمد الواسطى، ثنا العباس بن عبدالعظيم العنبرى، ثنا أبو عامر العقدى (عبدالملك)، عن على بن المبارك، أنه حدثهم عن يحيٰى بن أبى كثير، عن زيد بن سلام، عن جده أبى سلام، عن أبى راشد، عن عبدالرحمن بن شبل رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يسلم الراكب على الراجل، ويسلم الراجل على القاعد، ويسلم الأقل على الأكثر، فمن أجاب السلام فهو له، ومن لم يجب السلام فليس منا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۴۴۴/۳) وعبد بن حميد فى «مسنده» (۳۱۴/۱۲۹/۱) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم ۹۹۲) وابن قانع فى «معجم الصحابه» (۶۰۰/۱۳۳/۲) والبيهقى فى «شعب الايمان» (۸۸۶۷/۴۵۲/۶)

(۲۱۱) ترجمہ: ''حضرت عبدالرحمٰن بن شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سوار چلنے والے کو سلام کرے، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، کم (تعداد کے) لوگ زیادہ (تعداد کے) لوگوں کو سلام کریں۔ جو سلام کا جواب دے اس کے لئے سلام (یعنی سلامتی) ہو اور جو سلام کا جواب نہ دے وہ ہمارے ماننے والوں میں نہیں ہے۔''

فائدہ: سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۲)

سلام کا جواب فوراً دینا چاہئے اگر تاخیر کی جائے تو سلام کا جواب نہ ہوگا اور سلام نہ کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔ (کتاب الاذکار للنووی ۳۱۰)

سلام کا جواب اتنی آواز سے دینا ضروری ہے جس سے سلام کرنے والا سن لے ورنہ جواب نہ ہوگا۔ (اذکار ۳۰۹)



باب فضل البادئ بالسلام

سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت

(۲۱۲) - أخبرنا أبو الليث الفرائضي، حدثنا أبو همام، ثنا بقية، ثنا إسحاق بن مالك الحضرمي أخو صبارة بن مالك، عن يحيى بن الحارث الذماري، عن القاسم، عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذي يبدأ بالسلام أولى بالله عزوجل ورسوله محمد صلى الله عليه وسلم.

أخرجه أحمد في «مسنده» (٢٦٩/٥) وأبوداود (٥١٩٧/٣٥١/٤) (٣٥٩/٢) والترمذي (٢٦٩/٥٦/٥) (٩٩/٢) وابويعلى في «معجمه» (١٤٥/١٣٥/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤٤٣/١٧٩/٨)

(۲۱۲) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک (لوگوں میں) سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرتا ہے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم ایک دوسرے سے ملتے رہتے ہیں ہم میں سے کون سلام میں پہل کرے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ فرمانبردار ہو۔ (ترمذی عن ابی امامہ ۲/۹۹)

ایک جگہ ارشاد ہے کہ دو پیدل چلنے والے جب ملاقات کریں تو جو سلام میں پہل کرے وہ افضل ہے۔ (ادب المفرد عن جابر صفحہ ۲۵۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص سلام میں پہل کرے وہ کبر سے بری ہے۔ (مشکوٰۃ بیہقی شعب الایمان عن ابن مسعود ۲/۴۰۰)

ایک روایت میں وہ قطع تعلق کرنے سے بری ہے۔ (الحلیہ عن ابن مسعود مرقاۃ ۹/۶۹)

یہ ابتدائے سلام کی فضیلت ان لوگوں کے لئے ہے جب دو ملنے والوں کی حالت ایک ہی کہ دونوں سوار ہوں یا دونوں پیدل چل رہے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کو سلام کرنے کا حکم ہے اور ان دونوں میں جو سلام میں پہل کرے وہ دوسرے سے افضل ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۶)

اگر صورت یہ ہو کہ ایک شخص بیٹھا ہو دوسرا شخص اس کے پاس آئے تو سلام کرنے کا حق آنے کا ہے اس لئے اگر آنے والا سلام میں پہل کرے تو وہ اس فضیلت کا مستحق نہیں ہوگا کیونکہ اس نے تو اپنا حق ادا کیا ہے اور اگر بیٹھے ہوئے شخص نے سلام کیا تو وہ اس فضیلت کا مستحق ہوگا۔ (مظاہر حق ۴/۳۵۵، ۳۵۶)

باب ثواب البادئ بالسلام

سلام میں پہل کرنے والے کا ثواب

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث میں بیان فرمائی ہے۔

(٢١٣) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج السامي، ثنا أبو عوانة، عن غالب القطان، حدثني رجل على باب الحسن، قد كنت أحفظ اسمه. قال: سلم علينا ثم جلس، (ثم ثنا به) قال: ما تدخلون حتى يؤذن لكم؟ قال: قلنا: لا، قال: حدثني أبي، عن جدي، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من سلم على قوم فضلهم بعشر حسنات.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٢٦٧١٧/٣٤٢/٥) وابوبكر الشيبانی فی «الآحاد والمثانی» (٢٩١٦/٣٤٦/٥) وابويعلى فی «مسنده» كما فی اتحاف الخيره المهرة (٤٢٠٩/٤٥/٥) وابن عدی فی «الكامل» (١٥٥٣/٧٠٦/٦) والذهبی فی «ميزان الاعتدال» (٨٤١٨/٣٩٤/٦)

(٢١٣) ترجمہ: ''حضرت غالب بن قطان رحمہ اللہ تعالیٰ ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی قوم کو (سلام کرنے میں پہل کی اور) سلام کیا تو اس کو ان سے دس نیکیاں زیادہ ملیں گی۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص پہلے سلام کرے اس کو جواب دینے والوں سے دس گناہ زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سلام میں پہل کرنا جو کہ سنت ہے افضل ہے جواب دینے سے جو کہ واجب ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ١٧٦)



باب من بدأ بالكلام قبل السلام

سلام سے پہلے بات کرنے کے بیان میں

(٢١٤) - أخبرنا العباس بن أحمد الحمصي، ثنا كثير من عبيد، ثنا بقية بن الوليد، ثنا ابن أبي رواد (عبدالزيز)، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بدأ **بالكلام قبل السلام فلا تجيبوه.**

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٤٢٩/١٣٦/١) وابن عدي في «الكامل» (١٩١/٥) وابو نعيم في «الحلية» (١٩٩/٨) والديلمي في «مسند الفردوس» (٣٥٣٧/٣٤٠/٢) والحكيم الترمذي في «نوادر الاصول» (١٧٥/٢)

(۲۱۴) **ترجمہ:** ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سلام سے پہلے بات شروع کرے اس کو جواب نہ دو۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بات شروع کرنے سے پہلے سلام کرنا چاہئے کیونکہ سلام ہی سے بات کی ابتداء کی جاتی ہے تو اس کو چھوڑنے میں سلام سے ابتدا رہ جاتی ہے۔ (مرقاۃ ۹۵/۵)

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سلام بندوں میں امن و امان کے لئے معروف ہے لہٰذا جو اس میں سستی کرے تو وہ جواب کا مستحق نہیں رہتا ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۷۷)

اس لئے بات سے پہلے سلام کرنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ سلام ہماری ملت کے لئے سلام کرنے کا ایک طریقہ ہے اور ہمارے ذمیوں کے لئے امان ہے۔ (عن انس مرفوعاً مرقاۃ ۵۹/۵، فتوحات ربانیہ ۳۲/۵)

ایک روایت میں ہے کہ جو سلام کرنے سے پہلے سوال کرے اس کو جواب نہ دو۔ (ابن البخاری عن انس مرقاۃ ۹۵/۵)

پہلے سلام اور بعد میں کلام کا حکم فضا میدان (یا عام کھلی مجلسوں) میں ہے لیکن گھر میں پہلے داخل ہونے کی اجازت لے پھر سلام کرے۔ (فیض القدیر ۱۹۴/۶)



باب الفضل فی إفشاء السلام

سلام کو پھیلانے کی فضیلت

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۱۵) - حدثنا أبو يعلى، حدثنا أبوخيثمة، ثنا مروان بن معاوية الفزارى، عن عوف الأعرابى، عن زرارة بن أوفى، قال: قال عبدالله بن سلام: لما قدم رسول الله ﷺ المدينة انجفل الناس، فجئت فى الناس أنظر، فلما تبينت وجهه، عرفت أن وجهه ليس بوجه كذاب، قال: فكان أول شىء سمعته من رسول الله ﷺ يتكلم به قال: يا أيها الناس! أفشوا السلام، واطعموا الطعام، وصلوا الارحام، وصلوا باللل والناس نيام، تدخلوا الجنة بسلام.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٥١/٥) والدارمى فى «سننه» (١٤٦٠/٤٠٥/١) وابن ماجه (٣٢٥١/١٠٨٣/٢) (ص٢٣٤) والترمذى (٢٤٨٥/٦٥٢/٤) (٧٥/٢) والحاكم فى «المستدرك» (١٧٦/٤)

(۲۱۵) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ (ان کے استقبال کے لئے) تیزی سے گئے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ گیا تا کہ (رسول اللہ ﷺ کو) دیکھوں۔ جب میں نے آپ ﷺ کا چہرہ (مبارک) دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ چہرہ (کسی) جھوٹے آدمی کا نہیں ہے۔ (اس وقت) میں نے رسول اللہ ﷺ کی جو سب سے پہلی بات سنی وہ یہ تھی اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، رات کو اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں اور (ان اعمال کی وجہ سے) جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ۔“

فائدہ: سلام کیونکہ آپس میں الفت کے لئے پہلا سبب اور محبت کے حصول کے لئے پہلی چابی کی حیثیت رکھتا ہے اور تمام ملتوں سے مسلمانوں کو جدا کر دیتا ہے۔ نیز سلام میں نفس کا مجاہدہ اور تواضع بھی ہے اور اس کی وجہ سے مسلمانوں سے قطع رحمی، کینہ اور بغض وغیرہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۷۹/۵)

صلہ رحمی کا معنی

لغت میں تو جوڑنا پیوند لگانا اور شریعت میں اپنے اعزاء واقارب کے ساتھ احسان اور اچھے سلوک کا معاملہ کرنا، ان کو عطاء

بخشش اور اپنی مالی واخلاقی اعانت کے ذریعے فائدہ اور راحت پہنچانا ہے۔ (مظاہر حق ۴/ ۵۰۸)

صلہ رحمی کی اہمیت

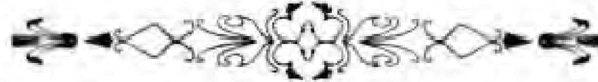
ایک روایت میں ہے کہ رحم (کا لفظ) رحمٰن سے نکلا ہوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو تجھ کو جوڑے گا یعنی تیرے حق کی رعایت کرے گا میں بھی اس کو (اپنی رحمت سے) جوڑوں گا اور جو تجھ کو توڑے گا میں بھی اس کو توڑوں گا یعنی اس کو اپنی رحمت سے دور کردوں گا۔ (بخاری ۲/ ۸۸۵)

ایک روایت میں ہے کہ صلہ رحمی نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (مسلم ۲/ ۳۱۵، بخاری ۲/ ۸۸۵)

صلہ رحمی کیا ہے

صلہ رحمی سے مراد ان لوگوں سے تعلقات جوڑنا ہے جو ماں باپ کے تعلق والے ہوں خواہ وہ رشتہ دار ہوں جو میراث کا حق رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں اسی طرح خواہ وہ محرم ہوں یا نہ ہوں جیسے حدیث میں آیا ہے کہ سب سے بڑی صلہ رحمی یہ ہے کہ آدمی اپنے دوستوں سے صل رحمی کرے حالانکہ وہ محرم نہیں ہیں۔ (ملخص فتح الباری ۱۰/ ۴۱۴، فتوحات ربانیہ ۶/ ۲۷۹، شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۱۵)

باقی کھانا کھلانے کی فضیلت واہمیت حدیث نمبر ۳۱۹ پر آئے گی اور رات کو نماز پڑھنے کی فضیلت واہمیت حدیث نمبر ۵۴۷ پر آئے گی۔



باب كيف إفشاء السلام

سلام کس طرح پھیلایا جائے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۱٦) - أخبرنا أحمد بن عمير بن جوصاء، ثنا عمرو بن عثمان الحمصي وكثير بن عبيد، وأبو التقي (هشام بن عبدالملك)، قالوا: ثنا بقية ابن الوليد، عن محمد بن زياد، قال: كنت آخذ بيد أبي أمامة الباهلي في المسجد، فانطلقت معه وهو منصرف إلى بيته، فلا يمر على أحد صغير ولا كبير، مسلم ولا نصراني إلا سلم عليه، حتى إذا انتهى إلى باب داره قال: يا ابن أخي! أمرنا نبينا صلى الله عليه وسلم أن نفشي السلام.

أخرجه ابن ماجه (۲/۱۲۱۸/۳٦۹۳) (ص۲٦۲) والروياني في «مسنده» (۲/۳۱۰/۱۲٦٦) والطبراني في «المعجم الكبير» (۸/۱۱۱/۷۵۳۵) وفي «مسند الشاميين» (۲/۸/۸۲۱) وابو نعيم في «الحلية» (٦/۱۱۲)

(۲۱٦) ترجمہ: ”حضرت محمد بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں مسجد میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا وہ اپنے گھر جارہے تھے۔ وہ جس چھوٹے بڑے مسلمان اور عیسائی کے پاس سے گزرے تو اس کو سلام کرتے یہاں تک کہ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ گئے تو فرمایا: میرے بھتیجے! ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے پھیلانے کا حکم فرمایا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے سلام پھیلانے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بازار تشریف لے جاتے اور لوگوں کو سلام کرتے جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ بازار کیوں تشریف لائے ہیں اس لئے کہ آپ نہ تو کچھ خریدتے ہیں نہ بیچتے ہیں تو فرمایا: ہم صرف ان لوگوں کو سلام کرنے کے لئے آتے ہیں جن سے ہماری ملاقات ہو۔ (مشکوٰۃ ۲/۴۰۰)

ایک روایت میں ہے کہ اس سے زیادہ کون بخیل ہوگا جو سلام کرنے میں بھی بخل کرے۔ (مشکوٰۃ ۲/۴۰۰)

ایک روایت میں ہے میں بازار اس لئے آتا ہوں کہ میں سلام کروں یا مجھے سلام کیا جائے اور کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ (فتح الباری عن ادب المفرد ۱۱/۱۹)

سلام پھیلانے میں آواز سے سلام کرنا ضروری ہے کم سے کم سلام اور جواب سن لیا جائے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۹)

اس حدیث میں غیر مسلم کو سلام کرنا معلوم ہوتا ہے شاید ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کو پھیلانے کو عمومی سمجھا ہو کہ سب کو سلام کیا جائے اور ان کو اس کے منع ہونے کا علم نہ ہو یا اس مجلس میں کافر اور مسلمان ملے جلے مخلوط بیٹھے ہوں اور انہوں نے مسلمانوں کی نیت سے سلام کیا ہو۔ (حاشیہ ابن سنی ۱۷۹)

باب سلام الراكب على الماشى

سوار پیدل کو سلام کرے

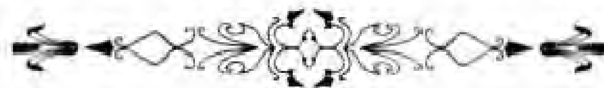
کون کس کو سلام کرے ذیل میں مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے مختلف ابواب بیان فرمائیں۔

(٢١٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا وهب بن بيان، ثنا ابن وهب، (ح) وأخبرنا أبو يعلى، ثنا أحمد بن عيسى المصرى، ثنا ابن وهب، أخبرنى أبوهانىء حميد بن هانىء، عن عمرو بن مالك، عن فضالة بن عبيد رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ عن النبى ﷺ قال: يسلم الفارس على الماشى، والماشى على القائم، ويسلم القليل على الكثير.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٩/٦) والترمذى (٢٧٠٥/٦٢/٥) (١٠٠/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠١٧٠/٩١/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٣٨) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٨٠٥/٣١٢/١٨)

(۲۱۷) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت فضالہ بن عبید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھوڑے پر سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، گزرنے والا کھڑے ہوئے آدمی کو سلام کرے اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوار کو چاہئے کہ پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔



باب سلام المار على القائم

چلنے والا کھڑے ہوئے کو سلام کرے

(۲۱۸) - أخبرني محمد بن جعفر بن رزين، ثنا إبراهيم بن العلاء الزبيدي، ثنا إسماعيل بن عياش، حدثنا حرام بن عثمان، عن أبي عتيق، عن جابر رضي الله تعالى عنه أن النبي ﷺ قال: يسلم الصغير على الكبير، ويسلم الواحد على الاثنين، ويسلم القليل على الكثير، ويسلم الراكب على الماشي، ويسلم المار على القائم، ويسلم القائم على القاعد.

اخرجه علي بن الجعد في «مسنده» (۲۹٦٦/٤٣٥/١) والبخاري (٥٨٧٧/٢٣٠١/٥) (٩٢١/٢) وابوداؤد (٥١٩٨/٣٥١/٤) (٣٥٠/٢) والترمذي (٢٧٠٥/٦٢/٥) (١٠٠/٢) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٢٠٣/٩)

(۲۱۸) **ترجمہ:** "حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو ایک شخص دو شخصوں کو، کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو، سوار پیدل چلنے والے کو اور گزرنے والا کھڑے ہوئے آدمی کو سلام کرے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چلنے والے کو کھڑے ہوئے آدمی کو سلام کرنا چاہئے۔



باب سلام الماشی علی القاعد

پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

(۲۱۹) - أخبرنا أبو بكر النيسا بورى، ثنا يوسف بن سعيد، ثنا حجاج، عن ابن جريج، أخبرنى زياد بن سعد، أنه أخبره ثابت مولى عبدالرحمن ابن زيد، أنه سمع أبا هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول: قال رسول الله ﷺ: يسلم الراكب على الماشى، والماشى على القاعد، والقليل على الكثير.

اخرجه المالك فى «المؤطا» (۱۷۲۱/۹٥۹/۲) والبخارى (٥/۲۳۰۱-۲۳۰۲/۵۸۷۷) (۹۲۱/۲) والمسلم (۲۱٦۰/۱۷۰۳/٤) (۲۱۲/۲) وابوداؤد (۵۱۹۹/۳٥۱/٤) (۳٥۰/۲) والترمذى (۲۷۰۳/٦۱/٥) (۹۲/۲)

(۲۱۹) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوار چلنے والے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کرے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سوار پیدل چلنے والے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔

(۲۲۰) - وحدثنى محمد بن بشير الزبيرى، ثنا محمد بن بحر بن مطر، ثنا أبو عبدالله محمد بن عمر الواقدى، أنبا ابن جريج، عن أبى الزبير، عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبى ﷺ قال: يسلم الراكب على الماشى، والماشى على القاعد، والماشيان جميعا، أيهما يبدء بالسلام فهو أفضل.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٥۱۰/۲) والدارمى فى «سننه» (۲٦۳٤/۳٥۷/۲) والبخارى (٥/۲۳۰۱ - ۲۳۰۲/۵۸۷۷) (۹۲۱/۲) وابوداؤد (۵۱۹۹/۳٥۱/٤) (۳٥۰/۲) والترمذى (۲۷۰۳/٦۱/٥) (۱۰۰/۲)

(۲۲۰) ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ دو پیدل چلنے والے (ملاقات کے لئے) جمع ہو جائیں تو ان میں سے جو سلام میں پہل کرے وہ افضل ہے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو پیدل چلنے والے ایک دوسرے کو سلام کریں اور ان میں سے جو سلام میں پہل کرے وہ دونوں میں افضل ہے۔



باب سلام المار على القاعد

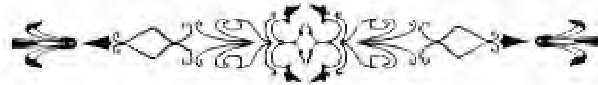
گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے

(۲۲۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا أحمد بن حفص، ثنا أبى، ثنا إبراهيم ابن طهمان، عن موسى بن عقبة، عن صفوان بن سليم، عن عطاء بن يسار، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يسلم الصغير على الكبير، والمار على القاعد، والقليل على الكثير.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۵۱۰/۲) والبخارى (۲۳۰۱/۵ - ۵۸۷۷/۲۳۰۲) (۹۲۱/۲) والترمذى (۲۷۰۳/۶۱/۵) (۹۲/۲) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۸۰٤/۳۱۲/۱۸) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (۲۰۳/۹)

(۲۲۱) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹا بڑے کو، گزرنے والا، بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔



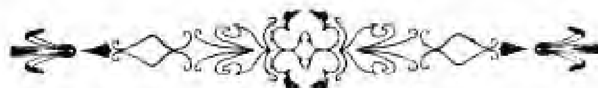
باب سلام القليل على الكثير

کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں

(۲۲۲) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا زكريا بن يحيى رحمويه، ثنا روح ابن عبادة، ثنا حبيب بن الشهيد، عن الحسن، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: يسلم الراكب على الماشى، والماشى على القاعد، والقليل على الكثير.

مر تخريجه برقم (۲۲۰)

(۲۲۲) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔“



باب سلام الصغير على الكبير

چھوٹا بڑے کو سلام کرے

(۲۲۳) - أخبرنی جعفر بن عیسی التمار، ثنا الحسن بن أبی الربیع، أنا عبدالرزاق، أنا معمر، عن همام، عن أبی هريرة رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: يسلم الصغير على الكبير، والمار على القاعد، والقليل على الكثير.

مر تخريجه برقم (۲۲۱)

(۲۲۳) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چھوٹا بڑے کو گزرنے والے بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے زیادہ تعداد والوں کو سلام کرے۔''

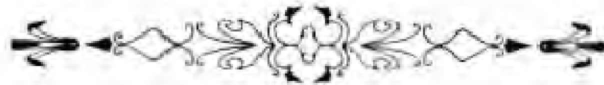
فائدہ: جن لوگوں کو سلام میں ابتدا کرنے کا حکم ہے ان کو ابتدا کرنے کے حکم کی حکمتیں یہ ہیں کہ چھوٹے بڑے کو سلام کرنا اس لئے ہے کہ چھوٹے پر بڑے کا حق ہے کہ چھوٹے کو بڑے کی عزت کرنے اور اس کے ساتھ تواضع برتنے کا حکم ہے۔

کم تعداد والوں کا زیادہ تعداد والوں کو سلام کرنا کثیر کے حق کی وجہ سے ہے کیونکہ ان کا حق زیادہ ہے۔

گزرنے والا گھر میں داخل ہونے والے کی طرح ہے کہ داخل ہونے والے کو سلام کرنے کا حکم ہے۔

سوار کو سلام کا حکم اس لئے ہے کہ وہ تکبر نہ کرے اور تواضع اختیار کرے۔

قلیل کثیر کو اس لئے سلام کرے کہ جماعت کو فضیلت ہوتی ہے۔ (کلہ من فتح الباری ۱۱/ ۱۷)



باب سلام الواحد على الجماعة

ایک آدمی کا جماعت کو سلام کرنا

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٢٤) - أخبرنا أبو يعلى وأبو شيبة داود بن إبراهيم قالا: ثنا عبدالأعلى ابن حماد، ثنا يعقوب بن إسحاق الحضرمي، عن سعيد بن خالد، حدثني عبدالله بن الفضل، عن عبيدالله بن أبي رافع، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يجزىء من الجماعة إذا مرت أن يسلم أحدهم، ويجزىء عن القعود أن يرد أحدهم.

اخرجه أبوداود (٤/٣٥٣/٥١٠) (٢/٣٦١) والبزار في «مسنده» (٢/١٦٧/٥٣٤) وابويعلى في «مسنده» (١/٣٤٥/٤٤١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٣/٨٢/٢٧٣٠) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٩/٤٨ - ٤٩)

(۲۲۴) **ترجمہ:** ''حضرت علی بن طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کچھ لوگ جماعت کی صورت میں گزر رہے ہوں تو ان میں ایک کا سلام کرنا کافی ہے اور بیٹھنے والوں میں سے (جن کو سلام کیا گیا ہے) ایک کا جواب دینا بھی کافی ہے۔''

فائدہ: ایک آدمی کا جماعت میں سے سلام کرنا اور جواب دینا کافی ہے لیکن اگر تمام سلام کریں یا تمام جواب دیں تو افضل ہے۔ اگر کوئی بھی جواب نہ دے تو سب گناہگار ہوں گے۔ (کتاب الاذکار ۲۳)

مجلس میں سلام کا طریقہ

اگر کوئی شخص مجلس میں داخل ہوا اور وہ مجلس ایسی ہے کہ ایک سلام ہی ان کو کافی ہوگا (کہ ان کو آواز پہنچ جائے گی) تو ان تمام کو ایک ہی سلام کرے، اور اگر بعض کو خاص کر کے مزید سلام کرے تو یہ ادب ہے۔ اسی طرح ان میں کوئی بھی جواب دے دے تو کافی ہے اور اگر سب لوگ جواب دیں تو یہ بھی ادب ہے۔

اگر مجلس بڑی ہے کہ ایک سلام سب تک نہیں پہنچ سکے گا تو آنے والا داخل ہوتے ہی ایک سلام کر دے تو یہ سنت کا ادا کرنے والا ہوگا۔

اور اگر ایک جماعت سے ملے اور بعض کو سلام کرے اور بعض کو نہیں تو یہ مکروہ ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۴۰، کذا فی الفتح ۱۱/۱۴،۱۱)



باب سلام الرجل على النساء

مرد کا عورتوں کو سلام کرنا

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٢٥) - أخبرنا أبو يعلى، أنا أبوبكر بن أبي شيبة، حدثنا وكيع، عن شعبة، عن جابر (الجعفي)، عن طارق التميمي، عن جرير بن عبدالله، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على نسوة فسلم عليهن.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٢٥٧٨٩/٢٥٢/٥) واحمد فی «مسنده» (٣٥٧/٤) وابويعلی فی «مسنده» (٧٥٠٦/٤٩٥/١٣) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٢٤٨٦/٣٥٣/٢) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٨٩٠٠/٤٦٠/٦)

(۲۲۵) ترجمہ: ''حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو سلام کیا۔''

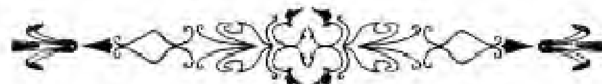
فائدہ: عورتوں کو سلام کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فتنہ میں مبتلا ہونے سے مامون تھے۔ (مرقاۃ ۵۶/۹)

ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جس شخص کو فتنہ میں مبتلا نہ ہونے کا یقین ہو تو وہ سلام کرے ورنہ خاموشی زیادہ اچھی بات ہے۔ (فتح الباری ۳۴/۱۱)

اگر عورت محرم ہے تو یہ مرد کی طرح ہے کہ ہر ایک عورت و مرد کے لئے سلام میں پہل کرنا افضل ہے اور دوسرے کو جواب دینا واجب ہے۔

اگر عورت اجنبی ہے اور خوبصورت (یا جوان) ہے اور فتنہ میں پڑنے کا اندیشہ ہو تو مرد کے لئے سلام کرنا جائز نہیں ہے اور اگر مرد سلام کرے تو عورت کو جواب دینا واجب نہیں ہے۔ نہ عورت کو سلام میں پہل کرنا چاہئے۔

اگر عورت بوڑھی ہے اور کوئی فتنے کا اندیشہ بھی نہ ہو تو عورت بھی مرد کو سلام کر سکتی ہے اور جواب بھی دے سکتی ہے۔
(کتاب الاذکار صفحہ ۳۳، کذا فی الفتح الباری ۳۴/۱۱، ۳۵)



باب السلام علی الصبیان

بچوں کوسلام کرنا

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۲٦) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا علي بن الجعد، أنا شعبة، عن يسار أبي الحكم، عن ثابت، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، أنه مرَّ على الصبيان فسلم عليهم، وحدثنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرَّ على الصبيان فسلم عليهم وهو معهم.

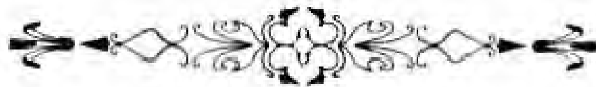
(واخرجه البخاري (٥/٢٣٠٦/٩٨٩٣) (٢/٩٢٣) والمسلم (٤/١٧٠٨/٢١٦٨) (٢/٢١٤) وابوداؤد (٤/٣٥٢/٥٢٠٢) (٢/٣٦٠) وابن ماجه (٢/١٢٢٠/٣٧٠٠) (ص٢٦٣) والترمذي (٥/٥٧/٢٦٩٦) (٢/٩٩)

(۲۲٦) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کوسلام کیا۔''

فائدہ: بچوں کوسلام کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم اخلاق اور آپ کے آداب شریعہ کی دلیل ہے۔اس میں بچوں کوسنتوں کے سیکھنے کا عادی بنانا اوران کوآداب شریعت کی مشق کرانا ہے تاکہ وہ اس حال میں بڑے ہوں کہ شریعت کے تمام آداب سے آراستہ ہوں۔ (شرح الکرمانی للبخاری ۲۲/۱۷)

اسی طرح بڑوں کے لئے تکبر کا چھوڑنا، انکساری اور ترقی کا برتاؤ کرنا بھی ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۳۳)

بچہ پرسلام کا جواب واجب نہیں ہے لیکن بڑوں کو چاہئے کہ بچہ کوسلام کے جواب دینے کا حکم کریں تاکہ بچہ کوسلام کا جواب دینے کی عادت ہوجائے۔ (فتح الباری ۱۱/۳۳)



باب كيف السلام على الصبيان

بچوں کو کیسے سلام کیا جائے

(۲۲۷) - أخبرني عثمان بن سهل، عن مخلد، ثنا محمد بن إسماعيل، ثنا وكيع، عن حبيب بن حجر القيسي، عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، قال: مرّ علينا رسول الله ﷺ ونحن صبيان، فقال:

﴿ السلام عليكم ياصبيان ﴾

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٢٥٧٧٥/٢٥١/٥) واحمد في «مسنده» (١٨٣/٣) وابويعلى في «مسنده» (كما في اتحاف الخيره المهره (٥٢٨٧/٤٢/٦) وابن عدي في «الكامل» (١٣٢٣/١٦٣/٥) وابونعيم في «الحلية» (٣٧٨/٨)

(۲۲۷) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے ہم بچے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ان الفاظ سے):

﴿ السلام عليكم ياصبيان ﴾

ترجمہ: ''السلام علیکم بچو!''

(سے) سلام کیا۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ کئی احادیث میں آئی ہے کہ آپ ﷺ بچوں کو سلام کیا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ انصار سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے تھے اور ان کے بچوں کو سلام کرتے اور ان کے سروں پر (شفقت سے) ہاتھ مبارک پھیرتے اور ان کے لئے دعاء فرماتے تھے۔ (نسائی عن ثابت فتح الباری ۳۲/۱۱، ۳۳)

علماء نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے بچوں کو سلام کرنے سے معلوم ہوا کہ بچوں کو سلام کرنے میں ان کو شریعت کے آداب سکھانا ہے۔

بڑوں کا تکبر کو چھوڑ کر تواضع اختیار کرنا اور نرم رویہ اختیار کرنا ہے۔

اگر بچے کو سلام کیا جائے تو چونکہ وہ احکام کا مکلف نہیں اس لئے اس پر جواب واجب نہیں ہے لیکن اس کے سرپرست کو چاہئے کہ اسے جواب دینے کو کہے تاکہ اس کو اس کی عادت ہو جائے۔ (فتح الباری ۳۳/۱۱)



باب السلام على الخدم والصبيان والجوارى

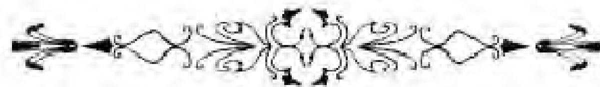
خادموں، بچوں اور عورتوں کو سلام کرنا

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے......

(۲۲۸) - أخبرنى عمر بن حفص بن عمرويه، ثنا عبدة بن عبدالله الصفار، ثنا عبدالصمد، بن عبدالوارث، ثنا محمد بن ثابت البنانى، حدثنى أبى، أن أنسا رضى الله تعالى عنه حدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم استقبله نساء وصبيان وخدم جائين من عرس لهم، فسلم عليهم وقال: (والله أنى لأحبكم).

اخرجه احمد فى «مسنده» (۱۵۰/۳) والبخارى (۱۹۸۵/۵/۴۸۸۵) (۷۷۸/۲) والمسلم (۱۹۴/۴)(۲۵۰۸) (۳۰۵/۲) وابويعلى فى «مسنده» (۲۳۰/۶/۳۵۱۷) وابن عدى فى «الكامل» (۱۳۶/۶/۱۶۳۸)

(۲۲۸) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات عورتوں بچوں اور خادموں سے ہوئی جو اپنے ہاں شادی میں شرکت کے لئے آ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم لوگوں سے محبت کرتا ہوں۔''



(۲۲۹) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا سعيد، عن أبى الربيع، حدثنى رشيد أبو عبدالله، ثنا ثابت، عن أنس رضى الله تعالى عنه قال: مرَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم على جوار من بنى النجار، وهن يضربن بالدف ويقلن:

نحن جوار من بنى النجار   يا حبذا محمد من جار

فقال النبى صلى الله عليه وسلم:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِنَّ.﴾

اخرجه ابن ماجه (۶۱۲/۱/۱۸۹۹) (ص۱۳۷) وابويعلى فى «مسنده» (۱۳۴/۶/۳۴۰۹) والطبرانى فى «المعجم الصغير» (۶۵/۱/۷۸) ابونعيم فى «الحلية» (۱۲۰/۳) و البيهقى فى «دلائل النبوة» (۵۰۸/۵)

(۲۲۹) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کی

لڑکیوں کے پاس سے گزرے جو دف بجاتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی تھیں:

نحن جوار من بنی النجار   یا حبذا محمد من جار

ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ہمارے) کیا خوب پڑوسی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِنَّ.﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ ان لڑکیوں کو برکت عطا فرمائیں۔''



باب السلام على المشركين إذا كانوا مع المسلمين فى المجلس

مسلمان اور کافر ایک ہی مجلس میں ہوں تو سلام کرنا؟

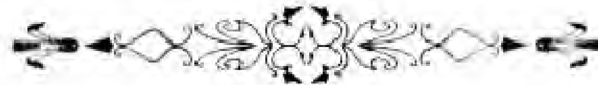
(۲۳۰) - حدثنا على بن أحمد بن سليمان، ثنا سلمة بن شبيب، ثنا عبدالرزاق، أنا معمر، عن الزهرى، عن عروة، أن أسامة بن زيد رضى الله تعالى عنه أخبره، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ بمجلس فيه أخلاط من المسلمين واليهود والمشركين وعبدة الأوثان، فسلم عليهم.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۳۰۳/۵) والمسلم (۱٤۲۲/۳ - ۱۷۹۸/۱٤۲۳) (۱۰۹/۲) والترمذی (۲۷۰۲/٦۱/۵) (۹۹/۲) وابن حبان فى «صحيحه» (٥٤٣/١٤ - ٦٥٨١/٥٤٤) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٦٦١٨/١٨/٤)

(۲۳۰) **ترجمہ**: "حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلمان یہودی، مشرکین اور بتوں کو پوجنے والے بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سلام کیا۔"

فائدہ: علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی مسلمان ایسی مجلس پر سے گزرے جس میں مسلمان اور کافر ہوں تو وہ ان مجلس والوں کو مسلمانوں کی نیت کرتے ہوئے سلام کرے۔ (قالہ النووی فی الاذکار صفحہ ۳۳)

. اگر کسی کافر کو خط لکھے تو اس کو سلام اس طرح لکھے "سلام علی من اتبع الهدى" (کہ اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت اختیار کرے) جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل روم کے بادشاہ کو لکھا تھا۔ (اذکار ۳۲۱)



باب ثواب السلام

سلام کا ثواب

(۲۳۱) - أخبرنا أبو يعلي، ثنا أبوبكر بن أبي شيبة، ثنا أبو أسامة موسى بن عبيدة، عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال: السلام عليكم كتب لهٗ عشر حسنات، ومن قال: السلام عليكم ورحمة الله كتب لهٗ عشرون حسنة، ومن قال: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته كتب لهٗ ثلاثون حسنة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٣٩/٤) اخرجه ابوداؤد (٥١٩٥/٣٥٠/٤) (٣٥٩/٢) والترمذي (٢٦٨٩/٥٢/٥) (٩٨/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٣٧) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٨٠/١٣٤/١٨)

(۲۳۱) ترجمہ: ''حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص (سلام کرنے کے لئے) ''السلام علیکم'' کہتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہتا ہے اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہتا ہے اس کے لئے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔''

نوع آخر:

(۲۳۲) - حدثنا القاضي المحاملي أبو عبدالله، ثنا علي بن سهل، ثنا عبيد ابن إسحاق التميمي، ثنا المختار بن إسحاق التميمي، أنبا أبو حيان التميمي، عن أبيه عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، قال: دخلت المسجد فإذا أنا بالنبي صلى الله عليه وسلم في عصبة من أصحابه، فقلت: السلام عليكم، فقال: وعليكم السلام ورحمة الله، عشر لي وعشر لك، فدخلت الثانية، فقلت: السلام عليكم ورحمة الله، عشر لي وعشر لك، فدخلت الثانية، فقلت: السلام عليكم ورحمة الله وبركاته، فقال: وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته، ثلاثون لي ثلاثون لك، أنا وأنت في السلام سواء، يا علي! إنه من مرّ على مجلس فسلم، كتب لهٗ عشر حسنات، ومحى عنه عشر سيئات، ورفع لهٗ عشر درجات.

اخرجه البزار كما في «مجمع الزوائد» (٣٠/١٠) وابونعيم في «عمل اليوم والليلة» كما في فتح الباري (٦/١١)

ایک اور حدیث:

(۲۳۲) تَرجَمَۃ: ”حضرت علی بن ابوطالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنہُ فرماتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا و میں (مسجد) میں رسول للہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم کو ”السلام علیکم“ کہا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے ”وعلیکم السلام ورحمۃ اللّٰہ“ (کہہ کر جواب دیا اور) فرمایا: دس نیکیاں مجھے ملیں اور دس نیکیاں تمہیں ملیں۔ (حضرت علی فرماتے ہیں) میں دوسری مرتبہ گیا تو میں نے ”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ کہہ کر سلام کیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے جواب میں ”وعلیکم السلام ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ“ فرمایا (اور فرمایا:) تیس نیکیاں مجھے ملیں اور تیس نیکیاں تمہیں ملیں۔ میں اور تم سلام (کرنے اور جواب دینے) میں برابر رہے۔ علی! جو شخص کسی مجلس کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کرے تو اس کے لئے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں مٹادی جاتی ہیں اور اس کے دس درجات بلند کئے جاتے ہیں۔“

فَائِدَہ: ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی جتنا زیادہ سلام کے الفاظ کہتا ہے اس کو اتنا ہی زیادہ ثواب ملتا ہے جیسا کہ دس، بیس اور تیس نیکیاں ملنا معلوم ہوا۔ سلام کا جواب بڑھا کر دینا مستحب ہے کتنا بڑھا کر جواب دینا چاہئے اس کی تفصیل حدیث نمبر ۲۳۵ پر آرہی ہے۔

آخری روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو آدمی کسی مجلس والوں کو سلام کرتا ہے تو اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس درجات بلند ہوتے ہیں۔ ایک روایت ہے کہ جب کوئی آدمی لوگوں کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کرے تو اس کو یاد دلانے کی وجہ سے ان لوگوں پر ایک درجہ فضیلت حاصل ہوتی ہے اگرچہ وہ لوگ سلام کا جواب نہ دیں، اور اس کو ان سے بہتر اور پاکیزہ (فرشتے) جواب دیتے ہیں۔ (مجمع الزوائد ۸/۲۹)



باب صفة السلام

سلام کرنے کا طریقہ

(٢٣٣) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا مسروق بن المرزبان، ثنا عبدالسلام بن حرب، عن عبدالله بن سعيد، عن جده، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا أراد أحدكم السلام فليقل: السلام عليكم، فإن الله عزوجل هو السلام، فلا تبدؤا قبل الله بشيء.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (١١/٤٣٩ - ٦٥٦٥/٤٤٠)

(۲۳۳) تَرْجَمَہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی سلام کرنا چاہے تو وہ السلام علیکم کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سلام ہیں اس لئے تم اللہ تعالیٰ (کے نام) سے پہلے کچھ شروع نہ کرو۔''

فَائِدَۃ: سنت یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے سلام کرے۔ (کتاب الاذکار۳۱۵)

اللہ تعالیٰ کا نام سلام ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "السلام المؤمن المهيمن"

سلام کے معنی عیب سے پاک و محفوظ کے ہیں ایک معنی یہ ہے کہ اپنے بندوں کی حفاظت کرنے والا اپنے دوستوں کی حفاظت کرنے والا۔ (فتح الباری۱۱/۱۳)

ایک روایت میں ہے کہ سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو (زمین والوں کے لئے) زمین پر اتارا ہے اس لئے آپس میں (ایک دوسرے کو سلام کر کے) سلام کو پھیلاؤ۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۵۷)

ایک روایت میں ہے کہ سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اہل جنت کا سلام ہے۔ (بیہقی فی الشعب عن ابن عباس مرفوعا فتح الباری ۱۱/۱۳)

جب آدمی دوسرے کو سلام کرتا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر سلامتی ہو وہ حفاظت ہو اللہ تعالیٰ تمہارے احوال پر باخبر ہیں تمام بھلائیاں ملیں اور تمام برائیوں سے حفاظت رہے۔



باب رد الواحد من الجماعة يجزى عن جميعهم

جماعت میں سے ایک آدمی کا سلام کا جواب دینا سب کی طرف سے کافی ہے

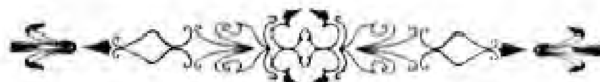
(٢٣٤) - أخبرنا محمد بن خالد الراسبى، ثنا محمد بن على الأهوازى، ثنا أبو مالك صاحب البصرى، ثنا حفص بن عمرو بن رزيق القرشى المدينى، ثنا عبدالرحمن بن الحسن، عن أبيه، عن جده، عن زيد بن أسلم، عن عطاء ابن يسار، عن أبى سعيد الخدرى رضي الله تعالى عنه، قال: قيل: يا رسول الله! القوم يمرون، يسلم رجل منهم، يجزىء ذلك عنهم؟ قال: نعم! قال: فيرد رجل من القوم، أيجزىء ذلك منهم؟ قال: نعم!

مر تخريجه برقم (٢٢٤)

(۲۳۴) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: لوگوں کی ایک جماعت گزر رہی ہو اور ان میں سے ایک آدمی سلام کرے تو کیا یہ جماعت کی طرف سے کافی ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ (پھر) ایک شخص نے پوچھا: اگر جماعت میں سے کوئی ایک جواب دے دے تو کیا ان کی طرف سے کافی ہو جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔“

فائدہ: افضل یہ ہے کہ جماعت میں سے ہر ایک سلام کرے اور ہر ایک جواب دے لیکن اگر جماعت میں سے کوئی سلام کرے یا جواب دے تو بھی سنت ادا ہو جائے گی۔ (شرح مسلم للنووی: ۲/۲۱۲)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سلام کرنا سنت علی الکفایہ ہے اور جواب دینا فرض علی الکفایہ ہے اگر دو جماعتوں میں جس کو سلام کرنا یا جس کو جواب دینا چاہئے اگر ان میں سے کوئی ایک سلام کرے یا جواب دے تو سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا اور سب بری الذمہ ہو جائیں گے اور سب کا سلام کرنا یا سب کا جواب دینا افضل ہے۔ (مظاہر حق ۴/۳۵۵، کذا فی المرقاۃ ۹/۵۶)



باب منتهى رد السلام

سلام کا جواب کتنا دینا چاہئے

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۳۵) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا سليمان بن سلمة، ثنا بقية، ثنا يوسف بن أبي كثير، عن نوح بن ذكوان، عن الحسن، عن أنس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كان رجل يمر والنبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يرعى دواب أصحابه، فيقول: السلام عليك يا رسول الله، فيقول النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وعليك السلام ورحمة الله وبركاته ومغفرته ورضوانه، فقيل: يا رسول الله! ترد على هذا سلاما ما تسلمه على أحد من أصحابك، فقال: (وما يمنعني من ذلك، وهو ينصرف بأجره بضعة عشر رجلا.

لم اجده عند غير المصنف.

(۲۳۵) تَرْجَمَۃ: "حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے پاس سے گزرے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اپنے ساتھیوں کے جانور چرا رہے تھے۔ ان صاحب نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو (ان الفاظ میں) سلام کیا السلام علیک یا رسول اللہ! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے اس کو (ان الفاظ میں) سلام کا جواب دیا" وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ"۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے پوچھا گیا: یا رسول اللہ! آپ نے اس آدمی کو جس طرح سلام کا جواب دیا اس طرح اپنے کسی اور ساتھی کو جواب نہیں دیا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا: مجھے کیا چیز روکتی ہے کہ وہ (تو) دس سے زائد لوگوں کا اجر لے کر واپس جاتا ہے (اور میں یہ ثواب نہ لوں)۔"

فَائِدَہ: سلام کا جواب سلام سے بڑھا کر دینا مستحب ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۶)

(مثلاً اگر سلام کرنے والا السلام علیکم کہے تو اس کو وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وغیرہ کہنا چاہئے)۔

کم سے کم سلام کا جواب وعلیک السلام یا علیک السلام یا علیکم السلام ہے۔ لیکن واؤ کے ساتھ جواب دینا افضل ہے۔ جیسے وعلیکم السلام کہنا علیکم السلام کہنے سے افضل ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۰۸)

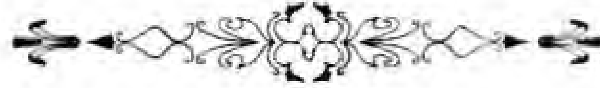
اگر دو آدمیوں نے آپس میں ایک دوسرے کو سلام کیا تو دونوں پر جواب دینا واجب ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۱۴، مرقاۃ ۹/۵۵)

سلام کا جواب کہاں تک ہونا چاہئے

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام کا جواب برکاتہ سے آگے مغفرتہ اور رضوانہ تک دیا جا سکتا ہے۔ ایک روایت میں

برکاتہ کے بعد طیب صلواتہ ہے۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۶۳)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر خوب بحث فرمائی ہے کہ سلام کا جواب کہاں تک ہونا چاہئے خلاصہ یہ ہے کہ برکاتہ تک جواب دینا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور آگے کی زیادتی ضعیف روایات سے ثابت ہے لیکن چونکہ روایات کے طرق بھی زیادہ ہیں اس لئے برکاتہ سے آگے کہنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۶ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں یہی حوالہ)



باب النهی عن أن يقول الرجل: عليكم السلام ابتداءً

علیکم السلام سے سلام شروع کرنے کی ممانعت

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۲۳٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا محمد بن عبدالله بن بزيع، ثنا يزيد بن زريع، ثنا خالد، عن أبي تميمة، عن رجل، قال: قلت: عليك السلام يا رسول الله، قال: إن (عليك السلام) تحية الموتى و إذا لقي أحد كم أخاه فليقل:

﴿السلام عليكم ورحمة اللّٰه.﴾

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٥/٢٤٥/٢٥٧٠٨) واحمد فی «مسنده» (٤٨٢/٣) وابوداؤد (٤/٣٥٣/٥٢٠٩) (٣٥١/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم٣١٩) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٦/٢٥٢/٨٠٥٠)

(۲۳۶) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوتمیمہ جابر بن سلیم سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے ہوئے ”عليك السلام يا رسول الله“ کہا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علیک السلام مُردوں کا سلام ہے۔ (یعنی اس طرح مردوں کو سلام کیا جاتا ہے) جب تم میں کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اس کو (سلام میں یہ الفاظ):

﴿السلام عليكم ورحمة اللّٰه.﴾

کہے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کو سلام کرنے کے لئے علیک السلام نہیں کہنا چاہئے۔ ابن قیم رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارکہ یہ ہے کہ سلام السلام علیکم کہہ کر کیا کرتے تھے اور علیکم السلام کہنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (فتح الباری ۱۱/۵)

علماء نے لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہئے واؤ لانا چاہئے۔

(شرح سنن ابن ماجہ ۱/۲۳۴)

اس لئے ممکن ہے کہ یہ جواب سلام کا مکمل طریقہ ہے یہ مردوں کا سلام ہے یعنی آپ نے ایک حقیقت کی خبر دی ہے کہ واقع یہی ہے کہ یہ مردوں کا سلام ہے نہ کہ یہ کوئی شرعی حکم ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں عرب کی عادت ہے کہ مردوں کے سلام میں اسم کو بعد میں لے کر آتے ہیں۔ (فتح الباری ۱۱/۵)

باب كيف يرسل السلام إلى أخيه

اپنے مسلمان بھائی کو کس طرح سلام بھیجے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۲۳۷) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبدالرحمن بن سلام الجمحي، ثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه أن فتى من بني أسلم قال: يا رسول الله! إني أريد الجهاد، وليس لي ما أتجهز به، فقال: إذهب إلى فلان الأنصاري، فإنه كان قد تجهز، وقل له: يقرئك رسول الله صلى الله عليه وسلم السلام، وقل: لهٗ إدفع لي ما تجهزت به.

اخرجه احمد في «مسنده» (۳/۲۰۷) والمسلم (۱۸۹٤/۱۵۰٦/۳) (۱۳۷/۲) ابوداؤد (۲۷۸۰/۹۰/۳) (۲۸/۲) وابويعلى في «مسنده» (۳۲۹۳/٤٩/٦) وابوعوانه في «مسنده» (٦٤٨٩/١٩٩/٤)

(۲۳۷) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بنو اسلم قبیلہ کے ایک نوجوان صحابی نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس کوئی سامان نہیں جس سے میں (جہاد کے لئے) تیاری کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں انصاری صحابی کے پاس جاؤ انہوں نے (جہاد کی) تیاری کی ہوئی ہے، ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو سلام کہا ہے اور ان سے کہو مجھے وہ سامان دے دو جس سے تم نے جہاد کی تیاری کی ہوئی ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1. سلام کا بھیجنا مستحب ہے۔ (شرح مسلم ۲/ ۲۸۷)
2. سلام جس سے بھجوایا جائے اس پر سلام پہنچانا واجب ہے کیونکہ یہ امانت ہے۔ (شرح مسلم ۲/ ۲۸۷، فتوحات ربانیہ ۵/ ۳۱۱) پہنچانے والے پر واجب اس وقت ہوگا جب وہ اس ذمہ داری کو قبول کرے ورنہ واجب نہیں ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۳۱۸)



باب كيف يرد على من بلغه السلام

جس کو سلام پہنچے اس کو کیا جواب دینا چاہئے

(۲۳۸) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا محمد بن بشار ثنا محمد بن جعفر، ثنا شعبة، قال: سمعت غالبا القطان يحدث عن رجل من بني تميم، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه أنه أتى النبي صلى الله عليه وسلم، وقال: أبي يقرأ عليك السلام، فقال: عليك وعلى أبيك السلام.

اخرجه احمد في «مسنده» (۸۸/٦) والبخاري (٥٨٩٥/٢٣٠٦/٥) (٩٢٣/٢) والمسلم (٢٤٤٧/١٨٩٦/٤) (٢٨٧/٢) وابن ماجه (٣٦٩٦/١٢١٨/٢) (ص٢٦٣) والترمذي (٢٦٩٣/٥٥/٥) (٩٩/٢)

(۲۳۸) ترجمہ: ''بنی تمیم قبیلے کے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اورعرض کیا: (یا رسول اللہ!) میرے والد صاحب نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عليك وعلى ابيك السلام کہ تم پر اور تمہارے باپ پر سلام ہو۔''

نوع آخر:

(۲۳۹) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا نوح بن حبيب، ثنا عبدالرزاق، أنا معمر، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال لها: إن جبرئيل يقرأ عليك السلام، قالت: و عليه السلام ورحمة الله وبركاته، ترى مالا نرى.

اخرجه احمد في «مسنده» (۲۰٥/۱) والبخاري (١٦٩٩/٦٣٦/٢) (٢٤١/١) والمسلم (٢٤٣٢/١٢١٨/٤) (٢٨٤/١) والترمذي (٣٨٧٦/٧٠٢/٥) (٢٢٧/٢) والحاكم في «المستدرك» (٢٠٣/٣)

(۲۳۹) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''جبرئیل تم کو سلام کہہ رہے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: وعلیہ السلام ورحمۃ وبرکاتہ'' (یا رسول اللہ!) جو آپ دیکھ رہے ہیں وہ ہم نہیں دیکھ رہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اجنبی آدمی کا اجنبیہ صالحہ کو سلام بھجوانا جب کہ کوئی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

جس کو سلام بھیجا جائے وہ سلام کا جواب دے۔

علماء فرماتے ہیں یہ سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے اسی طرح خط میں سلام آئے تو بھی پڑھتے وقت بھی دینا چاہئے۔
(فتح الباری، شرح مسلم للنووی)

اسی طرح مستحب ہے کہ جو شخص سلام لائے اس کو بھی سلام کا جواب دیا جائے اور یوں کہا جائے وعلیک السلام۔
(کتاب الاذکار ص ۲۳۱)

نوع آخر:

(٢٤٠) - حدثنا إسماعيل بن داود، ثنا عيسى بن حماد، ثنا ابن وهب، عن عمرو بن الحارث، عن سعيد بن أبى هلال، عن عمروبن وهب، أن خديجة رضي الله تعالى عنها خرجت تلتمس رسول الله صلى الله عليه وسلم باعلى مكة، ومعها غذاء له، فلقيها جبرئيل عليه السلام فى صورة رجل، فسألها من رسول الله صلى الله عليه وسلم، فهابته، وظنت أنه بعض من يغتاله، ثم أنها ذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ذاك جبرئيل عليه السلام أخبرنى أنه لقيك، ومعك غذاء، وهو حيس، فقال: اقرأ عليها من الله عزوجل السلام وبشرها ببيت فى الجنة من قصب، لا صخب فيه ولا نصب، فقالت: هو السلام ومنه السلام وعلى جبرئيل السلام وعليك يا رسول الله وعلى من سمع إلا الشيطان، يا رسول الله! ما بيت فى الجنة من قصب، لا صخب فيه ولا نصب؟ قال: هو بيت من لؤلؤة محباة.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٣٢٢٨٧/٣٩٠/٦) واحمد فى «مسنده» (٢٣٠/٢) والبخارى (٣٦٠٩/١٣٨٩/٣) (٥٣٩/١) والمسلم (٢٤٣٢/١٨٨٧/٤) (٢٨٤/١) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٧٤)

(۲۴۰) ترجمہ: "حضرت عمرو بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے مکہ مکرمہ کے بالائی جانب نکلیں ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا بھی تھا۔ (راستے میں) ان کی ملاقات جبرئیل علیہ السلام سے ہوئی وہ آدمی کی شکل میں تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے ڈر گئیں اور سمجھیں کہ یہ کوئی اچانک پکڑنے والا ہے۔ انہوں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہ تم سے ملے تھے اور تمہارے پاس کھانا حیس (حریرہ) تھا۔ جبرائیل علیہ السلام (جو پاس ہی تھے) فرمایا: (خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کہئے اور ان کو جنت قصب کے مکان کی خوش خبری دیجئے جس میں نہ شور ہوگا نہ کوئی محنت و مشقت ہوگی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

﴿ هو السلام ومنه السلام وعلى جبرئيل السلام وعليك يا رسول الله وعلى من

سمع الا الشیطان.﴾

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ سلامتی والے ہیں ان ہی کی طرف سے سلامتی ہوئی ہے، جبریل (علیہ السلام) پر سلام، یا رسول اللہ آپ پر سلام اور سوائے شیطان کے جو بھی سنے اس پر بھی سلام ہو۔‘‘

یا رسول اللہ! جنت میں قصب کا گھر کیا ہے جس میں نہ شور ہوگا اور نہ اس میں کوئی محنت ہوگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ ایک چھپے ہوئے موتی کا محل ہے۔‘‘

فائدہ: ان احادیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

❶ پہنچانے والے کو بھی سلام کا جواب دینا مستحب ہے۔ اور یوں کہے وعلیک السلام۔ (اذکار صفحہ ۳۱۲، فتوحات ربانیہ ۵/ ۳۰۸)
اور اگر بغیر واؤ کے علیک السلام یا علیکم السلام کہے تو یہ بھی جائز ہے لیکن افضل واؤ کے ساتھ کہنا ہے۔ (شرح مسلم ۲/ ۲۸۷)

❷ اس طرح جب سلام پہنچے تو سلام کا جواب بھی فوراً دینا ضروری ہے۔ اسی طرح جب خط میں سلام آئے تو بھی فوراً جواب دینا واجب ہے۔ (اذکار صفحہ ۳۱۲، شرح مسلم ۲/ ۲۸۷)

❸ اجنبی مرد کا اجنبی صالحہ عورت کو سلام بھیجنا بھی صحیح ہے اگر فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۲۸۷)



باب النهی عن ابتداء المشركين بالسلام

مشرکین کو سلام میں پہل نہ کی جائے

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(٢٤١) - أخبرنا أبوخليفة، ثنا محمد بن كثير، ثنا (سفيان) الثورى، (ح) وأنبأ أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسى، ثنا شعبة، جميعا عن سهيل ابن أبى صالح، عن أبيه، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا لقيتم المشركين فى طريق فلا تبدؤهم بالسلام، واضطروهم إلى أضيقها. هذا حديث الثورى.

قال شعبة فى حديثه: فلا تبدؤهم بالسلام، و إذا لقيتموهم فى طريق فاضطر وهم إلى أضيقه.

اخرجه علي بن الجعد في «مسنده» (٣٦٧٢/٣٩١/١) واحمد في «مسنده» (٢٦٣/٢) والمسلم (٢١٦٧/١٧٠٧/٤) (٢١٤/٢) وابوداؤد (٥٢٠٥/٣٥٢/٤) (٣٥١/٢) والترمذى (١٦٠٢/١٥٤/٤) (٢٨٩/١)

(۲۴۱) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم راستے میں مشرکین سے ملو تو ان کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو ان کو تنگ ترین راستے پر چلے جانے کے لئے مجبور کرو۔“

فائدہ: ”سلام میں پہل نہ کرو“ کا مطلب یہ ہے کہ السلام علیکم پہلے نہ کہو کیونکہ سلام میں پہل کرنے کے اعزاز کا مستحق مسلمان ہے اور کافر اس اعزاز کا مستحق نہیں ہے۔ اگر کہیں کسی عذر اور مجبوری کی وجہ سے سلام کرنا ضروری ہو تو جائز ہے اور یہی حکم ان مسلمانوں کا بھی ہے جو بدعتی ہوں اور فسق و فجور میں مبتلا ہوں۔

”تنگ ترین راستے پر چلنے کے لئے مجبور کرو“ کا مطلب یہ ہے کہ تنگ راستے میں ان کے اعزاز و اکرام میں ان کے لئے راستہ کشادہ نہ کرو بلکہ ان سے یہ سلوک کرو کہ وہ ایک کنارے پر چلیں اس لئے کہ درمیانی راستہ مسلمانوں کے لئے ہے۔
(تکملہ فتح الملہم ۴/ ۲۵۵، مرقاۃ ۹/ ۵۰)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب کھلے اور کشادہ راستے میں وہ ملیں تو ان کو ایک طرف چلنے پر مجبور کرو کہ ان پر راستہ تنگ ہو جائے۔ (تکملہ فتح الملہم ۴/ ۲۵۵)

ان پر اس طرح بھی راستہ تنگ نہ کیا جائے کہ وہ کسی گڑھے میں گر جائیں یا دیوار سے ٹکرا جائیں۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۲۱۴)

راستے کی تنگی کا حکم اس لئے ہے کہ یہ لوگ طرح طرح کے مکر وفریب سے مسلمانوں کی بیخ کنی میں لگے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں تو یہ اس فعل بد کا بدلہ ہے۔ (ملخص مرقاۃ ۹/ ۵۰، مظاہر حق ۴/ ۳۴۸)

باب كيف يرد على أهل الكتاب إذا سلم عليهم

جب اہل کتاب (یہود و نصاری) سلام کریں ان کو کس طرح جواب دینا چاہئے

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(٢٤٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة، بن سعيد، عن مالك، عن عبدالله بن دينار، عن ابن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا، قال: قال رسول الله ﷺ: إن اليهود إذا سلم أحدهم فإنما يقول: السام عليكم، فقل: وعليكم.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٥٨/٢) والبخارى (٥٩٠٩/٢٣٠٩/٥) (٩٢٥/٢) والمسلم (٢١٦٤/١٧٠٦/٤) (٢١٣/٢) وابوداؤد (١٦٠٣/٣٥٣/٤) (٣٥١/٢) والترمذى (١٦٠٣/١٥٥/٤) (٢٨٩/١)

(٢٤٢) تَرجَمَہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب یہود تمہیں سلام کریں (اور سلام میں) ”السام علیکم“ کہیں تو تم ان کو جواب میں (صرف) ”وعلیکم“ کہا کرو۔“

فَائِدَہ: ”سام“ کے معنی جلدی موت آنے کے ہیں۔ (مرقاۃ ٩/٥٠)

تو معنی یہ ہوا کہ تمہیں جلدی موت آئے۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب اہل کتاب (یہود و نصاری) سلام کریں تو ان کو جواب دینا چاہئے اور جواب میں ”علیکم“ یا وعلیکم کہنا چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی ٢/٣١٣، ٣١٤)

اگر انہوں نے ”السام“ یعنی موت آئے کہا تو وعلیکم کا مطلب ہوگا کافرو! تمہیں موت آئے اور اگر جواب میں علیکم کہا تو مطلب یہ ہوگا جس مذمت کے تم مستحق ہو وہ تم پر ہو۔ (شرح مسلم للنووی ٢/٣١٣، ٣١٤)

اگر انہوں نے سلام کہا ہو تو وعلیکم کہنے میں ان کے لئے اسلام لانے کی دعا بھی ہو سکتی ہے کیونکہ اسی پر دونوں جہاں میں سلامتی کا دارو مدار ہے۔ (قالہ التورپشتی مرقاۃ ٩/٥١)



باب النهي عن أن يزيد أهل الكتاب على: وعليكم

اہل کتاب کو سلام کے جواب میں علیکم سے زیادہ نہ کہنا چاہئے

(٢٤٣) - حدثنا عبدالرحمن بن محمد البقراوندی، ثنا يحيٰی بن طلحة، اليربوعی، ثنا شريك، عن حميد، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: أمرنا أن لا نزيد هم على(وعليكم). يعني: أهل الكتاب.

اخرجه عبدالرزاق فی «مصنفه» (٩٨٣٨/١١/٦) وابن ابی شیبه فی «مصنفه» (٢٥٧٦٣/٢٥٠/٥) واحمد فی «مسنده» (١١٣/٣) والبخاری فی «تاريخ الكبير» (٢٧٠٦/٣٤٨/٢) والحارث بن اسامه فی «مسنده» كما فی بغية الحارث (٨٠٦/٧٩٧/٢)

(۲۴۳) **ترجمہ:** ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمیں حکم ہے کہ ہم (سلام کے جواب میں) اہل کتاب کے لئے ''علیکم'' سے زیادہ نہ کہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر غیر مسلم کو سلام کریں تو ان کو جواب وعلیکم کہنا چاہئے۔ تفصیل گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے۔



باب كراهية أن يبدأ النساء الرجال بالسلام

عورتوں کا مردوں کو سلام کرنے میں پہل کرنے کی کراہت

(٢٤٤) - أخبرنا أبو عبدالله عبدالصمد بن المهتدى بالله، ثنا إسماعيل ابن محمد العذرى، حدثنا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا بشر بن عون، ثنا بكار بن تميم، عن مكحول، عن واثلة بن الأسقع، عن رسول الله ﷺ قال: (يسلم الرجال على النساء، ولا يسلم النساء على الرجال).

اخرجه معمر بن راشد فى «جامعه» (١٠/٣٨٨) وابونعيم فى «عمل اليوم والليلة» كما فى فتح البارى (١١/٣٤) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٥/٥٩٠/٨٨٥٤)

(۲۴۴) **ترجمہ:** ''حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مرد عورتوں کو سلام کریں، عورتیں مردوں کو سلام نہ کریں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں مردوں کو سلام کرنے میں پہل نہ کریں۔

علماء نے لکھا ہے کہ مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا اور عورتوں کا مردوں کو سلام کرنا جائز ہے جب کہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔ (فتح الباری ۱۱/۳۴)

اس سے معلوم ہوا کہ فتنہ کے وقت جائز نہیں ہے اگر عورت اپنے محرم سے ملے تو سلام کے کرنے میں مردوں کی طرح ہے (جس طرح دو مرد آپس میں ملیں تو ان میں پہلے سلام کرنے والا افضل ہے)۔ (فتح الباری ۱۱/۳۴)

اگر عورت اجنبیہ اور خوبصورت ہے اور اس سے فتنے کا اندیشہ ہے تو سلام میں پہل کرنا جائز نہیں ہے اگر دونوں مرد و عورت جوان ہوں اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو کوئی بھی سلام کرے دوسرے کو جواب جائز نہیں ہے ہاں بوڑھی عورت کو سلام میں پہل کرنا اور جواب دینا دونوں جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۳۴)

عورتوں، مردوں کا آپس میں سلام کرنے کی تفصیل حدیث نمبر ۲۲۵ اور ۳۲۸ پر گزر چکی ہے۔



باب تسليم الرجل على أخيه إذا فرق بينهما الشجر ثم التقيا

اپنے بھائی کو سلام کرنا جب دونوں کے درمیان درخت حائل ہوجائے پھر ملاقات ہو

(٢٤٥) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا عبدالأعلى بن حماد اللنرسي، ثنا حماد بن سلمة، ثنا ثابت وحميد، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يتما شون، فإذا استقبلهم شجرة أو أكمة فتفرقوا يمينا وشمالا ثم التقوا من ورائها سلم بعضهم على بعض.

اخرجه ابن ابی الشیبه فی «مصنفه» (٥/٢٤٥/٢٥٧١١) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم١١٠) وابوداؤد (٤/٣٥١/٥٢٠٠) (٣٥١/٢) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٧٩٨٧/٦٩/٨) وذکره ابوالمحاسن فی «مختصر المختصر» (٢٣٥/٢)

(۲۴۵) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب ایک دوسرے کے ساتھ چلتے تھے (اور جب چلتے ہوئے کوئی) درخت ان کے درمیان میں آجاتا تو (اس کے) دائیں بائیں سے گزرنے کے بعد جب (دوبارہ) ملتے تو (پھر) ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے وقت سلام کرنا چاہئے۔ اسی طرح آنے اور جانے والے کو بھی سلام کرنا چاہئے۔ (قال الطیبی مرقاۃ ۹/۵۷)



باب العطاس وتشميت الرجل أخاه إذا عطس

چھینکنے اور چھینکنے کے جواب دینے کے بیان میں

چھینک کا آنا پسندیدہ ہے چنانچہ چھینکنے اور اس کا جواب دینے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو آداب واحکام بیان فرمائے ہیں اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۵ باب، جو ۲۲ احادیث پر مشتمل ہیں ذکر فرمائے ہیں۔

(٢٤٦) - أخبرني عبدالله بن محمد بن مسلم، ثنا دحيم، ثنا الوليد ابن مسلم، عن الأوزاعي، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: للمسلم على المسلم خمس: رد السلام، وعيادة المريض، واتباع الجنائز، و إجابة الدعوة، وتشميت العاطس.

مر تخريجه برقم (٢١٠)

(۲۴۶) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں (جب) مسلمان (سلام کرے تو اس) کو سلام کا جواب دیا جائے۔ (جب) مسلمان (بیمار ہو تو اس) کی عیادت کی جائے۔ (جب اس کا انتقال ہو جائے تو) اس کے جنازے میں جایا جائے۔ (جب وہ دعوت کرے تو) اس کی دعوت قبول کی جائے۔ (جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو) اس کو چھینک کا جواب دیا جائے (یعنی یرحمک اللہ کہا جائے)۔''

فَائِدَہ: چھینک کا جواب دینا فرض علی الکفایہ ہے اگر کچھ لوگوں نے جواب دے دیا تو باقی لوگوں کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ (فتح الباری ۱۱/۲۰۳)

لیکن افضل یہ ہے کہ سب جواب دیں۔ (مرقاۃ ۹/۸۹، اذکار صفحہ ۳۵۳)

جواب دینا کب واجب اس کا بیان حدیث نمبر ۲۴۸ پر آرہا ہے۔

نوع آخر:

(٢٤٧) - أخبرنا عبدالرحمن بن حمدان، ثنا هلال بن العلاء، ثنا يحيٰى ابن حيي بن حاتم الجرجاني، ثنا يحيٰى بن اليمان، ثنا أشعث، عن جعفر ابن أبي المغيرة، عن سعيد بن جبير، قال: من عطس عنده أخوه المسلم، ولم يشمته كانت لهٗ عليه دينا يطالبه به يوم القيامة.

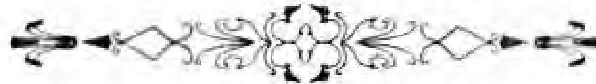
اخرجه الخطيب البغدادي في «تاريخ بغداد» (٣٤٢٧/٣٨٧/٦)

ایک اور حدیث:

(۲۴۷) تَرجَمَۃ: ''حضرت سعید بن جبیر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے منقول ہے کہ جس شخص کے پاس اس کے (مسلمان) بھائی کو چھینک آئی (اور اس نے چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہا) اور اس شخص نے (اپنے مسلمان بھائی کو) چھینک کا جواب (یرحمک اللہ کہہ کر) نہیں دیا تو (یہ جواب نہ دینا) اس پر قرضہ رہے گا جس کا مطالبہ چھینکنے والا اس سے قیامت کے دن کرے گا۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے چھینکنے والے کا جواب دینے کی مزید تاکید معلوم ہوئی۔

ابن عبدالبر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے امام ابوداؤد صاحب سنن کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ کشتی میں سوار تھے کنارہ پر ایک آدمی کو چھینک کر الحمد للّٰه کہتے ہوئے سنا۔ ایک درہم کرائے پر کشتی لے کر اس کے قریب گئے اور اس کو یرحمك اللّٰه کہہ کر واپس آئے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو فرمایا: شاید یہ قبولیت کی گھڑی ہو۔ رات کو جب لوگ سو گئے تو کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا: اے کشتی والو! ابوداؤد نے ایک درہم کے بدلے جنت کو خرید لیا ہے۔ (فتح ۱۱/۶۱۰، ۶۱۱)



باب متى يشمت العاطس

چھینکنے والے کو کب جواب دینا چاہئے؟

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٤٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عمران بن موسى، ثنا عبدالوارث، ثنا سليمان التيمي، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللهُ تَعَالىٰ عَنْهُ قال: عطس رجلان عند رسول الله ﷺ فشمّت أحد هما وترك الآخر، فقيل: يا رسول الله! عطس عندك رجلان، فشمّتّ أحدهما، وتركت الآخر، فقال: إن هذا حمد الله عزوجل، وهذا لم يحمد الله عزوجل.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «مصنفه» (٥/٢٦٨/٢٥٩٧٢) والمسلم (٤/٢٢٩٢/٢٩٩١) (٢/٤١٣) وابوداؤد (٥/٣٠٩/٥٠٣٩) (٢/٣٣١) وابن ماجه (٢/١٢٢٣/٣٧١٣) (ص٢٦٤) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٢٢)

(۲۴۸) تَرجَمَہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی۔ آپ ﷺ نے ایک کا جواب دیا اور دوسرے کا جواب نہیں دیا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! آپ کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی اور آپ نے ایک کو جواب دیا اور دوسرے کو جواب نہ دیا؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: اس شخص (جس کا جواب دیا) نے (الحمدللہ کہہ کر) اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ اور اس دوسرے (جس کا جواب نہیں دیا) نے (الحمدللہ نہ کہہ کر) اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کی (اس لئے میں نے اس کو جواب نہیں دیا)۔''

فَائِدَہ: ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس (چھینک کے بعد الحمدللہ کہنے والے) نے اللہ تعالیٰ کو یادرکھا اس لئے میں نے بھی اس کو یادرکھا اور اس (چھینک کر الحمدللہ کہنے والے) نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو میں نے بھی اس کو بھلا دیا ہے۔

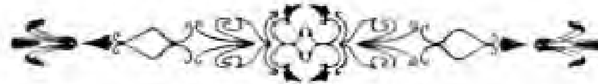
ایک روایت میں ہے کہ چھینک کا جواب دینا اس کے لئے ہے جو چھینک کے وقت الحمدللہ کہے۔ ابن عربی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۶۰۲)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص چھینکنے کے بعد الحمدللہ نہ کہے اس کو جواب نہیں دینا چاہئے۔ چھینک کا جواب اس شخص کو دینا واجب ہے جو چھینکنے والے کو الحمدللہ کہتے ہوئے سنے اگر نہ سنے تو جواب دینا واجب نہیں ہے اسی طرح جواب بھی اتنی آواز سے دینا ضروری ہے کہ چھینکنے والا سن لے ورنہ جواب نہ ہوگا۔ (اذکار صفحہ ۲۵۳)

مستحب یہ ہے کہ اگر چھینکنے والے نے الحمدللہ نہیں کہا تو اس کو یاد دلا دیا جائے۔ (اذکار صفحہ ۲۵۳)

کن جگہوں پر چھینک کا جواب نہیں دینا چاہئے

۱ جب چھینکنے والا چھینک کر الحمد للہ نہ کہے۔
۲ کافر کو جواب نہیں دینا چاہئے۔
۳ زکام والے آدمی کو جس کو بار بار چھینک آئے اس کو بھی جواب نہیں دینا چاہئے۔
۴ اگر کسی شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اس کو ناپسند کرتا ہے تو اگر اس سے کسی نقصان کا خوف ہو تو اس کو بھی جواب نہ دیا جائے۔
۵ خطبہ کے دوران کسی کو چھینک آئے۔
۶ جو ایسی حالت میں ہو جس میں ذکر کرنا منع ہے جیسے بیت الخلاء میں ہو۔



باب كم مرة يشمت العاطس

چھینکنے والے کو کتنی مرتبہ چھینک کا جواب دینا چاہیے

(٢٤٩) - أخبرنا أبو خلفية، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا عكرمة ابن عمار، حدثني إياس بن سلمة بن الأكوع، حدثني أبي رضي الله تعالى عنه قال: كنت قاعدا عند النبي صلى الله عليه وسلم، فعطس رجل، فقال النبي صلى الله عليه وسلم:

﴿يَرْحَمُكَ اللّٰهُ﴾

ثم عطس أخرى، فقال:

﴿الرجل مزكوم﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٦/٤) والمسلم (٢٩٩٣/٢٢٩٢/٤) (٤١٣/٢) وابوداؤد (٥٠٣٧/٣٠٨/٤) (٣٣٩/٢) والترمذي (٢٧٤٣/٨٤/٥) (١٠٣/٢) وابن حبان في «صحيحه» (٣٦٥/٢ - ٦٠٣/٣٦٦)

(۲۴۹) ترجمہ: ''حضرت سلمۃ بن اکوع رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ (ایک) آدمی کو چھینک آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب میں:

﴿يَرْحَمُكَ اللّٰهُ﴾

ترجمہ: ''(اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں)۔''

فرمایا۔ اس کو دوبارہ چھینک آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آدمی کو زکام ہے۔''



باب تشميت العاطس ثلاثا

چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دینا چاہئے

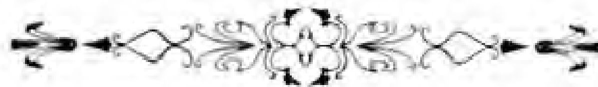
اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۲۵۰) - أخبرني محسن بن محمد بن خال بن عبدالسلام، حدثنا عيسى بن حماد بن زغبة، أنبانا الليث بن سعد، عن محمد بن عجلان، عن سعيد بن أبي سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: لا أعلم إلا أنه رفع الحديث إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: شمت المسلم إذا عطس ثلاث مرات، فإن عطس فهو زكام.

اخرجه المعمر بن راشد فى «جامعه» (۴۵۳/۱۰) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم۹۳۹) وابوداؤد (۵۰۳۳/٤-۵۰۳٤) (۳۳۸/۲) والطبرانى فى «الدعا» (رقم۱۹۹۹) والبيهقى فى «شعب الايمان» (۳۲/۷-۳۳/۹۳۵۸-۹۳٦۳)

(۲۵۰) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو جب چھینک آئے تو اس کو تین مرتبہ جواب دینا چاہئے اگر وہ (تین مرتبہ کے بعد دوبارہ) چھینکے تو یہ (چھینکنا) زکام (کی وجہ سے) ہے۔“

فائدہ: سنت یہ ہے کہ جس آدمی کو بار بار چھینک آئے تو دو مرتبہ یرحمك الله کہنا چاہئے پھر تیسری مرتبہ یہ کہنا چاہئے۔ (فتح الباری ۶۰٦/۱۱)



باب النهى عن أن يشمت الرجل بعد ثلاث

تین مرتبہ سے زیادہ جواب نہ دینے کے بیان میں

(٢٥١) - أخبرني أبو عروبة، ثنا سليمان بن يوسف، ثنا محمد بن سليمان ابن أبي داود، ثنا أبي، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا عطس أحدكم فليشمته جليسه، فإن زاد على ثلاث فهو مزكوم، ولا تشميت بعد ثلاث (مرات).

اخرجه ابويعلى في «مسنده» كما في فتح البارى (٦٠٥/١٠) وابن عساكر في «تاريخ دمشق» كما في عون المعبود (٢٥٥/١٣-٢٥٦) وله شواهد كثيرة منها ما اخرجه ابوداؤد (٥٠٣٦/٣٠٨/٤) (٣٣٠/٢) وابن ماجه (٣٧١٤/١٢٢٣/٢) (ص٢٦٤)

(۲۵۱) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اس کو اس کا ساتھی چھینک کا جواب دے۔ اگر وہ تین مرتبہ کے بعد دوبارہ چھینکے تو اس کو زکام ہے اور تین مرتبہ کے بعد چھینک کا جواب نہیں دیا جاتا ہے۔''

فائدہ: ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ تین مرتبہ کے بعد چھینک کا جواب دینا واجب نہیں ہے۔ (مرقاۃ ۹/۹۷)



باب الرخصة فى التشميت بعد ثلاث

تین مرتبہ چھینکنے کے بعد جواب نہ دینے کی اجازت کے بیان میں

(٢٥٢) - أخبرني سليمان بن معاذ، ثنا محمد بن إسحاق البكائي ثنا أبو نعيم، ثنا عبدالسلام بن حرب، عن أبي خالد الدالاني، عن يحيٰى بن إسحق بن عبدالله بن أبي طلحة، عن أمه حميدة أو عبيدة، عن أبيها عبيد ابن رفاعة ابن رافع، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تشميت العاطس ثلاثا، فإن زاد، فإن شاء شمته، و إن شاء تركه.

اخرجه ابوداؤد (٥٠٣٦/٣٠٨/٤) (٣٣٩/٣) والترمذى (٢٧٤٤/٨٥/٥) (١٠٣/٢) وابويعلى فى «مسنده» كما فى فتح البارى (٦٠٥/١٠) وابن عبدالبر فى «التمهيد» (٣٢٨/١٧) والترمذى فى «تهذيب الكمال» (٢٧٢/٢١)

(٢٥٢) تَرجَمَۃ: ”حضرت رفاعہ بن رافع رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: چھینکنے والے کو تین مرتبہ جواب دینا چاہئے، پھر اگر (تین مرتبہ کے بعد) اس کو چھینک آئے تو چاہے تو جواب دیا جائے چاہے نہ دیا جائے۔“

فَائِدَۃ: تین مرتبہ کے بعد جواب نہ دینے کی اجازت ہے، لیکن جواب دینا مستحب ہے۔ (مرقاۃ ٩/٩٧)

(٢٥٣) - حدثني عبدالكريم بن احمد بن الرواس البصرى، ثنا عمرو ابن على، ثنا دوح بن عبادة، عن سعيد بن ابى عروبة، عن قتادة، قال: قال عمرو بن العاص رضى الله تعالى عنه: أول عسطة ضعف، والثانية كرم، والثالثة لؤم، قال: فما برح حتى عطس ثلاثا، فقال الناس يكذبون.

لم اجده عند غير المصنف.

(٢٥٣) تَرجَمَۃ: ”حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنہُ فرماتے ہیں: پہلی مرتبہ چھینک آنا ضعف، دوسری مرتبہ کرم اور تیسری مرتبہ ملامت ہے پھر تین مرتبہ چھینکنے کے بعد فرمایا: لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔“

فَائِدَۃ: بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں میں جو پہلی دوسری اور تیسری مرتبہ چھینک کے بارے میں مشہور ہے وہ غلط ہے۔



باب ما يقول الرجل إذا عطس

جب آدمی کو چھینک آئے تو کیا کہے

(٢٥٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا الربيع بن سليمان، ثنا يحيى ابن حبان، ثنا عبدالعزيز، ثناعبدالله بن دينار، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا عطس أحدكم فليقل:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾

وليقل لهٗ أخوه:

﴿يَرْحَمُكَ اللّٰهُ.﴾

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٢٥٩٩٧/٢٧١/٥) واحمد فی «مسنده» (٣٥٣/٢) وابوداؤد (٣٠٧/٤-٥٠٣٣/٣٠٨) (٣٣٨/٢) والنسائی فی «السنن الکبری» (١٠٠٤٣/٦٢/٦) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم٢٣٢)

(۲۵۴) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو اس کو:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾

کہنا چاہئے اور وہ اپنے بھائی کو (جواب میں):

﴿يَرْحَمُكَ اللّٰهُ.﴾

کہے۔“

فائدہ: چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنے کی حکمت: ”چھینک“ دماغ جو کہ قوت فکریہ کی جگہ ہے اس سے گندگی کو دور کرتی ہے اور اعصاب میں نشاط پیدا کرتی ہے جو کہ حس کے خزانہ ہیں جن کی سلامتی سے اعضاء سلامت رہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ چھینک ایک بڑی نعمت ہے اس لئے اس کے مقابلہ میں الحمد للہ ہے کیونکہ اس میں چھینک کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے نہ کہ طبائع کی طرف ہے۔ (فتح ۶۰۲/۱۱)

نوع آخر:

(٢٥٥) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا علي بن الجعد، أنبأنا شعبة عن ابن أبي ليلى، عن أخيه عيسى، عن أبيه، عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ قال: إذا عطس أحدكم فليقل:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. ﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۲۰/۱) وابوداؤد (۵۰۳۳/۳۰۷/٤) (۳۳۸/۲) والترمذی (۷٦۹۱/۲۹٥/٥) (۱۰۳/۲) وابن حبان فی «صحيحه» (۵۹۹/۳٦۱/۲) والحاكم فی «المستدرك» (۲۹٥/٤)

ایک اور حدیث:

(۲۵۵) ترجمہ: ”حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو وہ:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. ﴾

کہے۔“

فائدہ: مستحب یہ ہے کہ چھینکنے کے فوراً بعد بلند آواز سے کہے۔ (اذکار صفحہ ۲۵۲، فتح الباری ۱۱/۱۰۱، فتح الباری ۱۱/ ٦۰۸)

اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے۔ جس کے الفاظ مختلف روایات میں آئے ہیں۔ جس کی تفصیل اگلی روایت میں آ رہی ہے۔

اگر چھینک کا جواب دینے والا کوئی نہ ہو تو چھینکنے والا خود ہی "يغفرالله لی ولكم" کہے۔ (مرقاۃ ۹/۹۹)

نوع آخر:

(٢٥٦) - أخبرني إسحاق بن إبراهيم بن يونس، ثنا أبو كريب، ثنا عبيد بن محمد النحاس، ثنا صباح المدني، عن عطاء بن السائب، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله ﷺ قال: إذا عطس الرجل فقال:

﴿ الحمد لله ﴾

قالت الملائكة:

﴿ رب العالمين ﴾

و إذا قال:

﴿ رب العالمين ﴾

قالت الملائكة:

﴿ يرحمك الله ﴾

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (۲۹۷۲۷/۹۲/٦) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم ۹۲۰) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (۱۲۲۸٤/٤٥۳/۱۱) وفی «الاوسط» (۳۳۷۱/۳٤۹/۳) والبيهقی فی «شعب الايمان» (۹۳۲٤/۲٤/۷)

ایک اور حدیث:

(۲۵٦) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب آدمی کو چھینک آئے اور وہ کہے:

﴿الحمد لله﴾

تو فرشتے کہتے ہیں:

﴿رب العالمين﴾

جب وہ:

﴿رب العالمين﴾

کہتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں:''

﴿رب العالمين﴾

فائدہ: چھینک کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کے لئے احادیث میں مختلف الفاظ آئے ہیں۔ **الحمد لله علی کل حال الحمد لله رب العالمين** ایک روایت میں ہے کہ **الحمد لله رب العلمين** اور **الحمد لله علی کل حال** جو کہے گا اس کو کبھی داڑھ اور کان کا درد نہیں ہوگا۔ (هذا موقوف ومثله لا يقال من قبل الرأى حكمه حكم الرفع)

طبرانی کی روایت میں ہے کہ جو چھینک کے بعد **الحمدلله** کہے تو اس کو پیٹ اور داڑھ میں کبھی درد نہیں ہوگا۔

ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چھینکنے کے بعد صرف **الحمدلله** کہا اور دوسرے نے **الحمد لله رب العلمين حمدا كثيرا طيبا شكوا حبار كافيه** کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ (دوسرے والے کا) جواب اس (پہلے والے کے جواب) سے ۱۹ درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

ایک شخص نے نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چھینکنے کے بعد کہا: **الحمد لله حمدا طيبا مباركا فيه مباركا عليه كما يحب ربنا ويرضى**۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ پوچھا یہ کلمات کس نے کہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے تیس سے زائد فرشتے آگے بڑھے کہ ان کلمات کو کون اوپر لے کر جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ بارہ فرشتے آگے بڑھے کہ کون اس کو لے کر اوپر جائے۔

اس لئے اختیار ہے چاہے وہ **الحمد لله** کہے یا **رب العلمين** بھی ساتھ میں کہے اور چاہے تو **علی کل حال** بھی آگے بڑھائے اور جو کچھ روایات مذکور ہیں سب کہنا جائز ہے اور افضل وہ ہے جس میں زیادہ تعریفی الفاظ ہیں لیکن اس میں یہ ہے کہ وہ ماثور ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ:

چھینکنے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ چھینکنے کے بعد **الحمدلله** کہے یا اگر **الحمدلله رب العالمين** کہے تو زیادہ اچھا ہے اگر **الحمد لله علی کل حال** کہے تو یہ افضل ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۶۰۰، ۶۰۱)

باب كيف تشميت العاطس

چھینکنے والے کو جواب میں کیا کہنا چاہئے

(٢٥٧) - حدثنا أبو عبدالرحمن، ثنا عمرو بن علی، ثنا یحیٰی بن سعید، ثنا ابن أبی ذئب، عن سعید بن أبی سعید، عن أبیه، عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه، أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: إذا عطس أحدكم فليقل:

﴿ الحمد لله ﴾

وحق على من سمعه أن يقول:

﴿ رحمك الله ﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٤٢٨/٢) والبخاری (٥٨٧٢/٢٢٩٨/٥) (٩١٩/٢) والترمذی (٢٧٤٧/٨٧/٥) (١٠٣/٢-١٠٤) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢١٤) والبیهقی فی «شعب الايمان» (٩٣٢٢/٢٣/٧)

(۲۵۷) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو وہ:

﴿ الحمد لله ﴾

کہے۔ جو شخص اس کو سنے اس پر ضروری ہے کہ وہ (چھینکنے والے کو جواب میں):

﴿ رحمك الله ﴾

کہے۔''

فائدہ: چھینک کا جواب دینا واجب ہے۔

مستحب یہ ہے کہ جواب میں یہ الفاظ کہے "**يرحمك الله يا يرحمكم الله، رحمكم الله يرحمنا الله واياكم يا يغفر الله لنا ولكم**" (اذکار صفحہ ۲۵۴)

اگر چھینکنے والے نے الحمد للہ کے علاوہ کوئی اور لفظ کہا تو جواب کا مستحق نہ ہوگا۔ (اذکار صفحہ ۲۵۴)

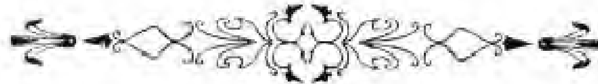
اگر کسی کو چھینک آئے اور الحمد للہ ہی نہ کہے تو مستحب ہے کہ اس کو الحمد للہ کہنا یاد دلایا جائے یہ نیکیوں پر تعاون ہے۔ (اذکار صفحہ ۲۵۵)

چھینک کا جواب دینے کی حکمت

چھینک کا جواب دینے سے لوگوں میں الفت ومحبت بڑھتی ہے اور چھینکنے والے کوادب سکھانا اور تواضع کا پیدا کرنا ہے۔
(فتح الباری ۱۱/۶۰۲)

تشمیت کا معنی برکت ہے گویا یہ چھینکنے والے کے لئے دعا ہے کہ تم پر کبھی ایسا حال نہ آئے جو مبارک نہ ہو۔
یا کیونکہ چھینکنے کے بعد الحمد للہ کہنے والا گویا شیطان کو بری حالت میں ڈال دیتا ہے تو گویا مبارک باد دینا شیطان کی وجہ سے ہے۔

ابن عربی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ جو شخص چھینکتا ہے تو اس کے تمام اعضاء کا رجحان اس کی گردن اور سر پر ہو جاتا ہے۔ جب اس کو یرحمك الله کہہ کر رحمت کی دعا دی جاتی ہے تو گویا یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اعضاء کو ایسی حالت پر واپس لے آئیں جو چھینک سے پہلے تھے اور بغیر کسی تبدیلی کے تمام اعضاء سیٹ ہو جائیں۔
(فتح الباری ۱۱/۶۰۲)



باب كيف يرد على من شمته

چھینکنے والا چھینک کا جواب دینے والے کو جواب میں کیا کہے

(۲۵۸) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا أبو معمر، عن عبدالله بن يحيى بن عبدالرحمن ابن أخي عمرة، عن عمرة بنت عبدالرحمن، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: عطس رجل عند النبي ﷺ فقال: ما أقول يا رسول الله؟ قال: قل:

﴿الحمد لله﴾

قال القوم: فما نقول؟ قال: قولوا:

﴿يرحمك الله﴾

قال الرجل: فما أقول يا رسول الله؟ قال: قل:

﴿يهديكم الله ويصلح بالكم.﴾

اخرجه أحمد في «مسنده» (۱۲۰/۱) والبخاری (۵۸۷۰/۲۲۹۸/۵) (۹۱۹/۲) والترمذی (۲۷۴۱/۸۳/۵) (۱۰۳/۲) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۲۱۳) والطبراني في «الدعا» (رقم ۱۹۸۱)

(۲۵۸) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿الحمد لله﴾

کہو۔ لوگوں نے کہا: ہم کیا کہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم: (جواب میں)

﴿يرحمك الله﴾

کہو۔ (پھر اسی) آدمی نے کہا: یا رسول اللہ: میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم: (ان کو جواب میں)

﴿يهديكم الله ويصلح بالكم.﴾

ترجمہ: ”(یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دیں اور تمہارے احوال کو درست فرمائیں)۔“

کہو۔“

فَائِدَة: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو چھینک آئے وہ "**الحمد للّٰه**" کہے اور جو اس کو سنے وہ "**يرحمك اللّٰه**" کہہ کر جواب دے۔ پھر اس پر "**يرحمك اللّٰه**" کہنے والے کو چھینکنے والا "**يهديكم اللّٰه ويصلح بالكم**" کہہ کر جواب دے۔

نوع آخر:

(٢٥٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا فضل بن سهل الأعرج، ثنا محمد ابن عبداللّٰه الرقاشي، ثنا جعفر بن سليمان، عن عطاء بن السائب، عن أبي عبدالرحمن، عن ابن مسعود، عن النبي ﷺ قال: إذا عطس أحدكم فليقل:

﴿الحمد للّٰه رب العالمين﴾

ويقال له: (يرحمك اللّٰه)، وليقل:

﴿يغفراللّٰه لكم.﴾

اخرجه ابن حبان في «صحيحه» (٥٩٩/٣٦١/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٠٥٢/٦٥/٦) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٠٣٢٦/١٦٢/١٠) وفي «المعجم الاوسط» (٥٦٨٥/٢٥/٦) والبيهقي في «شعب الايمان» (٩٣٤٤/٢٩/٧)

(۲۵۹) تَرجَمَة: "حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو وہ:

﴿الحمد للّٰه رب العالمين﴾

کہے اور اس کو (جواب میں):

﴿يرحمك اللّٰه﴾

کہا جائے۔ (پھر) وہ:

﴿يغفراللّٰه لكم.﴾

کہے۔"

فَائِدَة: "يرحمك اللّٰه" کے جواب میں "يهديكم اللّٰه ويصلح بالكم" اور "يرحمنا اللّٰه واياكم ويغفر اللّٰه لنا ولكم" ان دونوں کا کہنا بہتر ہے۔ (فتح الباری ۶۰۹/۱۰)

نوع آخر:

(٢٦٠) - أخبرني محمد بن أحمد بن المهاجر، ثنا محمد بن الحسن بن بيان، ثنا معمر بن

محمد بن عبيدالله بن أبي رافع، ثنا أبي محمد، عن أبيه عبيدالله، عن أبي رافع، قال خرجت مع رسول الله ﷺ من بيته يريد المسجد، وهو آخذ بيدي، فانتهينا إلى البقيع، فعطس رسول الله ﷺ فخلى يدي، ثم قام كالمتحير، فقلت: يا نبي الله! بأبي وأمي، قلت شيئا لم أفهمه، قال: نعم أتاني جبرييل عله السلام فقال: إذا أنت عطست فقل:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَكَرَمِهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَعِزِّ جَلَالِهِ. ﴾

فإن الله عزوجل يقول: صدق عبدي، صدق عبدي، صدق عبدي مغفورا له.

اخرجه ابن جرير كما في البيان والتعريف (۷۳/۱)

ایک اور حدیث:

(۲۶۰) تَرجَمہ: ”حضرت ابورافع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے گھر سے نکلا۔ آپ ﷺ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مسجد جا رہے تھے۔ (یہاں تک کہ) ہم بقیع (مدینہ کا قبرستان) پہنچے تو آپ ﷺ کو چھینک آئی آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ حیران آدمی کی طرح کھڑے ہو گئے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں (چھینک کے وقت) آپ ﷺ نے کچھ کلمات ارشاد فرمائے جن کو میں نہیں سمجھ سکا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! جبرئیل (عَلَیْہِ السَّلَامُ) میرے پاس آئے تھے۔ انہوں نے فرمایا: جب آپ کو چھینک آئے تو آپ یہ کلمات پڑھیں:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَكَرَمِهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَعِزِّ جَلَالِهِ. ﴾

تَرجَمہ: ”اللہ تعالیٰ کے لئے ان کے کرم جیسی حمد وثنا ہے اور ان کی عزت اور بزرگی جیسی حمد ثنا ہے۔“

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے سچ کہا، میرے بندے نے سچ کہا، میرے بندے نے سچ کہا اس کو معاف کر دیا گیا۔“



باب كيف يرد على من لم يحسن التشميت

جو شخص چھینک آنے پر مسنون دعا نہ کہے اس کو آداب سکھانا

(٢٦١) - حدحنا الحسن بن موسى بن موسى بن خلف، ناإسحاق ابن زريق، ثنا إبراهيم بن خالد الصنعانى، ثنا الثورى، عن منصور، عن هلال بن يساف، عن سالم بن عبيد، قال: كنا معه فى سفر، فعطس رجل من القوم، فقال: السلام عليكم، فقال سالم بن عبيد: السلام عليك وعلى أمك، ثم سار فقال: لعلك وجدت فى نفسك، فقال: ما كنت أحب أن تذكر أمي، فقال: أما إنى لم أقل لك إلا ما قال رسول الله ﷺ: عطس رجل من القوم فقال: السلام عليكم، فقال النبى ﷺ: وعليك وعلى أمك، ثم قال النبى ﷺ: إذا عطس أحدكم فليقل:

﴿الحمد لله رب العالمين، أو الحمد لله على كل حال﴾

وليقل من يرد عليه:

﴿يرحمك الله﴾

وليقل:

﴿يغفرالله لى ولكم﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦/٨٠٧) وابوداؤد (٤/٣٠٧/٥٠٣١) (٢/٣٣٨) والترمذى (٥/٨٤/٢٧٤٠) (٢/١٠٣) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٢٥) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٧/٢٩/٩٣٤٢)

(۲۶۱) ترجمہ: ''حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم ایک سفر میں حضرت سالم بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ ہم لوگوں میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی۔ اس نے السلام علیکم کہا۔ حضرت سالم بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: السلام علیک وعلی امک (کہ تم پر اور تمہاری ماں پر سلام ہو) پھر چلنے لگے۔ بعد میں فرمایا: شاید تم کو (میرا کہنا) ناگوار لگا ہو۔ اس آدمی نے کہا: آپ کا میری والدہ کا ذکر کرنا مجھے اچھا نہیں لگا۔ حضرت سالم بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے وہی کہا جو رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ (ایک مرتبہ) لوگوں میں ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے السلام علیکم کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا وعلیک وعلی امک۔ پھر آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو وہ یہ:

﴿الحمد لله رب العالمين، يا الحمد لله على كل حال﴾

کہے اور اس کو جواب دینے والا:

﴿يرحمك الله﴾

کہے پھر وہ جس کو چھینک آئی تھی:

﴿يغفرالله لي ولكم﴾

کہے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو چھینک آئے اور وہ الحمد للہ نہ کہے تو اس کو جواب نہیں دینا چاہئے وہ اس صورت میں جواب کا مستحق نہ ہوگا (بلکہ اس کو الحمد للہ کہنا سکھانا چاہئے)۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۵۳)

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جو ذکر جہاں کرنا چاہئے وہاں نہ کرنا بدعت ہے۔ (بذل ۶/۲۸۴)

اس کی ماں پر سلام اس لئے فرمایا کہ اس نے اس کو چھینک آنے کے بعد یہ کہنا سکھایا ہے اس لئے وہ سلام کی مستحق ہے تاکہ مامون من الآفات ہو۔ (بذل ۶/۲۸۴، فتوحات ربانیہ ۶/۱۸)

ممکن ہے ان صاحب نے یہ سمجھا ہو کہ سلام کہنا الحمد للہ کے بدلے کافی ہو جائے گا یا سبقت لسانی کی وجہ سے ہو گیا ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۸)



باب كيف تشميت أهل الكتاب

اہل کتاب کو چھینک کا جواب کس طرح دیا جائے

(٢٦٢) - أخبرنا أبو عروبة الحسين بن محمد بن أبى معشر الحرانى، ثنا محمد بن بشار، ثنا يحيٰى بن سعيد القطان، ثنا سفيان الثورى، ثنا حكيم ابن الديلمى، ثنا أبوبردة، عن أبى موسى، قال: كانت اليهود يتعاطسون عند النبى ﷺ يرجون أن يقول لهم:

﴿يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ﴾

فكان يقول:

﴿يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٠٠/٤) وابوداؤد (٥٠٣٨/٣٠٨/٤) (٣٣٩/٢) والترمذى (٢٧٣٩/٨٢/٥) (١٠٣/٢) والبزار فى «مسنده» (٣١٤٥/١٣٥/٨) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٩٣٥١/٣١/٧)

(۲۶۲) ترجمہ: ”حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس چھینکتے تھے (اور یہ) چاہتے تھے کہ آپ ﷺ ان کو:

﴿يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ﴾

کہیں۔ آپ ﷺ (ان کو جواب میں):

﴿يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ.﴾

فرماتے تھے۔ (کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت عطا فرمائیں اور تمہارے احوال کو درست فرمائیں)۔“

فائدہ: یعنی ان کے لئے رحمت کی دعا نہیں فرماتے تھے کیونکہ رحمت مؤمنین کے ساتھ خاص ہے بلکہ ان کی حالت کے مطابق اصلاح احوال کے لئے دعا فرماتے تھے۔ (مرقاۃ ۹/ ۹۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر یہودی نصرانی کو چھینک آئے تو ان کو جواب میں ”يَرْحَمُكُمُ اللّٰهُ“ کے بجائے ”يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ“ کہنا چاہئے۔



باب ما يقول إذا عطس فى الصلوٰة

نماز میں چھینک آئے تو کیا کہنا چاہئے

(٢٦٣) - حدثنى محمد بن بشير الزبيرى، ثنا محمد بن إبراهيم بن مسلم، قال: أنبانا ابن الأصبهانى محمد بن سعيد، ثنا شريك، عن عاصم ابن عبيداللّٰه، عن عبداللّٰه بن عامر بن ربيعة، عن أبيه رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، قال: عطس رجل خلف النبى صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وهو فى الصلٰوة، فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ حَتّٰى يَرْضٰى رَبُّنَا، وَبَعْدَ مَا يَرْضٰى، أَوْ قال: بَعْدَ الرِّضٰى﴾

فلما انصرف قال: من القائل الكلمة؟ قال: أنا يا رسول اللّٰه، وما أردت إلا الخير، فقال: رأيت اثنى عشرى ملكا يبتدورنها أيهم يكتبها.

مر تخريجه برقم (١٠٧)

(۲۶۳) تَرجَمَہ: ''حضرت عامر بن ربیعہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پیچھے نماز میں ایک آدمی کو چھینک آئی اس نے کہا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ حَتّٰى يَرْضٰى رَبُّنَا، وَبَعْدَ مَا يَرْضٰى، أَوْ قال: بَعْدَ الرِّضٰى﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خوب حمد وثنا ہے جو پاکیزہ ہیں اور اس میں برکت ہے یہاں تک کہ ہمارے رب راضی ہو جائیں اور راضی ہونے کے بعد بھی۔''

جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: یہ کلمہ کہنے والا کون تھا؟ ان صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ہوں اور میں نے صرف خیر ہی کا ارادہ کیا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان (کلمات کو لکھنے کے لئے) وہ آگے بڑھے کہ ان میں سے کون لکھے۔''

فَائِدَة: نماز میں اگر چھینک آئے تو دل میں الحمد للہ کہے، یہ نوافل میں ہے۔ (فتوحات ۶/۱۳)



باب كراهية العطسة الشديدة

زور سے چھینکنا ناپسندیدہ ہے

(٢٦٤) - أخبرني أبو عروبة، ثنا المغيرة بن عبدالرحمن، ثنا عمرو ابن عبدالرحمن بن عمرو بن قيس، عن يحيى بن عبدالله بن محمد بن صيفي، عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها، قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (التثاؤب الشديد، والعطسة الشديدة من الشيطان).

اخرجه معمر بن راشد فی «جامعه» (١٨٨/١١) وعبدالرزاق فی «مصنفه» (٣٣١٩/٢٦٩/٢) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٨٢٩٣/٣١١/٦)

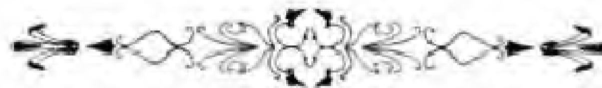
(۲۶۴) ترجمہ: ”حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بہت زیادہ لمبی جمائی اور بہت تیز چھینک (جس کی آواز زیادہ ہو) شیطان کی طرف سے ہے۔“

فائدہ: جمائی جی کے متلانے، طبیعت کے بھاری ہونے اور حواس کے آلودہ ہونے کی وجہ سے منہ کے کھلنے کا نام ہے جو غفلت اور بھول پیدا کرتی ہے اس لئے ناپسندیدہ ہے اسی لئے حدیث میں اس کو شیطان کی طرف سے کہا گیا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ کسی نبی کو کبھی جمائی نہیں آئی۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۶)

زور سے چھینکنا اس لئے ناپسندیدہ ہے کہ وہ بدن کو ہلاتی اور بے چین کر دیتی ہے اور بعض اوقات برابر بیٹھنے والے پر رینٹھ یا بلغم کے کچھ ذرات گر جاتے ہیں۔ (فتوحات ۲۱/۶)

یہ ناپسندیدہ اس وقت ہے جب چھینک خود لائے ورنہ بلا اختیار ہو روکنے پر قدرت نہ ہو تو یہ ناپسندیدہ نہیں ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۰/۶)

چھینک کے وقت آواز پست کرنی چاہئے جس کی تفصیل اگلی روایت میں آرہی ہے۔



باب غض انصوت بالعطاس

چھینکتے وقت آواز کو پست کرنا

(٢٦٥) - أخبرنا محمد بن علی بن جابر الأنطاکی، ثنا لوین، ثنا حبان ابن علی، عن محمد بن عجلان، عن سمی، عن أبی صالح، عن أبی هريرة رضی الله تعالی عنه، قال: کان النبی ﷺ إذا عطس خمّر وجهه، وغض صوته.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٤٣٩/٢) وابوداؤد (٥٠٢٩/٣٠٧/٤) (٣٣٨/٢) والترمذی (٢٧٤٥/٨٦/٥) (١٠٣/٢) والحاکم فی «المستدرک» (٢٩٣/٤) والبیهقی فی «السنن الکبری» (٣٣٩٤/٢٩٠/٢)

(۲۶۵) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چھینک آتی تو اپنے چہرے (مبارک) کو ڈھانک لیتے اور اپنی آواز کو پست (ہلکا) کر لیتے تھے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جس کو چھینک آئے تو وہ اپنی دونوں ہتھیلیاں چہرے پر رکھے اور آواز پست کرے۔ (حاکم ۲۹۳/۴)

عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے چھینک کے آداب میں لکھا ہے کہ چھینکنے میں آواز پست کی جائے اور الحمد للہ بلند آواز سے کہا جائے چھینکتے وقت منہ کو ڈھانکنا اور آواز کو پست کرنا آداب شریعت کا تقاضہ اور تہذیب وشائستگی کی علامت ہے۔

منہ کو ڈھانک لینا تین وجہ سے ہے ایک تو بعض اوقات چھینکتے وقت دماغ کا فضلہ، بلغم، منہ یا ناک سے نکل کر گر جاتا ہے چھینکتے وقت چہرہ کی صورت بگڑ جاتی ہے جو بری معلوم ہوتی ہے تیسرے بے اختیار بلند آواز سے چھینکنے سے لوگ چونک اٹھتے ہیں اور یہ شخصی وقار کے بھی خلاف ہے۔ (ملخص فتح الباری ۶۰۲/۱۰، مرقاۃ ۹۷/۹، مظاہر حق ۳۱۱/۴)



باب ما يقول إذا تثاؤب

جمائی لیتے وقت منہ سے آواز نکالنا

جمائی لینا سستی کی علامت ہے جو شریعت میں ناپسندیدہ ہے چنانچہ اس موقع پر کیا کرنا چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے دو باب جن کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٢٦٦) - أخبرنا أبو عبدالله أحمد بن الحسين بن عبدالجبار الصوفي، ثنا أبوبكر بن أبي شيبة، ثنا أبو خالد الأحمر (سليمان)، عن ابن عجلان، عن سعيد بن أبي سعيد، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: قال رسول الله ﷺ: العطاس من الله، والتثاؤب من الشيطان، فإذاتثاءب أحدكم فلا يقل: هاه، هاه، فإن الشيطان يضحك في جوفه أو في وجهه.

اخرجه عبدالرزاق في «المصنف» (٣٣٢٢/٢٧٠/٢) وابوداؤد (٥٠٢٨/٣٠٦/٤) (٣٣٩/٢-٣٤٠) والترمذي (٢٧٤٦/٨٧/٥) (١٠٣/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢١٧) وابن خزيمه في «صحيحه» (٩٢١/٦١/٢)

(٢٦٦) تَرْجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **چھینک اللہ** تعالیٰ کی طرف سے ہے، جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں کوئی جمائی لیا کرے تو وہ ہا ہا نہ کہا کرے کیونکہ شیطان اس کے پیٹ یا چہرے میں ہنستا ہے۔“

فَائِدَہ: ”چھینک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے“ اس لئے کہ ہر اچھی چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے۔ (فتح الباری ١٠/ ٦١٣) کیونکہ اس سے طبیعت میں نشاط پیدا ہوتا ہے اور یہ طاعت پر معاون و مددگار ہے۔ (مرقاة ٩/٩٠)

اس لئے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرمایا ہے۔ (مظاہر حق ٤/ ٤٠٧)

جمائی شیطان کی طرف سے ہے اس لئے کہ ہر بری چیز کی نسبت شیطان کی طرف کی جاتی ہے۔ (فتح الباری ١٠/٦١٢)

کیونکہ اس سے طبیعت میں گرانی سستی پیدا ہوتی ہے جو طاعت سے دوری کا سبب ہوتی ہے۔ (مرقاة ٩/٩٠)

اس لئے اس کو شیطان کی طرف سے فرمایا ہے۔ (مظاہر حق ٤/ ٤٠٧)

”شیطان ہنستا ہے“ ایک وجہ تو یہ ہے کہ جمائی لیتے وقت آدمی کا چہرہ بگڑ جاتا ہے کیونکہ شیطان اس کا سبب ہوتا ہے کہ اسی کی وجہ سے یہ صورت ہوتی ہے وہ خوش ہوتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ جمائی لیتے وقت سنت یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے جمائی کو روکا جائے یا ہاتھ وغیرہ رکھا جائے تو جب جمائی لینے سے کہ آواز نکل جائے یا سنت چھوٹ جائے تو خوش ہو کر شیطان ہنستا ہے۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے۔ فتح الباری ١٠/ ٦١١، تا ٦١٤، اذکار للنووی صفحہ ٢٥١، مرقاة ٩/ ٩٠، مظاہر حق ٤/ ٤٠٧، فتوحات ربانیہ ٦/ ٥)

باب كراهية رفع الصوت بالتثاؤب

جمائی لیتے وقت بلند آواز کرنے کی کراہت

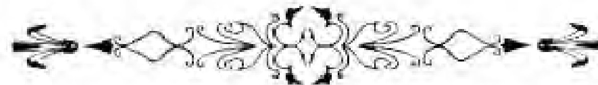
(۲٦٧) - أخبرني محمد بن يحيٰى الرهاوي، ثنا عبدالملك، ثنا عبيدالله ابن يحيٰى الحراني، ثنا عثمان بن عبدالرحمن الطرائفي، عن علي بن عروة، عن ابن أبي مليكة، عن عبدالله بن الزبير رضي لله عنهما، قال: قال رسول الله ﷺ: إن الله عزوجل يكره رفع الصوت بالعطاس والتثاؤب.

اخرجه احمد في «مسنده» (٨٨/٢) وابن ماجه (١١٧٨/٢/ ٣٥٥٨) (ص٢٥٤) والنسائي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣١١) وابويعلى في «مسنده» (٤٠٢/٩/ ٥٥٤٥) وابن حبان «صحيحه» (٣٢٠/١٥/ ٦٨٩٧)

(۲٦٧) **تَرجَمَہ:** ''حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل چھینک اور جمائی میں اونچی آواز (نکالنے) کو ناپسند فرماتے ہیں۔''

فَائِدَہ: وجہ حدیث نمبر ۲٦۴ اور ۲٦۵ پر گزر چکی ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے، فتح الباری ۱۰/ ٦١١ تا ٦١۴، اذکار للنووی صفحہ ۲۵۰، مرقاۃ ۹/ ۹۰، مظاہر حق ۴/ ۴۰۷)



باب ما يقول إذا رأى على أخيه ثوبا

جب اپنے بھائی کو کپڑا پہنے دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

کپڑا اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ ایک نعمت ہے نیا کپڑا پہن کر کیا دعا کرنی چاہئے نیز اس موقع پر مسلمان کو کیا دعا دینی چاہئے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے تین باب جن کے ذیل میں سات احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٢٦٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا ابن حبيب القومسي، ثنا عبدالرزاق، أنبأنا معمر، عن الزهري، عن سالم، عن أبيه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى على عمر بن الخطاب ثوبا، فقال: أجديد هذا أم غسيل؟ قال: بل غسيل، قال: إلبس جديدا، وعش حميدا، ومت شهيدا.

أخرجه ابن ماجه (٣٥٥٨/١١٧٨/٢) (ص٢٥٤) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠١٤٣/٨٥/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣١١) وابويعلى في «مسنده» (٥٥٤٥/٤٠٢/٩)

(۲۶۸) تَرجَمَہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا (اور) پوچھا: یہ نئے کپڑے ہیں یا دھلے ہوئے ہیں؟ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے عرض کیا: (نئے نہیں ہیں) بلکہ دھلے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر دعا دی اور) فرمایا:"

﴿إِلْبَسْ جَدِيْدًا، وَعِشْ حَمِيْدًا، وَمُتْ شَهِيْدًا﴾

تَرجَمَہ: "یعنی اللہ کرے تم نئے کپڑے پہنو، عزت کی زندگی گزارو اور شہادت کی موت مرو۔"

فَائِدَہ: ایک روایت یہ بھی ہے کہ ويعطيك الله قرة العين کہ اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا رکھیں تو حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اور آپ کو اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ عنایت فرمائیں۔ (فتوحات ربانیہ ۳۱۲/۱)

کسی کو نیا کپڑا پہنے دیکھ کر بھی یہ دعا پڑھنا مستحب ہے یہ دعا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں غنا حاصل ہو جو نئے لباس کے حصول کا سبب ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کا بھی سبب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳۱۱/۱)

نوع آخر:

(٢٦٩) - حدثني إبراهيم بن محمد بن الضحاك، ثنا الربيع بن سليمان، ثنا يحيى بن

حسان، ثنا إسحاق بن سعيد، عن عمرو بن سعيد، عن أبيه، عن أم خالد رضي الله تعالى عنها قالت: أتى النبي صلى الله عليه وسلم بثياب فيها خميصة سوداء صغيرة، فدعاني فألبستي بيده، ثم قال:

﴿ أبلي واخلقي وأخلفي. ﴾

اخرجه ابن سعد في «الطبقات الكبرى» (٢٣٤/٨) والبخاري (٥٤٨٥/١٢٩١/٥) (٨٦٦/٢) وابن ماجه (٣٥٥٨/١١٧٨/٢) (ص٢٥٤) وابويعلي في «مسنده» (٥٥٤٥/٤٠٢/٩) وابن حبان في «صحيحه» (٦٨٩٧/٣٢٠/١٥)

(۲۶۹) تَرْجَمَہ: ''حضرت اُمّ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے۔ ان کپڑوں میں ایک چھوٹا سا کالا جبہ بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور مجھے اپنے ہاتھ سے وہ جبہ پہنایا اور فرمایا:''

﴿ أبلي واخلقي وأخلفي. ﴾

تَرْجَمَہ: ''پہنو اور پھاڑو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اور دے۔''

فَائِدَہ: اس دعا میں اشارہ ہے کہ تمہاری عمر لمبی ہوتا کہ کپڑا پہنو اور پھاڑو۔ (فتوحات ربانیہ ۱/ ۳۰۷)



باب ما يقول إذا استجد ثوبا

جب نیا کپڑا پہنے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٢٧٠) - أخبرنا أبوخليفة، ثنا مسدد، عن عيسى بن يونس، عن الجريري، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا استجدّ ثوبا سماه باسمه، وقال:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هَذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ. ﴾

مر تخريجه برقم (١٤)

(۲۷۰) ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے (کہ یہ کرتا، تہبند یا عمامہ ہے) پھر یہ دعا پڑھتے:''

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هَذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ آپ نے ہی مجھے یہ کپڑا پہنایا ہے آپ کے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں، میں آپ سے اس کی بہتری اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کی بہتری کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر سے اور جس غرض کے لئے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ نیا کپڑا جمعہ کے دن پہنتے تھے۔ (ابن حبان، خطیب، مظاہر حق بغوی ۴/۱۷۵)

نوع آخر:

(٢٧١) - أخبرني أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهراني، وأبو خيثمة، وأحمد الدورقي، قالوا: حدثنا أبو عبدالرحمن المقرى، ثنا سعيد بن أبي أيوب، حدثني أبو مرحوم عبدالرحيم بن ميمون، عن سهل بن معاذ، عن أبيه، أن رسول الله ﷺ قال: من لبس ثوبا فقال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هَذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ ﴾

غفر الله لهٗ ما تقدم من ذنبه.

اخرجه الدارمي في «سننه» (٢/٣٧٨/٢٦٩٠) وابوداؤد (٤/٤٢/٤٠٩٣) (٢/٢٠٢) وابويعلى في «مسنده» (٣/٦٢/١٤٨٨) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٠/١٨١/٣٨٩) والحاكم في «المستدرك» (١/٦٨٧)

ایک اور حدیث:

(۲۷۱) ترجمہ: ''حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھی:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور میری کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے نصیب فرمایا۔''

تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

فائدہ: اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی گناہوں سے حفاظت فرماتے ہیں۔ (بذل المجہود ۶/۳۹)

نوع آخر:

(۲۷۲) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو خيثمة، ثنا يزيد بن هارون، ثنا أصبغ بن يزيد، ثنا أبو العلاء، عن أبي أمامة، قال: لبس عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه ثوبا جديدا، فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا أُوَارِیْ عَوْرَتِیْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَيَاتِیْ﴾

ثم قال عمر رضي الله تعالى عنه: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من لبس ثوبا جديدا فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا أُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَيَاتِیْ﴾

ثم عمد إلى الثوب الذي أخلق وأبقى فتصدق به، كان في حفظ الله عزوجل، وفي كنف الله عزوجل، وفي سبيل الله عزوجل، حيا وميتاً، مرتين.

اخرجه ابن ابي شيبه في «مصنفه» (۲۹۷۵۳/۹۵/٦) واحمد في «مسنده» (٤٤/١) وعبد بن حميد في «مسنده» (۱۸/۳۵/۱) وابن ماجه (۳۵۵۷/۱۱۷۸/۲) (ص٢٥٤) والترمذي (٣٥٦٠/٥٥٨/٥) (١٩٦/٢)

(۲۷۲) ترجمہ: ''حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیا کپڑا پہنا پھر یہ دعا پڑھی:''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا أُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَيَاتِیْ﴾

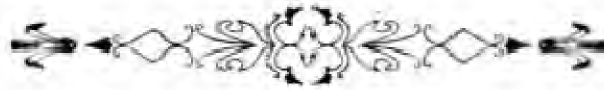
ترجمہ: ''تمام تعریف کے لائق وہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے مجھے وہ کپڑے پہنائے جن سے میں اپنا ستر ڈھانکتا ہوں اور اپنی زندگی میں ان سے زینت حاصل کرتا ہوں۔''

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے پھر یہ دعا پڑھے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا أُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ، وَأَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ﴾

ترجمہ: ”تمام تعریف کے لائق وہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے مجھے وہ کپڑے پہنائے جن سے میں اپنا ستر ڈھانکتا ہوں اور اپنی زندگی میں ان سے زینت حاصل کرتا ہوں۔“

پھر اس کپڑے کو جو (استعمال کے بعد) پرانا ہو جائے یا باقی رہ جائے صدقہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور آغوش میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے خواہ زندہ ہو یا مر چکا ہو۔ (یہ آپ ﷺ نے) دو مرتبہ فرمایا۔“



باب ما يقول إذا خلع ثوبا لغسل أو نوم

جب سونے اور نیند کے لئے کپڑے اتارے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٢٧٣) - حدثنا ابن منيع، ثنا سويد بن سعيد، ثنا عبدالرحيم، بن زيد العمى، عن أبيه، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، قال: قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم: ستر ما بين أعين الجن وعورات بني آدم، أن يقول الرجل المسلم إذا أراد أن يطرح ثيابه:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ.﴾

مر تخريجه برقم (٢١)

(۲۷۳) ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کا کپڑے اتارتے وقت:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ.﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کپڑا پہنتا ہوں جن کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔"

پڑھنا جنوں کی آنکھوں اور آدمی کی شرم گاہ کے درمیان پردہ ہے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کپڑے اتارتے وقت اگر بسم اللہ پڑھ لی جائے تو جن انسان کی شرم گاہ نہیں دیکھ سکتے ہیں۔ شیطان جب انسان کی شرم گاہ دیکھتا ہے تو وساوس ڈال کر خیالات کو پراگندہ کرتا ہے۔

(٢٧٤) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا على بن ميمون الرقى، ح أنبأنا أبو يحيى الساجى، ثنا عبدالله بن حبيب،، ح أنبانا ابن منيع، ثنا داود بن رشيد، ح حدثنى جعفر بن عبدالسلام، ثنا محمد بن غالب، قالوا: ثنا سعيد بن مسلمة، عن الأعمش، عن زيد العمى، عن أنس ابن مالك رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ستر ما بين أعين الجن وعورات بنى آدم إذا نزع أحدهم ثوبه أن يقول:

﴿بِاسْمِ اللّٰهِ.﴾

مر تخريجه برقم (٢١)

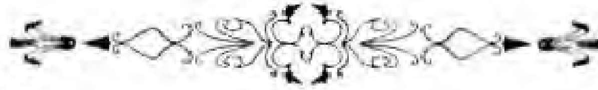
(۲۷۴) ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم

میں کسی کا کپڑے اتارتے وقت بسم اللہ پڑھنا جنوں کی آنکھوں اور آدمیوں کی شرمگاہ کے درمیان آڑ ہے۔"

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شرمگاہ جب تک چھپی ہوئی ہوتی ہے شیطان اس کو دیکھ نہیں سکتا۔ آدمی جب بھی کپڑے اتارے تو اس دعا کو پڑھنا اس کے لئے سنت ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں: شیاطین دیکھنے سے بھی رک جاتے ہیں یا کھیلنے سے رک جاتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۳۲۶، ۳۲۷)

امام مناوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا نام چونکہ مہر کی طرح ہے جن اس مہر کو توڑ نہیں سکتے ہیں۔
(تحفۃ الاحوذی ۳/۱۸۴)



باب ما يقول لمن صنع إليه معروفا

احسان کرنے والے کو کیا دعا دینی چاہئے

کسی پر احسان کرنے، کسی کو قرض دینے لینے اور کسی سے کوئی تکلیف دہ چیز کو دور کر دینے کے وقت کیا کرنا اور کیا دعا دینی چاہئے۔ آپس میں لینے دینے کے کیا آداب ہونے چاہئیں اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے چار باب جن کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٢٧٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا إبراهيم بن سعيد الجوهري، ثنا الأحوص بن جواب، ثنا سعير بن الخمس، عن سليمان التيمي، عن أبي عثمان النهدي، عن أسامة بن زيد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: من صنع إليه معروف فقال لفاعله:

﴿جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا﴾

فقد أبلغ في الثناء.

اخرجه الترمذي (٢٠٣٥/٣٨٠/٤) (٢/٢٣) والبزار في «سنده» (٢٦٠١/٥٤/٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٨٠) وابن حبان في «صحيحه» (٣٤١٣/٢٠٢/٨٥) والطبراني في «المعجم الصغير» (١١٨٣/٢٩٢/٢)

(۲۷۵) تَرْجَمَہ: "حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس شخص پر احسان کیا گیا اور اس نے اس احسان کرنے والے کو:

﴿جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا﴾

تَرْجَمَہ: "یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اس احسان کا بہترین بدلہ عطا فرمائیں۔"

کہا تو اس نے (اس دعا کے ذریعے) تعریف اور شکر کرنے کا حق ادا کر دیا۔"

فَائِدَہ: تعریف اور شکر کا پورا حق ادا کیا۔ تعریف کا مقصد احسان کرنے والے کا اچھائی کے ساتھ ذکر کر کے اس کو کوئی اچھی چیز لوٹانا ہے۔ یہ (جزاک اللہ کا) لفظ اس مقصد و مراد کو خوب پورا کرنے والا ہے کیونکہ اس میں کسی اچھی چیز کا اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ کے لئے مانگنا ہے۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس نے خوب تعریف کی کہ اپنے عجز کا اظہار کیا (کہ یہ ایسا بڑا اور بہترین عمل ہے کہ میں تو اس بھلائی کا بدلہ نہیں دے سکتا) اور اس کے بدلے کو میں نے اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا (کہ اللہ تعالیٰ ہی اس بڑی بھلائی کا بدلہ دیں گے جس سے میں عاجز ہوں)۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۲۲۵)

باب ما يقول لمن يهدى إليه هدية

ہدیہ دینے والے کو کون سی دعا دینی چاہیے

(٢٧٦) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن يحيٰى بن أبى سمية، ثنا إبراهيم ابن حبيب بن الشهيد، أنبانا أبى، عن عمرو بن دينار، عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: أمر أبى بخزيرة، فصنعت، ثم أمرنى فأتيت بها رسول الله ﷺ، فأتيته وهو فى منزله، فقال: ماذا معك يا جابر! ألحلم ذا؟ قال جابر: قلت: لا، فأتيت أبى، فقال: يا بنى! هل رأيت النبى ﷺ؟ قلت: نعم، قال: فهل سمعته يقول شيئا؟ قلت: نعم، قال لى: ماذا معك يا جابر! ألحم ذا؟ قال: لعل رسول الله ﷺ اشتهى اللحم، فأمر بشاة لنا داجن فذبحت، ثم أمر بها فشويت، ثم أمرنى فأتيت بها النبى ﷺ فقال: ماذا معك يا جابر؟ فأخبرته، فقال:

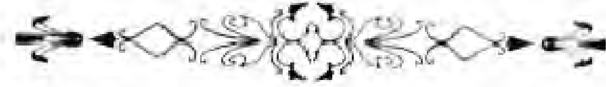
جزى الله الأنصار عنا خيرا لا سيما عبدالله بن عمرو بن حرام وسعد بن عبادة.

اخرجه ابوبكر الشيبانى فى «الآماد والمثانى» (٢٠٢٠/٧٠/٤) وابويعلى فى «مسنده» (٢٠٧٩/٦٠/٤) وابن حبان فى «صحيحه» (٨٠٢٠/٤٨٨/١٥) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٥٨٩٥/٩٠/٥) وابو نعيم الاصبهانى فى «دلائل النبوة» (٢٦/٤٨/١)

(۲۷۶) **ترجمہ:** ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد صاحب نے مجھے حریرہ بنانے کے لئے کہا۔ حریرہ بنایا گیا۔ پھر مجھے (اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانے) کا حکم دیا۔ میں اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ اپنے گھر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جابر! تمہارے پاس کیا ہے؟ کیا یہ گوشت ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ (یہ گوشت نہیں ہے) میں اپنے والد صاحب کے پاس (لوٹ) آیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: میرے بیٹے! تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ (میرے والد صاحب نے پوچھا) کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو کچھ فرماتے ہوئے سنا۔ میں نے جواب دیا: ہاں! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جابر! تمہارے پاس کیا ہے؟ کیا یہ گوشت ہے؟ والد صاحب نے فرمایا: شاید رسول اللہ ﷺ گوشت تناول فرمانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ہماری بکری کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو ذبح کیا گیا۔ پھر اس کو بھوننے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو بھونا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں اس کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

جابر! تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے انصار کو (اس کا) بہترین بدلہ عطا فرمائیں خصوصاً عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو بہترین بدلہ عطا فرمائیں۔"

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کو ہدیہ دے تو ہدیہ لینے والے کے لئے ہدیہ دینے والے کو ان الفاظ سے دعا دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔



باب ما يقول لمن يستقرض منه قرضا

جس سے قرض لیا ہو اس کو کیا دعا دینی چاہئے

(۲۷۷) - أخبرني أبو عبدالرحمن، أنبأنا عمرو بن علي، ثنا عبدالرحمن يعني ابن مهدي، عن سفيان الثوري، عن إسماعيل بن إبراهيم بن عبدالله بن أبي ربيعة، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: استقرض مني النبي ﷺ أربعين ألفا فجائه مال فدفعه إلي، وقال:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ﴾

إنما جزاء السلف: الحمد والأداء.

واخرجه أحمد في «مسنده» (٣٦/٤) وابن ماجه (٢٤٢٤/٨٠٩/٢) (ص١٧٤) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٣٧٢) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١٧٠٤٣/٣٥٥/٥) وفي «شعب الايمان» (١١٢٢٩/٥٢٩/٧)

(۲۷۷) تَرجَمَہ: ''حضرت عبداللہ بن ابوربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار روپے قرض لئے (پھر جب) رسول اللہ ﷺ کے پاس مال آیا تو آپ ﷺ نے مجھے قرض واپس فرمادیا۔ اور (دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارے گھر والوں اور مال میں برکت عطا فرمائے۔''

اور فرمایا: اچھے قرض کا بدلہ صرف حمد اور (قرض کا) ادا کرنا ہے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے قرض خواہ کے دو حق معلوم ہوئے۔

1. مال کا واپس کرنا: جیسے ہی ادائے قرض پر قادر ہو بغیر تاخیر کے ادا کرنا چاہئے۔
2. قرض خواہ کو قرض ادا کرتے وقت اچھی دعا دینی چاہئے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۲۴۴)

کیونکہ قرضہ دینا اچھا کام ہے اس پر شکر ادا کرنا اور شکرانے کے طور پر دعائیہ الفاظ کہنے چاہئیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جو تمہارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے تم بھی اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو اگر بھلائی کا معاملہ نہ کرسکو تو اس کے احسان کا بدلہ دعا دے کر ادا کرو۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۳۲۷)



باب ما يردُّ المهدِى إذا دُعِىَ له

ہدیہ لینے والا دعا دے تو ہدیہ دینے والے کو کیا دعا دینی چاہئے

(۲۷۸) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا طليق بن محمد بن النسكن، ثنا أبو معاوية، ثنا يزيد بن زياد، عن عبيد بن أبى الجعد، عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا، قالت: أهديت لرسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم شاة، فقال: اقسميها، قال: فكانت عائشة إذا رجع الخادم تقول: ماذا قالوا؟ قال: يقولون: ﴿بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ، قَالَ فتقول عائشة: وَفِيْهِمْ بَارَكَ اللّٰهُ﴾

فنرد عليهم مثل ما قالوا، و (تقول) بقى أجرنا لنا.

أخرجه النسائى فى «السنن الكبرى» (۱۰۱۳٤/۸۳/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۳۰۳)

(۲۷۸) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بکری ہدیہ میں آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! اسے تقسیم کردو۔ جب خادمہ لوگوں میں گوشت تقسیم کر کے واپس آتیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوچھتیں: لوگوں نے کیا کہا؟ خادمہ کہتیں لوگوں نے کہا:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ﴾

ترجمہ: ”یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دیں۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتیں:

﴿وَفِيْهِمْ بَارَكَ اللّٰهُ﴾

ترجمہ: ”یعنی اللہ تعالیٰ انہیں برکت دیں۔“

(اور فرماتیں) ہم نے ان کو وہی دعا دی جو دعا انہوں نے ہمیں دی (اس لئے دعا دینے میں ہم اور وہ برابر ہو گئے) اب گوشت تقسیم کرنے کا ثواب ہمارے لئے باقی رہ گیا۔“

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ فرمانا کہ گوشت تقسیم کرنے کا ثواب ہمارے لئے باقی رہ گیا کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں بارک اللہ کہا ہم نے بھی انہیں بارک اللہ کہہ دیا تو ان کے بارک اللہ کے بدلے میں ہمارا بارک اللہ ہو گیا اور ہمارے لئے گوشت ہدیہ کرنے کا ثواب کامل باقی رہ گیا۔

لیکن جس کو صدقہ دیا جائے اس کے دعا دینے کے بعد صدقہ دینے والا خاموش رہے (اور اس کو جواب میں دعا نہ دے) تو اس کا ثواب ضائع نہیں ہوتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۲۹/٦)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدیہ قبول کرنے والے کے لئے ہدیہ دینے والے کو بارک اللہ کہنا چاہئے۔

باب ما يقول إذا أتى ببا كورة الفاكهة

جب نیا پھل سامنے آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

پھل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی لذت کے لئے اناج کے علاوہ ایک مزید انعام فرمایا ہے۔ مختلف پھلوں کے مختلف موسم بنائے۔ اب سارے موسم ان پھلوں کا حصول رہے، شہر اور بازار میں ہر وقت یہ پھل دستیاب ہیں اور پیمانے میں برکت حاصل ہے اس کے لئے آپ ﷺ نے بندہ کی احتیاج کی وجہ سے اپنے خالق کے سامنے عرض ومعروض کے لئے مختلف دعائیں فرمائی ہیں۔

مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے انہی دعاؤں کے لئے ایک باب اور اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٧٩) - أنبانا أبو عبدالرحمن، أنبأنا قتيبة بن سعيد، عن مالك، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: كان الناس إذا رأوا الثمر جاؤا به إلى رسول الله ﷺ، فإذا أخذه قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَ إِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَ إِنِّيْ أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ﴾

ثم يدعو أصغر وليد له، فيعطيه ذلك الثمر.

أخرجه الدارمي في «سننه» (٢/١٤٥/٢٠٧٢) والمسلم (٢/١٠٠٠/١٣٧٧) (١/٤٤٢) وابن ماجه (٢/١١٠٥/٣٣٢٩) (ص٢٣٨) والترمذي (٥/٥٠٦/٣٤٥٤) (٢/١٨٣) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٣٠٢)

(٢٧٩) تَرجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: جب لوگوں کے پاس (موسم کا) پہلا پھل آتا تو وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت لے کر حاضر ہوتے۔ آپ ﷺ اس پھل کو ہاتھ میں لیتے اور دعا پڑھتے:

﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَ إِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَ إِنِّيْ أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ ﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! آپ ہمارے پھلوں میں، ہمارے شہر مدینہ میں، ہمارے صاع میں اور ہمارے مد میں برکت عطا فرمایئے۔ اے اللہ! ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلَام) آپ کے بندے، آپ کے خلیل اور آپ کے

نبی تھے اور میں (بھی) آپ کا بندہ اور آپ کا نبی ہوں ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کے لئے (برکت کی) دعا کی تھی اور میں مدینہ کے لئے وہ دعا کرتا ہوں جو انہوں نے مکہ کے لئے کی تھی (اور میں) اتنی ہی مزید زیادتی کی دعا کرتا ہوں۔"

پھر آپ ﷺ کسی چھوٹے بچے کو بلاتے اور (سب سے پہلے) اس کو یہ پھل عطا فرماتے۔"

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

❶ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور ﷺ کے پاس پھل اس لئے لے جاتے تھے تاکہ رسول اللہ ﷺ برکت کی دعا فرمائیں (جس سے برکت حاصل ہو)۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۴۴۲)

اس لئے مستحب یہ ہے کہ پہلے پھل کو قوم کے علم وعمل میں بڑے آدمی کے پاس لے جایا جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۳۴)

❷ پھل بچے کو دیا جائے کیونکہ اس میں رغبت زیادہ ہوتی ہے اس میں آپ علیہ السلام کے کمال اخلاق اور بچوں پر شفقت و محبت کا اظہار بھی ہے۔ (شرح مسلم ۱/۴۴۲)

❸ نئے پھل کو لینے والے کے لئے دعا پڑھنا سنت ہے کہ نئے پھل کو دیکھنے کا وقت دعا کے قبول ہونے کا وقت ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۳۵)

نوع آخر:

(۲۸۰) - حدثنی أحمد بن محمود الواسطی، ثنا عبدالرحمن بن محمد ابن منصور الحارثی، ثنا عبدالرحمن بن یحیٰی بن سعید العذری، ثنا یونس ابن یزید، عن الزهری، عن سعید بن المسیب، عن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: رأیت رسول اللّٰہ ﷺ، إذا أتی بباکورة الثمرة، وضعها علی عینیه، ثم علی شفتیه، وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوَّلَهُ فَأَرِنَا آخِرَهُ﴾

ثم یعطیه من یکون عنده من الصبیان.

وأخرجه ابوداؤد فی «مراسیله» (۱/۳۳۱/٤٧٥) وابوالقاسم الجرجانی فی «تاریخ جرجان» (۱/۲۱۰) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۱۱/۹۰۵/۱۱۳۲۲) والدار قطنی فی «العلل» (٦/۱۲۲/۱٦٧١) والخطیب البغدادی فی «تاریخ بغداد» (۱٤/۲۱٧)

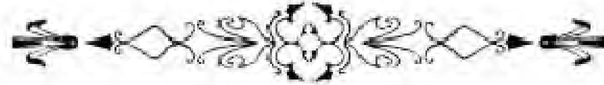
ایک اور حدیث:

(۲۸۰) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ کے پاس موسم کا پہلا پھل لایا جاتا تو آپ ﷺ اس کو اپنی آنکھوں پر رکھتے پھر اپنے ہونٹوں پر رکھتے اور (یہ) دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُـمَّ كَمَا أَرَيْتَنَا أَوَّلَهُ فَأَرِنَا آخِرَهُ﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا اول دکھایا ہے اسی طرح اس پھل کا آخر بھی دکھایئے۔“

پھر بچوں میں جو آپ ﷺ کے پاس موجود ہوتا اس کو وہ پھل عطا فرماتے۔“



باب ما يقول لمن أماط الأذى

جب کوئی تکلیف دہ چیز دور کرے تو کیا دعا دینی چاہئے

مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ایمان کا آخری درجہ فرمایا گیا ہے۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ ۱/۱۲)

اسی طرح مسلمانوں سے ہر قسم کی تکلیف دور کرنا شرعی، اخلاقی اور انسانی ہمدردی کا تقاضہ ہے۔

مسلمان سے خواہ اس کے بدن یا کپڑوں سے کوئی تکلیف دہ چیز ہو تو اس کو دور کرنے کے بارے میں ایک باب جس کے ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۲۸۱) - أخبرني محمد بن حمدويه بن سهل، ثنا عبدالله بن حماد، أنبانا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا عثمان بن فائد، ثنا إسماعيل بن محمد السهمي مولى عبدالله بن عمرو، قال: سمعت سعيد بن المسيب يحدث عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالى عنه أنه تناول من لحية رسول الله ﷺ الأذى، فقال رسول الله ﷺ:

﴿مَسَحَ اللّٰهُ عَنْكَ يَا أَبَا أَيُّوبَ مَاتَكْرَهُ.﴾

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (٤٠٤٨/١٧٢/٤) بهذا السياق وبهذا اللفظ ويوجد هذا الحديث بدون هذا الالفاظ في عدة مواضع وياتي تفصيلها في الحديث الآتي.

(۲۸۱) ترجمہ: ”حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کی داڑھی (مبارک) میں سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹائی۔ (اس پر) آپ ﷺ نے (یہ دعا دی اور) فرمایا:“

﴿مَسَحَ اللّٰهُ عَنْكَ يَا أَبَا أَيُّوبَ مَاتَكْرَهُ.﴾

ترجمہ: ”ابوایوب! اللہ تعالیٰ (بھی) تم سے تمہاری تکلیف دہ اور ناپسند چیز کو دور کرے۔“

(۲۸۲) - حدثنا عبدالرحمن بن سعيد بن هارون، ثنا أحمد بن هارون، ثنا أحمد بن مهدي الأصبهاني، ثنا عمران بن موسى، ثنا أبو هلال الراسبي، عن قتادة، عن سعيد بن المسيب، أن أبا أيوب رضي الله تعالى عنه أخذ عن رسول الله ﷺ شيئا، فقال النبي ﷺ:

﴿لَا يَكُنْ بِكَ السُّوْءُ يَا أَبَا أَيُّوبَ لَا يَكُنْ بِكَ السُّوْءُ.﴾

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٢٥٥٣٢/٣٢٩/٥) وابن حبان في «البحر وحين» (٨٥١/١٩٩/٢) والطبراني في

«المعجم الكبير» (٤/١٣٠/٣٨٩٠) وفي «الدعا» (رقم ١٩٣٣) والحاكم في «المستدرك» (٣/٥٢٣)

(۲۸۲) ترجمہ: ''حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تکلیف دینے والی چیز کو دور کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو دعا دیتے ہوئے) فرمایا۔''

﴿لَا يَكُنْ بِكَ السُّوْءُ يَا أَبَا أَيُّوْبَ لَا يَكُنْ بِكَ السُّوْءُ.﴾

ترجمہ: ''ابوایوب! تمہیں کوئی برائی نہ پہنچے، تمہیں کوئی برائی نہ پہنچے۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے کوئی تکلیف دہ چیز کو دور کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوایوب! اللہ تعالیٰ تم سے بھی تکلیف دہ چیز کو دور کر دیں۔

مطلب یہ ہے کہ ابوایوب! تمہارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکلیف دہ چیز دور کرنے کی وجہ سے تم کسی برائی کو نہ پاؤ۔ دوسری روایت میں دو مرتبہ فرمانا حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کی وجہ سے تھا۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۳۳۲،۳۳۳)

اسی طرح جب کوئی کسی سے تکلیف دہ چیز دور کرے تو وہ اس کو دکھا بھی دے۔ (کما قال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات ربانیہ ۶/۳۲۳) برائی کیا ہے: جو چیز انسان کو اس کی ذات میں یا اس کے گھر والوں اور مال میں بری لگے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۳۳۳)

نوع آخر:

(٢٨٣) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا محمد بن كليب، ثنا حسان ابن إبراهيم بن عبيدالله بن بكر الباهلي، قال: أخذ عمر رضي الله تعالى عنه عن لحية رجل أو رأسه شيئا، فقال الرجل: صرف الله عنك السوء. فقال عمر: صرف الله عنا السوء منذ أسلمنا، ولكن إذا أخذ عنك شيء فقل:

﴿أَخَذَتْ يَدَاكَ خَيْرًا.﴾

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور حدیث:

(۲۸۳) ترجمہ: ''حضرت عبیداللہ بن بکر باہلی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی شخص سے کوئی تکلیف دینے والی چیز کو دور کیا تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ سے برائی کو دور کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم سے برائی کو اس وقت دور کر دیا تھا جب ہم اسلام لائے تھے۔ البتہ اگر کوئی تم سے تکلیف دہ چیز کو دور کرے تو اس کو یہ کہا کرو۔''

﴿أَخَذَتْ يَدَاكَ خَيْرًا.﴾

ترجمہ: ''تمہارے ہاتھ خیر کو لیتے رہیں۔''

فائدہ: تمہارے ہاتھ خیر کو لیتے رہیں، یعنی مسلمانوں سے تکلیف کو دور کر کے تم ثواب حاصل کرتے رہو۔ یہاں برائی سے مراد کفر اور اللہ تعالیٰ کی وہ نافرمانی ہے جو حال اور مستقبل کے اعتبار سے انتہائی بری چیز ہے۔

اپنی ذات، مال اور اہل میں برائی کیا ہے؟

وہ بری چیزیں جو آدمی اپنی ذات میں یا اپنے اہل اور مال میں دیکھتا ہے وہ تو امتحان ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندے کے لئے نعمت ہے کیونکہ اس کی وجہ سے آدمی اگر صبر کرے تو اونچی منزلوں کی جانب ترقی کرتا ہے اور راضی رہے تو ایک اعلیٰ مقام پاتا ہے۔

برائی تو وہ ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق بنا دے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا نعوذ باللہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو اس سے محفوظ فرمایا ہے اس لئے ان کے لئے یہ دعا کرنا ایک موجودہ چیز کی دعا کرنا ہے (حالانکہ دعا یا تو موجودہ چیز کے اعلیٰ درجہ کے لئے ہوتی ہے یا غیر موجود چیز کے وجود کے لئے کی جاتی ہے) اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں سے ہمیں بچالیا ہے اس لئے بجائے اس کے کہ یہ دعا کیا کرو۔

(کلہ فتوحات ربانیہ ۶/۳۳۳)



باب ما يقول إذا وقعت كبيرة، أو هاجت ريح مظلمة

جب کوئی بڑا حادثہ ہو یا آندھی چلے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

ہر مصیبت کے پہنچنے، ہر حادثے اور ہر پریشانی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف متوجہ ہونا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت ساتھ ہو جائے تو پریشانی کے چلے جانے اور سکون واطمینان کے حصول سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب اور اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے

(٢٨٤) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا عمرو بن عثمان (ح) وأخبرنا أبو يعلى، ثنا داود بن رشيد، قالا: ثنا الوليد بن مسلم، عن عنبسة بن عبدالرحمن، عن محمد بن زاذان، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، قال داود بن رشيد عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا وقعت كبيرة، أو هاجت ريح مظلمة، فعليكم بالتكبير، فإنه يجلي العجاج الأسود.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (١٩٤٧/٤٥٠/٣) وابن عدى فى «الكامل» (٢٦٢/٥) والعجلونى فى «كشف الخفاء» (٢٣٤/٩٣/١)

(٢٨٤) ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی بڑا حادثہ پیش آجائے یا آندھی آئے تو اللہ اکبر کہو کیونکہ اس سے آندھی روشن ہو جاتی ہے۔''

فائدہ: کسی بھی قسم کا حادثہ پیش آنا مصیبت ہے اور اللہ تعالیٰ نے تکبیر میں یہ تاثیر رکھی ہے اس سے آگ کی گرمی ختم ہو جاتی ہے تو جب بندہ تکبیر کے مضمون پر غور کرتا ہے تو اس پر آئی ہوئی مصیبت بھی (اس کی برکت سے) آسان ہو جاتی ہے۔
(فتوحات ربانیہ ٤/٢٧٦)

تکبیر سے آندھی روشن ہو جاتی ہے اس میں دونوں باتیں ہیں یا تو حقیقتاً ختم ہو جائے گی جیسا کہ تکبیر کو ان چیزوں کے دور کرنے کی خصوصیت حاصل ہے یا اس آندھی کی وجہ سے دل پر جو گھبراہٹ، تھکن وغیرہ ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے (یعنی دل کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے)۔ (فتوحات ربانیہ ٤/٢٧٧)



باب ما يقول إذا قضى لهٔ حاجة

جب کوئی کسی کی ضرورت پوری کرے تو کیا دعا دینی چاہئے

(٢٨٥) - أخبرنا القاسم بن نصر، أنبا الخليل بن عمرو البغوي، ثنا عبدالله (بن المبارك)، عن معمر، عن قتادة، عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: حلب رجل لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ﴾

فاسودَّ شعره.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «مصنفه» (٢٩٨٣٤/١٠٥/٦) واحمد فی «مسنده» (٣٤٠/٥) وابن حبان فی «صحيحه» (٧١٧٢/١٣٢/١٦) والطبراني فی «المعجم الكبير» (٤٧/٢٨/١٧) والحاكم فی «المستدرك» (١٥٥/٥)

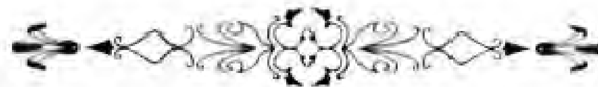
(۲۸۵) ترجمہ: ”ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (کسی جانور سے) دودھ نکالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کو دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ﴾

ترجمہ: ”یعنی اے اللہ! آپ ان کو حسین وجمیل بنا دیجئے۔“

تو ان کے بال (جو سفید تھے) کالے ہو گئے۔“

فائدہ: گزشتہ میں گزر چکا ہے۔



باب الشرك

شرک کے بیان میں

اللہ تعالیٰ کی ذات عالی جو ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک ومنزہ ہے ان کے لئے کسی شریک کو ثابت کرنا شریعت کی نگاہ میں ایک جرم عظیم ہے۔ اس کا اندازہ صرف اسی بات سے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص سے انہی اپنے رسول کی برأت کا اعلان فرمایا نیز یہی وہ ایسا عظیم جرم ہے کہ جس کو معاف نہ کرنے کا بھی اعلان فرمایا ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال دارومدار نیت پر دیا ہے۔

اس کی اہمیت کے پیش نظر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب اوراس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٢٨٦) - أخبرنا أبو يعلى، أنبأنا إسحاق بن أبي إسرائيل، (ح) وأنبانا أبوبكر النسيا بوري، ثنا أبو يوسف القلوسي، ثنا علي بن بحر، حدثني هشام ابن يوسف، عن ابن جريج (عبدالملك بن عبدالعزيز)، في قوله تعالىٰ: ﴿شُرَكَاءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهِ﴾ أخبرني ليث بن أبي مسلم، عن أبي مجلز، عن حذيفة، عن أبي بكر رضي الله تعالى عنه، إما أخبر ذلك حذيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم، و إما أخبره أبوبكر رضي الله تعالى عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الشرك أخفى فيكم من دبيب النمل قال: قلنا: يا رسول الله! وهل الشرك إلا ما عبد من دون الله عزوجل، أو ما دعي مع الله؟ شك عبدالملك بن جريج قال: ثكلتك أمك يا صديق! الشرك أخفى فيكم من دبيب النمل، ألا أخبرك بقول يذهب صغاره وكباره، أو صغيره وكبيره؟ قال: قلت: بلى يا رسول الله! قال: تقول كل يوم ثلاث مرات:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ.﴾

والشرك أن تقول: أعطاني الله وفلان، والندُّ أن يقول الإنسان: لو لا فلان لقتلني فلان.

اخرجه ابن ابي شيبه في «مصنفه» (٢٩٥٧٤/٧٠/٦) واحمد في «مسنده» (٤٠٣/٤) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم٧٦) وابويعلى في «مسنده» (١/٦٠-٦١/٥٨) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٣٤٧٩/١٠/٤)

(۲۸۶) ترجمہ: ”حضرت ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ (عبدالملک بن عبدالعزیز) سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

﴿شُرَكَاءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهِ﴾

کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: شرک تمہارے اندر چیونٹی کے رینگنے سے زیادہ پوشیدہ (طریقہ سے آتا) ہے (یعنی جس طرح چیونٹی کے آنے کی آواز نہیں ہوتی اور وہ آجاتی ہے اسی طرح شرک بھی اس سے زیادہ چھپے ہوئے طریقے سے آجاتا ہے اور تم کو معلوم بھی نہیں ہوتا ہے) ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! شرک تو صرف اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو پکارنے کو کہتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدیق! تمہاری ماں تم کو روئے شرک تو تمہارے اندر چیونٹی کی آواز سے بھی زیادہ پوشیدہ (طریقے سے) آتا ہے۔ کیا میں تم کو ایسی دعا نہ بتاؤں جو چھوٹا ہو یا بڑا سب شرک کو ختم کر دے؟ میں نے عرض کیا: ضرور یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزانہ تین مرتبہ یہ دعا پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ.﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! میں آپ کے ساتھ شرک کرنے سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں اور جس کو نہیں جانتا اس سے بھی آپ کی معافی چاہتا ہوں۔“

اور فرمایا: شرک یہ ہے کہ کوئی یوں کہے: یہ اللہ تعالیٰ اور فلاں نے مجھے دیا ہے اور یہ بھی شرک ہے کہ انسان کہے اگر فلاں نہ ہوتا فلاں مجھے قتل کر دیتا۔“

فَائِدَہ: شرک کی دو قسمیں ہیں ① شرک اکبر ② شرک اصغر۔

شرک اکبر جیسا کہ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرنا ہے۔

شرک اصغر ریا کہلاتا ہے کہ جس عمل سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا تھا اس سے مخلوق میں قدر و منزلت اور اس سے مال واسباب چاہتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۷)

ریا کی چند قسمیں اور صورتیں ہیں

عمل کا مقصد دکھاوا ہو اس کے بغیر عمل ہی نہ ہو یا مقصدِ عمل دکھاوا اور اللہ تعالیٰ کی رضا دونوں ہوں لیکن غالب دکھاوا ہو یا دونوں برابر ہوں اگر کوئی ایک نہ ہو تو عمل نہ ہو یہ تینوں باطل ہیں ان کا کوئی ثواب نہیں ہے جس عمل میں دکھاوا اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا غالب ہو اس میں ابتدائے عمل کا اعتبار ہوگا کہ ابتدا میں کیا نیت وجذبہ تھا۔ (مظاہر حق ۴/ ۸۲۵)

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کے پڑھنے کی برکت سے جو چھوٹی یا بڑی ریا کی کمی عمل میں واقع ہوئی ہوگی اس کو معاف فرما دیں گے۔

کیا ہی بڑی عنایت ہے کہ اتنی بڑی بیماری کا علاج جس سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں کتنی مختصر دعا میں فرما دیا کہ جس میں نہ زیادہ وقت لگے نہ زیادہ مشقت ہو بلکہ ہینگ لگے نہ پھٹکری رنگ چوکھا آئے کا مصداق ہے۔

باب ما يقول إذا أراد أن يحدث بحديث فنسيه

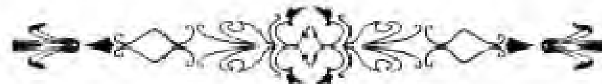
جب کوئی بات بھول جائے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٢٨٧) - حدثنا محمد بن حمدان بن سفيان، ثنا الحسين بن الحكم الحيرى، ثنا إسماعيل بن أبان، عن الربيع بن بدر السعدى، شيخ من أهل البصرة. عن عثمان بن أبى حرب الباهلى، قال: قال رسول الله ﷺ: من أراد أن يحدث بحديث فنسيه، فليصل علىّ، فإن صلاته علىَّ خلف من حديثه، وعسى أن يذكره.

ذكره السخاوى فى قول البديع فى الصلوٰة على الحبيب الشفيع ﷺ (ص٢٢٧)، وعزاه إلى الديلمى.

(۲۸۷) تَرجَمَہ: ''حضرت عثمان بن ابوحرب باہلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کوئی بات کرنا چاہے اور اس کو بھول جائے تو وہ مجھ پر درود پڑھے۔ اس کا مجھ پر درود پڑھنا اس کی (بھولی ہوئی) بات کا بدل ہو جائے گا اور ہوسکتا ہے کہ اس کو (اس کی برکت سے) وہ بات یاد آ جائے۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی شخص کوئی بات بھول جائے تو وہ درود شریف پڑھے اس کی برکت ایسی ہوگی کہ یہ درود پڑھنا اس کا نعم البدل ہو جائے گا یا وہ بھولی ہوئی بات ہی یاد آ جائے گی۔



باب ما يقول لمن بشره ببشارة

خوش خبری سنانے والے کو کیا کہنا چاہئے

مسلمانوں کو ایسی خبر سنانا جو اسے خوش کر دے ایک نیکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس موقع پر کیا اعمال منقول ہیں۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے ایک باب اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۲۸۸) - أخبرنا محمد بن حمدون، ثنا عبدالله بن حماد، ثنا عبدالله بن صالح، عن ابن لهيعة، عن عقيل، عن ابن شهاب، عن أبي اليسر، قال: شد عمر بن الخطاب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ يوم بدر، فشددنا معه، فناداه رسول الله ﷺ عمر، عمر، ياعمر! فلما هزمهم الله تعالىٰ، تخلص إلى العباس، فحمله عمر وأناس من بني هاشم على رقابهم، وأقبل عمر ينادي: يا رسول الله! بأبي أنت، البشرى قد سلم الله عمك العباس، فكبر رسول الله ﷺ وقال:

﴿ بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ يَا عُمَرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَسَلَّمَكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

ثم قال رسول الله ﷺ: اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ عُمَرَ وَأَيِّدْهُ. ﴾

لم اجده عند غير المصنف.

(۲۸۸) ترجمہ: ”حضرت ابوالیسر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ فرماتے ہیں جنگ بدر کے دن حضرت عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ نے سخت حملہ کیا۔ ہم نے بھی ان کے ساتھ سخت حملہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) عمر (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ) کو پکارا! عمر! عمر! اے عمر! جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دی تو حضرت عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ حضرت عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ کے پاس گئے۔ عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ نے اور لوگوں نے حضرت عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ کو اپنی گردنوں پر اٹھالیا۔ حضرت عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ رسول اللہ ﷺ کو پکارنے لگے: یا رسول اللہ! میرے ابا آپ پر قربان ہوں، آپ کو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا عباس کو سالم و محفوظ رکھا رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کہا۔ اور حضرت عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ کو یہ دعا دی:

﴿ بَشَّرَكَ اللّٰهُ بِخَيْرٍ يَا عُمَرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَسَلَّمَكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

ثم قال رسول الله ﷺ: اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ عُمَرَ وَأَيِّدْهُ. ﴾

تَرجَمہ: ”عمر! اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا اور آخرت میں خیر کی خوشخبری دیں، عمر اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں تمہاری حفاظت فرمائیں۔“

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ عُمَرَ وَأَيِّدْهُ“ اے اللہ! عمر کو عزت عطا فرمائیے اور ان کی مدد فرمائیے۔“

فَائِدَہ: خوش خبری کسی اچھے کام کے بارے میں پہلی خبر دینے کو کہتے ہیں مبارک بادی کسی دنیوی یا دنیاوی خیر پر برکت کی دعا دینا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۳۱۱)

قرآن و حادیث و آثار صحابہ سے مبارک مواقع پر مبارک باد دینا ثابت ہے۔ اس حدیث سے خوشی کے موقع پر مبارک باد دینا معلوم ہوا۔

علامہ سیوطی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے خوش خبری اور مبارک بادی دینے کے بارے میں محصول الرامان باصول التہانی کے نام سے رسالہ لکھا ہے جس میں خوش خبری اور مبارک بادی کے بارے میں آیات احادیث و آثار اور اوقات ذکر فرمائے ہیں۔

1. کسی اچھے کام کے ہونے پر مبارک باد دینا۔
2. رمضان المبارک کے آنے پر مبارک باد دینا۔
3. حج (وعمرہ) کی مبارک باد دینا۔
4. نکاح وولادت کی مبارک باد۔ ان تمام مواقع پر مبارک باد کے الفاظ اپنے اپنے مقام پر یا گزر گئے یا آئندہ آئیں گے۔

(فتوحات ربانیہ ۶/۳۰۹ تا ۳۱۱)



باب ما يقول للذمي إذا قضى له حاجته

جب کوئی غیر مسلم کوئی ضرورت پوری کرے تو کیا دعا دینی چاہیے

(٢٨٩) - حدثني عبدالله بن شبيب، ثنا عبدالرحمن بن قريش، عن بشر بن الوليد، عن ابن المبارك، عن سلمة بن وردان، عن أنس بن مالك، قال: استسقى رسول الله ﷺ، فسقاه يهودي، فقال النبي ﷺ:

﴿جَمَّلَكَ اللّٰهُ﴾

فما رأى الشيب حتى مات.

مر تخريجه برقم (٢٨٥)

(۲۸۹) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) پانی طلب فرمایا۔ ایک یہودی نے آپ ﷺ کو پانی پلایا۔ آپ ﷺ نے (اس کو دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿جَمَّلَكَ اللّٰهُ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہیں حسن و جمال عطا فرمائے۔''

تو موت تک وہ بوڑھا نہیں ہوا۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو کسی کی کوئی ضرورت پوری کرے تو اس کو یہ دعا دینی چاہیے۔ تفصیل گزشتہ میں گزر چکی ہے۔



باب ما يقول إذا سمع ما يعجبه وما يتفائل به

جب کوئی پسندیدہ اور خوش شگونی کی بات سنے تو کیا کہنا چاہئے

عرب زمانۂ جاہلیت میں مختلف چیزوں سے فال لیا کرتے تھے۔ اس میں اس حد تک غلو کرتے تھے کہ وہ فال شرک ہو جاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے زمانۂ جاہلیت کی باتوں کو جو شرک و کفر تھیں منع فرمایا اور فال کے صحیح طریقے کو بیان فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ سے خود نیک فال لینا ثابت ہے۔ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۲ باب میں چار حدیثیں اسی بیان میں ذکر فرمائیں۔

(۲۹۰) - أخبرني عمر بن حفص، ثنا عبدالعزيز بن محمد بن زباله، ثنا إبراهيم بن المنذر، ثنا ابن أبي فديك، عن كثير بن عبدالله، عن أبيه، عن جده، أن النبي ﷺ سمع رجلا يقول: يا خضرة! قال: لبيك، أخذنا بفألك من فيك.

اخرجه ابوبكر الشيباني في «الآحاد والمثاني» (۱۱۱۷/۳٤۷/۲) والطبراني في «المعجم الكبير» (۲۳/۲۰/۱۷) وفي «المعجم الاوسط» (۳۹۲۹/۱۸۵/٤) وابن عدي في «الكامل» (٦۲/٦) وابونعيم في «الطب» كما في «فيض القدير» (۲۱۲/۱)

(۲۹۰) ترجمہ: ”حضرت کثیر بن عبداللہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو:

﴿ يا خضرة ﴾

کہتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہاں! میں حاضر ہوں“ اور فرمایا: ہم نے تمہاری بات سے تمہارے بارے میں نیک فالی سمجھی۔“

فائدہ: فال کا مطلب عام طور پر شگون لینے یا نیک فالی لینے کے آتے ہیں، یعنی آدمی کسی اچھی بات کو سن کر یا دیکھ کر اپنے مقصد کے حاصل ہونے کی امید کرے جیسے کسی مریض یا میدان جنگ میں کسی آدمی کو کوئی سالم (سلامتی والے) کہے تو وہ یہ سمجھے کہ میں اس مرض سے ٹھیک ہو جاؤں گا یا میدان جنگ سے صحیح وسالم لوٹوں گا تو یہ نیک فال لینا کہلاتا ہے۔

نیک فال لینا مستحب و پسندیدہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ اچھے نام اور اچھی جگہوں سے بھی نیک فال لیتے تھے۔

(مظاہر حق ۴/۲۹۹)

نوع آخر:

(۲۹۱) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا العباس بن الوليد، ثنا ابن وهيب، أنبأنا سهيل، عن جابر،

عن أبی هريرة رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، أن النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سمع صوتا يعجبه، فقال:

﴿أَخَذْنَا فَألَكَ مِنْ فِيْكَ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲/۳۸۸) وابوداؤد (٤/١٨/٣٩١٧) (۲/۱۹۰) والبيهقی فی «شعب الايمان» (۲/٦٢/١١٦٩) وابو شيخ فی «اخلاق النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ» (٢٧٤/٧٨٦، ٧٨٨) كما فی «العجالة» (١/٣٤٣)

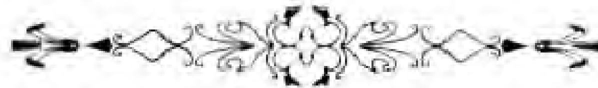
(۲۹۱) **تَرجَمہ:** ''حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ایک آواز سنی جو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کو پسند آئی تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا:''

﴿أَخَذْنَا فَألَكَ مِنْ فِيْكَ.﴾

تَرجَمہ: ''ہم نے تمہاری بات سے نیک شگون لیا۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی اچھی بات سے اچھا فال لینا چاہئے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جب کسی ضرورت کے لئے تشریف لے جاتے تو کسی سے راشد یا نجیح (کہ کامیاب، راہ پانے والے) سننے کو پسند فرماتے۔ یعنی ان ناموں سے نیک فالی لیتے تھے۔ (ترمذی مشکوۃ ۲/۳۹۲)

اسی طرح کسی اچھے نام کو سننے کو خوش ہوتے اور کسی برے نام کو سنتے تو ناگواری ظاہر ہوتی یہی حال بستی کا نام سن کر بھی ہوتا تھا۔ (ابوداؤد ۲/۱۹۱)



باب ما يقول إذا تطير من شيء

بدشگونی کا کفارہ

(۲۹۲) - أخبرنا أبو يحيٰى الساجي، ثنا أحمد بن سعيد الهمداني، ثنا ابن وهب (عبدالله)، أخبرني ابن لهيعة (عبدالله) أخبرني ابن هبيرة (عبدالله) السبائي، عن أبي عبدالرحمن (عبدالله بن يزيد) الحبلي، عن عبدالله ابن عمر، قال: قال رسول الله ﷺ: من أرجعته الطيرة من حاجته فقد أشرك، قالوا: وما كفارة ذلك يا رسول الله؟ قال: يقول أحدهم:

﴿اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «مصنفه» (۲٦١٤١/٣١٢/٥) واحمد فی «مسنده» (٢٢٠/٢) والحارث بن اسامه فی «مسنده» (٥٦٤/٦٠١/٢ بغية الحارث) والطبرانی کما فی «مجمع الزوائد» (١٠٥/٥) والبیهقی فی «شعب الایمان» (١١٨٠/٦٥/٢)

(۲۹۲) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو فال کسی کام سے روک دے تو بلاشبہ اس نے شرک کیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (جب تم سے کسی سے ایسا ہو جائے تو وہ اس کی تلافی کے لئے یہ) دعا پڑھے:“

﴿اَللّٰهُمَّ لَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ، وَلَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ کے فال کے علاوہ کوئی فال نہیں ہے، آپ کی خیر و برکت کے علاوہ کوئی خیر و برکت نہیں ہے اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔“

فائدہ: طیرۃ کے معنی بدفالی اور بدشگونی لینے کے آتے ہیں۔ اہل عرب جب کسی کام کو کرنا چاہتے تو پہلے ایک جانور یا پرندے کو اڑاتے اگر وہ دائیں جانب جاتا تو اس کو مبارک جانتے اور کام کرتے اگر وہ بائیں جانب جاتا تو اس کو منحوس جانتے اور وہ کام نہ کرتے۔ ایسا کرنا شرعاً منع ہے۔ (مرقاۃ ۲/۹، فتوحات ربانیہ ۶/۲۷۳، مظاہر حق ۴/۲۹۹، ۳۰۰)

بدفالی شرک ہے کا مطلب یہ ہے کہ یہ مشرکین کے طور طریقے ہیں اور شرک خفی کا سبب ہے، ہاں اگر بالکل یقین سے ان باتوں سے بدشگونی لی جائے تو وہ بلاشبہ کفر کے حکم میں ہوگی۔ (مظاہر حق ۴/۳۰۶، مرقاۃ ملخص ۹/۶)

نوع آخر:

(۲۹۳) - حدثني أبو محمد (يحيٰى بن محمد) بن صاعد، ثنا يوسف بن موسى، ثنا أبو

معاویة الضریر، عن الأعمش، عن حبیب بن أبی ثابت، عن عروة بن عامر، قال: سئل رسول الله ﷺ عن الطِّیَرَة، فقال: أصدقها الفأل، ولا ترد مسلما، و إذا رأیتم من الطِّیَرِ شیئا تکرھونه، فقولوا:

﴿ اَللّٰهُمَّ لَا یَأْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ﴾

اخرجه ابوداؤد (۳۹۱۹/۱۸/٤) (۱۹۱/۲) وابن قانع فی «معجمه» (۲۶۲/۲ - ۲۶۳) والبیهقی فی «السنن الکبری» (۱۳۹/۸) وفی «شعب الایمان» (۱۷۷۱/٦۳/۲) والخطیب البغدادی فی «التالی التلخیص المشابه» (۷٦/۱٦٥/۱)

(۲۹۳) ترجمہ: ”حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے بدشگونی کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کی بہترین صورت (نیک) فال ہے۔ (اور یاد رکھو کہ) کسی مسلمان کو بدشگونی (اس کے مقصد سے) روک نہ دے۔ تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو (یعنی اس کے ذریعہ بدشگون لیا جاتا ہو) تو یہ دعا پڑھے:“

﴿ اَللّٰهُمَّ لَا یَأْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اچھی باتوں اور بری باتوں کو لانے والے صرف آپ ہی ہیں، برائیوں کے دور کرنے والے (بھی) صرف آپ ہی ہیں۔ برائی سے بچنے اور نیکی کی طرف آنے کی قوت اور طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہے۔“

فائدہ: کسی مسلمان کو بدگمانی اس کے مقصد سے نہ روک دے۔ یعنی مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے پورے کرتا رہے۔ (مرقاۃ ۱۱/۹)

لہٰذا بدشگونی سے رک جانا اس توکل کے خلاف ہے۔

نیک فالی اور بدفالی کی حکمت

نیک فالی میں ایک تو شروع ہی سے بندے کو اطمینان اور خوشی حاصل ہوتی ہے، دوسرے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے خیر اور بھلائی ہی کی امید رہتی ہے اور یہ خیال ہر حالت میں بندے کے لئے دونوں صورتوں میں بہتر ہے خواہ اس کی مراد پوری ہو یا نہ ہو اس لئے یہ جائز ہے۔

بدفالی سے ایک تو بلاوجہ رنج اور تردد پیدا ہوتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی امید ختم ہو جاتی ہے اور یہ ناامیدی و نامرادی کا احساس دور دراز کے خوف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس لئے یہ ممنوع اور ناجائز ہے۔ (مظاہر حق ۳۰۰/۴)

باب ما يقول إذا رأى الحريق

آگ دیکھ کر (بجھانے کے لئے) کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٢٩٤) - حدثنا أبو القاسم بن منيع، ثنا سويد بن سعيد، ثنا القاسم ابن عبدالله بن عمر بن حفص بن عاصم العمري، عن عبدالرحمن بن الحارث، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم الحريق فكبروا، فإن التكبير يطفئه.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (١٥١/٤) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٨٥٦٩/٢٥٩/٨) وفى «الدعا» (رقم١٠٠١) والديلمى فى «مسند الفردوس» (١٠١٩/٢٦٣/١) والذهبى فى «ميزان الاعتدال» (١٧٢/٤)

(۲۹۴) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم (کہیں) آگ بھڑکتی ہوئی دیکھو تو اللہ اکبر کہو کیونکہ اللہ اکبر کہنا آگ کو بجھا دیتا ہے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آگ کو بجھانے کے لئے تکبیر کے ذریعہ مدد طلب کرو۔ (بیہقی شعب الایمان کشف الخفا ۹۳/۱)

آگ کے بھڑکنے کی صورت میں تکبیر کہنے کی ایک وجہ تو یہ ہوسکتی ہے کہ آگ کا بھڑکنا آگ کے زیادتی اور بڑائی کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑا کوئی نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذریعے سے آگ کی بڑائی اور فساد سے پناہ مانگی جارہی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ آگ شیطان کا مادہ ہے۔ اور دونوں میں بلندی اور فساد ہے اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی میں یہ اثر ہے کہ وہ اس کو کم کردے۔ اس لئے انسان اس علو وفساد میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے ذریعے مدد چاہتا ہے جس کا لازمی اثر آگ کا ختم ہونا ہے۔
(فتوحات ربانیہ ۱۶۷/۶)

علامہ جزری شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ بہت مجرب عمل ہے۔
(حصن حصین مترجم مولانا ادریس صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۲۳۵)

(٢٩٥) - حدثنا محمد بن صاعد، ثنا محمد بن معاوية الأنماطي، ثنا الحسن بن عبدالله العمري، عن أخيه القاسم، قال: حدثني عبدالرحمن ابن الحارث، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه عن جده رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم الحريق فكبروا، فإن التكبير يطفئه.

كرر المؤلف الحديث الواحد من أشياخ.

(۲۹۵) تَرجَمہ: ''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم آگ دیکھو تو اللہ اکبر کہو اللہ اکبر کہنا اس کو بجھا دے گا۔''

(٢٩٦) - حدثنا محمد بن نصر الخواص، ثنا أبو طاهر، ثنا ابن وهب، عن القاسم بن عبدالله بن عمر، عن الحارث بن عبدالرحمن بن الحارث، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم الحريق فكبروا، فإن التكبير يطفئه كذا قال.

كرر المؤلف الحديث الواحد من أشياخ.

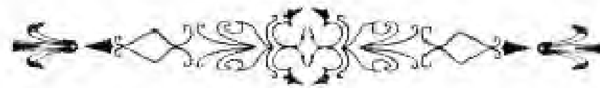
(۲۹۶) تَرجَمہ: ''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم آگ دیکھو تو اللہ اکبر کہو کیونکہ اللہ اکبر اس کو بجھا دے گا۔''

(٢٩٧) - حدثنا بن صاعد، ثنا يوسف بن موسى، ثنا خالد بن مخلد، ثنا القاسم بن عبدالله من آل عمر بن الخطاب، قال: حدثنى عبدالرحمن ابن الحارث، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا رأيتم الحريق فكبروا، فإن التكبير يطفئه.

كرر المؤلف الحديث الواحد من أشياخ.

(۲۹۷) تَرجَمہ: ''حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم آگ دیکھو تو اللہ اکبر کہو کیونکہ اللہ اکبر کہنا اس کو بجھا دے گا۔''

فَائِدَہ: وجہ گزر چکی ہے۔



باب ما يقول إذا هبت الريح

جب ہوا چلے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

جب ہوائیں چلنے لگیں، بادل آنے لگے، بجلی کی گھن گرج اور کڑک ہو اور جب بارش ہونے لگے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا معمول تھا اس موقع پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے کون کون سی دعائیں سکھائیں اور کن اعمال کو اختیار کرنے کو فرمایا ہے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۶ باب اور ان کے ذیل میں ۷ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۲۹۸) - حدثنا محمد بن علی بن بحر، ثنا إسحاق بن إبراهيم بن حبيب ابن الشهيد، ثنا محمد بن فضيل، ثنا الأعمش، عن حبيب بن أبی ثابت، عن سعيد بن عبدالرحمن بن أبزی، عن أبيه، عن أبی بن كعب، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تسبوا الريح، فإذا رأيتم فيها شيئا تكرهونه، فقولوا:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا، وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ، بِهِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ، وَشَرِّ مَا فِيْهَا، وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ. ﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۲۳/۵) والترمذی (۲۲۵۲/۵۲۱/٤) (۵۱/۲) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم۲۳٤) والحاكم فی «المستدرك» (۲۹۸/۲) والديلمی فی «مسند الفردوس» (۷۳۰۰/۱۳/۵)

(۲۹۸) ترجمہ: ”حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہوا کو برا مت کہا کرو (بلکہ) جب تم ہوا میں کوئی ناپسندیدہ بات دیکھو تو (یہ دعا) پڑھا کرو:“

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا، وَخَيْرِ مَا أُمِرَتْ، بِهِ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ، وَشَرِّ مَا فِيْهَا، وَشَرِّ مَا أُمِرَتْ بِهِ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم آپ سے اس ہوا (آندھی) کی خیر و برکت، اور جو اس میں ہے اس کی خیر و برکت اور جو اس کو حکم دیا گیا ہے اس کی خیر و برکت کا سوال کرتے ہیں۔ اور اس ہوا کے شر سے اور اس شر سے جو اس ہوا میں ہے اور جو اس کو حکم دیا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔“

فائدہ: ”ہوا کو برا مت کہو“ کیونکہ ہوا خود تو چلتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہے اس لئے وہ تو چلنے میں معذور و مجبور ہے اور معذور اور مجبور کو برا نہیں کہا جاتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۷۵)

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہوا

پر لعنت مت بھیجو کیونکہ وہ تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) چلنے پر مامور ہے کوئی کسی پر لعنت بھیجتا ہے اور جس پر لعنت بھیجی گئی وہ اس کا مستحق نہیں ہوتا تو لعنت بھیجنے والے پر لوٹ کر آتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۸۱)

ایک شخص نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فقر کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا شاید تم نے ہوا کو برا کہا ہوگا۔
(کتاب الاذکار صفحہ ۱۷۱)

کیونکہ ہوا سبب ہے زمین سے غلہ اور رزق کے پیدا ہونے کا تو جس نے سبب کو برا کہا وہ اس کی پیداوار سے محروم ہو گیا۔
(فتوحات ربانیہ ۴/۲۸۱)

نکتہ

علماء نے لکھا ہے کہ لعنت کے مستحق تین آدمی ہیں ① کافر ② بدعتی ③ فاسق۔ ہوا ان تینوں میں سے نہیں ہے۔
(فتوحات ربانیہ ۴/۲۸۱)

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم فرمایا کہ ہوا جس کے پاس سے آتی ہے اسی سے اس کی خیر کو طلب کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (فتوحات ۴/۲۷۵)

مستحب یہ ہے کہ جب آندھی آئے تو اس کی طرف منہ کر کے دوزانو بیٹھ کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔
(کتاب الاذکار صفحہ ۱۷۱)

نوع آخر:

(٢٩٩) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أحمد بن عبدة الضبي، ثنا المغيرة ابن عبدالرحمن المخزومي، ثنا يزيد بن أبي عبيد، قال: سمعت سلمة بن الأكوع رضي الله تعالى عنه. رفعه. قال: كان إذا اشتدت الريح يقول:

﴿اَللّٰهُـمَّ لَقَحًا، لَا عَقِيمًا.﴾

اخرجه ابن حبان في «صحيحه» (٣/٢٨٨/١٠٠٨) والطبراني في «المعجم الكبير» (٧/٣٣/٦٢٩٦) وفي «المعجم الاوسط» (٣/١٨١-١٨٢/٢٨٥٧) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٣/٣٦٤/٦٢٨٢) والحاكم في «المستدرك» (٤/٣١٨)

ایک اور حدیث:

(۲۹۹) ترجمہ: ''حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب ہوا تیز چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ دعا) پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُـمَّ لَقَحًا، لَا عَقِيمًا.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ اس ہوا کو بارش لانے والی بنائیے اور بانجھ یعنی بارش نہ لانے والی نہ بنائیے۔''

فائدہ: یعنی ایسی بارش ہو جو غلہ اور اناج اگانے والی ہو نہ کہ ایسی جس سے کوئی چیز نہ اگے۔

باب ما يقول إذا هبت الشمال

جب شمالی ہوا چلے تو کیا پڑھنا چاہئے

(۳۰۰) - حدثنا أحمد بن محمد بن عثمان، ثنا أبو زرعة الرازي، ثنا فروة ابن أبي صخراء، الكندي، ثنا القاسم بن مالك المزني، عن عبدالرحمن بن إسحاق، عن يزيد بن الحكم بن أبي العاص، عن عثمان بن أبي العاص، قال: كان كان رسول الله ﷺ إذا اشتدت الريح الشمال قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَرْسَلْتَ فِيْهَا. ﴾

اخرجه البزار كما في «مجمع الزوائد» (۱۰/۱۳۵) والطبراني في «المعجم الكبير» (۹/۴۷/۸۳۴۶) وفي «الدعا» (رقم ۹۷۰)

(۳۰۰) ترجمہ: ”حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب شمالی ہوا تیزی سے چلتی تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے۔“

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَرْسَلْتَ فِيْهَا. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم آپ کی اس شر سے پناہ مانگتے ہیں جو آپ نے اس ہوا میں بھیجا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب شمالی ہوا چلے تو یہ دعا پڑھنا چاہئے۔

ایک روایت میں ہے کہ ہوا اللہ تعالیٰ کی چلائی ہوئی ہے (کبھی) رحمت لاتی ہے (کبھی) عذاب لاتی ہے جب تم اس کو دیکھو تو اس کو برا نہ کہو (بلکہ) اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔ (ابوداؤد ۲/۳۳۹)

گزشتہ حدیث میں بھی اس مضمون کی تفصیل گزر چکی ہے۔



باب ما يقول إذا رأى غبارا في السماء أو ريحا

جب آسمان میں غبار اور ہوا دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۰۱) - حدثنا عبدالرحمن بن محمد، ثنا يحيٰى بن طلحة، ثنا شريك، عن المقدام بن شريح، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأى في السماء ناشئا غبارا، أو ريحا، استقبله من حيث كن، و إن كان في الصلوٰة تعوذ بالله من شره.

اخرجه علی بن الجعد فی «مسنده» (۲۲۸۳/۳۳۲/۱) واحمد فی «مسنده» (۲۲۲/۶) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم ٦٨٦) وابوداؤد (۵۰۹۹/۳٦٦/٤) (۳۳۹/۲) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلۃ» (رقم ۹۱۵)

(۳۰۱) **ترجمہ:** ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان پر کوئی چیز، غبار یا ہوا کو دیکھتے تو فوراً جہاں بھی ہوں اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اگر نماز میں ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے شر کی پناہ مانگتے تھے۔“

فائدہ: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت کی وجہ سے تھا کہ ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور خیر و بھلائی اور ہر شر سے پناہ چاہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی۔

حضرت نضر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی میں ایک مرتبہ اندھیرا چھا گیا میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اس قسم کی چیزیں پیش آتی تھیں؟ انھوں نے فرمایا: خدا کی پناہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو (اس موقع پر) قیامت کے آجانے کے خوف سے مسجدوں میں دوڑ جاتے تھے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا جب آندھی چلتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے مسجد میں تشریف لے جاتے تھے۔ (جمع الفوائد فضائل اعمال صفحہ ۲۸)



باب ما يقول إذا رأى سحابا مقبلا

جب بادل سامنے آتا ہوا نظر آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۰۲) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا أبوبكر بن أبى شيبة، ثنا يزيد ابن المقدام بن شريح، عن أبيه، أنه ذكر عن عائشة رضى الله تعالى عنها، حدثته أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا رأى سحابا مقبلا من أفق من الآفاق، ترك ما هو فيه و إن كان فى صلاته حتى يستقبله فيقول:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ. ﴾

اخرجه ابن ابى شيبه فى «مصنفه» (۲۹۲۲۳/۲۸/٦) وابوداؤد (۵۰۰۹/۳۲٦/٤) (۳۳۹/۲) وابن ماجه (۳۸۸۹/۱۲۸۰/۲) (ص۲۷۷) والنسائى فى «السنن الكبرى» (۱۸۳۰/۵٦۲/۱)

(۳۰۲) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل کو آسمان پر آتا ہوا دیکھتے تو جس کام میں بھی مصروف ہوتے اس کو چھوڑ دیتے۔ اگر نماز میں ہوتے تو بھی اس کی طرف متوجہ ہوجاتے اور (یہ دعا) پڑھتے:“

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! ہم آپ کی اس شر سے پناہ مانگتے ہیں جس کے لئے (یہ) ہوا بھیجی گئی ہے۔“

فائدہ: جب بادل آتے دیکھتے تو اگر نفل نماز ہوتی تو اس کو چھوڑ دیتے یعنی نماز کو موخر کردیتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔
(بذل ۳۰۱/٦)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں! جب ابر، آندھی وغیرہ ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر اس کا اثر ظاہر ہوتا تھا اور چہرہ فق ہوجاتا تھا اور خوف کی وجہ سے کبھی اندر تشریف لاتے کبھی باہر تشریف لے جاتے اور یہ دعا پڑھے "اللهم انى اسئلك خيرها وخير ما فيها وخير ما ارسلت به واعوذبك من شرها وشرما فيها وشرما ارسلت به" اور جب بارش شروع ہوجاتی تو چہرۂ انور پر انبساط شروع ہوجاتا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! سب لوگ جب ابر دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ بارش کے آثار معلوم ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گرانی محسوس ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! مجھے اس کا کیا اطمینان ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو قوم عاد کو ہوا کے ساتھ ہی عذاب دیا گیا تھا وہ ابر کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے کہ اس ابر سے ہمارے لئے پانی برسایا جائے گا حالانکہ اس میں عذاب تھا۔ (درمنثور ۴۴۹/۷)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بادل کو دیکھ کر ڈرنا چاہئے کہ عذاب نہ ہو اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بارش ہوجائے تو بارش اور برکت کی دعائیں جو آئندہ حدیث نمبر ۳۰۴ پر آرہی ہیں پڑھنی چاہئیں۔

باب ما يقول إذا سمع الرعد والصواعق

جب بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۰۳) - حدثنا أبو يعلى، حدثنا نعيم بن الهيضم، ثنا عبدالواحد بن زياد، عن الحجاج بن أرطاة، حدثني أبو مطر، أنه سمع سالم بن عبدالله، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا سمع الرعد والصواعق قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ. ﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۲/۱۰۰) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم۷۲۱) والترمذي (۵/۵۰۳/۳٤٥۰) (۲/۱۸۳) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۹۲۸) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۳/۳٦۲/٦۲٦۲)

(۳۰۳) تَرجَمَہ: ’’حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو (یہ دعا) پڑھتے:‘‘

﴿ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ. ﴾

تَرجَمَہ: ’’اے اللہ آپ ہم کو اپنے غضب سے نہ ماریں اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کریں اور اس سے پہلے ہی ہمیں امن اور عافیت عطا فرمائیں۔‘‘

فَائِدَہ: (رعد) یعنی بادل کی گرج کیا ہے۔ رعد ایک فرشتہ ہے جس کے ذمہ بادلوں کا نظام ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ رعد ایک فرشتہ ہے اس کے پر بجلی کے ہیں جس سے وہ بادلوں کو ہانکتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رعد ایک فرشتہ ہے جس کے ذمہ بادلوں کا نظام ہے وہ اپنے انگوٹھے کے گڑھے میں (پانی) کو محفوظ رکھتا ہے وہ (جب) اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے تو کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جو تسبیح نہ کرتا ہو پھر بارش نازل ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ۴/۲۸٦)

اسی طرح تین مرتبہ یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے "سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ"

(کتاب الاذکار صفحہ۱۷۲)

اس کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جس نے یہ دعا پڑھی اگر اس پر بجلی گری تو میں اس کی دیت (خون بہا) دوں گا۔ (فتوحات ربانیہ۴/۲۸٦)

یہ دعا اس طرح بھی ہے: "يسبح الرعد بحمده والملائكة من خيفة" (فتوحات ربانیہ۴/۲۸٦)

باب ما يقول إذا رأى المطر

جب بارش دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٠٤) - حدثنا عبدالله، ثنا هشام بن عمار، ثنا عبدالحميد بن أبى العشرين، عن الأوزاعى (عبدالرحمن بن عمرو)، عن نافع، عن القاسم، عن عائشة رضى الله تعالى عنها، أن النبى ﷺ كان إذا رأى المطر قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ (اجْعَلْهُ) صَيِّبًا هَنِيْئًا. ﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦/٩٠) وابن ماجه (٢/١٢٨٠/١٢٨٩٠) (٢/٢٧٧) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/٢٢٨/١٠٧٥٣) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩١٧، ٩١٨) وابن حبان فى «صحيحه» (٣/٢٧٤/٩٩٣)

(۳۰۴) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش (برستی ہوئی) دیکھتے تو (یہ دعا) پڑھتے:“

﴿ اَللّٰهُمَّ (اجْعَلْهُ) صَيِّبًا هَنِيْئًا. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! خوب برسنے والی اور خوشگوار (جس میں کوئی مشقت و پریشانی نہ ہو) بارش برسایئے۔“

فائدہ: یہ ”اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا“ (بخاری ۱۴۰/۲)

بھی آئی ہے کہ اے اللہ! خوب برسنے اور نفع دینے والی بارش برسایئے۔

ایک روایت میں ”صَيِّبًا هَنِيْئًا“۔ (ابوداؤد ۲/)

اے اللہ! اس بارش کو نفع والی اور بابرکت بنایئے غرق کرنے والی طوفان نوح کی طرح نہ بنایئے۔ (بذل ۳۰۱/۶)

ایک روایت میں ہے کہ یہ دعا پڑھتے تھے "**اللهم اجعله سبب رحمة ولا تجعله سبب عذاب**" کہ اے اللہ! اس کو رحمت کے ساتھ خوب برسنے والی بنایئے اور عذاب کے ساتھ خوب برسنے والی نہ بنایئے۔ (واللیلہ رقم ۹۱۶)

بارش کی دو حالتیں ہیں وہ خوش حالی اور سامان حیات بن کر بھی آتی ہے یا تباہی و بربادی کا سامان بھی بن کر آتی ہے۔ اس لئے جب بارش ہو تو اللہ تعالیٰ سے خیر اور عافیت کی دعا کرنی چاہئے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا۔

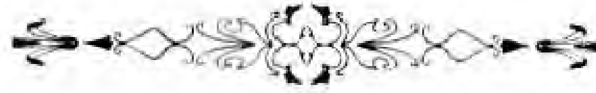
(ملخص معارف الحدیث ۲۴۶/۵)

دعا کی قبولیت کے اوقات

❶ لڑائی میں لشکروں کے ملنے کے وقت۔
❷ اقامت کے وقت۔
❸ بارش کے وقت۔

(اذکار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نقلہ الشافعی فی الام)۔

دو وقت دعائیں رد نہیں ہوتی ہیں اذان کے وقت بارش کے نیچے۔ (حاکم عن سہل بن سعید فتوحات ربانیہ ۴/ ۲۶۷)



باب ما يقول إذا رفع رأسه إلى السماء

جب آسمان کی طرف سر اٹھائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۳۰۵) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا حاتم ابن إسماعيل، عن صالح بن محمد بن زائدة، عن أبي سلمة بن عبدالرحمن، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، أنها قالت: ما رفع رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه إلى السماء إلا قال:

﴿يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى طَاعَتِكَ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤١٨/٢) والنسائى فى «السنن الكبرىٰ» (١٠١٣٦/٨٣/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٠٤) وابن عدى فى «الكامل» (٥٩/٤) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٨١٤٤/٢٦٦/٥)

(۳۰۵) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے:''

﴿يَا مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى طَاعَتِكَ.﴾

ترجمہ: ''اے دلوں کو پھیرنے والے (اللہ!) آپ میرے دل کو اپنی فرمانبرداری اور اطاعت پر ثابت کر دیجئے۔''

فائدہ: دل انسان کے قبضہ میں نہیں ہے نہ ایک حالت پر ہمیشہ رہتا ہے بلکہ کبھی ایک حالت پر تو کبھی دوسری پر منتقل ہوتا رہتا ہے۔ عربی میں دل کو قلب اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ الٹتا پلٹتا رہتا ہے۔

﴿وما الانسان الا لنسيه. ولا القلب الا انه يتقلب﴾

ترجمہ: ''کہ انسان کو انسان صرف اس کے بھولنے کی وجہ سے اور قلب کو قلب اس کے الٹنے پلٹنے ہی کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔'' (فتوحات ربانیہ ۱/۴۳۲)

اس لئے ہمیشہ دل کی حفاظت کرتے رہنا چاہئے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنی امت کو تعلیم ہے کہ وہ ڈرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی توفیق کے بارے میں ڈرتے رہیں کہ کہیں وہ سلب نہ ہو جائے اور اپنے اوقات کو ضائع کر کے اور اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ کر مامون نہ رہیں۔
(فیض القدیر للمناوی ۵/۱۳۹)



باب ما يقول إذا كان يوم شديد الحر أو شديد البرد

جب سخت گرمی اور سردی کا دن ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہیئے

(٣٠٦) - حدثني جعفر بن عيسى الحلواني، ثنا إبراهيم بن هانىء، ثنا أبو صالح، ثنا يحيٰى بن أيوب، عن عبدالله بن سليمان، حدثني دراج، حدثني أبو الهيثم، واسمه سليمان بن عمرو بن عبدة العتواري. عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه، أو عن ابن حجيرة الأكبر عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، أو أحدهما حدثه عن رسول الله ﷺ، قال: إذا كان يوم حار فقال الرجل:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا أَشَدَّ حَرِّ هٰذَا الْيَوْمِ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ﴾

قال الله عزوجل لجهنم، إن عبدا من عبادي استجارني من حرك فاشهدي أني قد أجرته، و إن كان يوم شديد البرد، فإذا قال العبد:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا أَشَدَّ بَرْدِ هٰذَا الْيَوْمِ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنْ زَمْهَرِيْرِ جَهَنَّمَ﴾

قال الله عزوجل لجهنم: إن عبدا من عبادي قد استجارني من زمهريرك، و إني أشهدك أني قد أجرته، قالوا: ما زمهرير جهنم؟ قال: بيت يلقى فيه الكافر فيتميز من شدة بردها بعضه من بعض.

اخرجه ابوالقاسم الجرجاني في «تاريخ جرجاني» (٤٨٦/١) وابو نعيم في «عمل اليوم والليلة» كما في «كشف الخفاء» (٤٦٦/٢) والبيهقي في «الاسماء والصفات» (٢٩١/١) وابن رجب الحنبلي في «التخويف من النار» (٤٤/١)

(۳۰۶) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوسعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْهُ یا ابن حجیرہ اکبر حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْهُ سے یا ان میں ایک رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب گرمی کا دن ہوتا ہے (اوراس میں) آدمی کہتا ہے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا أَشَدَّ حَرِّ هٰذَا الْيَوْمِ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ﴾

تَرجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں ہے آج کتنی سخت گرمی ہے۔ اے اللہ! آپ مجھے جہنم کی گرمی سے بچالیں۔“

تو اللہ تعالیٰ جہنم سے فرماتے ہیں: میرے بندوں میں ایک بندے نے مجھ سے تیری گرمی سے پناہ مانگی ہے تو گواہ رہ کہ میں نے اس کو اس سے نجات دے دی ہے۔

جب سخت سردی ہوتی ہے تو بندہ کہتا ہے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَا أَشَدَّ بَرْدَ هٰذَا الْيَوْمِ، اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنْ زَمْهَرِيْرِ جَهَنَّمَ﴾

تَرجَمہ: ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے کیا ہی سخت سرد دن ہے آج کا اے اللہ! آپ مجھے جہنم کی ٹھنڈک سے بچا لیجئے۔''

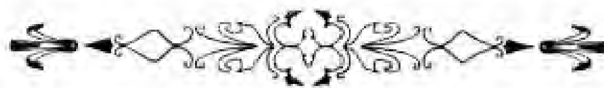
تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندوں میں ایک بندے نے مجھ سے تیری ٹھنڈک کی پناہ مانگی ہے تو گواہ رہ کہ میں نے اس کو اس سے پناہ دے دی ہے۔

لوگوں نے کہا: زمہریر جہنم کیا ہے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: وہ جہنم میں ایک گھر ہے جس میں کافر کو ڈالا جائے گا اور اس کی سردی کی شدت سے اس کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سخت گرمی اور سردی کے وقت یہ دعائیں پڑھنی چاہئیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ! اس کو جنت میں داخل کر دیجئے۔ جو جہنم سے تین مرتبہ پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے اے اللہ! اس کو جہنم سے پناہ عطا فرما دیجئے۔

(ابن حبان عن انس ۳/۳۰۸)



باب ما يقول إذا أصبح كسلان

جب صبح سستی کی حالت میں ہو تو کیا کہنا چاہئے

(٣٠٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، ثنا وهب بن بيان، ثنا ابن وهب، حدثني يونس بن يزيد، عن ابن شهاب، عن أبي أمامة بن سهل ابن حنيف، عن أبيه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: لا يقولن أحدكم: ﴿خَبُثَتْ نَفْسِي﴾ وليقل: ﴿لَقِسَتْ نَفْسِي.﴾

وأخرجه البخاري (٥/٢٢٨٥/٥٨٢٥) (٢/٩١٣) والمسلم (٤/١٧٦٥/٢٢٥٠) (٢/٢٣٨) وابوداؤد (٤/٢٩٥/٤٩٧٨) (٢/٣٢٤) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٠٥١) وابن حبان في «صحيحه» (١٣/٣١/٥٧٢٤)

(٣٠٧) تَرْجَمَہ: ''حضرت سہیل بن حنیف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی۔''

﴿خَبُثَتْ نَفْسِي﴾ ...... تَرْجَمَہ: ''کہ میرا نفس خبیث ہو گیا۔''

نہ کہے بلکہ۔''

﴿لَقِسَتْ نَفْسِي.﴾ ...... تَرْجَمَہ: ''میرا نفس برا ہو گیا ہے۔''

فَائِدَہ: خَبُثَتْ اور لَقِسَتْ عربی میں دونوں کے معنی ایک ہیں۔ یہاں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے امت کو الفاظ کے استعمال کرنے کا آداب سکھایا ہے کہ ایسے الفاظ اختیار کرنے سے بچا جائے اور (اسی کے ہم معنی) کوئی دوسرا اچھا لفظ استعمال کیا جائے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۳۸)

حافظ رَحِمَہُ اللهُ تَعَالَى فرماتے ہیں خبثت اور لقست دونوں ہم معنی الفاظ ہوتے ہیں لیکن خبثت زیادہ برا ہے کہ اس میں ضرورت سے زیادہ چیزیں شامل ہیں اور لقست صرف امتلاء وغیرہ (طبیعت کے بھاری پن) کا نام ہے۔

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ برے الفاظ کو ناپسند فرماتے تھے اور اس کی جگہ ایسے لفظ کو پسند فرماتے تھے جو برائی سے سالم ومحفوظ ہوں۔

اسی لئے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی عادت تھی کہ برے نام کو اچھے نام سے بدل دیتے تھے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۶۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گفتگو میں برے الفاظ سے بچنا چاہئے اور اچھے الفاظ استعمال کرنا چاہئے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۶۴)



باب ما يقول إذا رأى مبتلى

جب کسی مصیبت زدہ کو دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۰۸) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عبيدالله بن عمر القواريرى، ثنا حماد بن زيد، وعبدالوارث بن سعيد، قالا: حدثنا عمرو بن دينار قهرمان آل الزبير، عن سالم بن عبدالله، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: ما من رجل يفجؤه صاحب بلاء فيقول:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا﴾

إلا عافاه الله عزوجل من ذلك البلاء كائنا ما كان.

اخرجه ابن ماجه (٣٨٩٢/١٢٨١/٢) (ص٢٧٧) والترمذى (٣٤٣١/٤٩٣/٥) (١٨١/٢) والبزار فى «مسنده» (١٢٤/٢٣٧/١) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٥٣٢٤/٢٨٣/٥) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٤٤٤٤/١٠٨/٤)

(۳۰۸) تَرْجَمَہ: ''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا شخص کو دیکھے اور (دیکھ کر) یہ دعا پڑھے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا﴾

تَرْجَمَہ: ''تمام تعریف اور شکر اللہ تعالیٰ کے لئے جنہوں نے مجھے اس پریشانی سے بچایا جس میں تجھے مبتلا کیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے فضیلت عطا فرمائی۔''

تو وہ شخص جب تک (زندہ) رہے اس مصیبت و پریشانی میں مبتلا نہیں ہوگا۔''

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے تو یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر گزار رہتا ہے۔ (کنز العمال ۱۴۳/۲)

مصیبت خواہ بیماری ہو جیسے جذام برص یا کوئی معذوری وغیرہ ہو تو اس کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ لیکن آہستہ پڑھنی چاہئے کہ اس مصیبت زدہ تک آواز نہ پہنچے ورنہ اسے دکھ ہوگا۔ اگر کسی دینوی مصیبت (جیسے فسق و فجور معاصی) میں مبتلا دیکھے تو بھی آہستہ ہی پڑھنی چاہئے لیکن اگر تنبیہ اور زجر کے لئے آواز سے پڑھے کہ وہ سن کر اس چیز سے باز آجائے تو یہ بھی صحیح ہے بلکہ بعض علماء نے اس صورت میں آواز سے پڑھنے کو بہتر اور افضل لکھا ہے۔ (ملخص مظاہر حق، فتوحات ربانیہ ۱۸۶/۶، ۱۸۷)

دیکھنے سے مراد اس کا علم ہو جانا ہے جیسے کسی کی آواز سنی جو تکلیف میں مبتلا تھا اب اگرچہ اس کو دیکھا نہیں ہے لیکن یہ دعا پڑھ سکتا ہے۔ (مرقاۃ ۲۰۵/۵، معارف الحدیث ۲۰۶/۵)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی کے بارے میں سن کر بھی یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے۔

باب ما يقول إذا رأى من فُضِّلَ عليه فى الدين والدنيا

دین ودنیا میں اپنے سے برتر شخص کو دیکھ کر کیا کہنا چاہئے

صبر وشکر دو عظیم صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو نہایت ہی محبوب ہیں۔ قرآن وحدیث میں ان کے بے شمار فضائل آئے ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے شکر پر نعمتوں کے اضافے اور صبر پر اپنی معیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے ہاں کون شاکر اور کون صابر ہے؟

اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اس باب میں ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(۳۰۹) - حدثنا ابن صاعد، ثنا محمد بن عوف، ثنا عثمان بن سعيد، ثنا بن ثوبان، عن المثنى بن الصباح، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ أن رسول الله ﷺ قال: خصلتان من كانتا فيه كتبه الله عزوجل شاكرا صابرا، من نظر إلى من هو فوقه فى دينه فاقتدى به، ونظر إلى من هو دونه فى دنياه فحمد الله عزوجل على ما فضله الله عليه، كتبه الله شاكرا صابرا.

اخرجه ابن المبارك فى «الزهد» (۱۸۰/۵۰/۱) والترمذى (۵۱۲/٦٦٥/٤) (۷۷/۲) والطبرانى فى «مسند الشاميين» (۵۵/۲۹۰/۱) والديلمى فى «مسند الفردوس» (۲۹۸۳/۱۹۸/۲) والبغوى فى «شرح السنة» (۴۱۰۲/۲۹۴-۲۹۳/۱۴)

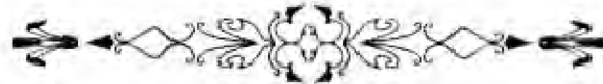
(۳۰۹) تَرجَمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں ہوں اللہ تعالیٰ اس کو شاکر اور صابر لکھ دیتے ہیں (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جب وہ شخص دینی معاملے (یعنی اچھے اعمال تقویٰ وغیرہ) میں ایسے شخص کو دیکھے جو (علم وعمل، عبادت طاعت وغیرہ میں) اس سے بہتر ہو تو اس کی اقتدا کرے (یعنی علم وعمل، عبادت وطاعت وغیرہ میں خود بھی آگے بڑھے اور دوسرا وہ ہے کہ) جو اپنی دنیا کے معاملے میں اس آدمی کو دیکھے جو (مال ودولت وغیرہ میں) اس سے کم تر ہو تو اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور تعریف کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی پر اس کو فضیلت بخشی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکر (شکر کرنے والا) اور صابر (صبر کرنے والا) لکھ دیتے ہیں۔“

فَائِدَہ: ایک حدیث ہے کہ جو دنیاوی امور میں اپنے سے بہتر کو دیکھے اور اس کی اقتداء کرے اور دینوی امور میں اپنے سے کمتر کو دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکر اور صابر نہیں لکھتے ہیں۔ (ترمذی ۲/ ۷۷)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کامل مؤمن بنا دیتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایمان کے دو نصف ہیں ایک نصف صبر اور ایک نصف شکر ہے۔ اپنے آپ کو برائیوں سے بچانا صبر ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم طاعت اور بجا آوری شکر ہے تو جس بندے میں دونوں چیزیں ہوں گی وہ کامل مؤمن ہوگا۔ (مظاہر حق ۴/۷۵۷)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر فخر فرماتے ہیں جو عبادت میں اپنے سے اونچے کو دیکھے اور دنیا میں رہنے سے کم کو دیکھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو شکر کرنے اور صبر کرنے والا لکھ دیتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دوست نعمتوں کو آخرت کے لئے رکھ دیتے ہیں (آخرت میں) راحت کے لئے دنیا میں سختی کو جھیلتے ہیں۔ (تاریخ بغداد ۹/ ۲۶۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ وہ دنیاوی امور میں اپنے سے کم تر کو دیکھے اور دینوی امور میں اپنے سے بہتر آدمی کو دیکھے کیونکہ دنیاوی امور میں اپنے سے بہتر کو دیکھنا قلق، افسوس اور ناشکری پیدا کرتا ہے اور دینوی امور میں بہتر آدمی کو دیکھنے سے طاعت اعمال صالحہ وغیرہ میں مزید آگے بڑھنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ (نزہۃ المتقین ۱/ ۴۱۷)



باب ما يقول إذا سمع هدير الحمام

جب کبوتر کی آواز سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

جانوروں کی آوازیں بعض اوقات خیر اور شر کے اوقات ہوتے ہیں مختلف جانوروں کی آوازوں کو سن کر کیا دعا پڑھنی چاہیے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے پانچ احادیث پر مشتمل چار باب ذکر فرمائے ہیں۔

(۳۱۰) - حدثني علي بن إسحاق، عن رداء، أنبانا محمد بن يزيد المستملي، ثنا الحسين بن علوان، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن معاذ بن جبل رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ أن عليا شكى إلى رسول الله ﷺ الوحشة، فأمره أن يتخذ زوج حمام، ويذكرالله عند هديره.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (٨٢/٤) والطبرانى فى «مسند الشاميين» (٤٢٥/٢٣٩/١) وابو نعيم فى «الحلية» (٢١٦/٥) والذهبى فى «الميزان الاعتدال» (٤٣٥/٣) والرافعى فى «التدوين فى اخبار قزين» (٨٨/٢)

(۳۱۰) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت معاذ بن جبل رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت علی رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے رسول اللہ ﷺ سے وحشت کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک کبوتر کے جوڑے کو لے لو۔ جب وہ کوکو (کبوتر جو آواز نکالتا ہے) کرے تو اس وقت تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔''

فَائِدَہ: وحشت دور کرنے کی دعائیں آگے حدیث پر آرہی ہیں۔



باب ما يقول إذا سمع أصوات الديكة

جب مرغ کی آواز سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۱۱) - أخبرنا أبو عبدالله الصوفی أحمد بن الحسين، ثنا أبو بكر بن أبی شيبة، ثنا أبو عبدالرحمن المقری، عن سعيد بن أبی أيوب، حدثنی جعفر ابن ربيعة، حدثنا الأعرج، عن أبی هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبی ﷺ قال: إذا سمعتم صوت الديكة فإنها رأت فادعوالله تبارك و تعالىٰ، و ارغبوا إليه، و إن سمعتم نهاق الحمير فإنها رأت شيطانا فاستعيذوا بالله من شر ما رأت.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۲۱/۲) وابوداؤد (۵۱۰۲/۳۲۷/٤) (۲٤۰/۲) والترمذی (۳٤۵۹/۵۰۸/۵) (۱۸٤/۲) وابويعلی فی «مسنده» (٦۲۵٤/۱۲۸/۱۱) وابن حبان فی «صحيحه» (۱۰۰۵/۲۸۵/۳)

(۳۱۱) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مرغ کی آواز سنو کیونکہ وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرو۔ اگر تم گدھے کی آواز سنو کیونکہ وہ شیطان کو دیکھتا ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے اس شر کی پناہ مانگو جو اس نے دیکھا ہے۔''

فائدہ: مرغ کی عادت ہے کہ وہ فجر اور زوال کے وقت اذان دیتا ہے۔ دوسرے جانوروں میں مرغ جیسی اوقات کی پہچان کسی کو نہیں ہے۔ راتیں چھوٹی ہوں یا بڑی مرغ وقت پر اذان دیتا ہے جس میں کوئی غلطی نہیں کرتا ہے۔ (فتح الباری ٦/۳۵۳)

مرغ کی اذان کے وقت دعا کا حکم اس لئے ہے کہ وہ فرشتے کو دیکھتا ہے تو اس وقت دعا کرنے سے اس کی دعا پر فرشتوں کی آمین اور فرشتوں کے اس کے لئے استغفار کرنے اور اس کے اخلاص کی گواہی دینے کی امید کی جا سکتی ہے۔ (فتح الباری ٦/۳۵۳)

ایسے وقت دعا کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ (بذل ٦/۳۰۱)

شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم اس لئے ہے کہ شیطان کا قریب ہونا شر سے خالی نہیں دوسرے شیطان سے خوف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہی سے شیطان کی پناہ مانگی جا سکتی ہے۔ (ملخص بذل ٦/۳۰۱، فتح الباری ٦/۳۵۳)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں سے دعا کرانا اور ان سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔ (فتح الباری ٦/۳۵۳)



باب ما يقول إذا سمع صياح الديك ليلا

جب رات کو مرغ کی آواز سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۱۲) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن عباد المكى، ثنا أبو سعيد مولى بنى هاشم، عن يحيٰى بن أبى سليمان، عن سعد بن إبراهيم، عن الأعرج، عن أبى هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبى صلی اللہ علیہ وسلم قال: إذا سمعتم نهيق حمار و نباح كلب وصوت ديك بالليل فاستعيذوا بالله من شر الشيطان، فإنهم يرون ما لا ترون.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «مصنفه» (۲۹۸۰۶/۱۰۱/٦) وابوداؤد (٥١٠٣/٣٢٧/٤) (۲٤٠/۲) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم۹٤۲) وابويعلى فى «مسنده» (۲٦۹٦/۱۸۷/۱۱) وابن حبان فى «صحيحه» (۳۲٦/۱۲-۳۲۷/٥٥۱۷، ٥٥۱۸)

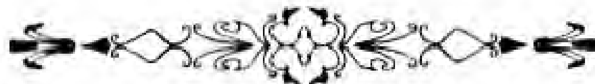
(۳۱۲) تَرجَمَہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم رات میں گدھے کے رینکنے کتے کے بھونکنے اور مرغ کی آواز سنو تو شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیونکہ وہ (جانور) جو دیکھتے ہیں وہ تم نہیں دیکھتے ہو۔''

فَائِدَہ: یعنی وہ جن آفات اور حوادث کو دیکھتے ہیں تم نہیں دیکھتے ہو۔ (بذل ۳۰۱/۶)

ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ چلنا پھرنا بند کر دیں تو گھر سے کم نکلو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بہت سی مخلوق ہے جس کو اللہ تعالیٰ زمین پر پھیلا دیتے ہیں۔ (ابوداؤد ۲/ ۳۴۰)

پچھلی حدیث میں ان جانوروں کے آواز نکالنے پر کیا دعا پڑھنا چاہئے گزر چکا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات دن کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اس حدیث میں رات کا ذکر ہے ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ شیاطین رات کو اکثر پھیل جاتے ہیں یہی حال گدھے کے رینکنے کا ہے کہ گدھا زیادہ تر رات کو رینکتا ہے اگر دن میں بھی ہو تو اس طرح مانگی جائیں گی۔

(حاشیہ ابن سنی صفحہ ۲۷)



باب ما يقول إذا سمع نهيق الحمار

جب گدھے کی آواز سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣١٣) - أخبرنا ابن منيع، ثنا عمي، ثنا عاصم بن علي، ثنا إسحاق ابن يحيى بن طلحة، عن ابن صهيب، عن أبيه صهيب، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا نهق الحمار، فتعوذوا بالله من الشيطان الرجيم.

اخرجه الطبراني في «معجم الكبير» (٧٣١٢/٣٩/٨) وفي «الدعا» (رقم ٢٠٠٧)

(۳۱۳) ترجمہ: ''حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب گدھا رینکے (یعنی چیخے) تو اللہ تعالیٰ کی شیطان سے پناہ مانگو۔''

نوع آخر:

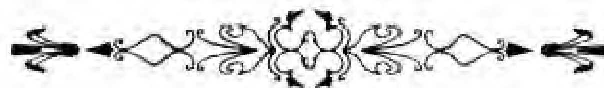
(٣١٤) - أخبرني محمد بن أحمد بن المهاجر، حدثنا محمد بن الحسن بن بيان، حدثنا معمر بن محمد بن عبيدالله بن أبي رافع، حدثنا محمد، عن أبي عبيدالله، عن أبي رافع رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لن ينهق الحمار حتى يرى شيطانا، فإذا كان ذلك فاذكروالله عزوجل وصلوا عليَّ.

عزاه السخاوي في «القول البديع» (ص٢٢٨) إلى الطبراني كذا في «التقريب» (٢٦٧/٢)، اخرجه الطبراني من حديث ابي رافع بزيادة نقله الحافظ ابن حجر في «فتح الباري» (٣٥٣/٦)

ایک اور حدیث:

(۳۱۴) ترجمہ: ''حضرت عبیداللہ بن رافع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گدھا شیطان کو دیکھ کر ہی آواز نکالتا ہے تو جب بات ایسی ہے تو (اس وقت) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور مجھ پر درود پڑھو۔''

فائدہ: گزشتہ حدیث میں گزرا ہے کہ شیطان جہاں بھی ہو شر اور فساد سے خالی نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی برکت سے اس کے شر سے حفاظت رہے گی۔



باب ما يقول إذا دخل الحمام

جب حمام میں داخل ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣١٥) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا الحكم بن موسى، ثنا إسماعيل ابن عياش، حدثني يحيٰى بن عبيدالله، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نعم البيت يدخله المسلم الحمام، فإذا دخله سأل الله الجنة، واستعاذ به من النار.

اخرجه البيهقى فى «شعب الايمان» (٧٧٧٩/١٦٠/٦) والديلمى فى «مسنده الفردوس» (٦٧٦٨/٢٦٠/٤) والحكيم الترمذى في «نوادر الاصول» (١١٩/٢) واحمد بن منيع في «مسنده» كما في اتحاف الخيره المهره (٢٩٩/١)

(٣١٥) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بہترین گھر جس میں مسلمان داخل ہوتا ہے حمام ہے۔ اس لئے جب وہ حمام میں داخل ہوتو اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرے اور جہنم سے پناہ مانگے۔“

فائدہ: حدیث میں حمام کو بہترین گھر اس لئے فرمایا کہ حمام جہنم کی گرمی اور جنت کی ٹھنڈک کے یاد آنے کا ذریعہ ہے اس لئے جہنم سے پناہ مانگنے اور جنت کا سوال کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ دوسری بات یہ کہ حمام میں جانا جیسے ان چیزوں کے یاد آنے کا ذریعہ ہے ایسے ہی اعمال صالحہ میں سبقت کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ (فتوحات ربانیہ ٦/٢٧٦)

حمام میں داخل ہونے کے آداب۔

1. بائیں پاؤں سے داخل ہو اور دائیں پاؤں سے باہر آئے۔
2. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر داخل ہو۔
3. بسم اللہ کے بعد یہ دعا پڑھے۔ ”اعوذ بالله من الرجس النجس الخبيث المخبث“
4. حمام کی گرمی میں جہنم کی گرمی کو یاد کرلے اور جہنم سے پناہ مانگے۔
5. جنت کا سوال کرے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ٣٠٠، فتوحات ربانیہ ٦/٢٧٦)

نوع آخر:

(٣١٦) - أخبرنا أبو العباس بن قتيبة، ثنا صالح بن أحمد بن حنبل، ثنا إبراهيم بن مهدي، ثنا أبو حفص الأبار، عن إسماعيل بن عبدالرحمن الأودي، عن أبي بردة، عن أبي موسى

رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم أول من صنعت لهُ الحمامات والنورة سليمان بن داود عليهما السلام، فلما دخله وجد حره، فقال.

﴿أوه من عذاب اللّٰه أوه، ثم أوه، قبل ألا يكون أوه.﴾

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٣٢/٢٧٤/٧ - ٣٦) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٤٦١/١٤٦/١) وابن عدى في «الكامل» (٢٨٥/١) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٧٧٧٨/١٦٠/٦) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٦٠/٣٥-٣٤/١)

ایک اور حدیث:

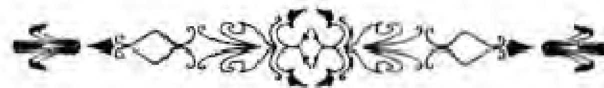
(۳۱۶) تَرجَمۂ: ''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جس کے لئے حمام اور نورہ (بال صاف کرنا کا سفوف) بنایا گیا وہ (حضرت) سلیمان بن داوٗد علیہ السلام ہیں۔ جب وہ حمام میں داخل ہوئے تو حمام کی گرمی کو پایا تو فرمایا:''

﴿أوه من عذاب اللّٰه أوه، ثم أوه، قبل ألا يكون أوه.﴾

تَرجَمۂ: ''اوہ اللہ کے عذاب اوہ (یعنی پناہ)۔ پھر اوہ کہ اس سے پہلے کوئی اوہ نہ ہو۔''

فَائِدَہ: اوہ کا لفظ تکلیف کے اظہار یا شکات کے لئے بولا جاتا ہے۔

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے حمام کی گرمی کو محسوس کیا تو جہنم کی گرمی کو یاد کیا کیونکہ حمام وہ گھر ہے جو جہنم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے کیونکہ اس میں آگ نیچے ہوتی ہے اور اوپر سے اندھیرا ہوتا ہے ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کا عارف اور کامل بندہ آخرت سے غافل نہیں ہوتا ایسے موقع پر وہ ہر چیز میں عبرت محسوس کرتا ہے۔ جب وہ کسی کالی چیز کو دیکھتا ہے تو قبر کے اندھیرے کو یاد کرتا ہے اور جب کسی سانپ کو دیکھتا ہے تو جہنم کے سانپ کو یاد کرتا ہے اور اگر کسی ہول پیدا کرنے والی چیز کو دیکھتا ہے تو منکر نکیر یا جہنم کے فرشتوں کو یاد کرتا ہے۔ (فیض القدیر للمناوی ۳/۹۳)



باب ما يقول إذا اعتذر إلى أخيه

جب کوئی معذرت کرے تو کیا کہنا چاہئے

انسان نسیان سے ہے غلطی کا ہونا انسان کے لئے ایک امر لازم ہے لیکن اس غلطی کے بعد کیا کرنا چاہئے۔ غلطی پر معذرت کرنا کسی کی معذرت قبول کرنا اور معذرت قبول کر کے کیا جواب دینا چاہئے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے دو باب جن کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٣١٧) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عثمان بن أبي شيبة، ثنا وكيع، ثنا أبي عن شيخ يقال لهٗ طارق، عن عمرو بن مالك الرؤاسي، قال: أتيت النبي ﷺ فقلت: يا رسول اللّٰه! ارض عني، فأعرض عني ثلاثا، قال: قلت: يا رسول اللّٰه! واللّٰه إن الرب تبارك و تعالٰى ليسترضى فيرضى، عني، قال: فرضي عني.

اخرجه ابوبكر شيباني في «الآحاد والمثاني» (١٠٠٨/١٧٨/٣) وابويعلى في «مسنده» (٦٨٤٣/٢٣٦-٢٣٥/١٢) وابن قانع في «معجمه» (٧١٤/٢١٢/٢) وابن حبان في «الثقات» (٨٧٦/٢٧٠/٣) والبيهقي في «شعب الايمان» (٨٢٩٩/٣١٢/٦)

(۳۱۷) تَرْجَمَۃ: ''حضرت عمرو بن مالک رؤاسی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھ سے راضی ہو جائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ اعراض فرمایا (یعنی منہ پھیر لیا) میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے تو وہ بھی راضی ہو جاتے ہیں (اس لئے) آپ بھی راضی ہو جائیے۔ اس کے بعد آپ ﷺ راضی ہو گئے۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عذر خواہی اور معذرت کرے تو اس کے عذر اور اس کی معذرت قبول کرنی چاہئے ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے معذرت و عذر خواہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا عذر و معذرت قبول فرماتے ہیں۔
(ابویعلی مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۹۸)

ایک روایت میں ہے کہ جو کسی مسلمان بھائی سے معذرت کرے اور وہ اس کی معذرت قبول نہ کرے تو وہ میرے حوض پر نہیں آئے۔ (طبرانی فی الاوسط مجمع الزوائد ۸/ ۸۱)

ایک روایت میں ہے کہ جو اپنے بھائی کی معذرت قبول نہ کرے گا اس کو ظالم ٹیکس وصول کرنے والے کی طرح گناہ ملے گا۔
(طبرانی فی الاوسط مجمع الزوائد ۸/ ۸۱)

اس لئے آدمی کو بھی چاہئے اللہ تعالیٰ کے اخلاق کریمانہ اپنے اندر پیدا کرے۔

باب ما يقول المعتذر إليه من الجواب

جس سے معذرت کی جائے اس کو جواب میں کیا کہنا چاہئے

(٣١٨) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، ثنا العباس بن محمد، ثنا محمد ابن سنان، ثنا عبدالله بن المؤمل، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رضي الله تعالى عنه قال: قام رسول الله ﷺ بين الركن والمقام، فحمدالله وأثنى عليه، ثم قال: ماذا تقول قريش؟ قال: يقولون: ابن وابن أخ، قال: أقول: كما قال أخي يوسف عليه السلام:

﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ.﴾

اخرجه النسائي في «السنن الكبرى» (١١٢٩٧/٣٨٢/٦) والطحاوي في «شرح معاني الآثار» (٣٢٥/٣) والبيهقي في «دلائل النبوة» كما في الاصابه (٢١٣/٣) والربيع في «مسنده» (٤١٩/١٧٠/١)

(٣١٨) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا: قریش کیا کہتے ہیں؟ قریش کہنے لگے: (آپ ہمارے) بیٹے ہیں اور (ہمارے) بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف (علیہ السلام) نے کہا تھا۔“

﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ.﴾

ترجمہ: ”آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائیں وہ رحم کرنے والوں میں بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔“

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی زیادتی کے بعد فرمایا تھا کہ آج تم پر نہ کوئی ملامت ہے اور نہ کوئی عار ہے۔ میں بھی قریش کی زیادتیوں کے بعد آج وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے کہا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تھا کہ تم میرے بارے میں کیا خیال کرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا تو انہوں نے کہا: آپ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں اور (آج) آپ ہمارے ساتھ جو بھی معاملہ فرمائیں اس پر قادر ہیں تو آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ (مدارک ٦٢٢/١)

ایسے موقع پر آپ ﷺ کا فرمانا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں یہ اخلاق کریمانہ کا اعلیٰ مقام ہے کہ ظالم کو صرف معاف

ہی نہیں کیا بلکہ یہ بھی واضح کر دیا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ (معارف القرآن ۵/۱۲۷)

گزشتہ حدیث میں عذر قبول کرنے کا بیان تھا اس حدیث میں عذر قبول کرتے ہوئے کیا کہنا چاہئے اس کا بیان ہے کیونکہ یہ بھی نہایت ضروری ہے عذر قبول کرنا اپنے بھائی پر ایک احسان کرنا ہے اگر عذر قبول کرنے میں کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جس میں کوئی طعن اور دوسرے کی کمی کی طرف اشارہ ہوتو یہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہوگا اسی لئے آپ علیہ السلام نے وہ الفاظ سکھائے جس سے آپس کی الفت ومحبت میں بھی اضافہ ہواور نیکی برباد بھی نہ ہو۔ (بندہ)

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا: یوسف تمہارے اپنے بھائیوں کو صاف کرنے کی وجہ سے میں نے تمہارا ذکر ذاکرین میں بلند کیا ہے (یعنی اس معافی کی بدولت تمہیں ذاکرین میں ایک بلند مقام عطا کیا ہے)۔ (مکارم اخلاق للخرائطی ۱۷۲/۸)



باب مخاطبة الرجل أخاه بطيب الكلام

اپنے بھائی سے اچھی بات کرنا

نرمی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے نرمی اختیار کرنا ایک پسندیدہ چیز ہے، اپنے بھائیوں سے اچھی بات کرنا، غلاموں سے نرمی سے پیش آنا، اگر کسی پر غصہ اور ناراضگی کا اظہار بھی کرنا ہو تو کیا کرنا چاہئے، لوگوں کی خاطر تواضع کرنا، جھوٹ سے کیسے بچنا چاہئے، اگر ناگواری کے اظہار کی ضرورت ہو تو ناگواری کا اظہار بھی کرنا چاہئے ان تمام امور میں آپ ﷺ کا کیا معمول اور اسوہ ہے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ۱۱ باب جن کے ذیل میں ۱۱ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۱۹) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا سريج بن يونس، ثنا أبو معاوية، ثنا عبد الرحمن بن إسحاق، عن النعمان بن سعد، عن علي رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: إن في الجنة غرفا يرى بطونها من ظهورها، وظهورها من بطونها، فقال أعرابي: لمن هي يا رسول الله؟ قال: هي لمن طيب الكلام، وأطعم الطعام، وأفشى السلام، وصلى الله بالليل والناس نيام.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «مصنفه» (۲۵۷٤۳/۲٤۸/٥) واحمد فی «مسنده» (۲۵٥/۱) والترمذی (۱۹۸٤/۳٥٤/٤) (۱۹/۲) وابویعلی فی «مسنده» (٤۲۸/۳۳۷/۱) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۳۳٦۰/۲۱٦-۲۱٥/۳)

(۳۱۹) **ترجمہ:** ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ جنت میں کچھ بالا خانے ہیں جن کے اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔ ایک دیہات کے رہنے والے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ بالا خانے کس کے لئے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بالاخانے اس شخص کے لئے ہیں جو (لوگوں سے) اچھی بات کرے، کھانا کھلائے، سلام کو پھیلائے اور رات کو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں نماز پڑھے۔“

فائدہ: اچھی بات سے مراد وہ کلام جس میں ثواب ہو یا سائل سے نرم لہجے میں گفتگو کرنا ہے۔ (مظاہر حق ۲/۲٦٤)

اچھی بات جس میں اپنے لئے یا دوسروں کے لئے نفع ہو۔ (فتوحات ربانیہ ٦/۲۹٤)

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اچھی بات کرنا نیکیوں میں ایک بڑی نیکی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/٤٤۹)

اچھی بات کہنا جو لوگوں کے دلوں کو خوش کرے۔ جو لوگوں سے نرمی سے پیش آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بہت پسند فرماتے ہیں چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود بھی نرم و مہربان ہیں اور نرمی و مہربانی کرنے والے کو پسند فرماتے ہیں۔ (مسلم ۲/۳۲۲)

ایک روایت میں ہے جنت میں سخت کلام اور بدخلق داخل نہیں ہوگا۔ (بیہقی عن حارثہ بن وہب مشکوۃ ۲/٤۳۱)

کھانا کھلانا خواہ قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے ہوں خصوصاً جو لوگ محتاج ہوں ان کو کھانا کھلانا اور ان سے بدلہ نہ چاہنا اور شکریہ کی امید نہ کرنا یہ فیاضی سخاوت اور لوگوں کو ترجیح دینا ہے یہ بڑی خصلتوں اور مکارم اخلاق میں سے ہیں۔

(فتوحات ربانیہ۵/۲۷۰)

کھانا کھلانے کے فضائل

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو واجب کرنے والے اعمال میں مسلمان مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

(حاکم، بیہقی عن جابر ترغیب۲/۶۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ سب سے افضل بھوکے کو کھانا کھلانا ہے۔ (ابوالشیخ، بیہقی عن انس ترغیب۲/۶۶)

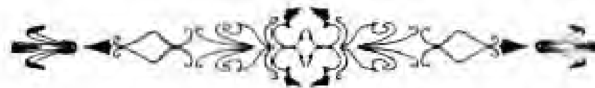
ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو کھانا کھلائے کہ اس کا پیٹ بھر جائے اور پانی پلائے کہ پیاس جاتی رہے اللہ تعالیٰ شانہ اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں کر دیتے ہیں ہر خندق اتنی بڑی کہ پانچ سو سال میں طے ہو۔ (طبرانی فی الکبیر، حاکم، ابن حبان، بیہقی عن عبداللہ بن عمرو ترغیب۲/۶۵ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں ترغیب۲/۶۴ تا۶۷)

رات کا وقت غفلت کا ہوتا ہے تو جو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا اس کو مزید ثواب ملے گا نیز اس وقت کی عبادت ریا وشہرت سے پاک ہوتی ہے اس لئے دخول جنت کا بہت بڑا سبب ہے۔ (مرقاۃ۴/۲۰۷)

مزید قیام اللیل کی تفصیل حدیث۳۵۷ پر آئے گی۔

(سلام پھیلانے کے متعلق کے بیان میں فائدہ گزر چکا ہے)۔

ہانی بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جو میرے لئے جنت کو واجب کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اچھی طرح بات کرنے اور کھانا کھلانے کو اپنے اوپر لازم کرلو۔ (یہ چیز تمہارے لئے جنت واجب کرنے والی ہے)۔ (مصنف ابن ابی شیبہ۵/۲۱۱)



باب مخاطبة الناس بطيب الكلام

لوگوں سے خوش کلامی سے بات کرنا

(۳۲۰) - أخبرنا أبو خلفية، ثنا الفضل بن حبيب الحوضى، عن شعبة، عن محل بن خليفة، عن عدى بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: **اتقوا النار ولو بشق تمرة، فإن لم تجدوا فبكلمة طيبة.**

اخرجه الدارمى فى «سننه» (۱/۴۷۸/۱۶۵۷) والبخارى (۵/۲۲۴۱/۵۶۷۷) (۲/۸۹۰) والمسلم (۲/۷۰۳/۱۰۱۶) (۱/۳۲۷) والنسائي فى «السنن الكبرى» (۲/۳۹/۲۳۳۴) وابن حبان فى «صحيحه» (۲/۲۲۰/۷۴۳)

(۳۲۰) **ترجمہ:** ''حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگ سے بچو اگر چہ کھجور کے ٹکڑے سے ہو اگر تمہارے پاس وہ (بھی) نہ ہو تو کسی اچھے کلمہ کے ذریعہ ہی بچو۔''

فائدہ: طیب کا معنی ہے جس چیز سے حواس کو لذت محسوس ہو۔ (عمدۃ القاری ۲۲/۱۱۲، فتح الباری ۱۰/۴۴۸)

اس حدیث میں دو باتیں ہیں کھجور کے ٹکڑے یا کلمہ طیبہ سے آگ یعنی جہنم سے بچنے کا حکم ہے۔

اس حدیث میں صدقہ دینے کی ترغیب ہے اگر چہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو تھوڑا سمجھ کر صدقہ سے رکنا نہیں چاہئے کیونکہ تھوڑا صدقہ بھی جہنم کی آگ سے بچانے کا ذریعہ ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۳۲۶)

کلمہ طیبہ کو صدقہ اس لئے فرمایا کہ مال جس کو دیا جاتا ہے وہ خوش ہو جاتا ہے اور یہی حال اچھی بات کا ہے کہ جس کو کہی جاتی ہے وہ خوش ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۴۹)

کیونکہ عام طور پر تھوڑی چیز دینے کی عادت نہیں ہوتی اور زیادہ چیز ہر وقت نہیں ہوتی (جس کی وجہ سے صدقہ نہیں ہوگا جو آگ سے بچنے اور آپس میں الفت و محبت کا ذریعہ ہے وہ ختم ہو جائے گا) اس لئے فرمایا تھوڑا ہو تو بھی دو اور تھوڑا تھوڑا مستقل دینے سے وہ زیادہ ہو جائے گا۔ (ملخص فتح ۵/۱۹۸، ۱۰/۴۴۵)

اسی طرح ایک اور اہم بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ جس طرح تھوڑی چیز دینے میں کوئی برائی نہیں ہے اسی طرح لینے والا بھی تھوڑی چیز کو تھوڑا نہ سمجھے اور اس کا برا نہ منائے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کو حقیر نہ جانے اور اگر چہ ایک بکری کے کھر ہی سے کیوں نہ ہو۔ (بخاری ۲/۸۸۹)

یعنی اگر کسی پڑوسن نے ایک بکری کا کھر کسی کے ہاں بھیجا تو یہ بھی بڑی بات ہے اس کو کم نہیں جاننا چاہئے اور یہ کم سمجھنا اسی کی غلطی ہے اس لئے کسی کو یوں کہنا بہت تھوڑا سا بھیجا بہت ہی برا ہے بلکہ تھوڑا زیادہ کچھ بھی ہو احسان ہے اور اس کو خوشی سے قبول کرنا چاہئے۔ (قالہ الکرمانی بتصرف فتح الباری ۱۰/۴۴۵)

باب لين الكلام للعبد

غلام کے ساتھ نرمی سے بات کرنا

(۳۲۱) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن أبى بكر المقدمى، ثنا موسى يعنى المنقرى، عن ابن المبارك، عن عبيدالله بن زحر؛ علي علي بن يزيد، عن القاسم، عن أبى أمامة رضي الله تعالى عنه عن النبى ﷺ قال: الله الله فيما ملكت أيمانكم، أشبعوا بطونهم، وأكسوا ظهورهم، وألينوا لهم القول.

اخرجه ابن سعد فى «الطبقات الكبرى» (۲/۲۵٤) وابويعلى فى «مسنده» كما فى مطالب العاليه (۲/۲٦/۲۷۸۱) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۱۹/٤۱- ٤۲/۸۹) والديلمى فى «المسند الفردوس» (۱/۱٤۷/۵۲۸) والعجلونى فى «كشف الخفاء» (۱/۲۲۰/۵۸۰)

(۳۲۱) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اپنے غلاموں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ، ان کو کپڑا پہناؤ اور ان سے نرمی سے بات کرو۔“

فائدہ: عموماً غلاموں اور ماتحت لوگوں کے حقوق کی پرواہ نہیں کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں غلاموں کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو جو آخری بات فرمائی وہ غلاموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور نماز کی حفاظت کے بارے میں تھی۔ (ابوداؤد عن علی ۲/۳۴۵)

اس حدیث میں غلاموں کے تین حق بیان ہوئے ہیں۔

① ان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ۔ ② ان کو کپڑا پہنانا۔ ③ ان سے نرمی سے بات کرنا۔

احادیث میں غلاموں کے بہت سے حقوق آئے ہیں۔ جو خود کھائے وہ ان کو کھلائے جو خود پہنے وہ ان کو پہنائے ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے اگر ڈالے تو ان کی خود بھی مدد کرے۔ (ابوداؤد عن ابی ذر ۲/۳۴۶)

ان کی غلطیوں کو دن میں ستر مرتبہ معاف کرنے کا حکم فرمایا۔ (ابوداؤد عن ابن عمر ۲/۳۴۶)

اس حدیث میں نرمی سے بات کرنے کا حکم ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ خود نرم ہیں اور نرمی کو پسند فرماتے ہیں اور نرمی پر وہ کچھ عطا فرماتے ہیں جو سختی پر عطا نہیں فرماتے۔ (مسلم عن عائشہ ۲/۳۲۲)

ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اس کو مزین کرتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جائے اس کو عیب دار کر دیتی ہے۔ (مسلم عن عائشہ ۲/۳۲۲)

ایک اور ارشاد ہے کہ جو نرمی سے محروم رہا وہ ہر قسم کی بھلائی سے محروم رہا۔ (مسلم عن جریر ۲/۳۲۲)

باب مخاطبة الخادم بالبنوة

خادم کو بیٹا کہہ کر پکارنا

(٣٢٢) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهراني، ثنا حماد بن زيد، ثنا سلم العلوي، قال: سمعت أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: لما نزلت آية الحجاب جئت أدخل كما كنت أدخل، فقال لي رسول الله ﷺ: وراءك يا بني.

أخرجه أحمد في «مسنده» (٢٢٧/٣) والمروزي في «تعظيم قدر الصلاة» (٨٧٢/٨٦١/٢) وابو يعلى في «مسنده» (٤٢٧٦/٢٦٣/٧) والطحاوي في «شرح معاني الآثار» (٣٣٤/٤) والبيهقي في «شعب الايمان» (٧٧٩٥/١٦٤/٦)

(۳۲۲) ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب پردہ کرنے کے بارے میں آیت نازل ہوئی تو میں (رسول اللہ ﷺ کے گھر میں) داخل ہونے لگا جس طرح (عادۃً) داخل ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پیارے بیٹے پیچھے رہو (یعنی گھر میں عورتیں ہیں ان سے پردہ کرو اس طرح داخل نہ ہو)۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے خادم کو بیٹا کہہ کر پکار سکتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے خادم تھے آپ ﷺ نے انہیں بیٹا کہہ کر پکارا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بچوں سے شفقت اور نرمی سے پیش آنا چاہئے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کی اصلاح محبت اور نرمی سے کرنی چاہئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں ڈانٹ کر نہیں فرمایا بلکہ انتہائی محبت سے اصلاح کے لئے پیارے بیٹے کہہ کر مخاطب فرمایا۔

آپ ﷺ کی مشفقانہ نصیحت کا ایک قصہ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں چھینک آئی انہوں نے الحمد للہ کہا (پہلے نماز میں بات کرنا اور یہ سارے امور جائز تھے) لوگوں نے انہیں گھور کر دیکھا۔ نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا۔ یہ خود فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں نہ آپ ﷺ نے مجھے ڈانٹا نہ برا بھلا کہا میں نے اتنی اچھا تعلیم دینے والا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہماری اس نماز میں لوگوں کی باتوں جیسی کوئی چیز جائز نہیں ہے بلکہ یہ تو تسبیح تکبیر اور تلاوت قرآن پر مشتمل ہے۔ (نسائی ۱/۱۸۰)



باب مخاطبة الرجل ربيبه بالبنوة

سوتیلے بیٹے کو بیٹا کہہ کر پکارنا

(٣٢٣) - حدثنا الفضل بن يعقوب القطان، ثنا محمد بن سليمان لوين، ثنا سليمان بن بلال، عن أب وجزة، عن عمر بن أبي سلمة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أدن أي بني، فسمِّ الله وكل بيمينك، وكل مما يليك.

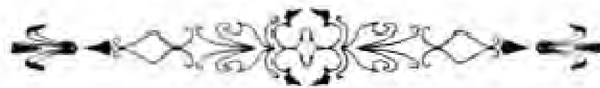
اخرجه احمد فی «مسنده» (٢٦/٤) وابوداؤد (٣٧٧٧/٣٤٩/٣) (١٧٤/٢) والنسائی فی «السنن الکبری» (٦٧٥٥/١٧٤/٤) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم٢٧٥) وابن حبان فی «صحيحه» (٥٢١٥/١٤/١٢)

(٣٢٣) تَرجَمَہ: ''حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پیارے بیٹے! قریب ہو جاؤ (اور) اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (یعنی بسم اللہ پڑھ کر) اپنے پاس سے کھانا کھاؤ۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کا سوتیلے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ کر پکارنا جائز ہے اور اس کو شفقت ومحبت سے آداب معاشرت سکھانا چاہئے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نصیحت شفقت ومحبت سے کرنی چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ نصیحت شفقت ومحبت سے فرمایا کرتے تھے اور اگر کسی میں کوئی برائی دیکھتے تو عموماً اس کو مخاطب کر کے خود کہتے بلکہ یا تو کسی دوسرے سے فرماتے یا عمومی انداز میں فرماتے تھے۔ جیسا کہ حدیث نمبر ٣٢٦ پر آ رہا ہے اور معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ گزشتہ حدیث میں گزر چکا ہے۔



باب كيف معاتبة الرجل أخاه

ناراضگی کا اظہار کس طرح کرنا چاہئے

(٣٢٤) - أخبرني محمد بن سعيد بن هلال، ثنا المعافى بن سليمان، ثنا فليح بن سليمان، عن هلال بن علي، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لم يكن رسول الله ﷺ سبابا ولا فحاشا ولا لعانا، كان يقول لأحدنا عند المعاتبة:

﴿ماله ترب جبينه﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (١٤٤/٣) والبخاري (٥٦٨٤/٢٢٤٣/٥) (٨٩١/٢) وفي «الادب المفرد» (رقم ٤٣٠) وابويعلى في «مسنده» (٤٢٢٠/٢٢٢/٧) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١٩٣/١٠)

(۳۲۴) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ گالی دینے والے تھے، نہ بری بات کہنے والے تھے اور نہ لعنت کرنے والے تھے بلکہ ہم میں سے کسی پر ناراض ہوتے تو اس وقت:

﴿ماله ترب جبينه﴾

ترجمہ: ”یعنی تیری پیشانی خاک آلود ہو“

فرماتے تھے۔“

فائدہ: فاحش یہ فحش سے ہے ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ ہو اور برائی میں داخل ہو جائے اس میں فعل اور قول دونوں داخل ہیں لیکن زیادہ تر قول کو کہا جاتا ہے۔ (عمدہ القاری ۱۱۶/۲۲)

تیری پیشانی خاک آلود ہو۔ یہ بددعا نہیں ہے بلکہ عرب کی عادت تھی کہ ایسے کلمات استعمال کرتے تھے لیکن ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں ہوتی تھی۔ اس کی بہت سے مثالیں کلام عرب میں موجود ہیں ”تیری ناک خاک آلود ہو“ تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (فتح الباری ۴۵۳/۱۰)

اس حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ غصہ اور ناراضگی کے وقت بھی کوئی ایسی بات نہیں فرماتے جو حقیقی طور پر بری ہو بلکہ آپ کی زبان سے ہر حالت میں ایسی بات نکلتی جو آپ کی شان کے عین مناسب ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ غصہ اور ناراضگی کے وقت زبان سے کوئی بری بات نہیں نکالنی چاہئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ لعنت کا تعلق آخرت سے ہے لیکن اس کے معنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونے کے ہیں اور گالی دینے کا تعلق لعنت سے ہے اور فحش کا تعلق شرافت سے ہے۔ (عمدۃ القاری ۱۱۶/۲۲)

باب مداراة الناس

لوگوں کی خاطر تواضع کرنا

(۳۲۵) - أخبرنی أبو عروبة، حدثنا المسيب بن واضح، ثنا يوسف ابن أسباط، ثنا سفيان الثوری، عن يوسف بن محمد بن المنكدر، عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: مداراة الناس صدقة.

اخرجه ابن فی «صحيحه» (۴۷۱/۲۱۶/۲) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (۴۶۳/۱۴۶/۱) وابن عدی فی «الكامل» (۴۰۶/۱) والبيهقی فی «شعب الايمان» (۸۴۴۵/۳۴۳/۶) والخطيب فی «تاريخ بغداد» (۵۷/۸)

(۳۲۵) **ترجمہ:** ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کی خاطر تواضع کرنا صدقہ ہے۔“

فائدہ: مدارت کا مطلب کسی بات کو نرمی سے دور کرنا ہے۔

ایک روایت میں ہے ایمان کے بعد عقل کی بنیاد لوگوں سے خاطر تواضع کرنا ہے۔

ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لوگوں کی خاطر تواضع کرنا مؤمنین کے اخلاق میں سے ہے۔

مدارت یہ ہے کہ لوگوں کے لئے خود کو خاکسار اور متواضع بنانا، ان سے نرمی سے بات کرنا اور ان سے بات کرنے میں سختی سے احتراز کرنا یہ الفت و محبت کا بہت بڑا سبب ہے۔

مدارت اور مداہنت میں فرق

بعض لوگ مدارت اور مداہنت کو ایک سمجھتے ہیں یہ غلط ہے کیونکہ مدارت تو مستحب ہے اور مداہنت حرام ہے۔

مداہنت کہتے ہیں کوئی چیز ظاہر کی جائے اس کا باطن چھپایا جائے۔ علماء نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ فاسق کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور اس کے گناہ اور فسق پر بغیر انکار کئے راضی رہنا۔

مدارت کہتے ہیں جاہل کی تعلیم میں نرمی اختیار کرنا اور فاسق کو برے کاموں سے روکنے میں نرمی اختیار کرنا اور اس کے ساتھ سختی سے پیش نہ آنا اس طرح کہ جو برائی اس میں ہے وہ ظاہر نہ ہو اور اس کو برے کاموں سے منع کرنے میں قول اور فعل میں نرمی اختیار کرنا اور مہربانی سے پیش آنا ہے خصوصاً جب کہ اس کی تالیف قلبی کی ضرورت ہو۔ (کلہ من فتح الباری ۱۰/۵۲۸)

ایک تعریف یہ بھی ہے کہ مدارت کہتے ہیں کسی کے دین اور دنیا کے لئے دنیا خرچ کی جائے اور مداہنت یہ ہے کہ کسی کی اصلاح و مدد کے لئے دین قربان کیا جائے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۵۴)

باب ترك مواجهة الإنسان بما يكره

کسی ناپسندیدہ بات کی وجہ سے کسی کی طرف توجہ نہ کرنا

(٣٢٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، ثنا حماد ابن زيد، عن سلم العلوى، قال: سمعت أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، يحدث قال: ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يواجه الرجل بشيء يكرهه، قال: ودخل عليه يوما رجل وعليه أثر الخلوق، فلما خرج الرجل قال: لو أمرتم هذا فيغسله.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٣٣/٣) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم ٤٣٧) وابوداؤد (٤١٨٢/٨١/٤) (٢٢٠/٢) وابويعلى فى «مسنده» (٤٢٧٧/٢٦٤/٧) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٣٥)

(۳۲۶) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ناپسندیدہ چیز کی وجہ سے (جس آدمی میں وہ چیز ہوتی اس) آدمی کی طرف توجہ نہیں فرماتے تھے (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا) ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا جس پر کچھ خلوق (خوشبو) کا نشان تھا۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کو کہہ دیتے تو وہ اس (خلوق کے نشان) کو دھو لیتا۔“

فائدہ: زعفران کے ساتھ کوئی چیز ملا کر خوشبو بنائی جاتی ہے، جس کو خلوق کہتے ہیں اس میں لال اور پیلا پن غالب ہوتا ہے۔
(مرقاۃ ۲۹۸/۸، بذل ۷۵/۶)

اس شخص پر خلوق کی خوشبو تھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند تھی اور وہ مردوں کے لئے جائز بھی نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فوراً اس لئے منع نہیں فرمایا کہ وہ شرمندہ نہ ہو جائے۔ (کذا فی البذل ۷۵/۶)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کریمانہ اخلاق تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا (اور حجاب) کی وجہ سے خود نہیں فرمایا۔ (بذل ۷۶/۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شخص میں کوئی گناہ وغیرہ دیکھ لیا جائے تو اسی وقت ڈانٹ کر منہ در منہ اصلاح کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ (اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ) بعد میں کسی سے کہہ دے جو اس کو بتا دے (دوسرا طریقہ یہ ہے کہ) عمومی انداز میں کہے تاکہ سب کی اصلاح بھی ہو جائے اور اس کو خود ہی تنبیہ ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے موقع پر براہ راست اس آدمی کو نہیں کہتے تھے کہ فلاں کو کیا ہوا کہ وہ ایسا کرتا ہے بلکہ فرماتے لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ ایسا کرتے ہیں۔ (فضل اللہ الصمد ۵۲۴/۲)

شفقت سے نصیحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا گزشتہ حدیث نمبر ۳۲۲ پر ایک واقعہ حضرت معاویہ بن حکم سلمی کا اسی کی نظیر گزر چکا ہے۔

باب التعريض بالشيء

(ضرورۃً) توریہ اختیار کرنا

(۳۲۷) - أخبرنا محمد بن جرير الطبري، ثنا الفضل بن سهل الأعرج، ثنا سعيد بن أوس، ثنا شعبة، عن قتادة، عن مطرف، عن عمران بن حصين رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: في المعاريض مندوحة عن الكذب.

اخرجه البخاري في «الادب المفرد» (رقم ۸۵۷) والطبراني في «المعجم الكبير» (۳۰۱/۱۰۶/۱۸) والبيهقي في «السنن الكبرى» (۱۹۹/۱۰) وفي «شعب الايمان» (۴۷۹۴/۲۰۴-۲۰۳/۴) والديلمي في «مسند الفردوس» (۸۳۵/۲۱۸/۱)

(۳۲۷) ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: توریہ جھوٹ سے بچنے کا (ایک) طریقہ ہے۔''

فائدہ: ایک لفظ کہا جائے جس کے ایک معنی ظاہری ہوں لیکن اس سے مراد وہ معنی لئے جائیں جو ظاہری نہ ہوں۔ مخاطب اس کے ظاہری معنی سمجھے اور متکلم کی مراد غیر ظاہری معنی ہوں اس کو توریہ کہتے ہیں۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۵۴)

مثال: حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے ان کا انتقال ہو گیا۔ جب وہ گھر میں آئے تو ان کی اہلیہ اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا بچے کو سکون ہے۔ وہ بےفکر ہو گئے۔ اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مطلب تھا موت کے بعد اب کوئی تکلیف نہیں ہے اس لئے سکون ہو گیا ہے اور وہ یہ سمجھے کہ بیماری سے آرام آ گیا ہے۔ (فتح الباری ۵۹۴/۱۰)

مثال: اگر کوئی کھانے کے لئے بلائے اور یہ شخص کھانا کھانا نہیں چاہتا تو اس نے کہا میں نے نیت کی ہوئی ہے لوگ یہ سمجھیں گے کہ اس نے روزہ رکھا ہوا ہے اور اس کی مراد کھانا نہ کھانا ہوگی۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۵۵)

علماء نے لکھا ہے کہ یہ بھی دھوکے کی ایک قسم ہے اس لئے جب کوئی شرعی ضرورت ہو یا کوئی مجبوری ہو کہ جھوٹ کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو ایسے موقع پر جھوٹ سے بچنے کے لئے توریہ کرنا جائز ہے ورنہ مکروہ ہوگا اور اگر کسی ناجائز کام کے لئے کرے تو حرام ہوگا۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۵۴)

اس کی عادت نہیں بنانی چاہئے یہ صرف مجبوری میں جھوٹ سے بچنے کا ایک طریقہ ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کیا توریہ جھوٹ سے بچنے کا طریقہ نہیں ہے۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۲۸)

یعنی آدمی جھوٹ نہ بولے مجبوری میں توریہ اختیار کرے۔



باب إباحة ذكر ما يكره

کسی کی ناپسندیدہ عادت کو (ضرورۃً) بیان کرنا

کسی کو برا کہنا شریعت میں ناپسندیدہ ہے لیکن اگر ضرورت پیش آ جائے تو شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں کیا عمل تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو کیا تعلیم دی۔

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب جن کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٣٢٨) - حدثنا الحسين بن عبدالله القطان، ومحمد بن خزيم بن مروان قالا: حدثنا هشام بن عمار، ثنا حاتم بن إسماعيل، ثنا عبدالرحمن بن حرملة، عن عبدالله بن دينار الأسلمي، عن عروة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، أن رجلا استأذن على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما سمع صوته قال: بئس الرجل أخو العشيرة، فلما أن دخل انبسط إليه النبي صلى الله عليه وسلم، فلما خرج قال: يا عشئة! إن شر الناس من يتقي الناس فحشه.

أخرجه البخاري (٥/٢٢٥/٥٧٠٧) (٢/٨٩٤) والمسلم (٤/٢٠٠٢/٢٥٩١) (٢/٣٢٢) وابويعلى في «مسنده» (٨/٢٥٠/٤٨٣٢) وابن حبان في «صحيحه» (١٢/٥٠٨/٥٦٩٦) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٧/٣٢٠/٧٦١٨)

(۳۲۸) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز سنی تو فرمایا: یہ اپنی قوم کا برا آدمی ہے۔ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مسکرا کر ملے۔ جب وہ شخص واپس چلا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! لوگوں میں سب سے برا آدمی وہ ہے جس کی بدکلامی کی وجہ سے لوگ اس سے بچیں (یعنی ملنا چھوڑ دیں)۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص سے خندہ پیشانی سے اور مسکرا کر ملنا اس کی تالیف قلبی کے لئے تھا اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی فحش گوئی اور بدخلقی اور اس کے نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہو تو اس کی خاطر مدارت کرنا جائز ہے۔

(فتح الباری، عمدۃ القاری ۲۲/۱۱۸)

بلکہ جو شخص کسی کے حال کو جانتا ہو اور یہ خوف ہو کہ اس کی ظاہری اچھائی کو دیکھ کر لوگ دھوکہ کھا جائیں گے تو اس کے لئے

واجب ہے کہ لوگوں کو اس کی برائی بتائے تا کہ وہ اس کے شر سے محفوظ رہیں لیکن ضروری ہے کہ اس کے برے حال کا یقینی علم ہو۔
(فتح الباری ۱۰/۴۵۴)

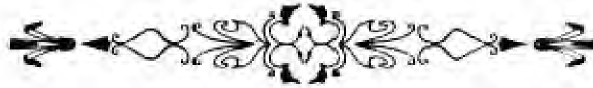
یہ شخص عیینہ بن حصین تھا۔ ظاہری طور پر مسلمان تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال بیان کیا تا کہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں۔
(شرح مسلم نووی ۲/۳۲۲)

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ یہ برا آدمی ہے غیبت نہیں ہے بلکہ ایسے موقع پر آپ کا امت کو بتانا امت پر شفقت و نصیحت کی وجہ سے ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۵۴)

❷ ایسا آدمی جو فتنہ پرور اور فسادی ہو اس کی برائی کو لوگوں کے سامنے اس لئے ظاہر کرنا تا کہ لوگ اس کے فتنہ وفساد سے محفوظ رہیں غیبت نہیں ہے۔ (عمدۃ القاری ۲۲/۱۱۸، فتح الباری ۱۰/۴۵۴)

❸ لوگ جس کی بدکلامی کی وجہ سے اس سے بچیں کے دو مطلب ہیں۔ ① میں نے اس کے ساتھ بدکلامی نہ کی تا کہ ایسے لوگوں میں نہ ہو جاؤں جن کی بدکلامی کی وجہ سے لوگ اس کو چھوڑ دیں۔ ② آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے چونکہ وہ شخص بدخلق تھا اس لئے اس سے اجتناب کیا اور منہ پر اس کو برا نہیں کہا اور حقیقت میں برا آدمی وہ ہے جس کی بدگوئی کی وجہ سے لوگ اس کو چھوڑ دیں اور اس کے عیوب سے اس کو آگاہ نہ کریں۔ (مظاہر حق ۴/۴۶۶)

ایک روایت میں ہے کہ بدترین آدمی وہ ہے جس کی زبان (کے شر) سے بچنے کے لئے لوگ اس کا اکرام کریں۔
(ابوداؤد ۲/۳۰۴)



باب الإفضاح بالمكروه إذا احتيج إليه

ضرورت ہوتو ناپسندیدہ بات کوصاف صاف بیان کرنا

(۳۲۹) - حدثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا محمد بن زنبور، ثنا عبدالعزيز ابن أبي حاز، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن أبي حميد الساعدي رضي الله تعالى عنه، أنه حدثه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم استعمل ابن اللتبية أحد الأزد، و إنه جاء إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما حاسبه، قال: هذا مالكم، وهذه أهديت لي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا جلست في بيت أبيك وأمك حتى تأتيك هديتك إن كنت صادقا.

اخرجه عبدالرزاق في «مصنفه» (٤/٥٤-٥٥/٦٩٥١) والبخاري (٦/٢٥٥٩/٦٥٧٨) (٢/١٠٣٢-١٠٣٣) والمسلم (٣/١٤٦٣/١٨٣٢) (٢/١٢٣) وابن خزيمه في «صحيحه» (٤/٥٤/٢٣٤٠) وابو عوانه في «مسنده» (٤/٣٩٠/٧٥٠٧)

(۳۲۹) تَرْجَمَہ: ''حضرت ابوحمید ساعدی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی ابن اللتبیہ کو (زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے) عامل مقرر فرمایا۔ وہ (وصولی کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے حساب لیا تو انہوں نے عرض کیا: یہ تو آپ کا (یعنی زکوٰۃ کی وصولی کا) مال ہے اور اور یہ چیز مجھے ہدیہ دی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم سچے ہوتو تم اپنے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے کہ تمہارے پاس ہدیہ آ تا۔''

فَائِدَة: مطلب یہ ہے کہ ان کو یہ تحفہ تحائف ان کی ذات کی وجہ نہیں بلکہ ان کے عہدے کی وجہ سے ملے اگر وہ گھر میں رہتے تو ان کو کوئی ہدیہ کیوں دیتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی عامل (سرکاری ملازم) کو کوئی ہدیہ دے تو دیکھا جائے گا کہ پہلے سے ان میں یہ راہ و ربط اور مراسم ہیں یا نہیں اگر پہلے سے ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ یہ تحفہ اس کے لئے جائز نہ ہوگا۔ (مظاہر حق ۲/۸۶)

یہاں پر ان صحابی سے جو نادانستگی میں غلطی ہوئی جو ایک ناپسندیدہ بات تھی اس کو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ...... صاف کہہ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی بات ناپسندیدہ ہو اور اس کے صاف صاف کہہ دینے میں کوئی فائدہ ہوتو کہہ دینا چاہئے اگر آپ عَلَیْہِ السَّلَام یہ بات نہ ارشاد فرماتے تو آئندہ عاملوں کو کیسے معلوم ہوتا اور وہ اس مصیبت سے کیسے بچتے۔ (بندہ)

نوع آخر في المعنى:

(۳۳۰) - أخبرني احمد بن عبيد، ثنا بشر بن موسى، ثنا الحسين ابن موسى، ثنا حماد بن

يونس بن عبيد وحميد، عن الحسن قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا شتم أحد كم أخاه فلا يشتم عشيرته ولا أباه ولا أمه، ولكن ليقل إن كان يعلم ذلك.

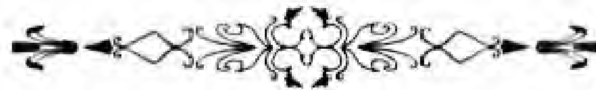
﴿ إنك لبخيل، أو إنك لجبان، و إنك لكذوب، إن كان يعلم ذلك فيه. ﴾

اخرجه البزار كما فى «مجمع الزوائد» (٧٤/٨) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٧٠٣٠/٢٥٣/٧) وابن عدى فى «الكامل» (٦٨/٣)

(۳۳۰) **ترجمہ**: ''حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو گالی دے تو نہ اس کے خاندان کو، نہ اس کے باپ کو اور نہ اس کی ماں کو گالی دے لیکن اگر وہ یہ (بات اس میں) جانتا ہو (کہ وہ بخیل ہے) تو کہے: تو بخیل ہے، (اگر وہ بزدل ہے تو) تو بزدل ہے، (کہے اگر وہ جھوٹا ہے) تو جھوٹا ہے کہے اگر یہ (جھوٹا ہونا، بزدل ہونا، بخیل ہونا) اس میں جانتا ہو۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی کسی بات پر کسی کو گالی دینا چاہے تو اچھی بات تو یہی ہے کہ گالی نہ دے لیکن اگر برداشت نہ ہو اور گالی دینا ہی چاہے تو اگر اس میں یہ چیز یا ان کے علاوہ کوئی چیز ہو تو اس کو وہی بات کہی جائے اس کے علاوہ اس خاندان اور ماں باپ کو گالی نہ دی جائے۔ بعض اوقات اس سے بات بڑھ جاتی ہے دوسرے جس سے تمہارا واسطہ نہ ہو اس کو برا بھلا کہنا خصوصاً بہت بری بات ہے۔ (بندہ)

قربان جایئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ ایسا موقع پر بھی ایسی اچھی تعلیم عنایت فرمائی کہ آدمی کتنی ہی بری چیزوں سے بچ سکتا ہے غور وفکر کا مقام ہے۔



باب كيف المدح

تعریف کس طرح کی جائے

مسلمان کی تعریف کرنا کیسا ہے، کن اوقات میں تعریف کرنا چاہئے اور کن اوقات میں تعریف ممنوع ہے کن الفاظ سے تعریف کرنی چاہئے نیز اگر کوئی تعریف کرے تو کیا کرنا چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ایک باب کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۳۱) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن أبى بكر المقدمى، ثنا أبوداود (الطيالسى)، ثنا محمد بن ثابت، عن أبيه (ثابت البنانى)، عن أنس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عن أبى طلحة، أنه دخل على النبى ﷺ فى وجعه الذى مات فيه، فقال: إقرأ قومك السلام.

﴿فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (۱۵۰/۳) والترمذى (۳۹۰۳/۷۱٤/٥) (۲۲۸/۲) وابويعلى فى «مسنده» (۱٤۲۰/۱۳/۳) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٤۸۱۰/۹۸/٥) والحاكم فى «المستدرك» (٦۹۷۳/۸۹/٤)

(۳۳۱) تَرْجَمَہ: ”حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مرض وفات میں (جس مرض میں آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی وفات ہوئی) حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کو میرا سلام کہنا کیونکہ ان جیسے پاکباز اور صابر لوگ مجھے معلوم نہیں ہیں۔“

فَائِدَہ: یعنی میں ان لوگوں کو پاکباز اور صابر ہی جانتا ہوں کہ جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے اور لڑائی کے وقت صبر کو تھامے ثابت قدم رہتے ہیں گویا یہ لوگ اس حدیث کے مصداق ہیں کہ جو لوگ طمع ولالچ کے وقت کم ہوتے ہیں لیکن لوگوں کی فریادرسی کے وقت کثرت سے ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ ۱۲/۴۴۱)

آپ ﷺ نے ابوطلحہ کی قوم کی تعریف فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی ان کی اچھی صفات پر تعریف کرنی چاہئے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تعریف کرتے وقت کسی کی اچھی صفت کو بھی ذکر کیا جائے جس کی وجہ سے تعریف کی جارہی ہے۔

(۳۳۲) - أخبرنا ابن منيع، ثنا على بن الجعد، ثنا شعبة، عن خالد الحذاء، عن عبدالرحمن بن أبى بكرة، عن أبيه، أن رجلا مدح رجلا عند النبى ﷺ، فقال له النبى ﷺ: ويحك قطعت عنق صاحبك، ثم قال: إن كان أحدكم مادحا أخاه لا محالة فليقل: أحسب فلانا ولا أزكى على الله أحدا، أحسب إن كان يرى أنه كذا وكذا.

اخرجه البخاری فی «صحیحه» (۲/۹٤٦/۲۵۱۹) (۱/۳٦٦) وفی «الادب المفرد» (رقم ۳۳۳) والمسلم (٤/۲۲۹٦/۳۰۰۰) (۲/٤۱٤) والبزار فی «مسنده» (۹/۹٤-۹٥/۳٦۲۷) وابن حبان فی «صحیحه» (۱۳/۸۰/۵۷٦٦)

(۳۳۲) **ترجمہ:** ''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کی تعریف کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ تم نے اپنے بھائی کی (تعریف کر کے اس کی) گردن کو توڑ دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی تعریف کرنا ہی چاہتا ہو تو وہ یوں کہے: میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی کو پاکیزہ نہیں بنا سکتا ہوں (کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کے احوال کو زیادہ جاننے والے ہیں) ہاں میں اس کو ایسا سمجھتا ہوں اگر اس کو ایسا ایسا (اچھی صفات کا حامل) سمجھتا ہو۔''

فائدہ: مدح دو قسم کی ہے:

❶ کسی کی ایسی مدح کرنا جو اس میں نہ ہو تو اس کی وجہ سے اس میں عجب خود پسندی پیدا ہوگی اور وہ سمجھے گا کہ میں اس درجہ پر فائز ہوں جس کے نتیجے میں وہ عمل ہی کو ضائع کر بیٹھے گا تیز خیر کے کاموں میں بھی ان ہی اعمال پر بھروسہ کر کے بڑھنا چھوڑ دے گا (یہی اس کی اپنے بھائی پر جنایت ہے اور اس کی گردن توڑ کر ہلاک کرنا ہے)۔

یہی وجہ ہے اس حدیث کی جس میں مدح کرنے والوں کے چہروں پر مٹی ڈالنے کا حکم ہے کہ اس سے مراد ان لوگوں کی غلط تعریف کرنا ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۷۷)

ایک روایت میں ہے کہ تعریف کرنے سے بچو کہ تعریف کرنا (جب کہ غلط ہو) ذبح کرنا ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۷۸)

❷ دوسرے وہ مدح جو آدمی کے اندر ہو اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے (بشرطیکہ اس میں عجب و کبر کا اندیشہ نہ ہو) آپ علیہ السلام نے شعر، خطبہ اور مخاطبت وغیرہ کی تعریف فرمائی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۷۷)

اسی طرح جھوٹی تعریف سے تعریف کرنے والے میں بھی دکھاوے چاپلوسی وغیرہ برائی پیدا ہوتی ہے۔ (فتح ۱۰/۴۷۷)

ان دونوں کا علاج آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کے بارے میں گمان کرتا ہوں اس سے دونوں اپنی اپنی برائیوں سے محفوظ رہے گا۔

مدح کی برائی سے بچنے کا علاج

جب کوئی آدمی کسی کے سامنے کسی کی تعریف کرے تو وہ یہ دعا پڑھے: **''اللھم اغفرلی مالا یعلمون ولا تواخذ نی بما یقولون واجعلنی خیرا مما یقولون''**

ابن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو خود کو جانتا ہو اس کو تعریف نقصان نہیں دیتی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۴۷۸)

باب ما يقول إذا خاف قوما

جب کسی قوم سے خوف ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہئے

جب کسی قسم کا خوف ہوخواہ کسی قوم، بادشاہ یا کسی جانور کا ہو، یا کسی دشمن پر نظر پڑے، یا کوئی غم پریشانی اوراہم بات پیش آئے تو کیا کرنا چاہئے۔اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بارہ باب کے ذیل میں سترہ ۱۷احادیث ذکرفرمائی ہیں۔

(۳۳۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عبيدالله بن سعيد ومحمد ابن المثنى، قالا: حدثنا معاذ بن هشام، قال: حدثني أبي عن قتادة، عن أبي بردة، عن أبيه رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ أن النبي ﷺ كان إذا خاف قوما قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.﴾

اخرجه احمد في «سنده» (٤١٤/٤) وابوداؤد (١٥٣٧/٨٩/٢) (٢١٥/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨٦٣١/١٨٨/٥) وابن حبان في «صحيحه» (٤٧٦٥/٨٢/١١) والطبراني في «المعجم الصغير» (٩٩٦/١٨٤/٢)

(۳۳۳) تَرجَمَۃ: ''حضرت ابو بردہ رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کسی (دشمن) قوم سے (ناگہانی حملہ وغیرہ کا) ڈر ہوتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:''

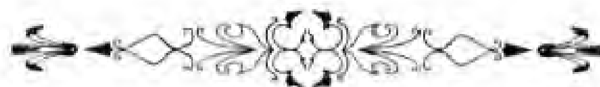
﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ، وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.﴾

تَرجَمَۃ: ''اے اللہ! بلاشبہ ہم (دشمنوں سے مقابلے میں) آپ کو ان کے آگے کرتے ہیں (اور آپ کوڈھال بناتے ہیں) اوران کی شرارتوں سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔''

فَائِدَۃ: یعنی ہم آپ کی قدرت کودشمنوں کے سامنے کرتے ہیں۔

ہم آپ کودشمنوں کے آگے اس لئے کرتے ہیں تاکہ آپ ان کو ہم تک پہنچنے نہ دیں، آپ ان کے اور ہمارے درمیان حائل ہوجائیں، ان کوہم سے دورکریں اورآپ ان کے ہر معاملے (مکروفریب) میں ہمارے لئے کافی ہوجائیں۔

سامنے کرنے کواس لئے کہا گیا کہ جنگ کے وقت دشمن سامنے صفوں میں ہوتا ہے یا نیک فالی کے لئے کہ ان کوقتل کرنے کے لئے آپ کوسامنے کرتے ہیں۔ (ملخص فتوحات ربانیہ ۴/ ۱۶، ۱۷، مرقاۃ ۵/ ۲۱۹، کذافی بذل ۲/ ۳۶۵)



باب ما يقول إذا نظر إلى عدوّه

جب اپنے دشمن کو دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٣٣٤) - حدثنا أبو القاسم بن منيع، ثنا أبو الربيع الزهراني، حدثنا عبدالسلام، حدثنا حنبل، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: كنا مع النبی ﷺ فی غزوة، فلقی النبی ﷺ العدو، فسمعته يقول:

﴿يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ، إِيَّاكَ أَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ أَسْتَعِيْنُ﴾

قال: فلقد رأيت الرجال تصرع، تضربها الملائكة من بين يديها ومن خلفها.

اخرجه الطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٨/١٢٣/٨١٦٣) وفی «الدعا» (رقم ١٠٣٣) وذكره السيوطی فی «الدر المنثور» (١/٣٨) وقال رواه ابوالقاسم البغوی والماوردی فی «معرفة الصحابة» والطبرانی فی «الاوسط» وابونعيم فی «الدلائل»

(۳۳۴) **ترجمہ:** ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم کسی غزوہ میں رسول للہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا دشمن سے مقابلہ ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

﴿يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ، إِيَّاكَ أَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ أَسْتَعِيْنُ﴾

ترجمہ: ''اے قیامت کے دن کے مالک (اللہ!) میں آپ ہی کی عبادت کرتا ہوں اور آپ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔''

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (اس دعا کے بعد) میں نے (دشمن کے) آدمیوں کو گرتے ہوئے دیکھا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب دشمن کو دیکھے تو یہ دعا پڑھنا چاہیے۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ سے کئی دعائیں منقول ہیں، چنانچہ ذیل میں ان دعاؤں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

1. ﴿اَللّٰهُمَّ أَنْزِلْ نُصْرَكَ﴾ (مسلم ترمذی نسائی عن البراء فتوحات ربانیہ ۴/۱۹)
2. ﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ﴾ (ابوداود عن انس فتوحات ربانیہ ۴/۱۹)
3. ﴿رَبِّ بِكَ اُقَاتِلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ وَاَصُوْلُ وَاَتَحَرَّكَ وَاَصُوْلُ وَاَسْطُوْ﴾ (نسائی عن صہیب فتوحات ربانیہ ۴/۱۹)

یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے۔

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ﴾ (کتاب الاذکار للنووی صفحہ ۱۲۲)

باب ما يقول إذا راعه شی

جب کوئی چیز خوف زدہ کردے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۳۳۵) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا عبدالرحمن (بن إبراهيم)، عن سهل ابن هاشم، ثنا الثوری، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن ثوبان، أن النبی ﷺ كان إذا راعه شیء قال:

﴿هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.﴾

وأخرجه النسائی فی «السنن الكبری» (٦/١٦٨/١٠٠٤٩٣) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٥٧) والطبرانی فی «مسند الشاميين» (١/٢٣٨/٤٢٤) وفی «الدعا» (رقم ١٠٣١) وابو نعيم فی «الحلية» (٥/٢١٩)

(۳۳۵) تَرْجَمَہ: ”حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی چیز خوفزدہ کر دیتی تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿هُوَ اللّٰهُ رَبِّیْ لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.﴾

تَرْجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ ہی میرے رب ہیں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا ہوں۔“

فَائِدَہ: اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کے حالات کو صحیح کرنے والے ہیں۔ خیر صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان ہی سے طلب کی جاتی ہے اور ہر برائی کو اللہ تعالیٰ ہی کے ذریعے دور کیا جاتا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کے لئے اس دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور امت کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۴/۱۲)



باب ما يقول إذا وقع فى ورطة

جب کسی بڑی مصیبت میں مبتلا ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٣٦) - حدثنى محمد بن عبدالحميد الفرغانى، ثنا أحمد بن بديل، ثنا المحاربى، ثنا عمرو بن بشر، عن أبيه، قال: سمعت زيد بن مرة يقول: سمعت سويد بن غفلة، يقول: سمعت عليا رضى الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا على! ألا أعلمك كلمات إذا وقعت فى ورطة قلتها؟ قلت: بلى جعلنى الله فداك، كم من خير قد علمتنيه، قال: إذا وقعت فى ورطة فقل:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾

فإن الله يصرف بها ما يشاء من أنواع البلاء.

اخرجه الرافعى فى «التدوين فى اخبار قزوين» (٢٣٧/١) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٨٣٢٣/٣٢٤/٥) والطبرانى فى «الدعا» (رقم١٩٦١) وذكره العجلونى فى «كشف الخفاء» (٥١٧/٢)

(۳۳۶) تَرْجَمَہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علی! کیا میں تمہیں (ایسے) کلمات نہ سکھاؤں کہ جب تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ تو ان کو کہہ لو۔ میں نے کہا ضرور بتائیں اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان فرمائیں، بہت ساری خیر (کی باتیں) ہیں جو آپ نے مجھے سکھائی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی مشکل میں پھنس جاؤ تو یہ دعا پڑھ لو:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ﴾

تَرْجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ گناہوں سے پھیرنے کی طاقت اور نیکیوں کے کرنے کی قوت اللہ تعالیٰ ہی دیتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ جتنی بلاؤں کو چاہتے ہیں اس دعا سے پھیر دیتے ہیں۔''

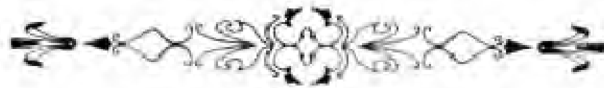
فَائِدَہ: ''وَرْطَہ'' ایسی مشکل اور مصیبت کو کہتے ہیں جس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۵)

جو شخص ''لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ ولا ملجا من اللّٰہ الا الیہ'' کہتا ہے اس کے لئے ضرر اور نقصان کے ۷۰ دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں سب سے کم یہ ہے کہ فقر کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ (ترمذی عن مکحول، فتوحات ربانیہ ۴/۱۵)

ایک حدیث میں ہے کہ جو دن میں سو مرتبہ "**لا حول ولا قوة الا باللّٰه**" پڑھے اس کو کبھی فقر نہیں آئے گا۔
(فتوحات ربانیہ ۴/۱۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ یہ ۹۹ بیماریوں سے شفا ہے اور سب سے کم بیماری فقر ہے۔ (حاکم عن ابی ہریرہ فتوحات ۴/۱۵)
کیونکہ بندہ جب یہ کلمہ کہتا ہے تو تمام اسباب سے بری ہو جاتا ہے اور ان کے وبال سے خالی ہو جاتا ہے پس ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوۃ حفاظت مدد اور رحمت آتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۵)

منقول ہے کہ جو چار کلمات کو کہے گا وہ چار چیزوں سے محفوظ رہے گا۔
جو "**لا حول ولا قوة الا باللّٰه**" کہے گا وہ آفات سے محفوظ رہے گا۔
جو "**حسبنا اللّٰه و نعم الوكيل**" کہے گا وہ لوگوں کے فریب سے محفوظ رہے گا۔
جو "**افوض امرى الى اللّٰه ان اللّٰه بصير بالعباد**" پڑھے گا وہ لوگوں کے مکر و فریب سے محفوظ رہے گا۔
جو "**لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين**" پڑھے گا وہ غم سے محفوظ رہے گا۔ (فتوحات ربانیہ ۱/۲۴۳)



باب ما يقول إذا حزبه أمر

جب کوئی مشکل بات پیش آجائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٣٧) - حدثنا أحمد بن يحيٰى بن زهير، ثنا علي بن إشكاف، ثنا أبو بدر شجاع بن الوليد، ثنا إسماعيل بن معاوية، وهو أخو زهير بن معاوية، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ، قال: كان رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا حزبه أمر قال:

﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ.﴾

أخرجه الترمذي (٣٥٢٤/٥٣٩/٥) (١٩٢/٢) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٠٢٣١/٢٥٨/٧) وفي «الدعوات الكبير» (١٧٠/١٢٧/١) كما في العجالة (٣٨٨/١) والحاكم في «المستدرك» (٦٨٩/١)

(۳۳۷) تَرجَمَہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جب کوئی سخت بات پیش آتی تو فرماتے:''

﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ.﴾

تَرجَمَہ: ''اے (ہمیشہ) زندہ رہنے والے، اے (تمام مخلوق کو) قائم رکھنے (اور سنبھالنے) والے (اللہ)! میں آپ کی رحمت کے واسطے آپ سے مدد مانگتا ہوں۔''

فَائِدَہ: کسی سخت بات اور پریشانی کے پیش آنے کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہی اس مشکل کا حل اور عبدیت کی نشانی ہے۔ چنانچہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام ہمیشہ ایسے مواقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام (ایسے موقع پر) سجدہ میں بار بار یا حی یا قیوم کہا کرتے تھے۔

(حاکم نسائی عن علی مظاہر حق ۲/ ۶۱۷)

اگلی روایت نمبر ۳۳۸ میں تفصیل آرہی ہے۔



باب ما يقول إذا أهمه أمر

جب کوئی غمگین بات پیش آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۳۸) - أخبرنا أبو يعلى الموصلي، قال: ثنا أبو موسى الأنصاري، قال: ثنا ابن أبي فديك، حدثني إبراهيم بن الفضل، عن المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أهمه أمر، نظر إلى السماء، وقال:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ﴾

اخرجه الترمذي (٣٤٣٦/٤٩٥/٥) (١٨٦/٢) وابويعلى في «مسنده» (٦٥٤٦/٤٢٤/١١) وابن عدي في «الكامل» (٦٤/٢٣١-٢٣٠/١)

(۳۳۸) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی غمگین بات پیش آتی تو آسمان کی طرف دیکھتے اور یہ فرماتے:''

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ جو بڑی عظمت والے ہیں تمام عیبوں سے پاک ہیں۔''

فائدہ: ہر پریشانی اور مصیبت میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف متوجہ ہونا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت مساعد و مددگار ہو تو پھر کیا مجال کسی پریشانی کی کہ وہ باقی رہے۔ بہت سی روایتوں میں یہ مضمون یہ مختلف طور سے آیا ہے اور مختلف دعائیں اس موقع پر آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے منقول ہیں بعض روایات میں فوراً نماز کی طرف متوجہ ہونا بھی آیا ہے۔ (ابوداؤد ا/۱۸۷)

آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے آندھی کے وقت سورج اور چاند گہن کے وقت بھی مسجد میں جانا منقول ہے۔

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ (فضائل اعمال بتصرف صفحہ ۳۰۰)

اس لئے ہر پریشانی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔



باب ما يقول إذا أصابه هم أو حزن

جب کوئی رنج وغم پہنچے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۳۹) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا عمرو بن هشام، ثنا مخلد بن يزيد، عن جعفر بن برقان، عن فياض عن عبدالله بن زيد، عن أبي موسى رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أصابه هم أو حزن فليدع بهذه الكلمات، يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ فِيْ قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ نُوْرَ صَدْرِيْ، وَرَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَجِلَاءَ حُزْنِيْ، وَذِهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ.﴾

فقال الرجل من القوم: يا رسول الله! إن المغبون من غبن هولاء الكلمات، فقال: أجل، قولوهن وعلموهن، فإن من قالهن التماس ما فيهن أذهب الله حزنه وأطال فرحه.

اخرجه الطبراني كما في «مجمع الزوائد» (۱۰/۱۳٦) ويشهد له ما بعده.

(۳۳۹) ترجمہ: ”حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی رنج اور غم میں مبتلا ہو اس کو ان کلمات کے ساتھ دعا کرنا چاہئے:“

﴿اَللّٰهُمَّ أَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ فِيْ قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ نُوْرَ صَدْرِيْ، وَرَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَجِلَاءَ حُزْنِيْ، وَذِهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ ہی کا بندہ ہوں، اور آپ کے بندے اور آپ کی بندی ہی کا بیٹا ہوں۔ (یعنی میرے ماں باپ بھی آپ کے ہی بندے ہیں) میری پیشانی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کا ہر

حکم میرے حق میں نافذ ہے۔ میرے حق میں آپ کا ہر فیصلہ عین انصاف ہے۔ میں آپ کے ہر اس نام (کے وسیلے سے) جو آپ کا (معروف نام) ہے۔ آپ نے خود اس کو (اپنا) نام رکھا یا اس کو اپنی کتاب (قرآن یا کسی بھی آسمانی کتاب) میں نازل فرمایا یا آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا یا آپ نے اس کو علم غیب میں اپنے پاس ہی محفوظ رکھا ہو (اس نام کے وسیلہ میں) سے سوال کرتا ہوں کہ آپ قرآن عظیم کو میرے سینہ کا نور، میرے دل کی بہار، اور میرے غم کے ازالے اور پریشانی کو دور کرنے کا ذریعہ بنا دیجئے۔"

لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! دھوکہ دیا گیا وہ شخص ہے جس کو ان کلمات سے دھوکہ دیا گیا ہو آپ ﷺ نے فرمایا! ہاں (کیوں نہیں) ان کلمات کو کہو اور (لوگوں کو) یہ کلمات سکھاؤ کیونکہ جس شخص نے ان کلمات کو کہا اس نے (ان تمام چیزوں کا) سوال کیا جو ان کلمات میں ہیں اللہ تعالیٰ اس کے رنج وغم کو دور کر دیں گے اور اس کی خوشی کو طویل فرما دیں گے۔"



(۳٤۰) - حدثنا أبو خليفة، ثنا الحجبي، ثنا عبدالواحد بن زياد، (ح) وأنا أبو يعلى وسليمان بن الحسن، قالا: ثنا محمد بن المنهال، ثنا عبدالواحد بن زياد، عن عبدالرحمن بن إسحاق، عن القاسم بن عبدالرحمن، عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: مَنْ أصابه هم أو حزن فليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، فِیْ قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِیْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِیْ كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِیْ، وَنُوْرَ بَصَرِیْ وَشِفَاءَ صَدْرِیْ وَجِلَاءَ حُزْنِیْ، وَذِهَابَ هَمِّیْ.﴾

قال: فما قالهن عبد قط إلا أبدله الله عزوجل بحزنه فرحا قالوا: يا رسول الله! أفلا نعلمهن؟ قال بلى! فعلموهن.

اخرجه ابن ابی شیبه فی «مصنفه» (٦/٤٠/٢٩٣١٨) واحمد فی «مسنده» (١/٣٩١) والبزار فی «مسنده» (٥/٣٦٣/١٩٩٤) وابویعلی فی «مسنده» (٩/١٩٨-١٩٩/٥٢٩٧) وابن حبان فی «صحیحه» (٣/٢٥٣/٩٧٢)

(۳۴۰) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! جو شخص کسی رنج وغم میں مبتلا ہو اس کو یہ (کلمات) کہنا چاہئے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ، فِيْ قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِيْ كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَنُوْرَ بَصَرِيْ وَشِفَاءَ صَدْرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ، وَذِهَابَ هَمِّيْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ ہی کا بندہ ہوں اور آپ کے بندے اور بندی ہی کا بیٹا ہوں (یعنی میرے ماں، باپ بھی آپ ہی کے بندے ہیں)...... میری پیشانی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے، آپ کا حکم میرے حق میں نافذ ہے، آپ کا ہر فیصلہ میرے حق میں عین انصاف ہے۔ میں آپ کے ہر اس نام (کے وسیلے سے) جو آپ کا (معروف نام) ہے آپ نے خود اس کو اپنا نام رکھا یا اس کو اپنی کتاب قرآن یا دوسری آسمانی کتابوں میں نازل فرمایا ہو یا اپنی مخلوق میں کسی کو بتایا ہو یا آپ نے اس کو اپنے پاس علم غیب میں ہی محفوظ رکھا ہو (اس کے وسیلے سے) سوال کرتا ہوں کہ آپ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار، میری نگاہ کا نور، میرے سینہ کی شفا، میرے غم کے ازالہ اور میرے رنج کے دور کرنے کا ذریعہ بنا دیجئے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ بھی اس کو کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غم کو خوشی سے بدل دیتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو یہ کلمات نہ سکھائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کلمات کو لوگوں کو سکھاؤ۔“

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ رنج و پریشانی دور کرنے کے لئے مذکورہ بالا دعا کو پڑھنا چاہئے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کو خود بھی پڑھنا چاہئے اور دوسروں کو بھی سکھانا چاہئے۔



باب ما يقول إذا نزل به كرب أو شدة

جب کوئی مصیبت اور سخت بات پیش آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٤١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا يعقوب، عن ابن عجلان، عن محمد بن كعب، عن عبدالله بن الهاد، عن عبدالله ابن جعفر، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه قال: لقنني رسول الله ﷺ هولاء الكلمات وأمرني إن نزل بي كرب أو شدة أن أقولها:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْكَرِيْمُ الْعَظِيْمُ سُبْحَانَهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

وكان عبدالله بن جعفر يلقنها وينفث بها على على الموعوك، ويعلمها المغتربة من بناته.

أخرجه أحمد في «مسنده» (٩١/١) النسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٦٣٠-٦٣١، ٦٣٢) وابن حبان في «صحيحه» (٨٦٥/١٤٧/٣) والطبراني في «الدعا» (رقم ١٠١٣) والحاكم في «المستدرك» (٤٦٦/١)

(۳۴۱) ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کلمات کی تلقین فرمائی اور یہ (بھی) حکم فرمایا کہ جب کوئی مصیبت یا کوئی سخت بات پیش آئے تو ان کلمات کو کہا کروں:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْكَرِيْمُ الْعَظِيْمُ سُبْحَانَهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو بہت کرم کرنے والے، بہت ہی بزرگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور بہت برکت والے ہیں جو عرش عظیم کے رب ہیں۔ تمام تعریف (اور شکر) اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے ہے۔“

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کلمات کی (لوگوں کو) تلقین فرماتے تھے اور بخار کے مریض پر ان کے ذریعے دم کرتے تھے اور اپنی جو بیٹی دور ہوتی (یا جو غیر رشتہ داروں میں بیاہی جاتی) اس کو یہ کلمات سکھاتے تھے۔“

فَائِدَہ: یہ کلمات پریشانی اور سختی دور کرنے میں بہت مؤثر ہیں حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہ حضرت جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یہ کلمات سکھائے اور حضرت جعفر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی یہ کلمات سب سے چھپائے تھے اور اپنی ایک بیٹی کی شادی جب دور یا غیروں میں کی تو اس کو یہ کلمات سکھائے تھے۔ (نسائی عمل الیوم واللیلۃ حدیث نمبر ۶۲۷)

نوع آخر:

(۳٤۲) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبوبكر بن أبي شيبة، ثنا زيد ابن الحباب، عن عبدالجليل بن عطية، حدثني جعفر بن ميمون، ثنا عبدالرحمن بن أبي بكرة، قال: حدثني أبي رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: كلمات المكروب:

﴿ اَللّٰهُمَّ بِرَحْمَتِكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. ﴾

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٢٩١٥٤/٢٠/٦) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم٧٠١) (٥٠٩٠/٣٢٤/٤) (٢٣٨/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٤٨٧/١٦٧/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٦٥١)

ایک اور دعا:

(۳۴۲) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مصیبت زدہ شخص کو یہ کلمات کہنے چاہئے:''

﴿ اَللّٰهُمَّ بِرَحْمَتِكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. ﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ! میں آپ ہی سے (اپنی پریشانی کے دور ہونے کی) امید رکھتا ہوں۔ آپ مجھے پلک جھپکنے کے برابر بھی میرے نفس کے حوالے نہ فرمائیے اور میرے تمام حالات کو درست کر دیجئے۔ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث کا فائدہ حدیث نمبر ۴۸ پر گزر چکا ہے۔

اس دعا کو غم وکرب دور کرنے میں عجیب تاثیر حاصل ہے۔ صفت حیاۃ تمام صفات کمال پر مشتمل ہے اور صفت قیومیت تمام صفات افعال پر مشتمل ہے۔ اسی لئے الحی القیوم کو اسم اعظم کہا گیا ہے۔ (گویا ان دونوں ناموں کے ساتھ جو افعال وکمال پر مشتمل ہیں مدد طلب کی گئی ہے لہٰذا اس بندہ کی نصرت وحمایت ضروری ہوگی اور کرب وغم کو دور کرنے والی ذات پر اعتبار اس کو دور کرنے پر قادر ہے)۔'' (فیض القدیر ۵/ ۱۵۹)

نوع آخر:

(٣٤٣) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عمرو بن الحصين، ثنا المعتمر ابن سليمان، قال: سمعت معمرا يحدث عن الزهري، عن أبي أمامة بن سهل ابن حنيف، عن سعد بن أبي وقاص رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ، قال: شهدتُّ رسول اللّٰه ﷺ يقول: إني لأعلم كلمة لا يقولها مكروب إلا فرج اللّٰه عنه، كلمة أخي يونس عَلَيْهِ السَّلَامُ.

﴿فَنَادىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (١٧٠/١) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٦٥٥) وابويعلى في «مسنده» (١١٠/٢-٧٧٢/١١١) والطبراني في «الدعا» (رقم١٢٤) وابن عدي في «الكامل» (١٥٠/٥)

ایک اور دعا:

(۳۴۳) تَرْجَمَہ: ''حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے پایا: میں ایسا کلمہ جانتا ہوں جو بھی مصیبت زدہ شخص اس کو کہتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور اس کے لئے (اس مصیبت سے نکلنے کے لئے) آسانی (فرما دیتے ہیں وہ کلمہ) میرے بھائی یونس (عَلَيْهِ السَّلَامُ) کا کلمہ ہے۔ انہوں نے اندھیروں میں (اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ سے) پکارا:''

﴿فَنَادىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ.﴾

تَرْجَمَہ: ''(اے اللہ!) آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں بلاشبہ میں ہی ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔''

فَائِدَة: علماء نے لکھا ہے کہ اس دعا سے کرب و بلاء کے دور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں انسان کی طرف سے اپنے اوپر ظلم کا اقرار ہے۔

حضرت حسن بصری رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ فرماتے ہیں: حضرت یونس عَلَيْهِ السَّلَامُ کو (اس ابتلا سے) نجات صرف اپنے اوپر ظلم کے اقرار کرنے کی وجہ سے ملی ہے۔

لا اله الا انت الخ۔ یعنی اے اللہ! آپ ہی انسان کی حفاظت زندگی میں بھی کرنے والے ہیں اور مچھلی کے پیٹ میں بھی کرنے والے ہیں۔ آپ کے علاوہ کوئی اس حالت میں مدد کرنے پر قادر نہیں ہے۔ اس دعا میں ایک قسم کی ذلت اور محتاجگی کا اظہار ہے۔ (فیض القدیر ۵۲۶/۳)

نوع آخر:

(٣٤٤) - حدثني جعفر بن أحمد بن بهمرد، ثنا معمر بن سهل، ثنا عامر بن مدرك، ثنا

خلاد، عن أبی حمزة عن زیاد بن علاقة عن أبی قتادة الأنصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم: من قرأ آیة الکرسی وخواتیم سورة البقرة عند الکرب أعانه اللّٰه عزوجل.

اخرجه الدیلمی فی «مسند الفردوس» کما فی «اتحاف السادة المتقین» (۳۳۱/٤)

ایک اور دعا:

(۳۴۴) ترجمہ: ''حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مصیبت اور پریشانی کے وقت آیت الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری (دو) آیتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں۔''

فائدہ: آیت الکرسی اور بقرہ کی آخری آیتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

آیۃ الکرسی:

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۚ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ﴿۲۵۵﴾﴾ (سورہ بقرہ رکوع)

بقرہ کی آیت:

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۚ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۚ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ.﴾

ان تمام دعاؤں کا مقصد مصیبت سختی یا کسی تکلیف کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور ان کی حمد وثناء میں مشغول ہونا ہے جو دفع بلیات وحل مشکلات کے لئے بڑا سبب ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مصیبت کے وقت ان دعاؤں میں (جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہے نہ کہ سوال و استعاذہ ہے) مشغول ہونے اور اللہ تعالیٰ کی مدد ورحمت کے متوجہ ہونے کی دو وجہیں ہیں ① ان دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کر کے دعا شروع کی جائے پھر دعا کی جائے۔ ② اللہ تعالیٰ کا ارشاد (حدیث قدسی میں) ہے کہ جس کو میرے ذکر کرنے کی وجہ سے مانگنے کا موقع نہ ملا تو میں اس کو سب مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا (تو اس وقت اس میں مشغول ہونے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت ومدد زیادہ متوجہ ہوتی ہے)۔ (شرح مسلم للنووی ۳۵۱/۲)

باب ما يقول إذا خاف سلطانا

جب کسی بادشاہ کا ڈر ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳٤٥) - أخبرني جعفر بن عيسي، قال: ثنا عمرو بن شيبة، ثنا محمد ابن الحارث الحارثي، ثنا محمد بن عبدالرحمن البيلماني، عن أبيه، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا خفت سلطانا أو غيره فقل:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.﴾

اخرجه الديلمي في «مسند الفردوس» (۱/۲۸۱/۱۱۰۱)

(۳٤٥) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہیں کسی بادشاہ یا کسی اور چیز کا ڈر ہوتو یہ دعا پڑھ لیا کرو:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو بردبار اور نہایت ہی کریم ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہیں جو ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کے رب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ (اے اللہ!) آپ کی پناہ عزت والی ہے اور آپ کی تعریف بزرگی والی ہے آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی بادشاہ کا ڈر ہوتو یہ دعا پڑھنا چاہئے۔

اس دعا میں مشغول ہونے کی حکمت یہ ہے کہ دعا مانگنے میں مشغول ہونے سے اللہ تعالیٰ کی تعریف میں مشغول ہونا مقصد و مراد کے حصول کا بڑا سبب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۸)

اس دعا کے ساتھ ''**اللهم انا نجعلك فى نحورهم ونعوذ بك من شرورهم**'' پڑھنا بھی مستحب ہے۔

(کتاب الاذکار صفحہ ۱۲۲)



باب ما يقول إذا خاف سلطانا أو شيطانا أو سبعا

جب کسی بادشاہ، شیطان یا درندے کا ڈر ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٤٦) - أخبرني محمد بن عثمان، ثنا إبراهيم بن نصر، ثنا الحسن ابن بشر بن مسلم، ثنا أبي، عن أبان بن أبي عياش، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كتب عبدالملك إلى الحجاج بن يوسف أن انظر إلى أنس بن مالك، خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فادن مجسله، وأحسن جائزته، وأكرمه، قال: فأتيته، فقال لي ذات يوم: يا أبا حمزة، إني أريد أن أعرض عليك خيلي، فتعلمني أين هي من الخيل التي كانت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فعرضها، فقلت: شتان ما بينهما، فإنها كانت تلك أرواثها وأبوالها وأعلافها أجرا، فقال الحجاج: لو لا كتاب أمير المؤمنين فيك لضربت الذي فيه عيناك، فقلت: ما تقدر على ذلك، قال: ولم؟ قلت: لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم علمني دعاء أقوله لا أخاف معه من شيطان ولا سلطان ولا سبع، قال: يا أبا حمزة! علمه ابن أخيك محمد بن الحجاج، فأبيت عليه، فقال لابنه: إيت عمك أنسا فسله أن يعلمك ذلك، قال أبان: فلما حضرته الوفاة دعاني، فقال: يا أحمر! إنَّ لك إليَّ انقطاعا، وقد وجبت حرمتك، و إني معلمك الدعاء الذي علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلا تعلمه من لا يخاف الله عزوجل، أو نحو ذلك قال: تقول:

﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْهِ رَبِّيْ، بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ، وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ، اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا، أَسْأَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِكَ الَّذِيْ لَا يُعْطِيْهِ أَحَدٌ غَيْرُكَ، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، إِجْعَلْنِيْ فِيْ عِيَاذِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ سُلْطَانٍ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَحْتَرِسُ بِكَ مِنْ شَرِّ جَمِيْعِ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ خَلَقْتَهُ، وَأَحْتَرِزُ بِكَ مِنْهُمْ، وَأُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، أَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ، وَمِنْ خَلْفِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ،

وَعَنْ يَّمِيْنِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَّسَارِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ فَوْقِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ. ﴾

اخرجه ابن سعد فى «الطبقات» كما فى «الكنزالعمال» (۳۸٤۷/۹۸/۳) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ۱۰۵۹) وابوالشيخ فى «الثواب» كما فى كنزالعمّال (۲۸۲/۲ - ۵۰۱۷/۲۸۳) والرافعى فى «التدوين فى اخبار قزين» (۱۲٤/۱)

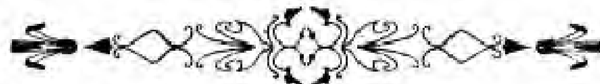
(۳۴۶) تَرجَمَہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: (خلیفہ) عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو خط لکھا کہ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ رسول اللہ ﷺ کے خادم ہیں ان کا خیال رکھنا، ان کو اپنے قریب بٹھانا، ان کو اچھے انعام سے نوازنا اور ان کا اکرام کرنا۔ حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں حجاج کے پاس آیا تو ایک دن اس نے مجھ سے کہا: ابوحمزہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنے گھوڑے دکھاؤں تاکہ آپ مجھے بتائیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں کے مقابلے میں کیسے ہیں؟ اس نے ان گھوڑوں کو مجھے دکھایا۔ میں نے کہا: ان میں اور رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں میں زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ ان کی لید، ان کے پیشاب اور ان کے چارے میں بھی اجر وثواب تھا۔ حجاج نے کہا: اگر میرے پاس آپ کے بارے میں امیر المؤمنین کا خط نہ ہوتا تو میں آپ کے سر کو قلم کردیتا جس میں آپ کی دونوں آنکھیں ہیں۔ میں نے اس سے کہا: تو ایسا نہیں کرسکتا۔ اس نے کہا: کیوں؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک دعا سکھائی ہے میں اس کو پڑھتا ہوں (جس کی وجہ سے) میں کسی شیطان، سلطان اور درندے سے نہیں ڈرتا ہوں۔ حجاج نے کہا: ابوحمزہ! آپ اپنے بھتیجے محمد بن الحجاج کو وہ دعا سکھادیں۔ میں نے انکار کردیا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا: اپنے چچا انس کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ تمہیں یہ دعا سکھادیں۔ حضرت ابان رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: جب حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی موت کا وقت قریب ہوا تو مجھے بلایا اور فرمایا: احمر! اب تم میرے پاس ہی رہو تمہارے حق کی ادائیگی ضروری ہوگئی ہے (یعنی تم میرے شاگرد وخادم ہو اور جو کچھ میرے پاس علم ہے وہ تمہیں سکھانا میری ذمہ داری ہے اور اب میری موت کا وقت قریب ہے اس لئے اب تم میرے پاس ہی رہو اور میرے پاس جو کچھ علم ہے اب وہ تمہیں سکھانا ضروری ہے اس لئے) اب میں تمہیں ایک دعا سکھاتا ہوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائی تھی۔ جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرتا ہو اس کو یہ دعا نہ سکھانا یا ایسی ہی کوئی اور بات فرمائی۔ تم یہ دعا پڑھو:

﴿ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ، بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ أَعْطَانِيْهِ رَبِّيْ، بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْأَسْمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، بِسْمِ اللّٰهِ افْتَتَحْتُ، وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ، اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا

أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا، أَسْأَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِخَيْرِكَ مِنْ خَيْرِكَ الَّذِیْ لَا يُعْطِيْهِ أَحَدٌ غَيْرُكَ، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، إِجْعَلْنِیْ فِیْ عِيَاذِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ سُلْطَانٍ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَحْتَرِسُ بِكَ مِنْ شَرِّ جَمِيْعِ كُلِّ ذِیْ شَرٍّ خَلَقْتَهُ، وَأَحْتَرِزُ بِكَ مِنْهُمْ، وَأُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَیَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، أَللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ، وَمِنْ خَلْفِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَّمِيْنِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَعَنْ يَّسَارِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ فَوْقِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ.﴾

تَرْجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑے ہیں اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں، میرے نفس اور دین پر اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت ہے، جو تمام ناموں میں سب سے اچھا نام ہے، اللہ تعالیٰ ہی کے نام کی برکت ہے کہ جس مبارک نام کی وجہ سے زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے میں شروع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں اللہ اللہ ہی میرے رب ہیں جن کے ساتھ میں کسی کو شریک نہیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں آپ کی ایسی خیر کا سوال کرتا ہوں جو خیر آپ کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا ہے۔ آپ کا پڑوس عزت والا اور آپ کی تعریف بزرگی والی ہے آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے (اے اللہ!) آپ مجھے ہر بادشاہ کے شر اور ہر شیطان مردود کے شر سے حفاظت میں رکھئے۔ اے اللہ! میں آپ سے ہر شر والوں کے شر سے جن کو آپ نے پیدا کیا آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور میں ان کلمات کو بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یل ولم یولد ولم یکن لہٗ کفوا احد اپنے آگے اور ایسے کلمات کو اپنے پیچھے اور ایسے ہی کلمات اپنے دائیں اور بائیں اور اپنے اوپر اور آگے کرتا ہوں۔''

فَائِدَہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہنے کے لئے روزانہ اس دعا کو پڑھنا چاہئے۔



باب ما يقول إذا خاف السباع

جب درندے کا خوف ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٤٧) - أخبرني إسماعيل بن إبراهيم الحلواني، ثنا أبي، ثنا إبراهيم ابن المنذر، ثنا عبدالعزيز بن عمران، عن ابن أبي حبيبة، عن داود بن الحصين، عن عكرمة، عن ابن عباس، عن علي بن أبي طالب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: إذا كنت بواد تخاف فيه السباع، فقل:

﴿أَعُوْذُ بِدَانِيَالَ وَبِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْأَسَدِ.﴾

اخرجه الخرائطي في «مكارم الاخلاق» (١٠٧٩/٩٥٩/٢) ذكره الدميري في «حياة الحيوان»

(۳۴۷) تَرجَمَۃ: ”حضرت علی بن ابوطالب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی وادی میں ہواور تم کو اس میں درندے کا ڈر ہوتو یہ دعا پڑھو:

﴿أَعُوْذُ بِدَانِيَالَ وَبِالْجُبِّ مِنْ شَرِّ الْأَسَدِ.﴾

تَرجَمَۃ: ”میں دانیال (عَلَیْہِ السَّلَام) اور کنویں کے رب کی شیر کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔“

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ بخت نصر بادشاہ نے دو شیروں کو غضب ناک کر کے ایک کنویں میں ڈال دیا تھا پھر اس میں حضرت دانیال عَلَیْہِ السَّلَام کو ڈال دیا وہاں ایک طویل عرصے تک آزمائش میں رہے۔ ایک اور واقعہ منقول ہے کہ آپ کے وقت جو بادشاہ تھا نجومیوں نے اس کو بتایا کہ آج جولڑکا پیدا ہوگا وہ تمہاری سلطنت تباہ کر دے گا تو اس دن ان کی والدہ کو جنگل میں جھاڑیوں میں ڈال دیا وہاں شیر اور شیرنی نے آکر ان کو محبت سے چاٹا یوں اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کا انتظام فرمایا۔

علامہ دمیری رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت دانیال عَلَیْہِ السَّلَام کو عمر کے ابتدائی اور آخری حصہ میں آزمایا جب وہ ثابت قدم رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ انعام عطا فرمایا کہ جو ان کا نام لے کر اللہ تعالیٰ سے موذی درندوں سے پناہ مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ (حیوۃ الحیوان مترجم ۲/۴۹، ۵۰)



باب ما يقول إذا غلبه أمر

جب کوئی مشکل کام پیش آ جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳٤۸) - أخبرني أبو يعلى، ثنا خالد بن مرداس، ثنا عبدالله بن المبارك، عن محمد بن عجلان، عن ربيعة بن عثمان، عن الأعرج، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المؤمن القوي خير وأفضل وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف، وفي كلٍّ خير، إحرص على ما ينفعك، ولا تعجز عن نفسك، و إن غلبك أمر فقل:

﴿قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ صَنَعَ﴾

و إياك واللَّو، فإن اللّو تفتح عمل الشيطان.

اخرجه احمد في «مسنده» (۳٦٦/۲، ۳۷۰) والمسلم (۲۰۵۲/٤/۲٦٦٤) (۳۳۸/۲) وابن ماجه (۷۹/۳۱/۱) (ص۹) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦۲۱) وابن حبان في «صحيحه» (۵۷۲۲/۲۹/۳)

(۳۴۸) تَرْجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک قوی مؤمن کمزور مؤمن سے زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ ہر چیز میں خیر ہے جو چیز تمہیں نفع پہنچائے اس کے (حصول کے) لئے حرص کرو اور اپنے سے عاجز ہو کر نہ بیٹھے رہو اگر تمہیں کوئی کام (تمہاری مرضی کے خلاف پیش آئے اور تمہیں اس کو کرنے میں) مشکل پیش آئے تو:

﴿قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ صَنَعَ﴾

تَرْجَمَہ: ”کہ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ کیا۔“

کہا کرو اور ”اگر مگر کاش“ کہنے سے بچو کیونکہ یہ (اگر مگر کاش) شیطان کے عمل کو کھول دیتا ہے۔“

فَائِدَة: یہاں قوت سے مراد عزم و ارادے کی پختگی اور طبیعت کا آخرت کے امور کی طرف چلنا ہے کیونکہ جس شخص میں یہ دو باتیں ہوں گی وہ جہاد میں دشمنوں کی طرف بڑھنے، ان پر حملہ کرنے اور ان پر لپکنے میں جلدی کرنے والا ہوگا اور نیکیوں کا حکم کرنے اور برائیوں سے منع کرنے اور اس پر تکلیفوں پر صبر کرنے اور عبادت کی رغبت رکھنے والا ہوگا۔ (شرح مسلم ۳۳۸/۲)

یا قوت سے مراد بدنی قوت مراد ہو جس کی وجہ سے عبادت زیادہ کی جا سکے گی یا قوت سے مراد مال ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خوب خرچ کیا جا سکے گا۔ (قالہ القاضی تکملہ فتح الملہم ۵۱۰/۵)

اپنے نفع کی حرص کر یعنی جس چیز میں اپنی دنیا اور دین کا نفع ہو اس کے حصول کے لئے سعی و کوشش کرو نہ یہ کہ تقدیر پر تکیہ کر

کے سارے اسباب چھوڑ بیٹھے جو تفریط شرعی (شریعت کی حدود سے تجاوز) ہے۔

اگر مگر کاش کا لفظ استعمال کرنے کو اس لئے منع فرمایا کہ جو کچھ ہو گیا وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو گیا اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوا اس پر راضی رہنا چاہئے اس کے خلاف سوچ و فکر کرنا اور اگر مگر کرنا اس سے ایسا نہ ہو کہ شیطان اس کے پیچھے لگ جائے اور کہے کہ میں اگر تقدیر کے پیش آنے سے پہلے ایسا کر لیتا تو ایسا نہ ہوتا یہ بات تسلیم و رضا کے خلاف ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی بات پیش آئے تو "قدر الله ماشاء صنع" کہنا چاہئے اور اگر مگر سے بچنا چاہئے۔

نوع آخر:

(٣٤٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عمرو بن عثمان، حدثنا بقية ابن الوليد، ثنا بحير بن سعد، عن خالد بن معدان، عن سيف، عن عوف ابن مالك الأشجعي رضي الله تعالى عنه، أنه حدث أن النبي ﷺ قضى بقضاء بين رجلين، فقال المقضى عليه لما أَدْبَرَ: حسبي الله ونعم الوكيل، فقال رسول الله ﷺ: رُدُّوا عليَّ الرجل، فقال: ماذا قلت؟ قال: قلت: حسبي الله ونعم الوكيل، قال فقال رسول الله ﷺ: إن الله عزوجل يلوم على العجز، ولكن عليك بالكيس، فإذا غلبك أمر فقل:

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.﴾

وأحمد في «مسنده» (٢٥/٦) وابوداؤد (٣٦٢٧/٣١٣/٣) (٨١٥٥/٢ والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٦٢٦) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٢١٣/٨١/٢) والديلمي في «مسند الفردوس» (٥٤٣/١٥٠/١)

ایک اور دعا:

(۳۴۹) تَرجَمَہ: "حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان (کسی معاملے میں) فیصلہ فرمایا۔ فیصلہ جس کے خلاف ہوا تھا وہ شخص جب واپس جانے لگا تو اس نے کہا:

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.﴾

تَرجَمَہ: "کہ اللہ تعالیٰ ہی میرے لئے کافی ہیں اور وہ بہترین کام بنانے والے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو میرے پاس واپس لاؤ (جب وہ شخص واپس آ گیا تو) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے کیا کہا؟ اس نے کہا: میں نے "حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" کہا۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عاجز ہونے والے کو بہت برا سمجھتے ہیں (اس لئے) تم سمجھداری اختیار کیا کرو۔ (اس کے باوجود) کوئی بات غالب آجائے (کوئی ناگوار بات پیش آئے) تو "حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" پڑھ لیا کرو۔"

فَائِدَۃٌ: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے قرضہ لیا ہوگا اور بعد میں اس کو واپس بھی کر دیا ہوگا لیکن واپسی کی کوئی رسید نہ لی ہوگی اس لئے دوسرے شخص نے عدم ادائیگی کا دعویٰ کر دیا ہوگا اور اس کے پاس کوئی ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے وہ مقدمہ ہار گیا ہوگا پھر جب ہار کر نکلا تو یہ کلمات کہے ہوں گے۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تنبیہ فرمائی کہ کاروبار زندگی اور دنیاوی امور میں لاپرواہی اور کوتاہی نہیں کرنی چاہئے یہ کوئی اچھی چیز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند کرتے ہیں اس لئے اپنی کوتاہی کو عجز پر محمول کر کے یہ نہ کہو بلکہ آئندہ عہد کرلو کہ اس قسم کی کوتاہی نہیں کرو گے۔

مطلب یہ ہے کہ عاجز ہو جانا اور کسی کام کی ہمت چھوڑ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے کیونکہ یہ تو ناامیدی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے ناامید ہونا مسلمان کی شان نہیں ہے۔ اس لئے ہمت کرنی چاہئے حسن تدبیر سے ہر کام کو انجام دینا چاہئے اس کے باوجود بھی کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے تو "حسبی اللّٰہ و نعم الوکیل" پڑھنا چاہئے۔ (مظاہر حق ۳/۲۲)



باب ما يقول إذا عسرت عليه معيشته

معاشی تنگی کے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

دنیاوی معاش جس پر دنیاوی زندگی کا دارومدار ہے بسا اوقات اس کی کمی اور تنگی دین میں اضمحلال کا سبب بن جاتی ہے جس سے آپ ﷺ نے پناہ مانگی ہے اس موقع پر کیا دعا پڑھنی چاہئے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٣٥٠) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا محمد بن المصفى، ثنا يحيى ابن سعيد، عن عيسى بن ميمون، عن سالم، عن ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، عن النبي ﷺ قال: ما يمنع أحدكم إذا عسر عليه معيشته أن يقول إذا خرج من بيته:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَمَالِيْ وَدِيْنِيْ، أَللّٰهُمَّ رَضِّنِيْ بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا قُدِّرَ لِيْ، حَتّٰى لَا أُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا أَخَّرْتَ، وَلَا تَأْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ.﴾

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (٢٤١/٥) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٢٢٧/٢٢٧/١) بدون هذ السياق والديلمى فى «سند للفردوس» (٦٣٤٦/١١١/١٤)

(۳۵۰) تَرْجَمَہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو معاش کی تنگی ہو تو وہ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا کیوں نہیں پڑھتا ہے (یعنی اس کو یہ دعا پڑھنی چاہئے):

﴿بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَمَالِيْ وَدِيْنِيْ، أَللّٰهُمَّ رَضِّنِيْ بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا قُدِّرَ لِيْ، حَتّٰى لَا أُحِبَّ تَعْجِيْلَ مَا أَخَّرْتَ، وَلَا تَأْخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ.﴾

تَرْجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام سے (کہ ان کا بابرکت نام یا بابرکت نام کی برکت) میرے نفس پر میرے اور میرے دین پر (ہو) اے اللہ! مجھے اپنے فیصلہ پر (جو آپ نے میرے بارے میں کیا ہے) راضی (ہونے کی توفیق عطا) کر دیجئے۔ میرے لئے! آپ نے جو کچھ مقدر فرمایا ہے اس میں برکت ڈال دیجئے یہاں تک جو آپ نے میرے لئے مؤخر (بعد میں دنیا مقرر) کر دیا ہے اس کے جلد مل جانے کو پسند نہ کروں اور جس کو آپ نے مجھے جلدی عطا فرما دیا ہو اس کے دیر سے ملنے کو پسند نہ کروں۔“

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے اس تنگدستی میں اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا ہوں۔

یہاں پر مال کو دین سے پہلے ذکر کیا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے دنیاوی زندگی میں گزر بسر کی سہولت رہتی ہے جس کی وجہ سے عموماً دین کی بھی حفاظت رہتی ہے اس اہمیت کی وجہ سے مال کو پہلے ذکر فرمایا دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت چونکہ معاشی تنگی ہی میں وسعت چاہی جارہی ہے تو اس وجہ سے بھی مال کو مقدم کیا اگرچہ دین اس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔

فیصلہ کا مطلب تقدیر ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے اچھی ہو یا بری طبیعت کے موافق ہو یا مخالف ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہنا چاہئے۔ (کذا من فتوحات ربانیہ ۴/۲۶)

وسعت رزق کے لئے چند منقول دعائیں:

❶ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگدستی اور امراض کے لئے یہ دعا پڑھنے کے لئے فرمائی:

﴿تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْراً﴾ (الدعا الطبرانی بحوالہ الدعاء المسنون صفحہ ۵۱۸)

❷ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ دعا سکھائی:

﴿يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ يَا اٰخِرَ الْاٰخِرِيْنَ يَا ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ وَ يَا رَاحِمَ الْمَسَاكِيْنِ وَيَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ﴾ (الدعا کنز العمال بحوالہ الدعا المسنون صفحہ ۵۱۹)

❸ ایک شخص نے تنگی کی شکایت کی تو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا سکھائی فجر کی نماز سے پہلے (سنتوں کے بعد) سو مرتبہ یہ دعا پڑھنے کے لئے فرمایا:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ﴾

(سبل الہدیٰ بحوالہ الدعا المسنون صفحہ ۵۲۳)

❹ ایک شخص نے فقر و فاقہ کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا: جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرو خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو پھر مجھ پر سلام بھیجو۔ "الصلاة والسلام علی رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم" پھر ایک بار سورۃ اخلاص پڑھو۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق کی بارش کر دی۔ (القول البدیع صفحہ ۱۲۴، بحوالہ الدعا المسنون صفحہ ۵۲۰)

❺ استغفار اور "لا حول ولا قوۃ الا باللّٰه" بھی کثرت سے پڑھنا چاہئے۔ (الدعا المسنون صفحہ ۵۲۲)



باب ما يقول إذا استصعب عليه أمر

جب کوئی کام مشکل ہو جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

جب کوئی مشکل پیش آ جائے اور کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچے تو کیا کرنا چاہئے؟ ہر مشکل کا دور ہونا اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہے اس لئے ہر مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔

اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے دو باب جن کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۵۱) - حدثنا محمد بن هارون بن المجدر، ثنا محمود بن غيلان، ثنا أبوداود الطيالسي، ثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أن رسول الله ﷺ قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ إِذَا شِئْتَ سَهْلًا. ﴾

وأخرجه ابن حبان في «صحيحه» (۹۷٤/۲۵٥/۳) والحاكم والبيهقي كما ذكره العجلوني في «كشف الخفاء» (٥٦٣/٢١٦/١) والديلمي في «سند الفردوس» (٢٠١٩/٤٩٥/١) والمقدسي في «الاحاديث المختارة» (١٦٨٣/٦٣/٥)

(۳۵۱) تَرْجَمَہ: ”حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ (جب کوئی مشکل کام پیش آتا تو) رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَأَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ إِذَا شِئْتَ سَهْلًا. ﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! کوئی کام بھی مشکل نہیں سوائے اس کام کے جس کو آپ مشکل بنا دیں اور آپ جب چاہیں مشکل کام کو آسان بنا دیں (اس لئے میرے اس کام کو آسان بنا دیجئے)۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی مشکل کام پیش آ جائے تو یہ دعا پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے نہ کوئی کام مشکل ہے نہ ہی کوئی کام ناممکن ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا خود بھی یہی عمل تھا کہ جب کوئی مشکل یا سخت کام پیش آتا، تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ (کذا فی ابوداؤد ۱/ ۱۸۷)

اور امت کو بھی اس حدیث میں یہی تعلیم عنایت فرمائی ہے۔



باب ما يقول إذا انقطع شِسْعُهُ

جب جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

مسلمانوں کو جب بھی تکلیف پہنچتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے اجر وثواب کا وعدہ ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف کس طرح متوجہ ہونا چاہئے اور کن الفاظ سے مدد مانگنی چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب جس کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٣٥٢) - حدثنا أبو خليفة، ثنا مسدد، ثنا هشيم، عن يحيٰى بن عبدالله، عن أبيه، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليسترجع أحدكم فى كل شيء، حتى فى شسع نعله، فإنها من المصائب.

اخرجه هناد السرى فى «الزهد» (١٠/٢٤٦/٤٢٤) والبزار فى «مسنده» (٨/٤٠٠/٣٤٥٧) وابن عدى فى «الكامل» (٧/٢٠٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٧/١١٧/٩٦٩٣) ومسدد فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيرة المهرة» (٦/١٥٨)

(۳۵۲) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں ہر ایک کو چاہئے کہ وہ ہر چیز (یعنی ہر پیش آنے والی مصیبت) پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا کرے حتیٰ کہ اپنے جوتے کے تسمہ کے ٹوٹنے پر بھی (وہ انا للہ پڑھا کرے) کیونکہ یہ بھی مصیبتوں میں سے (ایک مصیبت) ہے۔“

فائدہ: جب تم میں سے کسی کا تسمہ ٹوٹ جائے اور وہ اس پر انا للہ پڑھے تو اس کو اس کے رب کی طرف سے رحمت اور ہدایت ملتی ہے جو اس کے لئے دنیا سے بہتر ہے۔ (ابن ابی الدنیا، مسند فردوس بحوالہ درمنثور ۲/۳۸۰)

(٣٥٣) - أخبرنا الحسين بن عبدالله القطان، ثنا هشام بن عمار، ثنا صدقة، ثنا زيد بن واقد، عن بشر بن عبيدالله، عن أبي إدريس الخولاني، قال: بينما النبى صلى الله عليه وسلم يمشى هو و اصحابه، إذا انقطع شسعه، فقال:

﴿ إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ﴾

قالوا: أو مصيبة هذه؟ قال: نعم! كل شيء ساء المؤمن فهو مصيبة.

اخرجه هشام بن عمار فى «فوائده» كما فى «الفتوحات الربانيه» (٤/٢٨) وذكره ابراهيم بن محمد الحسينى فى «البيان والتعريف» (٢/١٨٧) واخرجه الطبرانى فى «المعجم الكبير» (٨/٢٠٣/٧٨٢٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٧/١١٧/٩٦٩٣)

(۳۵۳) ترجمہ: ”حضرت ابو ادریس خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم (کہیں) جا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی:

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

ترجمہ: ''ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے (اور ان کی ملکیت) ہیں اور ہم سب کو ان ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔''

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: کیا یہ (جوتے کے تسمہ کا ٹوٹ جانا بھی) مصیبت ہے (جو آپ نے یہ دعا پڑھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ہر چیز جو مسلمان کو ناگوار اور بری لگے وہ مصیبت ہے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے لئے ثواب کا باعث ہے اس لئے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا چاہئے۔ مصیبت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس وقت یہ دھیان کرنا کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ختم ہوکر واپس چلی جائے گی نیز یہ مصیبت ہی کیا ہم بھی اللہ تعالیٰ کے ہیں اور ان ہی کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اس کا فائدہ ایک طرف مصیبت کے اثر کا کم ہونا تو دوسری طرف یہ آخرت کے دھیان کا ذریعہ بھی ہے جو تمام امور کی اساس و بنیاد ہے۔

یہاں غالباً جوتے کے تسمہ سے مراد معمولی مصیبت و تکلیف ہے کہ اگر کوئی معمولی سی بھی تکلیف و مصیبت پہنچے تو انا للہ پڑھنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ اچانک چراغ بجھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔

(مظاہر حق ۲/۱۶۵)

(۳۵٤) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا قطن بن نسير، ثنا جعفر بن سليمان، عن ثابت، عن أنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ليسأل أحدكم ربه حاجته كلها، حتى يسأله شسع نعله إذا انقطع.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (۸/۱۳/۳٤۰۳) وابن حبان في «صحيحه» (۳/۱۷٦/۸۹٥) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٥/۳۷۳/٥٥۹٥) والبيهقي في «شعب الايمان» (۲/٤۰-٤۱/۱۱۱٦) والديلمي في «مسند الفردوس» (۳/٤٦۰/٥٤۲۳)

(۳۵۴) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں ہر ایک کو چاہئے کہ وہ ہر چیز اپنے رب سے مانگے حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ بھی جب ٹوٹ جائے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے۔''

(۳۵٥) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن عبدالله بن نمير، ثنا هاشم ابن القاسم، عن محمد

بن مسلم بن الوضاح، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: سلوا الله كل شيء حتى الشسع، فإن الله عزوجل إن لم يُيَسِّرْهُ لم يتيسر.

اخرجه ابن ابی العاصم فی «الزهد» (۲۰۳/۱) وابویلی فی «مسنده» (۴۵۶۰/۴۴/۸) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۱۱۱۹/۴۲/۲)

(۳۵۵) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگو حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو آسان نہ کریں تو وہ چیز آسان نہیں ہوتی ہے۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے خواہ چھوٹی ہو یا بڑی یہ نہیں کہ چھوٹی چیز ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے نہ مانگی جائے بلکہ انسان ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور اسی محتاجگی کا اظہار ہے کہ ہر چیز چھوٹی یا بڑی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر چیز خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو آسان فرمانے والے ہیں اللہ تعالیٰ کسی چیز کو آسان نہ کریں تو خواہ چھوٹی ہیں کیوں نہ ہو وہ آسان نہیں ہوسکتی۔

(تحفۃ الحوذی بتصرف ۷۲/۱۰،۷۳)

ایک روایت میں ہے کہ تم میں ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اپنے رب سے اپنی ضرورت کا سوال کیا کرے کہ سخاوت کے خزانے اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور اس کی تنگی بھی اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دینے والا نہیں ہے یہاں تک کہ نمک (جیسی معمولی چیز) بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ (تحفۃ الاحوذی ۵۲/۱۰)



باب ما يقول إذا ذكر نعم الله عزوجل

جب اللہ تعالیٰ کی نعمت یاد آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٣٥٦) - حدثنا محمد بن إبراهيم بن أبي الرجال، أنبأنا محمد بن معمر، ثنا أبو عاصم، عن شبيب بن بشر، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قال رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ما أنعم الله تعالىٰ على عبده نعمة فقال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

إلا كان قد أعطى خيرا مما أخذ.

اخرجه ابن ماجه (٢/١٢٥٠/٣٨٠٥) (ص٢٧٠) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٢/٩٣/١٣٥٦) والبيهقي في «شعب الايمان» (٤/٩٨/٤٤٠٣) وابوعبدالله المقدسي في «الاحاديث المختاره» (٦/١٨٦/٢١٩٥) والحكم الترمذي في «نوادر الاصول» (٣/١١٣-١١٤)

(۳۵۶) تَرجَمَہ: ”حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے پر کوئی انعام فرماتے ہیں اور وہ (شکر کے طور پر) یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

تَرجَمَہ: ”تمام تر حمد وستائش کے لائق سارے جہانوں کے پروردگار ہی ہیں تو اللہ تعالیٰ جو چیز بھی بندے سے لیتے ہیں اس سے بہتر چیز اسے عطا فرماتے ہیں۔“

فَائِدَہ: نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا اور تعریفی کلمات ادا کرنا اعلیٰ ترین شکر ہے گویا اس شخص نے لوگ جن الفاظ سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں ان میں بہترین الفاظ سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ہے۔ یہ (انعام کہ جو نعمت لی اس سے بہترین عطا فرما دی) حمد وثناء کی فضیلت کا اظہار ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا بدل کوئی چیز نہیں ہوسکتی ہے۔ (انجاح الحاجہ صفحہ ۲۷۰)

ایک روایت میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اور وہ اس کو باقی رکھنا چاہے تو وہ ”ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله“ کثرت سے پڑھا کرے۔ (طبرانی عن عقبہ ابن عامر ترغیب فتوحات ربانیہ ۱/۲۴۳)



باب ما يقول لدفع الآفات

دفع آفات کے لئے کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۳۵۷) - حدثنا محمد بن عبدالله المستغيثى، حدثنا حماد بن الحسن، عن عنبسة، قال: حدثنا عمرو بن يونس، قال: حدثنا عيسى بن عون الحنفى، عن عبدالملك بن زرارة الأنصارى، عن أنس بن مالك رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما أنعم الله عزوجل على عبد نعمة فى أهل ومال وولد فيقول:

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

فيرى فيها آفة دون الموت.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيره المهره» (٤/٤٦٠) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٤/٣٠١/٤٢٦١) وفى «المعجم الصغير» (١/٣٥٢/٥٨٨) والبيهقى فى «تاريخ البغداد» (٣/١٩٨-١٩٩)

(۳۵۷) **ترجمہ:** ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے اہل عیال اور اولاد پر کوئی انعام فرماتے ہیں اور وہ یہ دعا پڑھتا ہے:

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾

ترجمہ: ”جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (وہی ہوا) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی قوت نہیں ہے تو وہ موت کے علاوہ کوئی برائی (اہل مال اور اولاد) میں نہ دیکھے گا۔“

فائدہ: پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ کسی چیز کو دیکھ کر ”**ماشاء الله لا حول لا قوة الا بالله**“ اور ماشاء اللہ پڑھنے سے اس کو نظر نہیں لگتی ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کسی نعمت پر اگر یہ دعا پڑھ لی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔



باب ما يقول إذا قيل له: غفر الله لك

جب کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے تو کیا کہنا چاہئے

(٣٥٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا أحمد بن عبدة، عن عبدالواحد ابن زياد، ثنا عاصم، عن عبدالله بن سرجس، قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأكلت من طعامه، قلت: غفرالله لك يا رسول الله، قال: ولك، قال: قلت لعبدالله: استغفر لك؟ قال: نعم ولكم! ثم تلا هذه الآية:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٨٢/٥) والمسلم (١٨٢٣/٤/٢٣٤٦) (٢٦٠/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨١/٦/١٠١٢٧) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٤٢٣) وابويعلى في «مسنده» (١٢١/٣-١٢٢/١٥٦٣)

(۳۵۸) تَرجَمہ: ”حضرت عاصم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ حضرت عبداللہ بن سرجس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی زیارت کی اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا کھانا بھی کھایا۔ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری بھی مغفرت فرمائیں۔ حضرت عاصم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے حضرت عبداللہ بن سرجس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے کہا: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے آپ کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی؟ حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے فرمایا: ہاں! (تعجب کی کیا بات ہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تو) تمہارے لئے بھی دعائے مغفرت فرمائی ہے۔ پھر انہوں نے (دلیل کے طور پر) آیت:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾

تَرجَمہ: ”اور آپ اپنی خطاؤں اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے معافی طلب کیا کریں۔“

فَائِدَہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب کوئی کسی کو مغفرت کی دعا دے تو اس کو بھی جواباً مغفرت کی دعا دینی چاہئے۔

اسی طرح جب کوئی مغفرت کی دعا کرنے کو کہے تو اس کے لئے بھی مغفرت کی دعا کرنی چاہئے ایک صحابی حضرت حارث رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے مغفرت کی دعا طلب کی تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ (نسائی عمل الیوم واللیلہ رقم ۴۲۰)

باب ما يقول إذا أذنب ذنبا

جب کوئی گناہ کر بیٹھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

گناہوں پر توبہ استغفار کرنا اور نادم ہونا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کیا انعام عطا فرماتے ہیں، استغفار جہاں گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے وہیں بہت سارے انعامات کا ذریعہ بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کی کیا اہمیت بیان فرمائی اور خود آپ ﷺ کا معمول استغفار کا تھا حتیٰ ایک ایک مجلس میں ستر ستر مرتبہ تک آپ کا استغفار کرنا منقول ہے نیز آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کی کثرت کا بھی حکم فرمایا ہے۔

اسی طرح استغفار زبان کی تیزی سے نجات کا ذریعہ بھی ہے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چودہ باب اور ان کے ذیل میں پندرہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۵۹) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا شعبة، أخبرني عثمان بن المغيرة، قال: سمعت رجلا من بني أسد يحدث عن أسماء أو أبي أسماء، وربما قال شعبة: ابن أسماء، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه، قال: كنت إذا سمعت عن رسول الله ﷺ شيئا ينفعني الله عزوجل بما شاء أن ينفعني، حتى حدثني أبو بكر عن النبي ﷺ، وصدق أبوبكر، قال: ما من عبد يذنب ذنبا فيتوضا ويصلي ركعتين، ثم يستغفرالله عزوجل لذلك الذنب، إلا غفرالله له، وتلا هذه الآية:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِاللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۲/۱) وابوداؤد (۱۲۱/۸٦/۲) (۲۱۳/۲) وابن ماجه (۱۳۹۵/٤٤٦/۱) (ص۱۰۰) والترمذي (٤۰٦/۲۵۷/۲) (۲۹۹/۲) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤١٧)

(۳۵۹) تَرجَمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں جب بھی رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات سنتا تو اس سے اللہ مجھے جو نفع پہنچانا چاہتے وہ پہنچاتے یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سنائی اور ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے سچ فرمایا:

جو کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو کرے دو رکعتیں پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے اس گناہ کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کر ہی دیتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾

تَرجَمَہ: ”جو کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو وہ اللہ تعالیٰ کو انتہائی معاف کرنے والا اور نہایت ہی رحم کرنے والا پائے گا۔“

فَائِدَة: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہ کی معافی مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے معافی کی قوی امید ہے۔

گناہ کے بعد وضو کر کے دو رکعت پڑھنا اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگنے کا ادب ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کا اہتمام اور گناہ پر بڑی ندامت کی علامت و اظہار ہے ورنہ صرف معافی مانگنے اور توبہ کرنے سے بھی گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ (بذل ۲/۳۶۲)



باب ما يقول من أذنب ذنبا بعد ذنب

جب گناہ کے بعد دوبارہ گناہ ہو جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٣٦٠) - حدثنا أبو يعلى، ثنا عبدالأعلى بن حماد النرسي، ثنا حماد ابن سلمة، عن إسحاق بن عبدالله بن أبي طلحة، عن عبدالرحمن بن أبي عمرة، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم فيما يحكي عن ربه عزوجل، قال: إذا أذنب عبدي ذنبا، فقال:

﴿أَيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ﴾

فقال الله عزوجل: أذنب عبدي ذنبا، فعلم أن لهٗ ربًّا يغفر الذنب ويأخذ بالذنب، ثم عاد فاذنب، فقال: أي رب اغفر لي ذنبي، فقال الله عزوجل: أذنب عبدي ذنبا، فعلم أن لهٗ ربًّا يغفر الذنب ويأخذ بالذنب، إعمل ماشئت فقد غفرت لك.

اخرجه مسلم (٢١١٢/٤/٢٧٥٧) (٣٥٧/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٤١٩) وابويعلى في «مسنده» (٤٠٨/١١-٤٠٩/٦٥٣٤) وابن حبان في «صحيحه» (٣٩٢/٢/٦٢٥) والحاكم في «المستدرك» (٢٧٠/٤/٧٦٠٨)

(۳۶۰) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب میرا بندہ کوئی گناہ کرتا ہے پھر وہ کہتا ہے: اے میرے رب! میرے گناہ کو معاف کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے گناہ کیا، اس کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف کرتا ہے اور گناہ پر سزا بھی دیتا ہے۔ پھر بندہ دوبارہ گناہ کرتا ہے اور پھر دوبارہ کہتا ہے: اے میرے رب! میرے گناہ کو معاف کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے نے گناہ کیا اور اس کو معلوم ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو اس کے گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ پر سزا دیتا ہے (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے) تو جو چاہے کر میں نے تجھے معاف کر دیا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ جب تک گناہ کر کے توبہ کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرتے رہیں گے بلکہ اگر گناہ سو بار یا ہزار بار یا اس سے بھی زیادہ ہو جائیں اور ہر بار توبہ کر لی جائے تو سب معاف ہو جائیں گے بلکہ اگر تمام گناہوں کے بعد ایک ہی مرتبہ توبہ کر لی تو وہ بھی صحیح ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۵۷)

لیکن شرط یہ ہے کہ توبہ اپنی شرائط کے ساتھ ہو۔ علماء نے توبہ کی چند شرائط لکھی ہیں:

❶ گناہ کو فوراً چھوڑنا۔

❷ گناہ پر نادم ہونا۔

❸ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۴۶، فتح الباری ۱۳/ ۴۷۱)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ صرف ندامت ہی کافی ہے کیونکہ جب ندامت ہوگی تو گناہ کا چھوڑنا اور آئندہ نہ کرنے کا عزم بھی ساتھ ہوگا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ الندم توبۃ کہ ندامت ہی توبہ ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۱۳)

بہر حال ندامت ضروری ہے ایک حدیث میں ہے کہ گناہ کر کے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے۔

اس حدیث سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ دوبارہ گناہ کرنا انتہائی برا ہے اور اس کے بعد دوبارہ توبہ کرنا اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔ (فتح الباری ۱۳/ ۴۷۱)

بہر حال جب بھی گناہ ہو جائے توبہ کر لینی چاہئے۔ باقی گناہ کے بعد توبہ و استغفار کرنا اور اس کی مزید تفصیل اگلی حدیث میں آ رہی ہے۔



باب الاستغفار من الذنوب

گناہوں پر استغفار کرنا

(٣٦١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا يحيٰى بن عبدالحميد الحمانى، ثنا أبى، ثنا عثمان بن واقد، عن أبى نصيرة، قال: لقيت مولى لأبى بكر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ، فقلت له: سمعت من أبى بكر شيئا؟ قال: نعم سمعت أبا بكر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ يقول: قال رسول الله صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم: ما أصر من استغفر و إن عاد فى اليوم سبعين مرة.

أخرجه أبوداود (٢/٨٤/١٥١٤) (١/٢١٩) والترمذى (٥/٥٥٨/٣٥٥٩) (٢/١٩٦) والبزار فى «مسنده» (١/١٧١/٩٣) وابويعلى فى «مسنده» (١/١٢٤/١٢٧) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٥/٤٠٩/٧٠٩٩)

(۳۶۱) **تَرجَمَۃ**: ''حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے (ہر گناہ کے بعد فوراً توبہ و) استغفار کر لیا اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا اگرچہ وہ ایک دن میں ستر مرتبہ (توبہ و استغفار کے بعد بھی) گناہ کرے۔''

فَائِدَہ: گناہ پر اصرار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بار بار گناہ کیا جائے۔ گناہ خود ہی بری چیز ہے اس پر اصرار اور بھی بری چیز ہے کیونکہ صغیرہ گناہ بھی اصرار کے بعد کبیرہ گناہ اور کبیرہ اصرار کے بعد کفر تک پہنچ جاتا ہے یعنی جس نے گناہ کیا پھر نادم ہوا تو گناہ پر اصرار کرنے والا نہ رہا۔ (مظاہر حق ۲/۵۶۱)

کیونکہ گناہ پر اصرار کرنے والا وہ ہوتا ہے جو نہ استغفار کرے اور نہ نادم ہو نیز گناہ پر اصرار کرنے والا وہ ہوتا ہے جو گناہ زیادہ کرے (اور درمیان میں توبہ و استغفار اور ندامت نہ کرے)۔ (تحفۃ الاحوذی ۱۰/۴)

ستر مرتبہ فرمانا زیادتی کے لئے ہے نہ کہ ستر مرتبہ کرنا مراد ہے اور استغفار سے مراد صرف زبان سے استغفر اللہ کہنا نہیں ہے بلکہ گناہ پر ندامت اور دوبارہ نہ کرنے کا عزم ضروری ہے۔ (بذل ۲/۳۶۰)

امام مناوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں جس نے گناہ کے بعد توبہ کی اس نے گناہ کیا ہی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں ہے سارے عالم کے گناہ اللہ تعالیٰ کے عفو و درگزر کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ۱۰/۴/۵۷)

توبہ کے وقت یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ حقوق دو قسم کے ہیں ① حقوق اللہ ② حقوق العباد۔

حقوق اللہ میں تو معافی سے گناہ معاف ہوگا لیکن جو ذمہ میں نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ ہوں گے ان میں گزشتہ کی قضا و ادائیگی ضروری ہے۔ حقوق العباد۔ میں جب تک صاحب حق سے معافی نہ مانگے معاف نہیں ہوتا ہے اس لئے صاحب حق سے معاف کروانا ضروری ہے جیسے کسی کا مال غصب کیا اب اس کی ادائیگی کرے یا معاف کروائے اس طرح غیبت وغیرہ کا حال ہے۔
(مظاہر حق ۲/۵۴۹، شرح مسلم نووی ۲/۳۴۶)

باب ما يقول من ابتُلِيَ بذرب لسانه

جو شخص زبان کی تیزی (بدکلامی) میں مبتلا ہو اس کو کیا کرنا چاہئے

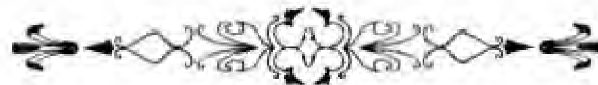
(٣٦٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا أبو الأحوص، عن أبی إسحاق، عن أبی المغيرة، قال: قال حذيفة: شكوت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ذرب لسانی، فقال: أين أنت من الاستغفار؟ و إنی لأستغفر الله عزوجل فی كل يوم مائة مرة.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٢٩٤٤١/٥٦/٦) واحمد فی «مسنده» (٣٩٤/٥) وابن ماجه (٣٨١٧-٣٨١٦/١٢٥٤/٢) (ص٢٧٧) والنسائی فی «السنن الكبری» (١٠٢٨٢/١١٧/٦) وابن حبان فی «صحيحه» (٩٢٦/٢٠٥/٣)

(۳۶۲) تَرجَمہ: ”حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی زبان کی تیزی (بدکلامی) کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں استغفار کی خبر نہیں (استغفار ہی تو اس عیب کو دور کرتا ہے) اور میں تو اللہ تعالیٰ سے روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔“

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ تمہاری سمجھ بوجھ استغفار کو کہاں بھول گئی حالانکہ تمہیں اسے یاد رکھنا چاہئے تھا اور تمہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو استغفار کو لازمی بنالیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زبان سے بدکلامی اور بے ہودگی کو ختم فرما دیتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں یہ استغفار کی ترغیب اور اس کو اختیار کرنے کی اہمیت کی وجہ سے ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بری خصلت سے پاک ہونے اور ہر روشن صفت سے آراستہ ہونے کے باوجود اس کی اہمیت اور اس کے بہترین نتیجے کی وجہ سے استغفار کی کثرت فرماتے ہیں تو جو نقص وعیب میں مبتلا ہو اس کو استغفار کرنا تو نہایت ضروری ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۱۸، ۲۱۹)



باب الإكثار من الاستغفار

استغفار کثرت سے کرنا

(٣٦٣) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو نصر التمار، ثنا سعيد بن عبدالعزيز، عن إسماعيل بن عبدالله، عن خالد بن عبدالله بن حسين، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: ما رأيت أحدا بعد رسول الله ﷺ أكثر أن يقول:

﴿أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

من رسول الله ﷺ.

اخرجه عبد بن حميد في «مسنده» (١٤٦٥/٤٢٧/١) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٥٤) وابويعلى في «معجم شيوخه» (٢٤٧/٢٠٧/١) وابن حبان كما في «موارد الظمان» (٢٤٦٠/٣٨٤/١)

(۳۶۳) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ یہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا:

﴿أَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استغفار کثرت سے کرنا چاہئے۔ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے استغفار کرنے کی وجوہ حدیث نمبر ۳۶۷ پر آرہی ہیں۔

استغفار کی فضیلت

ایک روایت میں ہے کہ خوش نصیبی ہے اس آدمی کے لئے جو اپنے اعمال نامے میں کثرت سے استغفار پائے۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۶)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ وہ اپنے اعمال نامے سے خوش ہو تو وہ استغفار کثرت سے پڑھا کرے شاید کوئی ایک ہی قبول ہو جائے۔ (الطبرانی عن زبیر ابن العوام، مرقاۃ ۱۶۴/۲)

ایک روایت میں ہے اعمال لکھنے والے دونوں فرشتے جب بندے کا اعمال نامہ لے کر اوپر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ شانہ جب اس اعمال نامے کے اول اور آخر میں استغفار دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں: میں نے اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیئے جو اس اعمال نامہ کے دونوں کناروں کے درمیان ہیں۔ (بزار عن انس مرفوعاً مرقاۃ ۱۳۶/۳)

باب ثواب الاستغفار والاستكثار منه

استغفار کرنے کا ثواب اور زیادہ استغفار کرنا

(٣٦٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا إسحاق بن موسى الأنصارى، عن الوليد بن مسلم، حدثنى الحكم بن مصعب القرشى، عن محمد بن على ابن عبدالله بن العباس، عن أبيه، عن جده رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبى ﷺ قال: من أكثر من الاستغفار جعل الله عزوجل لهٗ من كل هم فرجا. ومن كل ضيق مخرجا، ورزقه من حيث لا يحتسب.

وأخرجه أبوداود (٢/٨٥/١٥١٨) (١/٢١٢-٢١٣) وابن ماجه (٢/١٢٥٤-١٢٥٥/٣٨١٩) (٢/٢٧٧) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٥٦) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٠/٢٨١/١٠٦٦٥) والحاكم فى «المستدرك» (٤/٢٩١)

(۳۶۴) تَرجَمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کثرت سے استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غم کو دور فرما دیتے ہیں، اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے اس کو (رزق ملنے کا) گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔“

فَائِدَة: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزانہ استغفار کی کثرت کرنی چاہئے۔

عذاب دو قسم کے ہوتے ہیں: ① چھوٹا عذاب ② بڑا عذاب۔

چھوٹا عذاب گناہ اور عیوب کا ہے جب آدمی اپنی ذات سے خبردار رہتا ہے اور جب بھی گناہ ہوتا ہے تو فوراً استغفار کر لیتا ہے تو اس گناہ کا اس پر کوئی وبال نہیں ہوتا ہے۔ جب استغفار سے غافل ہو جاتا ہے تو اس پر گناہوں کا ڈھیر لگ جاتا ہے ہر غم و فکر و پریشانی انسان کو گھیر لیتی ہے یہ چھوٹا عذاب ہے۔

بڑا عذاب آخرت میں ہوگا۔ لیکن جب استغفار کرتا رہتا ہے تو اس کی برکت سے غم و پریشانی سے نکل جاتا ہے، ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بن جاتا ہے ہر غم سے کشادگی عطا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے (رزق ملنا کا) اس کو گمان بھی نہیں ہوتا ہے۔ (فیض القدیر للمناوی ۶/۸۲)



باب كم يستغفر فى اليوم؟

روزانہ کتنی مرتبہ استغفار کرنا چاہئے

(٣٦٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا عبدالعزيز، عن محمد بن عمرو، عن أبى سلمة، عن أبى هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول الله ﷺ قال: إنى لأستغفر الله وأتوب إليه فى كل يوم مائة مرة.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٣٥٠٧١/١٧٢/٧) واحمد فى «مسنده» (٤٥٠/٢) وابن ماجه (٣٨١٥/١٢٥٤/٢) (ص٢٧٧) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٣٨) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٢٩٥٤/٢١٥/٣)

(۳۶۵) تَرجَمَہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں روزانہ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں۔''

فَائِدَہ: آپ ﷺ کے استغفار فرمانے کی ایک وجہ خود آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمائی کہ میرے دل پر بھی (دنیوی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں مصروف ہونے کی وجہ سے غفلت کا) پردہ پڑ جاتا ہے اسی لئے میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کا استغفار کرنا کسی گناہ پر نہیں ہوتا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان عبادت نہ ہونے کی وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ اپنی عبادت کو اللہ تعالیٰ کے حضور ناقص اور کمزور سمجھتے تھے تو عبادت کی اس کمی کے وجہ سے استغفار فرماتے تھے۔ (سنن ابن ماجہ شرح علامہ السندی بحوالہ حاشیہ ابن سنی صفحہ ۲۶۴)



باب ثواب من استغفر كل يوم وكل ليلة سبعين مرة

دن رات میں ستر مرتبہ استغفار کرنے کا ثواب

(٣٦٦) - حدثني حاجب بن أركين الفرغاني، ثنا إسحاق بن سيار، ثنا أحمد بن الحارث الواقدي، حدثتنا ساكتنة بنت الجعد الغنوية، قالت: سمعت أم عقيل الغنوية، تقول: سمعت عائشة أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها، تقول: قال رسول الله ﷺ: من استغفرالله عزوجل في كل يوم سبعين مرة لم يكتب في يومه من الغافلين، ومن استغفرالله عزوجل في كل ليلة سبعين مرة لم يكتب في ليلته من الغافلين.

اخرجه الديلمي في «مسند الفردوس» كما في «فيض القدير» (٦/٥٧)

(۳۶۶) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے دن میں ستر مرتبہ معافی مانگے وہ شخص اس دن غافل بندوں میں شمار نہیں کیا جائے گا، جو شخص اللہ تعالیٰ سے رات میں ستر مرتبہ معافی مانگے وہ اس رات غافل بندوں میں نہیں لکھا جائے گا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دن رات میں کم از کم ستر مرتبہ تو استغفار کر لینا چاہئے تا کہ یہ عظیم فائدہ حاصل ہو کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں غافل بندوں میں شمار نہ ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: استغفار کرو۔ ہم نے استغفار کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ستر مرتبہ مکمل کرلو۔ ہم نے ستر مرتبہ مکمل کرلیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بھی بندہ یا بندی روزانہ اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (شعب الایمان بیہقی عن انس ۱/۴۴۲)



باب الاستغفار فی الیوم سبعین مرة

دن میں ستر مرتبہ استغفار کرنا

(٣٦٧) - أخبرنا أحمد بن يحيٰى بن زهير، ثنا محمد بن عبدالملك بن زنجويه، ثنا عبدالرزاق، عن معمر، عن الزهری، عن أبی سلمة، عن أبی هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فی قول الله تعالىٰ:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾

قال: قال رسول الله ﷺ: إنی لأستغفر الله فی كل يوم سبعين مرة.

اخرجه احمد فی «مسند الفردوس» (٢/٣٤١) والترمذی (٥/٣٨٣/٢٣٥٩) (٢/١٦١) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٣٥) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٨/٣٢٩/٨٧٧)

(۳۶۷) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں روزانہ اللہ تعالیٰ سے ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔“

فائدہ: آپ ﷺ گناہوں سے معصوم تھے لیکن پھر بھی استغفار کیا کرتے تھے۔ علماء نے اس کی چند وجوہ لکھی ہیں:

❶ استغفار خود عبادت ہے۔ ❷ امت کو استغفار سکھانے کے لئے۔

❸ کسی اولیٰ کام کے چھوڑنے پر استغفار کرتے تھے۔ (جو اصلاً گناہ ہی نہ ہوتا تھا)

❹ تواضع وانکساری کے لئے۔

❺ کسی بھول کی وجہ سے۔

❻ یا یہ معمول نبوت سے پہلے تھا۔

❼ آپ ﷺ کے بندوں کی مصلحت، دشمنوں سے جنگی معاملات نمٹانے اور جو لوگ دین میں کچے ہوں ان کی دل جوئی کے کاموں میں مشغول رہتے تھے اور یہ ایک بڑی مشغولیت تھی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے فارغ اور یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونے سے مانع تھی تو آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اس کو گناہ خیال فرماتے اور اس کے لئے استغفار فرماتے اگرچہ یہ بھی عظیم کاموں میں سے ہے۔

❽ آپ ﷺ ہر آن ہر گھڑی ترقی کے اونچے درجات پر پہنچتے رہتے تھے تو گزشتہ درجے کو جو بڑا سمجھا اس پر استغفار فرماتے۔ (کرمانی ۲۴/۱۲۵، بحوالہ حاشیہ ابن سنی صفحہ ۲۲)

باب الاستغفار ثلاثا

تین مرتبہ استغفار کرنا

(٣٦٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا محمد بن عبدالله بن المبارك، ثنا يحيى بن آدم، ثنا إسرائيل، عن أبي إسحاق (عبدالله بن عمرو)، عن عمرو ابن ميمون، عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ يعجبه أن يدعو ثلاثا، ويستغفر ثلاثا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٩٤/١) وابوداؤد (٨٦/٢-١٥٢٤/٨٧) (٢١٣/١) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٥٧) وابن حبان فى «صحيحه» (٩٢٣/٢٠٣/٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٠/١٥٩-١٠٣١٧/١٦٠)

(۳۶۸) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تین مرتبہ دعا کرنے اور تین مرتبہ استغفار کرنے کو پسند فرماتے تھے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا میں تین مرتبہ تکرار کرنا مستحب ہے۔ (قالہ النووی کتاب الاذکار صفحہ ۳۴۷)

یعنی ایک دعا تین مرتبہ دہرانا مستحب ہے جیسے اے اللہ آپ مجھ پر رحم فرمایئے یا فلاں کام کر دیجئے اس جملہ کو تین مرتبہ کہنا چاہئے۔



باب الوقت الذی یستحب فیه الاستغفار

جس وقت میں استغفار کرنا مستحب ہے

(٣٦٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا محمد بن سليمان قراءة عليه، عن إبراهيم بن سعد، عن الزهری، عن أبی سلمة، عن أبی هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: ينزل ربنا عزوجل حين يبقى ثلث الليل الآخر، فيقول: من يدعونی فاستجيب له، من يستغفرنی فأغفر له، حتى يطلع الفجر.

أخرجه البخاری (١/٣٨٥/١٠٩٤) (١/١٥٣) والمسلم (١/٥٢٢/٧٥٨) (١/٢٥٨) وابوداؤد (٤/٢٣٤/٤٧٣٣) (٢/٢٩٥) والترمذی (٥/٥٢٦/٣٤٩٨) (٢/١٨٧) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٧٩)

(٣٦٩) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب رات کا تہائی حصہ باقی رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ (آسمان دنیا پر) اترتے ہیں اور یہ (اعلان) فرماتے ہیں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے میں اس کو معاف کروں یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔“

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اس وقت میں نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کو نازل کرنے، نور سے مستفیض ہونے، ان کی دعائیں کے قبول کرنے ان کے سوال کو پورا کرنے کے لئے بندوں کے قریب ہوتے ہیں۔ (انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ ۲/ ۹۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھنا رات کے ابتدائی حصہ سے بہتر ہے۔ رات کا آخری حصہ دعا اور استغفار کے لئے بہترین وقت ہے اور دعا اس وقت میں قبول ہوتی ہے۔ (فتح الباری ۳/ ۳۱، ۳۲)

صحابہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ رات کے آخری حصہ میں نماز پڑھنا رات کے اول حصہ سے زیادہ پسند فرماتے تھے۔ (ابن ماجہ ۲/ ۹۷)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آدھے حصہ یا دو تہائی حصہ کے گزرنے تک مہلت دیتے ہیں پھر یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ (ابن ماجہ ۲/ ۹۷)

یعنی رات کے ابتدائی حصہ میں بھی نزول تو ہو سکتا ہے لیکن بندہ کو آرام کرنے اور دوسرے کاموں کی تھکن اتر جانے کی مہلت دیتے ہیں۔ (انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ ۲/ ۹۷)

اس وقت میں استغفار کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے ”والمستغفرين بالاسحار“ کہ وہ لوگ رات کے آخری حصہ میں استغفار کرتے ہیں۔

باب كيف الاستغفار؟

استغفار کس طرح کرنا چاہئے

(۳۷۰) - أخبرنا أبو يعلى، أخبرنا إسحاق بن إسرائيل، ثنا الحارثي، ثنا مالك بن مغول، عن محمد بن سوقة، عن نافع، عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه قال: كنا نعد لرسول الله صلى الله عليه وسلم في المجلس الواحد مائة مرة يقول قبل أن يقول شيئا:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٦/٥٧/٢٩٤٤٣) واحمد فى «مسنده» (٢/٢١) وابوداؤد (٢/٨٥/٥١٦) (١/٢١٩) وابن ماجه (٢/١٢٥٣/٣٨١٤) (٢/٢٧٠) والترمذى (٥/٤٩٤-٤٩٥/٣٤٣٤) (٢/١٨١)

(۳۷۰) **ترجمہ:** ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ سے ایک مجلس میں کچھ کہنے سے پہلے سوسو مرتبہ یہ کلمات سن لیتے تھے:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

ترجمہ: ”اے میرے رب مجھے معاف فرما دیجئے اور میری توبہ قبول فرما لیجئے۔ بلاشبہ آپ بہت توبہ قبول فرمانے والے اور نہایت ہی رحم فرمانے والے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استغفار کثرت سے کرنا چاہئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود ایک ایک مجلس میں سوسو مرتبہ استغفار کرتے تھے تو ہم جو استغفار کے زیادہ محتاج ہیں ہمیں تو اور کثرت کرنی چاہئے۔ نیز جن الفاظ کے ساتھ استغفار کرنا چاہئے وہ بھی معلوم ہوئے اس کے علاوہ بہت سے الفاظ احادیث میں آئے ہیں۔

نوع آخر:

(۳۷۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا محمد بن معاوية بن عبدالرحمن، ثنا إبراهيم بن مهدى، ثنا خالد بن مخلد، حدثنى سعيد بن زياد المكتب، قال: سمعت سليمان بن يسار، أن مسلم بن السائب حدثه عن خباب بن الأرت رضي الله تعالى عنه قال: سألت النبى صلى الله عليه وسلم قلت: يا رسول الله! كيف أستغفر؟ قال: قل:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.﴾

اخرجه النسائي في «سنن الكبرى» (١٠٢٩٥/١١٩/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٦١) وابن رجب الحنبلي في «جامع العلوم والحكم» (٣٩٦/١) وذكره ابن حجر في «الاصابه» (٣٥٨/٦) وقال اخرجه البغوي)

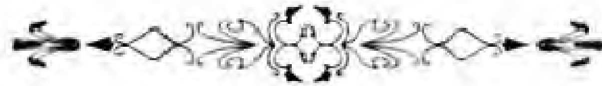
ایک اور حدیث:

(۳۷۱) تَرجَمہ: ''حضرت خباب بن الارت رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے پوچھا: یارسول اللہ! میں استغفار کیسے کیا کروں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم یہ (کلمات) کہو:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا، وَتُبْ عَلَيْنَا، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ.﴾

تَرجَمہ: ''اے اللہ! آپ ہمیں معاف فرما دیجئے، ہم پر رحم فرما دیجئے اور ہماری توبہ قبول فرما لیجئے بلاشبہ آپ بہت ہی توبہ قبول فرمانے والے اور نہایت رحم فرمانے والے ہیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے استغفار کرنا چاہئے۔ نیز حدیث میں مختلف الفاظ استغفار کے لئے آئے ہیں جن سے بھی استغفار کریں سب صحیح ہیں۔ استغفار کے مختلف الفاظ کے لئے دیکھیں حصن حصین مترجم صفحہ ۲۸۵، ۲۸۸ تک۔



باب سيّد الاستغفار

سیّد الاستغفار

(٣٧٢) - حدثنا عبدالله وأبو عروبة قالا: ثنا سلمة بن شبيب، ثنا محمد بن منيب العدلي، قال: حدثنا السرى بن يحيى، عن هشام، عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: تعلموا سيّد الاستغفار:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِىْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، وَأَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ. ﴾

اخرجه البخارى (٥٩٤٧/٢٣٢٣/٥) (٩٣٣/٢) والترمذى (٣٣٩٣/٤٦٧/٥) (١٧٦/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٣٠١/١٢١/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٦٧) والحاكم فى «المستدرك» (٤٩٧/٦)

(۳۷۲) تَرجَمہ: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ سیّد الاستغفار سیکھو:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِىْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، وَأَبُوْءُ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ. ﴾

تَرجَمہ: ''اے اللہ آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ آپ نے مجھے پیدا فرمایا ہے میں آپ کا بندہ ہوں۔ میں آپ کے وعدے اور عہد پر جتنا مجھ سے ہوسکا (قائم) ہوں۔ میں آپ سے اُس شر سے جو میں نے کئے ہیں آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ کی جو نعمتیں مجھ پر ہیں ان کا اعتراف کرتا ہوں، میں اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں آپ میرے گناہوں کو معاف کر دیجئے کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے۔''

فَائِدَہ: تشریح حدیث نمبر ۴۳ پر گزر چکی ہے۔



باب الاستغفار يوم الجمعة

جمعہ کے دن استغفار کرنا

جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور آپ علیہ السلام نے اس کا خاص وظیفہ درود شریف اور استغفار تجویز فرمایا ہے چنانچہ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے چار باب جن کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۷۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني عمرو بن عثمان، ثنا شريح ابن يزيد، ثنا شعيب بن أبي حمزة، عن أبي الزناد، عن سعيد بن المسيب، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: في يوم الجمعة ساعة لا يوافقها عبد يستغفر الله عزوجل إلا غفر له، فجعل النبي ﷺ يقللها بيده.

أخرجه البخاري (۸۹۳/۳۱٦/۱) (۱۲۸/۱) والمسلم (۸۵۲/۵۸٤/۲) (۱۸۱/۱) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٧١) وابن حبان في «صحيحه» (۲۷۷۳/۱۰/۷) والطبراني في «الدعا» (رقم ۱۷۵)

(۳۷۳) تَرجَمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے کہ اگر بندے کو اس میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی توفیق مل جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اس گھڑی کے کم ہونے کو اپنی انگلیوں میں شمار فرمانے لگے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن ایک خاص گھڑی رحمت کی ایسی ہے کہ اگر بندے کو اس میں دعا مانگنا نصیب ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جاتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام اور کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جمعہ کے دن اس مقبولیت کی گھڑی کا ذکر تورات میں بھی ہے۔ (معارف الحدیث ۳/۳۸۰)

جمعہ کے دن یہ گھڑی کس وقت ہے بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ ان میں چالیس سے زیادہ اقوال ہیں لیکن دو اقوال جو سب کا خلاصہ ہیں وہ یہ ہیں۔

1. جس وقت امام خطبہ کے لئے ممبر پر جائے اس وقت سے لے کر نماز کے ختم ہونے تک جو وقت ہے یہی اس مقبول گھڑی کا وقت ہے یعنی خطبہ اور نماز کا وقت ہی قبولیت دعا کا وقت ہے۔
2. وہ مقبول گھڑی عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۲/۴۱۶، تا ۴۲۲)

اس حدیث سے جمعہ کے دن دعا کرنے کی فضیلت اور زیادہ دعا کرنے کا استحباب معلوم ہوا۔ (فتح الباری ۲/۴۲۲)

اکثر روایات میں اس گھڑی میں دعا کرنے کا حکم آیا ہے لیکن اس مذکورہ بالا روایت میں استغفار کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے اور مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے بھی اس روایت کو جمعہ کے دن استغفار کرنے کے بیان ہی میں لائے ہیں تو معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن خصوصاً استغفار بھی کرنا چاہئے کیونکہ جمعہ کے دن ایک گھڑی قبولیت کی ہے اگر بندے کا استغفار اس وقت ہو گیا تو اس کی ساری زندگی کا بیڑا پار ہو جائے گا۔ حصن حصین سے ہے کہ حضرت لقمان رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ تم اپنی زبان کو "**اللھم اغفرلی**" کا عادی بنا لو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کچھ ساعتیں ایسی ہیں ان میں وہ کسی بھی سائل (کے سوال) کو رد نہیں فرماتے ہیں (دل سے مانگتا ہو یا زبان سے مانگتا ہو)۔ (حصن حصین صفحہ ۲۸۸)



باب ما يقول إذا دخل المسجد يوم الجمعة

جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٧٤) - أخبرنا ابن منيع، ثنا حاجب بن الوليد، ثنا مبشر ابن إسماعيل، ثنا إبراهيم بن قديد، عن سمرة الخزار، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا دخل المسجد يوم الجمعة أخذا بعضا دتي باب المسجد ثم قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ جْعَلَنِيْ أَوْجَهَ مَنْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ، وَأَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْكَ، وَأَفْضَلَ مَنْ سَأَلَكَ وَرَغِبَ إِلَيْكَ. ﴾

اخرجه عبدالرزاق فی «المصنف» (٥٣٣٧/٢٠٥/٣) وابن ابی شيبه فی «المصنف» (٢٩٨٦٢/١٠٨/٦) وابو نعيم فی «الحلية» (٣/ ٨٧-٨٨) وفی «كتاب الذكر» كما فی «الفتوحات الربانيه» (٢٣٢/٤)

(۳۷۴) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوتے تو مسجد کے دروازے کی دونوں چوکھٹوں کو پکڑ کر یہ دعا پڑھتے:

﴿ اَللّٰهُمَّ جْعَلَنِيْ أَوْجَهَ مَنْ تَوَجَّهَ إِلَيْكَ، وَأَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيْكَ، وَأَفْضَلَ مَنْ سَأَلَكَ وَرَغِبَ إِلَيْكَ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! جو لوگ آپ کی طرف متوجہ ہونے والے ہیں ان میں سب سے زیادہ مجھے متوجہ ہونے والا بنا دیجئے، جو لوگ آپ کے قرب کو حاصل کرنے والے ہیں ان میں سب سے زیادہ مجھے قرب حاصل کرنے والا بنا دیجئے اور جو آپ سے سوال کرنے والے اور آپ کی طرف رغبت کرنے والے ہیں مجھے ان میں سب سے افضل بنا دیجئے۔“

فائدہ: ایک روایت میں جمعہ کے دن کے علاوہ جب نماز کے لئے گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے آیا ہے: "اللهم اجعلني اقرب من تقرب اليك واوجه من توجه اليك وانجح من سألك" (طبرانی معجم کبیر ۲۳/۳۷۰)



باب ما يقول بعد صلاة الجمعة

جمعہ کی نماز کے بعد کیا دعا کرنی چاہئے

(٣٧٥) - حدثنا محمد بن هارون الحضرمي، ثنا سليمان بن عمرو ابن خالد، ثنا أبي، ثنا الخليل بن مرة، عن عبيدالله، عن ابن أبي مليكة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: من قرأ بعد صلاة الجمعة قل هو الله أحد، وقل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس، سبع مرات، أعاذه الله عزوجل بها من السوء إلى الجمعة الأخرى.

ذكره المناوي في «فيض القدير» (٦/٢٠٣) عن الخيار في «فوائده» وله شاهد من موسل مكحول اخرجه سعيد بن منصور في «سننه» عن خرج من فضالة بزيادة كما في «فيض القدير» (٦/٢٠٣)

(۳۷۵) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک برائی سے بچاتے ہیں۔“

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنے پیر موڑنے سے پہلے سورہ فاتحہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سات سات مرتبہ پڑھے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کو دنیا میں جتنے مؤمنین ہیں ان کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔

ایک روایت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا نہیں ہے مزید یہ ہے کہ بات کرنے سے پہلے پڑھے تو اس کے دین، دنیا اور اہل عیال کی حفاظت کی جاتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۳۳)

نوع آخر:

(٣٧٦) - حدثنا حامد بن شعيب البلخي، ثنا بشر بن الوليد القاضي، ثنا أبو عقيل، عن عمرو بن قيس الملائي، قال: بلغني أنه من صام يوم الأربعاء والخميس والجمعة، ثم شهد الجمعة مع المسلمين، ثم ثبت فسلم لتسليم الإمام، ثم قرأ فاتحة الكتاب، وقل هو الله أحد، إحدى عشرة مرة، ثم مد يده إلى الله عزوجل، ثم قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْأَعْلٰى الْأَعْلٰى، اَلْأَعَزَّ اَلْأَعَزَّ الْأَعَزَّ الْأَكْرَمِ

﴿الْأَكْرَمِ الْأَكْرَمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْأَجَلُّ الْأَجَلُّ الْعَظِيْمُ الْأَعْظَمُ﴾

لَمْ يسأل الله إلا أعطاه إياه عاجلا أو آجلا، ولكنكم تعجلون.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور حدیث:

(۳۷۶) تَرجَمَۃ: ''حضرت عمرو بن قیس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھے پھر مسلمانوں کے ساتھ جمعہ میں شریک ہو پھر وہیں رہے (یہاں تک کہ) امام کے ساتھ سلام پھیرے پھر سورہ فاتحہ، قل ھو اللہ احد گیارہ مرتبہ پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْأَعْلٰى الْأَعْلٰى الْأَعْلٰى، اَلْأَعَزَّ اَلْأَعَزَّ الْأَعَزَّ الْأَكْرَمِ الْأَكْرَمِ الْأَكْرَمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْأَجَلُّ الْأَجَلُّ الْعَظِيْمُ الْأَعْظَمُ﴾

تَرجَمَۃ: ''اے اللہ میں آپ کے بلند و اعلیٰ نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں بہت بلند اعلیٰ، بہت عزت والا، بہت عزت والا (اور) بہت عزت والا بہت کرم والا بہت کرم والا (اور) بہت کرم والا ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے جو بہت بزرگ و برتر بہت بڑے اور انتہائی عظمت والے ہیں۔''

پھر اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عطا فرماتے ہیں خواہ جلدی ہو یا کچھ (مصلحت کی وجہ سے) دیر سے ہو لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔''

فَائِدَۃ: تم لوگ جلدی کرتے ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ دعا میں جلدی قبولیت کا طالب رہنا اچھا نہیں ہے بعض اوقات اس کی وجہ سے قبولیت میں تاخیر ہو جاتی ہے ایک روایت میں ہے کہ تمہاری دعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (جلد بازی یہ ہے کہ) بندہ کہنے لگے میں نے دعا کی تھی مگر وہ قبول نہیں ہوئی۔ (معارف الحدیث ۵/۱۲۵)

دعا کی قبولیت میں عجلت ناپسندیدہ ہے

دعا اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک عرض و معروض ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں خواہ دعا کو ابھی قبول کریں یا بعد میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ یہ نہیں ہے کہ بندہ جو مانگے اس کو دے دیا جائے بلکہ حکمت یہ ہے کہ اس کے فائدے کو دیکھے خواہ ابھی قبول فرمائیں یا بعد میں بسا اوقات فائدہ تاخیر میں ہوتا ہے۔ لیکن عجلت پسند طبیعت جب قبولیت کو فوراً نہیں دیکھتی تو دعا مانگنا چھوڑ دیتی ہے۔

کبھی کبھی مقرب بندوں کی دعا بھی اس لئے قبول نہیں ہوتی کہ ان کو اس کے بدلے میں درجات عالیہ عطا کرنے ہوتے

ہیں اگر قبول ہو جائے تو یہ درجات نہ عطا ہوں۔ (معارف الحدیث ۱۲۵/۵)

نوع آخر:

(۳۷۷) - حدثنا محمد بن عمر بن خزيمة، ثنا أبو سلمة يحيى بن المغيرة، ثنا على بن معبد، ثنا سليمان بن عمران المذحجيى، عن إسحاق بن إبراهيم، عن أبى جمرة الضبيعى، عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول الله ﷺ: من قال بعدما يقضى الجمعة:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ﴾

مائة مرة، غفرالله لهٗ مائة ألف ذنب، والوالديه أربعة وعشرين ألف ذنب.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور حدیث:

(۳۷۷) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سو مرتبہ یہ دعا پڑھے گا:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ﴾

ترجمہ: ”پاک ہیں اللہ تعالیٰ جو بزرگ و برتر ہیں اور تمام تعریف ان ہی کے لئے ہے۔“

اللہ تعالیٰ اس کے ایک لاکھ گناہ معاف فرمائیں گے اور اس کے والدین کے چوبیس ہزار گناہ معاف فرمائیں گے۔“



باب ما يقول إذا رأى ما يحب ويكره

جب کوئی پسندیدہ اور ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٣٧٨) - حدثنا أبو أيوب سليمان بن محمد الخراعي، ثنا هشام بن خالد الأرزق، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا زهير بن محمد، عن منصور بن عبدالرحمن الحجبي، عن أمه صفية بنت شيبة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأى ما يحب قال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ. ﴾

و إذا رأى ما يكره قال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. ﴾

أخرجه ابن ماجه (٢/١٢٥٠/٣٨٠٣) (ص٢٧٠) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٦/٣٧٥-٣٧٦/٦٦٦٣) وفي «الدعا» (رقم ١٧٦٩) والبيهقي في «شعب الايمان» (٤/٩١/٤٣٧٥) والحاكم في «المستدرك» (١/٦٧٧)

(۳۷۸) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی پسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ. ﴾

ترجمہ: ''تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جن کے فضل وانعام ہی سے نیک کام پورے ہوتے ہیں۔''

اور جب کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔''

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. ﴾

ترجمہ: ''ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی کا شکر ہے۔''

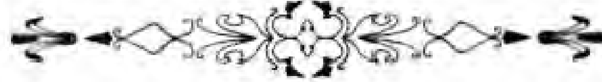
فائدہ: ہر نعمت پر اللہ تعالیٰ کی تعریف اور شکر ادا کرنا اور ہر مصیبت پر صبر کرنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے ایک روایت میں ہے کہ جب دعا قبول ہوتی ہے، بیماری سے شفا ملتی ہے، سفر سے باعافیت لوٹ آتے ہو تو یہ دعا پڑھنے سے کیا چیز تم کو روکتی ہے "الحمد لله الذى بعزته وجلاله تتم الصالحات" (رواہ الحاکم فتوحات ربانیہ ۶/۲۷۱)

برائی پر مذکورہ بالا دعا کے ذریعہ اس لئے شکر ادا کیا جاتا ہے کہ جب برائی انسان کو پہنچتی ہے تو اس کے بدلے آخرت میں

کوئی عذاب نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ تو گناہ کے کفارے یا رفع درجات کے لئے آتی ہے تو یہ بھی شکر ادا کرنے کا مقام ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۶/۲۷۲)

ایک روایت میں ہے کہ مؤمن کی بھی عجیب شان ہے اس کے ہر معاملے میں خیر ہے اگر اس کو کوئی اچھی بات پیش آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے یہ اس کے لئے خیر ہے اگر کوئی بری بات پیش آتی ہے تو اس پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے خیر ہے۔ (مسلم ۲/۴۱۳)



باب الإكثار من الصلوٰة على النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يوم الجمعة

جمعہ کے دن رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہیے

جمعہ کے دن کا ایک اور خصوصی وظیفہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ پر درود شریف پڑھنا ہے۔ نیز رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر درود شریف پڑھنا ہر مسلمان پر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا حق ہے اور اس حق کی کوتاہی ایک عظیم جرم ہے اس کی اہمیت کی وجہ سے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے اس کے لئے دو باب اور ان کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۷۹) - حدثنى يعقوب بن حجر العسقلانى، ثنا عبدالجبار ابن أبى السرى، ثنا رواد بن الجراح، ثنا سعيد بن بشير، عن قتادة، عن أنس بن مالك رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: قال رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اكثروا علىّ الصلوٰة يوم الجمعة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۸/٤) وابوداؤد (۱۰٤۷/۲۷۵/۱) (۲۱٤/۱) وابن عدى فى «الكامل» (۱۷۸/۳) والبيهقى فى «السنن الكبرىٰ» (۵۷۸۹/۲٤۸/۳) والبيهقى فى «شعب الايمان» (۳۰۲۹/۱۱۰-۱۰۹/۳)

(۳۷۹) تَرجَمَہ: ”حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔“

فَائِدَہ: روایات میں کثرت سے جمعہ کے دن درود پڑھنے کا حکم ہے۔ معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن غیر معمولی طور پر درود شریف زیادہ پڑھنا چاہئے۔ گویا جس طرح رمضان کا وظیفہ تلاوت کلام پاک ہے اسی طرح جمعہ کا وظیفہ درود شریف کی کثرت ہے لہٰذا اس دن درود شریف کی خاص کثرت کرنی چاہئے۔ (معارف الحدیث ۳/۳۷۹)

چنانچہ ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ درود شریف پڑھنا تمام عبادتوں میں افضل ہے اور جمعہ کے دن ہر نیکی کا ثواب ستر درجہ زیادہ ملتا ہے اس لئے جمعہ کے دن درود شریف زیادہ بہتر ہے۔ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تمام انسانوں کے سردار ہیں تو اس دن کو تمام انسانوں کے سردار کی خدمت میں صرف کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (مرقاۃ ۳/۲۳۷)

ابن علان رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس ذکر کی خصوصیت جمعہ کے دن روایات میں آئی ہے اس کے علاوہ تمام اذکار اور قرآن سے جمعہ کے دن درود شریف پڑھنا افضل ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۲۷)

جمعہ کے دن درود شریف کا ثواب

سب سے افضل آدمی جمعہ کے دن وہ ہے جو سب سے زیادہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر درود شریف پڑھے۔

(مصنف ابن عبدالرزاق ۳/۳۰۵)

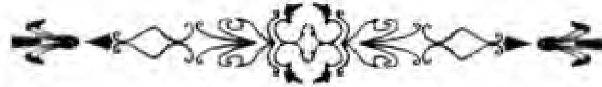
ایک روایت میں ہے کہ جو جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سو درجہ عطا فرماتے ہیں۔
(بیہقی عن انس فتوحات ربانیہ ۴/۲۳۰)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھے گا اس کو اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک کہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے۔ (ترغیب ۲/۵۰۱)

ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجو جو ایسا کرے گا میں قیامت کے دن (اس کے لئے) شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (القول البدیع صفحہ ۱۸۶)

ایک جگہ ارشاد ہے کہ جو جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھے ہوئے اسی مرتبہ درود پڑھے گا اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہوں گے اور اسی سال کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ (القول البدیع صفحہ ۱۸۸، بحوالہ الدعاء المسنون صفحہ ۲۶۹)

درود یہ ہے۔ "اللھم صل علی محمد النبی الامی وعلی آله وسلم تسلیما" (مزید تفصیل کے لئے ترغیب مرقاۃ اور الدعا المسنون کے حوالوں کو دیکھئے)۔



باب ما يقول إذا ذكر عنده النبي صلى الله عليه وسلم

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے درود شریف پڑھنا چاہئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق واجب ہے۔ اس حق کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کے ہاں سے انعامات حاصل ہوتے ہیں؟ نیز اس کے چھوڑنے پر کیا وعید آئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کس طرح درود شریف پڑھنا چاہئے۔

اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تین باب اور ان کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٣٨٠) - أخبرنا أبو خلفية وأبو يعلى، قالا: حدثنا عبدالرحمن بن سلام الجمحي، ثنا إبراهيم بن طهمان، عن أبي إسحاق، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ذكرت عنده فليصل عليَّ، فإنه من صلَّى عليَّ واحدة صلى الله عليه بها عشرا.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣/٢٦١) والنسائي في «السنن المجتبى» (٣/٥٠/١٢٩٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٢) وابويعلى في «مسنده» (٦/٣٥٤/٣٦٨١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢/٢١٠/١٥٥٤)

(٣٨٠) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے وہ مجھ پر درود پڑھے کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔“

فائدہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ اگر ایک ہی مجلس میں کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے تو ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اور ہر مرتبہ پڑھنا مستحب ہے۔ (مرقاۃ ۲/۳۲۶، مظاہر حق ۱/۶۱۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھنے کی وعید آئندہ حدیث میں آرہی ہے۔

خطبہ میں درود شریف پڑھنا

خطبہ نماز کے حکم میں ہے اس لئے اس حالت میں زبان سے درود پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ دل میں پڑھ سکتے ہیں اسی پر فتویٰ ہے۔ (ردالمحتار ۱/۷۶۸، بحوالہ احسن الفتاویٰ ۱/۳۸۱)



باب التغليظ فی ترك الصلوٰة علی رسول الله ﷺ إذا ذكر

رسول اللہ کا نام سن کر درود نہ پڑھنے کی وعید

(۳۸۱) - أخبرنا روح بن عبدالمجيد، ثنا الأشهل بن زنجله، ثنا أبو زهير عبدالرحمن بن معراء، عن الفضل بن ميسرة، قال: سمعت جابر ابن عبدالله رضی الله تعالی عنه يقول: قال رسول الله ﷺ: من ذُكِرْتُ عنده فلم يصل عليَّ فقد شقي.

اخرجه البزار فی «مسنده» (٤/٢٤٠-١٤٠٥/٢٤١) والرويانی فی «مسنده» (١/٨٩-٥٥/٩٠) وابن حبان (٢/١٤٠/٤٠٩) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (١١/٨٢/١١١١٥) وفی «المعجم الاوسط» (٤/١٦٢/٣٨٧١)

(۳۸۱) **ترجمہ:** ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ بدبخت ہے۔“

(۳۸۲) - أخبرنی محمد بن الحسن بن مكرم، ثنا أحمد بن إبراهيم الدورقی، ثنا خالد بن مخلد، ثنا سليمان بن بلال، حدثنی عمارة بن غزية الأنصاری قال: سمعت عبدالله بن علی بن الحسين بن علی يحدث عن أبيه، عن جده رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إن البخيل من ذُكِرْتُ عنده فلم يصل علی.

اخرجه احمد فی «مسنده» (١/٢٠١) والترمذی (٥/٥٥١/٣٥٤٦) (٢/١٩٤) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم٥٥) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٣/١٢٧-٢٨٨٥/١٢٨) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٢/٢١٤/١٥٦٧)

(۳۸۲) **ترجمہ:** ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔“

فائدہ: حدیث بالا کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات میں اس شخص کے بارے میں وعیدیں آئی ہیں جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام لیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ پڑھے۔ چنانچہ اس کو جفا کار، جنت کا راستہ بھولنے والا، جہنم میں داخل ہونے والا، بددین تک فرمایا ہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک نہ دیکھے گا۔ (فضائل اعمال صفحہ ۶۲۵)

یہ وعیدیں دو وجہ سے ہیں:

❶ آپ ﷺ کے امت پر احسان ہی احسان ہیں اور امت کے پاس جو کچھ دنیا کی سعادت اور آخرت کی خیر اور بھلائی ہے وہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام ہی کے وسیلے سے ہے اور احسان کے بدلے احسان ہی ہوا کرتا ہے تو وہ شخص ان عظیم احسانات کے

باوجود اتنا بھی نہ کر سکے کہ آپ علیہ السلام پر درود ہی بھیج دے تو اس سے بڑا بد بخت اور کون ہوگا۔

❷ دوسرے یہ کہ روایات میں بکثرت وارد ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام پر ایک مرتبہ درود بھیجنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتوں کے نازل ہونے کا ذریعہ ہے نیز بڑے پیمانے میں اعمال تلنے کا ذریعہ بھی ہے اور بھی بہت سے فضائل آئے ہیں تو جو شخص اپنا اتنا بڑا نفع کھودے تو یقیناً اس سے بڑا کون بد بخت ہوگا۔ (ملخص جلاء الافہام فی الصلوۃ علی خیر الانام حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۴۰، مرقاۃ ۱۰/ ۳۴۷)



باب كيف الصلوٰة على النبي ﷺ

رسول اللہ ﷺ پر کس طرح درود شریف پڑھنا چاہئے

(٣٨٣) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا بكر يعنى ابن مضر، عن ابن الهادي، عن عبدالله بن خباب، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قلنا: يا رسول الله! هذا السلام عليك قد عرفناه، فكيف الصلوٰة عليك؟ قال: قولوا:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾

اخرجه البخارى (٥/٢٣٣٩/٥٩٩٧) (٢/٩٤٠) وابن ماجه (١/٢٩٢) (ص٦٤) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١/٣٨٣/١٢١٦) وفى «السنن المجتبى» (٣/٤٩/١٢٩٣) (٢/١٩٠) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٢/١٤٧/٢٦٧٥)

(۳۸۳) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! (آپ کو سلام کرنے کا طریقہ) السلام علیک یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا لیکن آپ پر درود کیسے پڑھنا چاہئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم (اس طرح) درود پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! آپ محمد (ﷺ) پر جو آپ کے بندے اور رسول ہیں رحمت نازل فرمایئے جس طرح آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر رحمت نازل فرمائی۔ اور محمد (ﷺ) اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرمایئے جس طرح آپ نے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر برکتیں نازل فرمائیں بلاشبہ آپ ہی تعریف کے لائق اور بزرگ ہیں۔“

نوع آخر:

(٣٨٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، انبانا قتيبة بن سعيد عن مالك، عن عبدالله بن أبي بكر،

عن أبيه، عن عمرو بن سليم الزرقي، أخبرني أبو حميد الساعدي أنهم قالوا: يا رسول الله! كيف نصلي عليك؟ فقال رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: قولوا:

﴿ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. ﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٢٤/٥) والبخاري (٣١٨٩/١٢٣٢/٣) (١٧٥/١) والمسلم (٤٠٧/٣٠٦/١) (١٧٥/١) وابوداؤد (٩٧٩/٢٥٧/١) (١٤١/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٥٠٣/١٨٩/٢)

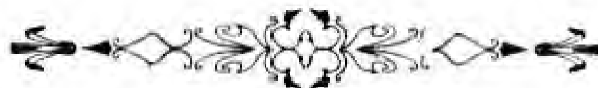
ایک اور حدیث:

(۳۸۴) تَرْجَمَہ: ''حضرت ابوحمید ساعدی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر کیسے درودد پڑھیں۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم لوگ یہ کلمات کہو:

﴿ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. ﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ! محمد، (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) ان کی ازواج مطہرات اور بچوں پر رحمت نازل فرمایئے جس طرح آپ نے ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل فرمائی۔ اور محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ان کی ازواج مطہرات اور بچوں پر رحمت نازل فرمایئے جس طرح آپ نے ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی آل پر برکت عطا فرمائی بلاشبہ آپ ہی تعریف کے لائق اور بزرگی والے ہیں۔''

فَائِدَہ: صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں صلاۃ اور سلام دونوں کا حکم دیا ہے ہمیں سلام کی کیفیت تو معلوم ہوگئی کہ السلام علیک کہیں لیکن صلاۃ کی کیفیت معلوم نہیں ہے اور یہ چاہتے تھے کہ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنی زبان سے ارشاد فرمائیں تاکہ ثواب جو وارد ہے وہ زیادہ اور زیادہ افضل ہو جائے۔ نیز اس میں اپنے عجز کا بھی اظہار تھا کہ ہم اس لائق نہیں کہ آپ پر صلاۃ بھیجیں اس لئے آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے پھر یہ طریقہ ارشاد فرمایا۔ (مرقاۃ ۲/ ۳۳۷)



باب المخاطبة بالأخوة

بھائی کہہ کر مخاطب کرنا

کسی کو اچھی طرح مخاطب کرنا ایک معاشرتی اخلاقی ادب کے ساتھ ساتھ محبت واخوت کی علامت ہے کسی کو اچھی طرح مخاطب کرنا، چھوٹوں بڑوں کے ساتھ طرز تخاطب کیا ہونا چاہئے نیز اچھے القاب سے پکارنے اور برے القاب سے احتراز کرنے اور جس کا نام معلوم نہ ہو اس کو کیسے بلانا چاہئے اس بارے میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے کیا رہنمائی اور رہبری فرمائی ہے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے سولہ باب جن کے ذیل میں سترہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۳۸۵) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا شعبة، عن عاصم بن عبيدالله، قال: سمعت سالم بن عبدالله، يحدث عن أبيه، عن عمر رضي الله تعالى عنه أنه استأذن رسول الله صلى الله عليه وسلم في العمرة، فقال: لا تنسنا يا أخيَّ من دعائك.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲۹/۱) وابوداؤد (۱۴۹۸/۸۰/۲) (۱۸۶/۲) وابن ماجه (۲۸۹۴/۹۶۶/۲) (ص۲۰۸) والبيهقی فی «السنن الكبرى» (۱۰۰۹۴/۲۵۱/۵) وفی «شعب الايمان» (۹۰۵۹/۵۰۲/۶)

(۳۸۵) ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کے لئے جانے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے) فرمایا: میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے ہم عمر یا قریب العمر لوگوں کو محبت اور تلطف سے اپنا بھائی کہنا مستحب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۴۳/۵)

ہدایت یافتہ لوگوں سے دعا کی درخواست کرنے میں مقام عبدیت میں تواضع اور مسکنت کا اظہار ہے۔ امت کو صالحین اور عبادت گزار لوگوں سے دعاؤں کی درخواست کرنے کی رغبت دلانا اور اس پر متنبہ کرنا کہ صرف اپنے لئے دعائیں نہ کریں بلکہ دعا میں اپنے اعزاء واقرباء اور احباء کو بھی یاد رکھیں خصوصاً قبولیت دعا کے مواقع میں ضرور یاد رکھیں۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۴۲)

نیز اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادب کے پاس پیش آنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تواضع برتنا، تمام مسلمانوں سے دعا کی درخواست کرنے کی ترغیب دینا معلوم ہوا اگرچہ سوال کرنے والا جس سے سوال کیا گیا ہو اس سے افضل ہی کیوں نہ ہو۔ (نزہۃ المتقین ۵۹۱/۱)



باب المخاطبة بالسؤدد للرؤساء

رؤسا کو سردار کہہ کر مخاطب کرنا

(٣٨٦) - أخبرنا ابوعبدالرحمن ثنا ابراهيم بن يعقوب (الجوز جانى السعدى الحافظ) ثنا عبدالواحد بن زياد ثنا عثمان بن حكيم حدثتنيى جدتيى الرباب عن سهل بن حنيف قال مر بنا سيل فذ هبنا نغتسل فيه فخرجت منه محموما، فنمى، ذلك الى رسول الله ﷺ فقال. مروا ابا ثابت، فليتعوّذ فقلت، يا سيّدى! وصالحة الرقى فقال لا رقى الّا من ثلاث، من الحمة، والنفس، واللدغة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٨٦/٣) وابوداؤد (٣٨٨٨/١١/٤) (١٨٦/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٥٧) والطحاوى فى «شرح معانى» (٣٢٩/٤) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥٦١٥/٩٣/٦)

(۳۸۶) تَرجَمَہ: ''حضرت سہل بن حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہمارے (علاقے کے) پاس سے پانی کا ایک ریلا گزرا۔ ہم اس میں نہانے کے لئے گئے۔ میں پانی سے نکلا تو مجھے بخار ہوگیا تھا۔ اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوثابت (سہل) سے کہو کہ وہ (دم کرے اور) پناہ مانگے۔ حضرت سہل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے پوچھا: میرے سردار! کن چیزوں کے لئے دم کیا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دم صرف تین چیزوں کے لئے کیا جاتا ہے ① زہریلے جانوروں کے ڈسنے ② نظر لگنے ③ اور بچھو وغیرہ کے ڈسنے کے وقت۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے رؤسا (قوم کے بڑے لوگوں) کو سردار کہہ کر مخاطب کرنا چاہئے۔
باقی حدیث کی تشریح آگے آرہی ہے۔



باب كراهية ذلك على التكبر

بڑائی کے لئے سردار کہنا ناپسندیدہ ہے

(۳۸۷) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا محمد بن بشار، ثنا محمد ابن جعفر، ثنا شعبة، عن قتادة، قال. سمعت مطرفا، عن أبيه، رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قال. جاء رجل إلى النبي صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فقال: أنت سيّد قريش، فقال: السيّد اللّٰه عز وجل.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٥/٤) والبخاري في «الادب المفرد» (رقم ٢١١) وابوداؤد (٤٨٠٦/٢٥٤/٤) (٣١٤/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٤٥) وابوبكر الشيباني في «الاحاديث المختارة» (٤٤٧/٤٦٨/٩)

(۳۸۷) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت مطرف اپنے والد رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس ایک صحابی آئے۔ انہوں نے کہا: (یا رسول اللہ!) آپ قریش کے سردار ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: (نہیں) سیّد تو اللہ تعالیٰ ہیں۔''

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ حقیقی سرداری تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور سارے انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان صحابی کو سردار کہنے سے منع فرمایا حالانکہ خود آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ارشاد مبارک ہے میں ساری آدم (عَلَیْہِ السَّلَامُ) کی اولاد کا سردار ہوں (اور بھی بہت سی احادیث آیا ہے) منع کرنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ ابھی نئے نئے مسلمان تھے سرداری نبوت کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ بھی دنیاوی اسباب میں سے ان کے بہت سارے سردار تھے جن کی وہ تعظیم کرتے اور ان کی اطاعت کرتے تھے۔ (تو کہیں ان کو بھی نبی نہ بنا بیٹھیں)۔ (بذل ۲۴۲/۵)



باب إباحة ذلك على الإضافة

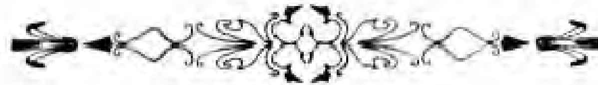
کسی طرف منسوب کر کے سردار کہنے کی اجازت

(۳۸۸) - أخبرنا أبو يحى الساجي وجماعة قالوا: أنبأنا أحمد بن عمرو ابن السرح، ثنا ابن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث، عن أبي يونس، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ: كل نفس من بني آدم سيّد، فالرجل سيّد أهله، والمرأة سيّدة بيتها.

اخرجه ابن عدى في «الكامل» (١٨٢/١) والديلمي في «مسند الفردوس» (٤٧٨١/٣٦٢/٣) والمزى في «تهذيب الكمال» (٥٥١/٥)

(۳۸۸) تَرْجَمَہ: ''حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر آدمی سردار ہے۔ مرد اپنے بیوی بچوں کا سردار ہے اور عورت اپنے گھر کی سردار ہے۔''

فَائِدَہ: پچھلی حدیث میں کسی کو سیّد (سردار) کہنے کی ممانعت تھی جس کی تشریح ہو چکی ہے۔ یہاں مصنف رَحِمَہُ اللهُ تَعَالَى یہ بیان فرمانا چاہتے ہیں کہ اگر سیّد کی اضافت ونسبت دوسرے کی طرف کی جائے تو کہنا صحیح ہے۔ جیسے گھر کے سردار، گھر کی سردارنی یہ جائز ہے۔ باقی کلام گزشتہ حدیث میں ہو چکا ہے۔



باب مخاطبة الصبيان بالبنوّة

بچوں کو بیٹا کہہ کر مخاطب کرنا

(۳۸۹) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا مبارك بن فضالة، عن الحسن، عن ابى بكرة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى، وكان الحسن بن على عليهما السلام إذا سجد وثب على عنقه و على ظهره، فيرفعه النبى صلى الله عليه وسلم رفعا رفيقا، ففعل ذلك غير مرة، فلما انصرف ضمه إليه وقبّله، قالوا: يا رسول الله! إنك صنعت اليوم بهذا الغلام شيئا ما رأيناك صنعت به، فقال: إنه ريحانى من الدنيا، و إن ابنى هذا سيّد، وعسى الله أن يصلح به بين فئتين من المسلمين.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (۳۷۳٦۲/٤۷۷/۷) واحمد فى «مسنده» (٤٤/٥) والبخارى (۲۵۵۷/۹٦۲/۲) (۵۳۰/۱) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۲۵۹٦/۳٤/۳) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (۱۷۳/۸)

(۳۸۹) **ترجمہ:** "حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جاتے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کود کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن اور کمر پر چڑھ جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو آہستہ سے ہٹا دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ اس طرح کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چمٹا لیا اور بوسہ لیا۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! آج آپ نے اس بچے کے ساتھ جو کیا ہم نے پہلے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دنیا میں میری ریحان (رزق اور خوشبو) ہے، میرا یہ بیٹا سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائیں گے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے کو بیٹا کہہ کر مخاطب کرنا جائز ہے۔ نیز اس سے شفقت محبت کرنا اس کو پیار کرنا اور اس کی شرارت کو محبت سے درگزر کرنا چاہئے۔

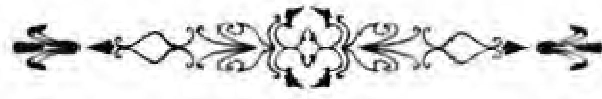
یہ دنیا میں میری ریحان ہے۔ یہ اولاد کی ایک خوبی ہے ریحان کے معنی روزی اور نعمت کے بھی ہیں اور خوشبو کے بھی ہیں۔ دونوں صورتوں میں اولاد کی تعریف ہے۔

اگر رزق اور روزی مراد لیں تو بچے ماں باپ کے حق میں رزق کی طرح ہوتے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوں تو ماں باپ کی مادرانہ اور پدرانہ شفقت ومحبت ایسے ہی حیران و پریشان رہتی ہے جس طرح بھوکا آدمی روٹی کے لئے پریشان رہتا ہے تو اولاد ماں باپ کے

لئے ایک بڑی نعمت ہے۔

اگر خوشبو کے معنی لئے جائیں تو جس طرح خوشبودار پھول کو سونگھ کر آدمی کو فرحت وسرور حاصل ہوتا ہے اسی طرح بچوں کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے ان کو پیار کر کے سرور حاصل ہوتا ہے۔ (مرقاۃ ۹/۸۱)

دو گروہ جن میں حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے صلح کرائی اس کا قصہ یہ ہے کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور حضرت معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے درمیان جنگ کا خطرہ پیدا ہوا اور دونوں لشکر آمنے سامنے ہونے کو تھے اس موقع پر حضرت حسن رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت معاویہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے صلح فرمائی جس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان ایک بڑی خونریزی ہونے سے بچ گئی۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۱۳/۶۱ تا ۶۶)



باب كيف مخاطبة العبد مولاه

غلام کو اپنے مالک کو کیسے خطاب کرنا چاہئے

(۳۹۰) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد بن سلمة، ثنا أيوب وحبيب وهشام، عن محمد عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يقولن أحد كم: عبدی وامتي، ولا يقول المملوك: ربی وربتی، لکن ليقل المالك: فتای وفتاتی، وليقل المملوك: سيّدی وسيّدتی، فإنكم المملوكون، والرب الله عزوجل.

اخرجه احمد في «مسنده» (۲/۴۲۳) والبخاری في «الادب المفرد» (رقم ۲۱۰) والمسلم فی ۴/۱۷٦٤/۲۲٤۹) (۲/۳۳۱) وابوداؤد (٤/۲۹٤/٤۹۷٥) (۲/۳۳۲) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ۲٤۳)

(۳۹۰) تَرْجَمَہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی (اپنے غلام اور باندی کو) میرا بندہ یا میری بندی نہ کہے اور نہ غلام اپنے آقا کو میرا رب یا میری ربتی نہ کہے۔ مگر آقا اپنے غلام کو میرا خادم یا میری خادمہ اور غلام اپنے آقا کو میرے سردار یا میری سردارنی کہے۔ کیونکہ تم سب مملوک ہو اور اللہ تعالیٰ رب ہیں۔“

فَائِدَۃ: انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت توحید اخلاص سے کرنے والا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے والا ہے۔ اس لئے انسان کو نام میں بھی اس مشابہت سے منع کیا گیا ہے کہ کسی کو رب کے نام سے بھی موسوم نہ کرے تاکہ کوئی شرک کا معنی نہ رہے۔ بہرحال کسی کو رب کہنا کراہت تنزیہی کی وجہ سے منع ہے نہ کہ کراہت تحریمی کی وجہ سے منع ہے۔ (فتح الباری ۵/۱۷۹)



باب من لا يجوز أن يخاطب بالسؤدد

کن لوگوں کو سردار کہہ کر مخاطب کرنا جائز نہیں ہے

(۳۹۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عبيدالله بن سعيد، ثنا معاذ ابن هشام، حدثني أبي، عن قتادة، عن عبدالله بن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه أن النبي ﷺ قال: لا تقولوا للمنافق سيّدنا، فإنه إن يكن سيّدكم فقد أسخطتم ربكم عزّ وجلّ.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۴۶/۵-۳۴۷) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم ۷۶۰) والنسائی فی «السنن الکبری» (۱۰۰۷۳/۷۰/۶) وفی «عمل الیوم» (رقم ۲۴۴) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۲۲۹/۴-۲۳۰/۴۸۸۳)

(۳۹۱) **تَرجَمَہ**: ''حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم منافق کو سیّدنا (ہمارے سردار) مت کہا کرو کیونکہ اگر وہ تمہارا سردار ہے تو تم نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر دیا۔''

فَائِدَہ: مطلب یہ ہے کہ کسی منافق (بددین) کو اپنا سردار نہیں کہنا چاہئے۔ کیونکہ منافق کو سردار کہنا اس کی تعظیم کرنا ہے اور وہ تعظیم کا مستحق نہیں ہے اگر اس کو کچھ سرداری حاصل بھی ہو تو یہ کہنے والا جھوٹ اور نفاق کا مرتکب ہوگا۔

اگر تم اس کو سردار بناؤ گے اور وہ منافق ہوگا تو تمہارا حال بھی اس سے کم نہ ہوگا اس حالت میں اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہوں گے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ جب تم اس کو سردار بناؤ گے تو اس کی اطاعت تم پر واجب ہوگی جب تم اس کی اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو ناراض کر بیٹھو گے۔

اسی طرح غیر مسلموں کو حکیم، طبیب مولانا کہنا بھی منع ہے۔ (کذا من المرقاۃ ۹/۱۱۹، کذا فی البذل ۶/۲۷۳)

حاصل یہ کہ کسی منافق کو احترام کے اوصاف کے ساتھ متصف کرنا حرام ہے اگر متصف کیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنا ہوگا کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن کی تعظیم ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے خارج ہے اس وجہ سے وہ مستحق اہانت اور تحقیر ہے۔

منافق کے ساتھ وہ لوگ بھی شامل ہوں گے جو فاسق، کافر، مشرک، ملحد اور بدعتی جو کتاب اللہ اور سنت رسول کے مخالف ہوں۔

احترام و اکرام کا مستحق تو وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی پاسداری کرے۔
(نزہۃ المتقین ۲/۱۱۷۶)



باب المخاطبة بالكنية لمن غلبت عليه

جس کے نام پر کنیت غالب ہو اس کو کنیت سے مخاطب کرنا

(٣٩٢) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو خثيمة، ثنا يحيٰى بن سعيد القطان، ثنا إسماعيل بن أبي خالد، حدثني أبوبكر بن أبي زهير الثقفي، عن أبي بكر الصديق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أنه قال: يا رسول اللّٰه! كيف الصلاح بعد هذه الآية: ﴿من يعمل سوء ايجز به﴾ كل شيء نعمله نجزى به؟ فقال: رحمك اللّٰه أبابكر، ألست تمرض؟ ألست تنصب؟ ألست تصيبك اللأواء؟ فذاك ما تجزون به.

اخرجه احمد في «مسنده» (١١/١) وابويعلى في «مسنده» (٩٨/٩٧/١) وابن حبان في «صحيحه» (٢٩٢٦/١٨٩/٧) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٦٣٢٨/٣٧٣/٣) وفي «شعب الايمان» (٩٨٠٥/١٥١/٧)

(۳۹۲) ترجمہ: ”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! اس آیت: ”من يعمل سوء ايجز به“ کہ ”جو شخص برائی (گناہ) کرے گا تو اس کو سزا دی جائے گی“ کے بعد کامیابی وصلاح کس طرح ہوسکتی ہے (یعنی جو شخص بھی گناہ کرے گا اس کو سزا ضرور ملے گی تو اب نجات کا کوئی راستہ نہیں سوائے ناکامی کے کیونکہ گناہ تو ہر شخص سے ہوتا ہے اس کے بعد سزا ضروری ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں ابوبکر! کیا تم بیمار نہیں ہوتے، کیا تم کو تکلیف نہیں ہوتی اور کیا تم کو مصیبت نہیں پہنچتی؟ ان سب چیزوں (تکالیف) پر تم کو بدلہ دیا جاتا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے نام سے زیادہ اس کی کنیت مشہور ہو اس کو اس کی کنیت سے پکارنا چاہیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عبداللہ تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے نام کے بجائے ابوبکر ان کی کنیت سے پکارا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مصیبت وتکالیف بھیج کر بندوں کے گناہوں کے معاف ہونے یا درجات کے بلند ہونے کا ذریعہ بناتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کو جب کوئی رنج، دکھ، فکر، حزن، ایذاء اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ کانٹا چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو دور کر دیتے ہیں۔ (متفق علیہ عن ابی سعید مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۴)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ جس مسلمان کو بیماری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ (اسی طرح) دور کر دیتے ہیں جیسے درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔ (متفق علیہ عن عبداللہ بن مسعود مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۴)

باب الرخصة فی تصغير الاسم

نام کی تصغیر کے ساتھ پکارنے کی اجازت

(٣٩٣) - حدثنى أبو عروبة ومحمد بن عبيدالله بن الفضل الحمصى، ثنا أبو التقى هشام بن عبدالملك، ثنا محمد بن حرب الأبرش، حدثتنى أمى، عن أمها، أنها سمعت المقدام بن معديكرب رضى الله تعالى عنه يقول: قال لى رسول الله ﷺ: أفلحت يا قديم إن مت، ولم تكن أميرا ولا كاتبا ولا عريفا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٣٢/٤) وابوداؤد (٢٩٣٣/١٣١/٣) (٥١/٢) وابن قانع فى «معجم الصحابه» (١٠٧٢/١٠٧/٣) والطبرانى فى «المسند الشاميين» (١٣٧٧/٢٩٧/٣) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (١٢٨٢٦/٣٦١/٦)

(۳۹۳) تَرجَمۃ: ''حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قدیم! تم کامیاب ہو جاؤ گے جب کہ تمہیں موت اس حال میں آئے کہ تم نہ (لوگوں پر) امیر ہو، نہ (ان کے معاملات کے) لکھنے والے ہو اور نہ لوگوں میں مشہور ومعروف ہو۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے نام کو تصغیر کے ساتھ پکارنا جائز ہے جیسا کہ عرب میں دستور تھا۔

تصغیر محبت کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ ایک شاعر کا شعر ہے

ما قلت حبيبى من التحقير ۔۔۔ بل يعذب اسم شخص للتصغير

تَرجَمۃ: ''میں میرا چھوٹا محبوب تحقیر کی وجہ سے نہیں کہتا ہوں بلکہ آدمی کے نام سے تصغیر کی وجہ سے مٹھاس حاصل ہوتی ہے۔'' (فتوحات ربانیہ ۱۸۳/۶)

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گمنامی اور بے منصبی راحت ہے اور شہرت اور منصبی آفت ہے۔ مولانا ابوعزین برکات والی مکہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ خوش بخت وسعادت مند وہ آدمی ہے جو نہ ہمیں جانتا ہو اور نہ ہم اس کو جانتے ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ کامیاب آدمی وہ ہے جس کو عقل کامل ملی ہو جو (دنیا کی) فنا ہونے والی زندگی پر (آخرت کی) باقی رہنے والی زندگی کو اختیار کرتا ہو اور دنیا سے منہ موڑ کر آخرت کی طرف کرتا ہو۔ (مرقاۃ ۲۲۱/۷)

ایک روایت میں ہے کہ وہ شخص کامیاب ہوا جس کو اسلام کی ہدایت کی گئی (یعنی اسلام کی دولت ملی) اور اس کا گزر بسر ضرورت کے بقدر ہو وہ اس پر قناعت کرے۔ (مرقاۃ ۲۲۱/۷)



باب الوعيد في أن يدعى الرجل بغير اسمه

نام بدل کر پکارنے کی وعید

(٣٩٤) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا أبو التقى هشام بن عبدالملك، ثنا بقية بن الوليد، عن أبي بكر بن أبي مريم، عن حبيب بن عبيد، عن عمير بن سعد رضي الله تعالى عنه قال: قال النبي ﷺ: من دعا رجلا بغير اسمه لعنته الملائكة.

اخرجه ابن المبارك في «الزهد» (٢٣٨/١-٦٨٣/٢٣٩) وابن قانع في «معجم الصحابه» (٣٣٠/٢-٧٤٠/٣٣١) والديلمي في «مسند الفردوس» (٥٧٢٧/٥٥٢/٣)

(۳۹۴) ترجمہ: ”حضرت عمیر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی آدمی کو نام بدل کر پکارتا ہے تو فرشتے اس پکارنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔“

فائدہ: نام بدل کر پکارنا اس وقت منع ہے جب کہ ایسے لقب سے پکارے جو پکارنے والے کو ناپسند ہو اگر اے عبداللہ کے بیٹے یا عبداللہ (اللہ کے بندے) یا اسی طرح دوسرے القاب جس سے وہ برا نہ مانے پکارے تو پکارنا صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے جس شخص کا نام معلوم نہیں ہوتا تھا اس کو یا ابن عبداللہ کہہ کر پکارنا اور اسی طرح اے چپل والے پکارنا ثابت ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۵۲)

غرض یہ کہ مسلمان بھائی کو اچھے نام سے پکارنا چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تمہارے بھائی کی محبت کو تمہارے لئے خالص رکھنے والی تین چیزیں ہیں (یعنی جن کی وجہ سے محبت نہ صرف باقی رہے گی بلکہ بڑھے گی خالص اور اغراض سے پاک رہے گی)۔

1. جب اس سے ملو تو سلام میں پہل کرو۔
2. جب اس کو بلاؤ تو اچھے نام سے بلاؤ۔ (اسی طرح پورے نام سے احترام کے ساتھ بلاؤ نہ یہ کہ آدھا نام یا اس کو بگاڑ کر بلاؤ)۔
3. (جب وہ مجلس میں آئے تو) اس کے لئے مجلس میں کشادہ جگہ بناؤ۔ (شرح السنۃ مرقاۃ ۹/۵۵،۵۶)



باب النهى عن أن يسمى الرجل أباه باسمه

اپنے والد کو نام سے پکارنے کی ممانعت

(٣٩٥) - حدثنى سلم بن معاذ، ثنا أحمد بن يحيٰى الصوفى، ثنا إسحاق بن منصور، ثنا قيس بن الربيع، عن هشام بن عروة، عن أيوب ابن ميسرة، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه أن النبى ﷺ رأى رجلا معه غلام، فقال: للغلام: من هذا؟ قال: أبى، قال: فلا تمش أمامه، ولا تستسب له، ولا تجلس قبله، ولا تدعه باسمه.

اخرجه الطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٤/٢٦٧/٤١٥٩)

(۳۹۵) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ساتھ ایک بچہ تھا۔ آپ ﷺ نے اس بچے سے پوچھا: یہ آدمی (جو تمہارے ساتھ ہے) کون ہے؟ بچے نے جواب دیا: میرے والد ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان کے آگے نہ چلو، ان کو برا کہنے کا سبب مت بنو، ان سے پہلے نہ بیٹھو اور نہ ان کو نام سے مت پکارو۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے والد کو نام سے نہیں بلانا چاہئے۔ نیز والد کے آگے چلنا، ان کو برا بھلا کہنا اور راستہ میں اس کے آگے چلنا سب خلاف ادب ہے۔ بلکہ علماء نے اس کو نافرمانی میں شمار کیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۲۰)

اس طرح بیوی کو شوہر کا نام لینا اور شاگرد کو اپنے استاد کا نام لینا اور ہر چھوٹے کو اپنے بڑے کا نام لینا خلاف ادب ہے۔
(کما قالہ النووی کتاب الاذکار صفحہ ۲۷۰)

(٣٩٦) - حدثنى على بن أحمد بن سليمان، ثنا عبدالغنى بن عبدالعزيز العسال، ثنا يوسف بن عمرو، عن المفضل بن فضالة، عن عبيدالله ابن زحر، أنه قال: يقال: لمن العقوق أن تسمى أباك، وأن تمشى أمامه فى طريق.

لم اجده عند غير المصنف.

(۳۹۶) ترجمہ: ''حضرت عبیداللہ بن زحر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: والد کی نافرمانی میں یہ بھی داخل ہے کہ تم ان کے نام سے ان کو پکارو اور راستے میں ان سے آگے چلو۔''

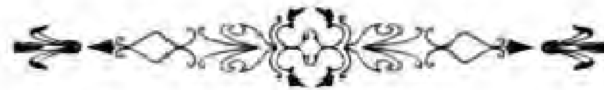
فائدہ: ان کو برا کہنے کا سبب مت بنو یعنی کوئی ایسا برا کام نہ کرو جس کی وجہ سے وہ تمہیں برا بھلا کہیں کیونکہ ان کی تکلیف کا

سبب ہوگا۔

یا مطلب یہ ہے کہ ان کو گالی دیئے جانے کا سبب نہ بنو کہ تم کسی کے ماں باپ کو گالی دو جواب میں وہ تمہارے ماں باپ کو گالی دے۔ حدیث میں ہے کہ کبیرہ گناہوں میں یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہ نے عرض کیا: کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کسی کے باپ کو گالی دیتا تو وہ بھی اس کے باپ کو گالی دیتا ہے وہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ بھی اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ (متفق علیہ عن عبداللہ ابن عمر وفتوحات ربانیہ ۱۲۰/۶)

اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو کوئی کام کرنے سے پہلے سوچ لینا چاہئے کہ کہیں اس کی وجہ سے میرے ماں باپ پر کوئی آنچ نہیں آئے گی کہ یہ بھی ماں باپ کا حق ہے۔ سبحان اللہ کیا روشن تعلیم ہے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلاۃ کی اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی قسم کو پورا کرے (اس کے والدین نے کوئی قسم کھائی تھی مگر اس کو پورا کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہوگیا اور یہ ان کی قسم کو پورا کرے) اور ان کے قرضے کو ادا کرے اور ان کو گالی دیئے جانے کا سبب نہ بنے تو وہ (والدین کا) فرمانبردار لکھا جاتا ہے اگرچہ وہ والدین کی زندگی میں نافرمان ہو اور جو ان کی قسم کو پورا نہ کرے اور ان کے قرضے کو ادا نہ کرے اور ان کو گالی دیئے جانے کا سبب بنے تو وہ نافرمان لکھا جاتا ہے اگرچہ وہ ان کی زندگی میں فرمانبردار رہا ہو۔
(طبرانی معجم اوسط مجمع الزوائد ۱۴۷/۸)



باب كراهية الألقاب

ناپسندیدہ القاب

(۳۹۷) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا هدبة بن خالد و إبراهيم بن الحجاج السامى، قالا: ثنا حماد بن سلمة، عن داود بن أبى هند، عن الشعبى، عن الضحاك بن أبى جبيرة، قال: كانت لهم الألقاب فى الجاهلية، فدعا رسول الله ﷺ رجلا بلقبه، فقيل: يا رسول الله! إنه يكرهها، فأنزل الله عزوجل:

﴿ولا تنابزوا بالألقاب﴾

إلى آخر الآية.

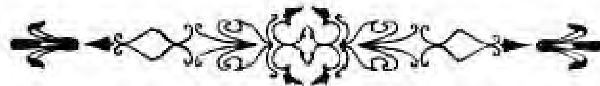
اخرجه احمد فى «مسنده» (٦٩/٤) وابوداؤد (٢٩٠/٤/٤٩٦٢) (٢٣٠/٢) وابن ماجه (١٢٣١/٣/٤٩٦٩) (٢٣٠/٢) والترمذى (٣٨٨/٥/٣٢٦٨) (١٦٦/٢) وابويعلى فى «مسنده» (٢٥٢/١٢-٢٥٣/٦٨٥٣)

(۳۹۷) ترجمہ: ”حضرت ضحاک بن جبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے زمانۂ جاہلیت میں کچھ القاب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اس کے لقب کے ساتھ پکارا۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا: وہ شخص اس لقب کو ناپسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ولا تنابزوا بالألقاب﴾

ترجمہ ”کسی کو برے لقب سے نہ پکارو۔“

فائدہ: اس حدیث کی تشریح نمبر ۳۹۴ پر گزر چکی ہے۔



باب الألقاب الجائزة

جائز القاب

(۳۹۸) - أخبرنا أبو الليث الفرائضی، ثنا أحمد بن عمر الوكيعی، ثنا أبو معاوية، عن الأعمش، عن أبی صالح، عن أبی هريرة رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قال: قتل رجل علی عهد رسول اللّٰه ﷺ، فدفع القاتل إلی ولی المقتول، فقال القاتل: واللّٰه يا رسول اللّٰه! ما أردت قتله، فقال رسول اللّٰه ﷺ أما إنّه ان كان صادقا ثم قتلته دخلت النار، فخلی سبيله قال: وكان مكتوفا بنسعة، فخرج الرجل يجر نسعته، قال: فكان يسمی: ذا النسعة.

اخرجه الدارمی فی «سننه» (۲/۲۵۱/۲۳۵۹) وابوداؤد (٤/١٦٩/٤٤٩٨) (۲/۲۶۲) وابن ماجه (۲/۸۹۷/۶۹۰) (۱/۱۹۳) والترمذی (٤/٢٢/١٤٠٧) (۱/۲۶۰) والنسائی فی «السنن الكبری» (٤/٢١٣/٦٩٢٤)

(۳۹۸) تَرجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کو قتل کیا گیا۔ قاتل کو مقتول کے ولی کے حوالے کیا گیا۔ قاتل نے کہا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! میں نے اس کے قتل کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے ولی سے فرمایا: اگر یہ سچا ہے پھر تم اس کو قتل کرو گے تو تم جہنم میں جاؤ گے۔ اس ولی نے اس آدمی کو چھوڑ دیا۔ اس شخص کے کندھے کجاوے کی رسی سے بندھے ہوئے تھے وہ اسی کو کھینچتا ہوا نکلا۔ اس کا نام ذالنسعۃ (رسی والا) رکھ دیا گیا۔“

فَائِدَہ: کسی کا نام اس کے کسی فعل کی مناسبت سے رکھنا بھی اسی وقت جائز ہے جب کہ وہ برا نہ مانے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو سفینہ (جہاز) ایک صحابی کو ذوالیدین اور کسی کو ابوبقلہ وغیرہ کہنا ثابت ہے۔ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کنیت آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ابوتراب رکھی وہ اس کنیت پر فخر کیا کرتے تھے اور اس سے بلانے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔



باب كيف يدعو الرجل بمن لا يعرف اسمه

جس کا نام معلوم نہ ہوتو اس کو کیسے پکارنا چاہئے

(۳۹۹) - أخبرنا أبو عبدالله بن زيدان البجلي، حدثنا عبدالله ابن يعقوب، ثنا أبو أيوب الأنماطي، عن سلمة بن كهيل، عن حارثة ابن زيد، عن جارية الأنصاري رضي الله تعالى عنه قال: كنت عند النبي ﷺ وكان إذا لم يحفظ اسم الرجل، قال يا ابن عبدالله.

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (۲۸۳۶/۳۷۳/۳) وفي «المعجم الصغير» (۳۶۰/۲۲٤/۱)

(۳۹۹) تَرجَمہ: ”حضرت حارثہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ کو جب کسی کا نام معلوم نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کو اے عبداللہ کے بیٹے! کہہ کر پکارتے تھے۔“

فَائِدَة: علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص کا نام معلوم نہ ہو (اور اس کو پکارنے کی ضرورت ہوتو) اس کو کسی ایسے نام سے نہ پکارے جس سے اس کو تکلیف ہو۔ اسی طرح ایسے نام سے بھی نہ پکارے جس میں جھوٹ یا خوش آمد ہو بلکہ یوں کہے اے بھائی! اے میرے سردار، اے فلاں کپڑے والے یا اونٹ والے گھوڑے والے وغیرہ غرض جو پکارنے والے اور اس کے درمیان مناسب حال ہو اس لفظ سے پکارے۔ (قاله النوی فی الاذکار صفحہ ۲۷۰)

یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کا نام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اے عبداللہ کے بیٹے! کہہ کر پکارا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کا نام معلوم نہ ہو اور اس کو پکارنے کی ضرورت ہوتو یا ابن عبداللہ (عبداللہ کے بیٹے) یا عبداللہ (اللہ کے بندے) کہہ کر پکارا جائے کیونکہ وہ اللہ کے بندے کا بیٹا اور اللہ کا بندہ بھی ہے۔ اور پکارنے کا مقصد اس سے حاصل ہوسکتا ہے۔ کسی دوسرے نام سے نہ پکارے کیونکہ یہ عموماً انسان کو ناپسند ہوتا ہے۔



باب تسمية الرجل بلباسه

کسی کو اس کے لباس کے ساتھ نام رکھنا

(٤٠٠) - حدثني محسن بن محمد، حدثني جدي خالد بن عبدالسلام، حدثنا الفضل بن المختار، عن عبيدالله بن موهب، عن عصمة بن مالك الخطمي رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قال: نظر رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إلى رجل يمشي في نعليه في المقابر، فقال له: يا صاحب السبتية! اخلع نعليك.

اخرجه ابوداؤد (٣/٢١٧/٣٢٣٠) (٢/١٠٤) وابن ماجه (١/٤٩٩/١٥٦٨) (ص١١٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١/٦٥٨/٢١٧٥) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٧/١٨٥/٤٩٥) والحاكم في «المستدرك» (٥/٨٣، ٢٢٤)

(۴۰۰) تَرجَمَہ: ''حضرت عصمہ بن مالک خطمی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے جوتوں کے ساتھ قبروں پر چل رہا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا۔ اے چمڑے کے جوتے والے! اپنے جوتے اتار دو۔''

فَائِدَۃ: ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس آدمی نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دیکھا اور پہچانا پھر جوتے اتار کر پھینک دیئے۔ (ابوداؤد ۳/۱۰۴)

علماء نے قبروں پر جوتے پہن کر چلنا مکروہ لکھا ہے۔ (بذل ۵/۲۱۳)

اس کی چند وجوہ ہیں۔

❶ جوتے پہن کر قبروں پر چلنا قبروں کے احترام کی وجہ سے منع ہے۔ (بذل ۵/۲۱۳)

❷ جوتوں کی گندگی کی وجہ سے منع ہے۔ (بذل ۵/۲۱۳، کذا فی فتوحات الربانیہ ۴/۲۲۵)

❸ جوتوں کے ساتھ چلنے سے آواز و آہٹ پیدا ہوتی ہے۔ (بذل ۵/۲۱۳)

❹ کیونکہ ایسے جوتے ناز و نخرے والے لوگ پہنتے ہیں جس میں تکبر ہوتا ہے تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پسند فرمایا کہ قبروں پر آدمی تواضع سے جائے۔ (بذل ۲/۲۱۳، کذا فتوحات الربانیہ ۴/۲۲۵)

اگر یہ وجوہ نہ پائی جائیں تو کراہت نہ ہوگی۔ (ملخص بذل ۵/۲۱۳، کذا فتوحات الربانیہ ۴/۲۲۶)



باب تسمية الرجل بما يشبه عمله

کسی کا نام اس کے عمل کے مشابہ رکھنا

(٤٠١) - أخبرنا العباس بن أحمد بن حسان الحمصي، أنا عمرو ابن عثمان، حدثنا أبي ثنا محمد بن عمر المخزومي، ثنا عبدالله بن بسر الحبراني، قال: سمعت عبدالله بن بسر المازني رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: بعثتني أمي إلى رسول الله ﷺ بقطف من عنب، فأكلت منه قبل أن أبلغه إياه، فلما جئت به أخذ أذني وقال: يا غدر.

اخرجه الطبراني في «مسند الشاميين» (١٤٨٧/٣٥٥/٢) وابو نعيم في «الحلية» (١٠٥/٦) وابن عبدالبر في «الاستيعاب» (١٤٩٦/٤-٢٦١٤/١٤٩٧) والمزي في «تهذيب الكمال» (٢٨١/١٧) وابوعبدالله المقدسي في «الاحاديث المختاره» (٦٢/٩-٦٣)

(۴۰۱) تَرجَمہ: ”حضرت عبداللہ بن بسر المازنی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: میری والدہ نے مجھے (ایک) انگور کا گچھا دے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچانے سے پہلے اس میں سے کچھ انگور کھا لئے۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے میرا کان پکڑا اور فرمایا: دھوکے باز!“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے ماتحتوں جیسے اولاد، غلام اور شاگرد وغیرہ کو ادب سکھانے اور ان کی تربیت کے لئے ڈانٹتے ہوئے برے نام سے پکارنا جائز ہے۔ (قالہ النووی فی الاذکار ۳۱۹)

تاکہ ان کو اس طرح پکارنے سے تنبیہ ہو اور آئندہ وہ برے کام سے باز رہیں۔ (قالہ ابن علان فی شرح الاذکار ۱۱۴/۶)

حضرت ابوبکر صدیق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو ایک موقع پر ڈانٹتے ہوئے فرمایا: یا غنثر! یعنی اے کمینہ۔ (بخاری، مسلم ابوداؤد کتاب الاذکار صفحہ ۲۰۷)

آپ ﷺ کا کان پکڑنا بھی تنبیہ کے لئے ہے کیونکہ انہوں نے امانت اس کے اہل تک پہنچانے سے پہلے استعمال کر لی تھی۔ (فتوحات ربانیہ ۱۱۵/۶)



باب تسمية الأعمى بصيرا

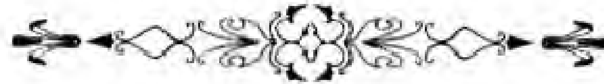
نابینا کا نام بینا رکھنا

(٤٠٢) - أخبرنا العباس بن علی النسائی، ثنا الحسن بن علی الشطوی، ثنا سفيان بن عيينة، عن عمرو بن دينار، عن نافع بن جبير بن مطعم، عن أبيه رضی الله تعالى عنه أن النبی ﷺ قال: انطلقوا بنا إلى البصير الذی فی بنی واقف حتى نعوده، قال: وكان رجلا أعمى.

اخرجه البزار فی «مسنده» (٣٤٩/٨-٣٥٠/٣٤٢٥) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (١٢٤/٢/١٥٣٤) «شعب الايمان» (٥٣٦/٦/٩١٩٤) والخطيب البغدادی فی «تاريخ بغداد» (٤٣٠/٧)

(۴۰۲) ترجمہ: ”حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی واقف (قبیلہ) میں جو بینا شخص ہے اس کے پاس چلو تا کہ ہم اس کی عیادت کریں۔ وہ شخص (جس کو آپ ﷺ نے بینا فرمایا وہ) نابینا تھے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک نابینا کو (کسی مصلحت کی وجہ سے) بینا کہا جا سکتا ہے کیونکہ وہ صحابی جن کی عیادت کے لئے آپ علیہ الصلاۃ والسلام تشریف لے گئے وہ نابینا تھے لیکن آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کو آنکھوں والا فرمایا۔



باب الكنية بالألوان

رنگ کی مناسبت سے کنیت رکھنا

کنیت جو کہ سبب عزت و افتخار ہے کسی کو اس کے ساتھ پکارنا، لوگوں کی کنیت رکھنا، بچوں کی کنیت رکھنا نیز عورتوں کی بھی کنیت رکھنا، اپنی نسبت اپنے آباء واجداد کی طرف کرنا۔

ان باتوں کے بیان میں مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے تیرہ باب جن کے ذیل میں سترہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٠٣) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا جبارة بن المغلس، ثنا عبدالله بن المبارك، عن حميد بن أبي الورد عن أبيه رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: رأى النبي ﷺ رجلا أحمر فقال: أنت أبو الورد، قال جبار؟ مازحه.

اخرجه ابن قانع في «معجمه» (٦٨٠/١٨٦/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٩٥٣/٣٨٢/٢٢) وابن عدى في «الكامل» (١٨٢/٢) وابن منده في «معرفة الصحابه» كما في «الاصابه» (٢١٧/٤) وابونعيم في «معرفة الصحابه» (٧٠٤٧/٣٠٤٣/٦) كما في العجاله (٤٥٧/١)

(۴۰۳) تَرْجَمَہ: ''حضرت ابوالورد رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سرخ آدمی کو دیکھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم تو گلاب والے ہو (یعنی تم گلاب کی طرح سرخ ہو)۔ (راوی حدیث) حضرت جبارہ فرماتے ہیں: یہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مزاح فرمایا۔''

فَائِدَہ: **کنیت کی اہمیت**

کنیت عربوں میں ایسی (معزز ومحترم ہے) جس طرح عجموں کے ہاں لقب (معزز ومحترم) ہے۔

اس لئے عربوں کے ہاں کنیت سے پکارنا ادب کے زیادہ قریب ہے امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ بڑوں اور صاحب علم وفضل لوگوں کو کنیت سے پکارنا مستحب ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۷۴)

کیونکہ جب کوئی شخص کسی کا ذکر تعظیماً کرتا ہے تو وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کو نام سے پکارے (بلکہ کسی تعظیمی لفظ سے پکارنا پسند کرتا ہے جیسے حضرت۔ علامہ۔ مولانا وغیرہ) لیکن اس شخص کی کنیت ہوتی ہے تو (بجائے ان الفاظ کے) کنیت سے پکارتا ہے۔ اس لئے خود اپنی کنیت رکھنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ اس میں اپنی تعریف خود کرنا لازم آتا ہے۔ ہاں اگر پہچان کے لئے ہو تو خود رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (فتح الباری ۵۸۲/۱۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ سے مزاح فرمایا کرتے تھے۔ یہاں آپ ﷺ نے ان صحابی کی رنگت کے سرخ ہونے کی وجہ سے ان کو مزاحاً گلاب والے فرمایا۔

باب الكنية بالأسباب

کسی سبب کی مناسبت سے کنیت رکھنا

(٤٠٤) - أخبرنا الحسن بن محمد، ثنا أبو أمية محمد بن إبراهيم، ثنا عاصم بن علي، ثنا أبو معشر، ثنا أبو حازم عن سهل بن سعد رضي الله تعالى عنه قال: وقع بين علي وفاطمة رضي الله تعالى عنها كلام، فخرج علي رضي الله تعالى عنه فألقى نفسه على التراب، فسألها النبي ﷺ فقالت: كان بيني وبينه شيء فخرج مغضبا، فخرج رسول الله ﷺ، فوجده نائما على التراب، فأيقظه، وجعل يمسح التراب عن ظهره، ويقول: إنما أنت أبو تراب.

قال سهل: فكنا نمدحه بهذا، فإذا أناس يعيبونه به.

أخرجه البخاري (٥/٢٢٩١/٥٨٥١) (٣/٩١٥-٩١٦) والمسلم (٤/١٨٧٤/٢٤٠٩) (٢/٢٨٠) واحمد بن عمر الشيباني في «الآثار والمثاني» (١/١٥٠/١٨٣) وابن حبان في «صحيحه» (١٥/٣٦٨/٦٩٢٥) الطبراني في «والمعجم الكبير» (٦/١٦٥/٥٨٧٠)

(۴۰۴) **ترجمہ:** ”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان کچھ بات ہوگئی۔ (جس پر) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آگیا اور وہ اسی حالت میں باہر چلے گئے اور مٹی میں لیٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ (تشریف لائے اور آپ) نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: (علی کہاں ہیں؟) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: میرے اور ان کے درمیان کچھ بات ہوگئی تھی (جس پر وہ) غصہ کی حالت میں باہر چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو ان کو مٹی پر سوتا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے ان کو اٹھایا اور ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: تم تو ابوتراب (مٹی والے) ہو۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوتراب کہہ کر ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔ جب کہ (بعض) لوگ اس سے ان پر عیب لگاتے تھے۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

❶ اہل فضل لوگوں میں بھی ان کے اور بیوی کے درمیان بشری طبیعت کی وجہ سے کچھ بات ہو جاتی ہے اور غصہ کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۸)

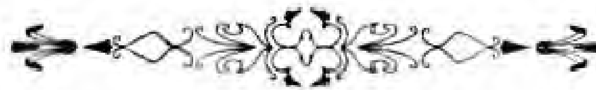
❷ غصہ کو ختم کرنے کے لئے اور اس لئے کہ مزید کوئی غلطی نہ ہو جائے اس جگہ سے چلا جانا چاہئے۔ (فتح الباری ۱۰/ ۵۸۸)
❸ سسرالی رشتہ داروں سے نرمی کا معاملہ کرنا، ان سے محبت کو باقی رکھنے کے لئے ان کے غصہ کو ٹھنڈا کرنا۔ (فتح الباری ۱۰/ ۵۸۸)
❹ ناراض شخص سے اس طرح مذاق کرنا جس سے وہ وہ ناراض نہ ہو بلکہ اس کی ناراضگی انسیت میں بدل جائے۔
(فتح الباری ۱/ ۵۳۶)
❺ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمانہ ثابت ہوئے کہ آپ نے خود ہی حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پیٹھ سے مٹی کو صاف کیا اور ان سے مذاق کرتے ہوئے ان کی موجودہ حالت کے مطابق ان کا نام رکھا۔ (فتح الباری ۱۰/ ۵۸۸)
❻ آدمی کی کنیت اس کے بچے کے علاوہ رکھنا اور جس کی (پہلے سے) کنیت ہو اس کی کنیت ایسی کنیت سے بدلنا جس سے وہ ناراض نہ ہو۔ (فتح الباری ۱/ ۵۳۶)

(٤٠٥) - حدثني محمد بن محمد بن سليمان، ثنا محمد بن الصباح، ثنا عبدالعزيز بن أبي حازم، حدثني أبي قال: سمعت سهل بن سعد رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يقول: سمى رسول الله ﷺ علي بن أبي طالب رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ: أبا تراب.

تقدم تخريجه آنفاً.

(۴۰۵) تَرْجَمَۃ: ”حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا نام ابوتراب رکھا۔“

فَائِدَۃ: گزشتہ حدیث میں تفصیل گزر چکی ہے۔



باب الكنية بالأبقال

سبزی کے نام پر کنیت رکھنا

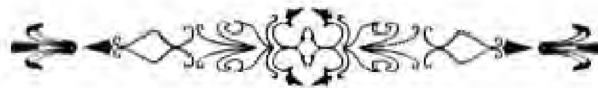
(٤٠٦) - أخبرني حاجب بن أركين الفرغاني، ثنا سليمان بن سيف، ثنا فهد بن حيان، ثنا أبو عبدالرحمن الحنظلي، عن عاصم الأحول، عن أنس ابن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كنّاني رسول الله ﷺ ببقلة كنت أجتنيتها.

اخرجه احمد فی «مسنده» (١٢٧/٣) والترمذی (٣٨٣٠/٦٨٢/٥) (٢٢٣/٢) وابو يعلى فی «مسنده» (٤٠٥٧/١١٠/٧) والطبراني في «المعجم الطبراني» (٦٥٦/٢٣٩/١) وابن حجر في «الاصابه» (١٢٦/١)

(۴۰٦) **ترجمہ:** ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ابوبقلہ رکھی۔ میں بقلہ (ساگ سبزی) کو چن رہا تھا۔''

فائدہ: رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ کسی بھی ادنی مناسبت کی وجہ سے خواہ وہ ان کی کنیت ہو یا نہ ہوتی کنیت رکھ کر اس سے انہیں پکارا کرتے تھے یہاں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ترکاری ساگ چن رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان کو ابوبقلہ سبزی والے کہہ کر پکارا۔

اسی طرح ان کی کنیت ابوحمزہ بھی رکھی۔ (فتوحات ربانیہ ۱۴۸/٦)



باب الكنية بالأفعال

کسی کام کی مناسبت سے کنیت رکھنا

(٤٠٧) - أخبرنا عبدالله بن زيدان البجلي، ثنا سفيان بن وكيع، ثنا الحسين بن علي، عن زائدة، عن علي بن زيد، عن عبدالرحمن بن أبي بكرة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: أنا أول من نزل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الطائف وتدليت ببكرة، فكناني بأبي بكرة.

اخرجه البزار في «مسنده» (٣٦٨٤/١٣٢/٩) والطبراني بسند لا بأس به قاله الحافظ في «الفتح الباري» (٤٥/٨) والحاكم في «المستدرك» (٣١٠/٤) وابن عبدالبر في «الاستيعاب» (١٥٣١/٤)

(۴۰۷) تَرجَمہ: ''حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: طائف کے دن سب سے پہلے (قلعہ سے) اتر کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میں آیا تھا۔ میں ایک چرخی (جس سے بھاری سامان چڑھایا اور اتارا جاتا ہے اس کو بکرہ کہتے ہیں) سے اتر کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کنیت ابوبکرہ رکھ دی۔''

فَائِدَہ: ان صحابی کی کنیت بھی ان کے فعل کی وجہ سے ابوبکرہ رکھی۔ کیونکہ یہ طائف کے قلعہ کی دیوار کو پھاند کر ایک چرخی میں بیٹھ کر نیچے آئے تھے اور اس چرخی کو بکرہ کہتے ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابوبکرہ رکھی۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۶۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام عبدالرحمٰن بن فخر تھا ان کی کنیت ابوہریرہ اس لئے رکھی کہ وہ بلی سے کھیل رہے تھے یا ان کے آستین میں بلی تھی۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۱۴۸)



باب تكنية من لم يولد له

جس کا بچہ نہ ہو اس کی کنیت رکھنا

(٤٠٨) - أخبرنا ابن منيع، ثنا مصعب بن عبدالله الزبيري، ثنا أبي، عن ربيعة ابن عثمان، عن زيد بن أسلم، عن أبيه، قال: خرجت مع عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه حتى دخل على صهيب حائطا بالعالية، فقال: يا صهيب! ما منك شيء أعيبه إلا ثلاث خصال، لو لاهن ما قَدَّمْتُ عليك أحدا، قال: وما هي؟ قال: أراك تبذر مالك، وتكتني باسم نبي بأبي يحيٰى، و تنسب عربيا ولسانك عجمي، قال: أما تبذيري مالي فما أنفقه إلاَّ في حقه، وأما اكتناني فرسول ﷺ كناني بأبي يحيٰى، فلا أتركها لقولك، وأما انتسابي إلى العرب فإن الروم سبتني وأنا صغير، وأذكر أهلي، ولو أني انفلقت عني روثة لا نتسبت إليها.

اخرجه الطحاوي في «شرح معاني الاثار» (٣٣٩/٤-٣٤٠) والطبراني في «المعجم الكبير» (٣٢/٨/٧٢٩٧) والحاكم في «المستدرك» (٤٥٠/٣) وابو نعيم في «الحلية» (١٥٣/١-١٥٤) وابوعبدالله المقدسي في «الاحاديث المختارة» (٧٧/٨-٧٨/٧٨)

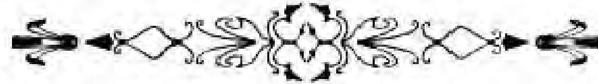
(۴۰۸) ترجمہ: ”حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم ان کے پاس مدینہ کے مضافات میں ایک باغ میں پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: صہیب! تم میں تین باتوں کے علاوہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر میں عیب لگاؤں، اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: وہ کیا باتیں ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ تم مال خرچ کرنے میں اسراف کرتے ہو، اپنی کنیت ابو یحیٰی نبی کے نام سے رکھتے ہو۔ اور تم اپنی نسبت عرب کی طرف کرتے ہو (یعنی اپنے آپ کو عربی کہتے ہو) حالانکہ تمہاری زبان عجمی ہے۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرا فضول خرچی اور اسراف کرنا تو میں صرف حق جگہ ہی خرچ کرتا ہوں، میری کنیت تو رسول اللہ ﷺ نے میری کنیت ابو یحیٰی رکھی ہے میں آپ کے کہنے سے اس کو نہیں چھوڑوں گا اور میرا اپنے آپ کو عرب کی طرف منسوب کرنا تو (اس کا قصہ یہ ہے کہ) رومیوں نے مجھے قید کر لیا تھا جب میں چھوٹا تھا اور اپنے گھر والوں کو یاد کرتا تھا (اور حقیقی بات یہ ہے کہ) اگر میں ایک گوبر سے بھی پیدا ہوتا تو اس کی طرف اپنی نسبت کرتا اور

نسبت بدلتا نہیں اس لئے میرا عرب کی طرف نسبت صحیح ہے غلط نہیں ہے)۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر اولاد کے بھی آدمی کی کنیت رکھی جاسکتی ہے اسی طرح اولاد ہو لیکن کسی دوسرے نام پر بھی کنیت رکھی جاسکتی ہے۔ جیسے حضرت صہیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کوئی اولاد نہیں تھی لیکن ان کی کنیت ابو یحیٰی رکھی گئی۔ اور حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کنیت ابوبکر ہے لیکن بکر نام کی ان کی کوئی اولاد نہیں ہے اور یہی حال حضرت علی کی کنیت ابوتراب کا ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۶/۱۴۴)

حضرت صہیب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو رومی بچپن میں قید کر کے لے گئے تھے اور یہ وہیں پلے بڑھے اس لئے ان کی زبان میں کچھ لکنت تھی۔ پھر یہ بیچ دیئے گئے۔ مکہ کے رہنے والے عبداللہ بن جدعان ان کو خرید کر مکہ لے آئے پھر آزاد کر دیا یا ایک روایت ہے کہ یہ خود وہاں سے بھاگ آئے اور عبداللہ بن جدعان ان کے حلیف بنے۔ (اصابہ ۲/۱۹۰، اسد الغابہ ۳/۳۱، بحوالہ حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۶۱)



باب في تكنية الأطفال

بچوں کی کنیت رکھنا

(٤٠٩) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا شعبة، عن أبي التياح، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي ﷺ يخالطنا كثيرا حتى أنه كان يقول لأخ لي صغير: يا أبا عمير! ما فعل النغير.

أخرجه البخاري (٥/٢٢٧٠/٥٧٧٨) (٢/٩٠٥) والمسلم (٣/١٦٩٢/٢١٥٠) (٢/٢٠٩) وابوداؤد (٤/٢٩٣/٤٩٦٩) (٢/٢٢٣) والترمذي (٢/١٥٤/٣٣٣) (١/٧٥) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٣٥)

(۴۰۹) **ترجمہ:** ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں کثرت سے آتے تھے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے ابوعمیر! (تمہارے) بلبل نے کیا کیا۔“

فائدہ: عرب بچوں کی کنیت نیک فالی کے لئے رکھتے ہیں کہ ان کی زندگی لمبی ہو اور ان کی بھی اولاد ہو اور دوسرے یہ کہ ان کی لقب سے حفاظت ہو کیونکہ عربوں کے نزدیک لقب سے زیادہ اہمیت کنیت کی ہوتی ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۲)

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

❶ بھائیوں سے ملاقات کرنا۔

❷ کثرت سے ملنا محبت کو ختم نہیں کرتا دوسری حدیث میں جو کم ملنا آیا ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو لالچ کے لئے ملتا ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)

❸ مذاق کرنا جائز ہے اسی طرح بار بار مذاق کرنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)
ایسا مذاق کرنا جس میں گناہ نہ ہو۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)

❹ دوستوں سے مہربانی کا معاملہ کرنا خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو اور اس کا حال معلوم کرنا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)

❺ چھوٹے بچے سے مذاق کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ شفقت کرنا اور اس کو مانوس کرنا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)

❻ بچے کا پرندے سے کھیلنا، پرندے کو قید میں رکھنا اور اس کے پروں کا کاٹنا جائز ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۰)

❼ والدین کو جائز کھیل کھیلنے کے لئے بچے کو اجازت دینا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴، شرح مسلم للنووی ۲/۲۰۱)

❽ بچے کے جائز کھیل کے لئے مال خرچ کرنا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴)

❾ جس کا بچہ نہ ہو اس کی کنیت رکھنا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۴، شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۰)

❿ خادم کے رشتہ داروں کا اکرام کرنا اور ان کے ساتھ محبت کا اظہار کرنا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۶)
(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۱۰/۵۸۴ تا ۵۸۶، شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۰)

باب تكنية الرجل باسم ولده و إن كان له كنية غيرها

کسی کی کنیت ہونے کے باوجود اس کے بچے کے نام پر نئی کنیت رکھنا

(٤١٠) - أخبرنا ابن منيع، ثنا أحمد بن عيسى المصرى، ثنا ابن وهب، أخبرنى ابن لهيعة، عن يزيد بن أبى حبيب، عن ابن شهاب، عن أنس رضى الله تعالى عنه قال: لما ولدت أم إبراهيم أتى جبريل عليه السلام النبى صلى الله عليه وسلم فقال: السلام عليك يا أبا إبراهيم.

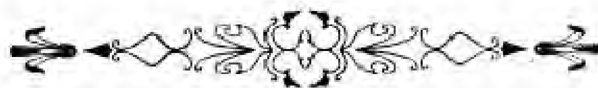
اخرجه ابن سعد فى «الطبقات الكبرى» (٢١٤/٨) واحمد بن عمر الشيبانى فى «الآحاد والثانى» (٣١٢٧/٤٤٨/٥) والبزار فى «مسنده» كما فى «كشف الاستار» (١٤٩٢/١٨٩/٢) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٣٦٨٧/٩٠-٨٩/٤) وابن منده فى «المعرفة» كما فى «الاصابه» (٩٣/١)

(۴۱۰) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب اُمّ ابراہیم (حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے ہاں (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی) ولادت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: السلام علیک یا ابا ابراہیم۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کی پہلے سے کوئی کنیت ہو تب بھی اس کو دوسری کنیت سے مخاطب کرنا صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہے لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو دوسری کنیت ابوابراہیم کہہ کر پکارا۔

یہ عربوں میں مشہور و معروف ہے کہ عموماً بڑے بچے کے نام پر کنیت ہوا کرتی ہے بڑے بچے کے نام پر کنیت رکھنا مستحب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۴۳/۶)

ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ اگر میں اپنی اس کنیت جس سے میں مشہور ہوں بدلنا پسند کرتا تو اپنی کنیت ابوابراہیم رکھتا جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے میری کنیت ابوابراہیم رکھی ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۶۱/۹، ۲۶۲)



باب ترخيم الأسماء

ناموں کو مختصر کرنا

(٤١١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو هشام الرفاعي، ثنا إسحاق بن سليمان، عن معاوية بن يحيٰى، عن الزهري، عن خارجة بن زيد، عن ثابت أن أسامة بن زيد رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حدثه قال: خرجنا مع رسول اللّٰه ﷺ في حجته التي حجها، قال لي رسول اللّٰه ﷺ: (يا أسيم). قال الزهري: وكذلك كان يدعوه، يرخمه.

اخرجه ابو يعلى في «مسنده» كما في «اتحاف الخيره المهره» (١٠٨/٧) وابونعيم في «دلائل النبوه» (٨٦/١)

(۴۱۱) تَرجَمَہ: ”حضرت اسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جس سال رسول اللہ ﷺ نے حج فرمایا اس سال ہم (بھی) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کے لئے) گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ”یا اُسیم“ کہہ کر پکارا۔ راوی حدیث امام زہری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں اس طرح رسول اللہ ﷺ پکارتے تھے۔ نام کے آخری حرف کو آسانی کے لئے (بدل یا) گرا دیتے تھے۔“

فَائِدَہ: کسی نام کو پکارتے وقت بولنے میں آسانی کے لئے اس نام کے (مناسب حال) آخری (ایک یا دو) لفظ گرا دینا ترخیم کہلاتا ہے۔ (معجم الوسیط صفحہ ۳۳۶)

ترخیم اکثر منادی (جس کو پکارا جائے) میں ہوتی ہے کیونکہ پکارنے سے مقصود منادی نہیں ہوتا بلکہ وہ کام ہوتا ہے جس کے لئے پکارا جائے۔ اب ترخیم اس لئے ہوتی ہے کہ غیر مقصود سے جلدی فارغ ہو کر مقصود تک پہنچا جائے۔ (شرح رضی ۳۹۳/۱)

جیسے کہا اے حارث! پانی لاؤ۔ اب یہاں مقصود حارث نہیں ہے بلکہ پانی منگوانا ہے۔ اس لئے یوں کہیں اے حار! پانی لاؤ۔

اس حدیث بالا میں بھی رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ کو اسیم کہہ کر پکارا ہے۔

اسی طرح حضرت عائشہ کو عائش اور عویش، حضرت انجشہ کو انجش۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۷۲)

حضرت عثمان کو عثم۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۱۵)

کہنا حدیث میں آیا ہے۔ لیکن یہ اس وقت جائز ہے جب کہ جس کو پکارا جائے اس کو اس سے تکلیف نہ ہو۔ (اذکار صفحہ ۲۷۲)



باب ترخيم الكنى

کنیت کو مختصر کرنا

(٤١٢) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عبدالغفار بن عبدالله بن الزبير، ثنا علي بن مسهر، عن عمر بن ذر، عن مجاهد، قال: سمعت أبا هريرة رضي الله تعالى عنه يقول: دخلت على رسول الله ﷺ فأذن لي، فإذا هو بلبن في قدح، فقال: أبا هر! إلحق بأهل الصفة فادعهم، ثم قال: أبا هر! قلت: لبيك يا رسول الله، قال: خذ فناولهم، فناولتهم، رجلا رجلا، فشرب، فإذا روى أخذته فناولته الآخر، حتى روى القوم، ثم انتهيت إلى رسول لله ﷺ، فرفع رأسه فتبسم، فقال: أباهر! بقيت أنا وأنت، قلت: صدقت يا رسول الله! قال: خذ واشرب.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٥١٥) والبخاري (٥/٢٣٧٠/٦٠٨٧) (٢/٩٥٥) والترمذي (٤/٦٤٨/٢٤٧٧) (٢/٧٤) وابن حبان في «صحيحه» (٤/٤٧١-٤٧٢/٦٥٣٥) والحاكم في «المستدرك» (٣/١٧)

(۴۱۲) ترجمہ: ''حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا۔ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے (اندر آنے کی) اجازت عطا فرمائی۔ (میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کے پاس) ایک پیالے میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابا ہر! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور ان کو بلا لاؤ۔ (جب میں ان کو بلا کر لے آیا تو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابا ہر! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ پیالہ) لو اور ان کو دو۔ میں ایک ایک آدمی کو وہ پیالہ دیتا وہ پیتا اور جب سیر ہو جاتا تو میں اس سے پیالہ لے کر دوسرے کو دیتا یہاں تک کہ سب لوگ سیر ہو گئے۔ پھر میں پیالہ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور تبسم فرمایا اور فرمایا: اباہر! اب تو میں اور تو ہی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ پیالہ) لو اور پیو۔ ایک روایت میں مزید یہ ہے کہ آخر میں آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور بسم اللہ کہہ کر خود پیا۔''

فائدہ: ان روایتوں سے مندرجہ ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

1. کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہیں ہونا چاہئے۔

۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات، اپنے گھر والے اور اپنے خادم پر اصحاب صفہ کو ترجیح دینا۔

۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باوجود انتہائی ضرورت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کو ترجیح دینا۔

۴ جس کو پکارا جائے اس کو چاہئے کہ وہ لبیک کہہ کر جواب دے۔

۵ خادم کو کنیت سے پکارنا اور اس کے نام میں ترخیم کرنا۔

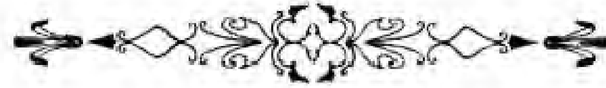
۶ جب خادم لوگوں کو پلائے تو ہر ایک سے پیالہ واپس لے کر دوسرے کو خود دے لوگ ایک دوسرے کو نہ دیں۔

۷ کبھی پیٹ بھر کر کھانا پینا چاہئے۔

۸ پلانے والے خادم کو آخر میں پینا چاہئے۔

۹ نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔

۱۰ گھر والے کو سب سے آخر میں پینا چاہئے۔ (کلہ من فتح الباری ۱۱/ ۲۸۸، ۲۸۹، مزید فوائد کے لئے حوالہ بالا کو دیکھیں)



باب نسبة الرجل إلى من قد شهر به من آبائه

آدمی کا اپنی نسبت اجداد میں کسی مشہور آدمی کی طرف کرنا

(٤١٣) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالیسی، ثنا أبو عوانة، عن عبدالملك بن عمير، عن ابن أبی المعلی، عن أبيه رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ما من الناس أمن فی صحبته وذات يده من ابن أبی قحافة، ولو كنت متخذا خليلا لا تخذت ابن أبی قحافة، ولكن ود و إخاء إيمان، و إن صاحبكم خليل الله عزوجل.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٤٧٨/٣) والبخاری (٤٥٤/١٧٧/١) (٦٦/١-٦٧) والمسلم (٢٣٨٢/١٨٥٤/٤) (٢٧٣/٢) والترمذی (٣٦٥٩/٦٠٧/٥) (٢٠٦/٢) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٨٢٥/٣٢٨/٢٢)

(۴۱۳) ترجمہ: ''حضرت ابو معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام لوگوں میں ابن ابی قحافہ کا مجھ پر ان کی صحبت (ہر حال میں میرے ساتھ رہنے) اور ان کے مال (کے میری رضا اور خوشنودی میں استعمال ہونے) کی وجہ سے سب سے زیادہ احسان ہے، اگر میں کسی کو حقیقی دوست بناتا تو ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کو دوست بناتا لیکن ان سے دوستی اور ایمانی بھائی چارگی ہے۔ تمہارے ساتھی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔''

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح یکسوئی سے اپنا مال ابوبکر نے بے دریغ خرچ کیا ہے ایسا کسی نے نہیں کیا۔ (مظاہر حق ۶۵۰/۵)

ایک روایت میں ہے کہ ہم پر جس کسی کا کبھی احسان تھا ہم نے اس کا بدلہ دے دیا سوائے ابوبکر کے ان کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عطا فرمائیں گے۔ (ترمذی ۲۰۷/۲)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے ان کے پاس ۴۰ ہزار درہم تھے سب اللہ کے دین کے لئے خرچ کئے اور سات غلام خرید کر آزاد کئے۔ (مظاہر حق ۶۵۸/۵)

ان کے احسانات میں یہ بھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ (عن ابن عباس ترمذی، فتح الباری ۱۳/۷)

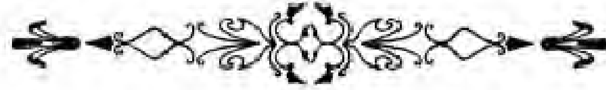
اپنی بیٹی کی شادی آپ علیہ السلام سے کی۔ (طبرانی عن ابن عباس فتح الباری ۱۳/۷)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کیا وغیرہ۔ (ترمذی عن ابن عباس فتح الباری ۱۳/۷)

خلیل ایسی سچی دوستی کو کہتے ہیں جو محبت کرنے والے کے دل میں ایسی سرایت کر جائے کہ محبوب کا تسلط صرف ظاہر پر نہ ہو

بلکہ باطن بھی اسی کے تسلط اور قبضہ میں ہو اور ایسا تعلق تو رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے ہو نہیں سکتا ہے دوسرا تعلق جو مسلمانوں سے ہے اس میں ابوبکر سب سے زیادہ ہیں۔ (مظاہر حق ۵/۶۵۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی اپنے باپ کی نسبت سے مشہور ہو اس کو اسی نسبت سے پکارنا چاہئے جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ابوقحافہ کے نام سے ابن ابی قحافہ سے مشہور تھے آپ علیہ السلام نے ان کو اسی نسبت سے پکارا۔ عرب میں اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔



باب انتساب الرجل إلى جده

اپنی نسبت اپنے دادا کی طرف کرنا

(٤١٤) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا محمد بن كثير، أنا سفيان الثوري، عن أبي إسحاق، قال: سمعت البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجاءه رجل فقال: يا أبا عمارة! وليتم يوم حنين، فقال: أما أنا فأشهد على رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أنه لم يؤل، ولكن عمل سرعان القوم فرشقتهم هوازن وأبو سفيان بن الحارث آخذ برأس بغلته البيضاء وهو يقول: (أنا النبي لا كذب أنا ابن عبدالمطلب).

أخرجه البخاري (٣/١٠٥٤/٢٧١٩) (١/٤٠٢) والمسلم (٣/١٤٠٠/١٧٧٦) (٢/١٠٠) والترمذي (٤/١٩٩/١٦٨٨) (١/٢٩٨) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٠٥) وابن حبان في «صحيحه» (١١/٩٠/٤٧٧٠)

(۴۱۴) تَرجَمَۃ: ”حضرت ابوعمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آدمی نے پوچھا: ابوعمارہ! کیا آپ لوگ (جنگ) حنین میں پشت پھیر کر چلے گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پشت پھیر کر نہیں گئے تھے (بلکہ اپنی جگہ سے ہٹے بھی نہیں تھے)۔ لیکن قوم کے جلد باز لوگوں نے جلدی کی (یعنی وہ لوگ پشت پھیر کر چلے گئے تھے) قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے ان پر تیر برسائے۔ (اس وقت) حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے:“

﴿انا النبی لا کذب انا بن عبدالمطلب﴾

تَرجَمَۃ: ”یعنی میں نبی ہوں اس میں جھوٹ کی کوئی گنجائش نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔“

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے دادا کی طرف نسبت کر کے یوں کہنا کہ میں دادا کا بیٹا ہوں صحیح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دادا کی طرف اپنی نسبت کی والد کی طرف نہیں کی اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد جوانی میں انتقال فرما گئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے بہت عمر پائی اور وہ اپنی بہادری وغیرہ میں مشہور تھے۔ عرب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن عبدالمطلب کہہ کر پکارتے تھے۔ (فتح الباری ۸/۳۱)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ان کے بارے میں کیا گیا لیکن انہوں نے حسن ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے جواب اس لئے دیا کہ سوال سے ظاہراً یہ وہم ہوتا ہے کہ سارے ہی پشت پھیر کر چلے گئے تھے اس لئے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح فرمایا۔ (فتح الباری ۸/ ۲۸)

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

❶ خچر پر سوار ہونا مزید ثابت قدمی کی علامت ہے کیونکہ گھوڑے پر سوار ہونے میں بھاگنے اور لوٹ جانے کا خیال اور استعداد ہوتی ہے۔

❷ اپنے دادا کی طرف نسبت کرنا۔

❸ جنگ کے موقع پر فخر وغیرہ کرنا جائز ہے اس کے علاوہ نہیں ہے۔

❹ امیر کا میدان جنگ میں اپنی شہرت کرنا۔

❺ خطاب کرنے میں حسن ادب کا لحاظ کرنا۔

❻ اچھی طرح سوال کرنے کی رہنمائی اچھے جواب کے ذریعہ کرنا۔

❼ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خود کو ہلاکت کے لئے پیش کرنا۔ (فتح الباری ۸/۳۲)



باب نسبة الرجل إلى من اشتهر من أمهاته

جو شخص اپنی ماں کی نسبت سے مشہور ہو اس کو اس کی ماں کی طرف منسوب کرنا

(٤١٥) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن عبدالله بن نمير، ثنا ابن فضيل، عن الأعمش، عن خيثمة، عن قيس بن مروان، عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: من سره أن يقرأ القرآن رطبا كما أنزل فليقرأ على قراءة ابن أم عبد.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۷/۱) وابن ماجه (۱۳۸/٤٩/۱) (ص۱۳) والبزار فی «مسنده» (٤/۲۳۹-۲٤۰/۱٤۰٤) وابن حبان فی «صحیحه» (۱٥/٥٤۲/۷۰٦٦) والحاکم فی «المستدرک» (۳/۳٥۹)

(۴۱۵) ترجمہ: ”حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ قرآن کو بالکل اسی طرح پڑھے جیسے وہ نازل ہوا ہے تو وہ (حضرت) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرح قرآن پڑھے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں کے نام سے بھی مشہور ہونا اور کنیت رکھنا جائز ہے۔ عموماً آدمی اپنے باپ کے نام سے مشہور ہوتا ہے ابن فلاں وغیرہ۔ لیکن اگر شہرت ماں کے نام سے ہو تو ماں کے نام ہی سے پکارنا چاہئے۔

ایک روایت میں خود رسول اللہ ﷺ نے ان کو قرآن سنانے کا حکم فرمایا اور ان سے قرآن سنا۔

(مسلم ۱/۲۷۰، بخاری ۲/۷۵۵)

اچھی آواز سے قرآن پڑھنا

اچھی آواز سے اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھنا مستحب ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۲٦۸)

ایک روایت ہے کہ جو اچھی آواز سے قرآن نہ پڑھے ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤد عن ابی سعید ۱/۲۰۷)

ایک روایت میں ہے کہ ہر چیز کے لئے زیور ہوتا ہے اور قرآن کے لئے زیور اچھی آواز ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اگر آواز اچھی نہ ہو تو فرمایا: جس قدر ہو سکے اچھی آواز بنائے۔ (عبدالرزاق، دلیل الفالحین ۳/۵۰۰)



باب ما جاء فی کنی النساء

عورتوں کی کنیت رکھنا

(٤١٦) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهراني، ثنا حماد بن زيد، ثنا هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، أنها قالت: يا رسول الله! كل نسائك لهن كنى غيرى، قال: فاكتنى بابنك عبدالله بن الزبير، فكانت تدعى: أم عبدالله.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢٦٠/٦) وابوداؤد (٤٩٧٠/٢٩٣/٤) (٣٦٥/١) وابو یعلی فی «مسنده» (٤٥٠٠/٤٧٤-٤٧٣/٧) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (٣٥/١٨/٢٣) والبیهقی فی «السنن الکبری» (٣١٠/٩)

(۴۱۶) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ انہوں نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے علاوہ آپ کی ساری بیویوں کی (کوئی نہ کوئی) کنیت ہے۔ (یعنی میری کوئی کنیت نہیں ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری کنیت تمہارے بیٹے عبداللہ ابن زبیر (کے نام سے) رکھتا ہوں۔ (اس کے بعد سے) حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو اُمّ عبداللہ کہہ کر پکارا جاتا تھا۔“

فائدہ: کنیت چونکہ عربوں کے ہاں فضیلت کی چیز ہے اس لئے حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے اپنی کنیت کی تجویز کے بارے میں حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے عرض کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی کنیت اُمّ عبداللہ رکھ دی۔

جب کسی عورت کی اولاد نہیں ہوتی ہے تو اس کی بہن یا بھائی کے بچے کے نام پر اس کی کنیت رکھی جاتی ہے کیونکہ خالہ اور پھوپھی بھی ماں کی طرح ہوتی ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۱۴۷)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی کنیت ان کی بہن اسماء رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے بیٹے عبداللہ کے نام پر رکھی گئی ہے۔

(٤١٧) - حدثنى أحمد بن المؤمل الناقد، ثنا عبدالله بن أيوب المخزومى، ثنا داود بن المحبر، ثنا محمد بن عروة، عن هشام بن روة، عن أبيه، عن عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قالت: أسقطت من النبى ﷺ سقطا، فسماه عبدالله، فكنانى بأم عبدالله، قال محمد: وليس فينا امرأة اسمها عائشة إلا كنيت أم عبدالله.

ذکره فی «التهذيب التهذيب باختلاف يسير» (٤٦٣/١٢) وقال ذکر ابوسعيد بن الاعرابى فى «معجمه بسند ضعيف»

(۴۱۷) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں: میرا رسول اللہ ﷺ سے ایک ناتمام بچہ پیدا ہوا۔

(یعنی حمل گر گیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ میری کنیت بھی اُمّ عبداللہ رکھی۔ (راوی حدیث) حضرت محمد فرماتے ہیں ہمارے خاندان میں کسی عورت کا نام عائشہ نہیں تھا ورنہ میں اس کی کنیت اُمّ عبداللہ رکھتا۔"

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بچہ کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیت اُمّ عبداللہ رکھی گئی ہے۔ لیکن یہ حدیث علماء کے ہاں راوی داؤد بن البحر کی وجہ سے زیادہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۳۷)

لہٰذا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر کنیت کا ہونا جو کہ ان کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے میں وہی زیادہ صحیح ہے۔



باب ممازحة الرجل إخوانه

اپنے بھائیوں سے خوش طبعی کرنا

اپنے بھائیوں اور بچوں سے مزاح کرنا ان سے کھیلنا اور ان کی دلجوئی کرنا حسنِ معاشرت کا ایک عمل ہے۔ نیز ہنسی مذاق کس طرح کرنا چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے چار یا رب جس کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤١٨) - أخبرنا الحسين بن عبدالله القطان، ثنا عامر بن سيار، ثنا أبو معشر، عن سعيد المقبرى، عن أبى هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قلنا: يا رسول الله إنك تمزح معنا، قال: إنى لا أقول إلا حقا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٤٠/٢ و ٣٦٠) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم ٢٦٥) والترمذى (١٩٩٠/٣٥٧/٤) (٢٠٥/٢) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٢٤٨/١٠) وفي «شعب الايمان» (٥٢٣٨/٣١٦/٤)

(۴۱۸) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ مزاح فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں حق بات ہی کہتا ہوں (یعنی میں مزاح تو کرتا ہوں لیکن اس میں بھی حق و سچ کے علاوہ کچھ نہیں کہتا ہوں)۔“

فَائِدَہ: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ کو زیادہ ہنسی مذاق سے منع فرمایا تھا اس لئے انہوں نے سوال کیا کہ آپ ہمیں تو منع فرماتے ہیں لیکن خود مذاق فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں مذاق میں بھی صحیح بات کہتا ہوں۔ کیونکہ مذاق میں عموماً جھوٹ اور لایعنی باتیں ہوتی ہیں تو تم لوگ اس پر قادر نہیں کہ تمہارا مذاق جھوٹ لایعنی اور غیر شرعی باتوں سے محفوظ ہو اور میں اس پر قادر ہوں۔ (اس لئے میرے مذاق کرنے سے کوئی غلط بات مجھ سے نہیں ہوتی ہے)۔

(مرقاۃ ۱۷۲/۹، مظاہر حق ۴۹۴/۴، فتوحات ربانیہ ۲۹۹/۶)

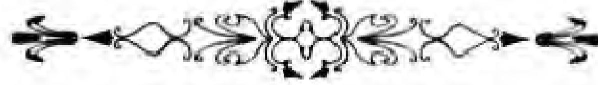
بعض علماء نے لکھا ہے کہ صحابہ نے یہ سوال اس لئے کیا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ مزاح آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے ساتھ خاص ہو اور اس کی اقتداء نہ کی جائے تو آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا کہ میں سچ بات ہی کہتا ہوں تو جو شخص حق کی رعایت کرے اور جھوٹ سے بچے ہیبت اور وقار بھی باقی رکھ سکے تو اس کے لئے مذاق کرنے کی اجازت ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳۰۰/۶)

ہنسی مذاق کس طرح اور کتنا ہونا چاہئے

مزاح ایسا مذاق کرنے کو کہتے ہیں جس میں کسی کے لئے کوئی ایذاء رسانی اور دل شکنی کا پہلو نہ اور جس میں ایذاء رسانی اور

دل شکنی ہو اس کو استہزاء تمسخر (یعنی مذاق اڑانا ٹھٹھا کرنا) کہتے ہیں۔ممنوع مذاق وہ ہے جو حد سے بڑھا ہوا ہو اور اس میں جھوٹ اور غیر شرعی بات ہو اور اس کی عادت بنالی جائے کیونکہ ایسے مذاق سے دل سخت ہو جاتا ہے اور دین کے کاموں میں سستی اور آخر کار اس سے بغض وعداوت ظاہر ہوتی ہے اور وقار وعظمت ختم ہو جاتی ہے اس کے خلاف ایسا مذاق جو حد میں رہتے ہوئے کبھی کبھی کیا جائے وہ مباح ہے جس مذاق کا مقصد مخاطب کو خوش کرنا اور اس سے انسیت کا پیدا کرنا ہو تو ایسا مذاق سنت مستحبہ ہے۔

(ملخص مرقاۃ ۹/۱۷۱، فتح الباری ۴/۴۹۴، کتاب الاذکار)



باب ممازحة الصبيان

بچوں سے خوش طبعی کرنا

(٤١٩) - حدثنا أحمد بن عمير، ثنا أحمد بن الوزير بن الحكم، ثنا هارون بن محمد، ثنا ابن لهيعة، عن عمارة بن غزية، عن إسحاق بن عبدالله ابن أبي طلحة، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ من أفكه الناس مع صبي.

اخرجه البزار في «مسنده» كما في «كشف الاستار» (٣/١٥٨-١٥٩/٢٤٧٤) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٦/٢٦٣/٦٣٦١) وفي «المعجم الصغير» (٢/١١٢/٨٧٠) والبيهقي في «دلائل النبوة» (١/٣٣١) والحسن بن سفيان في «مسنده» (وابن عساكر في «تاريخ دمشق» كما في «فيض القدير» (٥/١٨٠)

(۴۱۹) تَرجَمَہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ لوگوں میں بچوں سے سب سے زیادہ مذاق فرماتے تھے۔''

فَائِدَہ: زیادہ مذاق کرنے سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں (جو گزشتہ بیان ہوئیں) اس لئے زیادہ مذاق کرنا منع ہے لیکن رسول اللہ ﷺ خود اور آپ کا مذاق ان خرابیوں سے پاک ہے اس لئے زیادہ مزاح کی ممانعت آپ ﷺ کے علاوہ کے لئے ہے۔ (ملخص مرقاۃ ۹/۱۷۱، مظاہر حق ۴/۴۹۳)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہیبت بہت تھی اس لئے آپ ﷺ لوگوں سے مذاق کرلیا کرتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۹۷)

تاکہ لوگوں پر آپ ﷺ کی ہیبت کم ہو جائے۔ بعض علماء نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ لوگ آپ ﷺ کی اتباع اور اقتداء کے مامور ہیں اگر آپ ﷺ خندہ پیشانی سے ملنا مذاق کرنا چھوڑ دیتے تو لوگوں سے معاملہ کرنے میں بہت بے رخی کی جاتی جس سے بہت پریشانی ہوتی اس لئے آپ ﷺ نے مزاح اختیار فرمایا تاکہ لوگوں میں انبساط اور بشاشت رہے۔

آپ ﷺ جب مذاق فرماتے تو حق و سچ بات پر ہی مذاق فرماتے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے مزاح میں سچا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا مواخذہ نہیں فرماتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۲۹۷)



باب كيف ممازحة الصبيان

بچوں سے خوش طبعی کیسے کرنا چاہئے

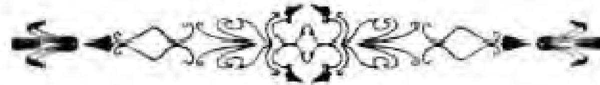
(٤٢٠) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا إسحاق بن أبى إسرائيل، ثنا شريك، عن عاصم الأحول، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال لی رسول الله ﷺ (يا ذا الأذنين).

اخرجه احمد فی «مسنده» (١٢٧/٣) وابوداؤد (٥٠٠٢/٣٠١/٤) (٣٢٧/٢) والترمذی (٣٨٢٨/٦٨١/٥) (٢٢٣/٢) وابو يعلى فی «مسنده» (٤٠٢٨/٩١/٧) والبيهقی فی «السنن الكبرى» (٢٤٨/١٠)

(۴۲۰) **ترجمہ:** ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ''اے کانوں والے'' فرمایا۔''

فائدہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح پکارنے میں ایک طرف خوش طبعی ہے تو دوسری طرف ان کی تعریف بھی ہے کہ تم نہایت سمجھدار اور ذہین ہو جو بات کہی جاتی ہے اس کو اچھی طرح سنتے ہو۔ (مرقاۃ ۱۷۳/۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کے ساتھ مذاق اور خوش طبعی سے پیش آنا چاہئے۔



باب مداعبة الصبيان

بچوں کے ساتھ کھیل کود کرنا

(٤٢١) - أخبرنا أبو يحيٰى الساجي، ثنا محمد بن بشار، ثنا جعفر ابن عون، ثنا معاوية بن أبي المزرد، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: بصرت عيناي هاتان رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بيد الحسن أو الحسين وهو يقول: (ترق عين بقة) فوضع الغلام قدمه على صدر النبي صلى الله عليه وسلم، فقال لهٗ رسول الله صلى الله عليه وسلم: (اللهم إني أحبه فأحبه).

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٣٢١٩٣/٣٨٠/٦) واحمد فى «فضائل الصحابه» (١٤٠٥/٢٨٧/٢) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم ٢٤٩) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٢٦٥٣/٤٩/٣) وابن عساكر فى «تاريخ دمشق» كما فى «البيان والتعريف» (٢٢/٢)

(۴۲۱) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میری ان دونوں آنکھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن یا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہاتھ پکڑے ہوئے فرما رہے ہیں چڑھو چھوٹی آنکھ والے۔ انہوں نے اپنا قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ پر رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! میں اس (بچہ) سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت کیجئے۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

1. بچوں سے شفقت کرنا اور بے تکلف ہونا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اپنے اوپر چڑھایا اور اپنے سینہ پر بچے کے قدم رکھوا لئے۔
2. بچوں سے بے تکلف رہنا۔
3. ان سے محبت اور ہنسی مذاق کرنا۔ (ترجمہ ادب المفرد صفحہ ۲۰۶)

(٤٢٢) - حدثنا ابن منيع، ثنا الزبير بن بكار، ثنا سعيد بن عمرو ابن الزبير، حدثني عبدالرحمن بن أبي الزناد، عن هشام بن عروة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه، قال: كنت أتعلق بشعر في ظهر أبي الزبير وهو يرتجز ويقول:

أبيض من آل أبي عتيق   مبارك من ولد الصديق

ألذه كما ألذ ربقي.

قال الزبير: وحدثني مصعب، عن جدي عبدالله بن مصعب، عن هشام ابن عروة، عن أبيه بمثله.

اخرجه احمد فی «فضائل الصحابه» (۱/۳۱٤/٤٣٣) وفی «العلل ومعرفة الرجال» (۳/۳۷/٤٠٦٣) والبخاری فی «التاريخ الصغیر» (۱/۱۷٤/۸۱۰) والحاکم فی «معرفة علوم الحديث» (۱/۲۱۰) والذهبی فی «سیر اعلام النبلاء» (٤/٤٢٢)

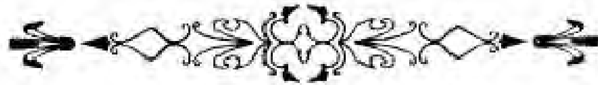
(۴۲۲) تَرْجَمَہ: ''حضرت عروہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں میں اپنے والد حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پیٹھ پر بالوں سے لٹک جاتا تھا اور وہ یہ شعر پڑھتے تھے:''

أبيض من آل أبي عتيق مبارك من ولد الصديق

تَرْجَمَہ: ''ابوعتیق کی آل میں سب سے روشن۔ صدیق کے بچوں میں مبارک۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کے ساتھ کھیلنا کودنا، مزاح کرنا اور رجزیہ کلام کہنا جائز ہے۔ یہ بچوں سے محبت، شفقت اور صلہ رحمی کا ذریعہ ہے۔

حضرت جبلہ بن سحیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: میں حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خلافت کے دوران ان کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے گلے میں رسّی پڑی ہوئی ہے جس کو ایک بچہ کھینچ رہا ہے اور آپ اس سے کھیل رہے ہیں۔ جبلہ بن سحیم کہتے ہیں میں نے پوچھا: امیر المؤمنین یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: بے وقوف چپ رہو۔ میں نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سنا ہے کہ اگر کسی کے پاس بچہ ہو تو وہ بھی بچوں جیسی حرکتیں کر لیا کرے تاکہ بچہ خوش ہو جائے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۵۴، بحوالہ رسالہ الصیانہ ص ۳۰ ماہ ستمبر ۲۰۰۴ء)



باب ما يلقن الصبى إذا أفصح بالكلام

جب بچہ بولنے لگے تو اس کو کیا سکھانا چاہئے

بچوں کی ابتدائی تربیت انتہائی اہم چیز میں ہے ساری زندگی کا دارومدار اسی پر ہے اسی لئے بچوں کو ابتدا ہی سے اسلامی عادات کا مالک بنانا ضروری ہے تاکہ تمام زندگی اسلامی طرز پر گزاری جا سکے اور یہ بچہ کا حق بھی ہے اس لئے اس حق کی ادائیگی کیلئے بچہ کی کیسے تربیت کرنی چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے تین باب جن کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٢٣) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، حدثنا حمزة بن العباس المروزى، ثنا على بن الحسن بن شقيق، أنبا الحسين بن واقد، ثنا أبو أمية، يعنى عبدالكريم، عن عمرو بن شعيب قال: وجدت فى كتاب جدى الذى حدثه عن رسول اللّٰه ﷺ قال: إذا أفصح أولادكم فعلموهم:

﴿لا إله إلا اللّٰه﴾

ثم لا تبالوا متى ماتوا، و إذا أثغروا فمروهم بالصلٰوة.

اخرج عبدالرزاق فى «مصنفه» (١٥٤/٤) عن ابراهيم قال كان يومر الصبى بالصلاة اذا اثغر وابن ابى شيبه فى «مصنفه» (٣٠٥/١) ايضاً واخرجه البيهقى فى «شعب الايمان» (٣٩٨/٦) عن ابن عباس عن النبى ﷺ قال افتحوا على صبيانكم اول كلمة بلا اله الا اللّٰه ولقنوهم عند الموت لا اله الا اللّٰه فانه من كان اول كلامه لا اله الا اللّٰه واخر كلامه لا اله الا اللّٰه ثم عاش الف سنة ما سئل عن ذنب.

(۴۲۳) تَرْجَمَۃ: ''حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے بچے بولنے لگیں تو ان کو

﴿لا إله إلا اللّٰه﴾

سکھاؤ۔ پھر پروا مت کرو کہ وہ کہاں مرتے ہیں۔ جب ان کے دانت ٹوٹنے لگیں (یعنی جب سات سال کے ہو جائیں) تو ان کو نماز کا حکم کرو۔''

فَائِدَۃ: ایک روایت میں ہے کہ بچہ کو سب سے پہلے ''لا اله الا اللّٰه'' سکھاؤ اور جو شخص موت کے قریب ہو اس کو بھی کلمہ ''لا اله الا اللّٰه'' کی تلقین کرو کیونکہ جس شخص کا پہلا کلام ''لا اله الا اللّٰه'' ہو پھر وہ ہزار سال بھی زندہ رہے تو اس سے کسی گناہ کا سوال نہیں کیا جائے گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباس ۳۹۸/۶)

ایک روایت میں ہے کہ جس نے بچے کو پالا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہنے لگا تو اللہ تعالیٰ اس سے حساب نہیں فرمائیں گے۔ (طبرانی صغیر واوسط مجمع الزوائد ۸/ ۱۵۹)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بچہ کو جب وہ بولنے لگے تو سب سے "لا الہ الا اللّٰہ" کہلوانا چاہئے۔

نوع آخر:

(٤٢٤) - حدثنا عبداللّٰه بن زيدان البجلی، ثنا سفيان بن وكيع، ثنا سفيان بن عيينة، عن عبدالكريم أبی أمية، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: كان النبی ﷺ إذا أفصح الغلام من بنی عبدالمطلب علمه هذه الآية:

﴿ قُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا. ﴾

وأخرجه عبدالرزاق فی «المصنف» (٤/٣٣٤) وابن أبی شيبة فی «المصنف» (٦/١٥٣) وزاد فيه سبع مرات.

(۴۲۴) تَرجَمَہ: "حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ (قبیلہ) بنوعبدالمطلب میں جب کوئی بچہ بولنا شروع کرتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو یہ آیت سکھاتے:"

﴿ قُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا. ﴾

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جب بنوعبدالمطلب میں کوئی بچہ بولنا شروع کرتا تو رسول اللہ ﷺ اس کو سات مرتبہ یہ آیت پڑھاتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق عن عبدالکریم ۴/ ۳۳۴)

ایک روایت میں ہے کہ جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اس سے لا الہ الا اللہ کہلواؤ اور موت کے وقت بھی اسی کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔ (بیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباس بحوالہ معارف الحدیث ۶/ ۳۲)

مسلمان بچہ کا پہلا حق

احادیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان بچہ کا والدین پر پہلا حق یہ ہے کہ جب وہ پیدا ہو تو اس کے کان میں اذان کہی جائے اور جب وہ بولنے لگے تو اس کو کلمہ لا الہ الا اللہ اور یہ آیتیں سکھائی جائیں اور موت کے وقت پھر یہی کلمہ کی تلقین کی جائے۔

پیدائش کے وقت اذان واقامت کی تعلیم عمر پوری ہو جانے موت کے بعد جنازہ پڑھنے کی تعلیم سے یہ بتا دیا گیا ہے کہ مؤمن کی زندگی اذان اور نماز کے درمیان کی زندگی کی طرح ہے اس لئے اس کو چاہئے کہ اس طرح زندگی گزارے جس طرح نماز کے انتظار میں زندگی گزارتا ہے۔ (ملخص معارف الحدیث ۶/ ۱۹، ۲۰، ۳۲)

باب ما يوصى به الغلام إذا عقل

جب بچہ سمجھدار ہو جائے تو اس کو کیا وصیت کرنی چاہئے

(٤٢٥) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا ليث بن سعد عن قيس بن الحجاج، عن حنش الصنعاني، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: كنت خلف رسول الله ﷺ فقال: يا غلام! إني معلمك كلمات (إحفظ الله) عزوجل يحفظك، إحفظ الله تجده تجاهك، و إذا سألت فاسأل الله عزوجل، و إذا استعنت فاستعن بالله عزوجل، واعلم أن الأمة لو اجتمعوا على أن ينفعوك بشيء لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله عزوجل لك، ولو اجتمعوا على أن يضروك بشيء لم يضروك إلا بشيء كتبه الله عزوجل عليك، جفت الأقلام وطويت الصحف.

اخرجه أحمد في «مسنده» (١/٢٩٣) والترمذي (٤/٦٦٧/٢٥١٦) (٢/٨٧) وابويعلى في «مسنده» (٤/٤٢٩-٤٣٠/٢٥٥٦) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٥/٣١٦/٥٤١٧) والبيهقي في «شعب الايمان» (١/٢١٦-٢١٧/١٩٥)

(۴۲۵) تَرْجَمَۃ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: (ایک دن) میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: لڑکے! میں تمہیں چند باتیں بتاتا ہوں (انہیں غور سے سنو!) تم اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کرو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کریں گے، تم اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرو گے تو اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم (کچھ) مانگو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو، جب تم مدد کے طالب ہو تو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد طلب کرو۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر ساری دنیا والے مل کر تمہیں نفع پہنچانا چاہیں تو تمہیں صرف اتنا ہی نفع پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے، اگر ساری دنیا والے مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں تو تمہیں اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ قلم (لکھنے کے بعد) خشک ہو چکے ہیں (اور ان کا لکھا بھی خشک ہو چکا ہے) اور صحیفے (لکھنے کے بعد) لپیٹ دیئے گئے ہیں۔“

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے کو بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ کے احکام وحقوق کی حفاظت کرنے، اللہ تعالیٰ ہی سے سوال کرنے اور مدد مانگے اور ہر نفع نقصان اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے سمجھاتے رہنا چاہئے جیسا کہ حضور ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بچے تھے ان کو یہ باتیں تلقین فرمائیں۔

تم اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے کا مطلب یہ ہے کہ جب اوامر و احکام خداوندی کی تعمیل میں لگے رہو گے، تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے کاموں کو بناتے رہیں گے، اور ہر برائی سے تمہیں بچائیں گے یا تمہیں انتہائی قرب عطا فرما کر صفات احسان عطا فرمائیں گے کہ اللہ تمہاری نظر کے سامنے رہیں اور ما سوا ہر چیز پر مقدم ہو جائیں صرف اللہ ہی سے سوال کرنا کیونکہ عطاء و بخشش کے خزانے صرف اللہ ہی کے پاس ہیں ان ہی سے مانگنا چاہئے۔ نفع نقصان سارا اللہ ہی کی جانب سے ہے اللہ تعالیٰ سے نفع کی امید اور نقصان سے حفاظت مانگنی چاہئے۔

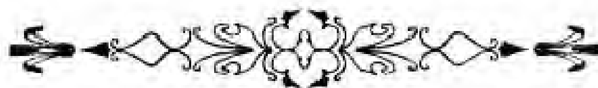
قلم اٹھا لئے گئے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا جا چکا وہ ہو کر رہے گا۔ اس لئے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہوگا اسی لئے تقدیر پر راضی رہنا چاہئے۔ (مظاہر حق ۴/۸۰۹)

بچہ کا حق جب وہ سمجھدار ہو جائے

جب بچہ سمجھدار ہو جائے تو جن چیزوں کا اعتقاد واجب ہے وہ چیزیں اس کو سکھائی جائیں، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا حق بتایا جائے اسی طرح تمام رسولوں کا حق بتایا جائے۔ یہ بھی بتایا جائے کہ ان تمام رسولوں کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ کی شریعت کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔

یہ بھی بتایا جائے کہ آپ ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے، آپ کا نام محمد ہے جو رسول عربی ہیں اور احکام شریعت سکھائیں تا کہ دل میں راسخ ہو جائے کیونکہ بچپن کا علم دل میں پتھر پر نقش کی طرح محفوظ ہوتا ہے۔ (دلیل الفالحین ۲/۱۴۴)

رسول اللہ ﷺ کا اتنا نسب مبارک تو یاد ہونا چاہئے اس لئے یہ بھی یاد کرائیں۔ محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ (عمدۃ الفقہ صفحہ ۲۵)



باب ما يقول لولده إذا زوجه

جب بچے کی شادی کرے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٤٢٦) - أخبرني علي بن محمد بن عامر، ثنا أحمد بن إبراهيم القرشي، ثنا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا بكار بن عمرو بن أبي الجارود البصري، ثنا عبدالله بن المثنى، عن عمه ثمامة بن عبدالله، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اضربوا على الصلوٰة لسبع، واعزلوا فراشه لتسع، وزوجوه لسبع عشرة إذا كان، فإذا فعل ذلك فليجلسه بين يديه ثم ليقل: ﴿لَا جَعَلَكَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِتْنَةً فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ.﴾

لم اجده بهذه السياقة عند غير المصنف واخرج الترمذي (٢/٢٥٩/٤٠٧) (١/٩٣) وابوداؤد (١/١٣٣/٦٩٤) (١/٧٠) والدار قطني (١/٢٣٠-٢٣١) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٢/٢٢٩/٣٠٥٢) باختلاف في اللفظ وليس عندهم لا جعلك الله الخ.

(۴۲۶) **ترجمہ:** ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز (نہ پڑھنے) کی وجہ سے مارو، دس سال کی عمر میں ان کے بستر کو علیحدہ کردو اور سترہ سال کی عمر میں ان کی شادی کردو۔ جب شادی کردو تو بچہ کو اپنے سامنے بٹھاؤ اور یہ دعا پڑھو:“

﴿لَا جَعَلَكَ اللّٰهُ عَلَيَّ فِتْنَةً فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ.﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں میرے لئے نہ دنیا میں فتنہ بنائے اور نہ آخرت میں فتنہ بنائے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سات سال کی عمر میں بچہ کو نماز کا حکم کرنا چاہئے تاکہ بچہ کی نماز پڑھنے کی عادت بن جائے۔ (بذل المجہود ۱/۲۷۸)

یہ حکم کرنا والدین یا بچے جن کی پرورش میں ہوں ان کے لئے واجب ہے۔ (دلیل الفاتحین ۲/۱۳۳)

سات سال کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارنا چاہئے۔ دوسری احادیث میں ۱۰ سال کی عمر میں مارنے کا حکم آیا ہے یہ حکم بلوغت سے پہلے کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بلوغت کے بعد نماز چھوڑنے کی سزا زیادہ سخت ہونی چاہئے۔

بستر ۹ سال کی عمر میں اور اکثر روایات میں ۱۰ سال کی عمر میں الگ کرنے کا حکم ہے کیونکہ اس عمر میں بلوغت متوقع ہوتی ہے بچے بچیوں کو اس عمر میں علیحدہ سلایا جائے تاکہ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آئے۔ (بذل ۱/۲۷۸)

مارنے کی حد: مارنا صرف تادیبی کاروائی کے تحت ہلکا پھلکا ہو جس سے مار کا ڈر رہے اور نماز ادا کرنے لگے۔ بہت زیادہ سخت تکلیف دہ مار یا زخمی کرنے والی ہڈی توڑنے والی مار جائز نہیں ہے اسی طرح چہرے پر بھی نہ مارا جائے۔ (دلیل الفالحین ۲/۱۳۳)

فقہاء نے سخت مار سے صاف صاف منع کیا ہے اور جس مار سے جلد پر نشان پڑ جائے اس کو سخت مار میں شامل کیا ہے۔

(رد المحتار عن التاتار خانیہ ۳/۲۹۳ بحوالہ اصلاح انقلاب امت حصہ دوم ص ۲۲۰)

باب ما يجب على الرجل إذا جلس بنفاء داره

گھر کے راستہ میں بیٹھنے والے کے ذمہ (لوگوں کے) کیا حقوق ہیں؟

راستے میں بیٹھنا کیسا ہے؟ اگر راستہ میں بیٹھا جائے تو کن حقوق کی ادائیگی ضروری ہے، ان حقوق کے بیان کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک باب اور اس کے ذیل میں ایک حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(٤٢٧) - أخبرني محمد بن جعفر بن رزين الحمصي، ثنا إبراهيم بن العلاء، ابن زريق، ثنا إسماعيل بن عياش، عن يحيى بن عبيدالله، عن أبيه، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ لا خير في الجلوس على الطرقات، إلا من هدى السبيل، ورد التحية، وغض البصر، وأعان على الحمولة.

اخرجه الهناد السرى في «الزهد» (١٢٢٩/٥٨١/٢) والديلمي في «مسند الفردوس» (٧٨٩٠/١٧٩/٥) والبغوى في «شرح السنة» بهذا لسياق وابويعلى في «مسنده» (٦٦٠٣/٤٨١/١١) والحاكم في «المستدرك» (٢٩٤/٤) والبيهقى في «شعب الايمان» (٧٦٢٠/١٠٧/٦) باختلاف في اللفظ.

(۴۲۷) تَرجَمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے میں کوئی خیر نہیں مگر (لوگوں کو) راستہ بتانے، (ان کے) سلام کا جواب دینے (حرام جگہوں میں دیکھنے سے) نظریں جھکاتے اور بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرنے میں (خیر ہے)۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہتر ہے کہ راستے میں نہ بیٹھا جائے کیونکہ راستہ میں سب لوگوں کا حق ہوتا ہے راستے میں بیٹھنے سے لوگوں کو گزرنے میں دشواری ہوگی۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راستے میں بیٹھنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ راستہ کا حق ادا کریں ادا نہ کرنے کی صورت میں گناہگار ہوں گے اس لئے آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے پہلے منع فرمایا لیکن جب صحابہ نے کہا کہ اس کے علاوہ چارہ کار نہیں تو آپ ﷺ نے راستے کے حقوق بیان فرمائے۔ روایات میں مزید حقوق بیان ہوئے ہیں کہ گزرنے والوں سے اچھی بات کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، غمگین کی غم گساری کرنا، راستہ بھولے ہوئے کو راستہ بتانا، جب کوئی چھینک کر "الحمد لله" کہے تو اس کے جواب میں "يرحمك الله" کہنا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا بہتر ہے کہ راستے میں بیٹھنا نہیں چاہئے کیونکہ راستہ میں سب کا حق ہے اور بیٹھنے سے لوگوں کو گزرنے میں دشواری ہوگی خصوصاً جب کہ بیٹھنے والے ایسے لوگ ہوں جن کی ہیبت لوگوں میں مشہور ہو کہ لوگ اس کی وجہ سے وہاں سے نہیں گزریں گے۔ (نزہۃ المتقین ۱/۳۱۴، فتح الباری ۵/۸۵)

باب ما يجب عليه من نصرة أخيه إذا ذكر عنده

جس کے سامنے کسی مسلمان بھائی کو ذلیل کیا جائے تو اس کو کیا کرنا چاہئے؟

اسلامی معاشرے میں مسلمان کی کتنی اہمیت ہے مسلمان ایک قیمتی شی ہے۔ مسلمان کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کو کتنا پسند ہے؟ نیز مدد نہ کرنا کس قدر ناپسند ہے۔

مسلمان بھائی کی رعایت کرنا، اگر کوئی جھگڑا کرے تو اس سے کس طرح احتراز کرنا چاہئے، اگر کوئی جاہلیت کی رسم کی طرح اپنی قوم کو پکارے جو اسلامی معاشرے میں ایک شگاف ڈالتا ہے تو اس کو کس طرح جواب دینا کہ یہ بدبو وہیں ختم ہو جائے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے چھ باب اوران کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

پہلا باب غیبت کے بیان میں۔ غیبت بہت ہی بری اور لوگوں میں بہت ہی انتشار پیدا کرنے والی چیز ہے اس سے بہت کم لوگ محفوظ ہیں۔

(٤٢٨) - أخبرني إبراهيم بن محمد، ثنا محمد بن سنجر، ثنا عبدالغفار ابن داود، ثنا ابن لهيعة، أنه سمع موسى بن جبير، عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف، عن أبيه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أذل عنده مؤمن فلم ينصره وهو يقدر على أن ينصره إلا أذله الله تعالىٰ على رؤس الخلائق يوم القيامة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٨٧/٤) والهناد السرى فى «الزهد» (١١٨١/٥٦٦/٢) والطبرانى فى «الكبير» (٥٥٥٤/٢٣٠/٥) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٧٦٣٣/١١٠/٦) والعجلونى فى «كشف الخفاء» (٢٨٠/٢)

(۴۲۸) تَرْجَمَہ: ”حضرت حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے سامنے کسی مسلمان کو ذلیل کیا گیا اور اس نے اس مسلمان کی مدد نہیں کی حالانکہ وہ اس کی مدد کر سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے ذلیل کریں گے۔“

فَائِدَہ: یعنی جب کسی مسلمان کے سامنے کسی مسلمان کی غیبت کی جائے تو اس کو چاہئے اپنے بھائی کی غیبت نہ ہونے دے یہ اس کی مدد کرنا ہے۔

غیبت کی تعریف

غیبت کہتے ہیں کسی انسان کے بارے میں (خواہ وہ زندہ ہو یا نہ ہو) ایسی بات کہنا جو اسے ناگوار ہو خواہ وہ اس کی ذات یا والدین واقارب کے متعلق ہو اسی طرح خواہ وہ بات زبان کے اشارہ سے کہی جائے یا آنکھ، ہاتھ یا سر کے اشارہ سے کی جائے یا

کسی طرح اس کی نقل اتاری جائے۔

اسی طرح اگر کسی کے متعلق حال پوچھا گیا اور جواب میں کہا گیا اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے یا اللہ ہماری حفاظت فرمائے تو یہ بھی غیبت میں داخل ہے خلاصہ یہ کہ دوسرے کی کمی جس طرح بھی بتائی جائے یہ غیبت ہے۔

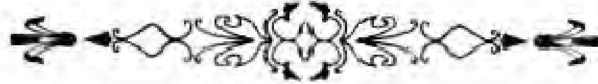
غیبت چند صورتوں میں جائز ہے

❶ کسی ظالم کی شکایت قاضی وغیرہ سے کرنا۔

❷ اصحاب اقتدار سے کسی منکر کے ختم کرنے کے لئے حصول تعاون واستقامت کے وقت بھی جائز ہے

❸ مسئلہ پوچھتے وقت کہ فلاں نے میرے ساتھ یہ کیا ہے اس کا حل کیا ہے۔

❹ لوگوں کو کسی شخص کے (دینی یا دنیاوی) فتنے سے بچانے کے لئے۔ (کتاب الاذکار للنووی صفحہ ۳۱۸،۳۱۹)



باب ثواب من نصر أخاه

اپنے بھائی کی مدد کرنے والے کا ثواب

(٤٢٩) - أخبرنا حامد بن شعيب البلخي، ثنا سريج بن يونس، ثنا المحاربي، عن محمد بن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن الحكم، عن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنه قال: نال رجل من عرض أخيه عند النبي ﷺ فرد عليه رجل من القوم، فقال رسول الله ﷺ: (من رد عن عرض أخيه كان لهٗ حجابا من النار).

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٥/٢٣٠/٢٥٥٣٩) وعبد بن حميد في «مسنده» (١/١٠٠/٢٠٦) والحارث في «مسنده» (كما في بغيه (٢/٣٨٦/٨٨١) والبيهقي في «والسنن الكبرى» (٨/١٦٨) وفي «شعب الايمان» (٦/١١٠-١١١/٧٦٣٤)

(۴۲۹) **ترجمہ:** ''حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنے (مسلمان) بھائی کی بے عزتی کی۔ لوگوں میں سے کسی نے اس کی بات کو رد کر دیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت (و آبرو) کی حفاظت کی (کہ اس کے سامنے کسی مسلمان کی غیبت کی گئی اور اس نے اس کو روک دیا) تو یہ (حفاظت کرنا) اس کے لئے جہنم سے آڑ ہوگا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے سامنے غیبت کی جائے وہ اس کو روکے کیونکہ جس طرح غیبت کرنا ناجائز ہے اسی طرح سننا بھی ناجائز ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۱۷)

غیبت سے بچنے کا طریقہ:

غیبت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر غیبت کرنے والے سے کسی قسم کے نقصان کا خوف نہیں ہے تو اس کو غیبت کرنے سے منع کرے اور اس کو جھٹلائے کہ وہ ایسا نہیں ہے جیسا تم کہتے ہو یا اس کی بات کی اچھی تاویل کرے ورنہ دل سے ضرور انکار کرے یا اس کو کسی دوسری بات میں مشغول کرے ورنہ مجلس سے اٹھ کر چلا جائے۔

اگر مجلس سے بھی اٹھ کر نہ جا سکے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے میں مشغول ہو جائے اور دل میں کوئی دوسری بات سوچے تاکہ غیبت سننے میں مشغول نہ ہو اس صورت میں اس کو نقصان نہ ہوگا۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۳۱۷)

غیبت کا کفارہ: جس شخص کی غیبت کی ہے اگر غیبت کرنے کی خبر اس کو پہنچ گئی ہو تو اس سے معافی مانگے کہ میں نے تمہاری غیبت کی تھی تم مجھے معاف کر دو اگر غیبت کی خبر اس تک نہ پہنچی ہو کہ وہ مر گیا ہو یا دور دراز رہتا ہو تو اس صورت میں اس کے لئے استغفار کافی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی اس کے لئے استغفار کرنا غیبت کے کفارہ میں داخل ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۷/۱۵)

باب ما يجب عليه من إسماع الأصم

بہرے آدمی کو بات سنانے کا ثواب

(٤٣٠) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا هارون بن معروف، ثنا عبدالله ابن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث، أن سعيد بن أبي هلال حدثه عن أبي سعيد مولى المهري، عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ليس نفس من بني آدم إلا عليها صدقة في كل يوم طلعت فيه الشمس، قيل: وما هي يا رسول الله؟ ومن أين لنا صدقة نتصدق بها؟ قال: إن أبواب الخير كثير، التسبيح والتحميد، والتكبير والتهليل، وتأمر بالمعروف و تنهى عن المنكر، وتميط الأذى عن الطريق، وتسمع الأصم وتهدي الأعمى.

اخرجه ابن حبان في «صحيحه» (٣٣٧٧/١٧١/٨) والبيهقي في «شعب الايمان» (٧٦١٨/١٠٦/٦) بزيادة وليس عندهما «وتسمع الاصم»

(۴۳۰) ترجمہ: ”حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر دن جس میں سورج نکلتا ہے انسان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ صدقہ کیا ہے؟ ہمارے پاس مال کہاں ہے کہ ہم صدقہ کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خیر کے دروازے بہت سارے ہیں، سبحان اللہ کہنا، الحمد للہ کہنا، اللہ اکبر کہنا، (اور جو) تم بھلائی کا حکم کرو، برائی سے منع کرو، راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹاؤ، بہرے کو کوئی بات سناؤ (کیونکہ بہرے کو بات سنانے میں مشقت ہوتی ہے) اندھے کو راستہ دکھاؤ (یہ سب صدقہ ہے)۔“

فائدہ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نیکی حاصل کرنے کے بہت سے طریقہ ہیں جو حدیث بالا میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی بہرے آدمی کو کوئی بات سنانا بھی نیکی ہے (کیونکہ بات سنانے کے لئے یا تو اونچا بولنا پڑتا ہے یا قریب آکر بولنا پڑتا ہے جس میں سنانے والے کو مشقت ہوتی ہے اگر بات بار بار دہرانی پڑے پھر تو مشقت اور بڑھ جاتی ہے)۔



باب ما يقول إذا ذكر الله عزوجل

جب کسی کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلائی جائے تو کیا کہے؟

(٤٣١) - أخبرنی أبو أيوب سليمان بن محمد الخزاعی، ثنا أبو علقمة نصر بن خزيمة، أخبرنی أبی، عن نصر بن علقمة، عن أخيه محفوظ ابن علقمة، عن ابن عائذ قال: قال عوف بن مالك رضی الله تعالی عنه: إن رجلا خون النبی صلی الله علیه وسلم، وكان ائتمنه على بعض الأمانة، فقال للنبی صلی الله علیه وسلم: إنی أذكركم الله، قال: فانتهرته، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: دعوه، اَللّٰهم إنی أذْكُرُكَ إذا ذُكِرْتُ بِكَ، قال الرجل: إنی أنشدك بالله عزوجل، قال فانتهرته، فقال النبی صلی الله علیه وسلم: دعوه.

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أُنْشِدُكَ إِذَا نُشِدْتُّ بِكَ. ﴾

ذكره ابن ابی حاتم فی «الجرح والتعديل» (٨/٤٧٤)

(۴۳۱) ترجمہ: ”حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیانت کی نسبت کی اس نے کچھ امانتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھوائی تھیں۔ اس آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس آدمی کو ڈانٹ دیا۔ (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی گستاخی کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو (ڈانٹو نہیں) اے اللہ! جب مجھے آپ کو یاد کرنے کو کہا جاتا ہے تو میں آپ کو یاد کرتا ہوں۔ اس شخص نے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ حضرت عوف بن مالک فرماتے ہیں: میں نے اس کو ڈانٹ دیا۔ (کہ ایسی گستاخی کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے کو کہتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو (ڈانٹو نہیں) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جب مجھے آپ کی قسم کھانے کو کہا جاتا ہے تو میں آپ کی قسم کھاتا ہوں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کو کہا جائے یا اللہ تعالیٰ کی قسم دلائی جائے تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا چاہئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ جب ایسے مواقع ہوں کہ آدمی کو کتاب وسنت کی طرف بلایا جائے یا کہا جائے کہ کسی مفتی کے پاس چلو

فیصلے کے لئے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کو کہا جائے یا اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ کہو یا یہ عمل کرو تو ایسے موقع پر مستحب ہے کہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا عمل ہو وہ کرے اور "**سمعنا و اطعنا**" کہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ۲۹۴، فتوحات ربانیہ ۲۴۲/۶، ۲۴۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے لئے کہا جائے اور وہ کہے کہ اپنے آپ کو دیکھو (یعنی تم ڈرو)۔ (فتوحات ربانیہ ۲۴۴/۲)

ہارون الرشید رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اپنے درباریوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے ان کی سواری کے سامنے ایک یہودی کھڑا ہو گیا اور کہا: امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔ وہ فوراً اپنی سواری سے اتر گئے اور سجدے میں گر گئے اور اس یہودی کی ضرورت کو پورا کیا۔ جب ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿ **اذا قیل له اتق اللّٰه اخذته العزة الخ** ﴾ یعنی جب اس (منافق) سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر تو اس کو غرور گناہ پر آمادہ کرتا ہے اس کے لئے جہنم کافی ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۴۳/۶)

لیکن یہ ضروری نہیں ہے اگر مصلحت خلاف میں ہو تو قسم نہ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور قسم کھانا غایت درجہ کی عزیمت ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت و تعلق کی علامت ہے۔



باب ما يقول من جهل عليه وهو صائم

روزہ دار سے لڑائی کرنے والے کو وہ کیا جواب دے

(٤٣٢) - حدثني علي بن أحمد بن سليمان، ثنا بكار بن قتيبة، ثنا أبو المطرف بن أبي الوزير، ثنا موسى بن محمد المديني، عن سعيد بن أبي سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا جهل على أحدكم وهو صائم فليقل:

﴿أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ إِنِّيْ صَائِمٌ.﴾

اخرجه الطيالسي في «مسنده» (٢٥٣٧/٣٣١/١) واحمد في «مسنده» (٣١٣/٢) باختلاف والديلمي في «مسنده» كما في «فيض القدير» (٣٢٨/١) وله شاهد اخرجه البخاري في «صحيحه» (١٧٩٥/٦٧٠/٢) وابن حبان في «صحيحه» (٣٤٧٩/٢٥٥/٨)

(۴۳۲) تَرجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی سے کوئی بے ہودہ بات کرے اور (جس سے بے ہودہ بات کی گئی) اس کا روزہ ہو تو وہ (جواب میں) کہے میں روزہ دار ہوں۔“

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو وہ بے ہودہ بات اور بدسلوکی نہ کرے اگر کوئی شخص اس کو برا بھلا کہے یا اس سے لڑے تو وہ اس کو کہے کہ میں روزے سے ہوں۔ (مسلم ۱/۳۶۳)

ایک روایت میں ہے کہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۳۶۳)

”میں روزے سے ہوں“ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ زبان سے زور سے کہے تاکہ لڑنے والا سن کر لڑائی سے باز آجائے۔ دوسرے یہ کہ خود اپنے آپ سے کہے کہ میں روزے سے ہوں تاکہ خود اپنے آپ کو سمجھائے اور لڑائی وغیرہ سے باز آجائے اگر دونوں کام کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۳۶۳)

اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

روزے کے آداب میں سے ہے کہ لوگوں سے فحش گوئی نہ کی جائے، ان کی تکالیف پر صبر کیا جائے۔ (نزہۃ المتقین ۲/۸۶۷)

روزے دار کے لئے مستحب ہے کہ اپنے اعضاء و جوارح کو گناہوں سے بچائے اور اپنی زبان کو غیر ضروری بات جھوٹ، غیبت، چغلی، فحش گوئی اور لڑائی جھگڑے سے بچائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن کی تلاوت میں مشغول رکھے۔

(نزہۃ المتقین ۲/۸۷۹، ۸۸۰)

باب ما يقول إذا سمع من يدعو بدعاء الجاهلية

جب کسی کو جاہلوں کی طرح پکارتے ہوئے سنے تو اس کو کیا کہے

(٤٣٣) - أخبرني موسى بن عمرو القلزمي، ثنا محمد بن العباس بن خلف، حدثنا عمر بن أبي سلمة، ثنا سعيد بن بشير، عن قتادة عن الحسن، عن مكحول، عن عجرد بن مرداع التميمي، قال: يا آل تميم. وكان من بني تميم. قال: وكان عند أبي بن كعب، فقال أبيٌّ:

﴿أعضك الله بهن أبيك﴾

قالوا: ما عهدناك أبا المنذر فحاشا، قال: إن رسول الله ﷺ أمرنا من إعتزى بعزاء الجاهلية أن نسميه ولا نكنيه.

وأخرجه أحمد في «مسنده» (١٣٦/٥) والبخاري في «الأدب المفرد» (رقم٩٦٣) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨٨٦٤/٢٧٢/٥) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٩٧٦) والديلمي في «مسند الفردوس» (١٠١٤/٢٦١/١)

(۴۳۳) **ترجمہ:** ”حضرت عجرد بن مرداع تمیمی نے کہا: اے آل تمیم! وہ تمیم قبیلے کے آدمی تھے۔ یہ (اس وقت) ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے تھے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ سے تیرے باپ کی شرم گاہ کٹوائے۔ لوگوں نے کہا: ابومنذر! ہم نے آپ کو (اس سے پہلے) بے ہودہ بات کرتے ہوئے نہیں پایا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ جو شخص جاہلیت کی طرح پکارے ہم اس کو صاف صاف باپ کی گالی دیں اور اس میں کنایہ سے کام نہ لیں۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس کے باپ کی شرم گاہ کو کٹواؤ (یعنی باپ کی صاف گالی دو) اور اس میں کنایہ سے کام نہ لو۔ (مشکوۃ صفحہ ۴۱۸)

”ھَنْ“ یا ”ھَنٌّ“ ہر اس بری اور قبیح چیز کو کہتے ہیں جو صاف صاف نام لے کر بیان نہیں کی جاتی ہے اسی لئے اس لفظ کو شرمگاہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص زمانہ جاہلیت کی طرح اپنے باپ دادا پر فخر کرے تو اس کو صاف صاف باپ کی گالی دو اور اس میں اشارہ کنایہ سے کام نہ لو یعنی اس سے مہذب گفتگو کی ضرورت نہیں بلکہ صاف صاف کہہ دو کہ جا اپنے باپ کی شرم گاہ کو کاٹ یعنی اس سے شدید نفرت کا اظہار کرو تاکہ کوئی شخص ایسا نہ کرے۔ (ملخص مظاہر حق ۵۰۳/۴، کذا فی المرقاۃ ۱۸۶/۹)

باب ما يقول إذا ختم سورة البقرة

جب سورۃ بقرہ ختم کرے تو کیا پڑھنا چاہئے

مختلف سورتوں کو ختم کرنے کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہئے نیز قرآن کریم کی کچھ آیات کی تلاوت کے فضائل میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے پانچ باب اوران کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٣٤) - أخبرني أبو عثمان، ثنا ابن نصر، ثنا أبو نعيم، ثنا حنظلة ابن أبي المغيرة القاضي، عن عبدالكريم البصرى، عن سعيد بن جبير، عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال: صليت خلف النبي صلى الله عليه وسلم، فقرأ سورة البقرة، فلما ختمها قال:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ﴾

قلت لعبد الكريم: مرة؟ قال: سبع مرات ثم قرأ التى بعدها، فلما ختمها قال نحوا من ذلك حتى بلغ سبعا.

اخرجه البيهقى فى «شعب الايمان» (٢/٣٧٣/٢٠٨٣) وذكره السيوطى فى «الدر المنثور» (١/٣٧٨) وعزاه الى ابن السنى والبيهقى.

(۴۳۴) ترجمہ: ''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بقرہ پڑھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بقرہ کو ختم کیا تو فرمایا:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ﴾

(راوی کہتے ہیں میں نے عبدالکریم سے پوچھا: ایک مرتبہ فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا: سات مرتبہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد والی سورت پڑھی پھر جب اس کو ختم فرمایا تو سات مرتبہ یہی کہا۔''

فَائِدَۃ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۃ بقرہ ختم کرتے تو ''آمین'' کہتے تھے۔ (ابن کثیر ۱/۳۴۴)

سورہ بقرہ کی فضیلت: ایک روایت میں ارشاد نبوی ہے کہ سورہ بقرہ کو پڑھو کیونکہ اس کو پڑھنا برکت اور چھوڑنا حسرت ہے اور جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے ہیں۔ (مسلم ۱/۲۷۰)

ایک روایت میں ہے کہ اپنے گھروں کو مقبرے نہ بناؤ۔ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم ۱/۲۷۱)

باب ما يقول إذا قرأ ﴿شهد الله﴾

جب آیت شہد اللہ نہ پڑھے تو کیا پڑھنا چاہیے

(٤٣٥) - أخبرنا أبو العباس بن قتيبة العسقلانی، ثنا ابن أبی السری، ثنا أبو سعيد عمر بن حفص بن ثابت بن زرارة، حدثنی عبدالملك بن يحيٰى ابن عباد بن عبدالله بن الزبير، حدثنی أبی، عن جدی، عن الزبير بن العوام قال: سمعت رسول الله ﷺ حين قرأ هذه الآية:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُوْلُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

قال النبی ﷺ: (وأنا أشهد أی رب).

وأخرجه أحمد فی «مسنده» (١٦٦/١) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (١٢٤/١-١٢٥/٢٥٠) باختلاف.

(۴۳۵) ترجمہ: ''حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت رسول اللہ ﷺ نے آیت:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُوْلُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں نے اور اہل علم نے بھی کہ اللہ تعالیٰ اس شان کے لائق ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ زبردست حکمت والے ہیں۔''

پڑھی تو میں نے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:''

﴿وأنا أشهد أی رب.﴾

ترجمہ: ''اے میرے رب! میں (بھی اس بات کی) گواہی دیتا ہوں۔''

فائدہ: مسند احمد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ''وانا علی ذلك من الشاهدين يا رب'' فرمایا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اس آیت کی تلاوت کے بعد کہے ''وانا علی ذلك من الشاهدين'' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں سے یہ فرمائیں گے میرے بندے نے ایک عہد کیا ہے اور میں سب سے زیادہ عہد پورا کرنے والا ہوں اس لئے

میرے بندے کو جنت میں داخل کردو۔ (ابن کثیر ۱/۳۵۴، روح امعانی ۲/۱۰۶)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی، "شهد الله" اور "قل اللهم مالك الملك" سے "بغير حساب" تک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمائیں گے اور جنت میں ٹھکانہ عطا فرمائیں گے اور ستر حاجتیں پوری فرمائیں گے جن میں سے کم سے کم اس کی مغفرت ہے۔ (روح المعانی جز ثالث ۲/۱۰۵)



باب ما يقول على آخر لا أقسم، والمرسلات، والتين

سورۂ قیامہ، والتین والمرسلات پڑھے تو کیا پڑھنا چاہیے

(٤٣٦) - حدثنا أبو خليفة، ثنا إبراهيم بن بشار الرمادى، ثنا سفيان ابن عيينة، ثنا إسماعيل بن أمية قال: سمعت أعرابيا من أهل البادية قال: سمعت أبا هريرة رضى الله تعالى عنه يقول: قال أبو القاسم ﷺ: إذا قرأ أحدكم

﴿لا أقسم بيوم القيامة﴾

فانتهى إلى آخرها

﴿أليس ذلك بقادر على أن يحيى الموتى﴾

فليقل: بلى وأنا على ذلك من الشاهدين، آمنا بالله. و إذا قرأ

﴿والمرسلات عرفا﴾

فانتهى إلى آخرها

﴿فبأى حديث بعده يومنون﴾

فليقل: آمنا بالله. و إذا قرأ أحدكم:

﴿والتين والزيتون﴾

فانتهى إلى آخرها:

﴿أليس الله بأحكم الحاكمين﴾

فليقل: بلى وأنا على ذلك من الشاهدين. قال إسماعيل بن أمية: ذهبت أعيد على البدوى لأنظر كيف حفظه، فقال: يا ابن أخى أترانى لم أحفظ؟ لقد حججت ستين حجة أو سبعين حجة، ما منها حجة إلا وأنا أعرف البعير الذى حججت عليه.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٤٩/٢) وابوداؤد (٨٨٧/٢٣٤/١) (١٣٦/١) والترمذى (٣٣٤٧/٤٤٣/٥) (١٧٢/٢) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٣٥٠٨/٣١٠/٢) وفى «شعب الايمان» (٢٠٩٧/٣٧٧/٢)

(۴۳۶) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی (سورة):

﴿لا أقسم بيوم القيامة﴾

پڑھے اور اس کی آخری آیت:

﴿أليس ذلك بقادر على أن يحيٰي الموتى﴾

پڑھے تو وہ کہے:

﴿بلى وأنا على ذلك من الشاهدين، آمنا بالله﴾

اور جب (سورہ):

﴿والمرسلات عرفا﴾

پڑھے اور اس کی آخری آیت:

﴿فبأى حديث بعده يومنون﴾

پڑھے تو وہ کہے:

﴿امنّا بالله﴾

اور جب (سورۃ):

﴿والتين والزيتون﴾

پڑھے اور اس کی آخری آیت:

﴿أليس الله بأحكم الحاكمين﴾

پڑھے تو وہ کہے:

﴿بلى وأنا على ذلك من الشاهدين، آمنا بالله﴾

حدیث کے راوی اسماعیل بن امیہ فرماتے ہیں کہ میں دیہات کے رہنے والے صاحب کے پاس گیا تا کہ دیکھوں کہ انہوں نے کیسے اس حدیث کو (محفوظ) یاد کیا۔ ان دیہات کے رہنے والے شخص نے کہا: میرے بھتیجے! کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے (یہ حدیث) یاد نہیں ہے؟ (تو سنو!) میں نے ساٹھ یا ستر حج کئے ہیں اور میرا کوئی حج ایسا نہیں کہ جس اونٹ پر میں نے جو حج کیا میں اس اونٹ کو یقینی طور سے پہچانتا تھا۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سورۃ قیامہ پڑھنے کے بعد "بلی وانا علی ذلك من الشاهدين، امنا بالله" پڑھنا چاہئے اور سورۃ مرسلات پڑھنے کے بعد "امنا بالله" پڑھنا چاہئے اور سورہ تین پڑھنے کے بعد "بل وانا علی ذلك من الشاهدين امنا بالله" پڑھنا چاہئے۔

باب ثواب من قرأ خمسين آية في اليوم والليلة

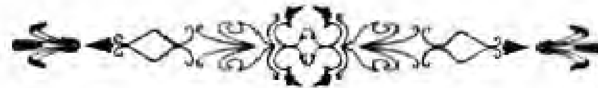
جو دن اور رات میں پچاس آیتیں پڑھے اس کا ثواب

(٤٣٧) - حدثني الحسن بن يوسف الفحام، ثنا علي بن عبدالرحمن ابن المغيرة، ثنا عثمان بن صالح، ثنا ابن لهيعة، ثنا حميد بن مخراق، عن أنس ابن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: (من قرأ في يوم وليلة خمسين آية لم يكتب من الغافلين).

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٣٠٠٨٦/١٣٤/٦) بزيادة وفيه من قرأ في ليلة خمسين اية لم يكتب من الغافلين.

(۴۳۷) **تَرجَمَہ**: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دن رات میں پچاس آیتیں پڑھیں تو وہ غافلین میں سے نہیں لکھا جائے گا۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے قرآن شریف کی تلاوت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ کم از کم روزانہ پچاس آیتیں پڑھ لینی چاہئیں تاکہ آدمی اللہ تعالیٰ کے ہاں غافلین (اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل بندوں) میں شمار نہ ہو۔



باب ثواب من قرأ مائة آية فى اليوم

دن میں سو آیتیں پڑھنے کا ثواب

(٤٣٨) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن إسماعيل بن أبى شيبة، ثنا أبو توبة الربيع بن نافع، ثنا الهثيم بن حميد، عن زيد بن واقد، عن سليمان ابن موسى، عن كثير بن مرة، عن تميم الدارى رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من قرأ مأة آية فى اليوم كتب لهٔ قنوت ليلته).

أخرجه أحمد فى «مسنده» (١٠٣/٤) والدارمى فى «سننه» (٣٤٥٠/٥٥٦/٢) وعبد بن حميد فى «مسنده» (٢٠٠/٩٨/١) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٧١٧) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٢٥٢/٥٠/٢)

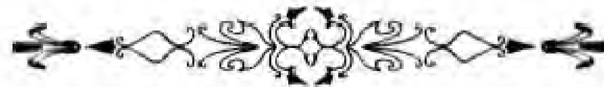
(۴۳۸) **ترجمہ**: ''حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دن میں سو آیتیں پڑھ لیں تو وہ ساری رات نماز پڑھنے والوں میں لکھا جائے گا۔''

فائدہ: ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص رات کو سو آیتیں پڑھے گا تو قرآن کریم اس رات اس سے اپنی تلاوت نہ کرنے کی کمی کے بارے میں نہیں جھگڑے گا۔ (مشکوۃ ۱/۱۹۰)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رات کو سورہ آل عمران (کا) آخری رکوع پڑھے گا تو اس کے لئے رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مشکوۃ ۱/۱۸۹)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص رات کو دس آیتوں کی تلاوت کرے وہ غافلین میں نہ لکھا جائے گا۔

(رواہ الحاکم فضائل اعمال صفحہ ۲۵۲)



باب تفدية الرجل أخاه

آدمی کا خود کو اپنے بھائی پر قربان کرنا

خود کو کسی پر قربان کرنا انتہائی عقیدت واحترام کی بات ہے اپنے بڑوں اور مقتداؤں پر خود کو قربان کرنے کو شریعت مطہرہ نے اچھی نگاہ سے دیکھا ہے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فرط عقیدت کا اظہار کیا۔ اس بیان میں مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے پانچ باب اوران کے ذیل میں پانچ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٣٩) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عقبة بن مكرم، ثنا يونس بن بكير، ثنا يونس بن عمرو، عن أبي العلاء، عن عكرمة، عن عبدالله بن عمرو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: كنا عند رسول الله ﷺ فذكر أو ذكرت الفتنة، فقال: إذا الناس مرجت عهودهم، وخفت أماناتهم، وكانوا هكذا، وشبك رسول الله ﷺ بين أصابعه، فقلت: كيف أفعل يا رسول الله. جعلني الله فداك. عند ذلك؟ قال: الزم بيتك وأمسك لسانك، وخذ ما تعرف ودع ما تنكر، وعليك بأمر خاصة نفسك، ودع أمر العامة.

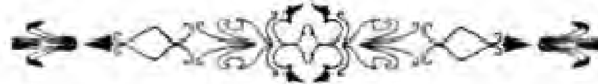
اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٣٧١١٥/٤٤٧/٧) واحمد فی «مسنده» (٢١٢/٢) وابوداؤد (٤٣٤٣/١٢٤/٤) (٢٤١/٢) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ٢٠٥) والحاکم فی «المستدرک» (٣١٥/٤)

(۴۳۹) تَرجَمَہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ فتنہ کا ذکر چھڑ گیا (کہ فتنہ کیسا ہوگا یا اس وقت لوگوں کا کیا حال ہوگا) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت لوگوں کا یہ حال ہوگا کہ ان کے عہد و پیماں خلط ملط ہو جائیں گے، ان کی امانتیں (ان کے لئے) ہلکی ہو جائیں گی اور وہ لوگ اس طرح ہوں گے (یہ فرما کر) آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس وقت کیا کروں (کہ اس فتنہ سے بچا رہوں) اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کر دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اس وقت) اپنے گھر میں رہو، اپنی زبان کو خاموش رکھو، جس کو (دین و امانت کی روشنی میں) حق سمجھو اس پر عمل کرو، اور جس کو (دین و امانت کی روشنی میں) حق نہ سمجھو اس پر عمل نہ کرو اور صرف اپنے کام سے کام رکھو اور لوگوں کے معاملے سے تعلق نہ رکھو۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود کو کسی پر قربان کرنا جائز ہے کیونکہ درحقیقت یہ قربان کرنا نہیں ہے بلکہ یہ تو (ایک پیار

بھری) بات ہے اور (جس پر قربان کیا جارہا ہے اس کے لئے ایک پیار بھرا) تحفہ ہے اور اس کی قدر و منزلت کا (اظہار و) اعلان ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۸۰)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ بالکل بے اعتماد لوگ ہوں گے خیانت کرتے پھریں گے اور جس طرح یہ انگلیاں آپس میں ملی ہوتی ہیں اس طرح وہ لوگ بھی ملے ہوں گے کہ اچھے برے کی تمیز مشکل ہوگی۔ اسی طرح اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب برائی اور برے لوگوں کی کثرت ہو جائے تو خاموش رہنا ہی بہتر ہے اور ایسے وقت میں اپنی اصلاح کی ضرورت زیادہ ہے خصوصاً جب کہ اچھے لوگ مغلوب اور برے لوگ غالب ہوں۔ (ملخص مظاہر حق ۴/ ۹۲۵، ۹۲۶)



باب التفدية بالأبوين

یہ کہنا کہ میرے والدین تم پر قربان

(٤٤٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا الليث بن سعد، عن يحيٰى بن سعيد، عن ابن المسيب، قال: قال سعد رضي الله تعالى عنه: لقد جمع لى رسول الله ﷺ يوم أحد أبويه كليهما، يُرِيدُ حين قال: (فداك أبى وأمى) وهو يقاتل.

أخرجه البخارى (٤/١٤٩٠/٣٨٣١) (١/٥٢٧) والمسلم (٤/١٨٧٦/٤٣١٢) (٢/٢٨٠/٢٨١) وابن ماجه (١/٤٧/١٣٠) (ص١٢) والترمذى (٥/١٣٠/٢٨٣٠) (٢/٢١٦) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٩٥)

(۴۴۰) ترجمہ: ''حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے والد اور والدہ دونوں کو میرے لئے جمع فرما دیا۔ ان کی مراد (اس سے) رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مبارک تھا:''

﴿فداك أبى وأمى﴾

ترجمہ: ''(سعد) تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔''

اس فرمان کے وقت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنگ احد میں) قتال فرما رہے تھے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے والدین کو قربان کرنا جائز ہے (وجہ گزشتہ حدیث میں گزر چکی ہے)۔

یہ بھی معلوم ہوا جو شخص بھلائی کرے اس کے لئے دعا خیر کرنی چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۸۰)

تیراندازی کی فضیلت معلوم ہوئی۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۸۰)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص تیراندازی سیکھ کر بھول جائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (فتح الباری ۷/۸۴)

یہ الفاظ (میرے ماں باپ قربان ہوں) حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ کے لئے بھی فرمائے ہیں۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۸۰، فتح الباری)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''میرے لئے'' (شاید) اس لئے فرمایا کہ احد کے دن یہ الفاظ صرف حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمائے ہوں۔ (فتح الباری ۷/۸۴)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی فرمایا (عن ابن عمر فتح الباری ۱۰/۵۶۸، ۱۰/۵۶۹)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خندق کے دن فرمایا۔ (عن عبداللہ ابن زبیر فتح الباری ۷/۸۴)

بعض صحابہ کو فرمایا۔ (فتح الباری ۱۰/۵۶۸)

انصار سے فرمایا۔ (عن انس فتح الباری ۱۰/۵۶۸، ۱۰/۵۶۹)

باب التفدية بالوجه

یہ کہنا کہ میرا چہرہ تجھ پر قربان

(٤٤١) - حدثنا أبو خليفة، ثنا إبراهيم بن بشار، ثنا سفيان بن عيينة، عن علي بن زيد بن جدعان، سمع أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه يقول: كان أبو طلحة إذا لقي مع رسول الله ﷺ العَدُوّ جثا بين يديه على ركبتيه ونثر كنانته بين يديه، وقال: وجهي لوجهك الوقاء، نفسي لنفسك الفداء وعليك سلام الله غير مودع.

اخرجه ابن المبارك فی «الجهاد» (٨٩/٧٦/١) والحميدی فی «مسنده» (١٢٠٢/٥٠٦/٢) واحمد فی «مسنده» (٢٦١/٣) والبخاری فی «ادب المفرد» (رقم٨٠٢) وابويعلی فی «مسنده» (٣٩٩٣/٧١/٧)

(۴۴۱) **ترجمہ:** ”حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت ان کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دشمنوں سے مقابلہ ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اپنا ترکش سامنے رکھ کر تیر پھیلا دیئے اور عرض کیا: (یا رسول اللہ!) میرا چہرہ آپ کے چہرے کے لئے ڈھال، میری جان آپ کی جان پر قربان ہے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ سلام ہو۔“

فائدہ: اس حدیث میں صحابہ کرام کے رسول اللہ ﷺ سے عشق کی ایک مثال ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیسے آپ پر جان و مال نثار کرتے تھے۔ جیسا کہ اگلی حدیث میں بھی آ رہا ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ آدمی کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے (مسلمان) عادل) بادشاہ، کسی بزرگ شخصیت، عالم اپنے بھائیوں (وغیرہ) میں جس سے زیادہ محبت ہو اس کے لئے یہ الفاظ (کہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں وغیرہ) کہے۔ بلکہ اگر (جس کو یہ الفاظ کہے گئے ہوں) اس کی عزت و توقیر اور اس کی شفقت و مہربانی حاصل کرنے کے لئے یہ الفاظ کہے جائیں تو اس میں ثواب بھی ملے گا۔ (فتح الباری ۵۶۹/۱۰)



باب الفدية بالأموال والأولاد

مال اور اولاد کو قربان کرنا

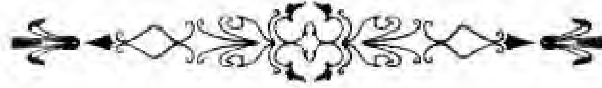
(٤٤٢) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا أبو داود الطيالسي، ثنا أبو عوانة، عن عبدالملك بن عمير، عن ابن أبي المعلا، عن أبيه قال: خطبنا رسول الله ﷺ قال: إن عبداً خيره الله بين أن يعيش في الدنيا ما شاء أن يعيش فيها يأكل ماشاء أن يأكل منها، وبين لقاء ربه عزوجل، فاختار لقاء ربه عزوجل، فبكى أبو بكر رضي الله تعالى عنه، وقال: بل نفديك يا رسول الله بأموالنا وأبنائنا، فقال رسول الله ﷺ: ما من الناس أمن علينا في صحبته وذات يده من ابن أبي قحافة، ولو كنت متخذا خليلا لا تخذت ابن أبي قحافة خليلا، ولكن ود و إخاء إيمان، وإنّ صاحبكم خليل الرحمن.

تقدم. تخريجه (برقم ٤١٣)

(۴۴۲) ترجمہ: ”حضرت ابو معلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنی وفات سے تین یا پانچ دن پہلے) ہمیں وعظ میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو (دو چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو پسند کرنا کا) اختیار دیا چاہے تو وہ دنیا میں جب تک چاہے رہے اور اس میں سے جو چاہے کھائے یا اپنے رب سے ملاقات کرے۔ اس (بندے) نے اپنے رب سے ملاقات کرنے کو اختیار کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ سن کر) رونے لگے اور عرض کیا: (یا رسول اللہ! اگر ہمارا مال اور اولاد کچھ کام آسکے تو) ہم مال اور اولاد (تک کو) آپ پر قربان کر دیں گے۔ (یعنی اگر آپ دنیا سے نہ جائیں اور اس کے لئے ہمارے مال اور اولاد کی قربانی کام آسکے تو ہم اپنے مال اور اولاد تک کو قربان کر دیں گے) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام لوگوں میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کا ہم پر ان کی صحبت (ہر حال میں ہمارے ساتھ رہنے) اور ان کے مال (کے میری رضا اور خوشنودی میں استعمال ہونے) کی وجہ سے سب سے زیادہ احسان ہے۔ اگر میں کسی کو حقیقی دوست بناتا تو ابن ابی قحافہ (ابوبکر) کو دوست بناتا۔ لیکن ان سے دوستی اور ایمانی بھائی چارگی ہے۔ تمہارے ساتھی (یعنی رسول اللہ ﷺ) تو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے مال اور اولاد کو قربان کرنا معلوم ہوا۔

یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فہم و ادراک کا کمال تھا کہ انہوں نے یہ ارشاد مبارک سن کر سمجھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے جانے والے ہیں اور وہ بندہ جس کو اختیار دیا گیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید علالت کی وجہ سے پہچانی تھی۔ (فتح الباری ۱۲/۷، مظاہر حق ۵۷۰/۵)



باب ما يرد على من يفديه

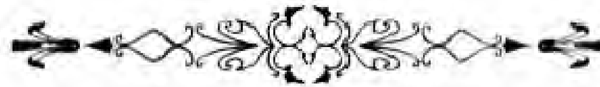
قربان کرنے والے کو کیا جواب دیا جائے

(٤٤٣) - أخبرنا أبو بكر بن أبى داود، ثنا أحمد بن صالح، ثنا ابن أبى فديك، أخبرني رباح بن محمد، عن أبيه أنه بلغه أن النبى صلى الله عليه وسلم قال لهٗ قائل: بآبائنا وأمهاتنا، فقال النبى صلى الله عليه وسلم: (إنما يفدى الحبيب بالحبيب). قال أحمد بن صالح: كما تقول فديتك.

لم اجده عند غير المصنف.

(۴۴۳) ترجمہ: ”حضرت محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کہا: (یا رسول اللہ!) ہم آپ پر اپنے ماں باپ کو قربان کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صرف دوست ہی دوست پر (اپنی جان کو) قربان کرتا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے ساتھیوں کی دلداری اور حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ ان کی کسی اچھی بات کا جواب اک اچھے انداز سے دینا چاہئے۔ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے ماں باپ قربان کرنے کا کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی عقیدت ومحبت کا اظہار فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی عقیدت ومحبت کے جواب میں ان کی دلداری فرماتے ہوئے فرمایا دوست ہی دوست پر (اپنی جان کو) قربان کرتا ہے یعنی واقعی تمہاری عقیدت ومحبت سچی ہے کہ تم سچے دوست ہو اور دوست ہی ایسا کام کرسکتا ہے۔



باب ما يقول إذا انتهى إلى مجلس فجلس فيه

جب کسی مجلس میں آکر بیٹھے تو کیا پڑھے

آدمی کا بیٹھنا اٹھنا اپنے دوست احباب کے ساتھ ہوتا ہے اس موقع پر اپنے ہم مجلسوں سے کیا سلوک کرنا چاہئے مجلس کے آداب ورعایت، اگر کوئی مجلس میں آئے تو کیا کرنا چاہئے، اپنے ساتھیوں اور ہم مجلسوں کے لئے کیا دعا کرنی چاہئے۔ نیز چونکہ مجلس عموماً کسی غلطی کمی سے خالی نہیں ہوتی اس کی تلافی کے لئے کون سی دعا پڑھنی چاہئے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کا مجلس سے بیٹھنے اٹھنے کے بارے میں کیا معمول مبارک تھا۔

مجلس کے درمیان کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں جن کی وجہ سے یہ مجلس قیامت میں حسرت وافسوس کا سامان نہ ہو مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے نو باب اوران کے ذیل میں نو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٤٤) - حدثنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد (ح) وحدثنا ابن صاعد، ثنا محمد بن معاوية، قالا: حدثنا خلف بن خليفة، عن حفص وهو ابن عمر بن عبدالله بن أبى طلحة، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كنت جالسا مع رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فى الحلقة، إذ جاء رجل فسلم على النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وعلى القوم، فقال: السلام عليكم، فرد عليه النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته)، فلما جلس الرجل قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا أَنْ يُّحْمَدَ، وَيَنْبَغِيْ لَهُ وَيَرْضٰى.﴾

فقال رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (كيف قلت) فرد على النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كما قال، فقال النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: والذى نفسى بيده لقد ابتدرها عشرة أملاك كلهم حريص على أن يكتبها، فما دروا كيف يكتبونها حتى رفعوها إلى رب العزة، فقال: أكتبوها كما قال عبدى.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٥٨/٣) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٧٧١٨/٤٠٩/٤) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٤١/٢٨٩) وابن حبان فى «صحيحه» (٨٤٥/١٢٥/٣) وابوعبدالله المقدسى فى «الاحاديث المختارة» (١٨٨٧/٢٥٩/٥)

(۴۴۴) تَرجَمَہ: ”حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اور (دوسرے) لوگوں کو السلام علیکم کہہ کر سلام کیا۔ آپ

ﷺ نے اس کو جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرمایا۔ جب وہ شخص (مجلس میں) بیٹھا تو اس نے (یہ کلمات کہے):

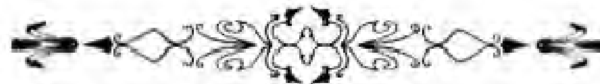
﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا أَنْ يُّحْمَدَ، وَيَنْبَغِيْ لَهُ وَيَرْضٰى.﴾

تَرْجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ کے لئے ہی تمام تعریفیں ہیں اللہ تعالیٰ کا بہت بہت پاکیزہ اور بابرکت شکر ہے۔ (اور ایسی ہی تعریف اور ایسا ہی شکر ہے) جس طرح اللہ کی تعریف اور شکر اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں اور جیسا ان کی شان کے لائق ہے اور جس طرح (تعریف اور شکر سے) وہ خوش ہوتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تم نے کیا کہا؟ اس نے جو کہا تھا وہ دہرا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے دس فرشتے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے اور ہر ایک کی خواہش تھی کہ ان کلمات کو لکھ لے۔ انہیں معلوم نہ ہوا کہ وہ ان کلمات کو کیسے لکھیں یہاں تک کہ انہوں نے اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جیسے میرے بندے نے کہا ہے ایسے ہی لکھ لو۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے:

1. جب کسی مجلس میں جائے تو پہلے سلام کیا جائے۔
2. سلام پہلے مجلس کے بڑے آدمی کو خصوصاً بعد میں تمام حاضرین کو عموماً کرنا چاہئے۔
3. مجلس میں بیٹھتے وقت مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہئے۔



باب السلام إذا انتهى الرجل إلى المجلس

جب مجلس میں آ کر بیٹھے تو سلام کرے

(٤٤٥) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا أبو الخطاب، ثنا ابن أبي عدي، (ح) حدثني علي بن أحمد بن سليمان، ثنا محمد بن هشام السدوسي، ثنا ابن أبي عدي، عن شعبة وحماد بن سلمة، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما من قوم جلسوا مجلسا فيقوموا عن غير ذكر الله عزوجل إلا كانما تفرقوا عن جيفة حمار، وكان ذلك المجلس عليهم حسرة يوم القيامة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٥١٥) وابوداؤد (٤/٢٦٤/٤٨٥٥) (٣١٠/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٠٣) والحاكم في «المستدرك» (٦٦٨/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٥٤١/٤٠٣/١)

(۴۴۵) تَرجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور (اس مجلس میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر اٹھ کھڑے ہوں تو وہ ایسے ہیں جیسے وہ مردار گدھے کے پاس سے اٹھے ہوں۔“

فَائِدَۃ: ایک روایت میں ہے کہ یہ مجلس ان لوگوں کے لئے ندامت (وحسرت) کا سبب ہوگی اگرچہ وہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں۔ (النسائی فی عمل الیوم واللیلۃ رقم ۴۰۹)

ایک روایت میں ہے کہ وہ لوگ مردار چیز سے بھی زیادہ بدبودار چیز کے پاس سے اٹھے ہیں۔

(نسائی فی عمل الیوم واللیلہ رقم صفحہ ۴۱۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غفلت و لاپرواہی سے دور رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شوق و رغبت اختیار رکرنا چاہئے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۷۴)

گدھے کو خاص طور سے اس لئے ذکر کیا کہ وہ حیوانوں میں سب سے بے وقوف ہے تو اس مجلس کا بھی یہی حال ہے (کہ یہ مجلس تمام مجلسوں میں سب سے بے کار مجلس ہے)۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۷۴)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ذکر نہ کرنے کی وجہ سے گدھے کے کھانے جیسا حرام کام نہیں کیا لیکن پھر بھی مردار کے پاس بیٹھنا بھی برا ہے۔ (بذل ۶/۳۵۰)

باب ما يدعو به الرجل لجلسائه

مجلس میں اپنے ساتھیوں کے لئے کیا دعا کرنا چاہئے

(٤٤٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا الربيع بن سليمان بن داود، ثنا عبدالله بن الحكم، ثنا بكر بن مضر، عن عبيدالله بن زحر، عن خالد بن أبي عمران، عن نافع، قال: كان ابن عمر رضي الله تعالى عنه إذا جلس مجلسا لم يقم حتى يدعو لجلسائه بهذه الكلمات، وزعم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يدعو بهن لجلسائه:

﴿ اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ منا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلِ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمْنَا. ﴾

اخرجه ابن المبارك في «الجهاد» (١/١٤٤-١٤٥/٤٣١) والترمذي (٥/٥٢٨/٣٥٠٢) (٢/١٨٨) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦/١٠٦/١٠٢٣٤) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٤٠١) والحاكم في «المستدرك» (١/٥٢٨)

(۴۴۶) تَرْجَمَۃ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب کسی مجلس میں بیٹھتے تو حاضرین مجلس کے لئے ان کلمات سے دعا کئے بغیر نہیں اٹھتے تھے اور ان کا یقین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بھی) حاضرین مجلس کے لئے یہ دعا فرماتے تھے:''

﴿ اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ منا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلِ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمْنَا. ﴾

تَرْجَمَۃ: ''اے اللہ! ہمیں اپنے خوف کا ایک حصہ عطا فرمایئے جس سے آپ ہمارے اور گناہوں کے

درمیان حائل ہو جائیں، ایسی اطاعت عطا فرمائیے جس کی وجہ سے آپ ہم کو اپنی جنت میں پہنچا دیں اور ایسا یقین عطا کیجئے جس سے آپ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان فرما دیں اور جب تک آپ ہمیں زندہ رکھیں ہمارے کان، ہماری آنکھیں اور ہماری قوت کو کام کا رکھئے اور اس کی خیر کو ہمارے بعد بھی باقی رکھئے اور ہم پر جو ظلم کرے اس سے ہمارا بدلہ لیجئے اور جو ہم سے دشمنی کرے اس پر ہمیں غلبہ دیجئے اور ہمیں دینی اعتبار سے مصیبت میں مبتلا نہ فرمائیے دنیا کو ہمارے فکر کی سب سے بڑی چیز نہ بنائیے اور اسے ہماری رغبت کی آخری چیز نہ بنائیے اور جو ہم پر نامہربان ہو اس کو ہمارا حاکم نہ بنائیے۔“

فَائِدَۃ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود مجلس سے اٹھتے ہوئے اپنے ساتھیوں کے لئے یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ (ترمذی عن ابن عمر ۲/۱۸۸)

”ہمیں اتنا یقین عطا فرما“ کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی ذات وصفات اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات پر اس درجہ یقین واعتماد عطا فرمائیے کہ دنیا کی سختیاں اور مصائب وآلام ہمارے لئے آسان ہو جائیں کیونکہ جس کو یہ یقین ہوگا کہ دنیا کی تکالیف پر آخرت میں خوب انعام سے نوازا جائے گا، اسے ان سختیوں مصائب اور آلام کی پرواہ نہیں رہے گی اور اس پر آسان ہو جائیں گے۔

”کان آنکھیں اور قوت کام کی رکھئے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس کو آپ کی طاعت وفرمانبرداری میں استعمال کریں اور موت تک یہ صحیح وسالم رہیں۔

کان اور آنکھ کا ذکر خصوصیت سے اس لئے فرمایا کہ اللہ کی توحید کی معرفت کا احساس انہی دونوں چیزوں سے ہوتا ہے۔ دلائل دیکھ کر یا سن کر ہی حاصل ہوتے ہیں۔

”ہمیں دینی اعتبار سے مصیبت میں مبتلا نہ فرما“ کا مطلب یہ ہے کہ ایسی مصیبت میں مبتلا نہ کیجئے جس سے ہمارے دین میں کمی آئے جیسے حرام کھانا، عبادت میں سستی وغیرہ ہونا۔

”دنیا کو ہمارے فکر کی سب سے بڑی چیز نہ بنائیے“ کا مطلب یہ ہے کہ ہم دنیا کی فکر وتدبیر میں بہت زیادہ نہ لگے رہیں بلکہ آخرت کی فکر اور اسی کا خیال زیادہ کر دیجئے اور سب سے بڑا مقصد آخرت کے اچھے اعمال کو بنا دیجئے۔

”نامہربان کو ہم پر حاکم نہ بنائیے“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ کافر قوم نہ ہو یا ظالم حکمران یا بے وقوف جاہل لوگ نہ ہوں۔
(مرقاۃ ۵/۲۴۸، ۲۴۹، مظاہر حق ۲/۶۳۵، ۶۳۶)



باب ما يقول إذا جلس مجلسا كثر فيه لغطه

جس مجلس میں شور وغل زیادہ ہو گیا ہو تو اس سے اٹھتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٤٤٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني عبدالوهاب بن الحكم الوارق، أنبانا حجاج، ثنا ابن جريج، أخبرني موسى بن عقبة، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من جلس في مجلس كثر فيه لغطه ثم قال قبل أن يقوم:

﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.﴾

غفر لهٗ ما كان في مجلسه ذلك.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٩٤/٢) والترمذي (٣٤٣٢/٤٩٤/٥) (١٨١/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٢٢٩/١٠٥/٦) وابن حبان في «صحيحه» (٥٩٤/٣٥٥-٣٥٤/٢) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٧٧/٣١/١)

(۴۴۷) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں شور وغل زیادہ ہو گیا ہو پھر وہ اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے:

﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ.﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! آپ پاک ہیں میں آپ ہی کی تعریف بیان کرتا ہوں آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔“

تو اس کے جو گناہ اس مجلس میں ہوئے معاف کر دیئے جائیں گے۔“

فَائِدَہ: مجلس میں عموماً کوئی زائد بات لایعنی وغیرہ ہو ہی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کی ونقص کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے۔ (بذل ۲۵۰/۶)

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو مجلس کے آخر میں یہ دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجلس میں سب سے آخری عمل اٹھنے سے پہلے دعا پڑھنے کا تھا اور فرمایا کہ یہ دعا مجلس کی کمی کوتاہی کے لئے کفارہ ہے دعا ”سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دعاؤں کو پڑھنا صرف امت کو سکھانے کے لئے ہے ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی غلط بات کا ہونا متصور ہی نہیں ہے۔ (ابوداؤد، قالہ عبدالرحمٰن الکوثر فی تعلیق ابن سنی صفحہ ۳۹۷)

باب كم مرة يستغفر في المجلس

مجلس میں کتنی مرتبہ استغفار کرنا چاہئے

(٤٤٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا عمرو بن علی، ثنا أبو علی الحنفی، أنبانا مالك بن مغول، عن محمد بن سوقة، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، قال: إن كنا لنعد لرسول الله ﷺ فى المجلس الواحد مائة مرة يقول:

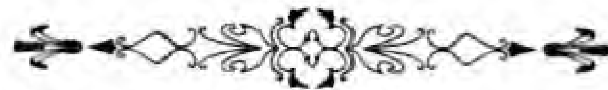
﴿رَبِّ اغْفِرْلِیْ، وَتُبْ عَلَیَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

تقدم تخريجه (برقم ٣٧٠)

(۴۴۸) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ (کی زبان مبارک) سے ان کلمات کو ایک ایک مجلس میں سو سو مرتبہ شمار کیا کرتے تھے۔“

﴿رَبِّ اغْفِرْلِیْ، وَتُبْ عَلَیَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

ترجمہ: ”اے میرے رب! آپ مجھے معاف فرما دیں اور میری توبہ قبول فرما لیں بلاشبہ آپ ہی بہت توبہ قبول کرنے والے اور بڑے ہی مہربان ہیں۔“



باب الصلوٰة على النبى ﷺ عند التفرق عن المجلس

مجلس سے اٹھ کر جدا ہوتے وقت نبی ﷺ پر درود پڑھنا

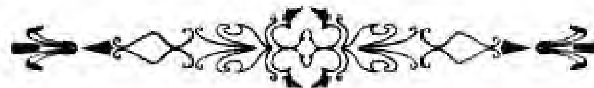
(٤٤٩) - أخبرنا أبو محمد بن ضاعد، ثنا سوار بن عبدالله القاضى، ثنا بشر بن المفضل، ثنا عمارة بن غزية، عن صالح (مولى التوأمة) قال: سمعت أبا هريرة رضی الله تعالیٰ عنه يقول: قال أبو القاسم ﷺ: أيما قوم جلسوا فأطالوا، ثم تفرقوا قبل أن يذكروا الله ويصلوا على نبيهم ﷺ، كانت علهم ترة يوم القيامة إن شاء عذبهم و إن شاء غفرلهم.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٨٤/٢) والترمذى (٣٣٨٠/٤٦١/٥) (١٧٥/٢) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١٩٢٤) والحاكم فى «المستدرك» (٦٧٤/١) والبيهقى فى «شعب الايمان» (١٥٦٩/٢١٤/٢)

(۴۴۹) **ترجمہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ کسی جگہ بیٹھے ہوں (اور) کافی دیر تک بیٹھے رہیں پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اپنے رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے بغیر ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو وہ مجلس قیامت کے دن ان لوگوں کے لئے ندامت و حسرت کا سبب ہوگی (اس ذکر نہ کرنے کے وبال کی وجہ سے) چاہے تو اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دیں چاہے ان کو معاف فرمائیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھا ہوا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو، جو کسی جگہ کھڑا ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو، جو کسی جگہ لیٹا ہوا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو تو اس پر (بھی) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندامت ہوگی۔ (نسائی عمل الیوم واللیۃ رقم صفحہ ۴۰۴)

ایک اور روایت میں ہے کہ جو کسی جگہ چلا ہوا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو تو اس کے لئے ندامت و حسرت ہوگی۔
(نسائی عمل الیوم واللیلہ رقم ۴۰۶)



باب السلام على أهل المجلس إذا أراد أن يقوم

مجلس سے اٹھتے وقت مجلس والوں کوسلام کرنا

(٤٥٠) - أخبرنا أبو عبدالله الصوفي، ثنا أبوبكر بن أبي شيبة، ثنا أبو خالد الأحمر، عن ابن عجلان، عن سعيد، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا أتى أحدكم مجلسا فليسلم، فإن بداله أن يجلس جلس، فإذا أراد أن يقوم فليسلم، فليست الأولى بأحق من الآخرة.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢٣٠/٢) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم١٠٠٧) وابوداؤد (٥٢٠٨/٣٥٣/٤) (٣٥١/٢) والترمذی (٢٧٠٦/٦٢/٥) (١٠٠/٢) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم٣٦٩)

(۴۵۰) **تَرجَمَہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں جائے تو (پہلے) سلام کرے، اس کے بعد بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے۔ (پھر) جب مجلس سے اٹھ کر جانے لگے تو پھر سلام کرے کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے (فضیلت میں) بڑھا ہوا نہیں ہے۔''

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ دونوں سلام ہی حق، سنت اور حسن معاشرت، کریمانہ اخلاق، نرم خوئی اور مروت کو ظاہر کرنے والے ہیں (اس لئے دونوں ہی برابر ہیں)۔

دوسرے سلام کا اس لئے حکم فرمایا کہ بعض اوقات آدمی مجلس سے بغیر سلام کئے چلا جاتا ہے تو اہل مجلس تشویش میں پڑ جاتے ہیں (کہ نجانے کیا بات پیش آئی کہ بغیر سلام کے ہی چلا گیا)۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ کیونکہ سلام سلام کرنے والے کی جانب سے امن وسلامتی کا پیغام ہے اس لئے جس طرح پہلا سلام امن وسلامتی کا پیغام ہے دوسرا بھی اسی طرح ہے اس لئے دونوں برابر ہے۔ (کلہ من المرقاۃ ۶۲/۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس میں جاتے ہی پہلے سلام کرنا چاہئے پھر واپس آتے وقت بھی سلام کرنا چاہئے۔



باب الاستغفار قبل أن يقوم

مجلس سے اٹھنے سے پہلے استغفار کرنا

(٤٥١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهراني، ثنا عباد بن عباد، عن جعفر بن الزبير، عن القاسم، عن أبى أمامة رَضِىَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ، قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: ما جلس قوم فى مجلس فخاضوا فى حديث واستغفروا اللّٰه عزوجل قبل أن يتفرقوا إلا غفر اللّٰه لهم ما خاضوا فيه.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (كما فى «اتحاف الخيره المهره» (٤٢٥/٧) وله شاهد من حديث ابى هريره اخرجه ابوداؤد (٤٨٥٦/٢٦٤/٤) (٣١٠/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٢٤١-١٠٢٣٧/١٠٨-١٠٧/٦) وابن حبان فى «صحيحه» (٨٥٣/١٣٣/٣) وآخر حديث السائب بن يزيد رواه احمد بن حنبل فى «مسنده» (٤٥٠/٣)

(۴۵۱) **تَرجَمہ:** ”حضرت ابو امامہ رَضِىَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ کسی مجلس میں بیٹھے ہوں پھر وہ کسی بات میں مشغول ہو گئے ہوں اور مجلس سے اٹھنے اور جدا ہونے سے پہلے (استغفار کہہ کر) اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لی ہو تو اللہ تعالیٰ جس بات میں وہ مشغول ہوئے ہوں اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس سے اٹھنے سے پہلے اگر استغفار کر لیا جائے تو مجلس میں جو کچھ کمی کوتاہی گناہ کی بات وغیرہ ہوئی ہوگی اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیں گے۔ مجلس میں عموماً کوئی نہ کوئی بات ہو ہی جاتی ہے اس لئے ہر مجلس سے اٹھتے وقت استغفار کر لینا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ مجلس سے اٹھنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل "سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك" پڑھنے کا تھا پوچھنے پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ مجلس میں کمی کا کفارہ ہے۔ (ابوداؤد ۲/ ۳۱۱)



باب كم يستغفر إذا قام من المجلس

مجلس سے اٹھتے وقت کتنی مرتبہ استغفار کرنا چاہئے

(٤٥٢) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا على بن الجعد، ثنا إسرئيل عن جعفر بن الزبير، عن القاسم عن أبى أمامة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا جلس فأراد أن يقوم استغفر الله عشرا إلى خمسة عشر.

اخرجه على بن الجعد فى «مسنده» (١/٢٩٢/١٩٧٩) وابن عدى فى «الكامل» (٢/١٣٥) والسمعانى فى «الادب الاملاء والاستملاء» (١/٧٦) ولكن له شاهد ما مضي غير لفظ عشر الى خمسة عشر.

(۴۵۲) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس سے اٹھتے تو دس سے پندرہ مرتبہ تک (اللہ تعالیٰ سے معافی مانگا کرتے اور) استغفر اللہ کہا کرتے تھے۔“

فائدہ:

(٤٥٣) - وأخبرنى أبو أيوب الخزاعى، ثنا أبو علقمة نصر بن خزيمة أخبرنى أبى، عن نصر بن علقمة، عن أخيه محفوظ، عن ابن عائذ قال: قال ابن ناسخ عبدالله الحضرمى رضي الله تعالى عنه: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام من المجلس استغفر عشرين مرة فأعلن.

لم اجده عند غير المصنف.

(۴۵۳) ترجمہ: ”حضرت ابن ناسخ عبداللہ بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس سے اٹھتے تو بیس مرتبہ استغفار کرتے تھے اور استغفار بلند آواز سے کرتے تھے۔“

فائدہ: بلند آواز سے استغفار فرمانا ممکن ہے ہم مجلسوں کو ترغیب کے لئے ہوسکتا ہے۔ اس حدیث سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مجلس سے اٹھتے ہوئے استغفار کا معلوم ہوا ہے اس لئے اس کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔



باب ما يقول إذا غضب

جب غصہ آئے تو کیا کہنا چاہیئے

غصہ خون کا ابلنا اور جوش مارنا ہے۔ غصہ کے وقت آدمی شیطان کا آلہ کار ہو جاتا ہے اس موقع پر دین و دنیا کے امور کی حفاظت کے لئے رسول اللہ ﷺ نے کیا علاج تجویز فرمایا ہے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک باب اور اس کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٥٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائی، ثنا محمد بن بشار، ثنا عبدالرحمن، ثنا سفيان: عن عبدالملك بن عمير، عن عبدالرحمن بن أبی ليلى، عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: إستب رجلان عند النبی ﷺ، فغضب أحدهما، فقال النبی ﷺ: إنی لأعلم كلمة لو قالها لذهب غضبه:

﴿اعوذ بالله من الشيطان الرجيم.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢٤٤/٥) وابوداؤد (٤٧٨٠/٢٤٩/٤) (٣٠٣/٢) والترمذی (٣٤٥٢/٥٠٤/٥) (١٨٣/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم٣٨٩) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٦٤٨٨/٩٩/٧)

(۴۵۴) **ترجمہ:** ''حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے۔ ان میں سے ایک غصہ ہونے لگا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے ایک (ایسا) کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اس کو کہہ لے تو (اس کی برکت سے) اس کا غصہ ختم ہو جائے گا۔ (وہ کلمہ):

﴿اعوذ بالله من الشيطان الرجيم.﴾

ترجمہ: ''میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

ہے۔''

فائدہ: غصہ کسی تکلیف پہنچنے پر اس کو دفع کرنے یا انتقام لینے کے لئے خون کے ابلنے جوش مارنے کا نام ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۱۸۰/۶)

ایک حدیث میں ہے کہ غصہ ایک انگارہ ہے جو انسان کے سینہ میں جلتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۷۷/۶)

غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور اس حالت میں انسان اعتدال کی راہ سے ہٹ جاتا ہے اور بے ہودہ باتیں کہنے لگتا ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے نصیحت کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ مت کیا کرو اس نے

پھر درخواست کی آپ علیہ السلام نے دوبارہ یہی ارشاد فرمایا۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۱۸۱)

غصہ کا علاج

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کے دفع کرنے کے لئے مختلف علاج بیان کئے ہیں۔

1. روایت بالا میں ہے کہ "اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم" کہے۔
2. کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ (مجمع الزوائد ۸/۷۰)
3. وضو کرے۔ (ابوداؤد ۲/۳۰۴)
4. خاموش ہو جائے۔ (مجمع الزوائد ۸/۷۰)

نوع آخر:

(٤٥٥) - أخبرني محمد بن أحمد بن المهاجر، ثنا إبراهيم بن مسعود، ثنا جعفر بن عون ثنا أبو العميس، عن القاسم بن محمد بن أبي بكر، قال: كانت عائشة رضي الله تعالى عنها إذا غضبت عرك النبي صلى الله عليه وسلم بأنفها ثم يقول: يا عويش! قولي:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ، وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ، وَأَجِرْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ.﴾

اخرجه الديلمي في «مسند الفردوس» (٥/٤٣٠/٨٦٤٤) ذكره السيوطي في «الجامع الصغير» (١/١٧٩) وله شاهد من حديث ام سلمة ما رواه عبد بن حميد في «مسنده» (١/٤٤٣/١٥٣٤)

ایک اور حدیث:

(۴۵۵) ترجمہ: "حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب غصہ آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ناک کو ہلاتے اور فرماتے: عویش! یہ (دعا) پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ اِغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ، وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ، وَأَجِرْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ.﴾

ترجمہ: اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب! میرے گناہ کو معاف کر دیں، میرے دل کے غصہ کو دور کر دیں اور گمراہ کرنے والے فتنوں سے میری حفاظت فرمائیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تعلق والوں سے محبت باقی رکھنے کے لئے ان کے غصہ کو ٹھنڈا کرنا چاہئے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۸۸)

اور ان سے ایسا مزاح کرنا جس سے ان کی ناراضگی انسیت میں بدل جائے۔ (فتح الباری ۱۰/۵۳۶)

غصہ برداشت کرنے کا ثواب

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے غصہ کو پی جائے حالانکہ وہ جو چاہتا ہے وہ کرسکتا ہے تو اللہ قیامت کے دن تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اوراس کو اختیار دیا جائے گا جس حور کو چاہے چن لے۔ (ابوداؤد ۲/۳۰۲، ترمذی ۲/۱۱)

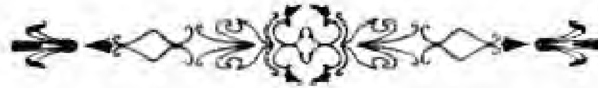
ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن وایمان سے بھر دیں گے۔

(ابن ابی الدنیا عن ابی ہریرۃ، فتوحات ربانیہ ۶/۱۷۹)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آدمی کا کوئی گھونٹ بھی (اللہ تعالیٰ کے ہاں، غصہ کے گھونٹ سے (اجر میں) بڑا نہیں ہے جس کو وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پیتا ہے۔ (بیہقی عن ابن عمر حاشیہ ابن سنی صفحہ ۴۰۲)

ایک جگہ ارشاد ہے جو اپنے غصہ کو روک لے اللہ تعالیٰ اس کی ستر پوشی فرمائیں گے۔

(ابن ابی الدنیا عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتوحات ربانیہ ۶/۹۷۹)



باب كيف يسلم الرجل إذا دخل بيته

گھر میں داخل ہوتے وقت کس طرح سلام کرنا چاہئے

(٤٥٦) - أخبرنا أبو الليث الفرائضي، ثنا عبيدالله بن عمر القواريري، ثنا أبو عامر العقدي، ثنا لمغيرة، عن ثابت، عن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن المقداد بن الأسود، قال: قدمت أنا وصاحبان لي قد ذهبت أسماعنا وأبصارنا من الجهد، فجعلنا نعرض أنفسنا على أصحاب رسول الله ﷺ، فليس أحد يقبلنا، فانطلقنا إلى رسول الله ﷺ، فانطلق بنا إلى أهله، فإذا ثلاثة أعنز، فقال لنا: إحلبوا هذا اللبن فاقتسموا بينكم، قال: فكنا نفعل ونرفع لرسول الله ﷺ نصيبه، قال: فيجيء رسول الله ﷺ من الليل فيسلم تسليمًا لا يوقظ نائما، ويسمع يقظان، ثم يأتي المسجد فيصلي، ثم يأتي شرابه فيشربه.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣/٦) والمسلم (٢٠٥٥/١٦٢٥/٣) (١٨٤/٢) والترمذي (٨٧١٩/٧٠/٥) (١٠١/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٢٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (٧٥٢/٢٤٢/٢٠)

(۴۵۶) **تَرجَمَہ:** ''حضرت مقداد رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دوساتھی (بھوک کی وجہ سے) نکلے بھوک کی شدت کی وجہ سے ہمارے کان اور آنکھیں سننے اور دیکھنے کے قابل نہ رہے ہم خود کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کے سامنے پیش کرتے تھے مگر کوئی بھی ہمیں قبول نہ کرتا تھا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ وہاں تین بکریاں نظر آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کا دودھ دوہ لیا کرو اور آپس میں تقسیم کرلیا کرو۔ چنانچہ ہم ایسا ہی کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ اٹھا کر رکھ دیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ رات کو تشریف لاتے تو اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا بیدار نہ ہو اور بیدار سلام سن لے پھر گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ آتے اور نماز پڑھتے پھر دودھ کے پاس آتے اور نوش جان فرماتے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے یہ ادب معلوم ہوا کہ جب آدمی ایسی جگہ جائے جہاں کچھ لوگ سوئے ہوں ہوں اور کچھ جاگ رہے ہوں تو وہاں اس طرح سلام کرنا چاہئے کہ جاگنے والے سن لیں اور سونے والے نہ سنیں کہ ان کی نیند خراب ہو۔ اس طرح لوگوں پر خود کو پیش کرنا ان لوگوں کے لئے جائز ہے کہ جن کے پاس کچھ بھی گزر بسر کے لئے نہ ہو۔ (شرح مسلم نووی ۱۸۴/۲)

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرتے یہ حکم اس وقت ہے جب گھر میں کچھ سوئے ہوئے اور کچھ جاگ رہے ہیں۔

باب ما يقول إذا قرب إليه الطعام

جب کھانا سامنے لایا جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

کھانا ایک بشری تقاضہ اور ضرورت ہے لیکن دوسری ضرورتوں کی طرح اس ضرورت کو پورا کرتے ہوئے بھی آدمی اللہ تعالیٰ کو راضی کر کے ان کے شکر گزار بندوں میں شمار ہوسکتا ہے قربان جایئے شریعت مطہرہ کہ اس نے اس ضرورت کو بھی دخول جنت اور تقرب الٰہی کا ذریعہ بنایا ہے۔ کھانے کے آداب اور اس کے شروع اور آخر میں کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں جن سے اللہ رب العالمین کی شکر گزاری ہو سکے۔

نیز افطار کے موقع پر کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے چوبیس باب اور ان کے ذیل میں پینتیس احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٥٧) - ثنا الفضل بن سليمان، ثنا هشام بن عمار، ثنا محمد بن عيسى ابن سميع، ثنا محمد بن أبي الزعيزعة، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده عبدالله بن عمرو رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ عن النبي ﷺ أنه كان يقول إذا قرب الطعام إليه.

﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، بِسْمِ اللّٰهِ. ﴾

اخرجه الطبراني في «الدعا» (رقم ٨٨٨) وابن عدي في «الكامل» (٢٠٦/٢) وابن حجر في «لسان الميزان» (١٦٥/٥)

(۴۵۷) تَرجَمَہ: ''حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ جب کھانا رسول اللہ ﷺ کے سامنے لایا جاتا تو آپ ﷺ (یہ دعا) پڑھتے تھے:''

﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، بِسْمِ اللّٰهِ. ﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! جو رزق آپ ہمیں عطا کریں اس میں برکت (بھی) عطا فرمائیں، ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائیں، (میں) اللہ تعالیٰ کے نام سے (کھانا) شروع کرتا ہوں۔''

فَائِدَہ: برکت کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ چیز بذات خود زیادہ ہو جائے جیسا حضرت جابر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کی ایک بکری کے شوربے میں لوگوں نے کھانا کھایا۔ ایک معنی یہ ہیں کہ معنوی طور پر زیادتی ہو جائے کہ چیز خود تو نہ بڑھے لیکن استعمال زیادہ ہو جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۷۹/۵)

جہنم سے تو انسان کو ہر حالت میں پناہ مانگنی چاہئے اس سے پہلے رزق میں برکت کی دعا اس لئے ہے کہ نفس جو دنیا سے آخرت کی طرف جانے میں انسان کی سواری ہے اس کا قیام و بقاء اسی رزق سے ہے اس لئے اس میں برکت کا ہونا آخرت کی تیاری کے لئے معین و مددگار ہوگا۔ (فتوحات ربانیہ ۱۷۹/۵)

باب التسمية عند الطعام

کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھنا

(٤٥٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا إسحاق بن إبراهيم، أنبأنا عيسى بن يونس، ثنا الأعمش، عن خيثمة، عن أبي حذيفة، عن حذيفة رضي الله تعالى عنه قال: كنا إذا كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فدعينا إلى طعام لم نضع أيدينا حتى يضع رسول الله يده، فدعينا إلى طعام، فلم يضع رسول الله صلى الله عليه وسلم يده، فكففنا أيدينا، فجاء أعرابي كأنما يطرد، فأهوى بيده إلى القصعة، فأخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده فأجلسه، ثم جاءت جارية فأهوت بيدها، فأخذ رسول الله يدها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الشيطان لما أعياه أن ندع ذكر اسم الله عزوجل على طعامنا جاء بهذا الأعرابي ليستحل به طعامنا، فلما أجلسناه جاء بهذه الجارية ليستحل بها طعامنا فوالله إن يده في يدي مع يدها، ثم ذكر اسم الله عزوجل فأكل.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٨٢/٥) والمسلم (٢٠١٧/١٥٩٧/٣) (١٧١/٢) وابوداؤد (٣٧٦٦/٣٤٧/٣) (١٧٣/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦٧٥٤/١٧٣/٤) وابوعوانه في «مسنده» (٨٢٣٧/١٦١/٥)

(۴۵۸) ترجمہ: ”حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہمیں کھانے کے لئے بلایا گیا۔ (ہماری عادت یہ تھی کہ) ہم کھانے کی طرف ہاتھ جب تک نہیں بڑھاتے تھے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھاتے تھے (پھر) ہمیں کھانے کی طرف بلایا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھایا (اس لئے) ہم نے بھی اپنے ہاتھ روکے رکھے۔ (اچانک) ایک دیہات کے رہنے والے صحابی (اس طرح) آئے گویا کہ کسی نے ان کو دوڑایا ہو اور اپنا ہاتھ کھانے کے پیالے کی طرف بڑھانا چاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کو بٹھایا (اتنے میں پھر) ایک لڑکی (اس طرح) آئی اس نے بھی اپنا ہاتھ کھانے کے پیالے میں بڑھانا چاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا: شیطان کو جب ہمارے اللہ تعالیٰ کے ذکر نہ چھوڑنے نے عاجز کر دیا (یعنی ہم نے کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لی تو وہ ہمارے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو سکا) تو وہ ان دیہات کے رہنے والے صاحب کو لایا تا کہ ہمارا کھانا کھا سکے جب ہم نے ان کو بٹھا لیا تو وہ اس لڑکی کو لے آیا تا کہ اس کے

ذریعہ ہمارا کھانا کھا سکے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! شیطان کا ہاتھ میرے ہاتھ میں اس لڑکی کے ہاتھ کے ساتھ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کھانا تناول فرمایا۔"

فَائِدَة: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

❶ کھانا کھانے کے لئے ہاتھ دھونے اور کھانا شروع کرنے میں ابتداء بڑے اور بزرگ آدمی کو کرنی چاہئے۔

❷ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بلکہ ہر اچھے کام کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا چاہئے اسی طرح دوا، شہد اور اور شوربا پینے سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھنا چاہئے۔ ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھنا اچھا ہے۔ (شرح زرقانی ۴/۴۰۰)

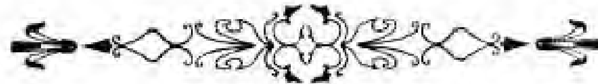
❸ بسم اللہ بلند آواز سے کہنا چاہئے تاکہ دوسرے بھی سن لیں اور ان کو یاد آجائے۔

❹ صرف بسم اللہ پڑھنا بھی کافی ہے لیکن بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا زیادہ اچھا ہے جنبی مرد وعورت اور حائضہ عورت بھی بسم اللہ پڑھ سکتی ہے۔ (کلہ من شرح المسلم للنووی ۲/۱۷۱، کتاب الاذکار صفحہ ۲۱۶)

اسی طرح "بسم الله وببركة الله" کہنا بھی حدیث سے آیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۲۳۲)

ایک روایت میں "بسم الله وعلى بركة الله" کہنا بھی آیا ہے۔

(حاکم عن ابی ہریرہ حصن حصین، مترجم مولانا عاشق الٰہی صاحب صفحہ ۲۱۷)



باب ما يقول إذا نسى التسمية فى أول طعامه

کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٤٥٩) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا شباب، ثنا خليفة بن خياط، ثنا عمران بن على المقدمى، قال: سمعت موسى الجهنى يقول: أخبرنى القاسم بن عبدالرحمن بن عبدالله بن مسعود، عن أبيه، عن جده عبدالله رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله: من نسى أن يذكر الله عزوجل فى أول طعامه، فليقل حين يذكر:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وآخِرَهُ﴾

فإنه يستقبل من طعامه جديدا، ويمتنع الخبيث مما كان يصيب منه.

اخرجه ابو يعلى فى «مسنده» (١٣/٧٨-٧٩/٧١٥٣) وابن حبان فى «صحيحه» (١٢/١٢/٥٢١٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٠/١٧٠/١٠٣٥٤) وفى «المعجم الاوسط» (٥/٩٢٥/٤٥٧٦) وفى «الدعا» (٨٨٩)

(۴۵۹) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھانے کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا (بسم اللہ کہنا) بھول جائے تو وہ جب یاد آ جائے تو یہ دعا پڑھ لے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وآخِرَهُ﴾

ترجمہ: ”اس کھانے کے شروع اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں۔“

کیونکہ یہ (دعا پڑھنا) اس کے کھانے کو نیا کر دیتا ہے (جیسے ابھی کھانا شروع کیا ہو) اور جو کمی (اللہ تعالیٰ کے نام لئے بغیر کھانے سے) واقع ہوئی تھی اس کو ختم کر دیتا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے کے شروع میں اگر بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں جب یاد آ جائے تو مذکورہ بالا دعا پڑھے۔ علماء نے لکھا ہے کہ درمیان میں دعا پڑھنے سے شروع میں دعا پڑھنے سے جو برکت حاصل ہوتی ہے وہ حاصل ہو جائے گی۔ (بذل المجہود ۵/۳۵۰)

اگر درمیان میں بھی بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اگر کھانے کے فوراً بعد یاد آ جائے تو بھی پڑھ لے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۴)

علماء نے لکھا ہے کہ ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھنا چاہیے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۸۴)

اسی طرح وہ افعال جو متعدد (کئی فعل کے بعد ایک فعل شمار ہوتے) ہوں جیسے سرمہ لگانا (کہ تین تین سلائی الگ الگ ایک آنکھ میں لگائیں تو سنت ادا ہوتی ہے) ان میں درمیان میں بسم اللہ پڑھ لینا چاہیے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۳)

نوع آخر:

(٤٦٠) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا سريج بن يونس، ثنا علي بن ثابت، عن حمزة النصيبي، عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من نسي أن يسمي على طعامه فليقرا

﴿قل هو الله أحد﴾

إذا فرغ.

اخرجه ابن حبان في «المجروحين» (١/٢٧٠/٢٧٩) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٧/٦٦-٦٧/٦٨٦٧) وفي «الدعا» (رقم ٨٩٠) وابن عدي في «الكامل» (٢/١١٤) وابو نعيم في «الحلية» (١٠/١١٤)

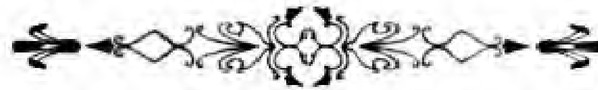
(۴۶۰) ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے کھانے کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا بھول جائے تو وہ جب کھانے سے فارغ ہو جائے تو:

﴿قل هو الله أحد﴾

پڑھ لے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ کھانے کے بعد اور پہلے بسم اللہ پڑھے پھر قل ہو اللہ احد پڑھے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۹۲)

کھانے کے بعد اس کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کھانے پینے کی ضرورت سے پاک اور مبرا ہونے کا اظہار اور بھوک کے بعد کھانا کھانے کی نعمت کا یاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تبرک حاصل کرتے ہوئے کھانے کے قبیح اور مضر اثرات سے حفاظت کا سوال ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۹۳)



باب التسمية فى آخر الطعام

کھانے کے آخر میں بسم اللہ پڑھنا

(٤٦١) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا مسدد، ثنا يحيى بن سعيد، عن جابر بن صبيح، حدثني المثنى بن عبدالرحمن الخزاعي وصحبته إلى واسط. وكان إذا أكل يسمى فإذا كان فى آخر لقمة قال:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

قال: فقلت لهُ فى ذلك، فقال: إن جدى أمية بن مخشى حدثني، وكان من أصحاب النبى ﷺ. أن رجلا كان يأكل عند النبى ﷺ، فلم يسم، فلما كان فى آخر لقمة قال:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

فقال النبى ﷺ: ما زال الشيطان يأكل معك حتى سميت، فقاء الشيطان ما أكل.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٣٦/٤) وابوداؤد (٣٤٧/٣-٣٧٦٨/٣٤٨) (١٧٣/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦٧٥٨/١٧٣/٤) وفي «عمل اليوم والليلة» (٢٨٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨٥٤/٢٩١/١)

(۴۶۱) ترجمہ: ''حضرت جابر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت مثنی بن عبدالرحمٰن خزاعی نے بتایا کہ وہ جب کھانا کھاتے ہیں تو بسم اللہ پڑھتے ہیں اور آخری لقمہ پر:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

پڑھتے ہیں حضرت جابر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے ان سے:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

آخری لقمہ میں پڑھنے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: میرے دادا امیہ بن مخشی نے مجھے یہ حدیث سنائی اور میرے دادا رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا کھا رہا تھا۔ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی۔ جب وہ آخری لقمہ پر پہنچا تو اس نے:

﴿بسم الله أوله وآخره﴾

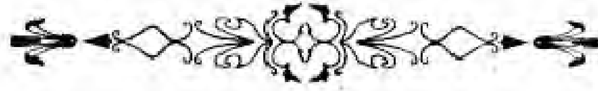
پڑھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان تمہارے ساتھ کھا رہا تھا یہاں تک کہ تم نے:

﴿بسم اللّٰه أوله وآخره﴾

پڑھا تو شیطان نے جو کچھ کھایا تھا الٹی کر دی۔"

فَائِدَۃ: شیطان کا پیٹ سے سارا کھانا اگل دینا یا تو حقیقت پر محمول ہے (کہ واقعی وہ الٹی کر دیتا ہے) یا مطلب یہ ہے کہ بسم اللہ نہ کہنے کی وجہ سے جو برکت چلی گئی تھی اس نے اس کو واپس کر دیا۔ گویا وہ برکت اس شیطان کے پیٹ میں امانت تھی اس نے اس کو واپس لوٹا دیا۔ (مرقاۃ ۸/۱۸۲)

روایت میں آتا ہے کہ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنے سے برکت ہوتی ہے۔ (شرح السنۃ عن ابی ایوب مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۵)



باب ما یقول لمن یأکل معه

ساتھ کھانے والے کو آداب سکھانا

(٤٦٢) - حدثنی عبدان، ثنا عبدالله بن محمد العبادانی، ثنا الحسن ابن حبیب بن بدیة، ثنا روح بن القاسم، عن هشام بن عروة، عن أبیه، عن عمر بن أبی سلمة رضی الله تعالیٰ عنه قال: دخلت علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یطعم، فقال: أدن فکل بسم الله عزوجل، وکل بیمینك، وکل مما یلیك.

اخرجه البخاری (٥/٢٠٥٦/٥٠٦١) (٢/٨٠٩-٨١٠) والمسلم (٣/١٥٩٩/٢٠٢٢) (٢/١٧٢) وابوداؤد (٣/٣٤٩/٣٧٧٧) (٢/١٧٤) والترمذی (٤/٢٨٨/١٨٥٧) (٢/٧) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ٢٧٤)

(۴۶۲) ترجمہ: ''حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا: قریب آ جاؤ، بسم اللہ کہو، دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور (رکابی میں) اپنے قریب سے کھاؤ۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ پیالے میں ہر طرف سے کھا رہے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے آگے سے کھانے کے لئے فرمایا۔

اس حدیث میں تین سنتیں معلوم ہوئیں۔

❶ بسم اللہ پڑھ کر کھانا۔

❷ دائیں ہاتھ سے کھانا۔

لیکن اگر ضرورت ہو تو تبعاً بایاں ہاتھ استعمال کر سکتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۱۸۲/۵)

❸ اپنے آگے سے کھانا۔ کیونکہ اپنے ساتھی کے آگے سے کھانا اس کے ساتھ برا سلوک کرنا اور ترک مروت ہے۔ بعض اوقات ساتھی کو اس سے کراہیت بھی ہوتی ہے خصوصاً جب کہ کھانا شوربہ وغیرہ ہو۔ یہ صورت (پتلی چیزوں) میں ہے لیکن اگر کھجور یا مختلف قسم کی چیزیں ہوں تو ہر طرف سے کھانا صحیح ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱۷۲/۲)

اگر پھل ایک ہی طرح کے ہیں کہ سب پکے ہوئے یا کچے ہوں تو پھر ہر طرف سے کھانا صحیح نہیں ہے (اور اگر کچے پکے مخلوط ہوں تو پھر ہر طرف سے کھانا صحیح ہوگا)۔ اگر کھانا مختلف قسم کا ہو تو ہر طرف سے کھانا صحیح ہے۔ (مرقاۃ ۱۹۶/۸)

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے ساتھ کھانے والا ساتھی اگر کھانے کے ادب میں کوئی کمی کرے تو اس کو ادب سکھانا چاہئے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۱۸)

باب ما يقول إذا أكل مع ذي عاهة

جذامی کے ساتھ کھانا کھاتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٤٦٣) - حدثنا أبو يعلى، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا يونس بن محمد عن مفضل بن فضالة، عن حبيب بن الشهيد، عن محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ بيد مجذوم فوضعها معه في القصعة، فقال: كل

﴿بسم الله﴾

ثقة بالله، وتوكلا عليه.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٤٥٣٦/١٤١/٥) وابوداؤد (٣٩٢٥/٢٠/٤) (١٩١/٢) وابن ماجه (٣٥٤٢/١١٧٢/٢) (ص٢٥٣) والترمذي (١٨١٧/٣٦٦/٤) (٤/٢) وابويعلى فى «مسنده» (١٨٢٢/٢٥٤/٣)

(۴۶۳) ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک) جزامی صحابی کا ہاتھ پکڑا اور (اس طرح) ان صحابی کو کھانے کے پیالے میں اپنے ساتھ شریک فرمالیا اور (ان سے) فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھاؤ، اللہ تعالیٰ پر اعتقاد اور یقین رکھ کر کھاؤ اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھ کر کھاؤ۔''

فائدہ: یہ مجزوم صحابی حبشہ کے مہاجرین میں سے حضرت معیقیب ابن فاطمہ الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ علیہ السلام کا جزامی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا بیان جواز کے لئے ہے۔

بعض روایات میں جزامی سے شیر کے بھاگنے کی طرح بھاگنے کا حکم آیا ہے۔ اور اس روایت سے کھانا معلوم ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس کے ایمان یقین میں پختگی اور اللہ تعالیٰ پر یقین کامل ہو وہ تو کھالے کیونکہ اگر اس کو یہ بیماری ہوگی تو اس کا اعتقاد و یقین خراب نہ ہوگا کہ جزامی سے میل ملاپ کی وجہ سے یہ بیماری نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہوئی جیسا کہ پہلے آدمی کو بغیر کسی سے اختلاط کے ہوئی۔

اور جس کا ایمان یقین کی کیفیت کمزور ہو تو اس کو احتیاطاً دور رہنا چاہئے تاکہ اگر اس کو وہ بیماری لگ جائے تو وہ یہ نہ کہے کہ جزامی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس لئے اس کے یقین میں خرابی نہ پیدا ہو اس احتیاط کی وجہ سے وہ نہ بیٹھے۔

(بذل ۶/۱۷، تفصیل کے لئے دیکھئے مرقاۃ ۹/۸، شرح مسلم للنووی ۲/۲۳۲، مظاہر حق ۴/۳۰۶)



باب ما يقول إذا أكل

کھانا کھانے کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٦٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن النسائي، ثنا أحمد بن سليمان الرهاوي، ثنا معاوية بن هشام، ثنا سفيان، عن أبي هاشم، عن رباح، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي ﷺ إذا أكل طعاما قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ﴾

اخرجه أحمد في «مسنده» (٣٢/٣) وابوداؤد (٣٨٥٠/٣٦٦/٣) (١٨٣/٢) وابن ماجه (٣٢٨٣/١٠٩٢/٢) (ص٢٣٦) والترمذي (٣٤٥٧/٥٠٨/٥) (١٨٤/٢) والنسائي في «عمل اليوام والليلة» (رقم ٣٨٨)

(۴۶۴) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا کھا لیتے تو (کھانے کے بعد) یہ دعا پڑھتے تھے۔“

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ﴾

ترجمہ: ”تمام تعریف اور شکر ان اللہ تعالیٰ کے لئے جنہوں نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔“

فائدہ: کھانا پینا انسان کے لوازم حیات میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب کچھ کھانے یا پینے کو میسر ہوتا تو آپ ﷺ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کا عطیہ یقین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ادا کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت فرماتے۔ (معارف الحدیث ۲۰۶/۵)

کھانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کسی بھی الفاظ سے کرنا سنت ہے۔ آئندہ احادیث میں جو الفاظ آئے ہیں وہ شکر گزاری کے لئے اکمل ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۲۲۹/۵)

یہاں نعمت کے شکر کا سبب کھانا ہے اس لئے اس کو پہلے ذکر فرمایا اور پانی چونکہ اس کے ساتھ ہی ہوتا جو کھانے کا اختتام ہے بعد میں نعمت باطنہ پر ختم فرمایا جو حسن خاتمہ کے لئے مدار ہے۔ (مرقاۃ ۱۸۳/۹)

نوع آخر:

(٤٦٥) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا هارون بن معروف، ثنا أبو عبدالرحمن المقرى، ثنا سعيد بن أبي أيوب، حدثني بكر بن عمرو، عن عبدالله ابن هبيرة، عن عبدالرحمن بن جبير، أنه حدثه رجل خدم النبي ﷺ ثماني سنين، أنه كان يسمع النبي ﷺ إذا قدم إليه

طعامه يقول:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ. فإذا فرغ من طعامه قال: اَللّٰهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ، وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا أَعْطَيْتَ. ﴾

اخرجه أحمد فى «مسنده» (٣٣٧/٤) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦٨٩٨/٢٠٢/٤) وابويعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيره المهره» (٣١٥/٤) وابو نعيم فى «معرفة الصحابه» (٧٢٥٣/٣١٥١/٦) وابو الشيخ فى «اخلاق النبى ﷺ» (٦٨٧/٢٣٨) كما فى «العجالة» (٥٣١/٢)

ایک اور دعا:

(۴۶۵) تَرجَمۂ: ''ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جنہوں نے آٹھ سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب کھانا شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب کھانا کھا لیتے تو (یہ دعا) پڑھتے:''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ. فإذا فرغ من طعامه قال: اَللّٰهُمَّ أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَغْنَيْتَ وَأَقْنَيْتَ، وَهَدَيْتَ وَأَحْيَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا أَعْطَيْتَ. ﴾

تَرجَمۂ: ''اے اللہ! آپ نے کھانا کھلایا، پانی پلایا، (بھوک سے) کفایت فرمائی، ہدایت عطا فرمائی اور زندگی عطا فرمائی اور جو کچھ آپ نے عطا فرمایا اس پر آپ ہی کا شکر اور آپ ہی کی تعریف ہے۔''

فَائِدَہ: کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کا فائدہ انعام کرنے والے کا شکر ادا کرنا اور اس نعمت میں زیادتی کو طلب کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے کہ ''لئن شکر تم لا زیدنکم'' کہ اگر تم شکر ادا کرتے رہو تو میں ضرور تمہارے لئے (نعمتوں میں) زیادتی کروں گا۔ (مرقاۃ ۹/۱۸۳)

نوع آخر:

(٤٦٦) - حدثنا الفضل بن عبدالله بن سليمان، ثنا هشام بن عمار، ثنا محمد بن عيسى بن سميع، ثنا محمد بن أبى الزعيزعة، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده عبدالله بن عمرو. رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ. عن النبى ﷺ أنه كان يقول فى الطعام إذا فرغ:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ مَنَّ عَلَيْنَا وَهَدَانَا، وَالَّذِىْ أَشْبَعَنَا وَأَرْوَانَا، وَكُلَّ الْإِحْسَانِ آتَانَا. ﴾

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٩٥٦٠/٧٢/٦) باختلاف يسير وابن عدى فى «الكامل» (٢٠٦/٦) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٨٩٥) مختصراً.

ایک اور دعا:

(۴۶۶) تَرْجَمَہ: ''حضرت عمرو بن العاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب کھانا کھا لیتے تو (یہ دعا) پڑھتے:''

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيْنَا وَهَدَانَا، وَالَّذِيْ أَشْبَعَنَا وَأَرْوَانَا، وَكُلَّ الْاِحْسَانِ آتَانَا. ﴾

تَرْجَمَہ: ''تمام تعریف اور شکر ان اللہ تعالیٰ کے لئے جنہوں نے ہم پر احسان فرمایا، ہمیں ہدایت فرمائی، ہمیں پیٹ بھر کر کھانا کھلایا، ہمیں سیراب فرمایا اور ہر قسم کا احسان ہم پر فرمایا۔''

فَائِدَہ: نعمت کے عطا ہونے پر شکر گزاری کرنا اس بات کا اعتراف اور احساس ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے رب کا عطیہ ہے میں خود کسی لائق نہیں عبدیت کا جوہر ہے۔ (معارف الحدیث ۵/ ۲۰۸)

ہر نئی نعمت کے عطا ہونے پر نیا شکر ادا کرنا چاہئے تاکہ جس چیز (کھانے سے صحت وقوت وغیرہ) کو انسان (ہمیشہ) چاہتا ہے وہ حاصل ہو اور جس چیز (کھانے سے فساد بیماری وغیرہ) سے خوف ہو محفوظ رہے۔ (مرقاۃ ۹/۱۸۳)

نوع آخر:

(٤٦٧) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا الربيع الزهرانى، وأبو خيثمة وأحمد ابن إبراهيم الدورقى، قالوا: ثنا أبو عبدالرحمن المقرى، ثنا سعيد بن أبى أيوب، حدثنى أبو مرحوم عبدالرحيم بن ميمون، عن سهل بن معاذ بن أنس، عن أبيه رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أن رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قال: من أكل طعاما فقال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ. ﴾

غفرالله عزوجل لهٗ ما تقدم من ذنبه.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣/٤٣٩) وابوداؤد (٤/٤٢١/٤٠٢٣) (٢/٢٠٢) وابن ماجه (٢/١٠٩٣/٣٢٨٥) (ص٢٣٦) والترمذى (٥/٥٠٨/٣٤٥٨) (٢/١٨٤) وابويعلى فى «مسنده» (٣/٦٧/١٤٩٨)

ایک اور دعا:

(۴۶۷) تَرْجَمَہ: ''حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کھانا کھایا پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھی:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ. ﴾

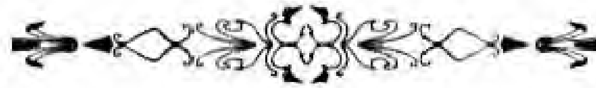
تَرْجَمَہ: ''تمام تعریف اور شکر ان اللہ تعالیٰ کے لئے جنہوں نے مجھے یہ کھانا بغیر میری طاقت وقوت کے کھلایا۔''

تو اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں مزید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہوں کو بھی معاف فرمائیں گے۔ (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ یا تو ان سے برے اعمال سرزد نہیں ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائیں گے یا ان کے گناہ معاف ہو جائیں گے گویا گناہ ہوئے ہی نہیں۔ (بذل المجہود ۶/۳۹)

بعض اعمال شکل وصورت کے اعتبار سے تھوڑے ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بڑی قدر ومنزلت ہوتی ہے، جب آدمی یہ اعتراف کر لیتا ہے کہ یہ کھانا صرف اللہ تعالیٰ کی عنایت واحسان سے ملا ہے اس میں آدمی کا کوئی کمال نہیں یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا قبول ہوتا ہے کہ آدمی کے اگلے پچھلے گناہوں کی صفائی کا سبب بن جاتا ہے۔ (معارف الحدیث ۵/۲۰۶)



باب ما يقول إذا شبع من الطعام

جب پیٹ بھر کر کھانا کھائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٤٦٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن وأبو الحسن بن حوضا قالا: حدثنا عمرو بن عثمان، ثنا بقية بن الوليد، ثنا السرى بن ينعم الجبلانى، حدثنى عامر بن جشيب، حدثنى خالد بن معدان، عن أبى أمامة الباهلى رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: دعينا إلى وليمة وهو معنا، فلما شبع من الطعام قال: أما إنى لست أقوم مقامى هذا خطيبا، كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم إذا شبع من الطعام قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْكَ رَبَّنَا.﴾

أخرجه أحمد فى «مسنده» (٢٦١/٥) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦٨٩٦/٢٠١/٤) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٨٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٧٤٧١/٩٤/٨) وفى «الدعا» (رقم ٨٩٣)

(٤٦٨) ترجمہ: ”حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہمیں کھانے کی دعوت دی گئی۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ جب وہ کھانا پیٹ بھر کھا چکے تو ارشاد فرمایا: میں خطیب بن کر نہیں کھڑا ہوا ہوں (بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانے کے بعد کیا معمول تھا بتانا چاہتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیٹ بھر کر کھانا کھا لیتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْكَ رَبَّنَا.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کا بہت بہت پاکیزہ اور بابرکت شکر ہے، نہ تو (اس کھانے) کے بغیر کفایت ہو سکتی ہے، نہ اس کو چھوڑا جا سکتا ہے اور نہ ہمارے رب آپ سے استغنا برتی جا سکتی ہے۔“

فائدہ: اس روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے بعد کی دعا جہراً پڑھنی چاہیے یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آہستہ پڑھی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ ہلتے ہوئے دیکھ کر ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھ لیا ہو کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ دعا سکھائی ہو۔

کھانے کے بعد دعا پڑھنے میں سنت یہ ہے کہ ساتھیوں کے فارغ ہونے سے پہلے دعا جہراً نہ پڑھی جائے تاکہ جو کھانا ابھی کھا رہا ہو وہ رک نہ جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۲۳/۵)

نوع آخر:

(٤٦٩) - أخبرنا محمد بن زبان، حدثنا محمد بن رمح، ثنا الليث، عن سعيد بن أبي هلال، عن من حدثه أن رسول الله ﷺ قال: من قال حين يفرغ من طعامه:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ فَأَشْبَعَنِیْ وَسَقَانِیْ فَأَرْوَانِیْ بِلَا حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ.﴾

فقد أدى شكر ذلك الطعام.

لم اجده عند غير المصنف.

(۴۶۹) ترجمہ: ”ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کھانا کھانے کے بعد یہ دعا پڑھتا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ فَأَشْبَعَنِیْ وَسَقَانِیْ فَأَرْوَانِیْ بِلَا حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ.﴾

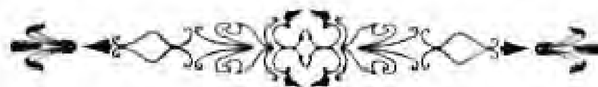
ترجمہ: ”تمام تر تعریف اور شکر اس ذات کے لئے ہیں جس نے میری طاقت اور قوت کے بغیر مجھے کھلایا اور پیٹ بھر کھلایا، مجھے پلایا اور سیراب کیا۔“

تو (اس دعا کے پڑھنے کی وجہ سے) اس نے اس کھانے کا شکر ادا کر دیا۔“

فائدہ: یہ اللہ تعالیٰ ہی کا احسان ہے کہ اپنی نعمتوں کا شکر یہ بھی اپنے نبی ﷺ کے ذریعے خود ہی بتا دیا ورنہ انسان اس کے حصول سے عاجز تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جو اپنے کھانے پر بسم اللہ پڑھے اور کھانے کے آخر میں الحمد للہ کہے اس سے اس کھانے کے شکر ادا کرنے کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔ (فتوحات ربانیہ ۲۴۱/۵)

حضرت نوح علیہ السلام جب بھی کھانا کھاتے، پانی پیتے یا سوار ہوتے یا کپڑا پہنتے تو الحمد للہ کہتے اللہ تعالیٰ کے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام عبداً شکوراً یعنی شکر گزار بندہ رکھا۔ (فتوحات ربانیہ ۲۳۴/۵)



باب ما يقول إذا شرب

جب پانی پیئے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٤٧٠) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو همام، ثنا ابن وهب، أخبرني سعيد بن أبي أيوب، عن أبي عقيل القرشي، عن أبي عبدالرحمن الحبلي، عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا أكل و شرب قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ وَسَقٰى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا.﴾

اخرجه أبوداود (٣٨٥١/٣٦٦/٣) (١٨٣/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٨٥) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤٠٨٢/١٨٢/٤) وفي «الاوسط» (٥٣٨٤/٣/٣٠٤/٥) والبيهقي في «شعب الايمان» (٤٤٧٦/١١٤/٤)

(۴۷۰) ترجمہ: ”حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا لیتے اور پانی پی لیتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ وَسَقٰى وَسَوَّغَهُ وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا.﴾

ترجمہ: ”تمام تر شکر ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے کھلایا پلایا اور اس کو قابل ہضم بنایا اور اس کے نکلنے کا راستہ بنایا (کہ فضلہ آسانی سے خارج ہو جاتا ہے)۔“

فائدہ: یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے کہ کھانے پینے کو حلق میں داخل ہونے اور حلق سے اترنے کے لئے آسان بنایا۔

(فتوحات ربانیہ ۲۲۹/۵)

اسی آسانی سے خارج ہونے کا انتظام فرمایا اللہ تعالیٰ نے معدہ میں غذا کے لئے ایک وقت مقرر فرمایا جہاں غذا کی نفع بخش اور نقصان دہ اشیاء تقسیم ہو جاتی ہیں جو جسم کے لئے سودمند ہوتی ہیں وہ رہ جاتی ہیں اور باقی خارج ہو جاتی ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا نہایت لطف و کرم اور عجیب صناعت ہے۔ (مرقاۃ ۱۸۳/۸)

نوع آخر:

(٤٧١) - أخبرنا ابن منيع، ثنا الحسن بن أبي إسرائيل، ثنا عيسى بن يونس، ثنا المعلى بن عرفان، عن شقيق بن أبي سلمة، عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا شرب في الإناء تنفس ثلاثة أنفاس، يحمد الله عزوجل في كل نفس، ويشكره في آخر هن.

اخرجه البزار كما فى «كشف الاستار» (۲۹۰۰/۳٤٤/۳) والعقيلى فى «الضعفاء الكبير» (۲۱۳/٤) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۱۰٤۷٥/۲۰٥/۱۰) وفى «المعجم الاوسط» (۹۲۹۰/۱۱۷/۹)

ایک اور دعا:

(۴۷۱) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب برتن میں پانی پیتے تو تین سانس لیتے تھے اور ہر سانس لیتے وقت اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے (الحمدللہ کہتے) اور ہر سانس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکرادا فرماتے (الحمدللہ کہتے)۔“

فائدہ: اس روایت میں پانی پینے کے آداب معلوم ہوئے چنانچہ معلوم ہوا کہ پانی تین سانس میں پینا چاہئے۔ ترمذی کی روایت میں دو مرتبہ بھی آیا ہے۔ (ترمذی ۱۱/۲)

ایک روایت میں ہے کہ پانی اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیا کرو بلکہ دو یا تین سانس میں پیا کرو۔ جب پیو تو (پہلے) بسم اللہ پڑھو اور جب پی کر فارغ ہو جاؤ تو الحمدللہ کہو۔ (ابن قیم عن علی فتوحات ربانیہ ۲۴۲/۵)

ہر مرتبہ سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے ہٹانا چاہئے اور سانس برتن کے باہر لینی چاہئے۔ (مرقاۃ ۲۱۵/۸، فتوحات ربانیہ ۲۴۱/۵)

ہر مرتبہ پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمدللہ کہنا چاہئے۔

(عن ابی ہریرہ اخرجہ الحافظ من طریق الطبرانی حدیث حسن فتوحات ربانیہ ۲۴۱/۵)

پانی بیٹھ کر پینا چاہئے۔

پانی پینے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے ”الحمد لله الذى سقانا عذبا فراتا برحمته ولم يجعله ملحا اجاجا بذنوبنا“

ایک دعا یہ بھی ہے: ”الحمد لله الذى سقانا عذباً فراتا ولم يجعله ملحا اجاجا“ (فتوحات ربانیہ ۲۳۵/۵)

(٤٧٢) - أخبرنى أبو عروبة، ثنا النضر بن سلمة، ثنا ابن أبى أويس، ثنا ابن أبى فديك، ثنا شبل بن العلاء بن عبدالرحمن، عن سمى مولى أبى بكر ابن عبدالرحمن، عن أبى بكر بن عبدالرحمن بن الحارث، عن نوفل بن معاوية الدولى رضى الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ يشرب ثلاثة أنفاس، يسمى الله عزوجل فى أوله، ويحمده فى آخره.

اخرجه الطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٦٤٥٢/٢٩٤/٦) وله شاهد من حديث ابى هريرة رضى الله تعالى عنه بنحوه اخرجه الخرائطى فى «فضيلة الشكر» (٢٤/٤١٤٠) وابو الشيخ فى «اخلاق النبى ﷺ» (٦٩٦/٢٤١)

(۴۷۲) ترجمہ: ”حضرت نوفل بن معاویہ الدولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانی تین سانسوں میں پیتے تھے اور ہر سانس کے شروع میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں الحمدللہ پڑھتے تھے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ تین سانس میں پانی پیا کرتے تھے۔ جب برتن کو منہ کے قریب کرتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب برتن کو منہ سے ہٹاتے تو الحمد للہ کہتے تھے۔ (مرقاۃ ۸/ ۲۱۶، فتوحات ربانیہ ۵/ ۲۴۱)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس لقمہ اور گھونٹ کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائیں گے جس کے کھانے پینے کے بعد بندے نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی ہوگی (یعنی الحمد للہ کہا ہوگا)۔ (مرقاۃ ۸/ ۲۲۸)

تین سانس میں پانی پینے کا فائدہ۔

1. اس طرح پانی پینا پیاس کو اچھی طرح بجھاتا ہے۔
2. ہاضمہ کے لئے بہت زود اثر ہے۔
3. معدہ میں انتہائی ٹھنڈک کم کرتا ہے اور اس سے اعصابی کمزوری کم ہو جاتی ہے۔ (مرقاۃ ۸/ ۲۱۶)

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں مرقاۃ ۸/ ۲۱۶، فتوحات ربانیہ ۵/ ۲۴۲، ۲۴۳)

نوع آخر:

(٤٧٣) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا محمد بن إبراهيم الشامي، ثنا إبراهيم ابن سليمان، ثنا حرب بن شريح، عن حماد بن أبي سليمان، قال: تغديت عند أبي بردة فقال: ألا أحدثك ما حدثني به عبدالله بن قيس رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: من أكل فشبع وشرب فروى فقال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ فَأَشْبَعَنِيْ وَسَقَانِيْ فَأَرْوَانِيْ. ﴾

خرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه.

اخرجه ابو يعلى في «مسنده» (١٣/ ٢٢١/ ٧٤٤٩)

ایک اور حدیث:

(۴۷۳) **ترجمہ**: ''حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کھانا کھایا اور پیٹ بھر کھایا، پانی پیا اور سیراب ہوا پھر اس نے یہ دعا پڑھی:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ فَأَشْبَعَنِيْ وَسَقَانِيْ فَأَرْوَانِيْ. ﴾

ترجمہ: ''تمام شکر ان اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے کھلایا اور پیٹ بھر کھلایا، پلایا اور سیراب فرمایا۔''

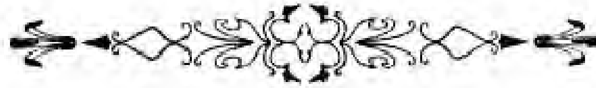
تو وہ اپنے گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔ (یعنی اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں)۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص کھانے پینے سے سیر ہونے کے بعد یہ دعا پڑھے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں سے پیدا ہوا ہو۔

یعنی وہ ایسا ہو جاتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی ہی نہیں رہتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۴۳۶)

علامہ طیبی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: وہ گناہوں سے بری ہونے میں اس دن جیسا ہو جاتا ہے جس دن اپنی ماں سے پیدا ہوا کہ کوئی گناہ اس پر نہیں ہوتا ہے۔ (مرقاۃ ۸/۵)

(اس دعا کی برکت سے) وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ گناہوں سے پاک وصاف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (مظاہر حق ۴/۲۴۷)



باب ما يقول إذا شرب اللبن

جب دودھ پیئے تو کون سی دعا پڑھنا چاہئے

(٤٧٤) - أخبرني محمد بن محمد الباهلي، ثنا يعقوب بن إبراهيم الدورقي، ثنا إسماعيل بن علية، عن علي بن زيد بن عبدالله بن جدعان، حدثني عمرو بن حرملة، عن ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا، قال: قال رسول الله ﷺ: من اطعمه الله طعاما فليقل.

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ.﴾

ومن سقاه الله لبنا فليقل.

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ، وَزِدْنَا منه.﴾

فإنه ليس يجزىء من الطعام والشراب غير اللبن.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٢٥/١) وابوداؤد (٣٧٣٠/٣٣٩/٣) (١٦٨/٢) وابن ماجه (٣٣٢٢/١٠١٣/٢) (ص٢٣٨) والترمذي (٥٠٦/٥-٣٤٥٥/٥٠٧) (١٨٣/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٨٦)

(۴۷۴) تَرجَمَۃ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائیں وہ یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنه.﴾

تَرجَمَۃ: ''اے اللہ! ہمارے لئے اس کھانے میں برکت عطا فرمائیے اور اس سے بہتر کھانا کھلائیے۔''

جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے وہ یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ، وَزِدْنَا منه.﴾

تَرجَمَۃ: ''اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرمائیے اور ہمیں اس سے زیادہ عطا فرمائیے۔''

کیونکہ دودھ کے علاوہ کوئی چیز کھانے اور پینے کا بدل نہیں ہے۔''

فَائِدَۃ: یہ دعا دودھ پینے کے بعد الحمد للہ کہنے کے بعد پڑھنی چاہئے۔

برکت خیر کی زیادتی اور اس کی ہمیشگی کو کہتے ہیں۔ (کذا من فتوحات ربانیہ ۲۳۹/۵، ۲۴۰)

یعنی یہ چیز زیادہ بھی ہوجائے اور ہمیشہ بھی رہے۔

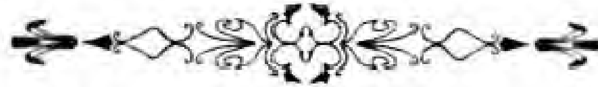
پہلی دعا میں فرمایا: اس کھانے سے بہترین کھلایئے اور دودھ کے بارے میں فرمایا اس سے زیادہ عطا فرمایئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دودھ سے بہتر چیز کوئی نہیں ہے۔

دودھ کھانے پینے کا بدل اس طرح ہے کہ کھانے کی طرح بھوک ختم کرنے اور پانی کی طرح سیراب کرنے میں دودھ جیسا کوئی نہیں ہے۔ (مزید دودھ کے فضائل دیکھنے کے لئے دیکھیں فتوحات ربانیہ ۵/۲۴۰)

کھانے پینے میں برکت کیا ہے

کھانے سے پہلے برکت کا معنی اس شی کا زیادہ ہو جانا ہے۔

کھانے کے بعد برکت اس کے فوائد اور ثمرات میں زیادتی کا نام ہے کہ وہ نفس کے سکون و قرار کا سبب ہو اور طاعات، عبادات کی تقویت کا، اعلیٰ اخلاق اور اچھے اعمال کا سبب ہو۔ (مرقاۃ ۸/۱۸۴)



باب ما يقول لمن سقاه

جب کوئی دودھ پلائے تو اس کو کیا دعا دینی چاہئے

(٤٧٥) - أخبرني إبراهيم بن محمد بن الضحاك، ثنا محمد بن سنجر، ثنا أبو مسهر، ثنا يحيٰى بن حمزة، حدثني إسحاق بن عبدالله بن أبي فروة، حدثني يوسف بن سليمان، عن جدته ميمونة، تأثره عن عمرو بن الحمق الخزاعي، أنه سقى رسول الله ﷺ لبنا، فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَمْتِعْهُ بِشَبَابِهِ﴾

فمرت عليه ثمانون سنة لم ير شعرة بيضاء.

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٣١٧٥٩/٣٢٢/٦) واسماعيل بن محمد الاصبهاني في «دلائل النبوة» (٢١٧/١٧٣/١) المزي في «تهذيب الكمال» (٥٩٧/٢١) وابن حجر في «الاصابة» (٦٣٣/٤) وفي «تهذيب التهذيب» (٢٢/٨)

(۴۷۵) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن الحمق الخزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے (انہیں دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

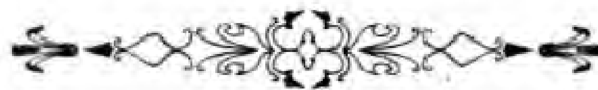
﴿اَللّٰهُمَّ أَمْتِعْهُ بِشَبَابِهِ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اس کو اس کی جوانی سے فائدہ پہنچایئے۔“

حضرت عمرو بن الحمق نے (۸۰) اسّی سال کی عمر پائی اور انہوں نے اپنا سفید بال نہ دیکھا۔“

فائدہ: یہ رسول اللہ ﷺ کے کریمانہ اخلاق ہیں کہ جب بھی کوئی احسان کرے تو فوراً اس کے ساتھ کوئی حسن سلوک کرتے اور خود عمل کرتے ہوئے دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دی چنانچہ ارشاد فرمایا: جو تمہارے ساتھ بھلائی کرے تم بھی اس کے ساتھ بھلائی کرو اور اگر تم بھلائی نہ کر سکو تو دعا کے ساتھ ہی برابری کرو۔ (فتوحات ربانیہ ۲۲۷/۶)

دعا کا مطلب ہے کہ ساری زندگی وہ اپنی جوانی سے فائدہ حاصل کریں۔ ظاہری مطلب یہ ہے کہ جوانی کا رنگ اور اس کی قوت کا ہمیشہ رہنا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۲۵۵/۵)



باب ما يقول إذا أكل عند قوم

جب کسی کے پاس کھانا کھائے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٧٦) - حدثنا أبو خليفة، ثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا شعبة، عن يزيد بن خمير، عن عبدالله بن بسر السلمي، قال: جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى أبي فأتاه بطعام وحيسة وسويق وتمر، ثم أتاه بشراب، فناول من عن يمينه، قال: وكان يأكل التمر ويضع النوى على ظهر أصبعه السبابة والوسطى، ثم يرمي به، ثم دعا لهم، فقال:

﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ. ﴾

واخرجه مسلم (٣/٦١٥/٣٠٤٢) (١٨٠/٢) وابوداؤد (٣/٣٣٨/٣٧٢٩) (١٦٨/٢) والترمذي (٥/٥٦٨/٣٥٧٦) (١٩٨/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٩٢ - ٢٩٣) وابن حبان في «صحيحه» (١٢/١٠٩/٥٢٩٧)

(٤٧٦) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن بشر السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے پاس تشریف لائے۔ میرے والد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا، حریرہ اور ستو اور کھجور لے کر آئے۔ بعد میں پانی لے کر آئے اور اپنی دائیں جانب سے دینا شروع کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کھا لیتے اور گٹھلی شہادت والی اور بیچ والی انگلی کی پشت پر رکھتے پھر پھینکتے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے (یہ) دعا فرمائی:۔''

﴿ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ، وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ جو رزق ان کو عطا فرمائیں اس میں برکت عطا فرمائیں، ان کو معاف فرمائیں اور ان پر رحم فرمائیں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی لگام پکڑ کر دعا کی درخواست کی تھی۔
(فتوحات ربانیہ ٥/٢٤٦)

اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1. کھانے پینے کی چیز دائیں جانب سے تقسیم کرنا۔
2. مہمانوں کا اکرام اور صالحین کی خدمت کرنا۔
3. اہل علم اور بزرگوں سے دعا کی دخواست کرنا۔
4. مہمان کا میزبان کے لئے رزق میں برکت، وسعت، مغفرت اور رحمت کی دعا کرنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا میں دونوں جہاں کی خیر کو جمع فرما دیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ٥/٢٤٦، ٢٤٧)

5. جب کوئی کھانا کھلائے تو اس کو یہ دعا دینی چاہئے۔

باب ما يقول لمن أماط الأذى عن طعامه وشرابه

کھانے پینے کی چیز سے تنکا بال وغیرہ دور کردینے والے کو کیا دعا دینی چاہئے

(٤٧٧) - أخبرنا أبو شيبة داود بن إبراهيم، حدثنا عبدالله بن عمر ابن أبان، ثنا أبو تميلة يحيٰى بن واضح، عن الحسين بن واقد، حدثني ابن كهيل، قال: سمعت عمرو بن أخطب رضي الله تعالى عنه قال: استسقى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأتيته بماء في جمجمة، وفيها شعرة، فأخرجتها، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

﴿ اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ. ﴾

قال: فرأيته ابن ثلاث وتسعين أسود الرأس واللحية.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٤٠/٥) وابن حبان في «صحيحه» (٧١٧٢/١٣٢/١٦) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤٧/٢٨/١٧) وفي «الدعا» (رقم ١٩٣٥) والحاكم في «المستدرك» (١٥٥/٤)

(۴۷۷) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک پیالے میں پانی لایا اس میں ایک بال تھا۔ میں نے وہ بال نکال دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھے دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿ اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! اس کو حسن و جمال عطا فرمائیں۔“

راوی کہتے ہیں: میں نے عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۹۳ سال کی عمر میں دیکھا ان کی داڑھی اور سر کے بال سیاہ تھے۔“

فائدہ: یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کریمانہ شان کا شاہد ایک واقعہ ہے کہ جو کوئی ذرا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احسان کا معاملہ کرتا آپ علیہ الصلاۃ والسلام اس کو فوراً بدلہ میں کوئی احسان کا معاملہ فرماتے کوئی بہترین دعا دیتے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جب بھی کوئی احسان کرے تو اس کے ساتھ فوراً احسان کرنا چاہئے اور اچھی دعا دینا ایک بڑا احسان ہے۔



باب ما يقول إذا أفطر

جب روزہ افطار کرے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٤٧٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني قريش بن عبدالرحمن، ثنا على ابن الحسن، ثنا الحسين بن واقد، ثنا مروان بن المقفع، قال: رأيت ابن عمر رضي الله تعالى عنه قبض على لحيته فقطع ما زاد على الكف، قال: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أفطر قال:

﴿ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقِ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.﴾

اخرجه ابوداؤد (٢/٣٠٦/٢٣٥٧) (١/٣٢١) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٢٩٩) والدار قطني في «سننه» (٢/١٨٥/٢٥) والحاكم في «المستدرك» (١/٤٢٢) والبيهقي (٤/٢٣٩/٨٩٢٢)

(۴۷۸) ترجمہ: ''حضرت مروان بن المقفع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑا اور جو مٹھی سے زیادہ تھی اس کو کاٹ دیا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔''

﴿ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقِ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.﴾

ترجمہ: ''پیاس ختم ہوگئی رگیں تر (سیراب) ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ثواب (یقینی طور پر ثابت ہوگیا۔''

فائدہ: اجر ثابت ہوگیا یہ وہ خوشی ہے جو روزہ دار کو حاصل ہوتی ہے اور وہ بشارت وخوش خبری ہے جو ایک حدیث قدسی میں ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کے وقت۔ روزہ افطار کے وقت طبیعت کی چاہت پیاس بجھ جانا وغیرہ ہوتی ہے دوسرے توفیق ہوتی ہے کہ اس عظیم عبادت کا ادا کرنے کی توفیق کا عطا ہونا ہے۔

دوسری خوشی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت کہ اللہ تعالیٰ کے روزہ کا ثواب بیان فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی روزہ کا بدلہ دوں گا اللہ تعالیٰ کریم کا بدلہ دینا زیادہ ہونے کی طرف مشیر ہے یعنی دونوں ثواب کا ملنا ثابت ہوگیا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۴۰)

نوع آخر:

(٤٧٩) - حدثني عمرو بن سهل، ثنا أحمد بن محمد بن شاكر، ثنا إسماعيل بن أسد القطيعي، ثنا أبو النضر، ثنا الأشجعي، عن سفيان، عن حصين بن عبدالرحمن، عن رجل،

عن معاذ (بن زهرة) قال: كان رسول الله ﷺ إذا أفطر قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَعَانَنِيْ فَصُمْتُ، وَرَزَقَنِيْ فَأَفْطَرْتُ.﴾

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (۹۷۴٤/۳٤٤/۲) وابن المبارك في «الزهد» (۱٤۱۰/٤۹٥/۱) وابوداؤد (۲۳٥۸/۳۰٦/۲) (۳۲۲/۱) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (۷۹۲۳/۲۳۹/٤) وفى «شعب الايمان» (۳۹۰۲/٤۰٦/۳)

(۴۷۹) تَرجَمَہ: ''حضرت معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَعَانَنِيْ فَصُمْتُ، وَرَزَقَنِيْ فَأَفْطَرْتُ.﴾

تَرجَمَہ: ''تمام تعریف ان اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جنہوں نے میری مدد فرمائی جس کی وجہ سے میں نے روزہ رکھا اور مجھے رزق عطا فرمایا جس سے میں نے افطار کیا۔''

نوع آخر:

(٤٨٠) - حدثنی موسى بن محمد المكتب، ثنا يوسف بن موسى، ثنا عبدالملك بن هارون بن عنترة، عن أبيه، عن جده عن ابن عباس رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا، قال: كان رسول الله ﷺ إذا أفطر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا، وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْنَا، فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

اخرجه ابن سعد فى «الطبقات» (۱۸۹/٦) والدار قطنى فى «سننه» (۲٦/۱۸٥/۲) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (۱۲۷۲۰/۱۱٤-۱۱۳/۱۲) وابن حجر فى «النتائج الافكار» كما فى «الفتوحات الربانيه» (۳٤۱/٤) واخرجه الطبرانى فى «الدعا» (رقم ۹۱۸) وباختصار.

ایک اور حدیث:

(۴۸۰) تَرجَمَہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا، وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْنَا، فَتَقَبَّلْهُ مِنَّا، إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! ہم نے آپ ہی کے لئے روزہ رکھا اور آپ کے رزق سے افطار کیا۔ آپ ہمارے اس عمل کو قبول فرمالیجئے۔ بےشک آپ خوب سننے اور جاننے والے ہیں۔''

فَائِدَہ: ہم نے آپ کے لئے روزہ رکھا یہ اخلاص کا بیان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی کے لئے کیا جائے۔

آپ کے رزق سے افطار کیا یہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کہ آپ ہی کے عطا کردہ رزق سے افطار کیا جو بندوں کا شیوہ ہے۔

(فتوحات ربانیہ بتصرف ۴/۳۴۱)

یہ تمام افطار کی دعائیں ہیں جو بھی یاد ہو وہ پڑھ لی جائے۔

افطار کا وقت اجابت دعا کا موقع ہے حدیث میں آتا ہے کہ روزہ دار کے لئے افطار کے وقت ایک دعا قبول ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ عن عبداللہ بن عمرو بن العاص صفحہ ۱۲۵)

دعا خواہ افطار سے پہلے ہو یا بعد میں بظاہر بعد میں ہی معلوم ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۳۹)

قبولیت دعا کا وقت ہے اپنی ضرورت کے مناسب جو چاہیں مانگیں ان دعاؤں کا پڑھنا بھی مستحب ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۴/۳۳۹)



باب الدعاء عند الإفطار

افطار کی دعا

(٤٨١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا الحكم بن موسى، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا إسحاق بن عبيدالله، سمعت ابن أبي مليكة يقول: سمعت عبدا الله بن عمرو ابن العاص رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:إن للصائم عند فطره لدعوة ماترد. قال ابن أبي مليكة: سمعت ابن عمرو رضي الله تعالى عنه إذا أفطر يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كَلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَلِيْ﴾

أخرجه ابن ماجه (١/٥٥٧/١٧٥٣) (ص١٢٥) والطبراني في «الدعا» (رقم٩١٩) والحاكم في «المستدرك» (١/٤٢٢) والبيهقي في «شعب الايمان» (٣/٤٠٧/٣٩٠٤) وعمر بن علي الاندلسي في «تحفة المحتاج» (٦/٩٧/٩٩٩)

(۴۸۱) تَرْجَمَۃ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو افطار کے وقت یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا۔“

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ وَسِعَتْ كَلَّ شَيْءٍ أَنْ تَغْفِرَلِيْ﴾

تَرْجَمَۃ: ”اے اللہ! میں آپ سے آپ کی اس رحمت کے طفیل جو ہر چیز کو شامل ہے سوال کرتا ہوں کہ آپ میری مغفرت فرمادیجئے۔“

فَائِدَۃ: ایک روایت میں ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی ہے (۱) روزہ دار جب تک افطار نہ کرلے (۲) عادل بادشاہ (۳) مظلوم کی دعا۔ (ابن ماجہ صفحہ۱۲۵)

ایک روایت میں یہ زیادتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں تمہاری ضرور مدد کروں گا اگرچہ (مصلحت کی وجہ سے) کچھ دیر بعد ہو۔ (احمد عن ابی ہریرہ کذا ابن حبان من وجہ اخر فتوحات ربانیہ ۴/۳۳۸، کذا ابن ماجہ الا لفظ جلالی صفحہ۱۲۵)

ایک اور روایت میں ہے کہ تین آدمی ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی اور یہ زیادتی بھی ہے کہ ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے (۱) روزہ دار (۲) مسافر (۳) مظلوم۔

ایک روایت میں باپ کی دعا اپنی اولاد کے لئے بھی آیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۳۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے اور افطار کا وقت اجابت کا وقت ہے اس لئے اس موقع پر خوب دعا کرنی چاہئے۔

باب ما يقول إذا أفطر عند قوم

جب کسی کے پاس افطار کرے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٨٢) - حدثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا سليمان بن يوسف، ثنا شعيب بن بيان، ثنا عمران القطان، عن قتادة، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا أفطر عند قوم دعا لهم فقال:

﴿ أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ. ﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (١١٨/٢) وابوداؤد (٣٨٥٤/٣٦٧/٣) (١٨٢/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٩٧) وابو يعلى فی «مسنده» (٤٣١٩/٢٩١/٧) والطبرانی فی «الدعا» (٩٢٦)

(۴۸۲) تَرجَمَہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب کسی کے پاس افطار فرماتے تو (اس کو) یہ دعا دیتے۔''

﴿ أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ. ﴾

تَرجَمَہ: ''(اللہ کرے) تمہارے پاس روزہ دار روزہ کھولیں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے رحمت کی دعا کریں۔''

فَائِدَۃ: تمہارے پاس روزے دار افطار کریں، یہ دعا روزہ افطار کرانے والے کے لئے اس اجر کے حصول کی دعا ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی کو روزہ افطار کرائے تو اس کو روزہ دار کے روزے کے برابر ثواب ملتا ہے (یعنی تمہارے پاس روزہ دار روزہ کھولتے رہیں اور ان کا ثواب تمہیں ملتا رہے)۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۴۴)



باب ما يقول إذا رفع طعامه

جب کھانا اٹھنے لگے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٨٣) - حدثنا على بن الحسين بن قحطبة، ثنا الحسين بن على بن يزيد الصدائى ثنا عبيد بن إسحاق العطار، ثنا مندل، عن عبدالوارث، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الرجل ليضع طعامه، فما يرفع حتى يغفر له، قالوا: يا رسول الله! وما ذاك؟ قال: يقول إذا وضع طعامه:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

واذا رفع قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا﴾

اخرجه الطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٥/٢٠٩/٥١٠٤)

(۴۸۳) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کھانا رکھتا ہے ابھی کھانا اٹھاتا بھی نہیں کہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیسے ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یہ ایسے ہوتا ہے کہ) جب کھانا رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے۔''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

اور جب کھانا اٹھاتا (یعنی جب کھانے سے فارغ ہوتا) ہے تو وہ کہتا ہے۔''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا﴾

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آدمی کھانا شروع کرتا ہے اور وہ ابھی فارغ بھی نہیں ہوتا کہ اس کی مغفرت مذکورہ بالا دعاؤں کی برکت سے کر دی جاتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے کے شروع اور آخر میں دعا کا خاص اہتمام کرنا چاہئے کیا ہی خوش نصیبی ہے انسان کی اور کیا ہی شان عطا ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس تھوڑے سے عمل پر مغفرت کر دی جاتی ہے۔



باب ما يقول إذا رفعت مائدته

جب دستر خوان اٹھایا جائے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٨٤) - أخبرنا الحسين بن عبدالله القطان، ثنا عمر بن يزيد السياری، ثنا سفيان بن حبيب، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن أبی أمامة رضی الله تعالی عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم كان اذا رفعت مائدته قال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا. ﴾

تقدم تخريجه (برقم ٤٦٧)

(۴۸۴) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستر خوان اٹھایا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:“

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ، وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا. ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کا بہت بہت بابرکت شکر ہے نہ تو اس کے بغیر کفایت ہوسکتی ہے اور نہ اس کو چھوڑا جا سکتا ہے اور اے ہمارے رب! نہ اس سے استغنا برتی جاسکتی ہے۔“

فائدہ: نہ اس کے بغیر کفایت ہوسکتی ہے اور نہ اس کو چھوڑا جا سکتا ہے یا تو اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی تعریف حمد وثناء سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کی انسان جن الفاظ سے بھی کرے وہ کافی نہ سمجھی جائے اور نہ اس کو ترک کیا جائے اور نہ ہی اس سے بے نیازی برتی جائے۔

یا اس کا تعلق کھانے کے ساتھ ہے کہ کھانا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اس کو کسی درجہ بھی کافی نہ سمجھا جائے بلکہ ہمیشہ خود کو اللہ تعالیٰ کا محتاج سمجھا جائے اس کی خواہش وطلب کو ترک نہ کیا جائے اور نہ اس سے بے نیازی برتی جاسکتی ہے۔

یا اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات جلیلہ کے ساتھ ہے کہ ایسی کوئی چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کو کافی ہو جائے بلکہ وہ خود سارے جہانوں کے لئے کافی ہے اللہ تعالیٰ کی قربت کی طلب وخواہش کو ترک نہیں کیا جاسکتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بے نیازی برتی جاسکتی ہے۔ (مظاہر حق ۴/۱۰۱، مرقاۃ ۸/ ۱۷۸، ۱۷۹، فتوحات ربانیہ ۵/۲۲۳)



باب ما يقول إذا غسل يديه

کھانا کھا کر ہاتھ دھوتے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٨٥) - أخبرنا محمد بن الحسين بن مكرم، ثنا عبدالأعلى بن حماد النرسي، ثنا بشر بن منصور، عن زهير بن محمد، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، قال: دعا رجل من الأنصار من أهل قباء النبي ﷺ قال: فانطلقنا معه، فلما طعم وغسل يده، أو قال: يديه قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ، مَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا، وَأَطْعَمَنَا فَأَسْقَانَا، وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ أَبْلَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ رَبِّيْ وَلَا مُكَافىً وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ، وَسَقٰى مِنَ الشَّرَابِ، وَكَسٰى مِنَ الْعُرى، وَهَدٰى مِنَ الضَّلَالَةِ، وَبَصَّرَ مِنَ الْعَمٰى وَفَضَّلَ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَهُ تَفْضِيْلًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

اخرجه النسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٠١) وابن حبان في «صحيحه» (١٢/٢٢/٥٢١٩) والطبراني في «الدعا» (رقم ٨٩٦) والحاكم في «المستدرك» (١/٥٤٦) والبيهقي في «شعب الايمان» (٤/٩١/٣٤٧٧)

(۴۸۵) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قباء والوں میں سے ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ ہم بھی آپ ﷺ کے (وہاں) گئے۔ جب کھانا کھانے کے بعد آپ ﷺ ہاتھ دھونے لگے تو یہ دعا پڑھی:''

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ، مَنَّ عَلَيْنَا فَهَدَانَا، وَأَطْعَمَنَا فَأَسْقَانَا، وَكُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ أَبْلَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مُوَدَّعٍ رَبِّيْ وَلَا مُكَافىً وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَ مِنَ الطَّعَامِ، وَسَقٰى مِنَ الشَّرَابِ، وَكَسٰى مِنَ الْعُرى، وَهَدٰى مِنَ الضَّلَالَةِ، وَبَصَّرَ مِنَ الْعَمٰى وَفَضَّلَ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَهُ تَفْضِيْلًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

ترجمہ: ''تمام تر شکر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو (اپنے بندوں کو) کھلاتے ہیں اور خود نہیں کھاتے۔

انہوں نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں (دین حق کی) ہدایت عطا فرمائی۔ ہمیں کھلایا پلایا اور ہر اچھی نعمت سے ہمیں سرفراز فرمایا۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جن کو کبھی چھوڑا نہیں جا سکتا ہے جو میرے رب ہیں نہ ان کے (بغیر) کفایت کی جا سکتی ہے نہ ان کی ناشکری کی جا سکتی ہے اور نہ ان سے بے نیازی برتی جا سکتی ہے۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے (پیٹ بھر) کھلایا (جی بھر) پلایا اور تن ڈھکنے کو کپڑے دیئے گمراہی سے (بچا کر) ہدایت دی (کفر کے) اندھے پن سے (بچا کر ایمان کی) بینائی عطا فرمائی اور بہت سی مخلوق پر (ہمیں) نمایاں فضیلت عطا فرمائی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کے پالنے والے ہیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانا کھانے کے بعد جب ہاتھ دھوئے جائیں تو یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کھانے میں برکت کا سبب ہے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا ہے۔

(ترمذی ابوداؤد عن سلمان ۲/ ۶)

وضو سے مراد کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھونا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھوں اور منہ کو دھونا ہے۔ (مرقاۃ ۸/ ۱۸۳)

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا کھانے کی تکریم کی وجہ سے ہے اور بعد میں دھونا جو کچھ کھانا اور اس کی چکنائی وغیرہ لگ گئی اس کو زائل کرنے کے لئے ہے۔

علماء نے کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی حکمت یہ لکھی ہے کہ چونکہ ہاتھ ادھر ادھر استعمال ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے کچھ نہ کچھ گندگی لگ جاتی ہے اور ہاتھ دھونے کے بعد کھانا بہت زود ہضم اور سہل ہوتا ہے۔

علماء کی ایک رائے ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا مستحب اس کھانے کے لئے ہے جس میں ہاتھوں پر کھانا لگے۔ (مرقاۃ ۸/ ۱۸۳، ۱۸۴)

ہاتھ دھونے میں سنت یہ ہے کہ ہاتھ پورے گٹوں تک دھوئے جائیں صرف انگلیوں کو دھو لینا سنت پوری ہونے کے لئے کافی نہیں ہے۔ (ہندیہ ۵/ ۳۳۷)



باب ثواب من حمدالله عزوجل على طعامه

جو کھانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے والے کا ثواب

(٤٨٦) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا أبو أسامة ومحمد بن بشر قالا: ثنا زكريا بن أبي زائدة، عن سعيد بن أبي بردة، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قال: قال رسول الله صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: إن الله ليرضى عن العبد يأكل الأكلة أو يشرب الشربة يحمده عليها.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١١٧/٣) والمسلم (٢٧٣٤/٢٠٩٥/٤) (٣٥٢/٢) والترمذى (١٨١٦/٢٦٥/٤) (٣/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦٨٩٩/٢٠٢/٤) وابو يعلى فى «مسنده» (٤٣٣٢/٢٩٨/٧)

(۴۸۶) تَرجَمَہ: ”حضرت انس بن مالک رَضِيَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے سے (اس بات پر بھی) راضی ہوجاتے ہیں کہ جب وہ (کھانے کا) لقمہ کھاتا ہے یا (پانی) کا ایک گھونٹ پیتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا ہے (الحمد للہ کہتا ہے)۔“

فَائِدَہ: ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمادیتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۲۲۸)

اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں کا مطلب یہ ہے کہ قبول فرماتے ہیں اور ثواب عطا فرماتے ہیں۔ (نزہۃ المتقین ۱/۳۹۲)

اس حدیث سے کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کا استحباب معلوم ہوا ہے۔

ایک روایت میں حمد کے الفاظ یہ آئے ہیں جو حدیث نمبر ۴۸۴ پر گزر چکے ہیں۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۵۲)

لیکن کوئی لفظ خاص ضروری نہیں ہے بلکہ جس سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء ہو وہ کافی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۲۲۸)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں اللہ تعالیٰ کی نعمت سے فائدہ اٹھاتے وقت اللہ تعالیٰ کے فضل وانعام کو یاد رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا یہی سبب ہے۔ (نزہۃ المتقین ۲/۳۹۲)

ہر لقمہ پر بسم اللہ پڑھنا پسندیدہ ہے۔ (قالہ الغزالی فی الاحیاء فتوحات ربانیہ ۵/۱۹۴)



باب ما يقول إذا فرغ من غدائه وعشائه

صبح وشام کے کھانے کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٨٧) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا محمد بن وهب، ثنا محمد بن سلمة عن أبى عبدالرحيم، حدثنى عمرو عن أبى عبيدة، عن عبادة بن نسى، عن عبدالأعلى بن هلال السلمى، عن الحارث بن الحارث الأزدى، أنه كان يقول إذا فرغ من غدائه وعشائه:

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَشْبَعْتَ وَأَرْوَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ غَيْرَ مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ﴾

وذكر أبو عبيدة أن عبادة بن نسى حدثه أن عبدالأعلى حدثه أن الحارث لم يجعل لها من دون رسول الله ﷺ منتهى.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٣٦/٤) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٣٣٧٢/٢٦٨/٣) والبيهقى فى «شعب الايمان» (١٢٢/٥-٦٠٣٩/١٢٣) وابن عبدالبر فى «الاستيعاب» (٢٨٤/١) والديلمى فى «مسند الفردوس» (١٨٠٥/٤٤٣/١)

(۴۸۷) ترجمہ: ”حضرت حارث بن حارث ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:“

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَطْعَمْتَ وَأَسْقَيْتَ، وَأَشْبَعْتَ وَأَرْوَيْتَ، فَلَكَ الْحَمْدُ غَيْرَ مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! تمام تر تعریف اور شکر آپ ہی کے لئے ہے۔ آپ نے کھلایا، پلایا اور پیٹ بھر کھلایا خوب سیراب کیا۔ آپ ہی کے لئے تعریف ہے۔ نہ آپ کی ناشکری کی جا سکتی ہے نہ ہی آپ کو چھوڑا جا سکتا ہے نہ آپ سے بے نیازی کی جا سکتی ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھانے سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ دعا کی تشریح حدیث نمبر۴۸۴ پر گزر چکی ہے۔



باب ذكر الله بعد الطعام

کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

(٤٨٨) - أخبرنا أبو خليفة، ثنا معاذ بن عبدالرحمن ابن أخي خلاد، وعن عبدالرحمن بن المبارك، قالا: ثنا بزيع أبو الخليل، ثنا هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: قال رسول الله ﷺ أذيبوا طعامكم بذكر الله عزوجل والصلوٰة، ولا تناموا عليه فتقسو قلوبكم.

اخرجه العقيلي في «الضعفاء» (١٥٦/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٦٠٤٤/١٢٤/٥) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٤٩٥٢/١٦٣/٥) وابن عدى في «الكامل» (٥٩/٢) والشجرى في «الامالى» كما في تخريج الاذكار لمحمد بن خلف (ص٢٢٥)

(۴۸۸) **ترجمہ**: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے ساتھ اپنے کھانے کو گلاؤ (یعنی ہضم کرو) کھانا کھا کر سو نہ جاؤ یہ تمہارے دلوں کو سخت کر دے گا۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رات کا کھانا کھا کر سو جانا دل میں سختی پیدا کرتا ہے۔ (دیلمی عن علی فتوحات ربانیہ۵/۶۵)

مطلب یہ ہے کہ کھانے کو پوری طرح ہضم ہو جانے دو تا کہ وہ بدن کے اجزاء تک پہنچ جائے اور اجزاء کا فائدہ اٹھانا اللہ تعالیٰ کے ذکر (اور تمام حصول طاعات) کے لئے سبب بن جائے۔

علماء نے لکھا ہے کہ ہر کھانے کے بعد کم از کم چار رکعت پڑھے، سو مرتبہ سبحان اللہ کہے اور ایک پارہ کی تلاوت کرے۔ (کلہ من الفتوحات الربانیہ۵/۲۶۵)

ان تینوں میں جس قدر ہمت ہو کرے کم از کم سو مرتبہ سبحان اللہ تو ضرور کہہ لینا چاہئے۔



باب ما يقول إذا حضر الطعام وهو صائم

روزہ دار کے سامنے جب کھانا لایا جائے تو اس کو کیا کہنا چاہئے

(٤٨٩) - أخبرنا ابن منيع، ثنا علي بن الجعد، ثنا شعبة (ح) وأنبأنا ابن مكرم، ثنا علي بن نصر، ثنا يحيٰى بن أبي كثير، ثنا شعبة، عن أبي جعفر الفراء، عن عبدالله بن شداد، عن عبدالله رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ عن قال: قال رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إذ دعي أحدكم فليجب، فإن كان مفطرا فليأكل، و إن كان صائما فليدع لهٗ بالبركة.

اخرجه ابو عوانه في «مسنده» (٤١٨٣/٥٩/٣) وعلي بن الجعد في «مسنده» (٨٧١/١٣٦/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠١٣٢/٨٢/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٠٠) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٠٥٦٣/٢٣١/١٠)

(۴۸۹) تَرْجَمَۃ: ''حضرت عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو (کوئی) کھانے کی دعوت دے تو وہ اس (دعوت) کو قبول کر لے۔ اگر وہ روزے دار نہ ہو تو کھانا کھائے اور اگر روزے دار ہو تو اس (بلانے والے) کے لئے برکت کی دعا کرے۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت عبادت کو ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں، سچے عذر کے ساتھ تالیف قلبی کرنی چاہئے اور مسلمانوں کے لئے دعا خیر کرنی چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۶۳)

روزہ کب توڑنا چاہئے

اگر روزہ فرض ہے تو ضیافت کی صورت میں مہمان ہو یا میزبان کسی صورت توڑنا جائز نہیں ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۳۰۴)

اگر روزہ نفل ہو مہمان یا میزبان دونوں میں سے کسی کو بھی دوسرے کے روزے سے ناراضگی یا نقصان کا اندیشہ ہو تو توڑنا واجب ورنہ مستحب ہے۔ اگر دونوں حال برابر ہوں تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔ (مرقاۃ ۴/ ۳۰۹)

کسی کی دعوت قبول کرنی چاہئے جب تک کوئی عذر شرعی نہ ہو جیسے کھانا مشتبہ ہو یا کوئی منکر ہو جس کو ختم بھی نہ کر سکتا ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۳۰۵)

علماء نے لکھا ہے کہ دو رکعت پڑھ لے یا گھر والوں کے لئے مغفرت اور برکت کی دعا کرے اور دونوں باتوں کو جمع کرے تو افضل ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۳۰۵، مرقاۃ ۴/ ۳۰۹)



باب كيف يدعو إلى الطعام

دعوت دینے کا طریقہ

(٤٩٠) - ثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا أحمد بن منصور الرمادی، ثنا يونس بن محمد، ثنا حرب ميمون عن النضر بن أنس، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قالت أم سليم رضی اللہ تعالیٰ عنہا: إذهب إلى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقل: إن رأيت أن تتغدى عندنا فافعل، فجئت فبلغته، فقال: ومن عندی؟ قلت: نعم! قال: انه ضوا.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢٤٢/٢) مسلم (٢٠٣٩/١٦١٤/٣) (١٧٩/٢) مختصراً واخرجه ابو عوانه فی «مسنده» (١٨١/٥-٨٣١٦/١٨٢) والبيهقی فی «دلائل النبوة» (٩١/٦) والمزی فی «تهذيب الكمال» (٥٣٦/٥-٥٣٧)

(۴۹۰) **ترجمہ:** ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (مجھے) کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ (اور ان سے) عرض کرو: اگر آپ ہمارے ہاں کھانا کھانا پسند فرمائیں تو تشریف لے آئیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام پہنچایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ میرے ساتھ ہیں وہ بھی آ جائیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے) فرمایا: اٹھو چلو۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ دعوت قبول کرنا چاہئے دعوت قبول کرنے کا حکم اور نہ قبول کرنے کی وجوہ حدیث نمبر ۲۱۰ پر گزر چکی ہے۔

❷ جو شخص کھانا پکائے اس کو اختیار ہے خواہ کھانا گھر بھیج دے یا اس کو دعوت دے کر اپنے گھر بلائے۔

❸ مستحب ہے کہ جو کسی کو دعوت دے تو اس کے خاص ساتھیوں کو بھی دعوت دے۔

❹ جس کو دعوت دی گئی ہو وہ اپنے ساتھیوں کی دعوت کی اجازت بھی لے سکتا ہے۔

اسی طرح اگر صاحب دعوت کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ ناراض نہیں ہوگا تو بغیر اجازت لے جانا بھی جائز ہے بشرطیکہ کھانا کم پڑنے کی امید نہ ہو۔

بغیر دعوت کھانے کا حکم

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بغیر دعوت کہیں جانا نہیں چاہئے کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ جو کہیں بغیر دعوت جائے وہ چور بن کر داخل ہوا اور غاصب بن کر باہر آیا۔ علماء نے لکھا ہے کہ ایسا شخص حرام کھاتا ہے۔ (ملخص فتح الباری ۹/ ۵۶۰، ۵۶۱)

❺ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعوت قبول کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکلف نہیں فرماتے تھے کہ ایک بچہ سے بلا بھیجنے پر بھی تشریف لے گئے۔

باب ما يقول إذا خرج فى سفر

سفر میں جانے کے وقت کی دعائیں

سفر میں آدمی کو مختلف دشوار گزار حالات سے گزرنا پڑتا ہے اور نئے نئے حوادث منہ کھولے ہوئے رہتے ہیں اسی لئے سفر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب کا ٹکڑا فرمایا ہے کہ آدمی کا کھانا پینا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

سفر کی مشقتوں میں سہولت اور عافیت کے لئے کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں اور سواری پر سوار ہوتے ہوئے مختلف گھاٹیوں سے گزرتے ہوئے کس طرح اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے نیز جب کوئی سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کس طرح کرنا چاہئے اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیس باب اور ان کے ذیل میں چوالیس احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٤٩١) - أخبرنا ابن منيع، ثنا داود بن رشيد، ثنا بقية بن الوليد، عن أبى جعفر الرازى، عن عبدالعزيز بن عمر، عن صالح بن كيسان، عن ابن لعثمان بن عفان رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من خرج من بيته يريد سفرا، فقال حين يخرج:

﴿ آمَنْتُ بِاللّٰهِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ﴾

رزقه الله عزوجل خير ذلك المخرج، وصرف عنه شر ذلك المخرج.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦٥/١) والخطيب البغدادى فى «تاريخ بغداد» (١٤٥/٩-١٤٦) وفى «الموضح» (٣٦٨/١/٣٦٩)

(۴۹۱) ترجمہ: "ابن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے سفر کے لئے نکلے (اور) وہ نکلتے وقت یہ دعا پڑھے:

﴿ آمَنْتُ بِاللّٰهِ اعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ﴾

ترجمہ: "میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہوں، اللہ تعالیٰ ہی کو (مضبوطی سے) پکڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ گناہوں سے پھیرنے کی طاقت اور طاعت کی قوت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔"

تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس نکلنے کی جگہ زیادہ اچھی جگہ عطا فرماتے ہیں اور اس نکلنے کے شر سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔"

فائدہ: سفر چونکہ صعوبتوں اور تکالیف کا مجموعہ ہوتا ہے اور بہت سے ناگوار باتیں سفر میں پیش آتی ہیں اسی لئے ایک روایت

میں ہے کہ سفر عذاب کا حصہ ہے۔ (بخاری ۱/۲۴۲)

اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے موقع پر مختلف دعائیں پڑھیں اور امت کو تعلیم فرمائی ہیں۔

نوع آخر:

(٤٩٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا يحيٰى بن حبيب بن عربى، عن حماد بن زيد، عن عاصم، قال: قال عبدالله بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ: كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا سافر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِيْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكُوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِى الْأَهْلِ وَالْمَالِ﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٨٣/٥) والمسلم (١٣٤١/٩٧٨/٢) (٤٣٤/٢) وابن ماجه (٣٨٨٨/١٢٧٩/٢) (ص٢٧٧) والترمذى (٣٤٣٩/٤٩٧/٥) (١٨٢/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم٤٩٩)

ایک اور حدیث:

(۴۹۲) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِيْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكُوْرِ، وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ، وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِى الْأَهْلِ وَالْمَالِ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہی سفر میں (میرے) رفیق ہیں (جو معین و مددگار ہیں ہماری حفاظت کے لئے میرے ساتھ ہیں) میرے گھر والوں کے لئے (میرے) قائم مقام (بھی) ہیں (کہ میری غیر موجودگی میں میرے گھر والوں کی پریشانی، علاج معالجہ اور ہر قسم کی حفاظت کرتے ہیں) اے (میرے) اللہ! آپ میرے سفر میں میرے ساتھ ہو جایئے اور میرے گھر والوں کے لئے میرے قائم مقام بن جایئے۔ اے اللہ! میں آپ سے سفر کی سختیوں (سفر سے) تکلیف دہ (ناکام) واپسی، ترقی کے بعد تنزل (کام بننے کے بعد بگڑنے) مظلوم کی بددعا اور (سفر سے واپسی پر) اہل وعیال میں کسی تکلیف دہ منظر کو دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں۔“

فائدہ: ”صاحب“ جو سفر میں ساتھ ہو ”خلیفہ“ جو گھر والوں کے لئے پیچھے نگہبان ہو۔ (فتوحات ۵/ ۱۲۸، ۱۲۹، مرقاۃ ۵/ ۱۹۷)

سفر میں جاتے ہوئے آدمی کو یہ ہی فکر ہوتی ہے کہ سفر کی تکالیف اور مشقتیں آسان ہوں اور غیر موجودگی میں گھر والوں کے لئے مال احوال کی فکر ہوتی ہے نیز واپسی پر کوئی بری خبر نہ سننی پڑے، اس دعا میں سفر میں مصاحبت اور غیبت میں ملامت اور واپسی پر کوئی بری خبر سننے سب سے اللہ تعالیٰ سے حفاظت کا سوال ہے۔

مظلوم کی بددعا سے بچنے کو اس لئے فرمایا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا ہے اس لئے یہ بہت ہی سریع الاثر ہوتی ہے۔ اگر چہ اس (سے اور دوسری چیزوں) سے سفر اور حضر دونوں ہی میں بچنا چاہئے لیکن چونکہ سفر میں مشقت اور تکلیف کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے خاص طور پر ذکر فرمایا۔ (مرقاۃ ۵/۲۰۰)

نوع آخر:

(٤٩٣) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عثمان بن أبي شيبة، ثنا جرير، عن فطر، عن أبي إسحاق، عن البراء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: كان رسول الله ﷺ إذا خرج إلى السفر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ بَلَاغًا يَّبْلُغُ خَيْرًا، وَمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا، بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةِ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ، وَاطْوِلَنَا الْأَرْضَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٦/٥٣٥/١٦٦٣) والنسائی فی «السنن الکبری» (٦/١٢٩/١٠٣٣٥) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ٥٠١) وابو یعلی فی «مسنده» (٣/٢٢٦/١٦٦٣) وابن عبد البر فی «التمهید» (٢٤/٣٥٣-٣٥٤)

ایک اور حدیث:

(۴۹۳) تَرجَمہ: ''حضرت براء رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لئے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ بَلَاغًا يَّبْلُغُ خَيْرًا، وَمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا، بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةِ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ، وَاطْوِلَنَا الْأَرْضَ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ.﴾

تَرجَمہ: ''اے اللہ! (ہم آپ سے) ایسی کامیابی جو خیر وخوبی کو پہنچادے (یعنی جس کا انجام بخیر ہو اور) آپ کی (خاص) مغفرت اور رضا چاہتے ہیں آپ ہی کے ہاتھ میں ساری خیر و برکت ہے بلاشبہ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اے اللہ! آپ ہی ہمارے سفر میں (ہمارے) رفیق ہیں اور ہمارے گھر والوں کے لئے (ہمارے) قائم مقام ہیں۔ اے (میرے) اللہ! آپ ہمارے سفر کو آسان کر دیجئے اور زمین (کی

مسافت) کو ہمارے لئے لپیٹ دیجئے۔ اے اللہ! میں آپ سے سفر کی سختیوں اور سفر سے تکلیف دہ واپسی سے پناہ مانگتا ہوں۔"

فَائِدَة: اس دعا میں بھی سفری تکالیف اور پیچھے گھر والوں کی خیر خبر اور سفر میں کامیابی کے لئے سوال ہے۔ زمین کو لپیٹ دینے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو حقیقت پر محمول ہے کہ زمین لپیٹ کر چھوٹی کر دی جائے جیسا کہ روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو مسافروں کے لئے زمین کو لپیٹتے ہیں یا مطلب یہ ہے کہ سفر کی مشقت کو کم کرنے کا سوال ہے۔ (مرقاۃ ۵/۱۹۷)

نوع آخر:

(٤٩٤) - أخبرنا إبراهيم بن محمد، ثنا يونس بن عبدالأعلى، ثنا بن وهب، أخبرني يزيد بن عياض، عن عبدالرحمن الأعرج، عن أبي هريرة، رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا خرج إلى السفر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، وَالصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ (فِيْ سَفَرِنَا) الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَأَشْغِلْنَا بِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ أَعِنَّا عَلٰى سَفَرِنَا، وَأَطْوِلَنَا بُعْدَهُ.﴾

اخرجه مسلم (١٣٤٢/٩٧٨/٢) (٢٣٤/١) بمعناه ويشهد له الاحاديث السابقة.

ایک اور حدیث:

(۴۹۴) تَرجَمَہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:"

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، وَالصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ (فِيْ سَفَرِنَا) الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى، وَأَشْغِلْنَا بِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ أَعِنَّا عَلٰى سَفَرِنَا، وَأَطْوِلَنَا بُعْدَهُ.﴾

تَرجَمَہ: "اے اللہ! آپ ہی گھر والوں کے لئے (میرے) قائم مقام ہیں اور سفر میں (میرے) ساتھی ہیں۔ اے اللہ! میں آپ سے اپنے اس سفر میں نیکی (عمل صالح اور اچھے اخلاق) اور پرہیز گاری (کہ سفر میں آنے والی تکالیف کے خوف سے بچنا) اور آپ جس عمل کو پسند کرتے اور جس عمل سے خوش ہوتے ہوں اس عمل میں ہمیں مشغول کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اے اللہ! ہمارے سفر میں ہماری مدد فرمایئے اور اس سفر کی دوری کو ہمارے لئے لپیٹ دیجئے۔"

نوع آخر:

(٤٩٥) - أخبرنا أبو عروبة وأبو جعفر بن زهير وأبو يعلى، قالوا: ثنا أبو كريب، ثنا المحاربي، عن عمرو بن مساور، عن الحسن، عن أنس رضي الله تعالى عنه، قال: لم يرد رسول الله صلى الله عليه وسلم سفرا قط إلا قال حين ينهض من جلوسه:

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ، وَ إِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ، وَبِكَ اعْتَصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِيْ وَرَجَائِيْ، اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ مَا أَهَمَّنِيْ، وَمَا لَا أَهْتَمُّ بِهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، وَزَوِّدْنِيَ التَّقْوٰى، وَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتُ.﴾

ثم يخرج.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (٥/١٥٧-١٥٨/٢٧٧٠) والطبراني في «الدعا» (رقم ٨٠٥) وابن عدى في «الكامل» (٥/٦١) والقضاعي في «مسند الشهاب» (٢/٣٤٥/١٤٩٧) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٥/٢٥٠/١٠٠٨٦)

ایک اور حدیث:

(۴۹۵) **تَرجَمہ:** ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سفر کا ارادہ فرماتے تو جب (سفر پر جانے کے لئے) کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ، وَ إِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ، وَبِكَ اعْتَصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ ثِقَتِيْ وَرَجَائِيْ، اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ مَا أَهَمَّنِيْ، وَمَا لَا أَهْتَمُّ بِهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، وَزَوِّدْنِيَ التَّقْوٰى، وَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتُ.﴾

تَرجَمہ: ''اے اللہ! میں آپ ہی کے (بابرکت) نام سے سفر کرتا ہوں، آپ ہی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور آپ ہی کو (ہر مشکل وقت میں) مضبوطی سے پکڑتا ہوں۔ اے اللہ! آپ ہی میرا بھروسہ ہیں (کہ جس پر میں بھروسہ کرتا ہوں) اور آپ ہی میری امید ہیں (کہ جس سے میں اپنی امیدیں وابستہ کرتا ہوں) اے اللہ! جن کاموں کے کرنے کا میں اہتمام کرتا ہوں اور جن کا نہیں کرتا اور جو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں (کہ اس میں میرے لئے خیر ہے) ان میں میری کفایت (ومعاونت) فرمایئے، میرا توشہ تقویٰ کو بنا دیجئے میرے گناہ معاف کر دیجئے اور جہاں بھی میں جاؤں وہاں میرے لئے خیر کو سامنے کر دیجئے۔''

فَائِدَة: جو شخص سفر کے لئے نکلنے لگے تو اس کو چند کام کرنے مستحب ہیں۔

❶ اپنے رشتہ داروں ساتھیوں پڑوسیوں کو رخصت کرے (یعنی رخصت ہوتے وقت کی دعا پڑھے دعا یہ ہے "استو دعکم اللّٰہ الذی لا تضیع ودائعه") ان سے دعاؤں کی درخواست کرے اور ان کے لئے بھی دعا کرے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو امانت اللہ تعالیٰ کے پاس رکھوائی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

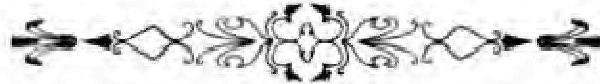
❷ دو رکعت نماز پڑھے۔ حدیث میں ہے کہ سفر پر جائے تو اپنے گھر والوں کے لئے ان دو رکعتوں سے اچھی چیز چھوڑ کر نہیں جاتا ہے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ اور یا پہلی میں قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں قل اعوذ برب الناس پڑھے۔

❸ سلام پھیرنے کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے روایت میں ہے کہ جو آیت الکرسی پڑھ کر سفر پر جائے تو واپسی پر کوئی ناخوشگوار بات پیش نہیں آئے گی۔

❹ مستحب ہے کہ سورہ لایلاف قریش بھی پڑھ لے کہ یہ ہر برائی سے امان ہے۔

پھر اپنے سفر کے لئے اور ہر قسم کی حاجت روائی کے لئے دعا کرے۔ پھر جب اٹھنے لگے تو مذکورہ بالا دعا پڑھے۔

(کلہ من کتاب الاذکار للنووی صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)



باب ما يقول إذا وضع رجله في الركاب

جب سواری کی رکاب میں پاؤں رکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٤٩٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني محمد بن قدامة، أخبرني جرير، عن منصور، عن أبي إسحاق، عن علي بن ربيعة الأسدي، قال: رأيت عليا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أتى بدابة، فلما وضع رجله في الركاب قال بسم الله: فلما استوى قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

ثما كبير ثلاثا، وحمدالله ثلاثا، ثم قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

وقال: إن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قال يوما مثل ذلك، ثم استضحك، فقلت: يا رسول الله! مم استضحكت؟ قال: لعجب ربنا عزوجل، قال: علم عبدي أن لهٗ ربا يغفر الذنوب.

أخرجه أبوداؤد (٣/٣٤/٢٦٠٢) (١/٣٥٧) والترمذي (٥/٥٠١/٣٤٤٦) (٢/١٨٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٥٠٢) وابويعلى في «مسنده» (١/٤٣٩/٥٨٦) وابن حبان في «صحيحه» (٦/١٥/٢٦٩٨)

(۴۹۶) تَرْجَمَہ: ”حضرت علی بن ربیعہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے سامنے سواری کے لئے ایک جانور لایا گیا۔ جب آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو فرمایا:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾

پھر جب (سواری پر) بیٹھ گئے تو فرمایا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ، وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

تَرْجَمَہ: ”تمام تعریفیں اس ذات کے لئے جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں کر دیا جب کہ ہم اس سواری کو قابو کرنے والے نہ تھے اور بلاشبہ ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

پھر تین مرتبہ اللہ اکبر اور تین مرتبہ الحمد للہ فرمایا پھر یہ دعا پڑھی:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

ترجمہ: ”آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے (اے اللہ!) آپ پاک ہیں بے شک میں نے (گناہ کر کے) اپنی جان پر بہت ظلم کیا آپ میرے سارے گناہوں کو معاف کر دیجئے آپ کے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن یہ دعا پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کس وجہ سے ہنسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے رب کے تعجب کرنے کی وجہ سے میں ہنسا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سواری پر سوار ہوتے وقت اس طریقے سے ان دعاؤں کو پڑھنا چاہئے اسی طرح مناسب یہ ہے کہ بسم اللہ الحمد للہ بحری جہاز پر چڑھتے وقت پڑھ لیا جائے، اسی طرح پیدل چلنے والا بھی پڑھ لے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۲۸)

اللہ تعالیٰ کے تعجب کرنے خوش ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی چھوٹی سے چیز کو بڑا جاننا اور اس پر راضی ہو جانا جو بڑے انعام وثواب کا سبب ہے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کا سبب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنسے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۳۸)



باب التسمية عند الركوب

سوار ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا

(٤٩٧) - حدثنا عبدالله بن محمد بن سعد الحمال، ثنا محمد بن سعد العوفي، ثنا ابن أبي مريم، عن حبيب بن أبي ثابت، عن عبدالرحمن بن أبي عميرة، عن عمر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن على ظهر كل بعير شيطانا، فإذا ركبتموها فقولو:

﴿بسم الله﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (٤٩٤/٣) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٣٣٨/١٣٠/٦) وابن خزيمه في «صحيحه» (٢٥٤٦/١٣٤/٤) وابن حبان في «صحيحه» (١٧٠٣/٦٠٢/٤) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٩٩٤/١٦٠/٣)

(۴۹۷) ترجمہ: ”حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ ہر اونٹ کی پیٹھ پر ایک شیطان ہوتا ہے۔ اس لئے جب تم اس پر سوار ہوتو:

﴿بسم الله﴾

کہا کرو۔“

فائدہ: حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی پر سوار ہوئے تو بسم اللہ پڑھی یہ بسم اللہ اسی سے ماخوذ ہے کیونکہ خشکی میں سواری سمندر میں کشتی کی طرح ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۲۶/۵)

بسم اللہ پڑھنا اگر شروع میں بھول جائے تو بعد میں پڑھ لینا چاہئے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۲۶/۵)

ایک روایت میں ہے کہ ہر اونٹ کے کوہان میں شیطان ہوتا ہے جب تم اس پر سوار ہوتو بسم اللہ کہو اور اپنی دعاؤں میں کمی نہ کرو۔ (مجمع الزوائد ۱۳۱/۱۰)



باب ما يقول إذا ركب

سوار ہوتے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٤٩٨) - أخبرني أبو بكر بن مكرم، حدثني عمرو بن علي، ثنا ابن أبي عدي، ثنا شعبة، عن عبدالله بن بشر، عن أبي زرعة، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سافر فركب راحلته، قال: بأصبعه. ومد شعبة أصبعه. قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحٍ، وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ، اَللّٰهُمَّ ازْوِلَنَا الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ.﴾

اخرجه الترمذی (٣٤٣٨/٤٩٧/٥) (١٨٢/٢) والنسائی فی «السنن الكبرى» (٨٨٠٢/٢٤٩/٥) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٠٣) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ٨٠٧) والحاكم فی «المستدرك» (١٠٩/٢)

(۴۹۸) ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے وقت اپنی سواری پر سوار ہوتے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے یہ دعا پڑھتے:“ راوی حدیث شعبہ نے اپنی انگلی لمبی کی۔

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحٍ، وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ، اَللّٰهُمَّ ازْوِلَنَا الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ ہی میرے سفر میں ساتھی ہیں اور (میرے) اہل وعیال کے لئے (میرے) قائم مقام اور (محافظ) ہیں۔ اے اللہ! آپ بھلائی کے ساتھ (سفر میں) میرے ساتھ رہیں اور اپنی حفاظت کے ساتھ (مجھے) واپس لائیں اے اللہ! (آپ) زمین (یعنی راستہ) کو ہمارے لئے لپیٹ دیجئے اور ہمارے لئے سفر کو آسان کر دیجئے۔ اے اللہ! میں آپ سے سفر کی سختیوں اور تکلیف دہ (ناکام) واپسی سے پناہ مانگتا ہوں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ”اللهم انت الصاحب“ دعا انگلی اٹھا کر پڑھی جائے۔

علماء نے لکھا ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی اٹھا کر یہ دعا پڑھے تا کہ نماز کے تشہد میں جو اشارہ توحید کا دل زبان سے

کیا جاتا ہے یہ اشارہ بھی اسی طرح ہو جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۲۹)

نوع آخر:

(٤٩٩) - حدثنا محمد بن علی بن مهدی العطار بالكوفة، ثنا علی بن المنذر، ثنا محمد بن فضيل، عن الأجلح، عن أبی إسحاق، عن الحارث، عن علی بن أبی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه خرج من باب القصر. يعنی قصر الكوفة. قال: فوضع رجله فی الغرز، فقال: بِسْمِ اللّٰهِ، فلما استوى على الدابة قال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَرَّمْنَا وَحَمَلَنَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَرَزَقَنَا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴾

ثم قال:

﴿ رَبِّ اغْفِرْ إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ. ﴾

ثم قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم يقول: إن اللّٰه عزوجل ليعجب من عبده إذا قال: رب اغفر لی إنه لا يغفر الذنوب إلا أنت.

اخرجه احمد فی «مسنده» (١٢٨/١) وابوداؤد (٢٦٠٢/٣٤/٣) (٣٥٠/١) والترمذی (٣٤٤٦/٥٠١/٥) (١٨٢/٢-١٨٣) والنسائی فی «السنن الكبرى» (٨٧٩٩/٢٤٧/٥) وابن حبان فی «صحيحه» (٢٦٩٨/٤١٥/٦)

ایک اور حدیث:

(۴۹۹) ترجمہ: ”حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کوفہ کے محل کے دروازے سے نکلے اور اپنا پیر رکاب میں رکھا تو بسم اللہ کہا اور جب سواری پر بیٹھ گئے تو یہ دعا پڑھی۔“

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَرَّمْنَا وَحَمَلَنَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَرَزَقَنَا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴾

ترجمہ: ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں کرامت بخشی، ہمیں خشکی تری (دونوں کے سفر) میں سوار کیا، ہمیں (کھانے کے لئے) پاکیزہ رزق عطا فرمایا اور اپنی مخلوق میں اکثر پر ہمیں فضیلت بخشی۔ پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس نے اس سواری کو ہمارے قابو میں دے دیا

ورنہ ہم اس سواری کو قابو کرنے والے نہیں تھے۔"

پھر فرمایا:

﴿رَبِّ اغْفِرْ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

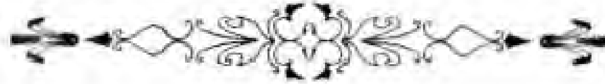
ترجمہ: "اے اللہ آپ مجھے معاف فرما دیجئے آپ کے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر تعجب کرتے ہیں جب وہ

﴿رَبِّ اغْفِرْ إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.﴾

کہتا ہے۔"

فائدہ: اس کا فائدہ حدیث نمبر ۹۶ میں گزر چکا ہے۔



باب ما يقول إذا ركب سفينة

جب کشتی پر سوار ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٠٠) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا جبارة بن المغلس، ثنا يحيى بن العلاء، عن مروان بن سالم، عن طلحة بن عبيدالله العقيلي، عن الحسين بن علي رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله ﷺ! أمان لأمتي من الغرق إذا ركبوا السفينة أن يقولوا:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَهَا إِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾

إلا آخر الآية.

اخرجه ابن عدى فى «الكامل» (١٩٨/٧) وابو يعلى فى «مسنده» (٦٧٨١/١٥٢/١٢) وله شاهد من حديث ابن عباس اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (١٢٦٦١/١٢٤/١٧) وفى «المعجم الاوسط» (٦١٤٦/١٨٤/٦) وفى «الدعا» (رقم ٨٠٤)

(۵۰۰) **ترجمہ:** ''حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جب میری امت کشتی پر سوار ہوتو ان کا اس دعا کو پڑھنا (کشتی کے) ڈوبنے سے امان (وحفاظت کا سبب) ہے:''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَهَا إِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ہی کے (بابرکت) نام سے اس (کشتی) کا چلنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے (بابرکت) نام سے اس کا رکنا ہے۔ بلا شبہ میرے رب بڑے ہی حفاظت کرنے اور رحم کرنے والے ہیں (اور کافروں مشرکوں نے) اللہ تعالیٰ کی قدر کرنے کا جیسا حق تھا ایسی قدر نہ کی حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اللہ تعالیٰ کی مٹھی (میں) ہوگی اور (تمام) آسمان ان کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے (درحقیقت) اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے پاک بلند و برتر ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ کشتی کے چلنے۔ اور رکتے وقت بسم اللہ کہو۔

جب نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہونے لگے تو اپنے ساتھ سوار ہونے والے اہل ایمان سے اس دعا کو پڑھ کر سوار ہونے کے لئے فرمایا۔

منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی کو چلانا چاہتے تو بسم اللہ پڑھتے وہ چلنے لگتی اور جب روکنا چاہتے تو فرماتے بسم اللہ وہ رک جاتی۔ (فتوحات ربانیہ ۱۳۵/۵)

باب ما يقول لمن خرج فى سفر

سفر میں جانے والے کو کیا دعا دینی چاہیے

(۵۰۱) - أخبرنى سليمان بن الحسن، ثنا أبو كامل، ثنا الفضيل ابن سليمان، ثنا أسامة بن زيد، عن سعيد بن أبى سعيد المقبر، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال: جاء رجل يريد سفرا، فقال: يا رسول الله! أوصنى، فقال: أؤصيك بتقوى الله، والتكبير على كل شرف، فلما ولى الرجل قال النبى ﷺ:

﴿اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَهُ الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (۲/۳۲۵، ۳۳۱) والترمذى (۵/۵۰۰/۳۴۴۵) (۲/۱۸۲) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۵۰۶) وابن حبان فى «صحيحه» (۶/۴۱۰/۲۶۹۲) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (۵/۲۵۱/۱۰۰۹۳)

(۵۰۱) **ترجمہ:** ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص (رسول اللہ ﷺ کی) خدمت میں حاضر ہوئے ان کا ارادہ سفر کا تھا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے (کچھ) وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرنے اور ہر اونچی جگہ چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جب وہ شخص (واپس جانے کے لئے) مڑے تو آپ ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات فرمائے:“

﴿اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَهُ الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ اس کے لئے زمین (کی مسافت) کو لپیٹ دیجئے اور اس کے لئے سفر آسان کر دیجئے۔“

فائدہ: جو شخص سفر کا ارادہ کرے اس کے لئے چند باتیں مستحب ہیں۔

1. مشورہ کرنا۔
2. ضروری باتوں کی وصیت کرنا۔
3. جس سے کوئی معاملہ ہو اس کو پورا کرنا۔
4. اپنے والدین مشائخ اور جو اس کی شفقت و محبت کے مستحق ہوں ان کو خوش کرنا۔

۵ اللہ تعالیٰ سے سارے گناہوں کی معافی مانگنا توبہ کرنا۔
۶ جس کام کے لئے جائے اس کا علم حاصل کرنا اور کوئی کتاب اس کے متعلق سفر میں ساتھ رکھنا۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۰۲)
اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے بزرگوں سے نصیحت حاصل کرنا چاہئے۔

نوع آخر:

(٥٠٢) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا محمد بن إسحاق الصاغاني، ثنا يحيٰى بن إسماعيل الواسطى، ثنا سيار بن حاتم، عن جعفر بن سليمان، عن ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه أن رجلا اتى النبى ﷺ فقال: يا رسول اللّٰه! إنى أريد سفرا، فزودنى، قال:

﴿زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوىٰ﴾

قال: زدني، قال:

﴿وَغَفَرَ ذَنْبَكَ﴾

وقال: زدني، قال:

﴿وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا كُنْتَ.﴾

اخرجه الترمذى (٥/٥٠٠/٣٤٤٤) (٢/١٨٢) والرويانى فى «مسنده» (٢/٣٩٣/١٣٨٧) وابن خزيمه فى «صحيحه» (٤/١٣٨/٢٥٣٢) والحاكم فى «المستدرك» (٢/١٠٧) وابوعبداللّٰه المقدسى فى «الاحاديث المحتاره» (٤/٤٢١)

ایک اور حدیث:

(۵۰۲) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا سفر کا ارادہ ہے آپ مجھے (کوئی زادراہ) توشہ دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوىٰ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارا توشہ تقویٰ بنائیں۔''

ان صاحب نے پھر عرض کیا: (اور) زیادہ کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿وَغَفَرَ ذَنْبَكَ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادیں۔''

ان صاحب نے پھر عرض کیا اور اضافہ فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''

﴿ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ حَيْثُ مَا كُنْتَ. ﴾

تَرجَمَہ: ”جہاں بھی تم جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے خیر لائیں۔“

فَائِدَہ: لوگوں سے سوال نہ کرنے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور پر اعتماد نہ کرنے کو تقویٰ کہتے ہیں اسی طرح مخلوق سے بے نیازی اختیار کرنے، اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کرنے اور اللہ تعالیٰ کی منع کی ہوئی چیزوں سے رک جانے کو کہتے ہیں۔

(مرقاۃ ۵/۲۱۰)

مطلب یہ ہے کہ تم تقویٰ کو اہتمام کے ساتھ (جیسے شرک، شبہ وغیرہ کو چھوڑ کر) لازم پکڑ لو اور اس کو حرز جان بنالو۔

(ملخص مرقاۃ ۵/۲۱۰، فتوحات ربانیہ ۵/۱۳۲)

ممکن ہے کہ ان صاحب نے متعارف توشہ (کھانا یا ضروریات سفر کی اشیاء) کا سوال کیا ہو لیکن رسول اللہ ﷺ نے حکیمانہ انداز میں جواباً نصیحت فرمائی کہ تمہارا اصل توشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا گناہوں سے بچنا ہے پھر جب انہوں نے مزید چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرما دیں آدمی تقویٰ تو اختیار کرتا ہے لیکن وہ سبب مغفرت نہیں ہوتا اس لئے فرمایا تمہارا تقویٰ سبب مغفرت بھی ہو آگے ہر معاملہ میں آسانی کے لئے مزید دعا فرمادی۔ (مرقاۃ ۵/۲۱۰)

نوع آخر:

(۵۰۳) - أخبرنا ابن مكرم ثنا نصر بن علي، ثنا مسلم بن إبراهيم، ثنا سعيد بن أبي كعب، حدثنا موسى بن ميسرة العبدي، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: يا نبي الله! إني أريد السفر، فقال له النبي ﷺ متى؟ قال: غدا إن شاء الله! فأتاه فأخذ بيده، فقال: في حفظ الله وفي كنفه.

﴿ وَزَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَىٰ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ حَيْثُ تَوَجَّهْتَ، أَوْ قَالَ: أَيْنَمَا تَوَجَّهْتَ. ﴾

اخرجه الدارمي في «سننه» (۲/۳۷۲/۲٦۷۱) والترمذي (٥/٥٠٠/٣٤٤) والطبراني في «الدعا» (رقم ٨١٧) وابو عبدالله المقدسي في «الاحاديث المختارة» (٧/٢٣٢/٢٦٧٣) والحافظ في «نتائج الافكار» كما في «الفتوحات الربانيه» (٥/١٣٠)

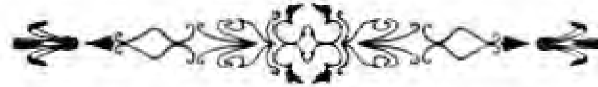
ایک اور حدیث:

(۵۰۳) تَرجَمَہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سفر پر جانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کب؟ ان صاحب نے عرض کیا: ان شاء اللہ کل۔ آپ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:“

﴿وَزَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَىٰ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ حَيْثُ تَوَجَّهْتَ، أَوْ قَالَ: أَيْنَمَا تَوَجَّهْتَ.﴾

تَرجَمہ: ''اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تمہارا توشہ بنا دیں، تمہارے گناہ معاف فرمائیں اور تم جہاں جاؤ وہاں تمہارے سامنے خیر لائیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مسافر کو سفر پر جانے سے پہلے اپنے بزرگوں سے نصیحت حال کرنی اور دعا کی درخواست کرنی چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسافر کو تقویٰ کی وصیت کرنی چاہئے۔ نیز آداب سفر کی تعلیم وتلقین کے ساتھ ساتھ مسافر کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے کہ اس کا سفر آسانی سے ہو اور سفر کی مشقت اس کے لئے دور ہو جائے۔ (نزہۃ المتقین ۲/۳۲۷)



باب ما يقول إذا شيع رجالا

مسافر کو رخصت کرنے جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٠٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا هلال بن العلاء، ثنا عفان، ثنا حماد بن سلمة، أنبأنا أبو جعفر الخطمي، عن محمد بن كعب القرظي، عن عبدالله بن يزيد الخطمي، قال: كان رسول الله ﷺ إذا شيّع جيشا فبلغ ثنية الوداع قال:

﴿أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَاتِكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ﴾

اخرجه ابوداؤد (٢٦٠١/٣٤/٣) (٣٥٠/١) والترمذي (٣٤٤٣/٤٩٩/٥) (١٨٢/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨٨٠٥/٢٥٠/٥) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٥٠٧) والحاكم في «المستدرك» (٦١٠/١)

(۵۰۴) تَرجَمہ: ''حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ جب کسی لشکر کو رخصت فرمانے کے لئے جاتے تو جب ثنیۃ الوادع پر پہنچے تو یہ دعا پڑھتے (اور رخصت کرتے تھے):''

﴿أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَاتِكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ﴾

تَرجَمہ: ''میں تمہارے دین، امانت (دیانت) اور عمل (تمام کام) کے انجام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں (وہی سب کا محافظ ہے)۔''

فَائِدَہ: ثنیۃ الوداع، کا معنی رخصت کی گھاٹی، ہے جو شخص سفر پر جاتا مدینہ والے اس کو رخصت کرنے کے لئے ان گھاٹیوں تک جاتے تھے۔ (نشر الطیب بتصرف صفحہ ۸۹)

نسائی کی روایت میں ہے کہ اس دعا کے بعد سلام بھی کرے۔ (نسائی عمل الیوم واللیلۃ رقم صفحہ ۵۱۶)

مطلب یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے دین، امانت اور اعمال کے انجام کی حفاظت کا سوال کرتا ہوں۔ دین کو امانت پر مقدم کیا حالانکہ امانت کو مقدم کرنا چاہئے تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ سفر میں عموماً مشقتوں اور تکالیف کا سامنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے دینی امور میں اکثر سستی ہو جاتی ہے جیسے نماز کا وقت آگے پیچھے ہو جانا وغیرہ اس لئے اہتمام سے دین کو مقدم فرمایا۔

آخر میں عمل کے خاتمہ کا ذکر اس لئے فرمایا کہ عمل کا مدار اس کے خاتمہ پر ہوتا ہے۔

علماء نے مستحب لکھا ہے کہ آدمی سفر میں جب بھی کسی ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرے تو کم از کم دو رکعت پڑھ کر جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۱۶، ۱۱۷)

رسول اللہ ﷺ سفر میں جب بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تو دو رکعت پڑھتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ صفحہ ۵)

اس لئے مستحب ہے کہ اپنی اقامت اچھے عمل پر ختم کرے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۱۶)

باب ما يقول إذا ودع رجلا

جب آدمی (سفر کے لئے) رخصت ہو تو اس کو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(۵۰۵) - أخبرنا أبو يحيٰى الساجى، ثنا أحمد بن سعيد الهمدانى، ثنا ابن وهب، أخبرنى الليث بن سعد وسعيد بن أبى أيوب، عن الحسن ابن ثوبان، أنه سمع موسى بن وردان يقول: أتيت أبا هريرة أو دعه لسفر أردته، فقال أبو هريرة رضي الله تعالى عنه: ألا أعلمك يا ابن أخى شيئا علمنيه رسول الله ﷺ أقوله عند الوداع، قال: قلت: بلى، قال: قل:

﴿أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهٗ.﴾

اخوجه احمد فى «مسنده» (۴۰۳/۲) وابن ماجه (۲۸۲۵/۹۴۳/۲) (ص۲۰۲) والنسائى فى «السنن الكبرى» (۱۰۳۴۲/۱۳۰/۶) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ۸۲۳) والديلمى فى «مسند الفردوس» (۱۷۲۰/۴۲۳/۱)

(۵۰۵) **ترجمہ:** ”موسیٰ بن وردان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کہ میں سفر پر جا رہا ہوں تو ان سے رخصت ہو آؤں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے بھتیجے! میں تمہیں وہ دعا نہ سکھاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھائی تھی کہ جب (سفر کے لئے) رخصت ہو تو اس دعا کو کہہ لیا کرو۔ میں نے کہا: ہاں ضرور۔ انہوں نے فرمایا: یہ دعا پڑھو“

﴿أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهٗ.﴾

ترجمہ: ”میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی امانتیں ضائع نہیں ہوتی ہیں۔“

فائدہ: مسافر کے لئے مستحب یہ ہے کہ سفر سے پہلے اپنے متعلقین اور اہل اللہ سے مل لے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی سفر کا ارادہ کرے تو اپنے بھائیوں سے رخصت ہو آئے اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں میں خیر ڈالتے ہیں۔

(کتاب الاذکار صفحہ ۲۰۴)

جب ان سے مل کر واپس ہونے لگے تو ان کو یہ دعا دے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو امانت رکھوائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ (مسند احمد بحوالہ کتاب الاذکار صفحہ ۲۰۴)

اس دعا سے حفاظت کا ایک عجیب قصہ حدیث نمبر ۵۰۷ پر آرہا ہے۔

باب ما يقول إذا ودع من يريد الحج

جب حج کے لئے جانے والے کو رخصت کرے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٠٦) - حدثني أحمد بن يحيٰى بن زهير، ثنا الحسن بن يحيٰى الرازي، ثنا عاصم بن مهجع، ثنا ابن سالم الجهني إمام مسجد بني دارم، حدثني عبدالله بن عمر، حدثني نافع، عن سالم عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: جاء غلام إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إني أريد هذا الوجه. الحج، قال: فمشى معه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا غلام!

﴿زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى، وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ، وَكَفَاكَ الْمُهِمَّ.﴾

فلما رجع الغلام سلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فرفع رأسه إليه فقال:

﴿يَا غُلَامُ! قَبِلَ اللّٰهُ حَجَّكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَأَخْلَفَ نَفْقَتَكَ.﴾

وأخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (١٣١٥١/٢٩٢/١٢) وفي «المعجم الاوسط» (٤٥٤٨/١٦/٥) وفي «الدعا» (رقم ٨١٩) والحافظ ابن حجر في «نتائج الافكار» كما في «الفتوحات الربانيه» (١٧٥/٥)

(٥٠٦) ترجمہ: ”حضرت سالم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں حج کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اس کو رخصت کرنے کے لئے) اس کے ساتھ چلے اور فرمایا:

﴿زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى، وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ، وَكَفَاكَ الْمُهِمَّ.﴾

ترجمہ: ”لڑکے! اللہ تعالیٰ تمہارا توشہ تقویٰ بنا دیں، تمہیں خیر کی طرف لے جائیں اور تم نے جو ارادہ کیا ہے اس کے لئے کافی ہو جائیں۔“

جب وہ لڑکا واپس آیا تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اپنا سر (مبارک) اٹھایا اور فرمایا:“

﴿يَا غُلَامُ! قَبِلَ اللّٰهُ حَجَّكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَأَخْلَفَ نَفْقَتَكَ.﴾

ترجمہ: ”لڑکے! اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائیں، تمہارے گناہ معاف فرمائیں اور تمہارا خرچ

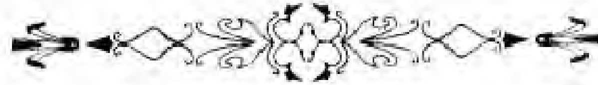
تمہیں واپس لوٹا دیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص حج کے لئے جائے تو اس کو یہ دعا دینی چاہئے اور واپسی پر بھی دوسری دعا دینی چاہئے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ مسافر کو رخصت کرنے کے لئے شہر کے کنارے تک اس کے ساتھ چل کر جانا سنت ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۶)

اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو ریل کے اسٹیشن یا ہوائی جہاز یا گاڑیوں کے اڈے تک چھوڑنے کے لئے جانا بھی اسی سنت میں داخل ہے۔



باب ما يقول لأهله إذا ودعهم

اپنے گھر والوں سے رخصت ہوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۵۰۷) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا هارون بن معروف، ثنا بشر بن حسان ابن السرى، ثنا ابن لهيعة، عن الحسن بن ثوبان، عن موسى بن وردان، قال: قال أبو هريرة رضي الله تعالى عنه: إني أعلمك كلمات علمنيهن رسول الله صلى الله عليه وسلم، إذا أردت سفرا أو تخرج مكانا تقول لأهلك:

﴿أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تَخِيْبُ وَدَائِعُهُ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (۴۰۳/۲) وابن ماجه (۹۴۳/۲/۲۸۲۵) (ص۲۰۲) والنسائى فى «السنن الكبرى» (۱۳۰/۶/۱۰۳۴۲) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۵۰۸) وابن عدى فى «الكامل» (۱۵۳/۳)

(۵۰۷) **ترجمہ:** ''حضرت موسیٰ بن وردان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں چند کلمات سکھاتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔ جب تم سفر کا ارادہ کرو یا گھر سے نکلو تو اپنے اہل وعیال کو (یہ کلمات) کہہ کر رخصت کرو:''

﴿أَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا تَخِيْبُ وَدَائِعُهُ.﴾

ترجمہ: ''میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد (حوالے) کرتا ہوں جس کے سپرد کی ہوئی امانتیں نامراد نہیں ہوتی ہیں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس امانت رکھوائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔

علامہ ابن علان رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک آدمی سفر پر جارہا تھا اس کی بیوی حاملہ تھی۔ اس نے کہا تم مجھے اس حال میں چھوڑے جارہے ہو۔ اس آدمی نے کہا: جو تمہارے پیٹ میں بچہ ہے اس کو میں نے اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا جب واپس آیا تو اس کی بیوی کا انتقال ہو چکا تھا۔ رات کو یہ شخص اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ بقیع (قبرستان) میں ایک آگ دیکھی تو اس نے کہا: یہ آگ کیسی ہے؟ چچازاد بھائیوں نے کہا: یہ آگ روزانہ فلاں عورت (اس کی بیوی) کی قبر پر دیکھی جاتی ہے۔ اس شخص نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون یہ عورت تو راتوں کو اٹھنے والی روزے رکھنے والی عفیفہ مسلمان تھی۔ یہ شخص قبر کے پاس گیا تو دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے اور وہ عورت بیٹھی ہوئی ہے اور بچہ اس کے اردگرد کھیل رہا ہے۔ کسی پکارنے والے نے کہا: اے اللہ کے پاس امانت رکھوانے والے! اپنی امانت لے لے۔ (اخرجہ الحافظ بسندہ الی الطبرانی فی کتاب الدعا قال الحافظ بعد تخریجہ ہذا حدیث غریب موقوف رواتہ موثقون الا عبید بن اسحٰق العطار یعنی شیخ شیخ الطبرانی ضعفہ الجمہور ومشاہ ابوحاتم فتوحات ربانیہ ۱۱۴/۵)

باب ما يقول إذا انفلتت الدابة

جب جانور بدک جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۵۰۸) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا الحسن بن عمر بن شقيق، ثنا معروف ابن حسان، ثنا أبو معاذ السمر قندى، عن سعيد، عن قتاده، عن أبى بردة، عن أبيه، عن عبدالله بن مسعود رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا انفلتت دابة أحدكم بأرض فلاة فليناد: يا عِبَادَ اللهِ احْبِسوا، فإن لله عزوجل فى الأرض حاضرا سيحبسه.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» (٥٢٦٩/١٧٧/٩) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٠٥١٨/٢١٧/١٠) والديلمى فى «مسند الفردوس» (١٣١١/٣٣٠/١)

(۵۰۸) تَرْجَمَہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کا جانور کسی جنگل و بیاباں میں بھاگ جائے تو وہ (یہ کہہ کر) پکارے:

﴿يا عباد الله احبسوا﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ کے بندو! اس (جانور) کو پکڑو۔''

اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے موجود ہوتے ہیں وہ اس کو جلدی سے پکڑ لیں گے۔''

فَائِدَةٌ: ایک حدیث میں ہے کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے (انسانوں کے) محافظ فرشتوں کے علاوہ ہوتے ہیں جو درختوں کے پتے گرتے ہیں ان کو لکھتے ہیں۔ جب تم میں کسی کو جنگل میں کوئی پریشانی لاحق ہو جائے تو وہ کہے "يَا عِبَادَ اللهِ اعينونى" اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ (فتوحات ربانیہ ۱۵۱/۵)

امام نووی رَحِمَہُ اللّٰهُ تَعَالٰى فرماتے ہیں میں ایک جماعت میں تھا کہ ہمارا جانور بھاگ گیا میں نے یہ الفاظ کہے تو وہ فوراً رک گیا۔ اس کے رکنے کا سبب اس دعا کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ (الاذکار ۲۱۰)



باب ما يقول إذا عثرت دابته

جب جانور کو ٹھوکر لگ جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیئے

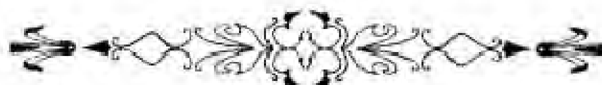
(٥٠٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عثمان بن عبدالله، ثنا أحمد ابن عبدة، ثنا محمد بن حمران القيسي، ثنا خالد الحذاء، عن أبي تميمة، عن أبي المليح، عن أبيه وهو أسامة بن عمير رضي الله تعالى عنه. قال: كنت ردف رسول الله ﷺ فعثر بعيرنا، فقلت: تعس الشيطان، فقال لي النبي ﷺ: لا تقل: تعس الشيطان، فإنه يعظم حتى يصير مثل البيت، ويقول: بقوتي، ولكن قل: (بسم الله) فإنه يصغر حتى يصير مثل الذباب.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٦٥/٥) وابوداؤد (٤٩٨٢/٢٩٦/٤) (٣٢٤/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٣٨٨/١٤٢/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٥٥) والحاكم في «المستدرك» (٣٢٤/٤-٣٢٥)

(۵۰۹) تَرجَمَہ: ”حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (سواری پر) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارا اونٹ پھسل گیا۔ میں نے کہا: شیطان ہلاک ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: شیطان ہلاک ہو جائے مت کہا کرو کیونکہ شیطان (اس سے خوشی سے پھول کر) گھر جتنا بڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے: میں نے اپنی قوت سے پھسلایا ہے بلکہ (اس موقع پر) بسم اللہ کہا کرو اس سے شیطان (ذلیل اور حقیر ہو کر) مکھی جتنا چھوٹا ہو جاتا ہے۔“

فَائِدَہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر کام کے ہونے نہ ہونے کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے اس لئے اس طرح کہنے کا مطلب یہ ہوگا کہ شیطان نے اس کو پھسلایا ہے اس لئے وہ ہلاک ہو جائے جس سے اس کام میں شیطان کے دخل اور تصرف کا وہم ہوتا ہے۔ اس لئے اس حدیث میں ایسا کہنے کو منع فرمایا ہے۔ (کذا فی البذل ۲۷۴/۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب سواری پھسل جائے یا اس میں کوئی خرابی پیش آ جائے تو بسم اللہ کہنا چاہئے۔



باب ما يقول على الدابة الصعبة

جب شوخ سواری پر سوار ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۵۱۰) - حدثنا أبو لليث نصر بن القاسم، ثنا عبدالله بن عمر القواريري، ثنا المنهال بن عيسى، ثنا يونس بن عبيد، قال ليس رجل يكون على دابة صعبة فيقول في أذنها:

﴿أَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّإِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ.﴾

إلا ذلّت بإذن الله عزوجل.

ذكره القرطبي في «تفسيره» (٤/١٢٧-١٢٨)

(۵۱۰) ترجمہ: ''حضرت یونس بن عبید سے منقول ہے کہ جو شخص کسی شوخ جانور پر سوار ہو اور وہ اس کے کان میں یہ (آیت) پڑھے تو وہ ٹھہر جائے گا یعنی اپنی شوخی سے باز آ جائے گا۔''

﴿أَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّإِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ.﴾

ترجمہ: ''کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے علاوہ اور کوئی دین تلاش کرتے ہیں حالانکہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ خوشی اور ناخوشی سے اللہ تعالیٰ کو ماننے والے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شوخ جانور جب شوخی کرے تو یہ آیات اس کے کان میں پڑھنی چاہئے کیونکہ ہر مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت ضروری ہے تو وہ ان آیات کی برکت سے اپنی شوخی چھوڑ دے گا۔

خوشی ناخوشی سے اللہ تعالیٰ کو ماننا

آسمان والے تمام خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں اور زمین والے بعض اللہ تعالیٰ کو خوشی سے مانتے ہیں اور بعض زمین والے خوف سے اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ مؤمن خوشی خوشی اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے اور کافر اللہ تعالیٰ کے غلبہ وقہر سے مانتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۵۳)

اس حدیث سے ایک عبرت آمیز بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جب ان آیات کی برکت سے ایک جانور اپنی شوخی چھوڑ دیتا ہے تو انسان اور خصوصاً مسلمان کو قرآن کریم کی آیات سن کر زیادہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرنی چاہئے اور نافرمانی چھوڑ دینی چاہئے۔

باب ما يقول إذا عثر فدميت أصبعه

جب ٹھوکر لگے اور انگلی زخمی ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥١١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا خلف بن هشام، ثنا أبو عوانة، عن الأسود بن قيس، عن جندب بن سفيان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أن رسول الله ﷺ دميت أصبعه في بعض المشاهد، فقال:

هل أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ وفى سَبِيْلِ اللّٰهِ ما لَقِيْتِ

أخرجه البخارى (٣/١٠٣١/٢٦٤٨) (١/٣٩٣) والمسلم (٣/٤٢١/١٧٩٦) (٢/١١٩) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٢٠) وابويعلى فى «مسنده» (٣/١٠١/١٥٣٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٢/١٧٢/١٧٠٨)

(٥١١) تَرْجَمَہ: ''حضرت جندب بن سفیان رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کی انگلی مبارک خون آلود ہوگئی تو آپ ﷺ نے یہ شعر پڑھا۔''

هل أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ وفى سَبِيْلِ اللّٰهِ ما لَقِيْتِ

تَرْجَمَہ: ''(اے انگلی!) تو صرف ایک انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہوگئی (لیکن بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ) تجھے جو (خون آلودگی کی) تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہنچی ہے۔''

فَائِدَہ: عرب کی عادت تھی کہ جنگ کے موقع پر نشاط کی زیادتی اور بلند ہمتی کے حصول کے لئے اشعار استعمال کیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے عمل طاعت میں نشاط حاصل کرنے کے لئے عمل بلند آواز استعمال کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔
(فتح الباری ١٠/١٦١)

ان اشعار سے نفس کا محاسبہ بھی ہے کہ ایک زخمی انگلی کی حیثیت ہی کیا ہے کہ وہ زخمی ہوگئی اس لئے اس کی پرواہ کرنا بے کار ہے ہاں کام کی بات تو یہ ہے کہ یہ زخم اللہ تعالیٰ کے راستے میں ملا ہے جو انتہائی اہمیت کی بات ہے۔ کیونکہ حدیث ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخمی ہو یا کوئی تکلیف پہنچے تو وہ زخم قیامت کے دن اسی طرح تر و تازہ آئے گا اس کا رنگ زعفران کی طرح اور خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔ (ابوداؤد ١/٣٤٣)

اسی موقع پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے اشعار بھی منقول ہیں جو اپنی شہادت سے پہلے انہوں نے پڑھے تھے۔ اس میں بھی نفس کا محاسبہ اور عمل طاعت پر ابھارنا ہے۔ (ملخص فتح الباری ١٠/٥٤)

باب ما يحدى به في السفر

سفر میں حدی خوانی کرنا

(٥١٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا أحمد بن عبيدالله، ثنا محمد ابن علي المقدي، عن إسماعيل بن أبي خالد، عن قيس بن أبي حازم، عن عبدالله بن رواحة رضي الله تعالى عنه أنه كان مع النبي ﷺ في مسير له، فقال: يا ابن رواحة انزل فحرك الركاب، فقال: يا رسول الله ﷺ تركت ذلك، فقال عمر رضي الله تعالى عنه: اسمع وأطمع، فرمى بنفسه فقال:

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لاقَيْنَا

اخرجه النسائي في «السنن الكبرى» (٥/٦٩-٧٠/٨٢٥١) وفي «عمل اليوم والليلة» (٥٣٢) والروياني في «مسنده» (٢٢٩/١/٣٢٢) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٢٢٧/١٠-٢٢٨) وابوعبدالله المقدسي في «الاحاديث المختارة» (٣٨١/١-٣٨٢/٢٦٤)

(٥١٢) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ابن رواحہ! اترو اور سواری کو حرکت دو (یعنی حدی خوانی کروتا کہ سواریاں تیز چلیں) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں (حدی خوانی کو) ترک کر چکا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نے فرمایا: (ابن رواحہ!) سنو اور اطاعت کرو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ سواری سے اترے اور حدی خوانی شروع کی اور یہ اشعار پڑھے۔“

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لاقَيْنَا

ترجمہ: ”اے اللہ! اگر آپ ہمیں ہدایت نہ عطا فرماتے تو نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے۔ اے اللہ! ہم پر سکینہ (اطمینان وسکون) نازل فرمایئے اگر ہمارا دشمن سے سامنا ہو تو ہمارے قدم جما دیجئے۔“

فائدہ: علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدی خوانی کے جواز پر علماء کا اتفاق نقل فرمایا ہے۔ (فتح الباری ١٠/ ٥٣٨)

حدی اونٹوں کو ایک خاص گانے کی طرز پر چلانے کو کہتے ہیں۔ (فتح الباری ١٠/ ٥٣٨)

کیونکہ یہ سفر کی تھکن کو کم کرتی ہے، نفس کو تازگی حاصل ہوتی ہے اور اونٹ بڑے بڑے طویل سفر بھی بہت جلد طے کر لیتے ہیں اور

بھاری بھاری بوجھ اٹھا لے چلتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۴۶)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے شاعروں میں سے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو یہ آپ ﷺ کی سواری کے سامنے اشعار پڑھتے ہوئے جا رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: عبداللہ بن رواحہ! رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور حرم اللہ میں اشعار پڑھتے ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر! اس کو چھوڑ دو پڑھنے دو یہ اشعار ان کفار پر تیروں سے زیادہ تیز لگتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۴۷، ۱۴۸)

(٥١٣) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا هدبة بن خالد، ثنا قتادة، عن أنس رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله ﷺ كان لهُ حاد يقال: (انجشة) وكان حسن الصوت، فقال لهُ النبي ﷺ: رويدك يا أنجشة لا تكسر القوارير، يعني ضعفة النساء.

اخرجه احمد في «مسنده» (١١١/٣) والبخاري (٥٨٥٧/٢٢٩٤/٥) (٩٠٨/٢) والمسلم (٢٣٢٣/١٨١٢/٤) (٢٥٥/٢) وابويعلى في «مسنده» (٢٨٦٨/٢٥٠/٥) وابن حبان في «صحيحه» (٥٨٠١/١١٩/١٣)

(۵۱۳) تَرجَمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک حدی خوان تھے جن کو انجشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہا جاتا تھا۔ وہ خوش آواز تھے۔ (ایک مرتبہ وہ حدی خوانی کر رہے تھے اور آپ ﷺ اپنی ازواج کے ساتھ تھے تو) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انجشہ! شیشوں کو نہ توڑو۔ اس ارشاد مبارک کا مطلب عورتوں کے ضعف کی طرف اشارہ تھا۔''

فَائِدَہ: اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو شیشہ کی بوتل کے ساتھ ان کے عزائم کی کمزوری کی وجہ سے تشبیہ دی ہے کہ عورتوں کے عزائم بھی کمزور ہوتے ہیں جلد بدل جاتے ہیں جس طرح شیشہ کی بوتل کمزور ہوتی ہے اور جلد ٹوٹ جاتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ عورتیں چونکہ اپنے عزائم میں پختہ کار نہیں ہوتی ہیں اور انجشہ جو آپ ﷺ کے غلام تھے ان کی آواز اچھی تھی تو یہ عورتوں کے لئے فتنہ نہ ہو جائے اور ان کے دلوں میں ان کی حدی خوانی اثر انداز نہ ہو جائے۔

ایک مطلب یہ ہے کہ سواری پر عورتیں ہیں یہ کمزور نازک ہوتی ہیں اس لئے آہستہ آہستہ لے کر چلو جس طرح سواری پر اگر شیشہ کی بوتلیں ہوں تو آہستہ آہستہ لے کر چلتے ہیں تا کہ ٹوٹ نہ جائیں یہی حال عورتوں کا ہے کہ یہ کمزور ہوتی ہیں جلد تھک جاتی ہیں زیادہ ہلنے جلنے میں ان کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے وغیرہ۔ (ملخص فتح الباری ۱۰/۵۴۴ تا ۵۴۶، شرح مسلم نووی ۲/۲۵۵)



باب ما يقول إذا كان في سفر فاسحر

سفر میں جب سحر ہو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥١٤) - أخبرني أبو عبدالرحمن، أنبأنا يونس بن عبدالأعلى، عن ابن وهب، قال: حدثني أيضا. يعني سليمان بن بلال. عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم إذا كان في سفر فأسحر يقول:

﴿سَمَّعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَاءِ هِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.﴾

اخرجه المسلم (٢٧١٨/٢٠٨٦/٤) (٣٤٩/٢) وابوداؤد (٥٠٨٦/٣٢٣/٤) (٣٣٨/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨٨٢٨/٢٥٧/٥) وابن خزيمه في «صحيحه» (٢٥٧١/١٥٢/٤) والحاكم في «المستدرك» (٦١٥/١)

(۵۱۴) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوتے تو صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے:''

﴿سَمَّعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَاءِ هِ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَأَفْضِلْ عَلَيْنَا، عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا، ان کے فضل وانعام اور ہم پر اس کے احسان وخوبی کو ہر سننے والے نے سن لیا (یعنی سب گواہ ہیں) اے ہمارے رب! آپ (سفر میں) ہمارے ساتھی بن جائیے، اور ہم پر فضل وانعام فرمائیے (میں) دوزخ کی آگ سے پناہ لیتے ہوئے (یہ کہہ رہا ہوں)۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی سفر میں صبح کرے تو یہ دعا پڑھے۔ صبح کے وقت کا مطلب یہ ہے کہ جب سفر میں صبح کے وقت کھڑے ہوتے یا سوار ہوتے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر صبح کو اختتام پذیر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے۔
(شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۹)

سننے والے نے سن لیا۔ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اس ذکر پر ہر سننے والے کو گواہ بنانا ہے کہ ہر ایک ہماری اس حمد وثناء کو سن کر وہ اس پر گواہ ہو گیا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۹، بذل ۶/۲۹۸)

اس سے صبح کے وقت ذکر کی اہمیت معلوم ہوئی۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۹)

باب ما يقول إذا صلى الصبح في سفر

سفر میں صبح کی نماز کے بعد کیا پڑھنا چاہئے

(٥١٥) - أخبرني محمد بن حمدان بن سفيان، ثنا علي بن إسماعيل البزار، ثنا سعيد بن سليمان، ثنا إسحاق بن يحيى بن طلحة، حدثني ابن أبي بريدة الأسلمي، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صلى الصبح قال. ولا أعلمه قال إلا في سفر. رفع صوته حتى يسمع أصحابه:

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ ثلاث مرات، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ إِلَيْهَا مَرْجِعِيْ، ثلاث مرات، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُ بك ثلاث مرات، لا مانع لما أَعْطَيْتَ ولا مُعْطِيَ لما مَنَعْتَ، ولا يَنْفَع ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدِّ.﴾

قد مرتخريجه (برقم ١٢٧)

(٥١٥) ترجمہ: ”حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تو اپنی آواز بلند فرماتے (اور دعا پڑھتے) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) بھی سن لیتے۔ (وہ دعا یہ ہے)۔“

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ أَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ میرے دین کو درست کر دیجئے جو میرے (ہر) کام کی حفاظت کا ذریعہ ہے اور میری دنیا کو درست کر دیجئے جس میں مجھے زندگی بسر کرنی ہے (تین مرتبہ فرمایا)۔“

پھر تین مرتبہ یہ دعا فرمائی:

﴿اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ آخِرَتِيَ الَّتِيْ إِلَيْهَا مَرْجِعِيْ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میری آخرت کو درست کر دیجئے جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے۔“

پھر تین مرتبہ یہ دعا فرمائی:

﴿اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، اَللّٰھُمَّ أَعُوْذُ بِكَ﴾

تَرجَمۃ: ''اے اللہ! میں آپ کی خوشی کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں (تین مرتبہ فرمایا)۔''

پھر فرمایا:''

﴿اَللّٰھُمَّ لا مانع لما أَعْطَیْتَ ولا مُعْطِیَ لما مَنَعْتَ، ولا یَنْفَع ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدِّ.﴾

تَرجَمۃ: ''اے اللہ! جس کو آپ عطا فرمائیں اس سے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس سے آپ روک لیں اس کو کوئی دینے والا نہیں ہے اور کسی دولت مند کی دولت آپ کے عذاب سے (بچانے کے بارے میں) نفع نہیں دے سکتی ہے۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ سفر میں صبح کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ اگر روزانہ ہی پڑھ لی جائے تو کیا ہی اچھی بات ہے ایک جامع دعا جو ہر قسم کی دنیاوی اور اخروی بھلائیوں پر مشتمل ہے۔



باب ما يقول إذا صعدفي عقبة

جب گھاٹی پر چڑھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥١٦) - حدثنا عبدان، ثنا إسماعيل بن زكريا، ثنا حفص بن غياث، عن أشعث بن عبدالملك، عن الحسن، عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنه قال: كناإذا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على أكمة كبّرنا و إذا صعدنا على جبل كبّرنا، و إذا هبطنا سبّحنا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٣٣/٣) والبخارى (٢٨٣١/١٠٩١/٣) (٤٢٠/١) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٣٧٥/١٣٩/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٤٢) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٥٠٤٢/١٩٠/٥)

(۵۱۶) ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے۔ جب ہم کسی ٹیلے پر چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے اور جب پہاڑ پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے اور جب (پہاڑ یا ٹیلے سے) نیچے اترتے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔''

فائدہ: پہاڑ (یا کسی اونچائی) کو دیکھتے وقت آدمی کے دل میں اس کی بڑائی کا اثر ہوتا ہے تو جب بھی کسی بڑی چیز کو دیکھا جائے تو ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو اپنے دل میں بٹھانے کا حکم کیا گیا ہے کہ ہر قسم کی بڑائی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اترتے وقت سبحان اللہ کہنے کا حکم اس لئے ہے کہ اترنا کسی چیز کی پستی اور تنزل کی نشانی ہے اس موقع پر سبحان اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کے بےعیب ہونے کو اپنے دل میں بٹھانے کا حکم ہے کہ وہ ہر عیب پستی وغیرہ سے پاک ہے۔

(ملخص فتح الباری ۶/ ۱۳۵، فتح الباری ۱۱/ ۱۸۸، فتوحات ربانیہ ۵/ ۱۳۹)

خلاصہ یہ کہ ہر بڑی اور عجیب چیز کو دیکھ کر بڑائی بیان کی جائے اور نقص وکمی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی جائے۔

(٥١٧) - أخبرنا محمود بن محمد، ثنا العباس بن عبدالعظيم العنبرى، ثنا يحيى بن سعيد، عن سليمان التيمى عن أبى عثمان النهدى، عن أبى موسى الأشعرى رضي الله تعالى عنه قال: أخذ القوم فى عقبة. أو قال: فى ثنية. كلما علا عليها رجل نادى بأعلى صوته: لا إله إلا الله والله أكبر، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنكم لا تدعون أصم ولا غائبا، ثم قال: يا أبا موسى، أو يا عبدالله بن قيس! ألا أدلك على كنز من كنوز الجنة؟ قلت: بلى يا رسول الله! قال: تقول:

﴿ لا حول ولا قوة إلا بالله. ﴾

اخرجه البخارى (٣٩٦٨/١٥٤١/٤) (٩٤٤/٢) والمسلم (٢٧٠٤/٢٠٧٨/٤) (٣٤٦/٢) وابوداؤد (١٥٢٦/١٠١/٣) (٢١٤/١) والترمذى

(٥/٤٥٧/٣٣٧٤) (٢/١٧٥) وابن حبان في «صحيحه» (٣/٧٤/٨٠٤)

(۵۱۷) ترجمہ: ”حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لوگ ایک گھاٹی میں چل رہے تھے کہ ایک آدمی جب گھاٹی پر چڑھتا تو بلند آواز سے:

﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ﴾

کہتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ نہ تو کسی بہرے کو پکارتے ہو اور نہ ہی کسی غائب کو پکارتے ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوموسیٰ! یا عبداللہ ابن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ کیوں نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم:

﴿ لا حول ولا قوة إلا بالله. ﴾

کہا کرو۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت بلند آواز سے ذکر کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ بلند آواز سے اس وقت پکارا جاتا ہے جبکہ مخاطب دور ہو (یا بہرا ہو) اللہ تعالیٰ نہ تو دور ہیں اور نہ ہی بہرے ہیں کہ ان کو بلند آواز سے پکارا جائے بلکہ وہ تو خوب سننے والے اور بہت ہی قریب ہیں۔ ہاں اگر ضرورت ہو تو بلند آواز سے ذکر کیا جا سکتا ہے۔

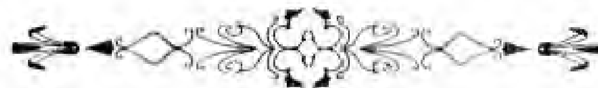
(ملخص نووی شرح مسلم ۲/ ۳۵، فتوحات ربانیہ ۵/۱۴۴)

بلند آواز سے کرنے والے اذکار:

حج کا تلبیہ بلند آواز سے کہنا مستحب ہے۔ (شرح مسلم نووی ۱/ ۳۷۶)

عیدالاضحیٰ کے لئے جاتے ہوئے راستے میں بلند آواز سے تکبیر تشریق کہنا چاہئے۔ (فتح القدیر ۲/ ۴۱)

ایام تشریق میں ہر نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر تشریق کہنی چاہئے۔ (امداد الاحکام نقلاً عن الدر ورد ۱/ ۷۴۴)



باب ما يقول إذا أشرف على واد

جب کسی وادی پر پہنچے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥١٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عبدة بن عبدالله الصفار، عن زهير، ثنا عاصم الأحول، عن أبي عثمان، حدثني أبو موسى رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كنا مع رسول الله ﷺ في سفر، فأشرف الناس على واد، فجهروا بالتهليل والتكبير. الله أكبر، لا إله إلا الله. ورفع عاصم صوته، فقال النبي ﷺ: يا أيها الناس! اربعوا على أفسكم، الذي تدعون ليس بأصم، إنه سميع قريب، إنه معكم، ثم أعادها ثلاث مرات. قال أبو موسى: فسمعني أقول وأناخلفه: لا حول ولا قوة إلا بالله، قال: يا عبدالله بن قيس! ألا ذلك على كنز من كنوز الجنة؟ قلت: بلى! فداك أبي وأمي، قال:

﴿ لا حول ولا قوة إلا بالله. ﴾

أخرجه البخاري (٣٩٦٨/٥٤١/٤) (٩٤٤/٢) والمسلم (٢٧٠٤/٢٠٧٨/١٥٤١/٤) (٣٤٦/٢) وابوداؤد (١٥٢٦/١٠١/٣) (٢٤١/١) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٥٣٨) وابن حبان في «صحيحه» (٨٠٤/٨٤/٣)

(٥١٨) ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک) سفر میں تھے۔ لوگ ایک وادی پر پہنچے تو بلند آواز سے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے لگے۔ (راوی حدیث) عاصم نے (بھی حدیث نقل کرتے ہوئے) اپنی آواز بلند کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو! اپنے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو (یعنی بلا وجہ بلند آواز سے کہہ کر مشقت میں نہ پڑو بلکہ آہستہ آواز سے کہو) جس ذات کو تم پکار رہے ہو وہ بہری نہیں ہے۔ بلاشبہ وہ (اللہ) ہر بات سننے والے اور قریب ہیں۔ وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ حضرت ابوموسیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سنا کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے:

﴿ لا حول ولا قوة إلا بالله. ﴾

پڑھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عبداللہ بن قیس! میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں بتایئے میرے باپ ماں آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

فَائِدَہ: علماء نے لکھا ہے کیونکہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری، ہر معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے اور اللہ تعالیٰ اطاعت کے اقرار کا کلمہ ہے نیز اس میں اس بات کا بھی اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر کام کے ہونے نہ ہونے کے مالک ہیں کسی کام میں بندے کو کوئی دخل نہیں ہے اس لئے اس کو جنت کا خزانہ فرمایا ہے۔ (نووی شرح مسلم ۲/ ۳۴۶، کذا فی فتح الباری)

خزانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ثواب جنت میں محفوظ ہو جاتا ہے اور جنت نہایت ہی قیمتی مال ہے۔ (شرح مسلم نووی ۲/ ۳۴۶)

اس کلمہ کا معنی یہ ہے کہ ہر شر کے واقع ہونے، گناہوں سے بچنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور ہر چیز کا حاصل ہونا، طاعت کو اختیار کرنا صرف اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت سے ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۴۶)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اس کی کثرت کا حکم فرمایا۔ (ترغیب عن ابی ہریرہ فتوحات ربانیہ ۱/ ۲۳۸)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے معراج کی شب میں رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرمایا: اپنی امت کو حکم فرمایئے لا حول ولا قوۃ الا باللہ (کہہ کر) جنت کے پودوں کو زیادہ لگائیں ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

حضرت محمد بن اسحاق رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کہ جنت اور دوزخ میں مخاصمہ ہوا تو جنت نے کہا: میرے اندر ضعفاء داخل ہوں گے تو ضعیف کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جو دن میں بیس یا پچاس مرتبہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہہ کر اپنے سے بری ہو جائے۔ (قال القرطبی مثل ہذا لا یقال رایا فیکون قبیل المرفوع فتوحات ربانیہ ۱/ ۲۴۳، ۲۴۴)



باب ما يقول إذا أوفى على فدفد من الأرض

جب کسی اونچائی پر چڑھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥١٩) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا العباس بن الوليد النرسي، ثنا يحيى بن سعيد، ثنا عبدالله بن عمير، عن نافع عن عبدالله بن عمر، قال: كان رسول الله ﷺ إذا قفل من الجيوش أو السرايا أو الحج أو العمرة أو رقى ثنية أو فدفدا، كبر ثلاثا، ثم قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا للّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

ثم قال:

﴿آئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، حَامِدُوْنَ، لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ.﴾

اخرجه البخاری (٢٩١٨/١١٢١/٣) (٩٤٤/٢) والمسلم (١٣٤٤/٩٨٠/٢) (٢٦/٢) والنسائی فی «السنن الكبرى» (٤٢٤٣/٤٧٧/٢) وفی «عمل اليوم والليلة» (٥٤٠) والطبرانی فی «الدعا» (٨٤٦)

(۵۱۹) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (کسی) لشکر، سریہ حج اور عمرہ سے واپس تشریف لاتے اور کسی چوٹی یا سخت بلند جگہ پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا للّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ (اپنی ذات و صفات میں) یکتا ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ان ہی کا (سارا) ملک ہے اور ان ہی کے لئے ہی (ہر قسم کی) حمد وثنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔“

پھر یہ دعا پڑھتے:“

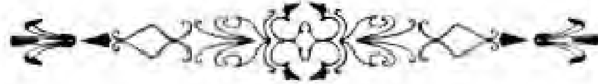
﴿آئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، حَامِدُوْنَ، لِرَبِّنَا سَاجِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ.﴾

ترجمہ: ”ہم (سفر) سے لوٹنے والے، توبہ کرنے والے (اپنے رب کی) تعریف والے ہیں اللہ تعالیٰ

نے اپنا وعدہ (مکہ کی فتح کا) پورا کر دیا، اپنے بندے (محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور اکیلے ہی کافروں کے لشکروں کو شکست دے دی۔

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی چوٹی یا سخت زمین پر چڑھے تو پہلے تین مرتبہ اللہ اکبر کہے بعد میں لا الٰہ اللہ وحدہ الخ ساری دعا پڑھے۔ یعنی اوپر چڑھتے ہوئے اللہ اکبر کہے پھر دعا پڑھے آئبون تائبون۔ یہ دعا واپس لوٹتے وقت پڑھے ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس دعا کو پڑھتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوتے تھے۔

یہ دعا ہر سفر سے واپسی کے وقت پڑھ سکتے ہیں۔ (کلہ من فتح الباری ۱۱/۱۸۹، کذا فی الفتوحات الربانیہ ۵)



باب ما يقول إذا علا شرفا من الأرض

جب زمین کی کسی بلندی پر چڑھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥٢٠) - أخبرنا أحمد بن عبدالجبار، ثنا أبو بكر أبي شيبة، ثنا وكيع، ثنا أسامة بن زيد، عن سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: أراد رجل سفرا، فأتى النبي ﷺ، فقال: يا رسول الله! أوصني، قال: أوصيك بتقوى الله، والتكبير على كل شرف.

تقدم تخريجه (برقم ٥٠١)

(۵۲۰) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے (کچھ) وصیت فرمایئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ہر اونچی جگہ چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث سے بھی بلندی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا معلوم ہوا باقی تفصیل گزشتہ احادیث میں گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(٥٢١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا خلف بن هشام، ثنا حماد بن زيد، عن أيوب، عن أبي عثمان، عن أبي موسى رضي الله تعالى عنه قال: كنا مع رسول الله ﷺ في سفر، فكان القوم إذا علوا شرفا كبروا، فقال النبي ﷺ. يا ايها الناس! اربعوا على أنفسكم، فإنكم لا تدعون أصم ولا غائبا، ولكن تدعون سميعا قريبا، قال: وأنا أقول: لا حول ولا قوة إلا بالله، فقال: يا عبدالله بن قيس! ألا أدلك على كنز من كنوز الجنة:

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

مضى تخريجه (برقم ٥١٨)

ایک اور حدیث:

(۵۲۱) ترجمہ: ''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ لوگ (بلند آواز سے) اللہ اکبر کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! اپنے اوپر نرمی کرو (بلند آواز سے اللہ اکبر کہہ کر خود کو مشقت میں نہ ڈالو) تم لوگ نہ تو کسی بہرے کو پکار رہے ہو اور نہ ہی کسی غائب کو پکار رہے

ہو بلکہ تم تو ہر بات کو سننے والے اور (جو تمہارے) قریب ہے اس کو پکار رہے ہو۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں (اس وقت):

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

پڑھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (وہ خزانہ):

﴿لا حول ولا قوة إلا بالله.﴾

ہے۔"

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کیا: ضرور بتایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم کہو "**لاحول ولا قوة الا بالله**" تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے نے فرمانبرداری کی اور وہ فرمانبردار ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ "**لاحول ولا قوة الا بالله**" جنت کے پودے ہیں۔ (فتح الباری ۱۱/۵۰۱)

باقی تفصیل گزشتہ احادیث میں گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(۵۲۲) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، ثنا شيبان بن فروخ، ثنا عمارة ابن زاذان، عن زياد النميرى، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: كان النبى صلى الله عليه وسلم إذا علا شرفا من الأرض قال:

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ، وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.﴾

أخرجه أحمد فى «مسنده» (۱۲۷/۳) وابو يعلى فى «مسنده» (۴۲۹۷/۲۷۶/۷) والطبرانى فى «الدعا» (رقم۸۴۹) وابن عدى في «الكامل» (۸۰/۵) والديلمى فى «مسند الفردوس» (۱۸۱۳/۴۴۵/۱)

ایک اور حدیث:

(۵۲۲) **ترجمہ:** "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب زمین کی کسی اونچی جگہ پر چڑھتے تو یہ دعا پڑھتے:"

﴿اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ، وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.﴾

ترجمہ: "اے اللہ! ہر بزرگی کے موقع پر بزرگی و برتری آپ ہی کے لئے ہے اور ہر حال میں آپ ہی کا شکر ہے۔"

باب ما يقول إذا تغولت الغيلان

جنگل بیاباں میں بھوت پریت گھیر لے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۵۲۳) - حدثنا محمد بن خزيم بن مروان، ثنا هشام بن عمار، ثنا سويد بن عبدالعزيز، ثنا هشام بن حسان، عن الحسن، عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: إن الله عزوجل رفيق يحب الرفق، فإذا سافرتم في الخصب، فأمكنوا الركاب أسنتها، ولا تجاوزوا بها المنازل، و إذا سرتم في الجدب فاستجوا، وعليكم بالدلجة، فإن الأرض تطوى، و إذا تغولت بكم الغيلان فنادوا بالأذان، و إياكم والصلوة على جواد الطريق، فإنها ممر السباع ومأوى الحيات.

اخرجه احمد في «مسنده» (۳/۳۰۵) وابوداؤد (۳/۲۷-۲۸/۲۵۷۰) (۱/۳٤۷) وابن ماجه (۱/۱۱۹/۳۲۹) (ص۲۸) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۹۵۵) وابويعلى في «مسنده» (٤/۱۵۳/۲۲۱۹)

(۵۲۳) **ترجمہ:** ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نرم ومہربان ہیں اور نرمی ومہربانی کو پسند فرماتے ہیں جب تم (سفر کے دوران) سرسبز زمین میں سفر کرو تو سواریوں کو خوب چرنے دو، سواریوں کو غیر معروف راستے پر نہ لے جاؤ (کہ یہ سوار اور سواریوں کی تھکاوٹ کا سبب ہوگا) اور جب تم قحط زدہ زمین پر گزرو (جس میں گھاس وغیرہ نہ ہو) تو جلدی سے گزر جاؤ۔ تم رات میں سفر کرنے کو لازم پکڑ لو کیونکہ زمین (رات میں) لپیٹ دی جاتی ہے اور اگر بھوت پریت تمہیں راستہ بھلا دیں تو تم اذان کہو۔ تم راستے کے درمیان نماز پڑھنے سے بچو کیونکہ وہ درندوں کے گزرنے کی جگہ اور سانپوں کے رہنے کی جگہ ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب جنگل بیاباں میں کوئی بھوت پریت نظر آئے تو اذان کہنی چاہئے جس کی وجہ سے وہ بھاگ جاتا ہے۔

نیز اس حدیث میں آپ ﷺ نے سفر کے چند اصول وآداب بیان فرمائے ہیں کہ سفر میں بلاوجہ مشقت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نرم ومہربان ہیں ان کی آسانی چاہتے ہیں تنگی نہیں چاہتے ہیں اپنے بندوں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔

اسی طرح جب سواری کا گزر گھاس چارے والی جگہ پر ہو تو اس کو وہاں چرنے دینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ کہیں آگے چارہ نہ ملے کہ بعد میں مشقت ہو، معلوم جگہ سے نامعلوم جگہ سفر نہیں کرنا چاہئے اس میں خود کو اور سواری کو تھکانا ہے، جہاں گھاس وغیرہ نہ ہو

وہاں جلدی سے گزر جانا چاہئے کہ تاخیر کی صورت میں جانور کو پریشانی ہو۔

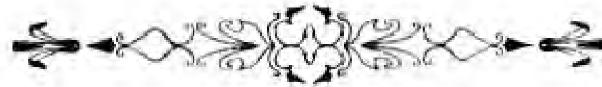
رات کے ابتدائی حصہ میں سفر کرنا چاہئے چونکہ زمین کے حصے ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں جس کی وجہ سے بڑی طویل مسافت بھی جلدی طے ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ رات کو بھی کچھ چل لیا کرو کیونکہ رات کو چلنا آسان ہوتا ہے آدمی سمجھتا ہے تھوڑا چلا لیکن وہ بہت زیادہ چل چکا ہوتا ہے۔

راستے کے درمیان میں نماز وغیرہ نہیں پڑھنی چاہئے ایک روایت میں راستے میں قضائے حاجت کو بھی منع فرمایا ہے کہ یہ لعنت کی جانے والی جگہوں میں سے ہے۔ کیونکہ یہ حشرات الارض رات کو راستوں میں پھرتے ہیں تاکہ راہ گیروں سے جو کچھ گرتا ہے اس کو کھالیں۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۱۷۴،۱۷۴، فتوحات ربانیہ ۱۶۱/۵، مرقاۃ ۳۰۸/۷، بتصرف)

اذان اس لئے کہی جائے کہ جب شیطان اذان کی آواز سنتا ہے تو بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سنے اس موقع پر جو کچھ قرآن کریم کی آیات یاد ہوں وہ پڑھ لینی چاہئے تین مرتبہ **"العنك وبلعنة الله التامه"** اور **"اعوذ بالله منك"** تین مرتبہ پڑھے۔ (مسلم عن ابی الدرداء کتاب الاذکار صفحہ ۱۲۲)

آیۃ الکرسی پڑھے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۶۲/۵)

(شیطان کے بھاگنے کی وجہ دیکھنے کے لئے دیکھیں فتوحات ربانیہ ۷۴/۲، ۷۵)۔



باب ما يقول إذا رأى قرية يريد دخولها

جب کوئی ایسی بستی دیکھے جس میں داخل ہونا چاہتا ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہیئے

(٥٢٤) - أخبرنا أبو العباس محمد بن الحسن بن قتيبة، ثنا محمد ابن أبى السرى العسقلانى، قال، قرىء على حفص بن ميسرة الصنعانى وأنا أسمع، حدثنى موسى بن عقبة، عن عقبة، عن عطاء بن أبى مروان، عن أبيه أن كعبا حلف بالذى فلق البحر لموسى عليه السلام أن صهيبا حدثه أن النبى ﷺ لم ير قرية يريد دخولها إلا قال حين يراها:

﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الْأَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا أَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ، فَإِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَخَيْرَ أَهْلِهَا، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ أَهْلِهَا وَمِنْ شَرِّ مَا فِيْهَا. ﴾

اخرجه النسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٣٧٧/١٣٩/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم٥٤٣) وابن خزيمه فى «صحيحه» (٢٥٦٥/١٥٠/٤) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٧٢٩٩/٣٣/٨) والحاكم فى «المستدرك» (٦١٤/١)

(۵۲۴) ترجمہ: ''حضرت کعب احبار رحمہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی کہ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دریا کو پھاڑا کہ صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی ایسی بستی کو دیکھتے جس میں داخل ہونا چاہتے تو اس بستی کو دیکھتے وقت یہ دعا پڑھتے:''

﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظْلَلْنَ، وَرَبَّ الْأَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا أَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ، فَإِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَخَيْرَ أَهْلِهَا، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ أَهْلِهَا وَمِنْ شَرِّ مَا فِيْهَا. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! ساتوں آسمانوں اوران تمام چیزوں کے رب جن پر یہ سایہ کئے ہوئے ہیں، ساتوں زمینوں اوران تمام چیزوں کے رب جنہیں زمین اٹھائے ہوئی ہے، شیاطین اوران لوگوں کے رب جن کوان (شیاطین) نے گمراہ کیا ہے، ہواؤں اوران چیزوں کے رب جن کو ہواؤں نے بکھیرا ہے، (اے ہمارے رب!) ہم آپ سے اس بستی میں جو کچھ ہے اوراس بستی والوں کی خیر کو مانگتے ہیں اورآپ سے

اس بستی، اس بستی میں جو کچھ ہے اور اس بستی والوں کی برائی (اور) شر سے پناہ مانگتے ہیں۔"

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ٹھہرو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم رک گئے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر آگے بڑھو (بستی میں داخل ہو جاؤ)۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۵۸)

اس سے معلوم ہوا کہ بستی میں داخل ہونے سے پہلے ٹھہر کر دعا کرنی چاہئے اور ہر امیر لشکر کو دعا کے لئے ٹھہرا سکتا ہے۔



باب ما يقول إذا أشرف على مدينة

جب کسی شہر کے پاس آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٢٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا عبدالرحمن بن عبدالله بن عبدالحكم، ثنا سعيد بن عفير، ثنا يحيٰى بن أيوب، عن قيس بن سالم، أنه سمع أبا أمامة رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ يقول: سمعت أبا هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ يقول: إذا أشرفوا على المدينة:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا وَّقَرَارًا﴾

قال: كانوا يتخوفون جور الاولاة، وقحوط المطر.

اخرجه النسائي في «السنن الكبرى» (١٠٣٨٧/١٤٢/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٥٣) والعقيلي في «الضعفاء» (١٥٢٦/٤٦٩/٣) والطبراني في «الدعا» (رقم ٨٣٧) والمزي في «تهذيب الكمال» (٣٩/٢٤-٤٩٠٥/٤٠)

(۵۲۵) تَرْجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! لوگ کس چیز سے ڈرتے تھے کہ جب وہ شہر کے قریب پہنچتے تو یہ دعا پڑھتے تھے:“

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا وَّقَرَارًا﴾

تَرْجَمَہ: ”(اے اللہ!) ہمیں اس شہر (اور بستی) میں رزق اور ٹھکانہ عطا فرمائیے۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگ حکمرانوں کے ظلم اور بارشوں کے قحط سے ڈرتے تھے۔“

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

نوع آخر:

(٥٢٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبانا عمران بن موسى، ثنا عبدالوارث، أنبأنا يحيٰى بن أبي إسحاق، ثنا أنس بن مالك رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قال: كنا مع رسول الله ﷺ مقفله من عسفان، فلما أشرف على المدينة قال:

﴿آئِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ﴾

فلم يزل يقول ذلك حتى دخلنا المدينة.

اخرجه ابن سعد في «الطبقات الكبرى» (١٢٤/٨) والبخاري (٥٨٣١/٢٢٨٧/٥) (٤٣٤/١) والمسلم (١٣٤٥/٩٨٠/٢) (٤٣٥/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٤٢٤٧/٤٧٨/٧) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٥١)

ایک اور حدیث:

(۵۲۶) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم عسفان سے لوٹتے ہوئے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ کے ساتھ تھے۔ جب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ مدینہ کے پاس پہنچے تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے یہ دعا پڑھی:''

﴿آئِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ﴾

ترجمہ: ''(ہم اپنے سفر سے) لوٹنے والے، (اپنے رب کی) عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرنے والے ہیں۔''

آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ یہ دعا پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ میں داخل ہوگئے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دعا پڑھتے ہوئے شہر میں داخل ہونا چاہئے۔

لوٹنے والے ہیں یعنی اپنے سفر سے سلامتی کے ساتھ اپنے وطن لوٹنے والے ہیں یا غیب (غیر موجودگی) سے حاضر ہونے والے ہیں یا غفلت سے ذکر کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

توبہ کرنے والے ہیں یعنی ہم گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں۔ بظاہر مطلب یہ ہے کہ ہم لوٹنے والے اور توبہ کرنے والے ہیں یہ تحدیث بالنعمہ کے طور پر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت پر ثابت قدم رہنے کے لئے ہے۔

رب کی ثنا بیان کرنے والے ہیں یعنی صرف اپنے رب ہی کی ثنا خوانی کرتے ہیں کسی اور کی نہیں کرتے ہیں۔ (مرقاۃ ۵/۱۹۸)

نوع آخر:

(۵۲۷) - حدثني عمر بن سهل، ثنا عبدالله بن المفضل، ثنا إسحاق بن البهول، ثنا إسحاق بن عيسى، عن الحسن بن الحكم، عن عيسى بن ميمون، عن القاسم، عن عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قالت: كان رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا أشرف على أرض يريد دخولها، قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرِ مَا جَمَعْتَ فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَمَعْتَ فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا، وَأَعِذْنَا مِنْ وَبَاهَا، وَحَبِّبْنَا إِلٰى أَهْلِهَا، وَحَبِّبْ صَالِحِيْ أَهْلِهَا إِلَيْنَا.﴾

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٥/٨٨/٤٧٥٥) وفي «الدعا» (رقم ٨٣٥) باختلاف يسير.

ایک اور حدیث:

(۵۲۷) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جب کسی ایسی جگہ (بستی یا زمین) پر پہنچتے جس میں داخل ہونا چاہئے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرِ مَا جَمَعْتَ فِيْهَا، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَمَعْتَ فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا، وَأَعِذْنَا مِنْ وَبَاهَا، وَحَبِّبْنَا إِلٰى أَهْلِهَا، وَحَبِّبْ صَالِحِيْ أَهْلِهَا إِلَيْنَا.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے اس بستی اور جو کچھ آپ نے اس بستی میں رکھا ہے اس کی خیر (اور بھلائی) مانگتا ہوں اور اس بستی اور جو کچھ اس بستی میں آپ نے رکھا ہے اس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! آپ ہمیں اس بستی کے ثمرات (اور فائدے) عطا فرمایئے اور اس بستی کی وبا (وبیماری) سے ہماری حفاظت فرمایئے اور اس بستی والوں میں ہمیں محبوب بنا دیجئے اور اس کے نیک لوگوں کی محبت ہمیں عطا فرمایئے۔''

فائدہ: بستی کی خیر کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ہمارے لئے مبارک بنادیں کہ ہم اس میں طاعت وعبادت میں مشغول ہوں اور سلامتی وعافیت کے ساتھ رہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۵۸)

بستی والوں سے مراد علماء وصلحاء ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۱۵۸)

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ کسی ایسی بستی کو دیکھتے تو تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے: "اللهم بارك لنا فيها" (اے اللہ! اس بستی کو ہمارے لئے بابرکت بنادیں)۔

پھر مذکورہ بالا دعا پڑھتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/ ۱۵۹)



باب ما يقول إذا نزل منزلا

جب کسی جگہ اترے تو کیا دعا پڑھے

(٥٢٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا الليث بن سعد، عن يزيد بن أبي حبيب، عن الحارث بن يعقوب، عن يعقوب بن عبدالله، عن بسر بن سعيد عن سعد بن أبي وقاص، عن خولة بنت حكيم رضي الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من نزل منزلا، ثم قال:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.﴾

لم يضره شيء حتى يرتحل من منزله ذلك.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٦/٥٣/٢٩٤٠٩) واحمد فی «مسنده» (٦/٣٧٧) والمسلم (٤/٢٠٨٠/٢٧٠٨) (٢/٣٤٨) والترمذی (٥/٤٩٦/٣٤٣٧) (٢/١٨٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٦٠)

(۵۲۸) ترجمہ: "حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص (سفر میں) کسی جگہ اترے پھر یہ دعا پڑھے:"

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.﴾

ترجمہ: "میں اس چیز کے شر سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے سے پناہ لیتا ہوں۔"

تو اس کو اس جگہ سے جانے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔"

فائدہ: سفر میں خواہ رات ہو یا دن جب بھی کہیں اترے یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ (نزہۃ المتقین ۱/۷۳۴)

مطلب یہ ہے کہ جب تک اس وادی سے دوبارہ کوچ نہ کیا جائے گا کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

اس دعا میں زمانۂ جاہلیت کی اس عادت پر انکار ہے کہ جب وہ کہیں قیام کرتے تو کہتے ہم اس وادی کے سردار سے پناہ مانگتے ہیں اور مراد ان کی جن وغیرہ ہوتے تھے۔

تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے یہ تعلیم فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نقصان نہیں پہنچا تا اس لئے اللہ تعالیٰ ہی سے پناہ مانگی جائے۔ (مرقاۃ ۵/۲۰۰ بتصرف یسیر)

نوع آخر:

(٥٢٩) - حدثنا عبدان وأبو عروبة قالا: ثنا عمرو بن عثمان، ثنا بقية ابن الوليد، قال: قال شعبة: حدثني قتادة، عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: كنا إذا نزلنا سبحنا حتى نحل الرحال، قال شعبة: يعني سبحنا باللسان.

اخرجه عبدالرزاق فی «المصنف» (٥/١٦٧/٩٢٦٣) والبخاری فی «تاريخ الكبير» (٣/٤٩/١٨٣) وابوداؤد (٣/٢٤/٢٥٥١) (١/٣٤٥) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٢/٩٨/١٣٧) وابوعبدالله المقدسی فی «الاحاديث المختاره» (٧/١٣٣/٢٥٦٦)

ایک اور حدیث:

(۵۲۹) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی جگہ قیام کے لئے ٹھہرتے تو سبحان اللہ کہتے رہتے تھے یہاں تک کہ ہم سواریوں پر سے سامان کھول لیتے تھے۔“

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ جب کسی جگہ اترتے تو سبحان اللہ کہتے رہتے یہاں تک کہ سواریوں پر سے سامان کھول لیتے تھے۔ ایک روایت ہے کہ ہم نماز نہ پڑھتے جب تک کہ ہم اپنی سواریوں پر سے سامان نہ کھول لیتے۔

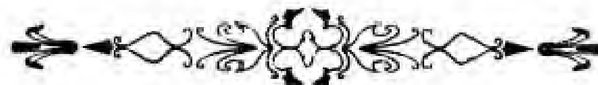
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ باوجود نماز کے شوقین ہونے کے سواریوں کا خیال رکھتے تھے اور پہلے ان کے بوجھ اتار لیتے پھر نماز پڑھتے اس میں سے جانوروں کی رعایت اور شفقت ہے۔ (مرقاۃ ۷/۳۳۶)

جانوروں کے حقوق

ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ لوگو! اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ (کہ بلاضرورت ان پر بیٹھے رہے)۔
(ابوداؤد ۱/۳۴۷ عن ابی ہریرہ)

ایک روایت میں ہے کہ ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو جب ان پر سواری کرو تو اچھی حالت میں (جب ان کا پیٹ بھرا ہوا ہو) کرو اور جب ان کو چھوڑو تو اچھی حالت میں (کھلا پلا کر) چھوڑو۔ (ابوداؤد عن سہل بن حنظلیہ ۱/۳۴۵)

ایک گدھے کے چہرے پر داغے گئے نشان کو دیکھ کر ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جس نے ایسا کیا ہے۔
(احمد عن جابر معارف الحدیث ۶/۱۴۳)



باب ما يقول إذا قفل من سفره

سفر سے واپسی پر کونسی دعا پڑھنی چاہئے

(۵۳۰) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عبدالله بن محمد بن أسما، ثنا جويرية، عن نافع عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ كان إذا قفل كبر ثلاثا ثم قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، آئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ تَائِبُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ﴾

مضى تخريجه (برقم ۵۱۹)

(۵۳۰) ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے واپس لوٹتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے پھر (یہ) دعا پڑھتے:"

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، آئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ تَائِبُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ﴾

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ (اپنی ذات وصفات میں) یکتا ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ان ہی کے لئے (ساری) بادشاہی اور تمام تر تعریف ہے وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ (ہم اپنے سفر سے) لوٹنے والے، عبادت کرنے والے، توبہ کرنے والے، اپنے رب کو سجدہ کرنے والے اور (اپنے رب کی) تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اپنے بندے (محمد ﷺ) کی مدد فرمائی اور تمام لشکروں کو اکیلے ہی شکست دی۔"

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس لوٹتے وقت مدینہ کے پاس پہنچتے تو یہ دعا پڑھتے اور پڑھتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوتے تھے۔

لوٹنے والے کا مطلب غفلت سے لوٹنے والے ہیں۔ توبہ کرنے والے توبہ گزشتہ گناہ کو آئندہ نہ کرنے کو کہتے ہیں۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ توبہ کا مطلب بری چیز سے اچھی چیز کی طرف لوٹنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا توبہ کرنا تواضع اور امت کو توبہ سکھانے کے لئے ہے۔ (کلہ من فتوحات ربانیہ ۱۳۰/۵)

باب ما يقول إذا قدم من سفر فدخل على أهله

جب سفر سے واپس آئے اور اپنے گھر والوں کے پاس جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥٣١) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا خلف بن هشام البزار، ثنا أبو الأحوص، عن سماك، عن عكرمة، عن ابن عباس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كان رسول الله ﷺ إذا أراد ان يخرج في سفر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الضِّبْنَةِ فِي السَّفَرِ، والكآبة فِي الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ اقْبِضْ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ.﴾

فإذا أراد الرجوع قال:

﴿آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ﴾

فإذا دخل على أهله قال:

﴿تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا أَوْبًا، لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا.﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (١/٢٥٥) وابويعلى في «مسنده» (٣٠٧) وابن حبان في «صحيحه» (٦/٤٣١/٢٧١٦) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٢/١٤٦-١٤٧/١٥٢٨) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٥/٢٥٠/١٠٠٨٤)

(۵۳۱) تَرْجَمَہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لئے (گھر سے) نکلتے تو (یہ) دعا پڑھتے:“

﴿اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةِ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الضِّبْنَةِ فِي السَّفَرِ، والكآبة فِي الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ اقْبِضْ لَنَا الْأَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ.﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! آپ ہی سفر میں ہمارے رفیق ہیں اور ہمارے گھر والے کے لئے (ہمارے) قائم مقام ہیں۔ اے اللہ! میں آپ سے سفر میں تنگی سے اور سفر سے تکلیف دہ واپسی سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! آپ ہمارے لئے زمین کو لپیٹ دیجئے اور ہمارے لئے سفر کو آسان کر دیجئے۔“

جب (سفر سے واپس تشریف لاتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ﴾

تَرجَمَہ: ”(ہم اپنے سفر سے) لوٹنے والے، (اپنے گناہوں سے) توبہ کرنے والے، (اپنے رب کی) عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔“

جب اپنے گھر والوں کے پاس تشریف لے جاتے تو (یہ) دعا پڑھتے:“

﴿ تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا أَوْبًا، لَا يُغَادِرُ عَلَيْنَا حَوْبًا. ﴾

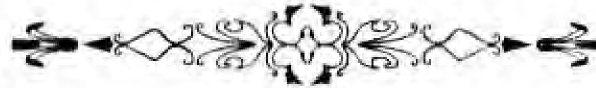
تَرجَمَہ: ”ہم اپنے رب سے توبہ کرتے ہیں (اور ایسی توبہ کرتے ہیں) جو ہمارا کوئی گناہ نہ چھوڑے۔“

فَائِدَہ: سفر خواہ کسی بھی قسم کا ہے طاعت مباح، مستحب یا معصیت ہی کا کیوں نہ ہو ہر سفر سے واپسی کے وقت یہ دعا پڑھی جا سکتی ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۸۹)

ان دعاؤں کا مطلب عبادت میں اپنی تقصیر کا اظہار ہے (کہ ہم سے جو عبادت میں کمی رہی اس لئے ہم توبہ کرتے ہوئے لوٹتے ہیں)۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے تواضعاً یہ دعا پڑھی یا امت کو سکھانے کے لئے یا پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے اپنی امت ہی کے لئے توبہ فرمائی۔

توبہ کے ایک معنی طاعت پر دوام استمرار کے بھی ہوتے ہیں مطلب یہ کہ (ہم طاعت پر ہمیشہ قائم رہیں اور) کوئی گناہ ہی نہ ہو۔ (فتح الباری ۱۱/۱۸۹)



باب ما يقول لمن قدم من الغزو

جو شخص غزوے سے واپس آئے اس کو کیا دعا دینی چاہئے

(٥٣٢) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا إبراهيم بن الحجاج السامي، ثنا حماد بن سلمة، عن سهيل بن أبي صالح، عن سعيد بن يسار، عن أبي طلحة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: إن الملائكة لا تدخل بيتا فيه تصاوير ولا كلب، قال زيد بن خالد الجهني لأبي طلحة: قم بنا إلى عائشة نسالها عن هذا، فأتيا عائشة فسألاها، فقالت: أما هذا فإني لا أحفظه عن رسول الله ﷺ، ولكن كان رسول الله في مغزى له، فتحينت قفله، فكسوت عريش بيتي نمطا، فلما دخل استقبلته، فأخذت بيده، فقلت:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَصَرَكَ وَأَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ. ﴾

فنظرت إليه فرأيت الكراهية في وجهه، حتى تمنيت أني لم أكن فعلته، ونزع يده من يدي، ثم أتى النمط فامتشطه، ثم قال: يا عائشة: إن الله عزوجل لم يأمرنا فيما رزقنا أن نكسوا الحجارة واللبن، فجعلته وسادتين، فجلس عليهما رسول الله ﷺ، ولم يكرههما.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٠/٤) والبخاري (٣٠٥٣/١١٧٩/٣) (٤٥٨/١) والمسلم (٢١٠٧/١٦٦٦/٣) (٢١٣/٢) وابوداؤد (٤١٥٣/٧٣/٤) (٢١٦/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٩٧٦٤/٤٩٩/٥)

(٥٣٢) ترجمہ: ”حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں تصویر اور کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ہمارے ساتھ حضرت عائشہ کے پاس چلو ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور ان سے پوچھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات یاد نہیں کی ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ایک غزوے میں تشریف لے گئے تھے میں آپ ﷺ کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے (اہتمام کے لئے) اپنے گھر کی چھت کو چادر سے ڈھانک دیا (تاکہ خوبصورت لگے) جب آپ ﷺ (گھر میں) داخل ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا،

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور کہا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَصَرَكَ وَأَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے آپ کی مدد فرمائی آپ کو عزت عطا فرمائی اور آپ کا اکرام فرمایا۔''

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ کے چہرے مبارک پر ناگواری کے اثرات کو پایا یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں ایسا نہ کرتی۔ آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردے کے پاس گئے اور اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو کچھ دیا ہے اس میں ہمیں یہ حکم نہیں ہے کہ ہم پتھروں اور مٹی کو پہنائیں (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) میں نے اس کپڑے سے دو تکیہ بنا دیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے اور ان کو ناپسند نہیں فرمایا۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی سفر سے واپس آئے تو گھر والوں کو اس کا استقبال کرنا چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوے میں تشریف لے جاتے تو میں آپ کی واپسی کی جستجو میں لگی رہتی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو دروازے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتی پھر یہ دعا پڑھتی تھی۔ (فتوحات ربانیہ عن ابی طلحہ ۵/۱۷۴)

(اگلی حدیث نمبر ۵۳۴ کے فائدہ میں اس موقع کے مستحب اعمال بیان کئے گئے ہیں)۔

تصویر کی ممانعت اس وقت ہے جب کہ وہ جاندار کی تصویر ہو اور وہ دیوار پر لٹکائی ہوئی یا ایسے کپڑے پر بنی ہوئی ہو جس کو پہنا گیا ہو اور ایسی جگہ ہو جہاں اس کو عزت کی وجہ سے لگایا جائے (جیسے دیوار وغیرہ پر لٹکایا گیا ہو) یہ سب ممنوع ہے اور اگر ایسی جگہ ہو جو ذلت کی جگہ ہو جیسے قالین پر جس کو پیر سے روندا جائے یہ ممنوع نہیں ہے۔ (بذل ۵/۶۸)

یہ مسئلہ تصویروں کے رکھنے یا استعمال کا ہے لیکن ان کو بنانا تو کسی صورت جائز نہیں ہے۔ (مظاہر حق ۴/۴۴۴)

بلکہ شدید حرام ہے گناہ کبیرہ ہے ہاں (غیر جاندار) پہاڑ درخت وغیرہ کی تصویر حرام نہیں ہے۔ (مرقاۃ ۸/۳۲۶)

کتے سے مراد جو کتا بلا ضرورت پالا جائے اگر ضرورت کے لئے جیسے شکار کے لئے، کھیتی کے لئے اور چوکیداری کے لئے جائز ہے یہ فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع نہیں ہے۔ (بذل ۵/۶۸)

فرشتوں سے مراد ان فرشتوں کے علاوہ جو بندوں کے اعمال لکھنے اور اس کی حفاظت پر مامور ہیں کیونکہ وہ تو ان سے کسی وقت بھی جدا نہیں ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ ۸/۳۲۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دیواروں کو پردوں سے ڈھانکنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ اسراف ہے۔ (بذل ۵/۶۹)

باب ما يقول لمن قدم من حج

جب کوئی حج سے واپس آئے تو کیا دعا دینی چاہئے

(٥٣٣) - حدثني أحمد بن يحيى بن زهير، ثنا الحسن بن يحيى، ثنا عاصم بن مهجع، ثنا سلمة بن سالم، ثنا عبيدالله بن عمر، عن نافع، عن سالم، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: جاء غلام إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إني أريد هذا العام الحج، فقال: فمشى معه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا غلام!

﴿ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ، وَكَفَاكَ الْهَمَّ ﴾

فلما رجع الغلام، سلم على النبي صلى الله عليه وسلم، قال: فرفع رأسه إليه فقال: يا غلام!

﴿ قَبِلَ اللّٰهُ حَجَّكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَأَخْلَفَ نَفَقَتَكَ. ﴾

مضى تخريجه (برقم ٥٠٦)

(٥٣٣) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک لڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں اس سال حج کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑکے کے ساتھ چلتے ہوئے گئے اور فرمایا: لڑکے۔''

﴿ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ، وَكَفَاكَ الْهَمَّ ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارا توشہ تقویٰ کو بنائیں اور خیر کی جانب تمہیں لے جائیں اور تمہارے کاموں کے لئے کفایت فرمائیں۔''

جب وہ لڑکا واپس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کو سلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: لڑکے۔''

﴿ قَبِلَ اللّٰهُ حَجَّكَ، وَغَفَرَ ذَنْبَكَ، وَأَخْلَفَ نَفَقَتَكَ. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہارے حج کو قبول فرمائیں، تمہارے گناہ معاف فرمائیں اور تمہارا (آمد و رفت کا) خرچ واپس عطا فرمائیں۔''

فائدہ: یہ دعا خواہ حج سے آنے والا ہو یا عمرہ سے آنے والا ہو دونوں کو دی جا سکتی ہے۔

تمہارا توشہ آخرت بنائیں یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری باطنی قوت کو زیادہ کریں تا کہ تم متقین اور صالحین میں شمار ہو جاؤ۔
تمہارے گناہ معاف فرمائیں یعنی تمہارے ظاہری باطنی گناہوں کو معاف فرمائیں۔
تمہارے کاموں کی کفایت فرمائیں یعنی تمہارے دنیا و آخرت کے جو کام ہیں اس میں تمہاری کفایت فرمائیں۔
تمہارا حج قبول فرمائیں یعنی تمہارا حج اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہو جائے۔

قبولیت حج کی علامت حج اور حاجی کی دعا کی فضیلت

حج سے پہلی حالت سے اچھی حالت کے ساتھ لوٹے اور پھر گناہوں کی طرف نہ لوٹے۔

(کلہ من الفتوحات الربانیہ ۵/۱۷۵، ۱۷۶)

تمہارا نفقہ لوٹا دے یعنی تمہیں اس کا بدلہ اور عوض عطا فرمائے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۶)

یہ مضمون کئی احادیث میں وارد ہے کہ حاجی کو حج سے غنا حاصل ہوتا ہے ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔ (کنز)

ایک روایت میں ہے کہ حج اور عمرہ کی کثرت فقر کو روکتی ہے۔ (کنز)

ایک روایت میں ہے کہ حاجی ہرگز فقیر نہیں ہوگا۔ (حوالوں کے لئے دیکھیں فضائل حج صفحہ ۲۳، مزید فضائل اور تفصیل کے لئے دیکھیں صفحہ ۲۳، ۹۳)۔

سلف کا معمول تھا کہ حاجی کو رخصت کرنے اس کے ساتھ چل کر جاتے اور واپسی پر اس کا استقبال کرتے اور اس سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔ (فضائل حج صفحہ ۲۲)

ایک روایت میں اس کی ترغیب آئی ہے کہ حاجی سے دعا کی درخواست کی جائے چنانچہ ارشاد مبارک ہے کہ تمہاری حاجی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرو، مصافحہ کرو اور اس سے اپنے لئے گھر میں جانے سے پہلے مغفرت کی دعا کراؤ کیونکہ وہ گناہوں سے پاک ہو کر آیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۷)

ایک روایت میں ہے کہ اے اللہ! آپ حاجی کی مغفرت فرمایئے اور حاجی جس کے لئے مغفرت کی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرمایئے۔ (کتاب الاذکار)

حاجی کی دعا بقیہ ذی الحج محرم صفر اور ربیع الاول کے دس دن تک قبول ہوتی ہے۔ (عن عمر فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۷)



باب ما يقول لمن يقدم عليه من سفر

جب کوئی سفر سے واپس آئے تو کیا دعا دینی چاہئے

(٥٣٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا إسحاق بن إبراهيم، أنبأنا المخزومي، ثنا وهيب، ثنا عبدالله بن عثمان بن خثيم، عن مجاهد، عن السائب ابن أبي السائب، وكان يشارك رسول الله ﷺ في الجاهلية، قال: فقدم على رسول الله ﷺ، فقال:

﴿مَرْحَبًا بِأَخِيْ لَا تُدَارِيْ وَلَا تُمَارِيْ.﴾

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٧/٤٠٩-٣٦٩٤٨/٤١٠) واحمد في «مسنده» (٣/٤٢٥) وابوداؤد (٤/٢٦٠/٤٨٣٦) (٢/٣٠٨) والحاكم في «المستدرك» (٢/٦٩) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٦/٧٨)

(۵۳۴) ترجمہ: ''حضرت سائب بن ابوسائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کے (تجارت میں) شریک تھے فرماتے ہیں: وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے بھائی خوش آمدید! نہ کوئی دھوکہ ہے اور نہ کوئی جھگڑا ہے۔''

فائدہ: سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی تجارت میں رسول اللہ ﷺ کے شریک تھے۔ (بذل ۶/ ۲۴۷)

جب کوئی سفر سے واپس آئے اس وقت کے چند مستحب اعمال

- اس کا استقبال کرنا، اس کے لئے شہر کے کنارے تک جانا جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول تھا۔
- گھر والوں کو اس کے لئے کھانا پکانا سنت ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۴، ۱۷۵)
- جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے اونٹ یا گائے ذبح کی۔ (بخاری مشکوۃ صفحہ ۳۳۹)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کے ہاں کوئی سفر کر کے آئے تو اس ان کو بقدر وسعت تکلف کرنا چاہئے۔ (مرقاۃ ۷/۳۳۲)

- آنے والے سے معانقہ کرنا، مصافحہ کرنا، اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دینا سنت ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۵/۱۷۴)

واپس آنے والے کے لئے چند مستحب اعمال

- شہر و محلّہ میں آکر سب سے پہلے مسجد جا کر دو رکعت پڑھنی چاہئے۔ (متفق علیہ عن جابر مشکوۃ صفحہ ۳۳۹)
- اگر رات تاخیر سے آئے تو گھر نہ جائے۔ اگر سفر قریب کا ہے یا گھر والوں کو آنے کی اطلاع ہے تو پھر گھر جانے میں کوئی حرج نہیں۔ (شرح مسلم نووی ۲/ ۱۴۵)
- جو لوگ ملنے آئیں ان کو کھانا کھلانا سنت ہے۔ (مرقاۃ ۷/۳۳۲)

باب ما يقول إذا دخل على مريض

جب مریض کی عبادت کے لئے جائے تو اس کو کیا کہنا چاہئے

مریض کی عیادت کرنا مسلمان کا حق ہے، اللہ تعالیٰ عیادت پر کیا ثواب عطا فرماتے ہیں، مریض کی عیادت کرنا، اس کو تسلی دینا، دعائیں دینا، اس سے دعاؤں کا طالب ہونا، مریض کے ساتھ کن باتوں کی رعایت کرنی چاہئے، حالت مرض میں صبر کرنا اور دعاؤں کا پڑھنا نیز عیادت کے کیا آداب ہیں۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اٹھارہ باب اور ان کے ذیل میں تیس احادیث ذکر فرمائی ہیں

(٥٣٥) - أخبرنا أبو علي، ثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد بن سلمة، عن سنان بن ربيعة، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل على اعرابي يعوده وهو محموم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم:

﴿كَفَّارَةٌ وَطَهُورٌ﴾

فقال الأعرابي: حمى تفور، على شيخ كبير، تزيره القبور، فقام النبي صلى الله عليه وسلم وتركه.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٥٠/٣) والبخاري (٧٠٣٢/٢٧١٧/٦) (٥١١/١) وابو يعلى في «مسنده» (٤٢٣٢/٢٣١/٧) وابن قانع في «معجم الصحابه» (٣٣١/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٧٢١٣/٣٠٦/٧)

(٥٣٥) تَرجَمہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہات کے رہنے والے صحابی کے پاس ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کو بخار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے ارشاد) فرمایا:

﴿كَفَّارَةٌ وَطَهُورٌ﴾

تَرجَمہ: ''(یہ بیماری) ہر قسم کے گناہ کا کفارہ اور ہر قسم کی ظاہری باطنی آلودگی سے پاک کرنے والی ہے۔''

ان دیہات کے رہنے والے صاحب نے کہا: بخار بوڑھے آدمی کو (جب) تیز ہوتا ہے تو اس کو قبر کے قریب کر دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور ان کو چھوڑ کر چلے آئے۔''

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو "لابأس طهور ان شاء الله" فرماتے تھے۔ (بخاری ۸۴۵/۲)

اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ امام کے لئے اپنی رعیت کی عیادت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ وہ دیہاتی اور اجڈ ہی کیوں نہ ہو۔

❷ عالم کے لئے کسی جاہل کی عیادت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے تاکہ وہ اس کو ایسی باتوں کی نصیحت کرے جس سے اس کو نفع ہو اور صبر کی تلقین کرے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ناراض نہ ہو ورنہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جائیں گے اس کی تکلیف پر اس کو تسلی دے اور دوسری بیماری کے نہ ہونے پر اس کو رشک دلائے اس کو اور اس کے گھر والوں کو تسلی دے۔

❸ مریض کو بھی چاہئے وہ عیادت کرنے والے کی بات کو اچھی طرح قبول کرے۔ (فتح الباری ١٠/١١٩)

(جیسے وہ کہے کہ تم جلد ٹھیک ہو جاؤ گے تو یہ کہے ہاں ان شاء اللہ) کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ ان صاحب نے دوبارہ یہی کہا کہ بخار ہے جو بوڑھے کو قبر سے قریب کرنے والا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا تو ایسا ہی ہے وہ شخص صبح مرگیا۔

(بخاری، علامات نبوۃ ١/٥١١)

مرض مسلمان کے لئے گناہوں کے کفارے اور ان سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔ اس حالت میں مریض کو کیا کرنا چاہئے۔ نیز حالت مرض میں انسان پریشان ہو جاتا ہے بعض اوقات اس پر ناامیدی چھا جاتی ہے اس حالت میں اس کی عیادت کر کے اس کو تسلی دینی چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی ترغیب دی اور خود بھی عیادت فرمائی۔

نوع آخر:

(٥٣٦) - أخبرني الحسين بن محمد، ثنا يزيد بن محمد بن عبدالصمد، ثنا سليمان بن عبدالرحمن، ثنا عبدالأعلى بن محمد البصري، عن يحيىٰ ابن سعيد المديني. وليس هو يحيىٰ بن سعيد بن قيس. عن الزهري عن القاسم أبي عبدالرحمن، عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله ﷺ قال: من تمام العيادة أن تضع على المريض يدك فتقول:

﴿كَيْفَ أَصْبَحْتَ أَوْ كيف أَمْسَيْتَ﴾

أخرجه الترمذي (٢٧٣١/٧٦/٥) (١٠٢/٢) والروياني في «مسنده» (٢٧٣١/٢٨٧/٢) والعقيلي في «الضعفاء الكبير» (١٠٢٦/٦١/٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (٧٨٥٤/٢١٢-٢١١/٨) والبيهقي في «شعب الايمان» (٩٢٠٦/٥٣٩/٦)

ایک اور حدیث:

(٥٣٦) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مکمل عیادت یہ ہے کہ تم مریض پر اپنا ہاتھ رکھو اور کہو! (یعنی اس سے پوچھو) تمہاری صبح یا شام کس حال میں ہو رہی ہے۔“

فَائِدَة: ایک روایت میں ہے کہ اس کی پیشانی یا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اس سے اس کا حال معلوم کرے۔

(ترمذی کتاب الاذکار صفحہ ۱۳۳)

رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو ان کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور ان کے چہرے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور ان کی شفا کی دعا فرمائی۔ (بخاری ۲/۸۴۵)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت فرماتے تو اپنا ہاتھ اس کی تکلیف کی جگہ پر رکھتے اور بسم اللہ پڑھتے تھے۔ (فتح الباری ۱۰/۱۲۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کرتے وقت اس کے چہرے یا اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا اور اس وقت بسم اللہ کہنا چاہئے۔

ہاتھ رکھنے کی حکمت ہے کہ اس سے مریض سے انسیت حاصل ہوتی ہے (جو مریض کی تسلی کا سبب ہوتی ہے) اور مریض کے درد کا اندازہ ہوتا ہے تاکہ آدمی اس کے لئے عافیت کی جیسی ضرورت ہو دعا کرے۔ بعض اوقات آدمی دم بھی کرتا ہے۔ بعض اوقات ہاتھ لگانے سے مرض کا اندازہ ہو جاتا ہے تو مریض کو اس کے مطابق باتیں بتائی جاتی ہیں وغیرہ۔

(فتح الباری ۱۰/۱۲۰، لبعضہ فتوحات ربانیہ ۴/۷۰)



باب تطبيب نفس المريض

مریض کے دل کو خوش کرنا

(۵۳۷) - حدثنا إبراهيم بن محمد، عن أبي سعيد الأشج، حدثنا عقبة ابن خالد، عن موسى بن محمد، عن أبيه، عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا دخلتم على المريض فنفسوا لهٗ في أجله، فإن ذلك لا يَرُدُّ شيئا وهو يُطَيِّبُ نَفْسَهُ.

اخرجه ابن ماجه (۱/۴۶۲/۱۴۳۸) (ص۱۰۴) والترمذی (۴/۴۱۲/۱۰۸۷) (۲/۲۸) وابن عدی فی «الکامل» (۶/۳۴۳/۱۸۲۱) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۶/۵۴۱/۹۲۱۳) والدیلمی فی «مسند الفردوس» (۱/۲۶۸/۱۰۴۲)

(۵۳۷) **ترجمہ:** ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم مریض کے پاس (عیادت کے لئے) جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور زندگی کے بارے خوش کرنے والی باتیں کرو مثلاً یہ کہ تمہاری طبیعت۔ بہتر ہے، ان شاء اللہ بہت جلد تندرست ہو جاؤ گے تمہاری عمر لمبی ہے) ایسی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہ سکیں گی (کہ اگر موت آنی ہے تو وہ آکر رہے گی) لیکن ایسی بات سے اس (مریض) کا دل خوش ہوگا۔''

فائدہ: اس کی موت کے بارے میں خوش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے غم کو دور کرو جو اس کو موت کے بارے میں ہو گیا ہے اور اس کی لمبی زندگی کی امید دلاؤ یہ کہو کہ **لا بأس طهور ان شاء الله** یا یہ کہو اللہ تعالیٰ تمہاری عمر لمبی کریں تمہیں شفاء عطا فرمائیں، تمہیں عافیت عطا فرمائیں۔

اس کا دل خوش ہوگا یہ امید دلانا اس کے دل کو خوش کرے گا تو اپنی تکلیف کو ہلکا محسوس کرے گا۔ ہارون رشید رحمہ اللہ تعالیٰ جب بیمار تھے تو ان سے کسی نے کہا: آسانی سے رہیں اور خود کو خوش رکھیں کیونکہ صحت موت کو روک نہیں سکتی (یعنی اگر آدمی صحت مند ہو تو اسے موت نہیں آئے گی ایسا نہیں ہے اسی طرح) بیماری زندگی کو ختم نہیں کر سکتی ہے (یعنی اگر بیماری رہے تو اس کو موت آنا ضروری نہیں ہے) تو ہارون رشید رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خدا کی قسم! تم نے مجھے خوش کر دیا اور میرے دل کو آرام پہنچا دیا۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۸۳)

ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ عیادت کی سنت یہ ہے کہ مریض کو موت کے بارے میں خوش کیا جائے اس کی عافیت سے زندگی لمبی ہونے کی امید دلائی جائے تاکہ اس پر مرض ہلکا ہو جائے اور مسلمان کے دل کو خوش کرنے کا ثواب حاصل ہو جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۸۲،۸۳)

دل خوش کرنے کو مریض کی صحت مندی میں عجیب دخل ہے کیونکہ دل خوش کرنا بیمار کی طبیعت کو قوت دیتا ہے اور بیماری کے ختم کرنے میں مساعد و مددگار رہتا ہے۔ (قالہ ابن قیم تعلیق ابن سنی صفحہ ۴۸۶)

بخاری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے (اس کو امید دلانے کے لئے اور تسلی کے لئے) فرمایا: "**لا بأس طهور ان شاء الله**" (یعنی کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ بیماری پاک کرنے والی ہے)۔ (بخاری ۲/۸۴۴)



باب مسألة المريض عن حاله

مریض سے حال پوچھنا

(۵۳۸) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد وأبو عروبة، قالا: حدثنا محمد ابن يزيد بن سنان، ثنا أبي يزيد بن سنان، ثنا عبدالرحيم بن عطاف الزهري، عن عطاء بن أبي رباح، عن ابن عباس، عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها زوج النبي ﷺ قالت: دخل رسول الله ﷺ على أبي سلمة وهو مريض، فقال: كيف تجدك؟ قال: صالحا، قال:

﴿أَصْلَحَكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ.﴾

(۵۳۸) **ترجمہ:** ''حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ کے پاس آئے وہ مریض تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (ابوسلمہ!) تم کیسے ہو۔ انہوں نے جواب دیا: اچھا (ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم کو اچھا کردیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض سے اس کا حال معلوم کرنا اور اس کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

عیادت کا ثواب:

ایک حدیث میں ہے کہ مؤمن بندہ جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (مسلم ۲/۲۱۷)

ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی عیادت کی تو اللہ تعالیٰ کا منادی آسمان سے پکارتا ہے تو مبارک ہے اور تیرا عیادت کے لئے جانا بھی مبارک ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنالیا ہے۔ (ابن ماجہ ۱۰۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص شام کو کسی مریض کی عیادت کے لئے جائے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ نکلتے ہیں صبح تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوتا ہے اور جو صبح کو عیادت کے لئے نکلے اس کے ساتھ (بھی) ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو شام تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور اس کے لئے جنت میں ایک باغ ہوتا ہے۔ (ابوداؤد ۲/۸۶)

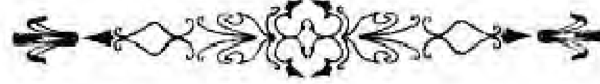
جو شخص کسی مسلمان کی عیادت کے لئے جاتا ہے جب تک وہ بیمار کے پاس بیٹھتا نہیں ہے تو وہ دریائے رحمت میں رہتا ہے اور جب بیٹھ جاتا ہے تو دریائے رحمت میں ڈوب جاتا ہے۔ (مالک واحمد، مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۸)

ایک روایت میں ہے کہ جو کسی مریض کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو وہ جنت کے باغ میں رہتا ہے جب تک بیٹھتا نہیں

ہے اور جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۰۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص وضو کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے اپنے بھائی کی عیادت کے لئے جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ساٹھ سال کی مسافت کے بقدر جہنم سے دور کر دیتے ہیں۔ (ابوداؤد ۲/ ۸۵)

اس سے معلوم ہوا کہ عیادت کے لئے وضو کر کے جائے۔



باب ما يستحب من جواب المريض

مریض کو کیا جواب دینا مستحب ہے

(٥٣٩) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا الحسن بن عمر بن شقيق، حدثنا جعفر بن سليمان، عن ثابت، احسبه. عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: دخل رسول الله ﷺ على رجل يعوده، وهو في الموت، فسلم عليه وقال: كيف تجدك قال: بخير يا رسول الله! أرجو الله وأخاف ذنوبي، قال رسول الله ﷺ: لن يجتمعا في قلب رجل عند هذا الموطن إلا أعطاه الله عزوجل رجاءه وآمنه مما يخاف.

اخرجه ابن ماجه (٢/١٤٢٣/٤٢٦١) (ص٣١٤) والترمذی (٣/٣١١/٩٨٣) (١/١٩٢) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم١٠٦٢) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٢/٤/١٠٠١) وابوعبدالله المقدسی فی «الاحاديث المختارة» (٤/٤١٣)

(۵۳۹) تَرجَمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس عیادت کے لئے تشریف لے گئے وہ مرنے کے قریب تھے۔ آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا: تم اپنے کو کیسا محسوس کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اچھا (محسوس) کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سے (مغفرت کی اچھی) امید کرتا ہوں (لیکن) اپنے گناہوں سے ڈرتا (بھی) ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے دل میں یہ دونوں باتیں اس وقت جمع ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جس چیز کی امید کرتا ہے وہ ضرور عطا فرماتے ہیں جس سے ڈرتا ہے اس سے محفوظ و مامون فرماتے ہیں۔“

فَائِدَۃ: کیسا محسوس کرتے ہو یعنی اچھا محسوس کرتے ہو یا غمگین ہو۔ یا مطلب یہ ہے کہ دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہوتے وقت اپنے دل اور نفس کو کیسا پاتے ہو کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھتے ہو یا گناہوں کا خوف ہے؟

اس وقت یا تو اس سے مراد خاص موت اور سکرات کا وقت ہے یا مطلب یہ ہے کہ ایسے اوقات جو سکرات الموت کی طرح ہوتے ہیں کہ جن میں انسان حکماً بالکل موت کی طرح ہوتا ہے جیسے قتال یا قصاص کا وقت۔ (مرقاۃ ۴/۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھنی چاہئے اور گناہوں سے ڈرنا چاہئے۔

ایک روایت میں ہے کہ تم میں سے کوئی صرف اسی حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھتا ہو۔ (مسلم مشکوٰۃ ۱۳۹)

یعنی ہر شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھے ایسا نہ ہو کہ بدگمانی کی حالت میں مر جائے اور مبتلائے قہر خداوندی ہو۔

علماء نے لکھا ہے کہ اخروی سعادت کی علامت یہ ہے کہ ساری زندگی تو اللہ تعالیٰ کا خوف رہے اور موت کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت و بخشش کی پوری امید ہو۔ (مظاہر حق ۲/۷۰،۷۱، کذا فی المرقاۃ ۴/۳۷۸)

باب اشتهاء المريض

مریض کی خواہش پوری کرنا

(٥٤٠) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا الحسن بن حماد، ثنا أبو يحيٰى الحماني، ثنا الأعمش، عن رجل عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: دخل رسول الله ﷺ على رجل يعوده، فقال: هل تشتهي شيئا، هل تشتهي كعكا؟ قال: نعم! طلبه له.

اخرجه ابن ماجه (١/٤٦٣/١٤٤٠) (ص٢٤٥) وابويعلى في «مسنده» (٧/٨٣-٨٤/٤٠١٦) وله شاهد من حديث ابن عباس بنحوه عند ابن ماجه (٢/١١٣٨/٣٤٤٠) (ص٣٤٥) والعقيلي في «الضعفاء» (٢/٢١٢/٧٤٦) والمزي في «تهذيب الكمال» (١٣/٢١٥)

(٥٤٠) **تَرجَمَہ:** ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے (اس آدمی سے) فرمایا: تمہارا کیا کھانے کو جی چاہ رہا ہے، کیا تمہارا کیک کھانے کو جی چاہ رہا ہے؟ اس شخص نے کہا! جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے کیک منگایا۔“

فَائِدَہ: ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور اس سے پوچھا: تمہارا کیا کھانے کو جی چاہتا ہے؟ اس نے کہا: میرا جی گیہوں کی روٹی کھانے کو چاہتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس گیہوں کی روٹی ہو وہ اپنے بھائی کے پاس بھجوائے پھر فرمایا: جب تمہارا مریض کچھ کھانے کو چاہے تو اس کو وہ چیز کھلایا کرو۔

(ابن ماجہ صفحہ ١٠٤)

ان احادیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر مریض کو جو مانگے دینا چاہیئے بلکہ یہ بات مخصوص حالت کے ساتھ خاص ہے اس لئے بعض اوقات مشاہدہ ہے کہ مریض کو کھلانے سے وہ صحت مند ہو جاتا ہے بشرطیکہ غالب ضرر نہ ہو۔

امام طیبی نے فرمایا کہ یہ حکم توکل یا مایوسی پر مبنی ہے یعنی جس مریض کی زندگی کی امید باقی نہ ہو اس کو جو مانگے وہ کھلاؤ (یا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کھلاؤ کوئی نقصان نہ ہوگا)۔ (مرقاۃ ٣/٣٨٠، مظاہر حق ٢/٦٣)



باب تلقين المريض الصبر

مریض کو صبر کی تلقین کرنا

(٥٤١) - أخبرنا عبدان، حدثنا أبوبكر بن أبي شيبة، ثنا أبو أسامة، عن عبدالرحمن بن يزيد، عن إسماعيل بن عبيدالله، عن أبي صالح الأشعري، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عن رسول الله ﷺ أنه عاد مريضا. ومعه أبو هريرة. من وعك كان به شديد. فقال رسول الله ﷺ: إن الله عزوجل يقول: هي ناري أسلطها على عبدي المؤمن في الدنيا لتكون حظة من النار في الآخرة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢/٤٤٠) وابن ماجه (٢/١١٤٩/٣٤٧٠) (ص٢٤٨) والترمذي (٤/٤١٢/٢٠٨٨) والطبراني في «المعجم الاوسط» (١/٨/١٠) والحاكم في «المستدرك» (١/٤٩٦)

(۵۴۱) تَرْجَمَہ: ”حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جس کو بخار بہت تیز تھا۔ ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: بخار میری آگ ہے جسے میں اپنے مؤمن بندے پر دنیا میں اس لئے مسلط کرتا ہوں تاکہ (وہ) بخار اس کے لئے قیامت کے دن دوزخ کی آگ کا بدلہ اور حصہ ہو جائے۔“

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک بچے کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جس کو بخار تھا تو وہ بچہ آپ کے جانے پر رونے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مت رو مجھے جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَامُ نے بتایا ہے کہ بخار امت کے لئے جہنم کا حصہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی کے لئے جہنم میں حصہ ہے مؤمن کے لئے جہنم کا حصہ دنیا میں بخار ہے جو اس کی کھال کو جلاتا ہے پیٹ کو نہیں جلاتا اس کے بدلے آدمی جہنم سے محفوظ رہے گا۔

مؤمن سے مراد کامل مؤمن ہے کیونکہ بعض گناہ گار مسلمان جہنم میں جائیں گے۔ (مرقاۃ ۳/۳۷۸)

(٥٤٢) - أخبرني أبو أيوب الخزاعي سليمان بن محمد، حدثنا الحسن ابن علي بن عياش، ثنا أبو المغيرة، ثنا عبدالرحمن بن يزيد بن تميم، حدثني إسماعيل بن عبيدالله، عن أبي صالح، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: خرج النبي ﷺ يعود رجلا مريضا من أصحابه،

وعدناه معه، فقبض على يده، ووضع على جبهته، وكان يرى ذلك من تمام عيادة المريض، ثم قال: إن الله عزوجل يقول: هي ناري أسلطها على عبدي المؤمن، لتكون حطة من النار في الآخرة.

مضى تخريجه في الحديث السابق.

(۵۴۲) **ترجمہ**: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں میں ایک صاحب کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی عیادت کے لئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ان کی پیشانی پر رکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل کو عیادت کی تکمیل کا حصہ شمار فرماتے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یہ بخار میری آگ ہے جسے میں اپنے مؤمن بندے پر اس لئے مسلط کرتا ہوں تاکہ وہ اس کے لئے آخرت میں دوزخ کی آگ کا بدلہ اور حصہ ہو جائے۔''

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اس شخص کو تسلی دینا اور صبر کی تلقین ہے کیوں کہ جزع وفزع کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ صبر کیا جائے تاکہ جہنم کی آگ سے براءۃ ثابت ہو جائے۔

ایک روایت میں ارشاد مبارک ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو پسند فرماتے ہیں تو اس کو (مصیبتوں میں) مبتلا کر دیتے ہیں جو راضی رہا اس کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور جو ناراض ہو گیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ (ترمذی ابن ماجہ مشکوۃ صفحہ ۱۳۶)

بخار کے فضائل

❖ بخار گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح آگ لوہے سے میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ (ابن ماجہ مشکوۃ صفحہ ۱۳۸)

❖ ایک رات کا بخار ایک سال کے گناہ دور کر دیتا ہے۔ (عن ابی الدرداء)

❖ ایک روایت میں ہے کہ ایک رات کے بخار سے اللہ تعالیٰ مؤمنین کے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

(قال ابن الملک ہذا من جید الحدیث)

❖ بخار جہنم کی بھٹی ہے، وہ مؤمن کا جہنم سے حصہ ہے (کہ مؤمن جہنم میں نہیں جائے گا اس لئے اس کا حصہ بخار کی شکل میں ملے گا۔ تشریح حدیث نمبر ۵۴۱ پر گزر چکی ہے۔ (عن ابی امامہ)

❖ بخار کا ثواب یہ ہے کہ بخار والے پر نیکی برستی رہتی ہے جب تک اس کا قدم کپکپائے اور اس کی رگ (بخار کی وجہ سے) پھڑکے۔ (عن ابی بن کعب کلہ من المرقاۃ ۳/ ۳۵۸)

❖ ایک روایت میں ہے کہ بخار سے مرنا شہادت ہے۔ (عن انس مرفوعاً مظاہر حق ۲/ ۳۸)

باب دعا العوّاد للمريض

عیادت کرنے والے کا مریض کے لئے دعا کرنا

اس باب میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ٦ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٥٤٣) - حدثني محمد بن سعيد البصري، بحرّان، ثنا موسى بن سعيد الدنداني، ثنا موسى بن إسماعيل، ثنا حماد بن سلمة، عن حماد الكوفي وحميد، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا دخل على مريض قال:

﴿أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، إِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا﴾

وكان حماد يقول: لا شفاء إلا شفاؤك.

اخرجه البخاري (٥/٢١٤٧/٥٣٥١) (٢/٨٤٧) والمسلم (٤/١٧٢٢/٢١٩١) (٢/٢٢٢) وابوداؤد (٤/٩/٣٨٨٣) (٢/١٨٦) وابن ماجه (٢/١١٦٦/٣٥٣٠) (ص٢٥١) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم١٠٤٢)

(۵۴۳) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مریض کے پاس (عیادت کے لئے) تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے۔

﴿أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، إِشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا﴾

ترجمہ: ”(اے اللہ!) تکلیف کو دور فرمایئے (اے) لوگوں کے پروردگار! (اس مریض کو) شفا عطا فرمایئے آپ ہی شفا عطا فرمانے والے ہیں۔ آپ کی شفاء کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دیجئے کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دایاں رکھتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔ (مسلم ۲/۲۲۳)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کا ادب یہ بھی ہے کہ مریض پر ہاتھ رکھ کر ان الفاظ سے دعا کی جائے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۲۲)

عیادت کے چند آداب:

۱ گرمی کے موسم میں صبح کے وقت اور سردی کے موسم میں رات کے وقت عیادت مستحب ہے۔

۲ مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھا جائے کہ وہ تنگ ہو جائے یا اس کے گھر والوں پر مشقت ہونے لگے۔ (فتح الباری ۱۰/۱۱۳)

افضل عیادت وہ ہے جس میں قیام بہت تھوڑا ہو۔ (مشکوۃ صفحہ ۱۳۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ عیادت کے وقت مریض کے پاس کم بیٹھنا اور شور نہ کرنا سنت ہے۔ یعنی حال احوال معلوم کرنے تک بیٹھنا چاہئے اس سے زیادہ خواہ مخواہ بیٹھنا نہیں چاہئے۔ (مظاہر حق ۲/۶۰)

لیکن اگر عیادت کرنے والا یہ جانتا ہو کہ اس کا زیادہ بیٹھنا مریض کو گراں نہیں ہے بلکہ دوست ہونے کی حیثیت یا برکت حاصل کرنے یا خدمت یا دلداری کی وجہ سے مریض کی خود خواہش ہے تو اس صورت میں جلدی اٹھ جانا افضل نہیں ہوگا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس لوگ عیادت کے لئے گئے اور بہت دیر تک بیٹھے رہے ان کے پیٹ میں درد ہو رہا تھا لوگوں نے کہا: آپ ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کو عیادت کے طریقے سکھائیے۔
(مرقاۃ ۳/۳۸۰)

۳ ایسے وقت میں عیادت کے لئے جائے جو مناسب ہو اور ایسے وقت نہ جائے جو مریض کے کھانے پینے یا آرام کا وقت ہو۔
۴ زیادہ سوالات نہ کرے کہ اس سے بھی مریض کی طبیعت پر بوجھ ہوتا ہے۔
۵ ایسے وقت عیادت کے لئے جائے جو مریض کے لئے مناسب وقت ہو اس کی دوا و غیر مشغولی کا وقت نہ ہو۔
۶ مریض کے لئے دعا کرے۔
۷ مریض کو امید دلائے۔
۸ صبر کی تلقین کرے کہ اس سے بڑا ثواب حاصل ہوتا ہے۔
۹ جزع فزع تکلیف کے اظہار اور شکایت سے منع کرے کہ اس سے گناہ ہوتا ہے۔ (کلہ فتح الباری ۱۰/۱۲۶)
۱۰ مریض کے سر کے پاس بیٹھنا۔ (مرقاۃ ۳/۳۷۴)

نوع آخر:

(٥٤٤) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا محمد بن بشار، ثنا محمد ابن جعفر، حدثنا شعبة، عن يزيد بن أبي خالد، قال: سمعت المنهال ابن عمرو، يحدث عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما من مسلم يعود مريضا لم يحضر أجله، فيقول سبع مرات:

﴿أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ وَيُعَافِيَكَ﴾

إلا عوفي.

اخرجه ابن ابي شيبه في «المصنف» (٥/٤٦/٢٣٥٧٢) واحمد في «مسنده» (١/٢٣٩) وابوداؤد (٣/١٨٧/٣١٠٦) (٢/٨٦) والترمذي (٤/٤١٠/٢٠٨٣) (٢/٢٨) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (١٠٤٥)

(۵۴۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: جومسلمان کسی مریض کی عیادت کرتا ہے (اور) اس مریض کی موت کا وقت نہ آیا ہو (اور اس مریض کے لئے یہ) دعا سات مرتبہ پڑھتا ہے:“

﴿أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ وَيُعَافِيَكَ﴾

ترجمہ: ”میں خدائے بزرگ و برتر سے دعا کرتا ہوں جو عرشِ عظیم کے مالک ہیں کہ وہ تمہیں شفا اور (اس بیماری سے) عافیت عطا فرمائے۔“

تو اس کو اس بیماری سے شفادی جاتی ہے۔“

فَائِدَۃ: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت فرماتے تو اس کے پاس بیٹھ کر یہ دعا پڑھتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۶۲/۵)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کے وقت اس کے سرہانے بیٹھ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

اس کی موت کا وقت نہ آگیا ہو کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس کی موت کا وقت نہ آیا تو اس کو شفا نصیب ہوگی ورنہ ایسی شفاء باطنی حاصل ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس پر موت کو آسان فرمادیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے صاف و شفاف دل سے ملے گا (جس میں گناہ کا کوئی اثر نہ ہوگا)۔ (مرقاۃ ۳/۳۶۳)

نوع آخر:

(٥٤٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني هارون بن عبدالله، حدثنا معن، ثنا مالك، عن يزيد بن خصيفة، عن عمرو بن عبدالله بن كعب، أن نافع بن جبير أخبره عن عثمان بن أبي العاص رضي الله تعالى عنه قال: جاء ني رسول الله ﷺ يعودني من وجع اشتد بي، فقال: امسح بيمينك سبع مرات، وقل:

﴿أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ﴾

ففعلت ذلك فاذهب الله عزوجل ما كان بي، فلم أزل آمر به أهلي وغيرهم.

اخرجه مسلم (٢٢٠٢/١٧٢٨/٤) (٢٢٤/٢) وأبوداود (٣٨٩١/١١/٤) (١٨٧/٢) وابن ماجه (٣٥٢٢/١١٦٣/٢) (٢٥١/١) والترمذى (٢٠٨٠/٤٠٨/٤) (٢٨/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩٩٩)

(۵۴۵) ترجمہ: ”حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری (ایک) تکلیف میں جو بہت زیادہ تھی رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: (درد کی جگہ)

اپنا دائیں ہاتھ سات مرتبہ پھیرو اور یہ دعا پڑھو:

﴿أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو مجھے ہو رہی ہے پناہ لیتا ہوں۔''

میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی میں ہمیشہ اسی وجہ سے اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو اس کلمہ کے پڑھنے کے لئے کہتا ہوں۔''

فائدہ: مسلم کی روایت میں ہے کہ اس دعا سے پہلے بسم اللہ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے اس میں مزید "احاذر" کا لفظ بھی ہے۔ (مسلم ٢/٢٢٤)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ درد کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ (شرح مسلم للنووی ٢/٢٢٤)

کسی انسان کو اپنی تکلیف بتانا مستحب ہے بشرطیکہ کسی قسم کی شکوہ شکایت نہ ہو۔ اسی طرح کسی بابرکت انسان کو اس کی دعا حاصل کرنے کے لئے مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ (فتوحات ربانیہ ٥/٦٠)

کیونکہ ان صحابی کو آپ ﷺ نے خود ہی دعا کرنے کا حکم فرمایا تو انہوں نے آپ ﷺ سے برکت حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ کو مجبور نہیں فرمایا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا سے پہلے بسم اللہ پڑھ لی جائے تو اچھا ہے۔

نوع آخر:

(٥٤٦) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا بشر بن شحان، ثنا حارث بن ميمون، ثنا موسى بن عبيدة، عن محمد بن كعب القرظي، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: خرجت أنا رسول الله ﷺ، ويده في يدي، أو يدي في يده، فأتى على رجل رث الهيئة، فقال: أي فلان ما بلغ بك ما أرى؟ قال: الغم والضر يا رسول الله! قال: ألا أعلمك كلمات تذهب عنك الضر والغم؟ فقال أبو هريرة: ألا تعلمني يا رسول الله؟ قال: قل يا أبا هريرة:

﴿تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾

قال: فأتى عليه رسول الله ﷺ وقد حسنت حاله، فقال (مهيم) فقال: قلت: يا رسول الله! لم أزل أقول الكلمات التي علمتني.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (١٢/٢٣/٦٦٧١) وذكره السيوطي في «الدرالمنثور» (٥/٣٥٢) ونسبه الى ابى يعلى وابن السني.

(٥٤٦) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ اس حال میں تھے کہ میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھا۔ آپ ﷺ ایک آدمی کے پاس آئے جس کی حالت بہت بوسیدہ ہو رہی تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا کہ میں تمہیں اس (بوسیدہ) حالت میں دیکھ رہا ہوں؟ ان صاحب نے عرض کیا: غم اور نقصان۔ (بدحالی، تنگی وغیرہ) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جو تمہارے نقصان اور غم کو دور کر دیں؟ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے (وہ کلمات) نہیں سکھائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوہریرہ یہ کلمات کہو:

﴿ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴾

ترجمہ: ''میں نے اس (ہمیشہ) زندہ رہنے والی (ذات) پر بھروسہ کیا جس کے لئے موت نہیں ہے سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی ان کی بادشاہی میں اس کا شریک ہے، نہ وہ کچھ کمزور ہیں کہ ان کا کوئی مددگار ہو اور (اے مخاطب) تم اللہ تعالیٰ کی خوب بڑائی بیان کرو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (بعد میں) رسول اللہ ﷺ اس آدمی کے پاس (دوبارہ) آئے ان کا حال اچھا ہو گیا تھا۔''

نوع آخر:

(٥٤٧) - حدثني علي بن أحمد بن سليمان، ثنا هارون بن سعيد، ثنا ابن وهب، عن حي بن عبدالله، عن أبي عبدالرحمن، عن عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ قال: إذا جاء الرجل يعود مريضا فليقل:

﴿ اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِيْ لَكَ إِلٰى صَلَاةٍ. ﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٧٢/٢) وابوداؤد (٣١٠٧/١٨٧/٣) (٨٧/٢) وابن حبان فى «صحيحه» (٢٧٣/٢٣٩/٧) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١١٢٤) والحاكم فى «المستدرك» (٤٩٥/١)

(٥٤٧) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مریض کی عیادت کرے تو (اس کو چاہئے کہ) وہ یہ دعا پڑھے:''

﴿اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أو يَمْشِيْ لَكَ إِلٰى صَلَاةٍ.﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! اپنے بندے کو شفاء دیجئے تا کہ وہ آپ کے (راستے میں) دشمن کو یا وہ (آپ کی رضا وخوشی کے لئے) نماز کے لئے جائے۔''

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ نماز جنازہ کے لئے جائے۔ (مرقاۃ ۳/۳۶۴)

اس روایت میں دونوں فعلوں (یعنی دشمن سے لڑنے اور جنازے کو لے کر جانے) کا ذکر ممکن اس لئے کیا ہو کہ پہلا فعل دشمنوں پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کرنے کے لئے محنت کرنا ہے اور دوسرا فعل ولی اللہ کو ثواب تک پہنچانے کی کوشش کرنا ہے۔

یا مرض سے مقصود (گناہ گار کے) گناہوں کا معاف ہونا اور (صالح آدمی کے) درجات کا بلند ہونا اور موت، آخرت اور جزاوسزا کو یاد دلانا ہے اور یہ بات ان دونوں عمل سے (خوب) حاصل ہوتی ہے۔ (مرقاۃ ۳/۳۶۴)

نوع آخر:

(٥٤٨) - حدثني أحمد بن محمود الواسطي، ثنا محمد بن الحسن الكوفي، ثنا جندل بن والق الثعلبي، ثنا شعيب بن أبي راشد بياع الأنماط، عن أبي خالد، عن أبي هاشم، عن زاذان، عن سلمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، قال: عادني رسول الله صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وأنا مريض، فقال: يا سلمان!

﴿شَفَى اللّٰهُ عزوجل سَقَمَكَ، وَغَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ، وَعَافَاكَ فِي دِيْنِكَ وَجِسْمِكَ إِلٰى مُدَّةِ أَجَلِكَ.﴾

اخرجه ابن ابي الدنيا في «كتاب المرض والكفارات» (٣١/٤١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٦١٠٦/٢٤٠/٦) والحاكم في «المستدرك» (٧٣٤/١) وابوالقاسم البغوي في «معجم الصحابة» (١٠٧٣/١٦٤/٣) وابن عساكر في «تاريخ دمشق» (٤١٤/٧) كما في «العجالة» (٦٢٤/٦٢٣/٢)

ایک اور حدیث:

(۵۴۸) تَرجَمَہ: ''حضرت سلمان رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں جب میں بیمار تھا تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:''

﴿شَفَى اللّٰهُ عزوجل سَقَمَكَ، وَغَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ، وَعَافَاكَ فِي دِيْنِكَ وَجِسْمِكَ إِلٰى مُدَّةِ أَجَلِكَ.﴾

تَرجَمَہ: ''(سلمان!) اللہ تعالیٰ تمہاری بیماری سے تمہیں شفا عطا فرمائے تمہارے گناہ معاف فرمائے اور ساری زندگی تمہارے دین اور جسم کو عافیت عطا فرمائے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مریض کی عیادت کرنی چاہئے اور اس کو مذکورہ بالا الفاظ سے دعا دینی چاہئے۔

باب دعاء المريض لنفسه

مریض کا اپنے لئے دعا کرنا

(٥٤٩) - أخبرني أبو يحيٰى الساجي، حدثنا محمد بن موسى الجرشي، ثنا عامر بن يساف، عن يحيٰى بن أبي كثير، عن الحسن، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا أخبرك بأمر هو حق، من تكلم به عند الموت فقد نجا من النار، إذا اخذت مضجعك من مرضك فاعلم أنك إذا أمسيت لم تصبح، و إذا أصبحت لم تمس، إذا قلت ذلك عند أخذك مضجعك من مرضك، أنجاك الله من النار وأدخلك الجنة، أن تقول:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، كِبْرِيَاءُ رَبِّنَا وَجَلَالُهُ وَقُدْرَتُهُ بِكُلِّ مَكَانٍ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَمْرَضْتَنِيْ لِتَقْبِضَ رُوْحِيْ فِيْ مَرْضِيْ هٰذَا فَاجْعَلْ رُوْحِيْ فِيْ أَرْوَاحِ مَنْ قَدْ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنْكَ الْحُسْنٰى.﴾

فإن مت من مرضك فإلى رضوان الله عزوجل وجنته، و إن كنت اقترفت ذنوبا تاب الله عليك.

اخرجه الرافعي فى «التدوين فى اخبار قزوين» (٣/٦٠-٦١) وابن الدنيا فى «المرض والكفارات» (١٥٦/١٢٩) وابن عدي فى «الكامل» (٥/٨٥) والذهبى فى «سير اعلام النبلاء» (٢٠٠/١٤)

(۵۴۹) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ابوہریرہ!) کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو حق ہو جو بھی اس کو موت کے وقت کہہ لے تو آگ (جہنم) سے نجات پا جائے۔ جب تم مرض کی حالت میں اپنے بستر پر آؤ تو یہ (خوب) سمجھ لو کہ جب تم شام کو پالو تو صبح کو نہ پاؤ گے اور صبح کو پالو تو شام کو نہ پاؤ گے۔ تم مرض کی حالت میں بستر پر اگر یہ دعا پڑھ لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں آگ سے محفوظ فرمائیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔“

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، كِبْرِيَاءُ

رَبِّنَا وَجَلَالُهُ وَقُدْرَتُهُ بِكُلِّ مَكَانٍ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَمْرَضْتَنِي لِتَقْبِضَ رُوْحِي فِي مَرَضِي هٰذَا فَاجْعَلْ رُوْحِي فِي أَرْوَاحِ مَنْ قَدْ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنْكَ الْحُسْنٰى.

تَرْجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے (وہی) زندہ کرتے اور مارتے ہیں وہ (ہمیشہ سے) زندہ ہیں ان کو (کبھی) موت نہیں آئے گی، بندوں شہروں کے رب (اللہ تعالیٰ) تمام عیوب سے پاک ومنزہ ہیں، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں بابرکت اور بہت زیادہ تعریفیں (اللہ تعالیٰ کے لئے) ہر حال میں (ہیں) اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑے ہیں ہمارے رب کی بڑائی اور ان کی جلالت شان وقدرت ہر جگہ سے ہے، اے اللہ! اگر آپ نے مجھے اس لئے بیمار کیا ہے کہ میرے اس مرض میں آپ میری روح قبض فرمائیں (اور مجھے موت دیں) تو میری روح کو ان لوگوں کے ساتھ شامل کر دیجئے جن کے لئے آپ کی طرف حسنٰی (جنت) پہلے مقدر ہو چکی ہے۔

اگر تم اس دعا کے بعد اس مرض میں مر گئے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت کی طرف جاؤ گے اگر (صحت یاب ہو گئے پھر) تم نے گناہ کیا تو اللہ تعالیٰ تمہاری توبہ قبول فرمائیں گے۔''

فَائِدَہ: ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص حالت مرض میں حضرت یونس عَلَیْہِ السَّلَامُ کی دعا ''لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمين'' پڑھے تو اگر اسی مرض میں انتقال ہو جائے تو اس کو شہید کا ثواب ملتا ہے اور اگر صحت مند ہو گیا تو اس حال میں صحت مند ہوتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ (مظاہر حق ۲/ ۳۹)

نوع آخر:

(۵۵۰) - حدثنی الحسين بن محمد الضحاك، ثنا أبو مروان العثمانی، ثنا عبدالعزيز بن محمد، عن حميد الطويل، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أن النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: لا يتمنين أحد كم الموت من ضر نزل به، ولكن ليقل:

اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي.

أخرجه البخاری (٥/٢١٤٦/٥٣٤٧) (٢/٨٤٧) والمسلم (٤/٢٠٦٤/٢٦٨٠) (٢/٣٤٢) وابوداؤد (٣/١٨٨/٣١٠٨) (٢/٨٧) والترمذی (٣/٣٠١/٩٧٠) (١/١٩١) والنسائی فی «السنن الكبری» (١/٦٠٠/١٩٤٦)

(۵۵۰) تَرْجَمَہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی کسی مصیبت کے پیش آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے بلکہ وہ یہ (الفاظ دعا میں) کہے:''

اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّي.

تَرجَمۃ: ''اے اللہ! مجھے زندگی عطا فرمائیے جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور مجھے موت عطا فرمائیے جب موت میرے لئے بہتر ہو۔''

فَائِدَۃ: موت کی تمنا اس لئے منع ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور اس کی تقدیر پر شکوہ شکایت جزع فزع کرنا ہے۔ اس لئے بخاری کی روایت میں ہے کہ اگر موت کی تمنا کرنا ضروری ہو تو ان الفاظ (مذکورہ) سے دعا کرے۔ (بخاری ۲/ ۸۴۷)

یعنی اگر ضروری ہو بھی تو مطلقاً موت کی دعا نہ کرے بلکہ ان الفاظ سے دعا کرے۔

اگر دینی ضرر کا خوف ہو تو دعا مانگنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۳۵)

اس لئے بہت سے سلف سے دینی فتنہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے موت کی دعا کرنا منقول ہے۔

مدینہ میں موت کی دعا کرنا اور شہادت کی تمنا کرنا کبار صحابہ سے منقول ہے۔ (مرقاۃ ۴/۳)

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۱۰/ ۱۲۸، مرقاۃ ۴/ ۳، بذل ۵/ ۱۸۱، مظاہر حق ۲/ ٦٦)۔

نوع آخر:

(٥٥١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا زكريا بن يحيٰى، ثنا هشيم، عن الأعمش، عن أبي الضحى، عن مسروق عن عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قالت: كان رسول الله ﷺ إذا عاد مريضا يضع يده على المكان الذي يشتكي المريض، ثم يقول:.

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءً إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.﴾

قالت عائشة: فلما مرض النبي ﷺ وضعت يدي عليه لأقول هؤلاء الكلمات، فنزع يدي عنه، وقال:

﴿اللهم الرفيق الأعلى.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (١٢٦/٦) والبخاري (٥٣٥١/٢١٤٧/٥) (٨٤٧/٢) والمسلم (٢١٩١/١٧٢١/٤) (٢٢٢/٢) وابن ماجه (١٦١٩/٥١٧/١) (ص١١٦) والترمذي (٣٥٦٥/٥٦١/٥) (١٩٦/٢)

(۵۵۱) تَرجَمۃ: ''حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (کا معمول تھا کہ) جب کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو جس جگہ مریض کو تکلیف ہوتی اپنا ہاتھ رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءً إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.﴾

تَرجَمۂ: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے (میں دعا کرتا ہوں اے اللہ!) لوگوں کے پروردگار آپ اس کی تکلیف دور کر دیجئے آپ ہی شفا دینے والے ہیں آپ کی شفاء کے سوا کوئی شفا نہیں ہے۔ ایسی شفا دیجئے کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔''

(حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ دعا پڑھنے کے لئے ہاتھ رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے اوپر سے ہٹا دیا اور یہ دعا پڑھی:''

﴿ اللهم الرفيق الأعلى. ﴾

تَرجَمۂ: ''اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ میں شامل کر دیجئے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ موت کے وقت انسان کا دل دنیاوی تعلقات سے خالی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا امیدوار ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔

❷ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کرنا نیکیوں کی زیادتی، درجات کی بلندی اور تعلیم امت کے لئے تھا گناہ کی وجہ سے نہیں تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو گناہوں سے محفوظ ہیں۔ (نزہۃ المتقین ۱/۲۹۲)

رفیق اعلیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ، مقربین فرشتے، انبیاء شہداء اور صالحین ہیں۔ (فتح الباری جلد ١٠، مظاہر حق ٥/٥٧٥، نزہۃ المتقین ١/٦٩٢)

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ ہیں جس طرح بلیٰ کہنا میثاق کے وقت سب سے پہلا کلام تھا۔ (فتوحات ربانیہ ٤/١٠١)

نوع آخر:

(٥٥٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا زكريا بن يحيى، حدثنا أبوبكر ابن أبى شيبة، ثنا محمد بن بشر، ثنا مسعر، عن إسحاق بن راشد، عن عبدالله بن حسن، أن عبدالله بن جعفر دخل على ابن لهٗ مريض يقال له: صالح، فقال له: قل:

﴿ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَكِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ، اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ اعْفُ عَنِّيْ، فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. ﴾

ثم قال هؤلاء الكلمات عليمنهن عمي، وذكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم علمهن اياه.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٩٣٥٧/٤٦/٦) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٤٨١/١٦٥/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٤٥) والحاكم فى «معرفة علوم الحديث» (٢١٩/١) ابونعيم فى «الحلية» (٢٣٠/٧)

(٥٥٢) تَرجَمۂ: ''عبداللہ بن حسن سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بیٹے کے پاس آئے جو مریض تھے۔ انہوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا: تم یہ (کلمات) پڑھو:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَكِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ، اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ اعْفُ عَنِّيْ، فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ جو (نہایت) بردبار اور کرم کرنے والے ہیں کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، اللہ تعالیٰ (تمام) برائیوں سے پاک ہیں جو عرش عظیم کے پروردگار ہیں۔ اے اللہ! آپ میری مغفرت فرما دیجئے اے اللہ! آپ مجھ پر رحم فرمائیے اے اللہ! (میری کمی کوتاہی) مجھ سے درگزر کر دیجئے اور مجھے معاف کر دیجئے بلاشبہ آپ بہت ہی معاف کرنے اور رحم کرنے والے ہیں۔''

پھر عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ کلمات مجھے میرے چچا (جان) نے سکھائے تھے۔ انہوں نے فرمایا تھا: یہ کلمات ان کو رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے۔''

نوع آخر:

(۵۵۳) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا موسى بن محمد بن حسان، أنا أبو عتاب الدلال، حدثنا حفص بن سليمان، ثنا علقمة بن مرثد، عن أبي عبدالرحمن السلمي، عن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: مرضت، فكان رسول الله ﷺ يعودني، فعوذني يوما فقال:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ ﴾

فلما استقل رسول الله ﷺ قائما، قال: يا عثمان! تعوذ بها، فما تعوذ متعوذ بمثلها.

اخرجه ابويعلى فى «مسند الكبير» كما فى «اتحاف الخيره المهره» (٤/٤٦٦) والطبرانى فى «الدعا» (رقم١١٢١) وابن عدى في «الكامل» (٢/٣٨٢) والحكم الترمذى فى «نوادرالاصول» (٢/١١) وله شاهد من حديث ابى هريره ما اخرجه ابو يعلى فى «مسنده» (١٢/٢٣/٦٦٧) كما فى «اتحاف الخيرة المهرة» (٤/٤٦٧) وهذا الحديث مضى (برقم٥٤٦)

(۵۵۳) ترجمہ: ''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: (ایک مرتبہ) میں بیمار ہوا۔ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور یہ دعا پڑھی:

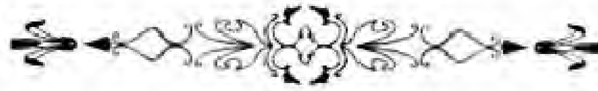
﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ الْأَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ جو بہت ہی مہربان اور بہت ہی رحم کرنے والے ہیں میں تم کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں جو ایک ہیں (وہ) اللہ بے نیاز ہیں نہ وہ کسی کے باپ ہیں اور نہ کسی کے بیٹے ہیں نہ ہی کوئی

اللہ تعالیٰ کے برابر ہے۔“

جب رسول اللہ ﷺ جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا: عثمان! ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگا کرو کسی پناہ مانگنے والے نے ان کلمات کے برابر کسی چیز سے پناہ نہیں مانگی ہے۔“

فَائِدَۃ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کرنا رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا۔ اس موقع پر مریض کا دل چونکہ پریشان ہوتا ہے تو اس کی تسلی تشفی کے لئے دعا پڑھنا مستحب ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ عیادت کے وقت تسلی دیتے اور ساتھ کوئی دعا بھی پڑھتے نیز کوئی دعا مریض کو سکھا بھی دیتے تھے۔



باب ما يقول لمرضى أهل الكتاب

اہلِ کتاب کے مریضوں کے لئے کیا دعا کرنی چاہیے

(٥٥٤) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا جدى عمرو بن أبى عمرو، ثنا محمد بن الحسين، عن أبى حنيفة، ثنا علقمة بن مرثد، عن ابى بريدة، عن أبيه قال: كنا جلوسا عند رسول الله ﷺ فقال: اذهبوا بنا نعود جارنا اليهودى، قال: فأتيناه، فقال: كيف أنت، يا فلان؟ فسأله ثم قال: يا فلان،

﴿أشهد أن لا إله الا الله وأنى رسول الله﴾

فنظر الرجل إلى أبيه وهو عند رأسه، فلم يكلمه، فسكت، فقال: يا فلان

﴿أشهد أن لا إله إلا الله وأنى رسول الله﴾

فنظر الرجل إلى أبيه، فلم يكلمه ثم سكت، ثما قال: يا فلان!

﴿أشهد أن لا إله إلا الله وأنى رسول الله﴾

فقال لهٗ أبوه: إشهد لهٗ يا بنى، فقال: أشهد أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله، فقال:

﴿الحمد لله الذى أعتق رقبته من النار.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٨٠/٢) والبخارى (١٢٩٠/٤٥٥/١) (١٨/١) وابوداؤد (٣٠٩٥/١٨٥/٣) (٨٥/٢) وابن حبان فى «صحيحه» (٤٨٨٤/٢٤٢/١١) ورواه البيهقى فى «السنن الكبرى» (٦٣٨٩/٣٨٣/٣)

(۵۵۴) ترجمہ: ''حضرت بریدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو ہمارے ساتھ ہمارے یہودی پڑوسی کی عیادت کر آئیں۔ حضرت بریدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہم اس یہودی کے پاس آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فلاں! تم کیسے ہو؟ اس سے (کچھ) پوچھا پھر فرمایا: فلاں

﴿أشهد أن لا إله إلا الله وأنى رسول الله﴾

ترجمہ: ''تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

اس آدمی نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو اس کے سر کے پاس تھے۔ اس نے کچھ بات نہ کی وہ آدمی خاموش رہا۔

آپ ﷺ (پھر) فرمایا:

﴿أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله﴾

ترجمہ: ''تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔''

اس آدمی نے (پھر) اپنے والد کی طرف دیکھا۔ اس نے کوئی بات نہیں کی۔ وہ آدمی پھر خاموش رہا۔ آپ ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا: فلاں گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اس کے باپ نے کہا: (بیٹا! ان کی بات مان لو اور) ان کی گواہی دے دو۔ اس نے کہا:

﴿أشهد أن لا إله إلا الله وأني رسول الله﴾

ترجمہ: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''

﴿الحمد لله الذى أعتق رقبته من النار.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی کے لئے ہیں جس نے اس آدمی کو جہنم سے آزاد کر دیا۔''

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ کافر کی عیادت کرنا اور اس سے حسن سلوک کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۰/۱۱۹)

❷ صالحین کی صحبت کا فائدہ آخرت سے پہلے دنیا میں مرتب ہوتا ہے۔ (یعنی رسول اللہ ﷺ کی صحبت کی برکت سے اس کو ایمان کی دولت حاصل ہوئی)۔

❸ گناہگاروں اور کافروں کی ہدایت کے لئے حریص اور متمنی رہنا اور ان سے ناامید نہ ہونا۔

❹ رسول اللہ ﷺ کے فضل اور لوگوں پر آپ کی شفقت کی وجہ سے آپ کی بات کا مؤثر ہونا معلوم ہوا۔

(نزہۃ المتقین صفحہ ۶۸۶)

اس آدمی کا نام عبدالقدوس تھا۔ (فتح ۳/۲۲۱، بذل ۵/۱۷۸، نزہۃ المتقین ۱/۹۸۶)



باب ما يكره للمريض من الدعاء

مریض کے لئے کون سی دعا ناپسندیدہ ہے

(۵۵۵) - أخبرني أبو يعلى، حدثنا عبدالأعلى بن حماد النوسي، ثنا المعتمر بن سليمان، قال: سمعت حميدا يحدث عن أنس رضي الله تعالى عنه، عن النبي ﷺ قال: عاد رجلا من المسلمين، فدخل عليه وهو كالفرخ المنتوف جهدا، فقال: هل كنت تدعو بشيء تساله؟ قال نعم، كنت أقول:

﴿اللهم ما كنت معاقبي به في الآخرة، فعجله لي في الدنيا.﴾

فقال النبي ﷺ: سبحان الله لا تطيقه ولا تستطيعه، فهلا قلت:

﴿اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.﴾

فدعا رسول الله ﷺ فشفاه الله عزوجل.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۰۷/۳) والمسلم (۲۶۸۸/۲۰۶۸/٤) (۳٤۳/۲) والترمذی (۳٤۸۷/۵۲۱/۵) (۱۸٦/۲) والنسائی فی «السنن الکبری» (۷۵۰٦/۳۵۸/٤) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۱۰۵۳)

(۵۵۵) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں سے ایک آدمی کی عیادت کے لئے گئے۔ جب آپ ﷺ ان کے پاس پہنچے تو وہ بیماری کیوجہ سے ایسے چوزے کی طرح کمزور ہو گئے تھے جس کے پر نوچ لئے گئے ہوں۔ آپ ﷺ نے (ان سے) فرمایا: کیا تم کوئی دعا کرتے تھے اور (اللہ تعالیٰ سے) کچھ مانگا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! میں یہ دعا کیا کرتا تھا:

﴿اللهم ما كنت معاقبي به في الآخرة، فعجله لي في الدنيا.﴾

ترجمہ ''اے اللہ آپ مجھے جو سزا آخرت میں دینا چاہتے ہیں اس کو مجھے دنیا ہی میں دے دیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہ تم اس کی طاقت رکھتے ہو اور نہ ایسا کر سکتے ہو بلکہ کیا تم یہ دعا نہیں کر سکتے تھے۔''

﴿اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! مجھے دنیا میں بھلائی عطا فرمایئے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرمایئے اور مجھے جہنم

سے محفوظ فرمائیے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے ہیں۔

❶ عذاب کے آنے کی دعا کرنا منع ہے۔

❷ کسی بات پر تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا جائز ہے۔

❸ مصیبت کی آرزو کرنا مکروہ ہے ایسا نہ ہو کہ تنگدل ہو جائے اور اللہ کو ناراض کر دے۔

❹ اس سے "ربنا آتنا" کی فضیلت معلوم ہوئی۔

دنیا میں حسنۃ کے معنی عبادت اور عافیت کے ہیں اور آخرت میں جنت اور مغفرت کے ہیں بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ حسنۃ کے معنی دنیا اور آخرت کی ہر قسم کی بھلائی ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۳)

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے کیونکہ اس میں دنیا اور آخرت کی تمام قسم کی خیر موجود ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۴)

نوع آخر:

(٥٥٦) - حدثنا أبو محمد بن صاعد، ثنا محمد بن بشار، ثنايحيٰی ابن سعيد ومحمد بن جعفر، قالا: ثنا شعبة، عن عمرو بن مرة، عن عبدالله بن سلمة، عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه قال: كنت شاكيا، فمر بي رسول الله ﷺ وأنا أقول: اللهم إن كان أجلي قد حضرفارحني، و إن كان متأخرا فارفعني، و إن كان بلاء فصبرني، فقال النبي ﷺ كيف قلت: فأعاد عليه، فضربه برجله، وقال:

﴿ اَللّٰهُمَّ عَافِهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِهُ. ﴾

قال: فما شكوت وجعي ذلك بعد.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٦/٦٣/٢٩٤٩٩) واحمد فى «مسنده» (١/١٠٧) والترمذى (٥/٥٦٠-٥٦١/٣٥٦٤) (٢/١٩٦) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٠٥٨) وابويعلى فى «مسنده» (١/٣٢٨/٤٠٩)

(۵۵۶) **تَرجَمَہ:** ''حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں (اللہ تعالیٰ سے اپنے مرض کی وجہ سے) فریاد رسی کر رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے۔ میں کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آچکا ہے تو (مجھے اچھی موت عطا فرما کر) راحت پہنچایئے، اگر میری موت میں تاخیر ہے تو مجھے صحت عطا فرمائیے۔ اور اگر یہ میرے لئے امتحان ہے تو مجھے صبر (کی توفیق) عطا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے کیا کہا؟ (اور) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کلمات کو دہرایا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ کو اپنا پیر مارا اور فرمایا:

﴿اَللّٰهُمَّ عَافِهِ اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ.﴾

تَرْجَمَہ: "اے اللہ! اس کو عافیت عطا فرمائیے۔ اے اللہ! اس کو شفا عطا فرمائیے۔"

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اس مرض کی کبھی فریادرسی نہ کی۔"

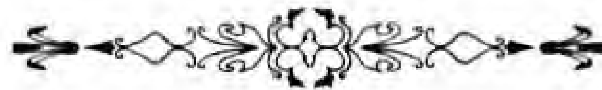
فَائِدَۃٌ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا میں عذاب جلدی سے نہیں مانگنا چاہئے۔

مریض اگر مرض سے پریشان ہوکر کوئی غلط دعا کرے تو اس کو حکمت سے منع کرنا چاہئے۔ بعض اوقات مرض کی شدت کی وجہ سے بہت ہی غلط الفاظ کہے جاتے ہیں بعض میں تو کفر کا اندیشہ ہوتا ہے۔

نیز مریض کے لئے تندرستی کی دعا کرنا چاہئے۔

اسی طرح مریض کے پاس اچھی بات کہنی چاہئے ایک روایت میں ہے کہ مریض کے پاس اچھی بات کہا کرو کیونکہ فرشتے امین کہتے ہیں۔ (ترمذی ١/١٩٢)

مطلب یہ ہے کہ اپنے لئے خیر (یعنی مرض سے حفاظت) کی اور قریب المرگ آدمی کے لئے شفا اور میت کے لئے مغفرة کی دعا کرنی چاہئے۔ (مظاہر حق ٢/٧٩)



باب دعا المريض للعوّاد

مریض کا عیادت کرنے والوں کے لئے دعا کرنا

(٥٥٧) - أخبرنا إبراهيم بن محمد بن عيسى التمار، حدثنا الحسن بن عرفة، ثنا كثير بن هشام الجزرى، عن عيسى بن إبراهيم الهاشمى، عن جعفر بن برقان، عن الميمون بن مهران، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: قال رسول الله ﷺ: إذا دخلت على مريض فمره فليدع لك، فإن دعاءه كدعاء الملائكة.

أخرجه ابن ماجه (١/٤٦٣/١٤٤١) (ص١٠٤) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٦/٥٤١/٩٢١٤) مفصلا والديلمى فى «مسند الفردوس» (١/٢٨٠/١٠٩٤)

(۵۵۷) تَرجَمَہ: ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس کو اپنے لئے دعا کرنے کے لئے کہو کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح ہے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا کی درخواست کرنی چاہئے کیونکہ وہ مضطر ہے اور مضطر کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۹۲)

دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے اس لئے اس کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ (مرقاۃ ۳/۳۷۹)

فرشتوں کی طرح کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوجانے یا ہمیشہ ذکر و دعا والحاح زاری کی وجہ سے فرشتوں کے مشابہ ہے۔ (مرقاۃ ۳/۳۷۹)



باب ما يقول للمريض إذا برأ وصح من مرضه

صحت یابی کے بعد مریض کو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٥٥٨) - أخبرني محمد بن محمد الباهلي، حدثنا محمد بن حاتم الرقي، ثنا محمد بن حجاج، عن صالح بن خوات بن صالح بن خوات بن جبير، عن أبيه، عن جده خوات بن جبير رضي الله تعالى عنه قال: مرضت، فعادني رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: (صح الجسم يا خوات)، قلت: وجسمك يا رسول الله، قال: (أوف الله بما وعدته)، قلت: ما وعدت الله عزوجل شيئا، قال: بلى إنه ما من عبد يمرض إلا أحدث الله عزوجل خيرا أوف الله بما وعدته.

اخرجه ابن قانع في «معجمه» كما في «الفتوحات الربانيه» (٩٣/٤) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤١٤٨/٢٠٤/٤) وابن عدى في «الكامل» (١٤٦/٦) والحاكم في «المستدرك» (٤٦٧/٣) والديلمي في «مسند الفردوس» (٨٥٠٣/٣٨٥/٥)

(٥٥٨) ترجمہ: "حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں بیمار ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوات! اللہ کرے (تمہارا) جسم صحیح ہو جائے (یعنی تم تندرست ہو جاؤ) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اور آپ کا جسم بھی صحیح ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرو۔ میں نے عرض کیا: میں نے تو اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ نہیں کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی (مؤمن) بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس مرض سے بہتر چیز (ثواب) عطا فرماتے ہیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

1. جب کسی مریض کی عیادت کے لئے جائے اور وہ صحت یاب ہو چکا ہو تو اس کو توبہ وغیرہ کی نصیحت کرنی چاہئے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ١٣٧)
2. مریض کو دعا دینی چاہئے۔
3. مریض بھی عیادت کرنے والے کو دعا دے۔
4. حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب مؤمن بندہ بیمار ہونے کے بعد تندرست ہو جاتا ہے تو وہ متنبہ ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کی یہ بیماری کسی گناہ کی وجہ سے تھی پھر وہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں سے توبہ وغیرہ کرتا ہے تو اب اس کو چاہئے کہ اس توبہ کے وعدہ کو پورا کرے۔ (فتوحات ربانیہ ۹۴/۴)

اس طرح یہ بیماری اس کے لئے پاکی اور اعمال میں ترقی کا سبب ہوگی۔

باب ما يقول إذا ذكر مصيبة قد أصيب بها

جب کوئی پرانی مصیبت یاد آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

اس باب میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے ایک حدیث بیان فرمائی ہے۔

(٥٥٩) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبدالرحمن بن سلام الجمحي، ثنا هشام بن زياد، عن أبيه، عن فاطمة بنت الحسين، أنها سمعت أباها الحسين ابن على رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: ما من مسلم ولا مسلمة يُصَابُ بمصيبة و إن قَدِمَ عَهْدُهَا فَيُحْدِثُ لها استرجاعا، إلا أحدث الله عزوجل لهٔ عند ذلك، فأعطاء ثواب ما وعده عليها يوم أصيب بها.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١/٢٠١) وابن ماجه (١/٥١٠/١٦٠٠) (ص١١٥) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٣/١٣٦/٢٨٩٥) وفى «الاوسط» (٣/١٥٤/٢٧٦٨) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٧/١١٧/٩٦٩٥)

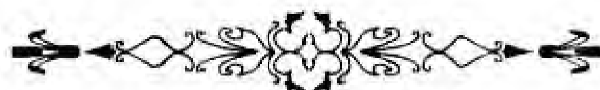
(٥٥٩) تَرجَمَہ: ”حضرت حسین بن علی رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اگر چہ اس کا زمانہ پرانا ہو چکا ہو (پھر بھی جب وہ یاد آئے تو) وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے تو اس وقت پڑھنے پر بھی اللہ تعالیٰ اس کو اس دن جیسا ثواب عطا فرماتے ہیں جس دن یہ مصیبت پہنچی تھی۔ (خواہ اس کو چالیس سال گزر چکے ہوں)۔“

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص کسی مصیبت پر انا للہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کے نقصان کو پورا کر دیتے ہیں اور اس کی اچھی طرح مدد فرماتے ہیں اور اس مصیبت کا اس کو ایسا بدلہ عطا فرماتے ہیں کہ وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۴/۱۲۲)

اگر چالیس سال بعد بھی یہ کلمہ دہرایا جائے تب بھی یہ ثواب ملے گا کیونکہ پہلی مرتبہ کہنے کے بعد اس کلمہ کو اپنی بدعملی کی وجہ سے پرانا اور خراب کر دیا پھر جب دوبارہ کہا تو اس کو نیا اور پاک کر دیا (اس لئے یہ ثواب ملتا ہے)۔

صبر صرف زبان سے نہیں بلکہ دل سے بھی ہو کہ یہ سوچے کہ جو چیزیں نعمتیں باقی ہیں وہ اس سے کئی گنا زیادہ ہیں جو چلی گئی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے دیا تھا لے لیا تو اس طرح مصیبت آسان ہو جائے گی۔ (فیض القدیر ٦/٦٩)



باب ما يقول إذا بلغه وفاة رجل

جب کسی آدمی کی وفات کی خبر پہنچے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٥٦٠) - أخبرني أحمد بن يحيٰى بن زهير، حدثنا حمدون بن سلام الحئثنا يحيٰى بن إسحاق، ثنا ابن لهيعة، عن حنين بن أبي حكيم، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: إن فلانا جاري يؤذيني، فقال: اصبر على أذاه وكُفَّ أذاك عنه، فقال: فما لبث إلا يسيرا ثم جاء فقال: يا رسول الله! جاري ذاك مات، وقال: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

﴿كَفٰى بِالدَّهْرِ وَاعِظًا، وَالْمَوْتِ مُفَرِّقًا.﴾

اخرجه الحارث بن اسامة في «مسنده» كما في الغيبة الباحث» (٢/٨٥٤/٩٠٨) والعسكري في «الامثال» كما في «البيان التعريف» (٢/١٣٩)

(٥٦٠) ترجمہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: میرا فلاں پڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی تکلیف پر صبر کرو اور اس کو تکلیف دینے سے بچو کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا وہی پڑوسی مر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿كَفٰى بِالدَّهْرِ وَاعِظًا، وَالْمَوْتِ مُفَرِّقًا.﴾

ترجمہ: ”نصیحت کرنے کے لئے زمانہ اور جدا کرنے کے لئے موت ہی کافی ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

اپنی کسی تکلیف کا ذکر کسی بزرگ کے سامنے کرنا تا کہ کوئی مشورہ حاصل ہو اور تکلیف ختم ہونے کی کوئی صورت نکل سکے۔ کسی کے تکلیف پہنچانے کے بعد بھی اس کو خود تکلیف نہیں پہنچانا چاہئے کسی کی موت کی خبر سن کر ان الفاظ کے ذریعہ سے زمانے اور موت سے عبرت حاصل کرنا کہ کسی پر ایک حال نہیں رہتا بلکہ حالات بدلتے رہتے ہیں کبھی کوئی خوشی اور کبھی کوئی غم میں مبتلا رہتا ہے ہر ایک پر حال مستقل نہیں رہتا۔

اسی طرح موت سے ہر کسی سے جدائی ہو جائے گی لہٰذا موت کی تیاری کرنی چاہئے۔

باب ما يقول إذا بلغه وفاة أخيه

جب اپنے بھائی کی وفات کی خبر پہنچے تو کون سی دعا پڑھنی چاہیئے

(٥٦١) - حدثني مسلم بن معاذ، ثنا أحمد بن يحيٰى الأودي، ثنا أبو حيان، ثنا قيس بن الربيع، عن أبي هاشم عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الموت فزع، فإذا بلغ أحدكم وفاة أخيه فليقل:

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اكْتُبْهُ عِنْدَكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ، وَاجْعَلْ كِتَابَهُ فِيْ عِلِّيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِيْ أَهْلِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ، وَلَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ.﴾

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (١٢/٥٩/١٢٤٦٩) والديلمي في «مسند الفردوس» (٤/٢٣٩-٢٤٠/٦٧١٩)

(٥٦١) تَرْجَمَہ: ”حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت خوفزدہ کرنے والی چیز ہے جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی وفات کی خبر پہنچے تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہیئے:“

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، وَ إِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اكْتُبْهُ عِنْدَكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ، وَاجْعَلْ كِتَابَهُ فِيْ عِلِّيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِيْ أَهْلِهِ فِي الْغَابِرِيْنَ، وَلَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ.﴾

تَرْجَمَہ: ”ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یقیناً ہم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ اس کو اپنے پاس نیک لوگوں میں شمار فرما لیجئے، اور اس کا نامہ اعمال علیین میں رکھ دیجئے اور اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کے لئے آپ ہی اس کے قائم مقام (کارساز) بن جائیے۔ (اے اللہ! آپ (ہمیں بھی رونے دھونے میں گرفتار کر کے) اس کے اجر سے محروم نہ کیجئے۔ اور اس کے بعد ہمیں فتنے میں بھی نہ ڈالئے۔“

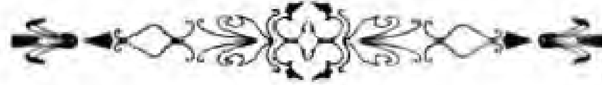
فَائِدَہ: اس حدیث سے چندفوائد حاصل ہوئے۔

❶ کسی مسلمان بھائی کی موت پر انا للہ پڑھ کر اپنی موت کو یاد کرنا اور اس کے لئے مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔

❷ اپنے ساتھیوں اور بھائیوں کی موت سے عبرت حاصل کرنا مستحب ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۲۴)

اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ فرما: کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا اجر یا اس کی وفات کی مصیبت کے اجر کو ضائع نہ فرمائیے۔

فتنہ میں نہ ڈالئے کا مطلب یہ ہے کہ شیطان ہم پر مسلط ہو جائے (اور ہم سے ایسے کام کرائے جسے بہت زیادہ ممنوع طریقے سے رونا یا اس کا مال وغیرہ غصب کرنا) کہ وہ اپنے مقصود و مطلوب کو حاصل کرے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/ ۱۲۵)



باب ما يقول إذا بلغه قتل رجل من أعداء المسلمين

جب مسلمانوں کے دشمن کے قتل کی خبر پہنچے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٥٦٢) - أخبرني عبدالرحمن بن محمد أبو صخرة، حدثنا علي بن المديني، ثنا أمية بن خالد، ثنا شعبة، عن أبي إسحاق، عن أبي عبيدة، عن عبدالله بن مسعود رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، قال: أتيت رسول الله ﷺ، فقلت: يا رسول الله! قد قتل الله عزوجل أبا جهل، فقال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَصَرَ عَبْدَهُ وَأَعَزَّ دِيْنَهُ. ﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (٤٠٦/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨٦٧٠/٢٠٤/٥) والعقيلي في «الضعفاء» (١٢٨/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨٤٧٣/٨٤/٩) والخطيب البغدادي في «تاريخ بغداد» (٤٣٦٤/٢٦٤/٨)

(۵۶۲) تَرْجَمَۃ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:“

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَصَرَ عَبْدَهُ وَأَعَزَّ دِيْنَهُ. ﴾

تَرْجَمَۃ: ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ (کی ذات) کے لئے ہیں جس نے اپنے بندے کی مدد کی اور اپنے دین کو عزت عطا فرمائی۔“

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کافر، خوارج یا دین میں فساد برپا کرنے والوں کی موت کی خبر سن کر یہ دعا کرنی چاہیے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی پھر فرمایا: ابوجہل اس امت کا فرعون تھا۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۲۵)



باب ما يقول إذا أصابه ضر وسئم الحياة

تکلیف اور زندگی سے مایوسی کے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٦٣) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا علي بن الجعد، ثنا شعبة، عن ثابت البناني، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يتمنى المؤمن الموت من ضر أصابه، فإن كان لا بد فاعلا فليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ.﴾

تقدم تخريجه (برقم ٥٥٠)

(۵۶۳) ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مؤمن کسی مصیبت کے پیش آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اگر بہت ضروری ہو تو اس کو یہ دعا پڑھنی چاہئے:"

﴿اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ، وَتَوَفَّنِيْ مَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ.﴾

ترجمہ: "اے اللہ! جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے مجھے زندہ رکھئے اور جب میرے لئے موت بہتر ہے تو مجھے موت عطا فرمائیے۔"

فائدہ: تشریح حدیث نمبر ۵۵۰ میں گزر چکی ہے۔



باب ما يقول لأهله إذا حضرته الوفاة

جب موت آئے تو اپنے گھر والوں کو کیا کہنا چاہئے

(٥٦٤) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، حدثنا علي بن داود، ثنا آدم ابن أبي إياس، ثنا مبارك بن فضالة، عن ثابت، عن أنس رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قال: لما قالت فاطمة رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا: واكرباه قال لها رسول الله ﷺ: إنه قد حضر من أبيك ما ليس الله بتارك من أحدا، الموافاة يوم القيامة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٤١/٣) وابن ماجه (٥٢١/١/١٦٢٩) (ص١١٥) وابويعلى فى «مسنده» (١٠٦١/٦/٣٤٤١) وابن حبان فى «صحيحه» (٥٨٢/١٤/٦٦١٣) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (١٢٥/٩/٩٣١٣)

(۵۶۴) تَرجَمہ: ''حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت) جب حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا نے فرمایا: ہائے غم بے چینی! (کہ میرے والد محترم دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے باپ کے پاس وہ چیز (موت) آئی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کسی کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ (اور) ملاقات (تو) قیامت کے دن ہوگی۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

1. حضرت فاطمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهَا کا ہائے غم یہ نوحہ اور بین نہ تھا (کیونکہ وہ ممنوع ہے اور) رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۷)
2. مرنے والے کے سامنے اس کے گھر والے اگر روئیں تو وہ ان کو حکمت کے ساتھ خاموش کرائے کہ موت تو سب ہی کو آنی ہے ملاقات ان شاء اللہ قیامت میں ہوگی وغیرہ۔

موت کے وقت مستحب امور

علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت ذکر اذکار تلاوت قرآن، ادائے حقوق قرض وغیرہ، معافی تلافی ہر معاملے کی صفائی اللہ کی رحمت ومغفرت کی امید کرنا اور ہر لمحہ آخرت کی طرف متوجہ رہنا مستحب ہے۔ اس موقع پر بدترین برائی ہے کہ آدمی دنیا کی طرف متوجہ رہے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۳۸، مزید تفصیل کے لئے حوالہ بالا کی طرف رجوع کریں)۔



باب ما يقول إذا رمدت عينه

جب آنکھ دکھنے لگے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

مختلف درد، تکلیف اور مرض کے موقع پر کیا دعا پڑھنی چاہئے کون سی دعائیں پڑھ کر دم کرنا چاہئیں۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے تیرہ باب اور ان کے ذیل میں چودہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٥٦٥) - أخبرنا عبداللّٰه بن محمد بن مسلم المقدسي، حدثنا محمد ابن يحيٰى بن الفياض، ثنا يوسف بن عطية، ثنا يزيد بن الرقاشي، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: كان النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا أصاب الرمد واحدا من أصحابه قال:

﴿اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ، وَأَرِنِيْ فِي الْعَدُوِّ ثَارِيْ، وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِيْ.﴾

اخرجه الحاكم فى «المستدرك» (٧٠٩/١) والحكيم الترمذى فى «نوادر الاصول» (١٠١/٣) واخرجه غير واحد بدون ذكر الرعد.

(٥٦٥) تَرْجَمَۃ: ”حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھیوں میں کسی کی آنکھ دکھتی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ دعا پڑھتے (اور دم فرماتے):“

﴿اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ، وَأَرِنِيْ فِي الْعَدُوِّ ثَارِيْ، وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِيْ.﴾

تَرْجَمَۃ: ”اے اللہ! آپ میری سماعت اور بینائی سے مجھے فائدہ پہنچائیے، اسے میرا وارث بنا دیجئے، میرے دشمن کا بدلہ مجھے (اپنی آنکھوں سے) دکھا دیجئے اور جو مجھ پر ظلم کرے اس پر میری مدد فرمائیے۔“

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کی آنکھ دکھنے لگے اس کو یہ دعا پڑھنی چاہئے۔



باب ما يقول إذا صدع

جب سر میں درد ہو تو کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٥٦٦) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو خيثمة، ثنا ابن أبى أويس، حدثنى إبراهيم بن إسماعيل، عن داود بن الحصين، عن عكرمة، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ كان يعلمهم من الأوجاع كلها ومن الحمى أن يقولوا:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ، مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٠٠/١) وابن ماجه (١١٦٥/٢/٣٥٢٦) والترمذى (٤٠٥/٤/٢٠٧٥) (٢٧/٢) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١٠٩٨) والحاكم فى «المستدرك» (٤٥٩/٤)

(٥٦٦) **ترجمہ:** ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام دردوں اور بخار کے لئے یہ دعا (پڑھنے کے لئے) سکھاتے تھے:''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ، مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ، وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.﴾

ترجمہ: ''بزرگ و برتر اللہ تعالیٰ کے نام سے (دم کرتا ہوں) میں اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر سے ہر جوش مارنے والی رگ کے شر اور جہنم کی آگ کی گرمی کے شر سے پناہ لیتا ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بخار آنے پر یہ دعا پڑھ کر دم کرنا چاہیے۔



باب ما يقول إذا حمّ

جب بخار ہوتو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٥٦٧) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن عبدالله بن نمير، ثنا مصعب ابن المقدام، ثنا إسرائيل، عن سعيد بن مسروق، عن عباية بن رفاعة، عن رافع ابن خديج رضي الله تعالى عنه، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: الحمى من فيح جهنم، فأبردوها بالماء، ودخل على ابن لعمار فقال:

﴿اِكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ إِلٰهَ النَّاسِ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (٩٠/٦) والبخاری (٥٣٩٣/٢١٦٣/٥) (٤٦٢/١) والمسلم (٢٢١٢/١٧٣٣/٤) (٢٢٦/٢) وابن ماجه (٣٤٧١/١١٤٩/٢) (ص٢٤٨) والترمذی (٢٠٧٣/٤٠٤/٤) (٢٧/٢)

(٥٦٧) ترجمہ: ”حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بخار جہنم کی وجہ سے ہے اس کو پانی سے ٹھنڈا کیا کرو! آپ ﷺ عمار (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بیٹے کے پاس گئے (وہ بخار میں تھے) آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:“

﴿اِكْشِفِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ إِلٰهَ النَّاسِ.﴾

ترجمہ: ”(اے اللہ! اس سے) بیماری کو دور کر دیجئے (اے) لوگوں کے رب، لوگوں کے معبود۔“

فائدہ: بخار جہنم کی وجہ سے ہے۔ اس کے دو مطلب ہیں یا تو حقیقی معنوں میں جہنم ہے کہ وہ شعلہ جو بخار شدہ جسم میں ہوتا ہے وہ جہنم کا ٹکڑا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس کے اسباب کے ذریعے پیدا کیا ہے تا کہ لوگوں کو جہنم سے عبرت حاصل ہو کہ جب یہ ایسا گرم ہے تو حقیقت میں جہنم کا کیا حال ہوگا۔ جس طرح دنیاوی لذت وغیرہ آخرت کے لئے نمونہ ہیں۔

یا بخار کی گرمی کو جہنم کی گرمی کے ساتھ تشبیہ دی مطلب یہ ہے کہ بخار کی گرمی جہنم کی گرمی کی طرح ہے کہ لوگوں کو جہنم کی گرمی کی شدت بتانی مقصود ہے۔ (فتح الباری ١٧٥/١٠)

نوع آخر:

(٥٦٨) - أخبرنا كهمس بن معمر الجوهري، حدثنا محمد بن أحمد بن عبدالحميد، ثنا روح بن عبادة، ثنا مرزوق أبو عبدالله الشامي، ثنا سعيد عن رجل من أهل الشام، ثنا ثوبان رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله ﷺ قال: إذا أصاب أحدكم الحمى فإنما الحمى قطعة من

النار فَلْيُطْفِعهَا بالماء البارد ويستقبل نهرا جاريا، ويستقبل جِرْيَةَ الماء، ويقول:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ﴾

بعد صلاة الفجر قبل طلوع الشمس، فينغمس فيها ثلاث غمسات ثلاثة أيام، فإن لم يبرأ في ثلاث فخمس، فإن لم يبرأ في خمس فسبع، فإن لم يبرأ في سبع فتسع، فإنها لا تجاوز التسع بإذن اللّٰه عزّوجلّ.

اخرجه احمد في «مسنده» (۲۸۱/۵) والترمذي (۲۰۸٤/٤۱۰/٤) (۲۸/۲) والطبراني في «المعجم الكبير» (۱٤٥۰/۱۰۲/۲) وابو نعيم في «الطب» كما في «المرقاة» وابن حجر في «القول المسدد» (۵۲/۱)

ایک اور حدیث:

(۵۶۸) **تَرجَمَہ:** ''حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ارشاد فرمایا: تم میں کوئی شخص بخار میں مبتلا ہو (کیونکہ) بخار آگ کا ٹکڑا ہے تو (وہ) بخار کو ٹھنڈے پانی سے بجھائے (لہٰذا یہ شخص) جاری نہر میں جائے اور پانی کے بہاؤ کی طرف کھڑا ہو اور یہ دعا پڑھے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ، وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے (شروع کرتا ہوں) اے اللہ! اپنے بندے کو شفا دیجئے اور اپنے رسول کو (یعنی مجھے شفا دے کر ان کے قول کو) سچا کر دیجئے۔''

یہ عمل فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے کرے۔ پانی میں تین مرتبہ غوطے لگائے تین دن ایسا ہی کرے۔ اگر تین دن میں صحت یاب نہ ہو تو (یہ عمل) پانچ دن تک کرے اور اگر پانچ دن میں اچھا نہ ہو تو سات دن تک کرے اور اگر سات دن میں بھی اچھا نہ ہو تو نو دن اس طرح کرے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بخار ۹ دن سے آگے نہیں جائے گا۔''

فَائِدَہ: اس حدیث میں بخار کے لئے جو علاج تجویز فرمایا گیا ہے یہ مخصوص علاج ہے۔ ہر بخار میں یہ علاج فائدہ مند نہیں ہے۔ یہ علاج صفراوی بخار کی بعض اقسام کے لئے ہے جس میں اہل حجاز مبتلا ہوتے تھے چونکہ بعض بخار میں پانی کا استعمال مضر ہوتا ہے، اس لئے ہر بخار کے لئے یہ علاج تجویز نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں اگر کسی بخار میں طبیب حاذق اور معتمد معالج اجازت دے تو پھر بلا جھجک یہ علاج کرنا چاہئے۔ (مظاہر حق ۲/ ۵۷، تفصیل کے لئے فتح الباری ۱۰/ ۱۷۶ تا ۱۷۸، مرقاۃ ۲/ ۳۷۶)

ٹھنڈے پانی سے بخار ختم کرنے کا ایک طریقہ ہمارے ہاں مروج ہے کہ کسی کپڑے کو ٹھنڈے پانی میں بھگو کر مریض کے جسم کے مختلف حصوں پر بار بار رکھتے ہیں جس کی ٹھنڈک سے بخار اتر جاتا ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۵۱۸)

باب رقية الحمى

بخار کے لئے دعا (دم)

(٥٦٩) - حدثني الحسن بن طريف، حدثنا محمد بن حاتم، ثنا عبدالرحيم بن محمد السكري، ثنا عباد بن العوام، عن أبي جناب الكلبي، عن عبدالعزيز المكي، حدثني عبدالله بن أبي الحسين، عن رجل من قريش، عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال: دخلت أنا وأبوبكر على رسول الله ﷺ وبه حمى شديدة، منصوب على فراشه، قال: فسلمنا عليه، فما رد علينا، فلما رأينا ما به خرجنا من عنده، فما مشينا إلا قريبا حتى اَدْرَكَنَا رسوله، فدخلنا عليه وليس به بأس، وهو جالس، فقال: إنكما دخلتما علي، فلما خرجتما من عندي نزل الملكان، فجلس أحدهما عند رأسي ولآخر عند رجلي، فقال الذى عند رجل ما به؟ قال الذى عند رأسي: حمى شديدة، قال الذى عند رجلي: عَوِّذْهُ، قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ حَاسِدَةٍ، وَطَرْفَةِ عَيْنٍ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ﴾

خذها فلتنهك، قال: فما نفث ولا نفخ، فكشف ما بي، فارسلت إليكما لأخبركما.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٥/٤٨/٢٣٥٨٥) والرافعى فى «التدوين فى اخبار قزين» (٤/٨٥)

(٥٦٩) تَرجَمَہ: ''حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ کو شدید بخار تھا اور آپ ﷺ اپنے بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا۔ جب ہم نے آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو ہم آپ ﷺ کے پاس سے واپس لوٹ آئے۔ ہم تھوڑا چلے ہی تھے کہ ہمارے پاس آپ ﷺ کا قاصد آیا۔ (اور اس نے ہمیں کہا کہ آپ ﷺ بلا رہے ہیں پھر) ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو (ہم نے دیکھا کہ) آپ ﷺ پر بیماری کا کوئی اثر نہیں ہے اور آپ ﷺ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ میرے پاس آئے تھے، جب تم لوگ میرے پاس سے چلے گئے تو دو فرشتے آئے۔ ان میں سے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پیر کے پاس بیٹھ گیا۔ جو فرشتہ میرے

پیر کے پاس تھا اس نے کہا: ان کو کیا بیماری ہے؟ جو فرشتہ میرے سر کے پاس تھا اس نے کہا: ان کو شدید بخار ہے۔ جو فرشتہ میرے پیر کے پاس تھا اس نے کہا: ان کو پناہ دو۔ (یعنی ان پر دم کرو اور اس بخار سے پناہ دو جو فرشتہ میرے سر کے پاس تھا اس نے) یہ دعا پڑھی:''

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ حَاسِدَةٍ، وَطَرْفَةِ عَيْنٍ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ ﴾

تَرْجَمَۃ: ''میں اللہ تعالیٰ کے نام سے تم پر دم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تمہیں ہر اس بیماری سے جو تمہیں تکلیف دے شفا عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں ہر حسد کرنے والے اور نظر لگنے سے تمہیں شفاء عطا فرمائے۔''

فَائِدَہ: ''رقیہ'' کے معنی اردو میں ''منتر'' کے ہوتے ہیں لیکن چونکہ منتر میں غیر مشروع کلمات ہوتے ہیں اس لئے اس کا مناسب ترجمہ اردو میں ''دم'' ہے۔ (فیض الباری ۴/۳۶۶)

اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دم کرنا جائز ہے۔ (فتح الملہم ۴/۲۹۵)

مرض کی حالت میں شفایابی کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۹)

دم کن الفاظ سے کرنا چاہئے

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ دم کرنا تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

١ اللہ تعالیٰ کے کلام، اسماء وصفات الٰہیہ اور عربی زبان میں ہو۔

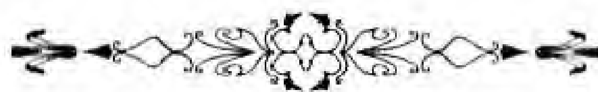
٢ اگر عربی زبان میں نہ ہو لیکن اس کے معنی معلوم ہوں۔

٣ یہ عقیدہ ہو کہ یہ دم فی نفسہٖ فائدہ پہنچانے والا نہیں ہے بلکہ حقیقی فائدہ پہنچانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

(فتح الباری ١٠/١٩٥)

جن کلمات کے معنی معلوم نہ ہوں (خصوصاً وہ شرکیہ الفاظ ہوں) تو ان سے دم جائز نہیں ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۱۹)

مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۱۰/ ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، شرح مسلم للنووی ۲/ ۲۱۹



باب ما يقول إذا اشتكى

بیماری کی حالت میں کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٥٧٠) - أخبرنى أبو عروبة، حدثنا على بن الحسين الدرهمى، ويحيى ابن حكيم، قالا: ثنا أبوبحر البكراوى، ثنا داود بن أبى هند، ثنا أبو نضرة، عن أبى سعيد، أو جابر. شك داود. قال: اشتكى النبى ﷺ، فأتاه جبرائيل عليه السلام فقال:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ حَاسِدَةٍ، اوعَيْنٍ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ ﴾

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٣٥٧٣/٤٦/٥) واحمد فى «مسنده» (١٦٠/٦) والمسلم (٢١٨٥/١٧١٨/٤) (٢١٩/٢) وابن حبان فى «صحيحه» (٩٣٥/٢٣٤/٣) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٨٥٦٥/٢٥٧/٨)

(٥٧٠) تَرجَمہ: ''رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور (ان الفاظ سے آپ ﷺ پر دم) فرمایا:''

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ أَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ يُؤْذِيْكَ، وَمِنْ كُلِّ نَفْسٍ حَاسِدَةٍ، اوعَيْنٍ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ ﴾

تَرجَمہ: ''اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آپ پر دم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو ہر اس بیماری سے شفا عطا فرمائیں جو آپ کو تکلیف دے۔ اور ہر حسد کرنے یا نظر لگانے والے کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

1. اس حدیث سے معلوم کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے دم کرنا چاہئے۔
2. نیز دم کرنے کی تاکید بھی معلوم ہوئی۔
3. بغیر شکوہ شکایت کے اپنے مرض کا اظہار کرنا جائز ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۲۱۹)
4. مذکورہ الفاظ سے دم کرنا مستحب ہے۔
5. اس سے آپ کی بشریت نیز جس طرح عام انسان مرض لوگوں کے تکلیف پہنچانے وغیرہ کے احوال آئے ہیں اسی طرح آپ ﷺ پر بھی آئے ہیں۔ (نزہۃ المتقین ۱/ ۶۹۰)

باب الاسترقاء من العين

نظر لگنے کا علاج

(٥٧١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا داود بن عمرو الضبى، ثنا أبو معاوية، ثنا يحيٰى بن سعيد، عن سليمان بن يسار، عن عروة، عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها، قالت: دخل علينا رسول الله ﷺ، وعندنا صبى يشتكى، فقال: ما لهذا؟ قالو: نتهم به العين، قال: أو لا تسترقون لهٗ من العين.

اخرجه المالك فى «المؤطا» (١٦٨١/٩٤٠/٢) وابويعلى فى «مسنده» (٦٨٧٩/٣٠٣-٣٠٢/١٢) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥٦٨/٢٦٨/٢٣) وفى «المعجم الصغير» (٤٨٠/٢٩٠/١) وابن عبدالبر فى «التمهيد» (٥١٧/١٥٣/٢٣)

(۵۷۱) ترجمہ: ''حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمارے پاس ایک بچہ تھا جو بیمار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو کیا ہوا؟ ہم نے عرض کیا: ہمیں شک ہے کہ اس کو نظر لگی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس پر نظر کا دم کیوں نہیں کرتے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نظر لگ جاتی ہے۔ جب نظر لگ جائے تو دم کرنا چاہئے۔ ایک روایت میں ہے کہ نظر لگنا حق ہے۔ (مسلم جلد۲/۲۲۰)

ایک اور روایت میں ہے کہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کرتی تو وہ نظر ہوتی۔ (مسلم جلد۲/۲۲۰)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر کے بعد لوگ اکثر نظر کی وجہ سے مرتے ہیں۔ (بزار فتح الباری ۲۰۰/۱۰)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ نظر کا لگنا حق ہے اور اس کا اثر نفوس میں بہت زیادہ ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ نظر صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے نقصان پہنچاتی اور ہلاک کرتی ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲۲۰/۲)

(مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۱۰/ ۱۹۹ تا ۲۰۵، شرح مسلم للنووی ۲/ ۲۱۹، ۲۲۰)۔

نظر کا دم۔ حدیث نمبر ۵۷۰ پر جو دعا ہے اس کو تین مرتبہ پڑھیں۔ اور مریض پر دم کریں۔

ایک اور دعا ''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ حَرَّهَا، وَبَرْدَهَا وَوَصْبَهَا'' پڑھ کر بچے پر دم کرے۔ (مرقاۃ ۳۵۱/۸)



باب الاسترقاء من العقرب

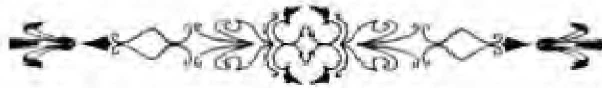
بچھو کے کاٹے کا علاج

(٥٧٢) - حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن يونس وأبو بكر بن مكرم، قالا: حدثنا نصر بن علي، ثنا ملازم بن عمرو، ثنا عبدالله بن بدر، عن قيس ابن طلق، عن أبيه طلق، أن عليا رضي الله تعالى عنه قال: **لدغتني عقرب، وأنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فرقاني ومسحها.**

اخرجه ابن حبان فی «صحیحه» (١٣/٤٦٠-٤٦١/٦٠٩٣) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (٨/٣٣٣/٨٢٤٤) والحاكم فی «المستدرك» (٤/٤٦١) وابوعبدالله المقدسی فی «الاحادیث المختاره» (٨/١٦٥/١٨٠) ومسدد فی «مسنده» كما فی «اتحاف الخيره المهره» (٤/٤٦٤-٤٦٥/٣٩٤١)

(۵۷۲) ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) مجھے بچھو نے ڈس لیا (اس وقت) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دم کیا اور (جہاں بچھو نے ڈسا تھا وہاں) ہاتھ پھیرا۔“

فائدہ: تفصیل اگلی روایت میں آ رہی ہے۔



باب رقية العقرب

بچھو کے کاٹے کا دم

(٥٧٣) - حدثنا محمد بن محمد بن سليمان، ثنا عبدالسلام بن عبدالحميد، ثنا موسى بن أعين، عن زيد بن بكر، عن إسماعيل بن مسلم، عن أبي معشر، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبدالله، قال: ذكر عند النبي ﷺ رقية الحية، فقال: أعرضها، فعرضتها عليه:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرَنِيَّةٌ مِلْحَةُ بَحْرٍ قَفْطًا﴾

فقال: هذه مواثيق أخذها سليمان بن داود عليهما السلام، ولا أرى بها بأسا، فلدغ رجل وهو مع علقمة، فرقاه بها، فكأنما نشط من عقال.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٩٨٠٢/١٠١/٦) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٠٠٠٥/٩٠/١٠) وفى «المعجم الاوسط» (٥٢٧٦/٦٦٦/٥) والحكيم الترمذى فى «نوادرالاصول» كما فى «الاصابه» (٣٦٨/٧) وابن عبدالبر فى «الاستيعاب» (١٨٦٩/٤)

(٥٧٣) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سانپ (بچھو وغیرہ) کے دم کا ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: بتاؤ؟ (کہ وہ دم کیا ہے) میں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ (وہ یہ ہے):

﴿بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ قَرَنِيَّةٌ مِلْحَةُ بَحْرٍ قَفْطًا﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر زہر اتارتا ہوں۔ یہ ایک زخم ہے سینگ (یعنی ڈنگ) والا زہر اتارنے کے لئے یہ سمندری نمک ہے۔“

آپ ﷺ نے ارشادفرمایا: یہ وہ کلمات ہیں جنہیں حضرت سلیمان علیہ السلام نے (جانوروں سے) بطور عہد لیا تھا۔ میں ان کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ ایک آدمی ڈس لیا گیا۔ وہ حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ انہوں نے اس کو یہ کلمات پڑھ کر دم کیا تو (اچھا ہو گیا) جیسے کہ اس کو بندھ سے آزادی ملی ہو۔“

فائدہ: عام طور پر ایسا دم جس کے معنی معلوم نہ ہوں جائز نہیں ہے لیکن چونکہ اس دم کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا اس لئے اس سے دم کرنا جائز ہے۔ (مرقاۃ ١٩٥/٨)

دم کا مفصل طریقہ حدیث ٥٧٥ پر آ رہا ہے۔ اس دم کا ترجمہ عموماً مترجمین نہیں کرتے لیکن حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کیا ہے بندے نے وہیں سے نقل کیا ہے۔ (حصن حصین مترجم مولانا عاشق الٰہی صفحہ ٣١٤)

باب الاسترقاء من النظرة

نظر بد لگنے کی دعا (دم)

(٥٧٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو الربيع سليمان بن داود البغدادي، ثنا محمد بن حرب، ثنا محمد بن الوليد الزبيدي، عن الزهري، عن عروة، عن زينب ابنة أم سلمة، عن أم سلمة زوج النبي ﷺ أن رسول الله ﷺ قال لجارية كانت في بيت أم سلمة زوج النبي ﷺ، ورأى في وجهها سفعة، فقال: بها نظرة فاسترقوا لها.

اخرجه البخاري (٥/٢١٦٧/٥٤٠٧) (٢/٨٥٤) والمسلم (٤/١٧٢٥/٢١٩٧) (٢/٢٢٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٣/٣٤٤/٨٠١) والحاكم في «المستدرك» (٤/٢٣٦) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٩/٣٤٧)

(۵۷۴) ترجمہ: ”حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ ہیں سے روایت ہے ایک بچی جو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تھی (جب) آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر پیلا پن دیکھا تو فرمایا: اسے نظر لگی ہے اس پر دم کرو۔“

فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نظر کا لگنا حق ہے

نظر سے حفاظت کا طریقہ جب کسی کو دیکھے اور وہ اچھا لگے تو ”بارك الله“ کہے تو یہ اس کے لئے دم ہو جائے گا۔ (فتح الباری ۱۰/۲۰۴)

یا جب کوئی چیز اچھی لگے تو یہ آیت پڑھے ”ماشاء الله لا قوة الا بالله ان ترن انا اقل منك مالا وولداً فعسٰى ربي ايؤتين خيراً من جنتك“ سورہ کہف ۳۹، ۴۰۔ (مرقاۃ ۸/۳۵۱)

نظر کس کی لگتی ہے: کسی چیز کو پسندیدگی سے دیکھنے سے نظر لگتی ہے خواہ بغیر حسد کے ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح خواہ دیکھنے والا محبت کرنے والا اور نیک آدمی ہی کیوں نہ ہو۔ (ملخص فتح الباری ۱۰/۲۰۴، ۲۰۵)



باب رقية الحية والاسترقاء من الحية

سانپ کے کاٹے کا علاج اور دم

(٥٧٥) - أخبرنا علي بن محمد بن عامر، حدثنا عمرو بن أحمد ابن شريح ثنا يحيٰى بن نكير، ثنا الليث بن سعد، عن إسحاق بن رافع، عن سعد بن معاذ الأنصاري، عن الحسن بن أبي الحسن البصري، عن زيد ابن عبدالله أنه قال: عرضنا على رسول الله ﷺ رقية الحية، فأذن لنا فيها وقال: إنما هي مواثيق، والرقية: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ مِلْحَةٌ قَرَنِيَّةٌ بَحْرٍ قَفْطًا.﴾

قال عمر: وبلغنا أن رسول الله ﷺ نهى عن التفل بها.

أخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (١٠/٩٠/١٠٠٥٠) وفي «المعجم الاوسط» (٨/٢٩٧/٨٦٨٦) وابو نعيم الاصبهاني في «معرفة الصحابة» (٣/١١٨٢) كما في «الصحابة» (٢/٦٤٨)

(٥٧٥) **تَرجَمہ:** ”حضرت زید بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سانپ کے دم کو پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں اس کی اجازت دی اور فرمایا: یہ عہد و پیمان ہیں (جو حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے جانوروں سے لئے تھے) اور دم ہیں:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ شَجَّةٌ مِلْحَةٌ قَرَنِيَّةٌ بَحْرٍ قَفْطًا.﴾

تَرجَمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر زہر اتارتا ہوں۔ یہ ایک زخم ہے سینگ (یعنی ڈنگ) والا زہر اتارنے کے لئے یہ سمندری نمک ہے۔“

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دم میں تھوکنے سے منع کیا ہے۔“

فَائِدَہ: صحیحین کی روایت میں ہے کہ سانپ اور بچھو کے ڈسے ہوئے پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا چاہئے۔

(صحیحین عن ابی سعید بحوالہ حصن حصین صفحہ ۳۱۴)

سورہ فاتحہ سات مرتبہ پڑھ کر دم کرے۔ (ترمذی عن ابی سعید بحوالہ حصن حصین صفحہ ۳۱۴)

علماء نے ایک طریقہ یہ بھی لکھا ہے کہ پانی میں نمک ملایا لیا جائے پھر اس نمک والے پانی کو ڈسی ہوئی جگہ پر ڈالتے رہیں اور مذکورہ کلمات پڑھتے جائیں۔ (حصن حصین مترجم مولانا عاشق الٰہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی صفحہ ۳۱۵)

اسی طرح ایک طریقہ مشکوٰۃ کی روایت میں ہے کہ نمک کا پانی ڈالتے ہوئے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے جائیں اور جہاں بچھو نے ڈسا ہو اس جگہ پھیرتے جائیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۰)

باب رقية القرحة

پھوڑے پھنسی اور زخم کی دعا

(٥٧٦) - حدثنا أبو يعلى، ثنا محمد بن عباد، ثنا سفيان بن عيينة، عن عبد ربه بن سعيد، عن عمرة، عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا أن رسول اللّٰه ﷺ قال: إذا كان في يد الرجل أو الشيء القرحة، قال بأصبعه هكذا، ثم قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٦/٦٢/٢٩٤٩٢) والبخاری (٥/٢١٦٨/٥٤١٤) (٢/٨٥٥) والمسلم (٤/١٧٢٤/٢١٩٤) (٢/٢٢٣) وابوداؤد (٤/١٢/٣٨٩٥) (٢/١٨٨) وابويعلى فی «مسنده» (٨/٢٢/٤٥٢٧)

(٥٧٦) تَرجَمَۃ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب آدمی کے ہاتھ یا کسی جگہ پر کوئی زخم ہو تو۔''

﴿بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.﴾

تَرجَمَۃ: ''اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے ہماری زمین ہی کی مٹی ہم ہی میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے (اس مٹی سے) ہمارا بیمار اچھا ہو جائے۔''

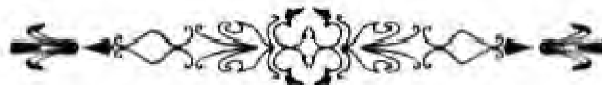
فَائِدَۃ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ رسول اللہ ﷺ بیماری کی شفا کی امید رکھتے اور اس کا علاج تھوک اور پاک مٹی سے کرتے تھے۔ شفا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی تھی۔ (فتح الباری ١٠/٢٠٨)

❷ اسباب کو اختیار کرنا نیز بیماری کے بارے میں اہل علم سے سوال کرنا چاہئے۔ (نزہۃ المتقین ١/٦٨٧)

علماء نے لکھا ہے کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دم کرنے والا اپنی شہادت کی انگلی پر تھوک لے کر انگلی کو مٹی پر لگائے تو کچھ مٹی انگلی پر لگ جائے گی پھر اس کو زخمی یا بیماری کی جگہ پر پھیرتے ہوئے یہ دعا پڑھے۔ (شرح مسلم للنووی ٢/٢٢٣)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر درد اور تکلیف پر دم کرنا جائز ہے۔ (فتح الباری ١٠/٢٠٨)



باب رقية الشياطين

شیطانوں سے حفاظت کی دعا

(٥٧٧) - أخبرني محمد بن سعيد البروذي، حدثنا عمرو بن شيبة، ثنا سالم بن نوح، عن الجريري، عن أبي العلاء بن الشخير، عن عثمان ابن أبي العاص رضي الله تعالى عنه قال: قلت: يا رسول الله! إن الشيطان قد حال بيني و بين صلاتي وقراء تي، قال: ذلك شيطان يقال: لهٗ خنزب، فإذا أحسته فتعوذ بالله عزوجل منه، واتفل عن يسارك ثلاثا، فأذهب الله عزوجل عني.

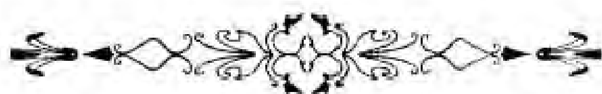
اخرجه عبدالرزاق في «المصنف» (٢/٨٥/٢٥٨٢) واحمد في «مسنده» (٤/٢١٦) والمسلم (٤/١٧٢٨/٢٢٠٣) (٢/٢٢٤) والطبراني في «المعجم الكبير» (٩/٥٢/٨٣٦٦) والحاكم في «المستدرك» (٤/٢٤٤)

(٥٧٧) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! شیطان میرے اور میری نماز اور قرأت کے درمیان آجاتا ہے (تو میں ایسے موقع پر کیا کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ شیطان ہے اس کو خنزب کہا جاتا ہے جب تم اس کو محسوس کرو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو شیطان سے اور اپنے دائیں جانب تین مرتبہ تھتکارو۔ (راوی فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا تو) اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ نماز میں جب شیطان وسوسہ ڈالے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا اور بائیں طرف تین مرتبہ تھتکارنا چاہئے اس سے دائیں جانب کی کرامت وشرافت معلوم ہوتی ہے کہ دائیں جانب تھوکنے کو نہیں فرمایا۔ (شرح مسلم للنووی ٢/٢٢٤)

شیطان کو بار بار دفع کرنا چاہئے اور اس کو دور کرنا چاہئے تاکہ شیطان اس کے پاس سے بھاگ جائے اور یہ سمجھ لے کہ یہ شیطان کی تابعداری نہیں کرے گا۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ٥٢٦)



باب رقية الأوجاع

دردوں کے لئے دعا ودم

(٥٧٨) - أخبرنا أحمد بن علي بن سليمان، ثنا الربيع بن سليمان، ثنا شعيب بن الليث، عن ابن عجلان، عن يزيد بن عبدالله بن خصيفة، عن عثمان بن أبي العاص رضي الله تعالى عنه، قال: أتيت رسول الله ﷺ، فقلت: يا رسول الله! كنت أذكر الناس، ثم دخلني شيء فنسيت بعضه، فوضع يده على صدري، ثم قال: ﴿اَللّٰهُمَّ أَخْرِجْ عَنْهُ الشَّيْطَانَ﴾

فأذهب الله عني النسيان، قال عثمان: ثم جئت رسول الله ﷺ مرة أخرى أصابني وجع، فقال لي: ضع يدك عليه وقل: ﴿أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ﴾

سبع مرات، فأذهبه الله عزوجل عني.

مضى تخريجه (برقم ٥٤٥)

(٥٧٨) تَرْجَمَہ: ”حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں لوگوں کی طرح یاد کرلیا کرتا تھا پھر مجھے کچھ ہوگیا (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) میں کچھ بھولنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا پھر فرمایا:

﴿اَللّٰهُمَّ أَخْرِجْ عَنْهُ الشَّيْطَانَ﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! اس میں سے شیطان کو نکال دیجئے۔“

اللہ تعالیٰ نے مجھ سے نسیان کو دور کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دوسری مرتبہ حاضر ہوا مجھے درد تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اپنا ہاتھ درد کی جگہ رکھو اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھو:“

﴿أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ﴾

تَرْجَمَہ: ”میں اللہ تعالیٰ اور ان کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو مجھے ہو رہی ہے پناہ مانگتا ہوں۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

❶ اپنی تکلیف کا ذکر اپنے بڑوں سے تکلیف کے دفع ہونے کی صورت معلوم کرنے کے لئے کرنا۔

❷ بھولنے کے وقت اس دعا کو طریقۂ مذکور سے پڑھنا چاہئے۔ باقی فوائد حدیث نمبر ٥٤٥ کے ذیل میں گزر چکے ہیں۔

باب الدعاء لحفظ القرآن

قرآن حفظ کرنے کی دعا

حفظ قرآن ایک بڑی نعمت اور اس امت کی خصوصیت ہے۔ حافظ قرآن اللہ تعالیٰ کے بیش بہا انعامات کا مستحق ہے۔ احادیث میں حفظ قرآن کے متعدد فضائل آئے ہیں یہاں تک کہ حافظ قرآن اپنے خاندان میں ایسے اس آدمی کی شفاعت کا استحقاق رکھے گا جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی اور وہ اس کی شفاعت پر جنت میں جائیں گے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں ایک حدیث حفظ قرآن کے طریقہ کے بارے میں نقل کی ہے۔

(۵۷۹) - أخبرنا عبدالله بن محمد بن مسلم، ومحمد بن خريم بن مروان قالا: حدثنا هشام بن عمار، ثنا محمد بن إبراهيم القرشي، ثنا أبو صالح، ثنا عكرمة، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، قال: قال على بن أبى طالب رضي الله تعالى عنه: يا رسول الله! القرآن ينفلت من صدرى، فقال النبى صلى الله عليه وسلم: ألا أعلمك كلمات ينفعك الله عزوجل بهن؟ قال: نعم بأبى أنت وأمي، فقال صلى الله عليه وسلم: صل ليلة الجمعة أربع ركعات تقرأ فى الراكعة الأولى بفاتحة الكتاب ويس، وفى الركعة الثانية بفاتحة الكتاب وحم الدخان، وفى ركعة الثالثة بفاتحة الكتاب وألم تنزيل السجدة، وفى الركعة الرابعة بفاتحة الكتاب وتبارك المفصل، فإذا فرغت من التشهد فاحمد الله وأثن عليه، وصل علي النّبيين، واستغفر للمؤمنين، وقل:

﴿اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِىْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِىْ أَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِى، وَارْحَمْنِىْ مِنْ أَنْ أَتَكَلَّف ما لَا يَعْنِيْنِىْ، وَارْزُقْنِىْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّىْ، اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِىْ لَا تُرَامُ، أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَاَ رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِىْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِىْ، وَارْزُقْنِىْ أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِىْ يُرْضِيْكَ عَنِّىْ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِىْ، وَتُطْلِقَ بِهِ لِسَانِىْ، وَتُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِىْ، وَتَشْرَحَ بِهِ صَدْرِىْ، وَتَسْتَعْجِلَ بِهِ بَدَنِىْ، وَتُقَوِّيَنِىْ عَلٰى ذٰلِكَ، وَتُعِيْنَنِىْ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَا يُعِيْنُ عَلَى الْخَيْرِ غَيْرُكَ وَلَا يُوَفِّقُ لِذٰلِكَ إِلَّا أَنْتَ﴾

تفعل ذلك ثلاثا أو خمسا أو سبعا، تجاب بإذن الله عزوجل، وما أخطا مؤمنا قط، فأتى

رسول اللّٰہ ﷺ بعد ذلك لسبع جمع، فأخبره بحفظ القرآن، قال النبی ﷺ:(مؤمن ورب الكعبة، علم أبا حسن).

اخرجه الترمذی (٥/٥٦٣-٥٦٤/٣٥٧٠) (١٩٧/٢) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (١١/٣٦٧-١٢٠٣٦/٣٦٨) وفی «الدعا» (رقم١٣٣٣) والحاكم فی «المستدرك» (١/٤٦١-٤٦٢) والخطيب البغدادی فی «لجامع الاخلاق الراوی وآداب السامع» (١٧٩٢/٢٦٠/٢)

(۵۷۹) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے۔ (جو یاد کرتا ہوں محفوظ نہیں رہتا) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دیں؟ (اور تمہارا یاد کیا ہوا محفوظ رہے) حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کیا: کیوں نہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ تو آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ نے فرمایا: جمعہ کی رات میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد یٰسین پڑھو اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ دخان اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ الم السجدہ اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملک پڑھو جب تم تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کی خوب حمد وثناء نبیوں پر درود پڑھو پھر مسلمانوں کے لئے استغفار پڑھو پھر یہ دعا پڑھو:“

﴿اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ أَبَدًا مَّا اَبْقَيْتَنِی، وَارْحَمْنِیْ مِنْ أَنْ أَتَكَلَّفَ ما لَا يَعْنِيْنِیْ، وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّیْ، اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَالْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ، أَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِیْ، وَارْزُقْنِیْ أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِیْ يُرْضِيْكَ عَنِّیْ، وَأَسْأَلُكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِیْ، وَتُطْلِقَ بِهِ لِسَانِیْ، وَتُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِیْ، وَتَشْرَحَ بِهِ صَدْرِیْ، وَتَسْتَعْجِلَ بِهِ بَدَنِیْ، وَتُقَوِّيَنِیْ عَلٰى ذٰلِكَ، وَتُعِيْنَنِیْ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَا يُعِيْنُ عَلَى الْخَيْرِ غَيْرُكَ وَلَا يُوَفِّقُ لِذٰلِكَ إِلَّا أَنْتَ﴾

ترجمہ: ”پھر فرمایا: علی! اس عمل کو تین جمعے یا پانچ جمعہ یا سات جمعہ کرو انشاء اللہ دعا ضرور قبول کی جائے گی اور کسی مؤمن سے بھی قبولیت دعا نہ چوکے گی پھر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سات جمع گزرنے کے بعد آپ عَلَیْہِ السَّلَامُ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر آپ ﷺ کو قرآن کی حفظ کی خبر دی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: (علی) مؤمن ہے۔ رب کعبہ کی قسم (علی) مؤمن ہے۔ ابوحسن (علی یہ دعا اور

طریقہ لوگوں کو) سکھاؤ۔"

فائدہ: ترمذی کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے کہ جب شب جمعہ آئے تو اگر تم رات کے تہائی حصہ میں اٹھ سکو یہ وقت بہت اچھا ہے کہ یہ فرشتوں کے نازل ہونے کا وقت ہے اور دعا اس وقت خاص طور سے قبول ہوتی ہے اس وقت کے انتظار میں میرے بھائی (حضرت) یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا "**سوف استغفر لکم**" کہ عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا (یعنی جمعہ کی رات کے آخری حصہ میں) اگر اس وقت جاگنا مشکل ہو تو آدھی رات کے وقت اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ابتدائی رات میں ہی یہ نماز پڑھو۔ (ترمذی ۲/ ۱۹۷)

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی خوب حمد و ثناء کرے اور تمام انبیاء پر درود شریف بھیجے اپنے اور مؤمنین کے لئے استغفار کرنا اور اس میں خوب مبالغہ کرنا چاہئے اگر خود نہیں پڑھ سکتے تو شرح حصن حصین سے منقول ایک دعا فضائل اعمال میں لکھی ہے وہ پڑھ لے۔ (فضائل اعمال صفحہ ۲۷)

حفظ قرآن کا طریقہ

بچہ کو حفظ کرانا ہو تو اس کو دعا کی ضرورت نہیں کہ یہ عمر ہی حفظ کے لئے معین و مجرب ہے ہاں اگر بڑے کرنا چاہیں تو بڑی عمر میں حفظ کرنے کے لئے یہ ایک عظیم عمل ہے۔ (فضائل اعمال صفحہ ۲۷)

شیخ کبیر حضرت شیخ فرید گنج شکر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے متوسلین کو قرآن کریم کے حفظ کے لئے ایک طریقہ بتاتے تھے کہ سورہ یوسف پہلے یاد کر لی جائے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ باقی قرآن کے حفظ کو آسان فرما دیتے ہیں۔ (سیر الاولیاء صفحہ ۴۳۹ بحوالہ پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ۲/ ۱۲۶)

نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آداب قرآن میں لکھا ہے کہ بچے کو حفظ کی ابتداء آخر کی سورتوں سے بہتر ہے۔

کیونکہ بچوں کو ہر سورت کے ختم پر خوشی ہوگی اس سے بچوں کو شوق بڑھے گا اور نماز میں بھی اکثر یہی سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔ (آداب تلاوت صفحہ ۲۶)

قرآن کریم جس کے حفظ کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ علیہ السلام سے ذکر کیا اور نہ یاد ہونے پر پریشانی کا اظہار کیا واقعی ایک نعمت عظمیٰ ہے احادیث میں اس کے کثرت سے فضائل وارد ہوئے ہیں۔ کچھ فضائل اقتصاراً یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

فضائل حفظ قرآن

والدین کو تاج کا پہنایا جانا جس کی روشنی سورج کی مانند ہوگی، حافظ و عامل قرآن کا جنت میں داخلہ اور خاندان کے دس آدمیوں کے بارے میں شفاعت قبول ہونا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے کے نیچے انبیاء اور برگزیدہ لوگوں کے

ساتھ ہونا جو شخص اپنے بچے کو حفظ کرائے وہ چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جائے گا اور بیٹے سے قرآن پڑھنے کو کہا جائے گا ایک آیت پڑھے گا تو باپ کا ایک درجہ بلند ہوگا حتی باقی تمام قرآن پورا اور خود بھی ہر آیت کے بدلے جنت کے ایک درجہ پر چڑھتا جائے گا۔ (ابوداؤد، ترمذی ابن ماجہ فضائل اعمال صفحہ ٢٢٢، ٢٢٦، ٢٢٧، ٢٢٩، دیلمی، احمد نسائی، ابن حبان)

بڑی عمر میں حفظ کرنا

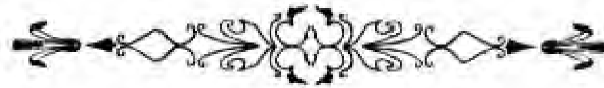
عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ حفظ کی عمر بچپن کی ہوتی ہے بعد میں حفظ بہت ہی مشکل جس کے نتیجہ میں بڑی عمر کے لوگ بالکل حفظ قرآن کو سوچتے ہی نہیں یہ ایک غلط خیال ہے ہاں حفظ بڑی عمر میں مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں ہے۔

تھوڑی سی ہمت کی جائے تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں حضرت شیخ فرید گنج شکر فرماتے تھے کہ تھوڑا تھوڑا ہمت کر کے حفظ شروع کر دیا جائے تو اگر پورا حفظ نہ ہو سکا تو بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حفاظ میں شمار فرمائیں گے اور اس مضمون کو ایک حدیث ثابت کرتے تھے۔ (ہندو پاک میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ٢/١٢٦)

حضرت شیخ نے اسی مضمون کو حدیث سے ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو شخص قرآن یاد کرتا ہوا محنت و مشقت میں مر جائے وہ حفاظ کی جماعت میں شمار ہوگا۔ (فضائل اعمال صفحہ ٢٢٥)

بڑی عمر میں حفظ کرنے والے

بہت سے لوگوں نے بڑی عمر میں حفظ کیا ہے چنانچہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا فضل حق خیر آبادی رحمہم اللہ تعالیٰ نے تو آخر عمر میں قرآن حفظ کیا، مولانا عبدالحئی رحمہ اللہ تعالیٰ استاد جامعہ عثمانیہ دکن اسی طرح بہت سے لوگوں نے بڑی عمر اور سن کہولت میں قرآن حفظ کیا ہے۔ (دیکھیں ہندو پاک میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت ٢/٤٤)



باب ما يقول من أصيب بمصيبة

جس شخص کو کوئی مصیبت پیش آئے تو اس کو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

کسی تکلیف کے پہنچنے پر اس مشکل گھڑی میں صبر کرنا اور اللہ تعالیٰ سے راضی برضا رہنا، اللہ تعالیٰ اس پر کیا ثواب عطا فرماتے ہیں؟ کسی کے انتقال پر صبر کرنا، اس سے تعزیت کرنا، تعزیت کا ثواب، کفن دفن اور قبرستان جانے کے آداب کے بیان میں مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے سات باب اور ان کے ذیل میں سولہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۵۸۰) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد بن سلمة، عن ثابت البناني، عن ابن عمر بن أبي سلمة، عن أبيه، عن أم سلمة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، قالت: قال رسول الله ﷺ: إذا أصابت أحدكم مصيبة فليقل:

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَأَبْدِلْنِيْ بِهَا خَيْرًا مِّنْهَا﴾

اخرجه عبدالرزاق في «المصنف» (۳/۵٦٤/٦٧٠١) واحمد في «مسنده» (۲۷/٤) والمسلم (۹۱۸/۱۳۲/۲) (۳۰۰/۱) وابوداؤد (۳۱۱۹/۱۹۱/۳) (۸۹/۲) والحاكم في «المستدرك» (۱۷/٤-۱۸)

(۵۸۰) تَرْجَمَہ: ”حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کسی کو کوئی مصیبت پیش آئے (خواہ چھوٹی ہو یا بڑی) تو وہ یہ دعا پڑھے:“

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا وَأَبْدِلْنِيْ بِهَا خَيْرًا مِّنْهَا.﴾

تَرْجَمَہ: ”بے شک ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں ثواب عطا فرمایئے اور جو چیز آپ نے مجھ سے لے لی ہے اس سے بہتر چیز عطا فرمایئے۔“

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جو اس دعا کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس مصیبت میں ثواب عطا فرماتے ہیں اور اس کو فوت شدہ چیز کے بدلے اس سے اچھی چیز عنایت فرماتے ہیں۔ (مسلم ۱/۳۰۰)

صرف دعا پڑھنا نہیں بلکہ صبر کرتے ہوئے اس دعا کو پڑھنا چاہئے اگر بے صبری غم کے تکدر اور اظہار کے ساتھ یہ دعا پڑھی تو یہ ثواب نہیں ملے گا بلکہ یہ تو بہت بری بات ہے اور رضا الٰہی سے ناراضگی ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ تو ایک اچھے عمل (دعا پڑھنے) کو برے عمل (بے صبری کا اظہار کرنے) کے ساتھ ملاتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۳۱)

باب ما يقول إذا أصيب بولده

جب کسی کا بچہ فوت ہو جائے تو اس کو کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٥٨١) - أخبرنا أبو أحمد بن الحسين بن عبدالجبار الصوفي، حدثنا أبو نصر التمار، ثنا حماد بن سلمة، عن أبي سنان، قال: دفنت ابني سنانا، وابو طلحة الخولاني على شفير القبر، فلما أردت الخروج أخذ بيدي، ثم قال: ألا أبشرك؟ حدثني الضحاك بن عبدالرحمن بن عرزب عن ابى موسى الأشعرى رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إذا قبض ولدا المسلم قال الله عزوجل للملائكة: قبضتم ولد عبدى؟ قالوا: نعم، قال: فماذا قال؟ قالوا: استرجع وحمد، قال: ابنوا له بيتا في الجنة، وسموه بيت الحمد.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤/٤١٥) والترمذى (٣/٣٤١/١٠٢١) (١/١٩٨) وابن حبان فى «صحيحه» (٧/٢١٠/٢٩٤٨) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٤/٦٨/٢٩٣٨) وفى «شعب الايمان» (٧/١١٨/٩٦٩٩)

(٥٨١) ترجمہ: ''حضرت ابوسنان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے بیٹے سنان کو دفن کیا۔ حضرت ابوطلحہ خولانی رحمہ اللہ تعالیٰ قبر کے کنارے پر تھے۔ جب میں نے جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا پھر فرمایا: کیا میں تمہیں (ایک) خوشخبری نہ دوں مجھے ضحاک بن عبدالرحمٰن بن عرزب نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب مسلمان کا بچہ (خواہ بیٹا پوتا یا نواسا ہو) فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں (کیا) تم میرے بندے کے بچے کو لے آئے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں: جی ہاں! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: میرے بندے نے (اس پر) کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور (الحمد للہ کہہ کر) آپ کی تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس گھر کا نام بیت الحمد یعنی تعریف کا گھر رکھو۔''

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے مؤمن بندے کے لئے سوائے جنت کے کوئی بدلہ نہیں جب کہ میں اس کی دنیاوی چیزوں میں سے کسی محبوب ترین چیز اس سے لے لیتا ہوں پھر وہ (اس پر مجھ سے) ثواب کی امید رکھتا ہو۔
(بخاری عن ابی ہریرہ فتوحات ربانیہ ۴/۱۲۳)

یہ بدلہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر پر راضی رہنے (اور جزع فزع نہ کرنے) کی وجہ سے ملتا ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس نے ہمارے لئے اس چیز میں بھی ثواب رکھا جس کے بغیر ہمارے لئے کوئی چارہ نہ ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۲۳، ۱۲۴)

نوع آخر:

(۵۸۲) - أخبرنا الحسين بن عبيدالله القطان، حدثنا موسى بن مروان، ثنا يوسف بن الفرق، عن عثمان بن مقسم، عن علقمة ببن مرثد، عن ابن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من أصيب بمصيبة فليذكر مصيبته بی، فإنها من أعظم المصائب).

يجئى تخريجه (برقم ۵۸۳)

(۵۸۲) ترجمہ: ''حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کو کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ میری مصیبت یاد کرے کیونکہ وہ بڑی مصیبتوں میں سے ہے۔''

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی کو کوئی مصیبت پیش آئے جیسے اس کا بچہ فوت ہو جائے یا کوئی اور مصیبت پیش آئے تو وہ بڑی مصیبت کو یاد کرے اور وہ بڑی مصیبت میرا دنیا سے چلا جانا ہے۔ یہ ایسی جدائی ہے جس میں آخرت کے علاوہ کوئی ملاقات نہیں ہے۔ ہر مؤمن کے لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرتا ہو جس میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتا ہو اس کے لئے یہ بڑی مصیبت ہے۔ (حاشیہ ابن سنی ۵۳۴، ۵۳۵)

(۵۸۳) - حدثنا محمد بن حريم بن مروان، ثنا هشام بن عمار، ثنا حاتم ابن إسماعيل، ثنا فطر بن خليفة، عن عطاء بن أبي رباح، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من أصابته منكم مصيبة فليذكر مصيبته بی، فإنها من أعظم المصائب).

اخرجه الدارمي فی «سننه» (۸٤/٥٣/١) وابن عبدالرزاق فی «المصنف» (٦٧٠٠/٥٦٤/٣) وابن قانع فی «معجم الصحابه» (٣٢٣/١) وابن عبدای فی «الكامل» (١٧٤/٥) والبيهقی فی «شعب الايمان» (١٠١٥٢/٢٣٩/٧)

(۵۸۳) ترجمہ: ''حضرت عطا بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے کیونکہ وہ بڑی مصیبتوں میں سے ہے۔''

فائدہ: ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں جس کے دو بچے آگے چلے گئے (یعنی فوت ہو گئے) تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: اگر آپ کی امت میں سے کسی کا ایک بچہ آگے چلا گیا ہو تو (کیا اس کو بھی یہی ثواب ملے گا؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے موفقہ! اگر ایک بچہ بھی آگے چلا گیا ہو تب بھی۔ (اللہ تعالیٰ اس کو یہی ثواب عطا فرمائیں گے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: آپ کی امت میں سے اگر کسی کا کوئی بچہ فوت نہ ہوا (تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کیا معاملہ ہوگا؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو (پھر) میں اپنی امت کے لئے آگے بھیجا ہوا ہوں گا ان کو مجھ جیسی مصیبت پیش نہیں آئی ہوگی یعنی میرے دنیا سے چلے جانے کی مصیبت جیسی مصیبت ان کو نہ پہنچی ہوگی کیونکہ میری مصیبت ان کے لئے تمام مصیبتوں سے بڑی مصیبت ہے۔ (حاشیہ ابن سنی صفحہ ۵۳۵)

باب ما يقول إذا وضع ميتا في قبره

میت کو قبر میں رکھتے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٥٨٤) - أخبرنا حامد بن شعيب، ثنا سريج بن يونس، ثنا أبو خالد الأحمر، عن حجاج، عن نافع، عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، قال: كان النبي ﷺ إذا وُضِعَ الميِّتُ في القبر قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.﴾

اخرجه ابوداؤد (٣/٢١٤/٣٢١٣) (٢/١٠٢) وابن ماجه (١/٤٩٤/١٥٥٠) (ص١١١) والترمذی (٣/٣٦٤/١٠٤٦) (١/٢٠٢) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ١٠٨٨) وابن حبان فی «صحیحه» (٧/٣٧٦/٣١١٠)

(۵۸۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کسی میت کو قبر میں رکھتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.﴾

ترجمہ: ”(ہم اس کو) اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت (ملت) پر (دفن کرتے ہیں)۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہیں۔

❶ رسول اللہ ﷺ کا صحابہ کے دفن میں شریک ہونا۔

❷ میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھنا۔

دفن کے چند آداب: میت کو قبلے کی جانب سے قبر میں اتارا جائے۔ قبر میں رکھتے وقت مذکورہ بالا دعا پڑھی جائے۔

حاضرین قبر پر تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھ سے مٹی ڈالیں۔ مٹی ڈالنا سر کی جانب سے شروع کریں اور پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے وقت "منها خلقنكم" اور دوسری مرتبہ "وفِيْهَا نُعِيْدُ كُمْ" اور تیسری مرتبہ "ومنها نُخْرِجُكُمْ تارةً اخرى" پڑھیں۔

(کتاب الاذکار صفحہ ۱۵۴)

میت کو قبر میں رکھ کر دائیں پہلو پر میت کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے صرف منہ قبلہ کی طرف کر دینا کافی نہیں بلکہ پورے بدن کو اچھی طرح کروٹ دینی چاہئے۔ (اصلاح انقلاب امت بحوالہ احکام میت صفحہ ۸۹)



باب ما يقول إذا فرغ من دفن الميت

میت کے دفن سے فارغ ہونے کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(۵۸۵) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إسحاق بن أبي إسرائيل، ثنا هشام ابن يوسف، ثنا عبدالله بن بجير، أنه سمع هانيا مولى عثمان بن عفان رضي الله تعالى عنه، قال: كان النبي ﷺ إذا فرغ من دفن الميت قال: (استغفروا لأخيكم، وسلوا الله التثبيت، هو الآن يسال).

اخرجه ابوداؤد (۳/۲۱۵/۳۲۲۱) (۲/۱۰۳) وابن ابی العاصم فی «الزهد» (۱/۱۲۹) والبیهقی فی «السنن الکبری» (٤/٥٦/٦٣٨٥٦) وابوعبدالله المقدسی فی «الاحادیث المختاره» (٤/٥٢٢) والرافعی فی «التدوین فی اخبار قزین» (۱/۲۰٥)

(۵۸۵) ترجمہ: ”حضرت ہانی جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو ارشاد فرماتے: اللہ تعالیٰ سے اپنے بھائی کے گناہوں کی معافی مانگو اور اللہ تعالیٰ سے اس کے ایمان پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اس وقت اس سے (اللہ تعالیٰ، دین اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں) سوال کیا جارہا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے۔

دفن کے بعد قبر پر ٹھہر کر میت کے لئے دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدمی عطا فرمائے مستحب ہے کیونکہ مؤمن کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے جواب کا الہام فرماتے ہیں۔ (نزہۃ المتقین ۱/۸۱۱)

دفن کے بعد کے چند اور آداب

دفن کے بعد تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بارے میں روایت میں ہے کہ اتنی دیر ٹھہرا جائے جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کرلیا جائے۔

یعنی جتنا وقت ان دونوں کاموں میں لگتا ہے اتنی دیر ٹھہرنا چاہئے۔ عرب کے لوگ یہ دونوں کام نہایت جلدی کرلیا کرتے تھے اگر عصر کے بعد یہ دونوں کام کرتے تو مغرب تک فارغ ہوجاتے تھے۔ (حاشیہ احکام میت صفحہ ۹۲)

اس موقع پر قرآن کریم پڑھنا اور میت کو ایصال ثواب کرنا مستحب ہے۔ (شامی بحوالہ احکام میت صفحہ ۹۲)

دفن کے بعد قبر کے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات مفلحون تک اور پاؤں کی جانب آخری آیات امن الرسول سے ختم سورت تک پڑھنا مستحب ہے۔ (مشکوٰۃ، شعب الایمان صفحہ ۱۴۹)

باب تعزية أولياء الميت

میت کے اولیاء سے تعزیت کرنا

تعزیت لغت میں صبر دلانے کو کہتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۱۳۷)
جس گھر میں غمی ہو ان کے یہاں تعزیت کے لئے جانا مستحب ہے۔
میت کے متعلقین کو تسکین و تسلی دینا صبر کے فضائل سنا کر ان کو صبر کی رغبت دلانا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا نیک کام ہے اسی کو تعزیت کہتے ہیں۔ (بہشتی گوہر بحوالہ احکام میت صفحہ ۹۶)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی تعزیت کے لئے تشریف لے جاتے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ چنانچہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب میں دو احادیث تعزیت کے فضائل میں بیان فرمائی ہیں۔

(٥٨٦) - حدثنا إسحاق بن إبراهيم بن يونس، ثنا الحسين بن على ابن يزيد الصدائى، ثنا حماد بن الوليد، عن سفيان الثورى، عن محمد ابن سوقه، عن إبراهيم، عن علقمة عن الأسود، عن عبدالله رضي الله تعالى عنه، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: (من عزى مصابا، كان لهٔ مثل أجره).

اخرجه ابن ماجه (١٦٠٢/٥١١/١) (ص١١٥) والترمذى (١٠٧٣/٣٨٥/٣) (٢٠٥/١) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١٢٢٣) وابن عدى فى «الكامل» (٩٩/٦) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٦٨٨٠/٥٩/٤)

(۵۸۶) **ترجمہ**: ”حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کے لئے (بھی) اس مصیبت زدہ کا اجر (وثواب) ہے۔“

فائدہ: تعزیت کی کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس مصیبت زدہ کو صبر دلایا۔

تعزیت میں کیا کہا جائے:

تعزیت میں ایسی بات کی جائے جس سے اس کا غم ہلکا ہو جائے جیسے یوں کہا: تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں سب کو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے دے دیا اور جو لے لیا وہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے صبر کا ثواب یاد دلائے اور حد سے زیادہ رونے دھونے پر خوف دلائے کہ اس سے اجر ضائع ہو جاتا ہے اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرے۔
(فتوحات ربانیہ ۴/۱۳۷)

تعزیت کب اور کتنی مرتبہ کی جائے

تعزیت دفن کے بعد افضل ہے۔ جس گھر میں غمی ہو وہاں تین دن میں ایک مرتبہ تعزیت کے لئے جانا مستحب ہے۔ تین

دن میں دوسری مرتبہ جانا مکروہ ہے۔ سب سے افضل پہلا دن ہے۔

تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن جو شخص تعزیت کرنے والا ہو یا جس کے پاس تعزیت کے لئے جانا ہو دونوں سفر میں ہوں تو تین دن کے بعد تعزیت کے لئے جانا مکروہ نہیں ہے۔ (درمختار وردالمحتار ۱/۲۴۱)

اہل میت کے لئے کھانا بھیجنا

اہل میت کے پڑوسیوں اور دور کے رشتہ داروں کے لئے ایک دن ایک رات کا کھانا تیار کر کے میت والوں کے ہاں بھیجیں اگر وہ غم کی وجہ سے نہ کھاتے ہوں تو اصرار کر کے کھلائیں۔ (شامی بحوالہ احکام میت صفحہ ۹۸)

رسول اللہ ﷺ کو جب حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر آئی تو فرمایا: جعفر کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کیا جائے وہ اس اطلاع کی وجہ سے اس طرف توجہ نہیں کر سکیں گے۔ (ترمذی ابن ماجہ بحوالہ احکام میت صفحہ ۹۸)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ تین دن تک کھانا لے جانا جائز ہے اور ان کو اصرار کر کے کھلایا جائے۔ (مرقاۃ ۴/۹۶)

اسی طرح جو لوگ میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں مشغول ہوں ان کو بھی یہ کھانا کھلانا جائز ہے۔ (احکام میت صفحہ ۹۹)

اس کے علاوہ جو لوگ تعزیت کے لئے آتے ہیں ان کے لئے کھانا پکانا اور دعوت کرنا سب بدعت ہے دعوت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے ان آنے والوں کو بھی خیال کرنا چاہئے کہ اگر کھانا نہیں بھیجتے تو کم از کم میت والوں پر بوجھ نہ بنیں۔ (احکام میت صفحہ ۹۹)

میت کی طرف سے سات دن تک کچھ نہ کچھ اللہ تعالیٰ کے نام پر خرچ کرنا بھی مستحب ہے۔ (مظاہر حق ۲/۱۶۷)

(۵۸۷) - أخبرنا الحسين بن عبدالله القطان، حدثنا محمد بن وهب، ثنا محمد بن سلمة، عن أبي عبدالرحيم، حدثني أبو محمد، عن يحيى بن الجزار، عن أبي رجاء العطار دي، عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه و عمران ابن حصين رضي الله تعالى عنه، عن رسول الله ﷺ، قال: قال موسى عليه السلام لربه، عزوجل، ما جزاء من عزى الثكلى؟ قال: أجعله في ظلي يوم لا ظل إلا ظلّي.

اخرجه ابن شاهين في «فضائل اعمال» (۲/۳۳۹/۴۰۸) والديلمي في «مسند الفردوس» كما في «فيض القدير» (۴/۵۰۲) والطبراني في «الدعا» (رقم ۱۲۲۴)

(۵۸۷) ترجمہ: ”حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے پوچھا: اس شخص کو کیا ثواب ملے گا جو ایسی عورت کی تعزیت کرے جس کی کوئی اولاد فوت ہوگئی ہو؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں (قیامت کے دن) اس کو اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دوں گا جس دن میرے (عرش کے) سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔“

فَائِدَة: ایک روایت میں ہے کہ جوایسی عورت کی تعزیت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ایک چادر پہنائیں گے۔
(ترمذی ۱/۲۰۶)

ایک روایت میں ہے کہ کوئی مؤمن اپنے بھائی کو پیش آنے والی مصیبت پر اس کی تعزیت کرتا ہے تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کو کرامت کا لباس پہنائیں گے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۵)

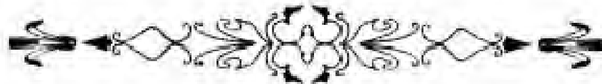
ایک حدیث میں ہے کہ جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی اس کو اس جیسا ہی ثواب ملے گا۔ (ابن ماجہ صفحہ ۱۱۵، ترمذی ۱/۲۰۵)

میت پر صبر کرنے کا ثواب

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے کے کسی پیارے کو اٹھالوں پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے تو میرے پاس اس کے لئے جنت کے علاوہ کوئی بدلہ نہیں ہے۔ (بخاری بحوالہ احکام میت صفحہ ۹۴)

ایک صحابی کو جن کا بچہ فوت ہو گیا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں (ان دو باتوں میں سے) کونسی بات زیادہ پسند ہے ایک یہ کہ تم اپنی زندگی میں اس سے فائدہ اٹھاؤ دوسری یہ کہ کل جب تم جنت کے دروازے پر جاؤ تو تم اپنے بیٹے کو اس حال میں پاؤ کہ وہ تم سے پہلے جنت میں جا کر تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھولے۔ صحابی نے عرض کیا: مجھے تو یہ پسند ہے کہ وہ مجھ سے پہلے جنت میں جائے اور میرے لئے جنت کا دروازہ کھولے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہی تمہارے لئے ہے یعنی یہ بچہ تمہارے لئے جنت کا دروازہ کھولے گا۔ (نسائی ۱/۲۹۶)



باب ما يقول إذا خرج إلى المقابر

جب قبرستان جائے تو کون سی دعا پڑھنی چاہئے

رسول اللہ ﷺ کا معمول مسلمانوں کی قبروں پر جانا اوران کے لئے دعا کرنا تھا۔ اس طرح آپ ﷺ لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے چنانچہ آپ علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تم کو موت کی یاد دلاتی ہیں۔ (مسلم ۱/۳۱۴)

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بیان میں دو باب جو احادیث پر مشتمل ہیں ذکر فرمائے ہیں۔

(۵۸۸) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا القعنبي، عن مالك، عن العلاء ابن عبدالرحمن، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ خرج إلى المقبرة، فقال:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَنْ قَرِيْبٍ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (۲/۳۰۰) والمسلم (۱/۲۱۸/۲٤۹) (۱/۱۲٦) وابوداؤد (۳/۲۱۹/۳۲۳۷) (۲/۱۰۵) والنسائي في «السنن الكبرى» (۱/۹۵/۱٤۳) والطبراني في «الدعا» (رقم ۱۲٤٤)

(۵۸۸) ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے (اور) فرمایا:“

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَنْ قَرِيْبٍ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.﴾

ترجمہ: ”اے مؤمنوں کی بستی کے رہنے والو! تم پر سلام ہو اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔“

فائدہ: قبروں کی زیارت کرنا سنت ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۳۱۴)

قبروں کی زیارت کے فوائد:

1. قبور کی زیارت دل کو نرم کرتی ہے۔
2. آنکھوں کو رلاتی ہے۔
3. آخرت کو یاد دلاتی ہے۔ (حاکم عن انس مرقاۃ ۴/۱۱۴)
4. ایک روایت میں ہے کہ دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے۔ (ابن ماجہ، عن ابن مسعود)
5. ایک روایت میں ہے کہ اس میں تمہارے لئے عبرت ہے۔ (طبرانی عن ام سلمہ مرقاۃ ۴/۳۱۴)
6. مردوں کے لئے رحمت ومغفرت کی دعاء کا موقع ملتا ہے جو مسنون ہے۔ (مظاہر حق ۲/۱۶۶)

نوع آخر:

(۵۸۹) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا عبدة بن عبدالله الصفار، ثنا معاوية بن هشام، ثنا سفيان الثوری، عن علقمة بن مرثد، عن سليمان ابن بريدة، عن أبيه رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: كان النبی ﷺ يعلمهم إذا خرجوا إلى المقابر، فكان قائلهم يقول:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۵۳/۵) والمسلم (۹۷۵/۶۷۱/۲) (۳۱٤/۱) وابن ماجه (۱۵٤۷/٤۹٤/۱) (ص۱۱۱) وابن حبان فی «صحيحه» (۳۱۷۳/٤٤٦-٤٤٥/۷) والبيهقی فی «السنن الكبرى» (۷۰۰۵/۷۹/٤)

ایک اور حدیث:

(۵۸۹) تَرْجَمَہ: ”حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو سکھایا کرتے تھے کہ جب وہ قبرستان میں جائیں تو وہاں ان میں دعا پڑھنے والا یہ دعا پڑھے:“

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ، نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.﴾

تَرْجَمَہ: ”اے مؤمنوں کی بستی کے رہنے والو! ہم (بھی) ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں تم ہم سے پہلے جانے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔“

فَائِدَۃ: اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے:

1. مردوں کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔
2. خود کو بھی دعا میں شریک کرنا چاہئے۔
3. سلام اور دعا اہل ایمان کے ساتھ خاص ہے۔ (نزہۃ المتقین ۱/۵۰۰)

مردوں کو سلام کا ثواب

جو شخص قبرستان میں مردوں کو سلام کرے تو اس کو اس قبرستان میں مدفون مردوں کی تعداد کے برابر فرشتے جواب دیتے ہیں۔ (عقیلی عن ابی ہریرہ مرقاۃ ۴/۱۱۶)

دوسرے دنوں کی نسبت جمعہ کے دن زیارت قبور کے لئے جانا افضل ہے۔ (مرقاۃ ۴/۱۱۵)

جو شخص اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کے لئے جمعہ کے دن جائے تو اس کا یہ عمل حج کے برابر ہے۔
(ابونعیم مظاہرحق ۲/۱۶۷)

نوع آخر:

(۵۹۰) - أخبرنا أبو العباس بن قتيبة، حدثنا محمد بن عمر العنزى، ثنا عبدالله بن وهب، عن يزيد بن عياض، عن عبدالرحمن الأعرج، عن أبى هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، أن رسول الله ﷺ كان إذا مر بالمقابر قال:

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَالصَّالِحِيْنَ وَالصَّالِحَاتِ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.﴾

ذكره السيوطى فى «الجامع الصغير» (۱/۱٤٠) وعزاه الى ابن سنى ويعضده الحديث السابق.

ایک اور حدیث:

(۵۹۰) تَرْجَمَۃ: ''حضرت ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قبرستان پر سے گزرتے تو یہ دعا پڑھتے:''

﴿سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَالصَّالِحِيْنَ وَالصَّالِحَاتِ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.﴾

تَرْجَمَۃ: ''اس بستی کے مؤمنوں، مسلمانوں اور نیکوکار لوگو! تم پر سلام ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔''

فَائِدَۃ:

زیارت قبور کے آداب

❶ صاحب قبر کی طرف منہ کر کے اس طرح کھڑا ہو کہ پشت قبلہ کی طرف ہو۔
❷ جس طرح زندگی میں آداب کی رعایت کرتا تھا اسی طرح قبر پر بھی کرے یعنی اگر زندگی میں ملاقات کے وقت ادباً قریب نہ بیٹھتا تھا قبر پر بھی اسی ادب کی رعایت کرے اور اگر تعلق یا عقیدت کی وجہ سے قریب بیٹھتا تھا تو اسی طرح بیٹھے۔
❸ قبر پر پہنچ کر سلام کرے۔
❹ قبر کا بوسہ نہ لے ہاں والدین کی قبر کو بوسہ دے سکتے ہیں۔
❺ قبر کو سجدہ کرنا، رکوع کرنا، قبر کی مٹی منہ پر ملنا جائز نہیں ہے۔ (کلہ من المرقاۃ ۴/۱۱۴، ۱۱۵)

نوع آخر:

(۵۹۱) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن الصباح الدولابي، ثنا شريك عن عاصم بن عبيدالله، عن عبدالله بن عامر، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: فقدت رسول الله ﷺ، فاتبعته، فأتى البقيع، فقال:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَ إِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُمْ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٧١/٦) وابن ماجه (١٥٤٦/٤٩٣/١) (ص١١١) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٢٨٨/٥-٨٩١٢/٢٨٩) وابويعلى فى «مسنده» (٤٥٩٣/٦٩/٨) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١٢٤٧) باختلاف يسير.

ایک اور حدیث:

(۵۹۱) تَرجَمَہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اپنے گھر میں) نہ پایا۔ (تو) میں آپ کے پیچھے (تلاش کے لئے) گئی (میں نے دیکھا کہ) آپ ﷺ بقیع (قبرستان) آئے ہیں (وہاں آکر) آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی:''

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ، أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَ إِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُمْ.﴾

تَرجَمَہ: ''مؤمنو کی بستی والو! تم پر سلام ہو، تم ہم سے پہلے جانے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اور ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! آپ ہمیں ان کے ثواب سے محروم نہ کیجئے اور ان کے بعد گمراہ نہ کیجئے۔''

فَائِدَہ: ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ قبرستان جانا مستحب ہے۔ ورنہ مہینہ میں جانا چاہئے۔

عورتوں کا قبرستان جانا

عورت خواہ بوڑھی ہو یا جوان سب کا روضۂ اقدس پر حاضری کے لئے جانا جائز ہے۔ (مظاہر حق ۱۶۶/۲)

عام قبرستان میں اگر عورت جوان ہو تو جانا جائز نہیں ہے اور اگر بوڑھی ہو تو غیر شرعی امور کرنے کا اندیشہ نہ ہو اور عبرت کے لئے ہو تو جائز ورنہ ناجائز ہے۔ (ملخص شامی بحوالہ امداد الفتاوی ۵۲۰/۱)

نوع آخر:

(۵۹۲) - حدثني علي بن أحمد بن سليمان، ثنا هارون بن سعيد، أخبرني أنس بن عياض،

عن شريك بن أبي نمر، عن عطاء بن يسار، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: كان رسول الله ﷺ كلما كانت ليلتي منه يخرج من آخر الليل إلى البقيع، فيقول:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا وَ إِيَّاكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ﴾

يستغفر لهم مرتين، أو ثلاثا.

اخرجه مسلم (۲/۶۶۹/۹۷٤) (۱/۳۱۳) والنسائی فی «السنن الكبرى» (۱/۲۱۶۶/۶۵۶) وابن حبان فی «صحيحه» (۱۰/۳۸۲/٤۵۲۳) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ۱۲٤۷) البيهقی فی «السنن الكبرى» (٤/۷۸/۷۰۰۲)

ایک اور حدیث:

(۵۹۲) **ترجمہ:** ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: جب بھی رسول اللہ ﷺ کی میرے ہاں رات (ٹھہرنے) کی باری ہوتی تو آپ ﷺ رات کے آخری حصے میں بقیع قبرستان تشریف لے جاتے اور یہ دعا پڑھتے:''

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَ إِنَّا وَ إِيَّاكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ، وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا--تُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ﴾

ترجمہ: ''اے مؤمنو کی بستی والو تم پر سلام ہو۔ بے شک ہم سے اور تم سے جس چیز کا وعدہ کیا گیا ہے اس کا وقت کل (قیامت) مقرر کیا گیا ہے۔ بلاشبہ ہم بھی تمہارے پاس آنے والے ہیں اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرمائیے۔''

فائدہ: ''غرقد'' ایک درخت کا نام ہے جو خاردار جھاڑی کی صورت میں ہوتا ہے مدینہ کا قبرستان جنت البقیع کا اصلی نام بقیع الغرقد اسی لئے ہے کہ جس جگہ یہ قبرستان ہے پہلے وہ غرقد کی جھاڑیوں کا خطہ تھا۔ (مظاہر حق ۴/۹۵۸)

قبر پر قرآن کریم کی تلاوت مکروہ نہیں ہے۔ (مظاہر حق ۱۰/۱۶۷)

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دفن کے بعد عام قرآن پاک پڑھنا مستحب ہے۔ قبر پر جا کر کچھ نہ کچھ قرآن پاک پڑھ کر ایصال ثواب کرے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۰۰)

ایصال ثواب کا طریقہ

ایصال ثواب کا شریعت میں اتنا ثبوت ہے کہ کسی نے کوئی نیک کام کیا خواہ نفل پڑھے یا قرآن شریف یا کوئی مالی اعتبار سے اللہ کے راستے میں کچھ خرچ کیا اور جو کچھ اس کا ثواب ملا اس کو کسی کو دے دیا اللہ تعالیٰ سے یوں کہا کہ اے اللہ! جو کچھ میں

نے یہ نیک کام کیا اس کا ثواب فلاں (خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ) کو دے دیجئے یہی ایصال ثواب کی حقیقت ہے نہ دن مقرر کرنے کی ضرورت اور نہ آدمیوں کے جمع ہونے کی ضرورت اور نہ خاص عبادت یا خاص جگہ یا کوئی طریقہ بلکہ جو شخص جہاں بھی جتنا بھی کوئی نیک عمل کرے دوسرے کو اس کا ثواب پہنچا سکتا ہے۔ (احکام میت صفحہ ۱۰۲)

(مزید تفصیل کے لئے بھی حوالہ مذکورہ دیکھیں)۔

نوع آخر:

(۵۹۳) - أخبرنا محمد بن جرير الطبرى، ومسلم بن معاذ، قالا: حدثنا إبراهيم بن أحمد بن عمرو الضحاك، ثنا عبدالوهاب بن حامد التيمى، ثنا حبان بن على العنزى، عن الأعمش، عن أبى رزين، عن عبدالله بن مسعود، رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كان رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا دخل الجبانة يقول:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيَّتُهَا الْأَرْوَاحُ الْفَانِيَةُ، وَالْأَبْدَانُ الْبَالِيَةُ، وَالْعِظَامُ النَّخِرَةُ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا، وَهِيَ بِاللّٰهِ مُؤْمِنَةٌ، اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عَلَيْهِمْ رَوْحًا مِّنْكَ وَسَلَامًا مِّنَّا.﴾

ذكره السيوطى فى «الجامع الصغير» (١/١٤٠) وعزاهٗ الى ابن سنى واخرجه ابن عبد البر فى «التمهيد» (٢٠/٢٤١)

یک اور حدیث:

(۵۹۳) تَرجَمَہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ جب قبرستان میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔''

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيَّتُهَا الْأَرْوَاحُ الْفَانِيَةُ، وَالْأَبْدَانُ الْبَالِيَةُ، وَالْعِظَامُ النَّخِرَةُ الَّتِيْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا، وَهِيَ بِاللّٰهِ مُؤْمِنَةٌ، اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عَلَيْهِمْ رَوْحًا مِّنْكَ وَسَلَامًا مِّنَّا.﴾

تَرجَمَہ: ''سلامتی ہو تم پرانے فانی روحو، بوسیدہ بدنو اور ریزہ ریزہ ہڈیو! جو دنیا سے اس حال میں گئیں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی تھیں۔ اے اللہ! اپنی طرف سے ان میں روح داخل فرمائیے اور ہماری طرف سے ان کو سلام پہنچا دیجئے۔''

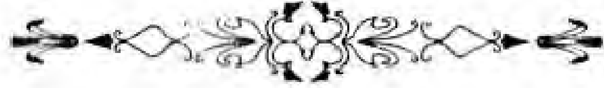
قبرستان میں ایصال ثواب کی فضیلت

فَائِدَہ: جو شخص ۱۱ مرتبہ قل ہواللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخشے تو اس کو اہل قبرستان کی تعداد کے برابر ثواب ملتا

ہے۔ (اخرجہ ابو محمد الترمذی عن مرفوعاً مرقاۃ ۴/۸۱)

جو شخص قبرستان جائے اور سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور الھکم التکاثر پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو قبرستان میں تمام مدفون مردے اس کے لئے شفیع بن جاتے ہیں۔ (اخرجہ ابو القاسم عن ابی ہریرہ مرقاۃ ۴/۸۱)

جو سورہ یس پڑھے اور اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخش دے تو مردوں پر عذاب میں کمی کی جاتی ہے اور مردوں کی تعداد کے بقدر اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (اخرجہ عبد العزیز عن انس مرقاۃ ۴/۸۲)



باب ما يقول اذ امر بقبور المشركين

جب مشرکوں کی قبروں پر گزر رہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

نوع آخر:

(٥٩٤) - حدثنا أبويعلى، حدثنا الحارث بن شريح، ثنا يحيى بن يمان، عن محمد بن عمرو، عن أبى سلمة، عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه، عن النبى ﷺ قال: إذا مررتم بقبورنا وقبوركم من أهل الجاهلية فأخبروهم أنهم من أهل النار.

اخرجه ابن حبان فی «صحيحه» (٨٤٧/١٢٧/٣)

ایک اور حدیث:

(۵۹۴) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم ہمارے اور اپنے اہل جاہلیت کی قبروں کے پاس سے گزرو تو ان کو بتادو کہ وہ اہل جہنم میں سے ہیں۔''

نوع آخر:

(٥٩٥) - حدثنا أبو محمد بن صاعد والقاضى أبو عبيد على بن الحسن ابن حرب، قالا: حدثنا زيد بن أخزم، ثنا يزيد بن هارون، ثنا إبراهيم ابن سعد، عن الزهرى، عن عامر بن سعد، عن أبيه رضي الله تعالى عنه أن أعرابيا قال: يا رسول الله! إن أبى كان يصل الرحم ويفعل ويفعل فأين هو؟ قال: فى النار، فكان الأعرابى وجد من ذلك، فقال: يا رسول الله فأين أبوك؟ فقال له: حيث مررت بقبر كافر فبشره بالنار، قال: ثم إن الأعرابى أسلم، فقال: لقد كلفنى رسول الله ﷺ بعثا ما مررت بقبر كافر إلا بشرته بالنار.

اخرجه معمر بن راشد فى «جامعه» (٤٥٤/١٠) وابن ماجه (١٥٧٣/٥٠١/١) (ص١١٣) والبزار فى «مسنده» (١٠٨٩/٢٩٩/٣) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٣٢٦/١٤٥/١) وابوعبدالله المقدسى فى «الاحاديث المختاره» (١٠٠٥/٢٠٤/٣)

ایک اور حدیث:

(۵۹۵) ترجمہ: ''حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہات کے رہنے والے صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے والد صلہ رحمی کرتے تھے اور ایسے ایسے اور (بھلائی کے) کام بھی کرتے تھے۔ اب وہ کہاں ہوں گے؟ (جنت میں یا جہنم میں) آپ ﷺ نے فرمایا: جہنم میں۔ ان دیہات والے صحابی نے کچھ محسوس

کیا۔ انہوں نے پوچھا (یا رسول اللہ!) آپ کے والد کہاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جب بھی کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرو تو اس کو جہنم کی بشارت دے دو۔ جب وہ دیہات کے رہنے والے صحابی مسلمان ہو گئے تو وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس پیغام پہنچانے کا مکلّف فرمایا ہے کہ میں جب بھی کسی کافر کی قبر پر سے گزروں تو اس کو جہنم کی بشارت دوں۔"

فَائِدَہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے اسلام کا مسئلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین محترمین کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے بعض علماء نے کچھ احادیث ان کے اسلام کے بارے میں نقل فرمائیں جو محققین کے ہاں ضعیف ہیں۔

علامہ شامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے تمام روایات صحیحہ اور ضعیفہ کے درمیان حل کی صورت نکالتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس مسئلہ کا ذکر ادب کے ساتھ کرنا چاہئے اور یہ ان مسائل میں سے نہیں ہے کہ جن کا نہ جاننا نقصان دہ ہو یا قبر یا قیامت میں ان کا سوال ہو اس لئے اس مسئلہ میں خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔ (فتاوی دارالعلوم عزیز الفتاوی ۱/ ۵۸،۵۹)



باب الاستخارة عند طلب الحاجة

ضرورت کے وقت استخارہ کرنا

استخارہ اللہ تعالیٰ سے کسی کام کے کرنے نہ کرنے میں خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ (مرقاۃ ۳/۲۰۹)

حدیث میں آتا ہے کہ جس نے استخارہ کیا وہ نامراد نہ ہوا جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہ ہوا اور جس نے خرچ میں میانہ روی اختیار کی تو وہ کبھی تنگدست نہ ہوا۔ (طبرانی عن انس مرقاۃ ۳/۲۰۹)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرنا آدمی کی خوش نصیبی ہے اور استخارہ نہ کرنا آدمی کی بدبختی ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۸۴)

استخارہ جن دو امور کی ضرورت ہو ان میں کسی کے لئے خیر طلب کرنا ہے۔ استخارہ بہت اہم چیز ہے بعض اوقات آدمی کسی چیز کو چھوٹا سمجھ کر استخارہ نہیں کرتا ہے لیکن اس کا نتیجہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۸۳)

اس لئے ایک روایت میں ہے کہ آدمی کی سعادت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جو استخارہ کرتا ہے وہ نامراد نہیں ہوتا ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۸۴)

استخارہ کی اہمیت کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب اور ان کے ذیل میں تین احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٥٩٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا قتيبة بن سعيد، ثنا ابن أبی الموالی، عن محمد بن المنكدر، عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالى عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارہ كما يعلمنا السورة من القرآن يقول: إذا هم أحد كم بالأمر فليركع ركعتين من غير الفريضة ثم ليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، أَوْ قال: فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ. فَقَدِّرْهُ لِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَ إِنْ كَانَ شَرًّا لِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ وَرَضِّنِيْ بِهِ.﴾

اخرجه البخاری (١١٠٩/٣٩١/١) (١٥٥/١) وابوداؤد (١٥٣٨/٨٩/٢) (٢١٥/١) وابن ماجه (١٣٨٣/٤٤٠/١) (ص٩٨) والترمذی (٣٤٥/٢-٤٨٠/٥٤٦) (١٠٩/١) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم٤٩٨)

(۵۹۶) ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں استخارہ ایسے ہی سکھاتے تھے جیسے قرآن (کریم) کی کوئی سورت سکھاتے ہوں (اور) فرماتے: جب تم میں کوئی (کسی) کام کا ارادہ کرے تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعتیں پڑھے پھر یہ دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَ مَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ، أَوْ قال: فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ. فَقَدِّرْهُ لِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَ إِنْ كَانَ شَرًّا لِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ وَرَضِّنِيْ بِهِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ کے علم کے ذریعے آپ سے بہتری طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کے ذریعے (اس کام کی) قدرت طلب کرتا ہوں، اور آپ کے فضل عظیم اور انعام کا آپ سے سوال کرتا ہوں اس لئے کہ آپ تو (ہر کام کی) قدرت رکھتے ہیں اور میں (کسی بھی کام کی) قدرت نہیں رکھتا ہوں، اور آپ (سب کچھ) جانتے ہیں اور میں (کچھ) نہیں جانتا ہوں اور آپ ہی تمام چھپی ہوئی (باتوں) کو خوب اچھی طرح جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ کو معلوم ہے کہ یہ کام میرے حق میں میرے دین و دنیا اور انجام کے اعتبار سے یا میری دنیوی اور اخروی زندگی کے اعتبار سے میرے حق میں بہتر ہے تو آپ اس کو میرے لئے مقدر فرما دیں اور آسان بنا دیں پھر اس میں میرے لئے برکت بھی عطا فرما دیں اور اگر آپ کو معلوم ہے کہ یہ کام میرے دین و دنیا اور انجام یا میری دنیوی اور اخروی اعتبار سے میرے حق میں بہتر نہیں ہے تو آپ مجھ کو اس کام سے دور کر دیں اور جہاں بھی (جس کام میں بھی) میرے لئے بہتری ہو وہ مجھے نصیب فرما دیں اور پھر مجھے اس سے راضی کر دیں۔''

فائدہ: قرآن کریم کی طرح استخارہ سکھاتے تھے اس سے استخارہ کی انتہائی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۴۴)

استخارہ کس کام کے لئے کیا جائے

فرض و واجب کو کرنے اور حرام و مکروہ کو نہ کرنے کے لئے استخارہ نہیں کیا جاتا ہے۔ استخارہ صرف امر مباح یا مستحب کام جس میں دو امور متعارض اور مقابل ہو جائیں اس میں کیا جاتا ہے جیسے سفر، نکاح وغیرہ۔ (فتح الباری ۱۱/ ۳۴۸)

دو رکعتیں پڑھے۔

کم از کم دو رکعتیں پڑھے اس سے زیادہ بھی صحیح ہے۔ اگر ظہر یا اس کے علاوہ دوسری نماز کی سنتوں کے بعد بھی استخارہ کرے تو جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۱/ ۱۸۵)

نماز کے بعد استخارہ کی دعا کرنا افضل ہے اگر نماز نہ پڑھ سکے تو صرف استخارہ کی دعا بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(فتوحات ربانیہ ۳/ ۳۴۸)

استخارہ کے لئے نہ سونا ضروری ہے اور نہ رات کی قید ہے جب چاہے نفل پڑھ کر مسنون دعا پڑھے۔

(حسن العزیز ۳/ ۲۳۴، بحوالہ اسلامی شادی صفحہ ۹۷)

استخارہ کی دعا اردو میں بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن حدیث کے الفاظ بہتر ہیں۔ (افاضات یومیہ ۱۰/ ۱۶۵ بحوالہ اسلامی شادی صفحہ ۹۸)

لیکن بہترین اور باکمال طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز استخارہ کے لئے استخارہ کی نیت سے پڑھے پھر اس کے بعد دعا کرے۔ (فتوحات ربانیہ ۲/ ۳۴۸)

نوع آخر:

(٥٩٧) - أخبرنا الشيخ الإمام أبو محمد الدونى، أخبرنا القاضى أبو نصر الكسار أخبرنا أبو بكر بن السنى، قال: أنا أبو يعلى، حدثنا محمد ابن أبى بكر المقدمى ومحمد بن موسى بن حيان، قالا: ثنا إبراهيم بن أبى الوزير، ثنا زنفل نزيل عرفة، ثنا عبدالله بن أبى مليكة، عن عائشة، عن أبى بكر رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُمَا، قال: كان النبى ﷺ إذا أراد الأمر قال:

﴿اَللّٰهُمَّ خِرْ لِيْ وَاخْتَرْ لِيْ﴾

اخرجه الترمذى (٥/٥٣٥/٣٥١٦) (٢/١٩١) والبزار فى «مسنده» (١/١٨٥/٥٩) وابويعلى فى «مسنده» (١/٤٥/٤٤) وابن عدى فى «الكامل» (٣/٢٣٥) والبيهقى فى «شعب الايمان» (١/٢١٩-٢٢٠/٢٠٤)

ایک اور حدیث:

(۵۹۷) تَرجَمَہ: ''حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ خِرْ لِيْ وَاخْتَرْ لِيْ﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! میرے لئے بھلائی کا معاملہ فرمائیے اور میرے لئے بھلائی کو منتخب فرما دیجئے۔''

فَائِدَہ: یہ ایک مختصر استخارہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ اگر پہلی والی دعا بھی اس کے ساتھ پڑھ لی جائے تو مناسب ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۳/ ۳۵۶)

اسی طرح اس دعا کے ساتھ "مع عافيتك و سلامتك" کہنا بھی بہتر ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/ ۳۵۶)

استخارہ کی حکمت

استخارہ کی حکمت یہ ہے کہ انسان فرشتوں کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام کے منتظر رہتے ہیں اور جب حکم آتا ہے تو وہی کرتے جو حکم ہو اور اپنی چاہت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے کرتے ہیں۔

اسی طرح جب انسان اپنی مرضی اللہ تعالیٰ کو سونپ دیتا ہے تو اس کی حیوانیت ملکیت کے تابع ہو جاتی ہے تو یہ بھی اب فرشتوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کا منتظر ہو جاتا ہے۔ (ملخص بتصرف معارف السنن ۴/ ۲۷۷)



باب كم مرة يستخير الله عزوجل

کتنی مرتبہ استخارہ کرنا چاہئے

(۵۹۸) - أخبرنا أبو العباس بن قتيبة العسقلاني، حدثنا عبيدالله ابن الحميري، ثنا إبراهيم بن البراء، عن النضر بن أنس بن مالك، ثنا أبي عن أبيه، عن جده، قال: قال رسول الله ﷺ: يا أنس إذا هممت بأمر فاستخر ربك فيه سبع مرات، ثم انظر إلى الذي يسبق إلى قلبك فإن الخير فيه.

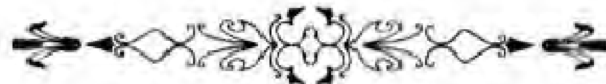
اخرجه الديلمي في «مسند الفردوس» (۸٤٥۱/۳٦٥/۵)

(۵۹۸) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انس! جب تم کسی کام (کے کرنے) کا ارادہ کرو تو اپنے رب سے سات مرتبہ استخارہ کرو پھر دیکھو کہ کیا چیز تمہارے دل میں آتی ہے کیونکہ خیر اسی میں ہے۔''

فائدہ: سات مرتبہ اس لئے فرمایا کہ عموماً سات مرتبہ کے بعد شرح صدر ہو جاتا ہے (اور طبیعت کا میلان ایک طرف ہو جاتا ہے)۔

علماء نے لکھا ہے کہ اگر سات مرتبہ کے بعد بھی شرح صدر نہ ہو تو اگر وہ کام موخر ہو سکتا ہو تو موخر کرے (اور مزید شرح صدر تک استخارہ کرے) ورنہ جس کام کا ارادہ ہو اس کو شروع کرے کیونکہ خیر اسی میں ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۳۵٦)

حدیث میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی استخارہ کی وجہ سے کس طرح حاصل ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بندوں کو تجربہ ہے کہ یہ رہنمائی بسا اوقات خواب یا کسی غیبی اشارے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور کبھی خود ہی دل میں اس کام کرنے کا داعیہ بڑھ جاتا ہے یا دل اس سے بالکل ہٹ جاتا ہے۔ (معارف الحدیث ۳/۳٦۸)



باب خطبة النكاح

نکاح کا خطبہ

نکاح ایک اہم بشری ضرورت ہے جس کی ترغیب شریعت نے آدھے ایمان کی تکمیل کہہ کردی ہے، نکاح کرنا، پیغام نکاح دینا، عورتوں کے حقوق اور ان سے نرمی ومہربانی سے پیش آنا، میاں بیوی کا میل ملاپ، ایک دوسرے کے راز کی حفاظت کرنا، آپس میں ہنسنا، ہنسانا اور مختلف حقوق دولہا دلہن کو کن الفاظ میں مبارک باد دینی چاہئے اور جب پہلی مرتبہ بیوی سے ملاقات ہوتو کیا کرنا چاہئے نیز صحبت کے آداب اور مختلف اوقات میں کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں اس کے لئے مصنف رَحِمَهُ اللهُ تَعَالیٰ نے انیس باب اوران کے ذیل میں چوبیس احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(۵۹۹) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي ومحمد ابن كثير، قالا: ثنا شعبة عن أبي إسحاق، قال: سمعت أبا عبيدة، عن عبدالله رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قال: علمنا رسول الله ﷺ خطبة الحاجة:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوْ إِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ. نَسْتَعِيْنُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.﴾

ثم يقرأ ثلاث آيات:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا تَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾

إلى قوله تعالىٰ:

﴿وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾

إلى قوله تعالىٰ:

﴿فَوْزًا عَظِيْمًا﴾

ثم يكلم بحاجته.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۹۲/۱) وابوداؤد (۲۳۸/۲-۲۱۱۸/۲۳۹) (۲۸۸/۱) وابن ماجه (۱۸۹۲/۶۰۹/۱) (ص۱۳۶) والترمذی (۱۱۰۵/٤۱۳/۳) (۲۱۰/۱) والنسائی فی «السنن الکبری» (۱۷۰۹/۵۲۹/۱)

(۵۹۹) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ حاجت سکھایا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوْ إِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ. نَسْتَعِيْنُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.﴾

ترجمہ: ”اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں (اور) ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگتے ہیں، اپنے نفس اور برے اعمال کے شر سے اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ چاہتے ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیں اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دیں اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ (اپنی ذات و صفات میں) یکتا ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔“

پھر تین آیتیں پڑھتے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَفْسٍ وَّاحِدَةٍ الی ...... ان اللّٰه كان عليكم رقيباً﴾

ترجمہ: ”اے لوگو تم اپنے پروردگار (کی نافرمانی) سے ڈرو جس نے تم (سب) کو ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اس کے جوڑے (بیوی کو) بھی اس سے ہی پیدا کیا اور ان دونوں (میاں بیوی) سے بہت سے مرد اور عورتیں (دنیا میں پیدا کئے اور) پھیلا دیئے اور اس اللہ (کے عذاب) سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق کا) مطالبہ کرتے ہو (یعنی کہتے ہو خدا سے ڈر کہ میرا حق دے دو اور تمام احکامات الٰہیہ خصوصاً) قرابت (کے حقوق ضائع کرنے) سے بھی ڈرو (یاد رکھو) بے شک اللہ تعالیٰ تم سب (کے حالات) کی خبر رکھتے ہیں۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا تَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم اللہ (کے عذاب) سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور (یاد رکھو)

تمہیں موت اسلام میں ہی آئے (یعنی ایسے کامل تقویٰ اور اسلام پر قائم رہنا)۔"

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا للّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا﴾

تَرجَمَہ: "اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو (یعنی ہر امر میں اللہ کی اطاعت کرو) اور (خصوصاً بات کرنے میں جب بھی بات کرو تو) درست بات ہی کیا کرو اللہ تعالیٰ (اس کے صلہ) میں تمہارے اعمال کو (بھی) درست (وقبول فرمائیں گے) اور تمہارے گناہوں کو بھی معاف کر دیں گے اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔"

فَائِدَہ: پورا خطبہ یہ ہے:

الحمد للّٰه نستعينه ونعوذ باللّٰه من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده اللّٰه فلا مضل لهٗ ومن يضلله فلاهادي لهٗ واشهدان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك لهٗ واشهد ان محمدا عبده ورسوله يا ايها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا اللّٰه الذى تساء لون به والارحام ط ان اللّٰه كان عليكم رقيبا ۝ يا ايها الذين امنوا اتقوالله حق تقته ولا تموتن الا وانتم مسلمون يا ايها الذين امنوا اتقوا اللّٰه وقولوا قولا سيدا يصلح لكم اعمالكم ويغفر لكم ذنوبكم ومن يطع اللّٰه ورسولهٗ فقد فاز فوزا عظيما ۝.

نکاح کے چند مستحبات:

❶ نکاح کا اعلان کرنا۔
❷ ایجاب وقبول سے پہلے خطبہ پڑھنا۔
❸ جمعہ کے دن نکاح کرنا۔
❹ نکاح کے گواہ کا نیک ہونا۔
❺ نکاح سے پہلے عورت کو دیکھنا۔
❻ عورت کا مرد سے تقویٰ حسن و جمال میں مرد سے زیادہ ہونا اور حسب نسب جاہ ووقعت میں کم ہونا۔ (درمختار درالمختار ۳/۸)
❼ مسجد میں نکاح کرنا۔ (ترمذی ۱/۲۰۷)



باب ما يقول إذا أفاد أمرأة

جب نکاح کے بعد کسی عورت کو گھر میں لائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۶۰۰) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، حدثنا يوسف بن موسى ومحمد بن عثمان بن كرامة، قالا: ثنا عبدالله بن موسى، ثنا سفيان الثورى، عن محمد بن عجلان، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده عبدالله ابن عمرو رضي الله تعالى عنهما أن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إذا أفاد أحدكم امرأة أو خادما أو دابة، فليأخذ بناصيتها، وليقل:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ﴾

و إن كان بعيرا، فليأخذ بسنامه، يعني وليقل ذلك.

أخرجه أبوداود (۲/۲٤۸/۲۱٦۰) (۱/۲۹۳) وابن ماجه (۱/٦۱۷/۱۹۱۸) (ص۱۳۸) والطبرانى فى «الدعا» (۹٤۰) والحاكم فى «المستدرك» (۲/۲۰۲) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (۷/۱٤۸/۱۳٦۱٦)

(۶۰۰) تَرجَمَہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جب تم میں سے کوئی (نکاح کے بعد) کسی عورت یا کسی خادم (یا خادمہ کو خرید کر) یا کسی جانور کو خرید کر گھر میں لائے تو اس کی پیشانی کو پکڑ کر یہ دعا پڑھے:“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! میں آپ سے اس کی خیر و برکت اور اس کے پیدائشی عادات واخلاق کی خیر و برکت کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر اور اس کے پیدائشی عادات و اخلاق کے شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

اگر وہ (جانور) اونٹ ہو تو اس کے کوہان کو پکڑ کر یہ دعا پڑھے۔“

فَائِدَہ: **پہلی رات کو ملاقات کے وقت عمل**

پیشانی سے سر کے اگلے حصے پر جو بال ہیں وہ مراد ہیں بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت خادم کو جب گھر میں

لائے تو اس کے سر کے اگلے حصہ خواہ پیشانی یا سر کے بال یا صرف سر کو پکڑ کر دعا پڑھے۔ (بذل جلد ۵، مرقاۃ ۵/۲۱۶)

امام نووی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے پھر سب سے پہلے ملتے ہی "**بارك الله لكل واحد منا فی صاحبه**" کہے پھر مذکورہ بالا دعا پڑھے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۲۶۳)

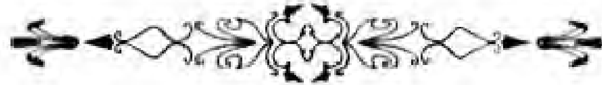
اونٹ ضروری نہیں بلکہ جو بھی جانور خریدے یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائیں گے۔

(قالہ الجزری، مرقاۃ ۵/۲۱۶)

پھر دو رکعت نماز پڑھے اور بیوی سے کہے کہ وہ بھی اس کے پیچھے نماز پڑھے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ خیر پیدا فرمائیں گے۔ (عن سلمان فارسی مرفوعاً)

حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ ارشاد منقول ہے اس میں نماز کے بعد یہ دعا مانگنا بھی منقول ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْ اَهْلِیْ وَبَارِكْ لِاَهْلِیْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُمْ مِنِّیْ وَارْزُقْنِیْ مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اَجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جمعت فِیْ خَيْرٍ وَفَرِّقْ بيننا اِذَا فَرَّقْتَ الى خير﴾ (طبرانی فی الاوسط عن ابن مسعود ۴/۲۱۷)



باب ما يقول للرجل إذا تزوج

دولہا کو شادی کے وقت کیا دعا دینی چاہئے

(٦٠١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو الربيع الزهراني، ثنا حما بن سلمة، عن ثابت، عن أنس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: رأى رسول الله ﷺ على عبدالرحمن بن عوف صفرة، فقال: ما هذا؟ فقال: تزوجت امرأة على وزن نواة من ذهب، قال لهُ النبي ﷺ:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ﴾

ثم قال له: أو لم ولو بشاة.

أخرجه البخاري (٢/٧٢٢/١٩٤٣) (١/٢٧٤) والمسلم (٢/١٠٤٢/١٤٢٧) (١/٤٥٨) وابوداؤد (٢/٢٣٥/٢١٠٩) (١/٢٨٧) وابن ماجه (١/٦١٥/١٩٠٧) (١/١٣٧) والترمذي (٣/٤٠٢/١٠٩٤) (١/٢٠٨)

(۶۰۱) تَرجَمَہ: ”حضرت انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ (کے بدن یا کپڑے) پر زرد رنگ کا نشان دیکھا۔ (کیونکہ یہ نشان ایک خوشبو کا ہوتا ہے جو عورتوں کی خوشبو ہوتی ہے اس لئے) آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: یہ (زرد رنگ کا نشان) کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں نے ایک عورت سے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونے کے بدلے (جو تقریباً ۵ درہم ہوتا ہے) شادی کی ہے۔ آپ ﷺ نے (ان کو دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ﴾

تَرجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس نکاح میں برکت عطا فرمائیں۔“

پھر فرمایا: (عبدالرحمٰن!) ایک بکری کا بھرپور ولیمہ کرو۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے:

❶ امام کا اپنے ساتھیوں کے حالات کی خبر رکھنا۔
❷ ان کے احوال کے بارے میں ان سے پوچھتے رہنا۔
❸ شادی کرنے والے کو ان الفاظ سے دعا دینا۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۷۹، فتح الباری)
❹ مہر مقرر کر کے شادی کرنا۔
❺ شادی کرنے والے کو ولیمہ کا حکم کرنا۔

❻ شادی میں نہ سب کو بلانا ضروری ہے اور نہ جس کو نہ بلایا جائے وہ ناراض ہو۔

نوع آخر:

(٦٠٢) - أخبرنا أبو عروبة، ثنا جعفر بن محمد بن أبان، ثنا محمد ابن كثير، ثنا سفيان، عن يونس بن عبيد، قال: سمعت الحسن، قال: قدم عقيل بن أبي طالب البصرة فتزوج امرأة من بني جعشم قالوا: بالرفاء والبنين، قال: لا تقولوا ذلك، فإن رسول الله ﷺ نهى عن ذلك، وأمرنا أن نقول:

﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ. ﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٠١/١) وابن ماجه (٩١٠٦/٦١٤/١) (ص١٣٧) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٥٥٦١/٣٣١/٣) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم٢٦٢) والحاكم فى «المستدرك» (٦٦٨/٣)

ایک اور حدیث:

(۶۰۲) ترجمہ: ''حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جب حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ تشریف لائے تو انہوں نے بنو جعشم قبیلے کی ایک عورت سے شادی کی۔ لوگوں نے انہیں (مبارک باد دیتے ہوئے) کہا: بالرفاء والبنین (کہ زوجین میں محبت و جوڑ ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں لڑکے عطا فرمائیں) تو عقیل بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: (مبارک بادی کے طور پر ان الفاظ سے) یہ دعا نہ دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے اور ہمیں (اس کے بدلے) یہ دعا دینے کا حکم فرمایا ہے:''

﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک کرے اور اللہ تعالیٰ تم پر برکتیں نازل فرمائے۔''

فائدہ: زمانہ جاہلیت میں جو شخص نکاح کرتا تو اس کو ان الفاظ (بالرفاء والبنین) سے مبارکبادی اور دعا دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو تبدیل فرمایا اور اس سے بہتر الفاظ امت کو تعلیم فرمائے کہ ایسے موقع پر "بارك الله لك وعليك" وغیرہ الفاظ کے ذریعہ دعا دی جائے۔

کیونکہ ان الفاظ میں لڑکیوں سے نفرت اور مردوں کے دلوں میں لڑکیوں سے بغض پیدا کرنا ہے اور یہ جاہلیت کی عادتوں میں سے ہے اس لئے آپ ﷺ نے ان الفاظ کو منع فرمایا۔ (مرقاۃ ۲۱۵/۵)

باب الرخصة فی ذلك

دولہا دلہن کو بالرفاء والبنین کہہ کر مبارکباد دینے کی اجازت

(٦٠٣) - حدثنی أحمد بن إبراهيم المدينی بعمان، حدثنا أبو سعيد الأشج، ثنا حفص بن غياث، عن الأعمش، عن أبی إسحاق، عن عبد خير، عن مسروق، عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا، قالت: دخل علیَّ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم مسرورا، فقال: (يا عائشة! إن الله عزوجل زوجنی مريم بنت عمران، وآسية بنت مزاحم فی الجنة)، قالت: قلت: بالرفاء والبنين يا رسول الله.

قال أبو بكر ابن السنی: كذا كتبت من كتابه.

اخرجه الطبرانی بدون هذ السياق فی «المعجم الكبير» (٨/٢٥٨/٨٠٠٦) وايضاً اخرج الطبرانی (٢٢/٤٥١/١٠٠) بهذا السياق مفصلا ولكن فيه خديجه رضی اللہ تعالیٰ عنہا بدل عائشه رضی اللہ تعالیٰ عنہا وهی التی قالت هذا.

(٦٠٣) تَرجَمَہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس خوشی کی حالت میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ! اللہ تعالیٰ نے مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم سے جنت میں میرا نکاح کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا دیتے ہوئے) کہا:''

﴿بالرفاء والبنين﴾

تَرجَمَہ: ''زوجین میں جوڑ ومحبت ہو اللہ تعالیٰ دونوں کو بیٹے عطا فرمائے۔''

فَائِدَہ: گزشتہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ''بالرفاء والبنين'' کہہ کر دعائیں نہیں دینی چاہئے لیکن اس روایت سے اجازت معلوم ہوتی ہے۔ یہ اس صورت میں ہوسکتا ہے جب دعا کے طور سے کہا جائے لیکن عرب اس کو دعا کے طور پر نہیں بلکہ نیک فالی کے طور پر کہتے تھے۔ اس دعا میں نیت یقینی لڑکوں کی ہوتی تھی کہ اگر لڑکی ہوتو ناراض ہو جاتے تھے۔ اس لئے منع فرمایا۔

(فتوحات ربانیہ ۶/۸۱)

ممکن ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس نہی کی اطلاع نہ ملی ہو یا یہ حدیث منع کرنے سے پہلے کی ہو۔

نوع آخر من القول:

(٦٠٤) - حدثنا أبو عبدالرحمن، ثنا عبدالرحمن بن عبيدالله الحلبی، ثنا لدَّرَوَرْدِیُ، عن

سهيل بن أبى صالح، عن أبيه، عن أبى هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَىٰ عَنْهُ قال: كان رسول الله ﷺ إذا رفا رجلا قال:

﴿بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا بِخَيْرٍ.﴾

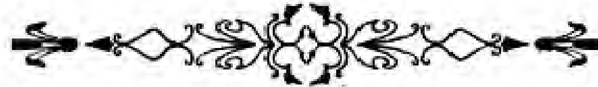
اخرجه احمد فى «مسنده» (۲/۳۸۱) وابوداؤد (۲/۲٤۱/۲۱۳۰) (۱/۱۹۰) وابن ماجه (۱/٦۱٤/۱۹۰۵) (ص۱۳۷) والترمذى (۳/٤۰۰/۱۰۹۱) (۱/۲۰۷) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ۲۵۹)

ایک اور حدیث:

(۶۰۴) تَرجَمَۃ: ’’حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: جب کسی کی شادی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ (دعا دیتے ہوئے) فرماتے:‘‘

﴿بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ، وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا بِخَيْرٍ.﴾

تَرجَمَۃ: ’’اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائیں اور تم پر برکتیں نازل فرمائیں اور تم دونوں کو خیر وعافیت سے (خوش وخرم) رہنا نصیب فرمائیں۔‘‘



باب ما يرد الرجل على من يخطب له

کسی کے ہاں نکاح کا پیغام آئے تو وہ کیا کہے؟

(٦٠٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا عبدالأعلى بن واصل بن عبدالأعلى وأحمد بن سليمان. واللفظ له. قالا: ثنا مالك بن إسماعيل، ثنا عبدالرحمن ابن حميد الرواسي، ثنا عبدالكريم بن سليط، عن ابن بريدة، عن أبيه رضي الله تعالى عنه، أن نفرا من الأنصار قالو لعلي: عندك فاطمة، فدخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: ما حاجة ابن أبي طالب؟ قال: ذُكِرَتْ فَاطِمَةُ ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

﴿مَرْحَبًا وَّأَهْلًا﴾

ولم يرد عليها، فخرج إلى الرهط من الأنصار ينظرونه، فقالوا: ماذاك، ما قال لك؟ قال: لا أدرى غير أنه قال: (مرحبا وأهلا) قالوا: يكفيك من رسول الله صلى الله عليه وسلم أحدهما، فقد أعطاك الأهل والرحب.

اخرجه ابن سعد فى «الطبقات الكبرى» (٢١/٨) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٠٨٨/٧٢/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٥٨) والرويانى فى «مسنده» (٧٦/١-٧٧/٣٥) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١١٥٣/٢٠/٢)

(۶۰۵) ترجمہ: ''حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: تمہارے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ ہے۔ (یعنی تم شادی کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں پیغام نکاح دے سکتے ہو) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ابوطالب کے بیٹے! کس ضرورت سے آئے ہو؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: مجھ سے فاطمہ بنت رسول اللہ (کے رشتے) کے بارے میں کیا کہا گیا ہے (اسی لئے حاضر ہوا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿مَرْحَبًا وَّأَهْلًا﴾

ترجمہ: ''تمہارا آنا مبارک ہو تم اپنے گھر والوں میں آئے ہو۔''

اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار کے کچھ لوگوں کے پاس گئے جو انہیں دیکھ رہے

تھے۔ ان لوگوں نے پوچھا: کیا ہوا؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف مرحباً و اہلاً فرمایا ہے۔ لوگوں نے کہا: آپ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے (جواب میں) دونوں (لفظوں مرحباً اور اہلاً) میں سے ایک ہی کافی تھا۔ (اس کے باجود) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو (مرحباً اور اہلاً) دونوں عطا فرمائے ہیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے:

1. جو شخص شادی کرنا چاہتا ہو اس کے لئے مناسب رشتہ کی طرف ہنمائی کرنا۔
2. کسی کی بیٹی شادی کے قابل ہو تو اس کے رشتے میں اس کی مدد کرنا۔
3. اپنا رشتہ خود پیش کرنا۔
4. اگر رشتہ منظور ہو تو مرحباً و اہلاً کہہ کر جواب دینا۔

رشتہ بھیجنے سے پہلے چند اہم امور

جب کوئی شخص نکاح کرنا چاہے تو خواہ مرد ہو یا عورت (عورت کی طرف سے نکاح کا پیغام جانا شریعت میں مشروع و مسنون ہے احادیث و آثار صحابہ سے ثابت ہے اس لئے اس کو معیوب نہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ ہمارے ہاں مروج ہے)۔ نکاح کا پیغام دینے سے پہلے ایک دوسرے کے حالات، عادات، اطوار کی خوب اچھی طرح جستجو کر لینا چاہئے تاکہ بعد میں کسی ناگوار یا خلاف طبیعت بات پیش آنے پر زوجین میں کوئی کشیدگی وغیرہ پیدا نہ ہو۔

مستحب ہے کہ عورت عمر، عزت حسب اور مال میں خاوند سے کم ہو اور اخلاق و عادات، خوش سلیقگی و آداب، حسن و جمال اور تقویٰ میں خاوند سے زیادہ ہو۔ (مظاہر حق ۳/۲۴۹)

نکاح سے پہلے مخطوبہ کو دیکھنا

مرد کے لئے یہ بھی مستحب ہے کہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو اس کو دیکھ لے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۴۵۶)

حدیث میں آتا ہے کہ عورت کو دیکھ لینا زوجین میں محبت کے بڑھنے کا بڑا سبب ہے۔

(ترمذی، احمد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی المغیرۃ بن شعبہ مشکوۃ صفحہ ۲۶۹)

لڑکی کو دیکھنے میں چند باتوں کا لحاظ نہایت ضروری ہے۔

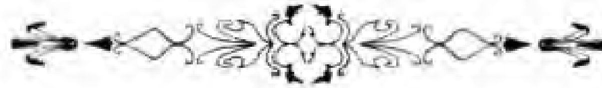
1. لڑکی کا صرف چہرہ اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے۔ چہرے سے خوبصوتی اور ہاتھوں سے جسم کی ساخت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔
2. لڑکی کی اجازت کی شرط نہیں ہے کیونکہ لڑکی اجازت سے شرم محسوس کرتی ہے پھر اس میں دھوکہ بھی ہے کہ اگر لڑکی پسند نہ آئی تو انکار کی صورت میں اس کی دل آزاری ہوتی ہے۔

۳ اسی لئے مستحب ہے کہ لڑکی کو پیغام دینے سے پہلے ہی دیکھ لیا جائے تاکہ انکار کی صورت میں لڑکی کی دل آزاری نہ ہو جو پیغام دینے کے بعد انکار کی صورت میں ہوتی ہے۔

۴ اگر لڑکی دیکھنا ممکن نہ ہو تو کسی ایسی با اعتماد عورت کو بھیجے اور وہ اس کو اس لڑکی کے بارے میں بتا دے یہ بھی پیغام دینے سے پہلے ہو۔ (کلہ من شرح مسلم للنووی ۱/۴۵۷)

یہی صورت فقہاء کے ہاں زیادہ مناسب ہے۔ (مظاہر حق ۳/۲۶۲)

اس لئے لڑکی کو پیغام دینے سے پہلے ہی مذکورہ بالا امور کا جائزہ لے لینا چاہئے۔



باب ما يقول للعروس ليلة البناء

شادی کی رات دلہن کو کیا دعا دینی چاہیئے

(٦٠٦) - أخبرنا أبو شيبة داود بن إبراهيم، ثنا الحسن بن حماد سجادة، ثنا يحيٰى بن العلاء الأسلمي، عن سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن الحسن، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه. وذكر قصة تزويج فاطمة رضي الله تعالى عنها قال: فقال النبي ﷺ: (إيتوني بماء)، قال عليٌّ فعلمت الذي يريد، فقمت فملأت القعب، فأتيته به فأخذه، ومج فيه، ثم قال لي: تقدم، فصب على رأسي وبين يدي، ثم قال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُعِيْذُهُ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

ثم قال: أدبر، فأدبرت، فصب بين كتفي، ثم قال:

﴿إِنِّيْ أُعِيْذُهُ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

ثم قال: يا عليٌّ! ادخل بِسْمِ اللّٰهِ بِأَهْلِكَ عَلَى الْبَرَكَةِ.

اخرجه ابن حبان في «صحيحه» (١٥/٣٩٣-٣٩٤-٣٩٥/٦٩٤٤) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٢/٤٠٨-٤٠٩/١٠٢١)

(۶۰۶) تَرجَمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (شادی کی رات جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر رخصت ہو کر چلی گئیں تو آپ ﷺ ان کے پاس گئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانی لاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو آپ ﷺ کرنا چاہتے ہیں وہ میں سمجھ گیا۔ میں کھڑا ہوا اور پیالہ بھر لایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو لیا اور اس میں کلی کی پھر مجھ سے فرمایا: آگے آؤ۔ (جب میں آگے ہوا) پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے سر اور (بدن کے) سامنے کے حصہ میں پانی ڈالا پھر یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُعِيْذُهُ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

تَرجَمہ: ”اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔“

پھر فرمایا: پیٹھ پھیرو۔ میں پیٹھ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ پانی میرے مونڈھوں کے درمیان

بہایا پھر یہ دعا پڑھی:

﴿إِنِّيْ أُعِيْذُهُ بِكَ وَذُرِّيَّتَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾

تَرجَمہ: ''اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔''

پھر فرمایا: علی! اللہ تعالیٰ کے نام اور برکت کے ساتھ اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ۔''

نوع آخر:

(٦٠٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عبدالأعلى بن واصل وأحمد ابن سليمان قالا: ثنا مالك بن إسماعيل، عن عبدالرحمن بن حميد الرواسي، ثنا عبدالكريم بن سليط، عن ابن بريدة، عن أبيه رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ. و ذكر تزويج فاطمة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا. قال: فلما كان ليلة البناء، قال: يا علي! لا تحدث شيئا حتى تلقاني، فدعا النبي ﷺ بماء فتوضا منه، ثم أفرغ على عَلِيٍّ فقال

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا، وَبَارِكْ لَهُمَا فِيْ شَمْلِهِمَا.﴾

مرّ تخريجه (برقم ٦٠٦)

(۶۰۷) تَرجَمہ: ''حضرت بریدہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی شادی کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب شادی کی رات آئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا: علی! جب تک میں نہ آؤں کچھ نہ کرنا۔ (آپ ﷺ حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، کے گھر تشریف لے گئے) آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا۔ (پھر وہ پانی) حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر انڈیل دیا پھر دعا فرمائی:''

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا، وَبَارِكْ لَهُمَا فِيْ شَمْلِهِمَا.﴾

تَرجَمہ: ''اے اللہ! ان دونوں میں برکت عطا فرمایئے اور ان دونوں پر برکت نازل فرمایئے اور ان کے بنے ہوئے کاموں میں برکت عطا فرمائیں۔''

فَائِدَہ: حصن حصین میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کے ساتھ بھی یہی عمل کیا جو حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ساتھ کیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیٹی کو رخصت کرنے کے بعد اس کے گھر جا کر بیٹی داماد کے ساتھ یہ عمل کرنا مستحب ہے۔

(بہشتی زیور صفحہ ۴۷۱، مکتبہ امدادیہ ملتان)

باب ما يقول إذا جامع أهله

بیوی سے صحبت کے وقت کون سی دعا پڑھنی چاہئے

(٦٠٨) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا محمد بن وهب، ثنا محمد بن سلمة، عن أبی عبدالرحيم، حدثنی رجل، عن منصور، عن سالم بن أبی الجعد، عن كريب مولى ابن عباس، عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: ذكر يوما ما يصيب الصبيان، فقال: لو أن أحدكم إذا جامع أهله قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا﴾

فكان بينهما ولد من ذلك لم يضره الشيطان أبدا.

أخرجه البخاری (١/٦٥/١٤١) (١/٢٦) والمسلم (٢/١٠٥٨/١٤٣٤) (١/٤٦٣) وابوداؤد (٢/٢٤٩/٢١٦١) (١/٢٩٣) والترمذی (٣/٤٠١/١٠٩٢) (١/٢٠٧)

(۶۰۸) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بیماری کا تذکرہ کیا گیا جو بچوں کو لگ جاتی ہے تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم میں کوئی جب اپنی بیوی سے صحبت کرے اور یہ دعا پڑھے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا﴾

ترجمہ: ”اللہ کے (بابرکت) نام کے ساتھ اے اللہ! آپ ہم دونوں کی اور جو بچہ آپ ہم کو عطا فرمائیں اس کی شیطان سے حفاظت فرمائیں۔“

تو جو بچہ بھی اس صحبت سے پیدا ہوگا اس کو شیطان کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحبت کے وقت (میاں بیوی دونوں کے لئے) یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ نیز ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس وقت اس سنت کو پورا کرنے کی برکت سے زوجین میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۸۸)

یہ دعا کپڑے اتارنے سے پہلے پڑھنی چاہئے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/ ۸۸، تحفۃ النکاح صفحہ ۳۳)

کپڑے اتارتے وقت بھول جائے تو بعد میں دل میں پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔ (تحفۃ النکاح صفحہ ۳۳)

اسی طرح انزال کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے ”اللهم لا تجعل للشيطان فيما رزقتنی نصيبا“ اے اللہ! آپ جو بھی (اولاد) مجھے عطا فرمائیں اس میں شیطان کا کچھ بھی حصہ نہ ہو۔ (مرقاۃ ۵/۱۹۳)

یہ دعائیں میاں بیوی دونوں کو پڑھنی چاہئے۔ (تحفۃ النکاح صفحہ ۳۳ کذا فی الفتوحات الربانیہ ۶/۸۸)

نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ایک مطلب تو یہ کہ اس صحبت میں شیطان کا کوئی دخل نہ ہوگا جیسا کہ مجاہد رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے منقول ہے کہ جب آدمی صحبت کرتا ہے اور بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان آدمی کے ساتھ اس فعل میں شریک ہو جاتا ہے۔
(بذل عن مجاہد ۴/۵۰، فتوحات ربانیہ ۶/۸۸)

علامہ بغوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ شیطان کا نطفہ بھی مرد کے نطفہ کے ساتھ چلا جاتا ہے۔
(ظفر النبیل حاشیہ حصن حصین صفحہ ۹۷)

دوسرا مطلب یہ کہ بچے کو نقصان نہ پہنچائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس کو اُمّ الصبیان کی بیماری نہیں ہوگی۔
شیطان اس پر مسلط نہ ہوگا۔ ولادت کے وقت بچے کو نہیں چھیڑے گا۔ بچہ ٹھیک ہوگا۔ اگر گناہ کرے گا تو فوراً توبہ کرے گا۔
(شرح مسلم نووی، بذل ۴/۵۰)

صحبت کی حالت میں کسی دوسرے سے بات کرنا مکروہ ہے اور بیوی سے بات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
(امداد المفتین صفحہ ۱۰۳)

صحبت کے چند آداب

❖ صحبت صرف خواہش پوری کرنے کی نیت سے نہ کی جائے بلکہ نفس کو پراگندگی سے بچانے، بیوی کے حق کو ادا کرنے نیک وصالح داعی اللہ اولاد کے حصول اور ثواب کی نیت سے ہو۔
❖ صحبت سے پہلے عورت کو صحبت کے لئے تیار اور مانوس کر لیا جائے۔
❖ صحبت ایسے وقت ہو کہ جب طبیعت میں توازن ہے کہ نہ بھوک کی حالت ہو اور نہ پیٹ بھرا ہوا ہو اور نہ ہی ذہن کسی کام میں الجھا ہوا ہو۔
❖ صحبت کے وقت حتی الامکان ستر و پردہ ہو بلکہ نادان بچہ وغیرہ بھی نہ ہو اسی طرح بالکل ننگا ہو جانا بھی مناسب نہیں بلکہ بقدر ضرورت ستر کھولا جائے (ورنہ کوئی چادر وغیرہ اوڑھ لی جائے)۔
❖ قبلہ رخ نہ ہونا چاہئے کہ ادب واحترام کے خلاف ہے۔
❖ اس وقت کسی سے بات کرنا خلاف ادب ہے (لیکن بیوی سے بات کر سکتے ہیں) ساتھ ہی بیوی کے ساتھ صحبت کے وقت کسی دوسری عورت کا خیال نہ ہو ورنہ یہ بھی زنا کے مترادف ہوگا۔ البتہ انزال کی سرعت کو دور کرنے کے لئے جماع کا خیال نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
❖ صحبت کے وقت دونوں کی فراغت ضروری ہے اس کے بعد ہی جدا ہونا چاہئے۔
❖ حیض ونفاس کی حالت میں صحبت جائز نہیں ہے۔
❖ صحبت کے وقت کی باتیں دوسروں کے سامنے بیان کرنا حرام ہے۔ (تحفۃ النکاح صفحہ ۳۰ تا ۳۶)

باب مدارة الرجل امرأته

آدمی کا اپنی بیوی سے نرمی و درگزر کا معاملہ کرنا

(٦٠٩) - أخبرنا أبو يعلي، حدثنا إسحاق بن أبي إسرائيل، ثنا جعفر ابن سليمان، ثنا عوف الأعرابي، عن أبي رجاء، عن سمرة رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن المرأة خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ أَعْوَجَ، فإن اقمتَها كسرتَها، فدارها تعيش بها. (ثلاثا).

أخرجه أحمد في «مسنده» (٨/٥) وابن حبان في «صحيحه» (٤١٧٨/٤٨٥/٩) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٩٩٢/٢٤٤/٧) وفي «المعجم الاوسط» (٨٤٨٩/٢٣١/٨) والحاكم في «المستدرك» (١٩٢/٤)

(۶۰۹) **ترجمہ:** ”حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورت سب سے زیادہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کے پیچھے لگے رہو گے تو اس کو توڑ دو گے۔ (اس لئے) تم اس کے ساتھ نرمی و درگزر کا معاملہ کرتے رہو اور اس کے ساتھ زندگی گزارتے رہو۔ (یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) تین مرتبہ فرمایا۔“

فائدہ: اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے ساتھ زندگی گزارنے کے چند اصول بتائے ہیں:

1. عورتوں کے ساتھ نرمی و درگزر کا برتاؤ کرنا چاہئے۔
2. بغیر کسی سبب کے ذرا سی بات پر طلاق دینا مکروہ ہے۔
3. عورت میں ٹیڑھا پن ہوتا ہے۔
4. اس کو سیدھا کرنے کے پیچھے نہیں پڑنا چاہئے۔ نیز ان میں عقل کا کم ہونا بھی معلوم ہوا۔ (شرح مسلم للنووی ۱/ ۴۷۵)

حاصل یہ ہوا کہ عورت میں پیدائشی ٹیڑھا پن ہے اس لئے اس کے ٹیڑھے پن پر صبر وتحمل کیا جائے ورنہ اگر اس کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کرنے کے پیچھے لگا جائے گا تو نتیجہ طلاق جیسے ناپسندیدہ فعل پر ظاہر ہوگا۔ (ملخص، مظاہر حق ۳/ ۳۷۱)

اس لئے ایک حدیث میں ہے کہ کوئی مؤمن مرد کسی مؤمن مرد سے بغض نہ رکھے اگر ایک عادت اس میں بری ہو تو دوسری تو اچھی ہوگی۔ (مسلم عن ابی ہریرہ مشکوۃ صفحہ ۲۸۰)

یہی حال عورت کا ہے اگر ایک عادت بری ہو تو دوسری تو اچھی ہوگی۔

یہ درگزر اس وقت تک ہے جب تک کوئی گناہ لازم نہ آئے لیکن گناہ کے وقت نرمی یا سختی کسی طرح بھی روکنا ضروری ہے۔ (مظاہر حق ۳/ ۳۷۱)

لکھا ہے کہ عورت میں سب سے ٹیڑھی چیز اس کی زبان ہے۔ (فتح الباری ۶/ ۳۶۸)

باب ملاطفة الرجل امرأته

بیوی کے ساتھ شفقت ومہربانی کرنا

(٦١٠) - حدثنا عبدان، حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة ومسروق بن المرزبان، قالا: حدثنا حفص بن غياث، عن خالد الحذاء، عن أبي قلابة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: قال رسول الله ﷺ:

أكمل المؤمنين إيمانا أحسنهم خلقا، وألطفهم لأهله.

أخرجه أحمد في «مسنده» ٤٧/٦) والترمذي (٢٦١٢/٩/٥) (٨٩/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٩١٥٤/٣٦٤/٥) والطبراني في «المعجم الاوسط» (٤٤٢٠/٣٥٦/٤) والبيهقي في «شعب الايمان» (٧٩٨٣/٢٣٢/٦)

(۶۱۰) **تَرجَمہ:** ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: مؤمنین میں کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب میں اچھے ہوں اور جو اپنی بیوی سے نرمی وشفقت زیادہ کرتا ہو۔''

فَائِدَہ: خلق کا معنی اللہ تعالیٰ یا مخلوق سے ایسا معاملہ کرنا جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں۔ (الکوکب الدری ۲/ ۲۵۶)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حقیقی حسن خلق لوگوں سے بھلائی کا معاملہ کرنا، ان کو تکلیف نہ دینا اور ان سے خندہ پیشانی سے ملنا ہے۔ (نزہۃ المتقین ۱/ ۲۸۴)

عموماً چونکہ آدمی حقوق اللہ کی طرف سے غفلت نہیں کرتا لیکن لوگوں کے (خصوصاً گھر والوں کے) حقوق میں کوتاہی کرتا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے یہاں عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں توجہ دلائی ہے۔

(ملخص، الکوکب الدری ۲/ ۲۵۶)

عورتوں کے حقوق کے بارے میں اس مضمون کی کئی روایات آئی ہیں ایک روایت میں ہے کہ میں تم سب میں اپنے گھر والوں کے لئے سب سے اچھا ہوں۔

اس حدیث سے چند فوائد حاصل ہوئے:

1. بیوی سے خندہ پیشانی سے ملنا۔
2. اس کو تکلیف نہ دینا۔
3. اس پر احسان کرنا۔
4. اس کی ناگواریوں کو برداشت کرنا۔

باب ممازحة الرجل أمراته ومضاحكته إياها

آدمی کا اپنی بیوی سے ہنسی مذاق کرنا

(٦١١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا وهب بن بقية، ثنا خالد بن عبدالله، عن الجريري، عن أبي نضرة، عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنهما، قال: كنت مع رسول الله ﷺ، فجعل يكلمني ويمازحني، فقال: (أتزوّجتَ)؟ قلت: نعم، قال: بكرا أم ثيّبا؟ قلت: ثيبا! قال: فهلاّ بكرا تلاعبها وتلاعبك، وتضاحكها وتضاحكك، وتمازحها وتمازحك.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣/٣٧٣) والبخاري (٣/١٠٨٣/٢٨٠٥) (٤١٦/١) والمسلم (٢/١٠٨٩-١٠٩٠/٧١٥) (٤٧٤/١) وابوداؤد (٢/٢٢٠/٢٠٤٨) (٢٨٠/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٥/٣٠٢/٨٩٣٧)

(٦١١) تَرجَمَہ: ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ مجھ سے بات کرنے اور مزاح فرمانے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (جابر!) کیا تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کنواری سے شادی کی یا بیوہ سے شادی کی؟ میں نے عرض کیا: بیوہ سے (شادی کی ہے)۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کنواری سے شادی کیوں نہیں کی، تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی تم اسے ہنساتے وہ تمہیں ہنساتی تم اس سے مزاح کرتے وہ تم سے مزاح کرتی۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

1. بیوہ کے مقابلے میں کنواری لڑکی سے شادی کرنا زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ بیوہ کا دل پہلے شوہر میں (لگا) اٹکا ہوا ہوتا ہے اس لئے اس کی محبت کامل نہیں ہوتی؟ بخلاف کنواری لڑکی کے اس کی کامل محبت اسی شوہر کے لئے ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تم کنواری عورتوں سے شادی کیا کرو کیونکہ وہ بہت زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔
(مرقاۃ ٦/ ٩١)

2. میاں بیوی کو آپس میں ایک دوسرے سے کھیلنا ہنسنا ہنسانا چاہئے کیونکہ یہ ان میں محبت کی علامت ہے۔
(مرقاۃ ۱۹۱، بعضہ من شرح المسلم للنووی ۱/ ۴۷۴)

لیکن اگر کسی دوسری وجہ سے بیوہ عورت سے شادی کی جائے تو یہ بھی اچھی بات ہے۔ (جیسے بیوہ کی کفالت معاونت وغیرہ کی نیت ہو) آج کل کیوں کہ بیوہ سے شادی نہیں کی جاتی اور اس کے شادی کرنے کو عیب سمجھا جاتا ہے اس لئے اگر اس سنت کو زندہ کرنے کی نیت سے بیوہ سے شادی کی جائے تو بہتر ہے۔ (الکوکب الدری ۲/ ۳۱۷)

باب الرخصة فی أن یکذب الرجل أمرأته

اپنی بیوی سے (صورتاً) جھوٹ بولنے کی اجازت

(٦١٢) - أخبرنا أبو یعلی، حدثنا أحمد بن أیوب بن راشد و محمد ابن جامع، ثنا مسلمة بن علقمة، عن داود بن أبی هند، عن شهر ابن حوشب، عن الزبرقان، عن النواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن النبی ﷺ قال: کل الکذب مکتوبٌ لا محالة کذبا، إلا أن یَکْذِبَ الرجل حرب، فإن الحرب خدعة، أو یکذب الرجل بین الزوجین لِیُصْلِحَ بینهما، أو یکذب الرجل لِیَرْضیها بذلك.

اخرجه اسحاق بن راهویه فی «مسنده» (١٧٢/١) واحمد فی «مسنده» (٤٥٤/٦) وابن قانع فی «معجم الصحابة» (١٦٣/٣) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (٤٢٠/١٦٥/٢٤) والبیهقی فی «شعب الایمان» (١١٠٩٧/٤٩١/٧)

(۶۱۲) **ترجمہ**: ”حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر جھوٹ (جھوٹ ہی) لکھا جاتا ہے سوائے یہ کہ آدمی جنگ میں جھوٹ بولے کیونکہ جنگ تو دھوکہ ہے یا آدمی میاں بیوی صلح کرانے کے لئے جھوٹ بولے یا آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے جھوٹ بولے (ان تین جھوٹ کا گناہ نہیں لکھا جاتا)۔“

فائدہ: جھوٹ کے مباح ہونے کا عقیدہ رکھنا بالکل جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ایمان کے خلاف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف لوگوں کی اصلاح کے لئے اس کی اجازت دی ہے کہ دونوں فریق کی جو اچھی بات معلوم ہو وہ دوسرے کو بتائی جائے نہ کہ وہ بات جو واقع ہی نہ ہوئی ہو، اسی طرح جو بات دونوں کو قریب کرے وہ بات بتائے نہ کہ وہ بات جو دوری کا سبب ہو (لیکن اس میں صرف وہی بات کہے جو واقع میں ہو اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے)۔ (عمدة القاری ۱۳/ ۲۶۹، ۲۷۰، بحوالہ حاشیہ ابن سنی صفحہ ۵۷)

اصلاح کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں روزہ نماز اور صدقہ سے بڑھا ہوا عمل نہ بتاؤں؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپس کی اصلاح کرنا (ان سب سے بڑھا ہوا ہے) اور آپس کا بگاڑ نیکیوں کو مونڈنے والا ہے (یعنی نیکیوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جس طرح استرا بالوں کو صاف کر دیتا ہے)

(ابوداؤد ۲/ ۳۱۷)

باب الرخصة فی أن تكذب المرأة زوجها لترضيه

عورت کو اپنے شوہر کو خوش کرنے کے لئے (صورتاً) جھوٹ بولنے کی اجازت

(٦١٣) - أخبرنی أبو عروبة، حدثنا محمد بن زنبور، ثنا عبدالعزيز ابن أبی حازم، عن ابن الهاد، عن عبدالوهاب بن أبی بكر، عن ابن شهاب، عن حميد بن عبدالرحمن، عن أمه أم كلثوم بنت عقبة، أنها قالت: سمعت رسول الله ﷺ يقول: لا يرخص فی شیء من الكذب إلا فی ثلاثٍ، كان رسول الله ﷺ يقول لا أَعُدُّهُ كذبا، الرجل يصلح بين الناس، يقول القول يريد به الصلاح، والرجل يقول القول فی الحرب، والرجل يُحَدِّثُ امرأتَهُ، والمرأةُ تُحدِّثُ زوجَها.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٤٠٤/٦) والمسلم (٢٦٠٥/٢٠١١/٤) (٣٢٥/٢) وابوداؤد (٤٩٢١/٢٨١/٤) (٣١٨/٢) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (١٩٣/٧٧/٢٥) والبيهقی فی «السنن الكبری» (١٩٧/١٠-١٩٨)

(۶۱۳) **ترجمہ**: ''حضرت کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ذرا سا جھوٹ بولنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ لیکن تین جگہوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ میں ان (تین جگہوں میں جھوٹ بولنے) کو جھوٹ نہیں سمجھتا ہوں۔ (ایک) وہ آدمی جو لوگوں میں صلح کرانے کے لئے ایسی بات کہے جس سے لوگوں میں صلح چاہتا ہو۔ (دوسرے) وہ آدمی جو جنگ میں جھوٹ بولے (تیسرے) وہ آدمی اپنی بیوی سے کوئی (جھوٹی) بات کہے اور عورت اپنے شوہر سے کوئی (جھوٹی) بات کہے۔''

فائدہ: اس حدیث میں بھی جھوٹ سے مراد صرف جھوٹ نہیں ہے جو حقیقت میں جھوٹ ہی ہو بلکہ یہاں جھوٹ سے مراد توریہ ہے کہ مخاطب اس سے وہ معنی سمجھے جو اسے اچھے لگیں اور متکلم کے نزدیک دوسرے معنی ہوں۔

جیسے آدمی اپنی بیوی سے کہے میں تمہیں کپڑے بناؤں گا اور تمہارے ساتھ اچھا سلوک کروں گا اور دل میں نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ایسا کروں گا۔

اسی طرح جنگ میں دشمن سے کہے تمہارا بڑا رہنما مر گیا اور مراد اس سے پہلے جو رہنما مر گیا وہ ہو۔ (شرح مسلم نووی ۳۲۴/۲)

اسی طرح کوئی شخص جن دو شخصوں میں لڑائی ہو ان میں سے کسی کو کہے فلاں تمہارے لئے دعا کر رہا تھا اور مراد یہ ہو کہ اس نے نماز میں ''اللهم اِغْفِرْ للمؤمنين'' پڑھا ہو۔ (بذل ۲۶۲/۶)

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ میاں بیوی میں جھوٹ اسی وقت تک جائز ہے جب تک دونوں میں کسی کا حق ضائع نہ ہوتا ہو۔ (فتح الباری ۳۰۰/۵)

باب التغليظ فی إفشاء الرجل سر امرأته

اپنی بیوی کے راز کو ظاہر کرنے کے بارے میں سخت وعید

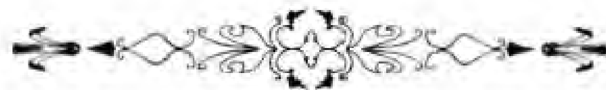
(٦١٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا يحيٰى بن معين، ثنا مروان بن معاوية، ثنا عمر بن حمزة العمري، حدثني عبدالرحمن بن سعيد مولى أبي سفيان، عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه، أن رسول الله ﷺ قال: إن من أعظم الأمانة عند الله يوم القيامة الرجل يفضي إلى امرأته، وتفضي إليه، ثم ينشر سرها.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٦٩/٣) والمسلم (١٤٣٧/١٠٦٠/٢) (٤٧٤/١) وابوداؤد (٤٨٧٠/٢٦٨/٤) (٣١٢/٢) وابوعوانه فی «مسنده» (٤٢٩٨/٨٦/٣) وابونعيم فی «الحلية» (٢٣٦/١٠)

(۶۱۴) ترجمہ: ''حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑی امانت (جس کے بارے میں) قیامت کے دن (سوال کیا جائے گا) وہ یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے ہم آغوش ہو اور اس کی بیوی بھی اس سے ہم آغوش ہو پھر وہ اپنی پوشیدہ باتیں لوگوں کو بتائے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے درمیان جنسی معاملات اور ذاتی امور سے متعلق جو باتیں یا جو افعال ہیں ان کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا خلاف انسانیت اور خلاف مروت ہے ساتھ ہی شریعت کی نگاہ میں انتہائی ناپسندیدہ ہے چنانچہ اس حدیث میں بڑی امانت جس میں خیانت ہو اسی کو فرمایا ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وہ بڑی امانت جس میں خیانت کرنے والے سے قیامت کے دن سخت باز پرس ہو گی وہ میاں بیوی کے درمیان جنسی افعال اور راز و نیاز کی باتیں ہیں اس لئے میاں بیوی دونوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے راز کو فاش نہ کریں ورنہ قیامت کے دن وہ خائن شمار ہوں گے اور سخت پکڑ ہو گی۔ (مظاہر حق ۳/ ۳۴۱)



باب كراهية الرجل أن يحدث الرجل بما يكون بينه وبين امرأته

میاں بیوی کے راز کو ظاہر کرنے کی ممانعت

(٦١٥) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد عن سعيد الجريری، عن أبی نضرة، عن الطفاوی، عن أبی هريرة رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ، أن رسول اللّٰه ﷺ قال: ألا هل عسى رجل يغلق بابة، ويرخی ستره، ويستتر بستر اللّٰه عزوجل، فيخرج، فيقول: فعلت بأهلی وفعلت، فقامت جارية كعاب فقالت: واللّٰه إنهم ليفعلون، و إنهن ليفعلن، فقال رسول اللّٰه ﷺ: أفلا أخبركم بمثل ذلك؟ قالوا: وما مثله؟ قال: مثل شيطان لقی شيطانه فی سكةٍ فنكحها، والناس ينظرون.

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٤/٣٨-٣٩) واحمد فی «مسنده» (٦/٤٥٦) وابوداؤد (٢/٢٥٢-٢٥٤/٢١٧٤) (١/٢٩٥-٢٩٦) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٢٤/١٦٣/٤١٤) والبيهقی فی «السنن الكبرى» (٧/١٩٤/١٣٨٧٦)

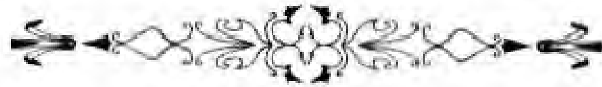
(۶۱۵) تَرجَمَہ: ”حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا کوئی ایسا آدمی ہے کہ وہ اپنے دروازے کو بند کرے اپنا پردہ بھی ڈال لے اور ایسا چھپ جائے جیسا اللہ تعالیٰ نے چھپنے کا حکم فرمایا ہے پھر (اپنی بیوی سے صحبت سے فارغ ہوکر) نکلے اور (باہر آکر لوگوں سے) کہے میں نے اپنی بیوی کے ساتھ اس طرح اس طرح کیا (یعنی صحبت کے احوال بتائے)۔ حضرت کعاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ کی باندی کھڑی ہوئیں اور کہا: خدا کی قسم یہ مرد اس طرح کرتے ہیں اور یہ عورتیں (بھی) اس طرح کرتی ہیں (یعنی مرد وعورت دونوں ایسا کرتے ہیں کہ ایک دوسرے کی صحبت کی باتیں ایک دوسرے کو بتاتے ہیں) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس جیسی ایک بات نہ بتاؤں؟ لوگوں نے عرض کیا: اس جیسی کون سی بات ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسی مثال شیطان کی ہے کہ وہ ایک شیطان عورت سے ایک گلی میں ملا اور اس سے صحبت کی اس حال میں لوگ (ان کو) دیکھ رہے ہیں۔“

فَائِدَہ: بذل میں علامہ شوکانی سے نقل کیا ہے کہ یہ احادیث دلالت کر رہی ہیں کہ زوجین میں کسی کا صحبت کی باتوں کا لوگوں کے سامنے بیان کرنا حرام ہے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اس افشاء کی وجہ سے وہ افشاء کرنے والا بدترین لوگوں میں سے ہو جاتا

ہے اور اس افشاء کرنے والے کی مثال اس شیطان کی طرح ہو جاتی ہے جو اپنی شیطانہ سے راستہ میں ملتا ہے اور راستہ میں لوگوں کے سامنے صحبت کرتا ہے۔ (بذل ۴/۵۶)

حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ دوسروں کے سامنے اس طرح کی باتیں کرنا گویا اس نے وہ تمام باتیں جو صحبت کے درمیان میاں بیوی میں ہوئیں اور خود صحبت ان بتانے والوں کے سامنے کی ہے۔ (تحفۃ النکاح صفحہ ۳۶)

حدیث میں مثال دے کر اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ خوب پردے کا اہتمام کر کے صحبت کی پھر بعد میں لوگوں کو بتا دیا تو اب ساری احتیاط پر پانی پھیر دیا۔ اگر بتانا ہی تھا تو پردہ کیوں کیا اور جب اس کو پردہ والا عمل سمجھا تو سب کو بتا کیوں دیا۔



باب الرخصة فی أن يحدث بذلك

کسی مصلحت کی وجہ سے میاں بیوی کے راز کو بیان کرنے کی اجازت

(٦١٦) - حدثنا علی بن أحمدبن سليمان، ثنا هارون بن سعيد، ثنا ابن وهب، عن عياض بن عبدالله، عن أبی الزبير، عن جابر، عن أم كلثوم، عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ان رجلا سأل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن الرجل يجامع أهله ثم يكسل، هل عليه من غسل؟ وعائشة فی البيت، فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: إنی لأفعل ذلك وهذه ثم نغتسل.

اخرجه مسلم (٣٥٠/٢٧٢/١) (١٥٦/١) والنسائی فی «السنن الكبری» (٩١٢٦/٣٥٢/٥) وابوعوانه فی «مسنده» (٨٢٨/٢٤٣/١) والطحاوی فی «شرح معانی الآثار (٥٥/١) والبيهقی فی «السنن الكبری» (٧٤٥/١٦٤/١)

(۶۱۶) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہیں سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی کے بارے میں سوال کیا جو اپنی بیوی سے صحبت کرے اور بغیر انزال کے جدا ہو جائے تو کیا ایسے شخص پر غسل واجب ہوگا؟ (یا نہیں) اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں (بھی) ایسا کرتا ہوں اور یہ (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ایسا کرتی ہیں) پھر ہم غسل کر لیتے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت بلا فائدہ خاوند اور بیوی کی باتوں کو بیان کرنا بہت ہی بری بات ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث میں اس کی مذمت گزری ہے۔ لیکن اگر کوئی ضرورت اور فائدہ ہو تو پھر بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مثلاً اگر عورت کا دعویٰ ہو کہ اس کا خاوند اس کی جنسی خواہش کی تسکین کا اہل نہیں یا بیوی یہ شکایت کرے کہ اس کا شوہر اس کے ساتھ بیزاری اور لاپرواہی کا برتاؤ کرتا ہے تو اس صورت میں ان چیزوں کا ذکر کرنا (مجبوری کی وجہ سے کہ عورت کے جھوٹے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے بیان کرنا) ناپسندیدہ نہیں ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۴۶۴، مظاہر حق ۳/۳۲۵)

اس حدیث میں آپ علیہ السلام نے مسائل کے جواب میں یہ باتیں فرمائیں کیونکہ یہ دل میں زیادہ اترنے والی ہے (یعنی سائل کے دل میں سوال کے متعلق کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں رہتا ہے اور بات بآسانی جلدی سمجھ میں آ جاتی ہے) اور اس بات کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کی موجودگی میں اس طرح کی بات کرنا جائز ہے جب کہ کوئی مصلحت ہو اور اس سے بیوی کو کوئی تکلیف بھی نہ ہو۔ (فتح الملہم ۱/۴۸۶)

باب ما يقول للرجل صبيحة بنائه باهله

جس کی شادی ہو اس کو صبح کیا کہنا چاہئے

(٦١٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا عمران بن موسى، حدثنا عبدالوارث، ثنا عبدالعزيز بن صهيب، ثنا أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه، قال: بنى رسول الله ﷺ بزينب بنت جحش، وبعثت داعيا على الطعام، فدعوت، فيجيء القوم فيأكلون ويخرجون، ثم يجيء القوم فيأكلون ويخرجون، قلت: يا رسول الله! قد دعوت حتى ما أجد أحدا أدعوه، قال: ارفعوا طعامكم، فخرج رسول الله ﷺ منطلقا إلى حجرة عائشة رضي الله تعالى عنها، فقال:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، قَالُوْا: وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ.﴾

فأتى حجر نسائه، وقالوا مثل ما قلت عائشة رضي الله تعالى عنها.

اخرجه البخارى (٤٥١٥/١٧٩٩/٤) (٧٠٦/٢) والمسلم (١٤٢٨/١٠٤٨/٢) (٤٦١-٤٦٠/١) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠١٠١/٧٥/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٢٧١) وابوعوانه فى «مسنده» (١٤٦٣/٥٠/٣)

(۶۱۷) تَرجَمَہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ شب زفاف گزاری۔ (صبح ولیمہ کی دعوت دینے کے لئے) مجھے (لوگوں کے پاس) بھیجا گیا۔ میں نے (لوگوں کو) دعوت (ولیمہ) دی۔ لوگ آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے، پھر چند لوگ آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میں نے (تمام) لوگوں کو بلا لیا اب مجھے کوئی ایسا نہیں ملتا جس کو میں بلاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنا کھانا اٹھا لو۔ (پھر) آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا:

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ، قَالُوْا: وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ وَجَدْتَ أَهْلَكَ.﴾

تَرجَمَہ: ”گھر والو! تم پر سلام ہو۔ انہوں نے جواب دیا: والسلام علیک یا رسول اللہ! (یا رسول اللہ! آپ پر بھی سلام ہو) آپ نے اپنے گھر والوں کو کیسا پایا۔“

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام بیویوں کے پاس گئے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرح ہی فرمایا۔''

فَائِدَة: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ وہ اسی طرح صبح اپنی تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ (فتح الباری ۵۳۰/۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی شادی ہو تو اس سے اس کی بیوی کے حال احوال کے بارے میں پوچھنا اور اسی طرح اس کو برکت کی دعا دینا چاہئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعوت میں کھانا شروع کرانے کے لئے تمام لوگوں کے آنے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے بلکہ جو آئے وہ کھاتا جائے۔ نہ اس میں کسی کو برا ماننا چاہئے کہ ہمارے آنے کا انتظار نہیں کیا۔

نوع آخر:

(٦١٨) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا شيبان بن فروخ، ثنا عمارة بن زاذان، ثنا ثابت، عن أنس رضي الله تعالى عنه، أن أبا طلحة كان له ابن يكني أبا عمير، فهلك الصبي، فقامت أم سليم فكفنته وسجت عليه ثوبا، وقالت: لا يكن أحد يخبر أبا طلحة حتى أكون أنا الذى أخبره، فجاء أبو طلحة كالا، وهو صائم، فتطيبت له وتصنعت له، وجاءت بعاشئه، فقال: ما فعل أبو عمير؟ قالت: قد فرغ، فتعشى وأصاب منها ما يصيب الرجل من امرأته، فقالت: يا أبا طلحة أرأيت أهل بيت اعاروا أهل بيت عارية فطلبها اصحابها ايردونها ام يحبسونها؟ فقال: بل يرودونها، فقالت: احتسبت ابا عمير، فغضب، فانطلق كما هو إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم: فأخبره بقول أم سليم، فقال:

﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِيْ غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا. ﴾

قال: فَحَمَلَتْ بعبدالله بن أبى طلحة.

أخرجه أحمد فى «مسنده» (١٩٦/٣) والمسلم (٢١٤٤/١٩٠٩/٤) (٢٩٢/٢) وابو يعلى فى «مسنده» (٣٣٩٨/١٢٦/٦) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٢٨٨/١١٨-١١٧/٢٥) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٩٧٣٨/١٣٠/٧)

ایک اور حدیث:

(۶۱۸) **تَرجَمَہ**: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بیٹا تھا جس کی کنیت ابوعمیر تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا۔ حضرت امّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو اس بچے کی ماں اور ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی تھیں) نے اس بچے کو کفنایا اور اس پر کپڑا ڈال دیا اور (لوگوں سے) کہا: کوئی بھی ابوطلحہ کو نہ

بتائے یہاں تک کہ میں ہی ان کو بتاؤں۔ حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ (گھر) تشریف لائے وہ تھکے ہوئے اور روزہ دار تھے۔ حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا نے خوشبو لگائی اور خود کو آراستہ کیا اور ان کے لئے رات کا کھانا لے آئیں۔ انہوں نے پوچھا: ابوعمیر کے کیا حال ہیں؟ حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا نے فرمایا: اب سکون ہے۔ حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے کھانا کھایا۔ اور (رات کوان سے) صحبت کی۔ حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا نے ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے کہا: آپ کی کیا رائے ہے کہ ایک گھر والے دوسرے گھر والوں سے کوئی چیز مانگ کر لیں پھر جن گھر والوں نے چیز مانگنے پر دی تھی ان لینے والوں سے واپس مانگیں تو کیا ان کو یہ چیز واپس کرنی چاہئے یا روک لینی چاہئے؟ حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے فرمایا: ضرور واپس کر دینی چاہئے۔ اُمّ سلیم رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا کہنے لگیں: آپ اپنے بچے ابوعمیر پر بھی ثواب کی امید رکھیں۔ (کہ جو امانت اللہ تعالیٰ نے آپ کو دی تھی وہ لے لی) حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کو غصہ آگیا۔ وہ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور جو کچھ اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا نے کہا تھا وہ آپ ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے (دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

﴿ بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِيْ غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا. ﴾

تَرجَمَۃ: ''اللہ تعالیٰ تمہاری گزشتہ رات میں برکت عطا فرمائیں۔''

حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا عبداللہ بن ابوطلحہ کے حمل سے حاملہ ہوئیں۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے بارے میں جب میل ملاپ کی خبر ملے تو ان کو صبح برکت کی دعا دینی چاہئے۔ نیز چند فائدے معلوم ہوئے:

1. بچہ کے انتقال پر صبر کرنا۔
2. شوہر کو حکمت سے بات سمجھانا۔

اس دعا کی برکت سے حضرت ابوطلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ کے دس بیٹے ہوئے جو تمام علماء فقہاء تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۶/۸۱)



باب ما تعوذ به المرأة التى تُطْلَقُ

عورت کو دردِ زہ ہو تو کیا کرنا چاہئے

(٦١٩) - حدثنى على بن أحمد بن سليمان، حدثنا أحمد بن سعيد الهمدانى، ثنا عبدالله بن محمد بن المغيرة، ثنا سفيان الثورى، عن ابن أبى ليلى، عن الحكم، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال:إذا عَسَرَ على المرأة ولدها أخذ إناءً لطيفا يكتب فيه

﴿ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴾

إلى آخر الآية، و

﴿ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا عَشِيَّةً أَو ضُحَاهَا ﴾

﴿ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُوْلِى الْأَلْبَابِ ﴾

إلى آخر الآية، ثم يغسل ويسقى المرأة منه ويُنْضَحُ على بطنها وفرجها.

اخرجه البيهقى فى «الدعوات الكبير» (٢/٢٨٢/٤٩٧) كما فى «العجالة» (٢/٦٩٩) وذكره السيوطى فى «الدر المنثور» (٤/٥٩٨) وقال اخرجه ابن السنى والديلمى. وذكره القرطبى فى «تفسيره» (١٦/٢٢٢) وعن ابن عباس مقطوعاً باختلاف.

(۶۱۹) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عورت کے لئے بچہ کی ولادت میں مشکل پیش آئے تو ایک صاف ستھرا برتن لیا جائے اس میں یہ آیتیں لکھی جائیں:

﴿ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴾

سے آخر آیت تک:

﴿ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا عَشِيَّةً أَو ضُحَاهَا ﴾

﴿ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُوْلِى الْأَلْبَابِ ﴾

سے آخر آیت تک پھر اس برتن کو دھویا جائے اور (یہ دھویا ہوا پانی) عورت کو پلایا جائے اور اس کے پیٹ اور شرم گاہ پر چھڑکا جائے۔“

فَائِدَہ: پوری آیت یہ ہیں:

﴿کانهم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعةً مّن نّهار بلغ فهل یهلك الا القوم الفاسقون﴾ (احقاف ۳۵)

﴿کانهم یوم یرونها لم یلبثوا الا عشیة او ضحها﴾ (نازعات ۴۶)

﴿لقد کان فی قصصهم عبرة لاولی الالباب ما کان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیه وتفصیل کل شیء وهدی ورحمة لقوم یوقنون ۝﴾ (یوسف ۱۱۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت کی ولادت کا وقت قریب ہو اور اس کو اس میں کچھ مشکل ہو رہی ہو تو اس وقت ان آیتوں کو ایک برتن میں لکھ کر اس کو دھو کر عورت کو پلایا بھی جائے اس کے پیٹ اور شرم گاہ پر چھڑکا بھی جائے۔ اس کی برکت سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔

(٦٢٠) - حدثنی علی بن محمد بن عامر، ثنا عبدالله بن محمد ابن خنیس، حدثنی موسی بن محمد بن عطاء، ثنا بقیة بن الولید، حدثنی عیسی بن إبراهیم القرشی، عن موسی بن أبی حبیب، قال: سمعت علی ابن الحسین، یحدث عن أبیه، عن أمه فاطمة رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنهَا، أن رسول الله ﷺ لما دنا ولادها أمر أم سلیم وزینب بنت جحش أن تأتیا فاطمة، فتقرءا عندها آیة الکرسی، و إن ربکم الله إلی آخر الآیة، وتعوذاها بالمعوذتین.

لم اجده عند غیر المصنف.

(۶۲۰) تَرجَمَہ: ”حضرت فاطمہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنهُ سے روایت ہے کہ جب ان کے ہاں ولادت کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُمّ سلیم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنهَا اور حضرت زینب بنت جحش رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنهَا کو فرمایا کہ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنهُ کے پاس جائیں اور ان کے پاس آیۃ الکرسی اور ان ربکم اللہ سے آخری آیت تک پڑھیں اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) پڑھ کر ان کو (اللہ تعالیٰ کی) پناہ میں لیں۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ولادت کے وقت آیت الکرسی اور معوذتین اور ان ربکم اللہ پڑھ کر دم کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ولادت میں آسانی فرما دیتے ہیں۔

جب دردِ زہ شروع ہو جائے تو یہ آیت ایک پرچہ لکھ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کے بائیں ران میں باندھے یا شیرینی پر پڑھ کر اس کو کھلا دے انشاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہوگا آیۃ یہ ہے۔

﴿اذا السماء انشقت ۝ واذنت لِرَبّهَا وحُقّتْ واذا الارض مدت ۝ والقت ما فیها وتخلت ۝ واذنت لربها وحقت﴾ (بہشتی زیور مکتبہ امدادیہ ملتان حصہ نہم صفحہ ۴۳۷)

باب ما تدعو به المرأة الغيرى

مصیبت زدہ عورت کو کیا دعا دینی چاہئے

(٦٢١) - حدثنا أبو يعلى، حدثنا أبو الحكم المنتجع بن مصعب العبدى، حدثنى ربيعة، قالت: حدثنى منية، عن ميمونة بنت أبى عسيب، أن امرأة من بنى حرس أتت النبى ﷺ على بعير، فنادت: يا عائشة أغيثينى بدعوة من رسول الله ﷺ لتسكنينى بها وتطمأنينى بها، وأنه قال لها: ضعى يدك اليمنى على فؤادك فامسحيه، وقولى:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ دَوَانِىْ بِدَوَائِكَ، وَاشْفِنِىْ بِشِفَائِكِ، وَأَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَنْ سِوَاكَ، وَاحْذَرْ عَنِىْ أَذَاكَ.﴾

قالت: فدعوت به، فوجدته جيدا.

قال المنتحج: وأظن أن ربيعة قالت: فى هذا الحديث: إن المرأة كانت غيرى.

احرجه ابويعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيره المهرة» (٦٢٢٦/٤٧٩/٦) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٧٢/٣٩/٢٥) وفى «الدعا» (رقم ١١٢٦) وابو نعيم فى «معجم الصحابه» (٧٨٤١/٣٤٤٤/٦) كما فى «العجالة» (٧٠٠/٢)

(۶۲۱) ترجمہ: ”حضرت میمونہ ابو بنت عسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بنو حرس قبیلہ کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس اونٹ پر سوار ہو کر آئیں انہوں نے پکارا: عائشہ! رسول اللہ ﷺ کی دعا سے میری مدد کرو کہ تم مجھے اس دعا سے سکون و اطمینان پہنچاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اپنا دایاں ہاتھ اپنے دل پر رکھو اور اس کو (دل پر) پھیرو اور یہ دعا پڑھو:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ دَوَانِىْ بِدَوَائِكَ، وَاشْفِنِىْ بِشِفَائِكِ، وَأَغْنِنِىْ بِفَضْلِكَ عَمَنْ سِوَاكَ، وَاحْذَرْ عَنِىْ أُذَاكَ.﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے شروع کرتی ہوں اے اللہ! آپ مجھے اپنی دوا سے دوائی دیجئے، اپنی شفا سے مجھے شفا دیجئے، اپنے فضل کے ذریعے سے اپنے علاوہ سے مجھے بے نیاز کر دیجئے اور مجھے تکلیف سے محفوظ فرمائیے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پریشان حال کی خبر گیری اور اس کی تسلی کے لئے اس کو کوئی دعا دینی چاہئے۔ نیز تکلیف و

پریشانی کے وقت اس دعا کو پڑھنا چاہئے۔ اپنی تکلیف و پریشانی اپنے بڑوں کے سامنے حل کے لئے پیش کرنا بھی معلوم ہوا۔

نوع آخر:

(٦٢٢) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا علي بن ميمون، ثنا أبو توبة الربيع ابن نافع، عن سلمة بن علي، عن هشام بن عروة، عن عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، قالت: دخل عليَّ رسول الله ﷺ، وأناغضبي، فأخذ بطرف المفصل من أنفي فعركه، ثم قال: يَا عُوَيْشُ قولي:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ، وَأَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ.﴾

مضى تخريجه (برقم ٤٥٥)

ایک اور حدیث:

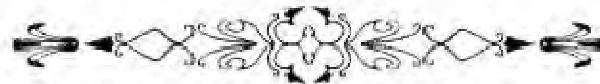
(۶۲۲) تَرجَمہ: ”حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت غصہ میں تھی۔ آپ ﷺ نے میری ناک کو ایک جانب سے پکڑا اور اس کو ہلایا پھر فرمایا: اے عویش! (یہ عائشہ کی تصغیر ہے) یہ دعا پڑھو:“

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَأَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ، وَأَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ.﴾

تَرجَمہ: ”اے اللہ! آپ میرے گناہ معاف کر دیجئے اور میرے دل کے غصہ کو دور کر دیجئے اور شیطان سے مجھ کو پناہ دیجئے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ:

1. بیوی کے ساتھ پیار و محبت اور درگزر کا معاملہ کرنا چاہئے۔
2. کسی کو غصہ کے وقت ایسی بات کہنا چاہئے جس سے اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔
3. کوئی عمل بھی کرنا جس سے اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے جیسا کہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا کی ناک پکڑ کر ہلائی۔



باب ما يعمل بالولد إذا ولد

جب بچہ پیدا ہو تو کیا کرنا چاہئے

(٦٢٣) - أخبرني أبو يعلى، حدثنا جبارة بن المغلس، ثنا يحيى بن العلاء، عن مروان بن سالم، عن طلحة بن عبيدالله العقيلي، عن حسين بن علي رضي الله تعالى عنهما، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ولد له مولود فأذن في أذنه اليمنى وأقام في أذنه اليسرى، لم يضره أم الصبيان.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (١٢/١٥٠/٦٧٨٠) وابن عدي في «الكامل» (٧/١٩٨) والبيهقي في «شعب الايمان» (٦/٣٩٠/٨٦١٩) والديلمي في «مسند الفردوس» (٣/٦٣٢/٥٩٨٢) وابن عساكر في «تاريخ دمشق» (ج١٦/ق٨٢/ب) كما في «العجاله» (٢/٧٠١)

(۶۲۳) ترجمہ: ”حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے ہاں بچہ پیدا ہو وہ اس کے دائیں کان میں اذان کہے اور بائیں کان میں اقامت کہے تو بچے کو اُم الصبیان (بدن کے دانے یا وہ بیماری جس میں بچے بے ہوش ہو جاتے ہیں) کی بیماری نقصان نہیں دے گی۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچے کے پیدا ہونے کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنی چاہئے۔

بچے کے کان میں اذان واقامت کہنا سنت ہے۔ (مرقاۃ ۸/۱۵۹)

اسی طرح بچے کے کان میں اذان کے بعد یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے ”اللهم انى اعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم“ (مرقاۃ ۸/۱۶۰)

اذان کی حکمت

بچہ کے کان میں جو سب سے پہلی آواز جائے وہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کے کلمات اور ایمان اور نماز کی بات ہو کیوں کہ یہ تمام ارکان کی اصل اور بنیاد ہے۔ (مرقاۃ ۸/۱۶۰)

بچے کی پیدائش کے بعد چند مسنون و مستحب امور

❶ بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنا۔

❷ کسی نیک آدمی سے اس کی تحنیک کرانا۔

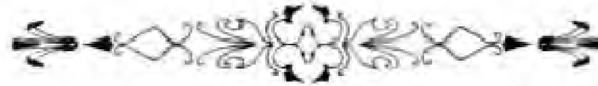
❸ اس کا اچھا نام رکھنا۔

❹ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن اس کا عقیقہ کرنا۔

❺ ساتویں دن اس کے بال مونڈنا اور بالوں کے وزن کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کرنا۔

❻ اگر لڑکا ہو تو ساتویں دن ختنہ کرنا۔

❼ بچی ہو تو کان چھیدنا۔ (بعضہ من فتح الباری ۹/ ۵۸۹، وباقیہ من کتب الحدیث المختلفہ)



باب ما يقول من يبتلى، بالوسوسة

جو وسوسہ میں مبتلا ہو اس کو کیا کرنا چاہئے

شیطان جب کسی سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس کو وساوس میں مبتلا کرتا ہے۔ وساوس سے ایمان کو کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے جب کہ اعتقاد صحیح ہو لیکن پھر آدمی اس کی وجہ سے پریشان ہو جاتا ہے اس موقع پر شیطان کو دور کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ سے کیا ہدایات منقول ہیں اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے دو باب جن کے ذیل میں چار احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٢٤) - حدثني محمد بن محمد الباهلي، ثنا محمد بن حاتم الرقي، ثنا عمار بن محمد، عن سفيان الثوري، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْهَا، قالت: قال رسول الله ﷺ: إن الشيطان يأتي العبد، فيقول من خلقك؟ فيقول: الله عزوجل! فيقول: من خلق السموات والأرض؟ فيقول: الله عزوجل! فيقول: فمن خلق الله؟ فإذا أحس أحدكم بشيء من ذلك فليقل:

﴿آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.﴾

أخرجه أحمد في «مسنده» (٢٥٧/٦) والمسلم (١٣٤/١٢٠/١) (١١٥/١) وابوداؤد (٤٧٢١/٢٣١/٤) (٢٩٣/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم٦٦٢) وابن حبان في «صحيحه» (١٥٠/٣٦٢/١)

(۶۲۴) تَرجَمَہ: ”حضرت عائشہ رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْهَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شیطان بندے کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے کس نے پیدا کیا؟ بندہ کہتا ہے! اللہ عزوجل نے پیدا کیا ہے۔ (پھر) وہ کہتا ہے: آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟ بندہ کہتا ہے: اللہ عزوجل نے۔ (پھر) وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ جب تم میں کوئی ایسی بات محسوس کرے تو وہ یہ کہے:“

﴿آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.﴾

فَائِدَہ: وسوسہ لوازم بشریت میں سے ہے اس لئے اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے کوئی بشر محفوظ رہ سکتا ہے۔ (بذل ۳۰۳/۶)

شیطان جس آدمی کے اچکنے سے مایوس ہو جاتا ہے اس کو وسوسہ کے ذریعے اچک لیتا ہے اور کافر کو وسوسہ میں نہیں ڈالتا ہے کیونکہ اس کو جس طرح چاہے اچک سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وسوسہ خالص ایمان کی علامت ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۷۹/۱)

نوع آخر:

(٦٢٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا هارون بن سعيد، حدثنا خالد ابن نزار، ثنا قاسم بن مبرور، عن يونس، عن ابن شهاب، عن عروة، قال أبو هريرة رضي الله تعالى عنه: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يأتي الشيطان يقول: من خلق كذا من خلق كذا؟ فإذا بلغ ذلك فليستعذ بالله منه ومن فتنته.

أخرجه البخاري (٣/١١٩٤/٣١٠٢) (١/٤٦٣) والمسلم (١/١٢٠/١٣٤) (١/١١٥) النسائي في «السنن الكبرى» (٦/١٧٠/١٠٤٩٩) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٦٣) وابوعوانه في «مسنده» (١/٨٠/٢٣٦)

ایک اور حدیث:

(۶۲۵) **ترجمہ:** ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان (تم میں کسی کے پاس) آکر کہتا ہے: اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ جب (کسی کے پاس) شیطان یہاں تک پہنچ جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے شیطان اور اس کے فتنہ سے پناہ مانگے۔''

فائدہ: گزشتہ حدیث کے ذیل میں گزرا کہ وسوسہ صریح ایمان کی علامت ہے جس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے لیکن انسان پریشان ہو جاتا ہے اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف علاج بتائے ہیں۔

حدیث بالا میں بھی ایک علاج بیان فرمایا ہے کہ آدمی ایسے موقع پر شیطان اور اس کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ اعوذ باللہ پڑھے اور اس وسوسہ کو وہیں چھوڑ دے۔ (مسلم ۱/۷۹)

مطلب یہ ہے کہ جس کو یہ وساوس پیش آئیں وہ اس کے شر کو دفع کرنے اور ان کے چلے جانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور یہ سمجھے کہ یہ وساوس شیطان کی طرف سے ہیں وہ ان کے ذریعہ اس کو پریشان کرنا چاہتا ہے اس لئے ان وساوس میں مشغول ہوئے بغیر ان کو چھوڑ دے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۷۹)



باب مرة يقول ذلك

وسوسہ میں مبتلا شخص یہ دعا کتنی مرتبہ پڑھے

(٦٢٦) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا محمد بن خالد بن خداش، ثنا عبيد ابن واقد القيسي، عن ليث بن سالم، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها، قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من وجد من هذا الوسواس شيئا فيقل:

﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

ثلاثا، فإن ذلك يذهب عنه.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٥٧/٦) وابن عدى فى «الكامل» (٩٠/٦) والديلمى فى «مسند الفردوس» (٥٤٨٩/٤٨٠/٣)

(۶۲۶) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو یہ وسوسے آئیں وہ یہ (کلمات) تین مرتبہ پڑھے:

﴿آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾

ترجمہ: ”ہم اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول پر ایمان لائے ہیں۔“

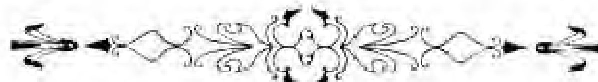
یہ کلمات اس کے وسوسے ختم کردیں گے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دعا تین مرتبہ کہنا چاہئے۔

اسی طرح علماء نے لکھا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنا چاہئے کیونکہ شیطان جب اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا ہے تو فوراً پیچھے ہٹ جاتا ہے اور کلمہ تو تمام اذکار کا سردار ہے۔ بہرحال سب سے زیادہ وسوسے کو دور کرنے والی چیز یہ ہے کہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوجائے تاکہ شیطان ذلیل اور رسوا ہوکر فوراً ہٹ جائے۔ (کتاب الاذکار صفحہ ۱۲۶)

علماء نے ایک علاج اور تجویز فرمایا ہے کہ جب وسوسہ آئے تو خوش ہو (کہ یہ تو ایمان کی علامت ہے) کیونکہ شیطان مسلمان کے خوش ہونے کو انتہائی ناپسند کرتا ہے اس لئے وہ فوراً ہٹ جائے گا اور وسوسہ ختم ہوجائے گا۔

(کتاب الاذکار للنووی صفحہ ۱۲۷)



باب ما يقول إذا سئل عن شيء من ذلك

وسوسہ کے بارے میں سوال کیا جائے تو کیا پڑھنا چاہئے

(٦٢٧) - أخبرنا الحسين بن محمد، حدثنا سليمان بن سيف، ثنا يزيد بن سريع، ثنا ابن إسحاق، حدثني عتبة بن مسلم، عن أبي سلمة ابن عبدالرحمن، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يوشك الناس يتساء لون بينهم حتى يقول قائلهم: هذا الله خلق الخلق، فمن خلق الله عزوجل؟ فإذا قالوا ذلك فقولوا:

﴿اَللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

ثم ليتفل أحد كم عن يساره ثلاثا، وليستعذ بالله من الشيطان.

أخرجه أبوداود (٤/٢٣١/٤٧٢٢) (٢/٢٩٣) وابن ابي العاصم في «السنة» (١/٢٩٤/٢٥٣) والنسائي في «السنن الكبرى» (٦/١٦٩/١٠٤٩٧) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم٦٦١) وابن عبدالبر في «التمهيد» (٧/١٤٦)

(۶۲۷) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے سوالات کریں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہے گا: یہ اللہ تعالیٰ ہیں جنہوں نے مخلوق کو پیدا کیا ہے (لیکن) اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ جب لوگ یہ بات کہنے لگیں تو تم یہ دعا پڑھو:۔''

﴿اَللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ایک ہیں۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہیں نہ ان سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوئے ہیں اور نہ ہی کوئی ان کا ہمسر ہے۔''

پھر تم میں کوئی اپنے بائیں جانب تین مرتبہ تھتکارے اور شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔''

فائدہ: اس حدیث شریف میں وسوسہ کا ایک اور علاج تجویز فرمایا گیا ہے۔

تھوکنا وسوسہ سے اظہار ناپسندیدگی کی وجہ سے ہے تاکہ شیطان اپنے ارادے میں خاک آلود ہو۔ (فتوحات ربانیہ ۳۶/۴)

بائیں طرف تھوکنے کو اس لئے ارشاد فرمایا کہ شیطان بائیں جانب سے آتا ہے تین مرتبہ فرمانا شیطان اور وسوسہ سے دوری اور اظہار نفرت کے لئے ہے۔

قل ہو اللہ پڑھے یعنی اس وسوسہ کے رد میں کہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہیں جن کا کوئی بدل وثانی نہیں ہے۔ (بذل ۲۳۰/۶)

باب ما يقول لمن ذهب بصره

جس کی بینائی چلی جائے اس کو کیا دعا پڑھنی چاہئے

ایمان کے بعد سب سے بڑی آزمائش آنکھوں کا چلا جانا ہے اس موقع پر صبر کرنا اور اس پر اللہ تعالیٰ کیا ثواب فرماتے ہیں۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے دو باب اور ان کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٢٨) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا العباس بن فرح الرياشي، والحسين ابن يحيٰى الثوري، قالا: ثنا أحمد بن شبيب بن سعيد، قال: ثنا أبي، عن روح بن القاسم، عن أبي جعفر المدني وهو الخطمي، عن أبي أمامة بن سهل ابن حنيف، عن عمه عثمان بن حنيف رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ، قال: سمعت رسول الله ﷺ، وجاء إليه ضرير، فشكا إليه ذهاب بصره، فقال رسول الله ﷺ: ألا تصبر؟ قال: يا رسول الله! ليس لي قائد، وقد شق علي، فقال النبي ﷺ: إئت الميضاة فتوضا، وصل ركعتين، ثم قل:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّيْ مُحَمَّدٍ ﷺ، يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ إِنِّيْ أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فَتَجْلِيْ عَنْ بَصَرِيْ، اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ. ﴾

قال عثمان: وما تفرقنا ولا طال بنا الحديث حتى دخل الرجل كأنه لم يكن ضريرا قط.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٣٨/٤) وابن ماجه (١٣٨٥/٤٤١/١) (ص٩٩) والترمذي (٣٥٧٨/٥٦٩/٥) (١٩٨/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٤٩٥/١٦٩/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٥٦٩) والحاكم في «المستدرك» (٧٠٧/١)

(۶۲۸) **تَرْجَمَہ:** ”حضرت عثمان بن حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ کے پاس ایک نابینا صحابی آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے اپنی بینائی کے چلے جانے کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس پر صبر نہیں کر سکتے ہو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے کوئی لانے لے جانے والا نہیں ہے اس لئے یہ مجھ پر بہت ہی گراں ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وضو کرو اور دو رکعتیں پڑھو پھر یہ دعا کرو:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّيْ مُحَمَّدٍ ﷺ، يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ

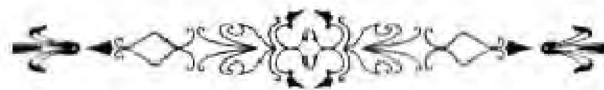
إِنِّيْ أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فَتَجْلِيْ عَنْ بَصَرِيْ، اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ. ﴾

ترجمہ: ''اے (میرے پیارے) اللہ! میں آپ ہی سے سوال کرتا ہوں اور اپنے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے آپ ہی کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اے رحمت کے نبی اے محمد! (ﷺ) میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں (کہ اللہ تعالیٰ آپ) میری بینائی (مجھے) عطا کر دیجئے۔ اے اللہ! آپ میرے بارے میں آپ ﷺ کی سفارش قبول فرما لیجئے اور میرے بارے میں میری سفارش (بھی) قبول فرما لیجئے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ابھی ہم جدا بھی نہیں ہوئے تھے اور نہ زیادہ دیر گزری تھی کہ وہ آدمی آیا گویا وہ کبھی نابینا تھا ہی نہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگنا جائز ہے لیکن اس کے ساتھ عقیدہ یہ ہو کہ کرنے والی حقیقی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہی سب کو دینے اور روکنے والی ہے اور وہ جو چاہتی ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتی نہیں ہوتا ہے۔ (تحفۃ الذاکرین صفحہ ۱۳۸)

یہ عمل صرف نابینا کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ تمام حاجتوں کے لئے اس طرح دعا مانگی جا سکتی ہے۔ صاحب حصن حصین نے اس کو صلاۃ الحاجت میں ذکر کیا ہے۔ (حصن حصین صفحہ ۲۰۵)



باب ثواب من حمد الله على ذهاب بصره

بینائی چلے جانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کا ثواب

(٦٢٩) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا عمرو بن هشام، ثنا محمد بن سلمة، عن أبی عبدالرحيم، عن أبی عبدالملك، عن القاسم، عن أبی أمامة رضی الله تعالیٰ عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: إن الله عزوجل يقول:إذا أنا أخذت كريمتى عبدى، فحمدنى فى الصدمة الأولى لم أرض لهٗ بثواب دون الجنة، أن أدخله الجنة.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢٥٨/٥) والبخاری فی «الادب المفرد» (رقم ٥٣٥) وابن ماجه (١٥٩٧/٥٠٩/١) (ص ١١٤) والترمذی (٢٤٠١/٦٠٣/٤) (٦٥/٢) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٧٧٨٨/١٩١/٨)

(۶۲۹) ترجمہ: ”حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں اپنے بندے سے دو پسندیدہ چیزیں لے لیتا ہوں پھر وہ اس صدمہ کے ابتداء ہی میں میری تعریف کرتا ہے تو میں جنت کے ثواب کے بدلے کسی چیز پر راضی نہیں ہوں گا کہ میں اس کو جنت میں داخل کروں گا۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ دین کے جانے کے بعد آنکھوں سے زیادہ سخت کوئی چیز نہیں ہے جس سے بندہ کو آزمایا گیا ہو اور جس کو آنکھوں کے بارے میں آزمائش میں ڈالا گیا ہو اس نے اس پر صبر کیا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوئی حساب نہ ہوگا۔ (بزار عن زید بن ارقم فتح الباری ۱۱۶/۱۰)

ابتدائے صدمہ کا مطلب ہے کہ صبر اس وقت مفید ہوگا جب ابتدائے مصیبت ہی میں صبر کیا جائے اور سر تسلیم خم کیا جائے، ورنہ اگر ابتدائے مصیبت میں تنگدلی ہو یا قلق وافسوس ہو اور ناامیدی کے بعد صبر کرے تو اس سے فائدہ نہیں ہوگا۔ (فتح الباری ۱۱۶/۱۰)

جنت کا ملنا بڑا فائدہ ہے کیونکہ نظر تو دنیا کے فنا ہونے کے ساتھ فنا ہو جائے گی لیکن جنت ہمیشہ ہمیشہ رہے گی۔ (فتح الباری ۱۱۶/۱۰)

ابتدائے مصیبت پر صبر کرنا صرف آنکھوں ہی پر نہیں ہے بلکہ ہر تکلیف پر یہی معاملہ ہے۔ (فتح الباری ۱۱۶/۱۰)



باب ما يقرأ على من يعرض لهٗ فى عقله

جس کی عقل میں فتور خلل ہو جائے اس پر کیا پڑھ کر دم کرنا چاہیے

کسی کو جنون کا دورہ پڑ جائے، یا بچوں کو کن دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دینا چاہیے؟ نیز کسی موذی جانور کے ڈسنے پر کیا دم کرنا چاہیے۔ اس کیلئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے چھ باب اور ان کے ذیل میں آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٣٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عمرو بن على، ثنا محمد ابن جعفر، ثنا شعبة، عن عبدالله بن أبى السفر، عن الشعبى، عن خارجة ابن الصلب، عن عمه رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْهُ قال: أقبلنا من عند النبى صلى الله عليه وسلم فأتينا على حى من العرب، فقالوا: هل عندكم دواءٌ؟ فإن عندنا معتوها فى القيود، فجاؤا بالمعتوه فى القيود فقرأت عليه فاتحة الكتاب ثلاثة أيام غدوة وعشية اجمع بزاقى ثم أتفله، فكانما نشط من عقال: فاعطونى جعلا، فقلت: لا، فقالوا: سل النبى صلى الله عليه وسلم، فسألته، فقال: كُلْ فَلَعَمْرِىْ مَنْ اكل برقية باطل، لقد اكلت برقية حق.

احرجه احمد فى «مسنده» (٢١١/٥) وابوداؤد (٣٩٠١/١٤/٤) (١٨٨/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٧٥٣٤/٣٦٥/٤) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم١٠٣٢) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥٠٩/١٩٠/١٧)

(۶۳۰) **تَرجَمَہ:** ’’حضرت خارجہ بن الصلت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ اپنے چچا سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس آئے۔ ہم عرب کے ایک محلے میں پہنچے۔ ان لوگوں نے (ہم سے) کہا: کیا تمہارے پاس کوئی دوا ہے؟ کیونکہ ہمارے پاس ایک مجنون بیڑیوں میں (قید) ہے۔ وہ لوگ اس مجنون کو بیڑیوں میں بندھا ہوا لائے۔ میں اس پر تین دن صبح شام سورۃ فاتحہ پڑھتا اور (منہ میں) اپنا تھوک جمع کرتا اور اس پر تھوک دیتا۔ (وہ صحت یاب ہوگیا) گویا کہ وہ قید سے چھوٹ گیا ہو (یعنی اس کو شفا ہوگئی اور اس کی بیماری چلی گئی گویا وہ قید سے رہا ہوگیا) ان لوگوں نے مجھے اس کا معاوضہ دینا چاہا۔ میں نے منع کیا۔ ان لوگوں نے کہا: تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لو۔ میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: میری عمر کی قسم! کھاؤ (یعنی لے لو) جو شخص غلط دم کرتا ہے (اس کا گناہ اس پر ہے لیکن) تم تو صحیح دم کر کے کھاتے ہو۔‘‘

فَائِدَہ: اس حدیث سے چند فوائد معلوم ہوئے۔

❶ سورہ فاتحہ دم ہے۔

❷ اس سے مصیبت میں مبتلا لوگوں پر دم کرنا مستحب ہے۔
❸ دم پر اجرت لینا جائز ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۴۰ تا ۴۱)
تھوکنے کے دو مطلب ہیں۔
❶ اس پر جو جنی تھی اس کی نیت کر کے اس پر تھوکا ہوگا اور یہ علاج میں جائز ہے۔
❷ جن کو بھگانے کے لئے زمین پر تھوکا ہوگا۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۴۵)

نوع آخر:

(٦٣١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا داود بن رشيد، ثنا الوليد بن مسلم، عن ابن لهيعة، عن عبدالله بن هبيرة، عن حنش الصنعاني، عن عبدالله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه، أنه قرأ في أذن مبتلى فأفاق، فقال لهُ رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما قرأت في أذنه؟ قال: قرأت،

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾

حتى فرغ من آخر السورة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو أن رجلا مؤقنا قرأبها على جبل لزال.

اخرجه ابويعلى في «مسنده» (٥٠٤٥/٤٥٨/٨) والعقيلي في «الضعفاء» (٦٧٣/١٦٣/٢) والطبراني في «الدعا» (رقم ١٠٨١) وابو نعيم في «الحلية» (٧/١) والخطيب البغدادي في «تاريخ بغداد» (٣١٢/١٢)

(۶۳۱) **ترجمہ:** ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک مجنون کے کان میں کچھ پڑھا وہ ٹھیک ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ انہوں نے کہا: میں نے

﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا﴾

سے آخر سورہ تک پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر آدمی یقین سے ان آیتوں کو پڑھے تو ان آیات (کی برکت) سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائے۔''

فائدہ: پوری آیتیں یہ ہیں:

﴿افحسبتم انما خلقنا كم عبثا وانكم الينا لا ترجعون ۞ فتعلى الله الملك الحق لا اله الا هو رب العرش الكريم ۞ ومن يدع مع الله الهًا آخر لا برهان لهُ به فانّما حسابه عند ربه انه لا يفلح الكافرون. وقل رب اغفر وارحم وانت خير الراحمين.﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجنوں کے کان میں یہ آیتیں پڑھ کر دم کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کو صحت عطا فرماتے ہیں۔

باب ما يقرأ على من به لمم

جس پر جنات کا اثر ہو اس پر کیا دم کرنا چاہئے

(٦٣٢) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا زكريا بن يحيى بن حمويه، ثنا صالح ابن عمر، ثنا أبو جناب يحيى بن أبى حية، عن عبدالرحمن بن أبى ليلى، عن رجل، عن أبيه، قال: جاء رجل إلى النبى ﷺ فقال: إن أخى به وجع، فقال: ما وجع أخيك؟ قال: به لمم، قال: فابعث إلىَّ به، قال: فجاء فجلس بين يديه فقرأ عليه النبى ﷺ فاتحة الكتاب، وأربع آيات من أول سورة البقرة واثنتين من وسطها

﴿وَ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾

حتى فرغ من الآية،

﴿وآيتة الكرسى﴾

وثلاث آيات من آخر سورة البقرة، آية من أوول سورة آل عمران، و

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوْ الْعِلْمِ﴾

إلى آخر الآية، وآية من سورة الأعراف

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾

وآية من سورة الجن

﴿وَأَنَّهُ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا.﴾

وعشر آيات من سورة الصفات من أولها، وثلاث آيات من آخر سورة الحشر، وقل هو الله أحد، والمعوذتين.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٢٨/٥) وابن ماجه (٣٥٤٩/١١٧٥/٢) (ص٢٥٣) وابويعلى فى «مسنده» (١٥٩٤/١٦٨-١٦٧/٣) والطبرانى فى «الدعا» (رقم،١٠٨) والحاكم فى «المستدرك» (٤٥٨/٤)

(۶۳۲) تَرجَمَہ: ''حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ ایک آدمی سے اور وہ اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ

ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے کہا: میرے بھائی کو تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بھائی کو کیا تکلیف ہے؟ انہوں نے کہا: (اس پر) جن ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ صاحب (جن کو تکلیف تھی) آئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ کی ابتدائی چار آیتیں اور درمیان کی دو آیتیں:

﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾

تمام پڑھیں۔ اور آیۃ الکرسی، سورۃ بقر کی آخری تین آیتیں اور سورہ آل عمران کا ابتدائی حصہ اور

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُوْ الْعِلْمِ﴾

آخر آیت تک اور سورہ اعراف کی ایک آیت:

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾

سورہ جن کی ایک آیت:

﴿وَأَنَّهُ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا.﴾

سورہ صافات کی ابتدائی دس آیتیں، سورہ حشر کی آخری تین آیتیں، قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں۔"

فَائِدَۃ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ یہ آیتیں پڑھ کر مجنوں پر دم کرنا چاہئے۔

نوع آخر:

(٦٣٣) - أخبرني محمد بن المصفى، ثنا يحيٰى بن سعيد، عن المسعودي، عن يونس بن خباب، عن ابن أبي ليلٰى بن حرة، عن يعلى بن مرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أن امرأة أتت النبي ﷺ بابن لها، فقالت: إن ابني هذا قد أصابه لمم، فتفل النبي ﷺ في فيه، ثم قال:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اِخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ﴾

قال: فلم يضره شيء بعد.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٧١/٤) والهناد السري في «الزهد» (١٣٣٨/٦٢١/٢) وابوبكر الشيباني في «الآحاد والمثاني» (١٦١٢/٢٥١/٣) والطبراني في «المعجم الكبير» (٦٧٩/٢٦٤/٢٢) والحاكم في «المستدرك» (٢٧٣/٢)

ایک اور حدیث:

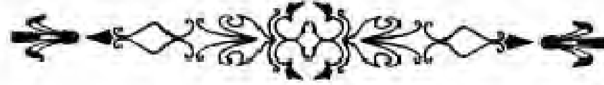
(۶۳۳) ترجمہ: ”حضرت یعلی بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کو لے کر آئیں۔ انہوں نے کہا: میرے بیٹے کو جنون طاری ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے اس بچے کے منہ میں تھوکا پھر یہ (کلمات ارشاد) فرمائے:“

﴿بِسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، إِخْسَأْ عَدُوَّ اللّٰهِ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے نام سے محمد رسول اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دشمن دفع ہو جا۔“

راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس بچے کو کسی چیز نے نقصان نہیں پہنچایا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان کلمات کو پڑھ کر دم کرنے سے جنون سے افاقہ ہوتا ہے۔



باب ما يعوذ به الصبيان

بچوں کی (شیاطین وغیرہ سے) حفاظت کا طریقہ

(٦٣٤) - أخبرني أبو عروبة، حدثنا محمد بن بشار، ثنا يزيد بن هارون، أخبرنا سفيان الثوري، عن منصو، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما، عن النبي ﷺ، أنه كان يعوذ الحسن والحسين يقول:

﴿أُعِيذُ كَمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ﴾

ويقول: هكذا كان أبي إبراهيم يعوذ إسماعيل و إسحاق عليهما السلام.

اخرجه احمد فی «مسنده» (١/٢٣٦) والبخاری (٣/٢٣٣/٣١٩١) (١/٤٧٧) وابوداؤد (٤/٢٣٥/٤٧٣٧) (٣/٢٩٥) وابن ماجه (٢/١١٦٤/٣٥٢٥) (ص٢٥١) والترمذی (٤/٣٩٦/٢٠٦٠) (٢/٢٦)

(٦٣٤) تَرجَمَہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ (حضرت) حسن اور (حضرت) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو حفاظت کی دعا دیتے (اور) یہ پڑھتے:

﴿أُعِيذُ كَمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ﴾

تَرجَمَہ: ”میں تم دونوں کو ہر شیطان اور زہریلی بلا اور ہر لگنے والی نظر بد کے شر سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ میں لیتا ہوں۔“

اور آپ ﷺ ارشاد فرماتے: اسی طرح میرے والد (حضرت) ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلَام) بھی (حضرت) اسماعیل اور (حضرت) اسحاق (عَلَیْہِمَا السَّلَام) کو (اللہ تعالیٰ کی) حفاظت میں لیتے تھے۔“

فَائِدَہ: کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کی معلومات، اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی کتابیں بھی ہو سکتی ہیں۔

”ہر شیطان کی برائی کا مطلب ہے کہ“ ہر سرکش اور حد سے بڑھ جانے والے کی برائی خواہ وہ آدمیوں، جنوں، یا جانوروں میں سے ہو۔ (مظاہر حق ۲/۳۲)

روایت کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ کی اولاد کا سرچشمہ ہیں جس طرح حضرت اسماعیل اور اسحاق عَلَیْہِمَا السَّلَام حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد کا سرچشمہ ہیں۔ (مرقاۃ ۳/۳۴۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کو یہ دعا پڑھ کر دم کرنا چاہئے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ مذکورہ تمام شرور سے حفاظت فرماتے ہیں۔

باب ما تعوذ به القوية والبثرة

داد اور پھنسی پر کیا دم کرنا چاہیے

(٦٣٥) - أخبرني علي بن محمد بن عامر، حدثنا محمد بن عبدالغفار الزرقاني، ثنا عمرو بن علي، ثنا أبو عاصم، حدثني ابن جريج، حدثني عمرو بن يحيٰى بن عمارة، عن مريم بنت أبي كثير (كذا قال و إنما هو عمرو ابن يحيٰى بن عمارة عن مريم بن إياس بن البكير) عن بعض ازواج النبي صلى الله عليه وسلم قالت: دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد خرج من أصبعي بَثَرَةٌ، فقال: عندك ذريرة فوضعها عليها وقال قولي:

﴿اَللّٰهُمَّ مُصَغِّرَ الْكَبِيْرِ وَمُكَبِّرَ الصَّغِيْرِ صَغِّرْ مَا بِيْ﴾

فطفئت.

أخرجه أحمد في «مسنده» (٣٧٠/٥) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٨٧٠/٢٥٥/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٠٣١) وابن حبان في «الثقات» (١٤٠٣٨/٣٩١/٨) والحاكم في «المستدرك» (٢٣٠/٤)

(۶۳۵) ترجمہ: ”حضرت مریم بنت ابوکثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی اہلیہ محترمہ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے میری انگلی میں پھنسی نکلی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس ذریرہ (خوشبو) ہے۔ (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذریرہ (نامی خوشبو) کو پھنسی پر رکھا اور فرمایا: یہ دعا پڑھو:“

﴿اَللّٰهُمَّ مُصَغِّرَ الْكَبِيْرِ وَمُكَبِّرَ الصَّغِيْرِ صَغِّرْ مَا بِيْ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! بڑے کو چھوٹے کرنے والے اور چھوٹے کو بڑا کرنے والے مجھے جو پھنسی ہوئی ہے اس کو چھوٹا کر دیجیے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پھوڑے پھنسی پر یہ دعا پڑھ کر دم کرنی چاہیے۔



باب ما يقرأ على اللمدوغ

ڈسے ہوئے آدمی پر کیا دم کرنا چاہیے

(٦٣٦) - حدثني أحمد بن يحيٰى بن زهير، حدثنا يوسف بن موسى، ثنا جرير و أبو معاوية الضرير. واللفظ له. عن الأعمش، عن جعفر بن إياس، عن أبي نضرة، عن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه، قال: بعثني رسول الله ﷺ في سرية ثلاثين راكبا، فمررنا بالناس من الأعراب، فسألنا هم أن يضيفونا فأبو، فلدغ سيّدهم، فأتونا، فقالوا: أفيكم أحد يرقى من العقرب؟ قال: قلت: نعم أنا، ولكن لا أرقيه يعني إلا على أن تعطونا غنما، فأعطونا ثلاثين شاة، فقرأت عليه الحمد لله رب العالمين. سبع مرات. فبرا، فقبضنا المغنم، فعرض في أنفسنا منها، فكففنا عنها حتى أتينا النبي ﷺ فذكرنا ذلك له، فقال: وما علمت أنها رقية، اقتسموها واضربوا لي معكم بسهم.

أخرجه البخاری (٢/٧٩٥/٢١٥٦) (١/٣٠٤) والمسلم (٤/١٧٢٦/٢٢٠١) (٢/٤٥٤) وابوداؤد (٣/٢٦٥/٣٤١٨) (٢/١٢٩) وابن ماجه (٢/٧٢٩/٢١٥٦) (ص١٥٦) والترمذی (٤/٣٩٨/٢٠٦٣) (٢/٢٦)

(٦٣٦) ترجمہ: ”حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تیس سواروں کے ایک لشکر میں بھیجا۔ ہمارا گزر چند دیہاتی لوگوں کے پاس سے ہوا۔ ہم نے ان سے اپنی مہمان نوازی کے بارے میں پوچھا۔ (کہ وہ مہمان نوازی کریں) انہوں نے انکار کیا۔ ان کے سردار کو کسی چیز نے ڈس لیا۔ وہ ہمارے پاس آئے اور ہم سے کہا: تم میں کوئی ہے جو بچھو کے کاٹے کا دم کرتا ہو؟ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا: ہاں! میں جانتا ہوں۔ لیکن جب تک تم ہمیں بکریاں نہیں دو گے میں دم نہیں کروں گا۔ ان لوگوں نے ہمیں تیس بکریاں دیں۔ میں نے اس (سردار) پر الحمد للہ رب العالمین (یعنی سورہ فاتحہ) سات مرتبہ پڑھی (اور دم کیا)۔ وہ صحت مند ہو گیا۔ ہم نے بکریوں کو لے لیا۔ کچھ کو ہم لوگوں نے استعمال کر لیا وہ ہمیں کافی ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان سے اس (تمام واقعہ) کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ (سورہ فاتحہ) دم ہے۔ ان بکریوں کو تقسیم کر لو اور اپنے حصوں کے ساتھ ایک حصہ میرا بھی رکھ لو۔“

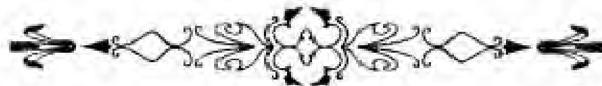
فائدہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ دم ہے اور اس کو پڑھ کر بچھو کے ڈسے ہوئے انسان پر دم کرنا چاہئے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماتے ہیں۔

ایک روایت میں دم کرتے وقت ڈسی ہوئی جگہ پر ہاتھ پھیرنا بھی آیا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۴۱)

اس سے معلوم ہوا کہ دم کرتے وقت اس جگہ پر ہاتھ بھی پھیرنا چاہئے۔

آپ ﷺ کا فرمانا کہ تقسیم کرو اور اپنے حصے کو طلب کرنا ان کی دلجوئی اور ان کی تعریف میں زیادتی کے لئے تھا کہ یہ حلال ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۴۱)

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی تھی۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۴۱)



باب من يخاف من مردة الشياطين

شیاطین وغیرہ کے خوف کے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٦٣٧) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبدالله بن عمر القواريرى، ثنا جعفر ابن سليمان الضبعي، ثنا أبو التياح، قال: سأل رجل عبدالرحمن بن خنيس، وكان شيخا كبيرا، فقال: يا ابن خنيس! كيف صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم حين كادته الشياطين؟ فقال: انحدرت الشياطين من الأودية والشعاب يريدون رسول الله صلى الله عليه وسلم، فهمَّ شيطان معه شعلة من نار أن يحرق بها رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما رآهم فزع، فجاءه جبرئيل عليه السلام، فقال: يا محمد! قل:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰن﴾

قال فطفئت نار شيطان، وهزمهم الله عزوجل.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٩٦٢٣/٨٠/٦) واحمد فى «مسنده» (٤١٩/٣) والبخارى فى «التاريخ الكبير» (٨١٠/٢٤٨/٥) وابن قانع فى «معجمه» (٦٥٣/١٧٣/٢) وابن عبدالبر فى «التمهيد» (١١٤/٢٤)

(٦٣٧) ترجمہ: ”حضرت ابوالتیاح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبدالرحمٰن ابن خنیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بوڑھے آدمی تھے ان سے پوچھا: ابن خنیس! جب شیاطین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے میں لے لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا: شیاطین وادیوں اور گھاٹیوں سے نیچے اتر آئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (ہلاک کرنا) چاہتے تھے۔ ایک شیطان نے ارادہ کیا کہ اس کے پاس جو آگ کا شعلہ ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جلا دے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شیاطین کو دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے۔ جبرئیل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا: محمد! (ان کلمات کو) پڑھئے:“

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ

اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ ﴾

تَرْجَمَہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں جن (کے احاطے) سے کوئی نیک و بد باہر نہیں ہے اور اس شر سے جو آسمان سے اترتا ہے اور اس شر سے جو آسمان پر چڑھتا ہے اور اس شر سے جو زمین میں ہے اور اس شر سے جو زمین سے نکلتا ہے، دن اور رات کے شر سے اور ہر رات کو (پیش) آنے والے (حادثہ) کے شر سے صرف اس (پیش) آنے والے (واقعہ) کے جو خیر و برکت لاتا ہے اے بہت رحم کرنے والے (مجھ پر رحم فرما)۔''

فَائِدَہ: یہ واقعہ اس رات کا ہے جس میں جن آپ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ نصیبین کے جنوں نے قرآن سننے کے بعد (جب ایمان لے آئے تو) ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم میں دین کی دعوت کے لئے اپنا پیغامبر بنا کر بھیجا تھا۔ وہاں سے ستر جن بطحا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

ممکن ہے یہ شیطان جن ان ہی جنوں کے ساتھ آیا ہو تا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکر و فریب کرے جس طرح انسانوں میں منافقین کیا کرتے تھے۔ (بلوغ الامانی من اسرار فتح الربانی ۴/۲۶۰، ۲۶۱، بحوالہ حاشیہ ابن سنی صفحہ ۵۹۳)



باب ما يقول من بلى بالوحشة

گھبراہٹ کے وقت کیا دعا پڑھنی چاہئے

جو شخص گھبراہٹ اور وحشت میں مبتلا ہو اس کو کون سی دعا پڑھنی چاہئے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے ایک باب اور اس کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٣٨) - أخبرنا أبو عروبة، و إبراهيم بن محمد بن عباد السلمي، قال: حدثنا محمد بن الوليد البسري، ثنا محمد بن جعفر، ثنا شعبة، عن يحيٰى ابن سعيد، عن محمد بن يحيٰى بن حبان، عن الوليد رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، أنه قال: يا رسول اللّٰه! إنى أجد وحشة، قال: إذا أخذت مضجعك فقل:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾

فإنه لا يضرك، وبالحرى أنه لا يقربك.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٥/٤٤/٢٣٥٤٧) واحمد فى «مسنده» (٤/٥٧) والنسائى فى «السنن الكبرىٰ» (٦/١٩٠/١٠٦٠) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٧٦٥) والحاكم فى «المستدرك» (١/٧٣٣)

(۶۳۸) تَرْجَمَہ: "حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے وحشت ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم (سونے کے لئے) اپنے بستر پر جاؤ تو یہ دعا پڑھو:"

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾

تَرْجَمَہ: "میں اللہ تعالیٰ کے غصہ ان کی سزا، ان کے بندوں کے شر، شیاطین کے وسوسوں اور ان کے میرے پاس آنے سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں۔"

تو وحشت تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی بلکہ وہ تمہارے قریب بھی نہیں آئے گی۔"

فَائِدَہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اپنے سمجھدار بچوں کو یہ دعا یاد کراتے تھے اور ناسمجھ بچوں کے گلے میں تعویذ لکھ کر ڈال دیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد ۲/ ۱۸۶)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ نے رسول اللہ ﷺ سے رات کو ڈراؤنی چیز دیکھنے کی شکایت کی جس کی وجہ سے وہ تہجد کی نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تین مرتبہ یہ کلمات پڑھنے کے لئے فرمایا۔ چند راتوں بعد حضرت خالد بن ولید آئے اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور کر دی اب تو میں رات کو شیر کی کچھار میں بھی بغیر خوف کے جا سکتا ہوں۔ (مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۲۸)

نوع آخر:

(٦٣٩) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، حدثنا محمد بن عبدالوهاب الحارثي، ثنا محمد بن أبان، عن درمك بن عمرو، عن أبي إسحاق، عن البراء ابن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: أتى رسول الله ﷺ رجل فشكا إليه الوحشة، فقال: أكثر من أن تقول:

﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ، جُلِّلَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ﴾

فقالها بعد الرجل فذهب عنه الوحشة.

اخرجه الروياني في «مسنده» (١/٢١٣/٢٩٢) والعقيلي في «الضعفاء» (٢/٤٦/٤٧٦) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢/٢٤/١١٧١) وابونعيم في «معرفة الصحابة» (١/٣٨٥-٣٨٦/١١٦٦) والبيهقي في «الدعوات الكبير» (١/١٢٩/١٧٢) كما في العجالة» (٢/٧٢٩)

ایک اور حدیث:

(۶۳۹) تَرْجَمَہ: ”حضرت براء بن عازب رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنی وحشت کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اکثر یہ کلمات پڑھتے رہا کرو:

﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ، رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ، جُلِّلَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْأَرْضُ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ﴾

تَرْجَمَہ: ”پاک ہے (کائنات) کا مقدس بادشاہ فرشتوں اور روح کا پروردگار اپنی عزت وعظمت کی وجہ سے آسمانوں اور زمینوں میں بڑی شان والا تسلیم کیا گیا ہے۔“

اس شخص نے ان کلمات کو کہا اس کی وحشت دور ہو گئی۔“

فَائِدَہ: وحشت وگھبراہٹ دور کرنے کے لئے یہ بھی ایک دعا ہے۔



باب ما يقول إذا رأى الهلال

نئے چاند کو دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہئے

ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لکھا ہے کہ چاند دیکھنا فرض کفایہ ہے کیونکہ اس سے بہت سارے احکام کا تعلق ہے۔ (جیسے رمضان کا روزہ، حج، زکوۃ کی ادائیگی وغیرہ دینی امور اس سے متعلق ہیں) (فتوحات ربانیہ ۴/۳۲۹)

چاند دیکھنا فرض کفایہ ہے، ایک نئے مہینہ کی ابتداء ہے، سارے مہینہ خیر عافیت اور برکت کے حصول کے لئے رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر کیا دعائیں پڑھیں۔ نیز جب پورا چاند نظر آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے اور مختلف ستاروں کے احوال اور تاروں کے گرتے وقت کیا عمل کرنا چاہئے اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے چھ باب اور ان کے ذیل میں اٹھارہ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٤٠) - حدثنا محمد بن الحسين بن مكرم، ثنا أبو يزيد عمرو بن يزيد الجرمي، ثنا السميدع بن واهب، عن أبي المقدام، عن الوليد بن زياد، عن نافع، عن ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، أن رسول الله ﷺ كان إذا رأ الهلال قال:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هِلَالَ يُمْنٍ وَبَرَكَةٍ﴾

اخرجه ابن حبان في «الثقات» (٧/٥٥٢/١١٤٢٨) والطبراني في «الدعا» (رقم ٩٠٤)

(۶۴۰) تَرجَمَہ: "حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نئے چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:"

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هِلَالَ يُمْنٍ وَبَرَكَةٍ﴾

تَرجَمَہ: "اے اللہ! آپ (ہمارے لئے) اس چاند کو خیر و برکت والا بنا دیجئے۔"

فَائِدَہ: چاند کی تین قسمیں ہیں۔ ① ہلال ② قمر ③ بدر۔

ہلال نئے چاند کو کہتے ہیں جو پہلی دوسری تیسری اور ایک قول کے مطابق چوتھی رات کے چاند کو کہتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۳۱)

اس کے بعد قمر کہلاتا ہے اور چودھویں کے چاند کو بدر کہتے ہیں۔

اس باب میں جو دعائیں ہیں وہ نئے چاند کو دیکھ کر پڑھنے کی ہے۔ جو پہلی دوسری تیسری اور ایک قول کے مطابق چوتھی رات تک پڑھ سکتے ہیں۔ باقی قمر اور بدر دعا کے اعتبار سے ایک ہی قسم ہیں جن کا بیان اگلے باب میں ہے۔

نوع آخر:

(٦٤١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا موسى بن محمد بن حبان وهارون ابن عبدالله، قالا: ثنا

أبو عامر العقدى، ثنا سليمان بن سفيان المدنى، حدثنى بلال بن يحيىٰ بن طلحة بن عبيدالله، عن أبيه، عن جده رضی اللہ تعالیٰ عنہ، أن النبى صلی اللہ علیہ وسلم كان إذا رأى الهلال قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ تَعَالٰى.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٦٢/١) والترمذى (٥٠٤/٥/٣٤٥١) (١٨٣/٢) وابويعلى فى «مسنده» (٦٦٢/٣٦/٢) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ٩٠٣) والحاكم فى «المستدرك» (٣١٧/٤)

ایک اور دعا:

(۶۴۱) تَرجَمَہ: ”حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاندکو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:“

﴿اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ تَعَالٰى.﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! آپ اس چاندکو (ہمارے لئے) امن وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ نکالئے۔

اے چاند! میرے اور تیرے دونوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ ہیں۔“

فَائِدَہ: اے چاند تیرے اور میرے رب اللہ تعالیٰ ہیں یہ ان لوگوں پر رد ہے جو چاند کی عبادت کرتے ہیں کہ چاند رب ہے بلکہ اس کو بنانے والے اس کے رب ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۳۰)

نوع آخر:

(٦٤٢) - حدثنى أحمد بن يحيىٰ بن زهير، ثنا معمر بن سهل، ثنا عبيدالله بن تمام، عن الجريرى، عن أبى نضرة، عن أبى سعيد الخدرى رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: أن النبى صلی اللہ علیہ وسلم كان إذا رأى الهلال قال:

﴿هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ﴾

ثلاث مرات.

﴿آمَنْتُ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ﴾

ثلاث مرات. ثم يقول:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَاءَ بِالشَّهْرِ وَذَهَبَ بِالشَّهْرِ.﴾

اخرجه معمر بن راشد فى «جامعه» (٣٠٧/١١) وعبدالرزاق فى «المصنف» (٧٣٥٣/١٦٩/٤) وابن ابى شيبه فى «المصنف» (٩٧٣٧/٣٤٣/٢) وابوداؤد (٥٠٩٢/٣٢٤/٤) (٣٣٩/٢)

ایک اور دعا:

(۶۴۲) ترجمہ: ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب چاند دیکھتے تو تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے:

﴿هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ﴾

ترجمہ: ''(یہ) چاند خیر و برکت ہدایت و نیکی کا چاند ہو۔''

پھر یہ تین مرتبہ فرماتے:

﴿آمَنْتُ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ﴾

ترجمہ: ''(اے چاند!) میں اس اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔''

پھر فرماتے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَاءَ بِالشَّهْرِ وَذَهَبَ بِالشَّهْرِ.﴾

ترجمہ: ''تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو (ایک) مہینے کو لے آئے اور (ایک) مہینے کو لے گئے۔''

فَائِدَہ: تین مرتبہ فرمایا کیونکہ تین مرتبہ (عربی زبان میں) کم کا سب سے کم درجہ ہے اور زیادتی کی ابتداء ہے (کہ اس سے اوپر زیادتی شروع ہو جاتی ہے) حدیث میں آیا ہے کہ آپ علیہ السلام ایک دعا تین مرتبہ دہرایا کرتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۲۳۱) یہاں تین مرتبہ موقع کی اہمیت کی وجہ سے فرمایا (کہ سارے مہینہ خیر و برکت کا حصول قائم رہے یہ ضروری ہے)۔

نوع آخر:

(٦٤٣) - حدثنا يحيى بن محمد بن صاعد، ثنا أحمد بن عيسى الخشاب، ثنا عمر بن أبى سلمة، عن زهير بن محمد، عن يحيى بن سعيد و عبدالرحمن ابن حرملة، عن أنس رضي الله تعالى عنه، أن النبى ﷺ كان إذا نظر إلى الهلال قال:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هِلَالَ يُمْنٍ وَرُشْدٍ، وَآمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَعَدَلَكَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.﴾

اخرجه الطبرانى فى «المعجم الاوسط» (١/١٠١/٣١١) وفى «الدعا» (رقم ٩٠٥)

ایک اور دعا:

(۶۴۳) ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هِلَالَ يُمْنٍ وَرُشْدٍ، وَآمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَعَدَلَكَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ

أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ. ﴾

تَرْجَمَۃ: ''اے اللہ! آپ (اس) چاند کو (ہمارے لئے) خیر وبرکت ہدایت ونیکی کا چاند بنا دیجئے (اے چاند!) میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا جنہوں نے تجھے (انتہائی) اعتدال کے ساتھ بنایا ہے اللہ تعالیٰ بابرکت ہیں تمام بنانے والوں میں سب سے بہترین بنانے والے ہیں۔''

فَائِدَۃ: اس میں بھی تمام مہینہ خیر وبرکت اور ہدایت ونیکی کی دعا ہے ''یُمْنِ'' کا مطلب سعادت اور ایمان سے مراد اطمینان ہے گویا آپ ﷺ نے تمام مہینہ اس کی بقاء کی دعا فرمائی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ہر ماہ بندوں کے لئے مختلف فیصلے نافذ ہوتے رہتے ہیں۔ (فتوحات ربانیہ ۴/۳۳۰)

اس لئے اس میں عافیت کا سوال ہے۔

نوع آخر:

(٦٤٤) - أخبرني موسى بن جعفر بن قرين، ثنا محمد بن الخليل المخرمي، ثنا محمد بن عمر الأسلمي، ثنا عبدالحميد بن عمران بن أبي أنس، عن محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان، عن أبيه، عن عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قالت: كان رسول الله ﷺ إذا رأى، الهلال قال:

﴿ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ، آمَنْتُ بِالَّذِيْ أَبْدَاكَ ثُمَّ يُعِيْدُكَ. ﴾

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور دعا:

(۶۴۴) تَرْجَمَۃ: ''حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ، آمَنْتُ بِالَّذِيْ أَبْدَاكَ ثُمَّ يُعِيْدُكَ. ﴾

تَرْجَمَۃ: ''(اے چاند) میرے اور تمہارے رب اللہ تعالیٰ ہیں میں ایمان لایا اس ذات پر جس نے تجھے پیدا کیا یعنی (بڑا کیا) اور پھر تجھے دوبارہ لوٹایا (یعنی چھوٹا کیا)۔''

نوع آخر:

(٦٤٥) - أخبرنا حامد بن شعيب البلخي، حدثنا سريج بن يونس، ثنا الوليد بن مسلم، عن عثمان بن أبي العاتكة، عن شيخ من أشياخهم، أن رسول الله ﷺ كان إذا رأى الهلال قال:

﴿اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ، وَالسَّكِيْنَةِ وَالْعَافِيَةِ، وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ.﴾

فقيل للشيخ: من حدثك؟ قال: صاحب الفرس الحرور والرمح الثقيل في يدى الغزاة في المقدمة وفي الرجعة في الساقة أبو فوزة حُدَيْر السلمي.

رواه ابن منده في «المعرفة» كما في «الاصابة» (٤٢/٢) واخرجه ابونعيم الاصبهانى فى «معرفة الصحابه» (٨٩٤/٢/٢٣١٠) كما في «العجالة» (٧٣٤/٢)

ایک اور دعا:

(۶۴۵) ترجمہ: ''حضرت عثمان بن ابوعاتکہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے استاد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ أَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ، وَالسَّكِيْنَةِ وَالْعَافِيَةِ، وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن و ایمان، سلامتی اسلام وسکون عافیت اور اچھے رزق کے (آنے کے سبب کے) ساتھ نکالئے۔''

نوع آخر:

(٦٤٦) - أخبرنا أبو العباس بن قتيبة، حدثنا يزيد بن موهب، ثنا ابن وهب، عن معاوية بن صالح، عن أبي عمر الأزدي، عن بشير مولى معاوية، قال: سمعت عشرة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أحدهم حدير أبو فوزة يقولون إذا رأوا الهلال:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ شَهْرَنَا الْمَاضِيْ خَيْرَ شَهْرٍ وَ خَيْرَ عَافِيَةٍ، وَأَدْخِلْ عَلَيْنَا شَهْرَنَا هٰذَا بِالسَّلَامَةِ وَالسَّلَامِ وَالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ، وَالْمُعَافَاةِ، وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ.﴾

اخرجه ابن عبدالبر فى «الاستيعاب» (٢٠٧٩/١٢٦٢/٣) واخرجه البخاري فى «التاريخ الكبير» والدولابى فى «الاسماء والكنى» كما فى «العجاملة» (٧٣٥/٢)

ایک اور دعا:

(۶۴۶) ترجمہ: ''حضرت بشیر رحمہ اللہ تعالیٰ جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے فرماتے ہیں: میں نے دس صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سنا ہے جن میں سے ایک حدیر ابوفوزہ السلمی بھی ہیں وہ سب فرماتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ جب چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ شَهْرَنَا الْمَاضِيْ خَيْرَ شَهْرٍ وَ خَيْرَ عَافِيَةٍ، وَأَدْخِلْ عَلَيْنَا شَهْرَنَا هٰذَا بِالسَّلَامَةِ وَالسَّلَامِ وَالْأَمْنِ وَالإِيْمَانِ، وَالْمُعَافَاةِ، وَالرِّزْقِ الْحَسَنِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمارے اس گزرے ہوئے مہینے کو (ہمارے لئے) بہتر مہینہ اور خیر و عافیت کا مہینہ بنایئے اور اس (آنے والے) مہینہ کو ہم پر سلامتی و اسلام، امن و ایمان، عافیت اور اچھے رزق کے ساتھ لایئے۔''

نوع آخر:

(٦٤٧) - أخبرنا حامد بن شعيب، حدثنا سريج بن يونس، ثنا مروان ابن معاوية الفزاري، حدثني شيخ عن حميد بن هلال، عن عبدالله ابن مطرف رضي الله تعالى عنه عن قال: كان رسول الله ﷺ من أقل الناس غفلة، كان إذا رأى الهلال قال:

﴿هِلَالُ خَيْرٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرٍ كَذَا وَكَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرٍ كَذَا وَكَذَا، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الشَّهْرِ وَنُوْرِهِ وَبَرَكَتِهِ وَهُدَاهُ وَطُهُوْرِهِ وَمُعَافَاتِهِ﴾

قال سريج: فقيل لمروان: فسم الشيخ، فقال: اخذنا حاجتنا منه، ونعطيه بقوله.

اخرجه ابن حجر في «نتائج الافكار» كما في «الفتوحات الربانيه» (٤/٣٣٣-٣٣٤)

ایک اور دعا:

(٦٤٧) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مطرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرح ذرا غفلت کرنے والے نہ تھے (یعنی جس طرح لوگ غفلت کرتے ہیں آپ ﷺ ایسے نہ تھے بلکہ بیداری کا حال یہ تھا کہ) جب نئے چاند کو دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿هِلَالُ خَيْرٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرٍ كَذَا وَكَذَا، وَجَاءَ بِشَهْرٍ كَذَا وَكَذَا، أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذَا الشَّهْرِ وَنُوْرِهِ وَبَرَكَتِهِ وَهُدَاهُ وَطُهُوْرِهِ وَمُعَافَاتِهِ﴾

ترجمہ: ''(یہ) خیر و بھلائی کا چاند ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں فلاں مہینہ لے گئے اور فلاں مہینہ لے آئے۔ اے اللہ! میں آپ سے اس مہینہ کی خیر، نور، برکت، نیکی، پاکیزگی اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔''

باب ما يقول إذا نظر إلى القمر

جب چاند کو دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٦٤٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا محمود بن غيلان، ثنا أبو داود الحفرى، عن سفيان، عن ابن أبى ذئب، عن الحارث بن عبدالرحمن، عن أبى سلمة بن عبدالرحمن، عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت: أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدى، فإذا القمر حين طلع قال: (تعوذى بالله من شر هذا الغاسق إذا وقب).

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦/٢١٥) والترمذى (٥/٤٥٢/٣٣٦٦) (٢/١٧٤) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/٨٤/١٠١٣٨) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٠٦) وابو يعلى فى «مسنده» (٧/٤١٧/٤٤٤٠)

(۶۴۸) **تَرْجَمَہ:** "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اس وقت چاند نکلا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ڈوبنے والے (چاند) کے شر سے اور جب وہ بے نور جائے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔"

فَائِدَہ: قرآن مجید کی سورت قل اعوذ برب الفلق میں جہاں کئی چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم ہے وہیں "غاسقٍ اذا وقب" کا ذکر بھی ہے یعنی پناہ مانگو اندھیرا پھیلانے والے کے شر سے جب وہ بے نور ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اذا وقب" کی وضاحت فرمائی کہ اس سے مراد چاند ہے جب اس کو گہن لگ جاتا ہے۔ اس سے پناہ مانگنے کا سبب یہ ہے کہ چاند گرہن ہونا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یہ بلاؤں کے نازل ہونے کا اشارہ دیتا ہے۔

احادیث میں آتا ہے کہ جب چاند کو گرہن لگتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لرزاں وترساں اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ "غاسقٍ اذا وقب" سے چاند مراد ہے جب کہ اس کو گرہن لگ جائے لیکن اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ اس سے مراد تاریک رات ہے۔ (مظاہر حق ۲/۶۲۶ مزید تفصیل کے لئے مرقاۃ دیکھیں ۵/۲۳۴)



باب ما يقول إذا سمع أذان المغرب

جب مغرب کی اذان سنے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(٦٤٩) - حدثنا أبو بكر بن أبي داود، ثنا مؤمل بن إهاب، ثنا عبدالله ابن الوليد العدني، ثنا القاسم بن معن المسعودي، عن أبي كثير مولى أم سلمة، عن أم سلمة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، قالت: علمني رسول الله ﷺ أن أقول عند أذان المغرب:

﴿اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ أَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، وَ إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَ إِدْبَارُ نَهَارِكَ، فَاغْفِرْ لِيْ.﴾

اخرجه ابوداؤد (١/١٤٦/٥٣٠) (٧٨/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٦٨٠/٣٠٣/٢٣) وفي «الدعا» (رقم ٤٣٦) والحاكم في «المستدرك» (٣١٤/١) والبيهقي في «السنن الكبرى» (١٧٩٢/٤١٠/١)

(۶۴۹) تَرجَمَہ: "حضرت اُمّ سلمہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سکھایا کہ میں مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھوں:

﴿اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ أَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، وَ إِقْبَالُ لَيْلِكَ وَ إِدْبَارُ نَهَارِكَ، فَاغْفِرْ لِيْ.﴾

تَرجَمَہ: "اے اللہ! یہ آپ کے مؤذنوں کی آوازوں (اذانوں) کا وقت ہے اور آپ کی رات کے آنے اور آپ کے دن کے جانے کا وقت ہے۔ آپ مجھے معاف فرما دیجئے۔"

فَائِدَة: مطلب یہ ہے کہ اس مبارک وقت اور اس معزز آواز کے واسطے ہماری مغفرت فرما دیجئے۔ (عون المعبود ۲/۱۶۴)



باب ما يقول إذا رأى سهيلا

جب سہیل (ستارے) کو دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

ستاروں کے ٹوٹنے اور گرنے کے وقت کون سی دعائیں پڑھنی اور کیا کرنا چاہئے نیز ستاروں کو دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو باب اور ان کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٥٠) - أخبرني محمد بن أحمد المهاجر، حدثنا الفضل بن يعقوب الرخامي، ثنا عبدالله بن جعفر، ثنا عيسى بن يونس، عن أخيه إسرائيل ابن يونس، عن جابر، عن أبي الطفيل، عن علي رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رأى سهيلا قال:

﴿ لَعَنَ اللّٰهُ سُهَيْلًا فَإِنَّه كان عَشَّارًا فَمُسِخَ. ﴾

اخرجه اسحاق بن راهويه في «مسنده» كما في «المطالب العاليه» (٣٥٣٦/٣٠٤/٣) وعبدالله بن محمد الاصبهاني في «العظمة» (٦٩١٢٠/١٢١٧/٤) والعقيلي في «الضعفاء» (٣١٣/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (١٨١/١٠٨/١) وفي «المعجم الاوسط» (٧١١٦/١٤٧-١٤٦/٧)

(۶۵۰) ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سہیل کو (ستارے) دیکھتے تو یہ ارشاد فرماتے:

﴿ لَعَنَ اللّٰهُ سُهَيْلًا فَإِنَّه كان عَشَّارًا فَمُسِخَ. ﴾

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ لعنت کرے سہیل پر کہ وہ لوگوں سے ناجائز ٹیکس لیتا تھا (اس وجہ سے) مسخ کر دیا گیا۔“

(٦٥١) - حدثني الحسين بن موسى بن خلف، حدثنا إسحاق بن زريق، ثنا إبراهيم بن خالد، ثنا سفيان الثوري، عن جابر، عن أبي الطفيل، عن علي رضي الله تعالى عنه. لا أره إلا رفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال:

﴿ لَعَنَ اللّٰهُ سُهَيْلًا ﴾

فقيل له، فقال: كان رجلا يبخس الناس في الأرض بالظلم، فمسخه الله عزوجل شهابا.

تقدم تخريجه (برقم ٦٥٠)

(۶۵۱) ترجمہ: ”حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ ابن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تھے۔ سہیل (ستارہ) نکلا انہوں نے فرمایا:

﴿لَعَنَ اللّٰهُ سُهَيْلًا﴾

تَرجَمَہ: ”اللہ تعالیٰ سہیل پر لعنت کرے۔“

میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ یمن میں ناجائز ٹیکس لینے والا تھا ان پر ظلم کرتا تھا اور ان کے اموال غصب کر لیتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت بدل کر ستارہ بنا دیا۔ اس لئے وہ لٹکا ہوا ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔“

فَائِدَہ:

(٦٥٢) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا المغيرة بن عبدالرحمن، حدثنا عثمان ابن عبدالرحمن، ثنا إبراهيم بن يزيد، عن عمرو بن دينار أنه صحب عبدالله ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فلما طلع سهيل، قال: لعن الله سهيلا، فإني سمعت رسول الله ﷺ يقول: كان عشارا باليمن يظلمهم ويغصبهم أموالهم، ففخسه الله عزوجل شهابا، فعلقه حيث ترونه.

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٧/١٤٦-١٤٧/٧١١٦) وذكره السيوطي في «الجامع الصغير» (١/١٥٣) وعزاه الى ابن السني.

(٦٥٢) تَرجَمَہ: ”حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ سہیل پر لعنت کرے۔ آپ ﷺ سے (سہیل کے بارے میں) پوچھا گیا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (سہیل) ایک آدمی تھا جو ظلم کی وجہ سے لوگوں کا مال کھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے (عذاب کی وجہ سے) اس کی صورت کو مسخ کر کے ستارا بنا دیا۔“

فَائِدَہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سہیل یمن میں ایک آدمی تھا جو لوگوں پر ظلم کرتا تھا لوگوں کا مال کھا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو عذاب کی وجہ سے ستارا بنا کر اس کی صورت مسخ کر دی اس سے معلوم ہوا کہ ظلم اور لوگوں کے مال کو بلا وجہ شرعی لینا اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت ہی بری چیز ہے جس کی وجہ سے اتنی سخت سزا ہوئی۔ ”اللهم احفظنا منه ولسائر المسلمين“



باب ما يقول إذا انقض كوكب

جب ستارہ ٹوٹے تو کونسی دعا پڑھنی چاہئے

(٦٥٣) - حدثني عمر بن سهيل، حدثنا محمد بن عيسى بن السكن الأنصاري، ثنا موسى بن إسماعيل الختلي، ثنا عبدالأعلى، عن حماد، عن إبراهيم، عن علقمة، عن عبدالله رضي الله تعالى عنه، قال: أمرنا أن لا نتبع أبصارنا للكواب إذا نقضّ، وأن نقول عند ذلك:

﴿ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ﴾

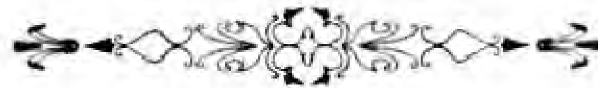
واخرجه احمد في «مسنده» (٢٩٩/٥) عن قتاده موقوفاً اخرجه الطبراني في «المعجم والاوسط» (٣٥٦/٧-٧٧٢٠/٣٥٧) وابن حجر في «نتائج الافكار» كما في «الفتوحات الربانيه» (٢٨١/٤)

(٦٥٣) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم ستاروں کو گرتے ہوئے نہ دیکھیں اور اس وقت ہم یہ دعا پڑھیں:

﴿ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ. ﴾

ترجمہ: ”جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (وہی ہوا) کوئی قوۃ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہیں ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب ستارہ گرنے لگے تو اس کو نہیں دیکھنا چاہئے اور اس وقت مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہئے۔



باب ما جاء فی الزهرة

جب زہرہ (ستارے) کو دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہیئے

(٦٥٤) - أخبرنا محمد بن أحمد بن المهاجر، حدثنا الفضل بن يعقوب الرخامی، ثنا عبدالله بن جعفر، ثنا عيسى بن يونس، عن أخيه إسرائيل، عن أخيه إسرائيل ابن يونس، عن جابر، عن أبی الطفيل، عن علی رضی الله تعالى عنه، قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الزهرة، فإنها افتنت المللكين.

اخرجه ابن مردويه فی «تفسيره» كما فی «تفسير القرآن العظيم» (١٤٠/١) اسحاق بن راهويه كما فی «فيض القدير» (٢٦٩/٥) والديلمی فی «مسند الفردوس» (٥٤٥٠/٤٦٧/٢)

(٦٥٤) ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہرہ (ستارے) پر لعنت فرمائی کہ اس نے دو فرشتوں کو فتنہ میں ڈال دیا تھا۔''

(٦٥٥) - أخبرنی الحسين بن عبدالله القطان، حدثنا هشام بن عمار، ثنا عيسى بن يونس، عن سليمان التيمی، عن أبی عثمان النهدی، عن ابن عباس رضی الله تعالى عنهما قال: هذه الكوكبة يعنی الزهرة تدعى فی قومها بيدخت.

اخرجه عبد بن حميد فی «مسنده» كما فی «الدر المنثور» (٢٣/١) والبيهقی فی «السنن الكبرى» (كما فی «كشف الخفاء» (٤٤٠/٢)

(٦٥٥) ترجمہ: ''حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: یہ ستارہ یعنی زہرہ اپنی قوم میں بیدخت کے نام سے پکارا جاتا تھا۔''

(٦٥٦) - حدثنا علی بن عبدالحميد الحلبی، حدثنا عبدالأعلى بن حماد، ثنا حماد بن سلمة، عن أيوب، عن نافع، عن ابن عمر رضی الله تعالى عنهما أنه كان إذا نظر إلى الزهرة قذفها.

لم اجده عند غير المصنف.

(٦٥٦) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب بھی وہ زہرہ کو دیکھتے تو اس کو برا بھلا کہتے تھے۔''

(٦٥٧) - أخبرنی محمد بن محمد الباهلی، حدثنا يعقوب بن إبراهيم الدورقی، ثنا يحيى

بن أبي بكير، ثنا زهير، عن موسى بن جبير، عن نافع، عن عبدالله بن عمر رضي الله تعالى عنهما، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن آدم عليه السلام لما أهبطه الله عزوجل إلى الأرض قالت الملائكة: أي ربِّ!

﴿ اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ﴾

قالوا: ربنا نحن أطوع لك، وذكر قصة زهرة.

اخرجه أحمد في «مسنده» (١٣٤/٢) وعبد بن حميد في «مسنده» (٧٨٧/٢٥١/١) وابن حبان في «صحيحه» (٦٣/١٤-٦١٨٦/٦٤) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٤/١٠-٥) وفي «شعب الايمان» (١٧٩/١-١٦٢/١٨٠)

(۶۵۷) **ترجمہ:** ”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب اللہ تعالیٰ نے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کو زمین پر اتارا تو فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا: اے (ہمارے) رب! آپ زمین میں ایسے شخص کو بھیجتے ہیں جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے گا۔ (یہ بھی) کہا: ہم آپ کی (آدم سے) زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں (پھر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہرہ کا قصہ ذکر فرمایا۔“

فائدہ: زہرہ کا مکمل قصہ ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

قصہ ہاروت و ماروت

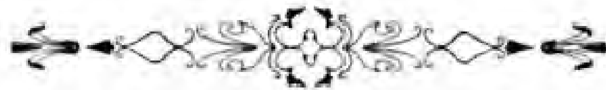
تفسیر ابن جریر وتفسیر ابن کثیر اور درمنثور میں عبداللہ ابن عباس اور عبداللہ بن عمر ومجاہد وقتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے علاوہ سے منقول ہے کہ جب ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں اولاد آدم کے برے اعمال کے دفتر کے دفتر آسمان پر جانے لگے تو فرشتوں نے بنی آدم کے حق میں تحقیر وطعن آمیز کلمات کہے کہ یہ کیسے بندے ہیں کہ اپنے مالک حقیقی کی نافرمانی کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا: میں نے بنی آدم کے ضمیر میں غصہ اور شہوت رکھا ہے اس لئے ان سے گناہ ہوتے ہیں اگر تم میں قوت شہویہ اور قوت غضبیہ رکھ دوں اور زمین پر اتار دوں تو تم بھی ایسے ہی گناہوں میں مبتلا ہو جاؤ۔ فرشتوں نے عرض کیا: ہم ہرگز اے پروردگار تیرے گناہ کے پاس بھی نہ جائیں گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: اچھا تم اپنے میں دو شخصوں کو منتخب کرلو تو فرشتوں نے ہاروت اور ماروت کو جو فرشتوں میں کمال عبادت میں مشہور اور ممتاز تھے منتخب کیا۔ حق تعالیٰ نے قوت شہویہ اور غضبیہ کو ان میں پیدا کر دیا اور حکم دیا کہ زمین پر جاؤ اور لوگوں کے مقدمات کا عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو، شرک، خون ناحق، زنا اور شراب سے پرہیز کرنا۔ حسب ارشاد خداوندی دونوں فرشتے آسمان سے زمین پر اترے۔

صبح سے لے کر شام تک قضاء کے کام میں مصروف رہتے اور جب شام ہوتی تو اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چلے جاتے ایک

مہینہ اسی حالت میں گزر گیا۔ یکا یک امتحان خداوندی پیش آیا کہ زہرہ نامی ایک عورت جو حسن و جمال میں شہرہ آفاق تھی اس کا مقدمہ ان کے اجلاس میں پیش ہوا۔ یہ دونوں اس عورت (زہرہ) کے حسن و جمال کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو گئے۔ اس کو پھسلانا شروع کیا۔ اس عورت نے انکار کیا اور کہا: جب تک تم بت پرستی اختیار نہیں کرو گے اور میرے خاوند کو قتل نہ کرو گے اور شراب نہ پیو گے میں تمہارے پاس نہیں آ سکتی۔ آپس میں دونوں نے مشورہ کیا کہ شرک اور قتل ناحق تو بہت بڑے گناہ ہیں اور شراب پینا اس درجہ کی معصیت نہیں اس کو اختیار کر لینا چاہئے۔ غرض یہ کہ اس عورت نے پہلے ان کو شراب پلائی اور پھر بت کو سجدہ کرایا اور پھر شوہر کو قتل کرایا اور ان سے اسم اعظم سیکھا اور پھر ان کے ساتھ ہم بستر ہوئی بعد ازاں وہ عورت اسم اعظم پڑھ کر آسمان پر چلی گئی اور اس کی روح زہرہ ستارہ کی روح کے ساتھ جا ملی اور اس کی صورت زہرہ کی صورت ہوگئی۔

وہ فرشتے اسم اعظم بھول گئے اس لئے آسمان پر نہ جا سکے اور جب ہوش میں آئے تو نہایت نادم ہوئے اور حضرت ادریس عَلَیْہِ السَّلَام کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا اور استغفار کی درخواست کی اور بارگاہ خداوندی میں شفاعت کے خواستگار ہوئے۔ بارگاہ الٰہی سے حکم آیا کہ عذاب تو تم کو ضرور ملے گا لیکن اس قدر تخفیف ہے کہ تم کو یہ اختیار دیا جاتا ہے کہ دنیوی و اخروی عذاب سے جس کو چاہو اختیار کر لو۔ فرشتوں نے دنیاوی عذاب کو سہل اور آسان سمجھا کہ یہاں کا عذاب عنقریب منقطع ہو جائے گا اس لئے اس کو اختیار کر لیا چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بابل کے کنویں میں الٹے لٹکا دیئے گئے اور وہیں ان کو آگ سے عذاب دیا جا رہا ہے پھر جو کوئی ان کے پاس جادو سیکھنے جاتا ہے وہ اول تو اس کو سمجھا دیتے ہیں اور جب اصرار کرتا ہے تو اس کو سکھا دیتے ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ۱/۱۸۶)



باب ما يقول بعد صلاة المغرب

مغرب کی نماز کے بعد کون سی دعا پڑھنی چاہیے

(٦٥٨) - حدثنا ابن أبي داود، ثنا إسحاق بن إبراهيم النهشلي، ثنا سعيد ابن الصامت، ثنا عطاء بن عجلان، عن أبي نضرة، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم رضي الله تعالى عنها، قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا انصرف من صلاة المغرب يدخل فيصلى ركعتين ثم يقول فيما يدعو:

﴿يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ﴾

فقلت: يا رسول الله! أتخشى على قلوبنا من شيء؟ قال: ما من إنسان إلا قلبه بين إصبعين من أصابع الله عزوجل، فإن استقام أقامه، و إن زاغ أزاغه.

لم اجده عند غير المصنف م قيد بدبر صلاة المغرب ولكن الحديث صحيح بدون هذ القيد- اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٩١٩٧/٢٥/٦) واحمد فى «مسنده» (١٨٢/٤) والترمذى (٣٥٢٢/٥٣٨/٥) (١٩٢/٢) وابن حبان فى «صحيحه» (٢٢٢/٣-٩٤٣/٢٢٣) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٧٧٣٧/٤١٤/٤)

(٦٥٨) ترجمہ: ''حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہیں فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز سے فارغ ہوتے تو گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر ان الفاظ سے دعا فرماتے:

﴿يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ﴾

ترجمہ: ''اے دلوں کو پلٹنے والے (اللہ!) آپ ہمارے دلوں کو اپنے دین کی طرف پلٹ دیجئے۔''

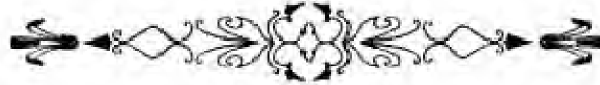
(حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ ہمارے دلوں کے بارے میں کسی چیز سے ڈرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے۔ اگر دل ٹھیک رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ٹھیک رکھتے ہیں اگر وہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ٹیڑھا کر دیتے ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب سے عاجزی اور زاری کرنا معلوم ہوتا ہے نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو اس دعا کے مانگنے کی طرف متوجہ کرنا معلوم ہوتا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انجام کار خاتمہ کا ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ اس دعا کو اکثر کیوں پڑھتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان میں ہے الخ۔ (دلیل الفالحین ۴/۲۰۲)

مغرب کے بعد کی ایک اور دعاء: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد دس مرتبہ یہ دعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نگران مقرر کر دیتے ہیں جو صبح تک شیطان کو اس سے دور کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس مقبول نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور دس ہلاک کرنے والے گناہ معاف کر دیتے ہیں اور اس کے لئے دس مؤمن غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الاذکار صفحہ ۸۸)

دعا یہ ہے۔ ”لا الٰه الا اللّٰه وحده لا شريك لهٗ له الملك وله الحمد يحيٰي ويميت وهو على كل شيء قدير“



باب ما يقول إذا أهل شهر رجب

جب رجب (مہینہ) کا چاند نظر آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٦٥٩) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا عبدالله بن عمر القواريری، ثنا زائدة ابن أبی الرقاد، قال: حدثنی زياد النميری، عن أنس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه قال: كان رسول الله ﷺ إذا دخل رجب قال:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا شَهْرَ رَمْضَانَ﴾

قال: وكان يقول: إن ليلة الجمعة ليلة غراء ويومها يوم ازهر.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٢٥٩/١) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٣٩٣٩/١٨٩/٤) وفی «الدعا» (رقم ٩١١) وابو نعيم فی «الحلية» (٢٦٩/٦) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٣٨١٥/٣٧٥/٣)

(۶۵۹) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا شَهْرَ رَمْضَانَ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ (ہمارے لئے) رجب اور شعبان کو بابرکت بنائیے اور ہمیں رمضان کا مہینہ نصیب فرمائیے۔“

آپ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے: جمعہ کی رات سفید روشن ہوتی ہے اور جمعہ کا دن صاف اور شفاف ہوتا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ رجب اور شعبان کا مہینہ رمضان کا پیش خیمہ ہے اس لئے اس میں برکت کے حصول کے ساتھ رمضان کے مہینہ تک پہنچنے کی دعا کی گئی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رجب اور شعبان سے رمضان کی تیاری کرنی چاہئے۔



باب الإستئذان

(کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے) اجازت طلب کرنا

کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا واجب ہے۔ بغیر اجازت کے داخل ہونا جائز نہیں ہے۔
(تکملہ فتح الملہم ۴/۲۲۹)

علماء نے لکھا ہے کہ محارم کے پاس بھی بغیر اجازت کے جانا جائز نہیں ہے حتی کہ اگر کوئی بغیر اجازت جائے تو اس کو نکالنا بھی جائز ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۲۵)

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے چھ باب اور ان کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٦٠) - أخبرنا أبو يعلى، ثنا عمرو بن محمد الناقد، و إسحاق بن أبي إسرائيل، قالا: ثنا سفيان بن عيينة عن الزهري، عن سهل بن سعد رضي الله تعالى عنه قال: اطلع رجل من جحر في حجرة النبي صلى الله عليه وسلم والنبي صلى الله عليه وسلم معه مدرى يحك به رأسه، فقال: لو أعلم أنك تنظر لطعنت به في عينك، إنما جعل الاستيذان من أجل النظر.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٣٠/٥) والبخاري (٥٨٨٧/٢٣٠٤/٥) (٩٢٢/٢) والمسلم (٢١٥٦/١٦٩٨/٣) (٢١٢/٢) والترمذي (٢٧٠٩/٦٤/٥) (٢٠٠/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٥٦٦٠/١٠٩/٦)

(٦٦٠) ترجمہ: ”حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں میں سے ایک حجرہ میں جھانکا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھوٹی لکڑی تھی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر کھجا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم دیکھ رہے ہو تو میں اس سے تمہاری آنکھ کو مارتا، اجازت طلب کرنا دیکھنے کی وجہ سے تو ہے (جب دیکھ لیا تو اجازت کی ضرورت ہی کہاں رہی)۔“

فائدہ: جب آدمی کسی کے گھر میں بغیر اجازت جاتا ہے تو ممکن وہ ایسی باتوں پر مطلع ہو جائے جس کو گھر والا ناپسند کرتا ہے۔
(فتح الباری ۱۱/۲۴)

اس لئے بغیر اجازت جانا خلاف اخلاق ہے حضور علیہ السلام نے کئی احادیث میں اس کو منع فرمایا ہے۔

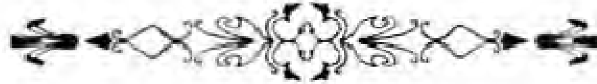
ایک روایت میں ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت دیکھے اگر اس نے ایسا کیا تو وہ گھر میں داخل ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب آنکھ نے (کسی کے گھر میں بغیر اجازت) دیکھ لیا تو اب اجازت کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اجازت سے پہلے کسی کے گھر میں دیکھا اس نے فسق کیا۔ (فتح الباری ۱۱/۲۴)

آنکھ نکالنے کا مسئلہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی کے لئے اپنے گھر والوں کے پاس کسی کو بغیر اجازت نہ آنے دینا جائز ہے۔ اگر وہ نہ رکے تو اس سے لڑنا بھی جائز ہے۔ (تکملہ فتح الملہم ۴/۲۳۷)

اگر بغیر آنکھ نکالے نہ رکتا ہو تو آنکھ نکالنے کی صورت میں گھر والے پر کوئی تاوان نہیں ہے اور اگر رک سکتا ہو تو تاوان ہوگا۔

(بذل ۶/۳۶۱، نقلاً عن درمختار وردالمحتار)



باب كيف يستاذن

اجازت کس طرح طلب کی جائے

(٦٦١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن المثنى، ثنا محمد ابن جعفر، ثنا شعبة، عن منصور، عن ربعي، عن رجل من بني عامر أنه استأذن على النبي صلى الله عليه وسلم فقال: ألج؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: اخرجوا إليه فإنه لا يحسن الاستئذان، فقولوا له: فليقل: السلام عليكم، أأدخل، فسمعته يقول ذلك، فقلت: السلام عليكم أأدخل، فأذن لي، قد خلت.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٢٥٦٧٢/٢٤٢/٥) واحمد فى «مسنده» (٣٦٨/٥-٣٦٩) وابوداؤد (٥١٧٩/٣٥٤/٤) (٣٤٧/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣١٦) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٤٣٠/٨)

(۶۶۱) ترجمہ: ''بنی عامر (قبیلے) کے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لئے اجازت طلب کی اور عرض کیا: کیا میں داخل ہو جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (لوگوں سے) ارشاد فرمایا: ان کے پاس جاؤ (اور ان کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ کیونکہ) وہ اجازت طلب کرنے کا طریقہ نہیں جانتے ہیں۔ ان سے کہو کہ وہ السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں کہیں (یہ صاحب کہتے ہیں) میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن لی۔ میں نے کہا: السلام علیکم کیا میں داخل ہو جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے داخل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ میں داخل ہوا۔''

فائدہ: اس حدیث سے اجازت لینے کا طریقہ معلوم ہوا کہ سلام کر کے اجازت لینی چاہئے۔

اجازت لینے کا طریقہ

مستحب یہ ہے کہ اجازت لینے والا اپنا نام بتائے۔ (تکملہ فتح الملہم ۴/۲۲۰)

السلام علیکم کہے اور کہے کیا میں داخل ہو سکتا ہوں۔

داخل ہونے کا یہ طریقہ اس وقت ہے کہ جب گھر والا آواز سن سکتا ہو اگر (دور نہ ہونے کی وجہ سے) آواز نہ سن سکتا ہو تو دروازہ کھٹکھٹانا یا گھنٹی بجانا کافی ہے۔ دروازہ بجانے میں ادب یہ ہے کہ آہستہ بجایا جائے تا کہ وہ سن لے۔ اتنی زور سے بجانا جس سے گھر والے کو تکلیف ہو (یا وہ گھبرا جائے کہ نجانے کون ہے) درست نہیں حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے ناخنوں سے کھٹکھٹائے جاتے تھے۔ (تکملہ فتح الملہم ۴/۲۳۰)

ایک ادب یہ بھی ہے کہ دروزاہ کھٹکھٹانے کے بعد دائیں یا بائیں کھڑا ہونا چاہئے (دروازے کے سامنے منہ کر کے نہیں کھڑا ہونا چاہئے)۔ (کما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح الباری ۱۱/۲۵)

باب كم مرة يستأذن

کتنی مرتبہ اجازت طلب کرنا چاہئے

(٦٦٢) - أخبرني محمد بن علي بن يحيى بن بري، حدثنا محمد ابن عبدالملك بن أبي الشوارب، ثنا يزيد بن زريع، ثنا داود بن أبي هند، عن أبي نضرة عن أبي سعيد، أن أا موسى استأذن على عمر رضي الله تعالى عنهم ثلاث مرات، فلم يأذن له، فرجع، فقال عمر: ما رجعك؟ قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا استأذن المستأذن ثلاث مرات، فإن أذنه له، و إلا فليرجع.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٩/٣) والمسلم (٢١٥٣/١٦٩٤/٣) (٢١٠/٢) وابوداؤد (٥١٨٠/٣٤٥/٤) وابن حبان في «صحيحه» (٥٨٠٦/١٢٢/١٣) والبيهقي في «السنن الكبرى» (٩٧/٧-٩٨)

(۶۶۲) ترجمہ: "حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تین مرتبہ اجازت طلب کی۔ انہوں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوٹ آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ان سے) کہا: تم کیوں لوٹ آئے۔ حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب اجازت طلب کرنے والا تین مرتبہ اجازت طلب کر چکے پھر اگر اس کو اجازت مل جائے (تو ٹھیک ہے) ورنہ وہ واپس چلا جائے۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین مرتبہ اجازت طلب کرنی چاہئے اگر پھر بھی اجازت نہ ملے تو واپس آ جانا چاہئے۔

اگر تین مرتبہ اجازت طلب کی اور گمان یہ ہوا کہ شاید گھر والوں نے نہ سنا ہو تو یہاں علماء کے تین مذاہب ہیں۔

1. واپس چلا جائے۔
2. تین سے زائد مرتبہ اجازت طلب کرے۔
3. اگر سلام کے لفظ کے ساتھ اجازت طلب کی تو لوٹ جائے ورنہ اجازت طلب کرے۔

(دلیل الفالحین ۲/۳۵۳، شرح مسلم للنووی، کذا فی الفتح ۱۱/۲۷)

اس سے معلوم ہوا کہ اجازت نہ ملنے پر گھر والے سے ناراض اور تنگدل نہ ہونا چاہئے ممکن ہے کہ وہ ایسی حالت میں ہو کہ نہ ملنا چاہتا ہو کسی مسلمان کو ایسی حالت میں ملنے پر مجبور کرنا ناپسندیدہ ہے۔ (تکملہ فتح الملہم ۴/۲۳۰)

باب كم مرة يسلم المستاذن

اجازت طلب کرنے والے کو کتنی مرتبہ سلام کرنا چاہیے

(٦٦٣) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن أحمد بن يوسف الصيدلانى، ثنا عيسى بن يونس، ثنا ابن أبى ليلى، عن محمد بن عبدالرحمن ابن سعد بن زرارة، عن محمد بن شرحبيل، عن قيس بن سعد بن عبادة، عن أبيه، أن النبى ﷺ دخل فقال: السلام عليكم، فرد سعد وخافت، ثم قال: السلام عليكم، فرد سعد وخافت، فلما رأى النبى ﷺ أنه لا يؤذن لهٔ انصرف، فخرج سعد فى أثره، فقال: يا رسول الله! ما منعنى أن أسمعك إلا أنى أحببت أن أستكثر من تسليمك، فرجع معه، فوضع لهٔ ماء فى جفنة، فاغتسل، ثم أمر بملحفة مصبوغة بورس فالتحف بها كأنى أنظر إللى أثر الورس فى عكته، فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ صلِّ على الانصار وعلى ذُرِّيَّةِ الانصار.﴾

اخرجه ابوداؤد (٥١٨٥/٣٤٧/٤) (٣٤٨/٢) والبزار فى «مسنده» (٣٧٤٤/١٩٧-١٩٦/٩) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠١٥٦/٨٩/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣٢٤) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٨٩٠/٣٥٠-٣٤٩/١٨)

(۶۶۳) ترجمہ: ''حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس) تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے (اجازت طلب کرنے کے لئے فرمایا) السلام علیکم۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور آہستہ آواز میں دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا السلام علیکم۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور آہستہ آواز میں دیا۔ پھر آپ ﷺ نے السلام علیکم فرمایا۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام کا جواب دیا اور آہستہ جواب دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ (حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ ﷺ کو اجازت نہیں دے رہے تو آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے جواب دینے سے صرف اس بات نے روکا کہ میں آپ کے سلام کو زیادہ سے زیادہ حاصل کروں۔ رسول اللہ ﷺ حضرت

سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واپس تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بڑے پیالے میں پانی رکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ پھر سرخ رنگ کی چادر لانے کا حکم فرمایا (اور وہ چادر) آپ نے لپیٹ لی (حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:) گویا میں اب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر سرخ رنگ کے نشان کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دعا دیتے ہوئے) فرمایا:

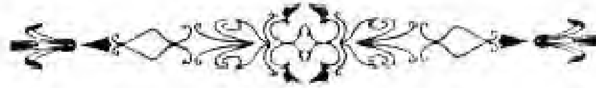
﴿اَللّٰھُمَّ صلِّ علی الانصار وعلی ذُرِّیَّةِ الانصار.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ انصار اور انصار کی اولاد پر رحمت فرمائیے۔''

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین مرتبہ سلام کر کے اجازت لینے کے بعد اگر جواب نہ ملے تو واپس لوٹ جانا چاہیے اور تنگدل نہ ہونا چاہیے۔

تین مرتبہ سلام کی وجہ یہ ہے کہ پہلی مرتبہ سلام سے تعارف دوسری مرتبہ تامل سوچ بچار تیسری مرتبہ اجازت دینے یا نہ دینے کے لئے ہے۔ (مظاہر حق ۴/۳۳۸)

اس میں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشق بھی معلوم ہوا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی عذر خواہی کرے تو اس کے معقول عذر کو قبول کرنا چاہیے۔



باب إخراج من دخل بغير استئذان ولا تسليم

جو شخص بغیر اجازت اور بغیر سلام کئے داخل ہو اس کو باہر نکالنے کا بیان

(٦٦٤) - حدثنا جعفر بن عيسى الحلوانى، ثنا محمد بن عبدالله بن المبارك المخرمى، ثنا روح بن عبادة، ثنا ابن جريج، أخبرنى عمرو بن أبى سفيان أن عمرو بن عبدالله بن صفوان أخبره: أن كلدهة بن الحنبل أخبره: أن صفوان ابن أمية بعثه فى الفتح بلبن وجداية وضغابيس، والنبى ﷺ بأعلى الوادى، فدخلت عليه عليه ولم أسلم أستأذنه، فقال: ارجع، فقل: السلام عليكم، اأدخل؟ وذلك بعد ما أسلم صفوان، قال عمرو: أخبرنى بهذا الخبر أمية ابن صفوان، ولم يقل سمعته من كلدة.

اخرجه البخارى فى «الادب المفرد» (رقم ١٠٨١) وابوداؤد (٤/٢٤٤-٢٤٥/٥١٧٦) (٣٤٧/٢) والترمذى (٥/٦٤-٦٥/٢٧١٠) (١٠٠/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٣١٥) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٩/١٨٧/٤٢١)

(۶۶۴) تَرجَمۃ: ''حضرت کلدۃ ابن حنبل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں کہ صفوان بن امیّہ نے ایک بڑے برتن میں رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ، ہرن کا بچہ اور ککڑی بھیجی۔ اور اس وقت رسول اللہ ﷺ مکہ کے بالائی کنارہ پر (جس کو معلّی کہتے ہیں) قیام پذیر تھے۔ کلدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہتے ہیں: میں آپ ﷺ کی خدمت میں یونہی چلا گیا نہ تو میں نے (آپ ﷺ کی قیام گاہ میں داخل ہونے سے پہلے) سلام کیا اور نہ اندر آنے کی اجازت مانگی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: واپس جاؤ۔ (یعنی یہاں سے نکل کر دروازہ پر جاؤ) اور (وہاں کھڑے ہوکر) کہو: السلام علیکم، کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص بغیر اجازت اور بغیر سلام کے داخل ہو اس کو واپس کر دینا چاہئے۔ نیز آداب سے ناواقف آدمی کو آداب سکھانا چاہئے۔ اور جس کو آداب سکھائے جائیں اس کو برا نہیں ماننا چاہئے۔

حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ اپنی والدہ کے پاس گیا۔ میرے والد، والدہ کے پاس چلے گئے میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔ انہوں نے میرے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا: کیا تم بغیر اجازت داخل ہوئے ہو۔

(فتح الباری ۱۱/۲۵)

اس سے معلوم ہوا کہ محارم کے پاس بھی اجازت لے کر جانا چاہئے۔

باب كراهية الرجل أن يقول إذا استأذن: أنا

اجازت طلب کرنے والے کا "میں ہوں" کہنا ناپسندیدہ ہے

(٦٦٥) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، ثنا شعبة، عن محمد بن المنكدر، قال: سمعت جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنه يقول: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في دين على أبي، فدققت الباب، فقال: من ذا؟ فقلت: أنا فقال: أنا أنا، مرتين، كأنه كرهها.

أخرجه البخاري (٥/٢٣٠٦/٥٨٩٦) (٢/٩٢٣) والمسلم (٣/١٦٩٧/٢١٥٥) (٢/٢١١) وابوداؤد (٤/٣٤٨/٥١٨٧) (٢/٣٤٩) والترمذي (٥/٦٥/٦٧١١) (٢/١٠٠) وابن ماجه (٢/١٢٢٢/٣٧٠٩) (ص٢٦٣)

(۶۶۵) ترجمہ: "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے والد کے قرضے کے بارے میں حاضر ہوا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا: میں، میں گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (جواب) کو ناپسند فرمایا۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دروازہ کھٹکھٹانے پر جب گھر والا پوچھے کہ کون ہے تو جواب میں "میں ہوں" کہنا ناپسندیدہ ہے۔

اجازت مانگنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی پہچان واضح طور پر کرائے جس سے اس کی پہچان ہو جائے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ جس طرح پہچان پوری طرح واضح ہو سکے اس طرح پہچان کرائے خواہ نام یا کنیت (یا لقب) وغیرہ سے ہو۔

یہ کلمہ "میں ہوں" پہچان میں کوئی فائدہ نہیں ہے ممکن ہے پوچھنے والا آواز نہ پہچانتا ہو یا اگر پہچانتا بھی ہو تو بعض اوقات تمیز مشکل ہو جاتی ہے نیز اس میں تکبر بھی ہے کہ میں ایسا آدمی ہوں جس کو پہچان کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(تکملہ فتح الملہم ۴/۲۳۶)



باب كيف الاستثناء فى المخاطبة

جو اللہ تعالیٰ چاہیں اور فلاں چاہے کہنا کیسا ہے؟

(٦٦٦) - أخبرنى أبو عروبة، حدثنى محمد بن المثنى، ثنا محمد بن جعفر، ثنا شعبة، عن منصور، عن عبدالله بن يسار، عن حذيفة رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لا تقولوا: ماشاء الله وشاء فلان، ولكن قولوا: ما شاء الله ثم شاء فلان.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٨٤/٥) وابوداؤد (٤٩٨٠/٢٩٥/٤) (٣٣٢/٢) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٨٢١/٢٤٥/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩٨٥) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٥٦٠١/٢١٦/٣)

(٦٦٦) ترجمہ: ''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم (لوگ) ماشاء اللہ وشاء فلاں (جو اللہ تعالیٰ اور فلاں چاہیں) نہ کہو بلکہ ماشاء اللہ ثم شاء فلاں (جو اللہ چاہے پھر جو فلاں چاہے) کہو۔''

نوع آخر:

(٦٦٧) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا محمد بن كثير، أخبرنا سفيان الثورى، عن الأجلح، عن يزيد بن الأصم، عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما، قال: سمع رسول الله ﷺ رجلا يقول: ما شاء الله وشئت، فقال: أجعلت لله عزوجل عدلا؟ قل: ﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ﴾

أخرجه أحمد فى «مسنده» (٢٨٣/١) والبخارى فى «الادب المفرد» (رقم ٧٨٣) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩٨٨) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (١٣٠٠٥/٢٤٤/١٢) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٥٦٠٣/٢١٧/٣)

(٦٦٧) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: ماشاء اللہ وشئت (کہ جو اللہ تعالیٰ اور تم چاہو) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر (برابری والا) بنا دیا ہے؟ (بلکہ یوں) کہو!

﴿مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ﴾ ...... ترجمہ: ''جو اللہ تعالیٰ اکیلے چاہیں۔''

فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مطلق العنان بادشاہ ہیں ان کی مشیت کسی کے ساتھ مقید نہیں ہو سکتی ہے ہاں تمام مخلوق کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ مقید ہے کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے کوئی انسان چاہے نہ چاہے ہوگا اور جو مخلوق چاہے اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ نہیں ہو سکتا ہے۔

باب ما يقول إذا لقى العدو

جب دشمن کا سامنا ہوتو کیا دعا پڑھنی چاہئے

جہاد ایک عظیم فریضہ ہے ہر مسلمان کا دل اس جذبہ سے سرشار رہنا چاہئے اس جذبہ سے دل کے خالی ہونے کو نفاق فرمایا ہے، اس کے لئے روانہ ہوتے وقت، دشمن سے مقابلے کے وقت، اس کی طرف بڑھتے اور لپکتے وقت، اور زخمی ہوتے وقت کیا دعائیں پڑھنی چاہئیں اور اللہ تعالیٰ سے کس طرح مدد مانگنی چاہئے، اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے دو باب اور ان کے ذیل میں دو احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٦٨) - حدثنى بيان بن أحمد، حدثنا الحسين بن الحكم الحميرى، حدثنا حسن بن حسين الأنصارى، ثنا حفص بن راشد، ثنا جعفر ابن سليمان، عن خليل بن مرة، عن عمرو بن دينار، عن جابر بن عبدالله الأنصارى رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم حنين: لا تتمنوا لقاء العدو، فإنكم لا تدرون ما تبتلون به منهم، فإذا لقيتموهم، فقولوا:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّنَا وَرَبُّهُمْ وَقُلُوْبُنَا وَقُلُوْبُهُمْ بِيَدِكَ وَ إِنَّمَا تَغْلِبُهُمْ أَنْتَ. ﴾

والزموا الأرض جلوسا، فإذا غشو كم فثوروا و كبروا.

اخرجه عبدالرزاق فى «المصنف» (٢/٤٧٨/٢٤٥٥) والطبرانى فى «المعجم الصغير» (٢/٦٥/٧٩٠) والحاكم فى «المستدرك» (٣/٤٠) واخرجه احمد سطره الاول فى «مسنده» (٢/٤٠٠) والطبرانى ايضا فى «المعجم الاوسط» (٨/٨٩/٨٠٥٦)

(٦٦٨) تَرْجَمَہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے دن فرمایا: تم (لوگ) دشمن سے ملنے کی (یعنی جنگ کی) تمنا نہ کیا کرو۔ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ تم ان سے کس مصیبت میں مبتلا ہوگے۔ (اور) جب تمہارا ان سے سامنا ہوتو یہ دعا پڑھو:

﴿ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّنَا وَرَبُّهُمْ وَقُلُوْبُنَا وَقُلُوْبُهُمْ بِيَدِكَ وَ إِنَّمَا تَغْلِبُهُمْ أَنْتَ. ﴾

تَرْجَمَہ: ”اے اللہ! آپ ہمارے اور ان کے رب ہیں، ہمارے اور ان کے دل آپ کے ہاتھ میں ہیں آپ ہی ان کو شکست دینے والے ہیں۔“

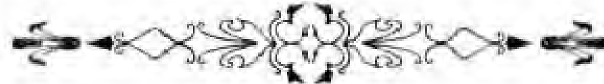
(اور یہ فرمایا) زمین پر بیٹھ جاؤ اور جب وہ تم پر (لڑنے کے لئے) چڑھ آئیں تو ان کو مارو اور اللہ اکبر کہو۔“

فَائِدَہ: دشمن سے مقابلے کی تمنا نہ کرو کا مطلب یہ ہے کہ مجاہدے اور مشقت کو ازخود نہ مانگو ہاں اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آجائے تو دوسری بات ہے۔

جیسا کہ ایک صحابی نے صبر کا سوال کیا کہ آپ علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ یہ تو تم نے اللہ تعالیٰ سے بلاء مانگ لی (کیونکہ صبر تو مصیبت پر ہوتا ہے گویا مصیبت آئے پھر اس پر صبر کیا جائے) اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کیا کرو۔ (ترمذی ۲/۱۹۲،۱۹۳)

پھر اس موقع پر اللہ اکبر کہو کہ اللہ تعالیٰ ہیں بڑے ہیں ان کی بڑائی کے آگے نہ کوئی کثرت ہی کام آسکتی ہے اور نہ ہی کوئی قوت اس لئے اس بڑے کا نام لے کر ان پر ٹوٹ پڑا۔

حصن حصین میں ہے کہ جب دشمن پر حملہ کرو تو "خَرِبَتْ"...... آگے اس شہر کا نام لے کر حملہ کرو۔ (حصین حصین صفحہ ۱۹۱)



باب ما يقول إذا طعنه العدو

جب زخمی ہو جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٦٦٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا عمرو بن سواد بن الأسود ابن عمرو، أخبرنا ابن وهب، أخبرني يحيٰى بن أيوب، عن عمارة بن غزية، عن أبى الزبير، عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالىٰ عنهما، قال: لما كان يوم حنين وولى الناس كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى ناحية فى اثنى عشر رجلا من الأنصار، وفيهم طلحة بن عبيدالله، فأدركهم المشركون، فالتفت النبى صلى الله عليه وسلم فقال: من للقوم؟ فقال طلحة: أنا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كما أنت، فقال: رجل من الأنصار: أنا يا رسول الله، فقال: أنت، فقاتل حتى قتل، ثم التفت و إذا المشكرون، فقال: من للقوم؟ فقال طلحة: أنا فقال: كما أنت، فقال رجل من الانصار: أنا، فقال: أنت، فقاتل حتى قتل، فلم يزل يقول ذلك ويخرج إليهم رجل من الأنصار فيقاتل قتال من قبله حتى يقتل حتى بقى رسول الله صلى الله عليه وسلم وطلحة بن عبيدالله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من للقوم؟ فقال طلحة: أنا، فقاتل طلحة قتال الأحد عشر حتى ضربت يده فقطعت أصابعه فقال: حسا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو قلت: بِسْمِ اللّٰهِ لرفعتك الملائكة والناس ينظرون، ثم رد الله عزوجل المشركين.

اخرجه النسائى فى «السنن الكبرى» (٤٣٥٧/٢٠/٣) وفى «السنن المجتبى» (٣١٤٩/٣٠-٢٩/٦) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم٦١٩) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (٨٧٠٤/٣٠٤/٨) وابو نعيم فى «معرفة الصحابة» (٣٧١/٩٧-٩٦/١) كما فى «العجالة» (٧٦٣/٢)

(٦٦٩) ترجمہ: ”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حنین کے دن جب لوگ (لڑائی سے) بھاگ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (میدان کے) ایک کنارہ میں بارہ انصاری صحابہ کے ساتھ رہ گئے ان میں طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے۔ مشرکین نے ان لوگوں پر حملہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں سے کون ان سے مقابلہ کرے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جہاں ہو وہیں رہو۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: میں ہوں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (لڑو) ان انصاری صحابی نے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے

مشرکین حملے کے لئے آ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں کون ان کا مقابلہ کرے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جہاں ہو وہیں رہو۔ ایک انصاری صحابی نے عرض کیا: میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (لڑو) ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑائی کی یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اسی طرح ہوتا رہا مشرکین سے مقابلہ کے لئے ایک انصاری نکلتا اور اپنے مقابل سے اپنے ساتھی کی طرح مقابلہ کرتا یہاں تک کہ شہید ہو جاتا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باقی رہ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں کون ان کا مقابلہ کرے گا؟ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں ہوں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے گیارہ ساتھیوں کی طرح مقابلہ کیا یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر چوٹ لگی اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ انہوں نے (تکلیف کی وجہ سے) حس کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم بسم اللہ کہتے تو تمہیں فرشتے اٹھا لیتے اور لوگ دیکھتے رہتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو پھیر دیا۔"

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب لڑائی میں زخم لگے تو بسم اللہ کہنا چاہئے۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا جذبہ جہاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کو اپنی جانوں پر ترجیح دینا اور آپ سے والہانہ عشق کہ اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرنا بھی معلوم ہوتا ہے۔

کچھ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان صحابہ میں سے ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ (استیعاب:۲/۶۱۵)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ صحابہ کی شوریٰ میں ان کو شامل فرمایا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں گئے کہ طلحہ سے راضی تھے۔ (استیعاب:۲/۷۶۶)

رسول اللہ نے صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھا اور فرمایا: جو یہ پسند کرتا ہے کہ زمین پر شہید کو چلتے ہوئے دیکھے وہ طلحہ کو دیکھے۔ (استیعاب:۲/۷۶۶)

بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ (استیعاب:۲/۶۱۵)

اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھے اور آپ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے گھیر رکھا تھا۔ (البدایہ والنہایہ:۳/۱۵۶)

اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنے جسم سے کی اور اپنے ہاتھ سے تیروں کو روکا حتیٰ کہ آپ کی انگلیاں شل ہو گئیں۔ (اصابہ:۳/۳۵۰)

اُحد کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹان پر بیٹھنا چاہا تو آپ نہ بیٹھ سکے تو حضرت طلحہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر بٹھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوجب طلحہ کہ طلحہ نے جنت کو واجب کر لیا۔ (البدایہ والنہایہ:۳/۱۶۷)

باب استحباب الذكر بعد العصر إلى الليل

عصر کے بعد رات تک ذکر کرنا مستحب ہے

(٦٧٠) - حدثنا ابن صاعد، ثنا حماد بن يزيد (ح) وأخبرنا أبو يعلى، ثنا أبو الربيع الزهراني وخلف بن هشام، قالا: حدثنا حماد بن زيد، ثنا الملعلى ابن زياد، عن يزيد الرقاشي، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لأن أجلس مع عقوم يذكرون الله عزوجل من صلاة العصر إلى أن تغرب الشمس أحب إلى من أن أعتق ثمانية من ولد إسمعيل. وزاد لوين: كان أنس إذا حدث بهذا الحديث أقبل علي فقال: والله ما هو بالذى تصنع أنت وأصحابك، ولكنهم قوم يتحلقون الحلق.

اخرجه ابوداؤد (٣/٣٢٤/٣٦٦٧) (٢/١٥٩) والحارث بن اسامة فى «مسنده» كما فى «بغية الباحث» (٢/٩٥٠/١٠٤٨) وابويعلى فى «مسنده» (٧/١٥٤/٤١٢٦) والطبرانى فى «الدعا» (رقم ١٨٧٩) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٣٨/٨)

(٦٧٠) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر عصر کی نماز سے مغرب تک کرتے ہوں یہ مجھے اس سے پسندیدہ ہے کہ میں (حضرت) اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے آٹھ غلام آزاد کروں۔ (حدیث کے راوی) لوین نے اس آگے یہ بھی فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ حدیث روایت کی تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ وہ چیز نہیں ہے جو تم اور تمہارے ساتھی کرتے ہو بلکہ صحابہ وہ لوگ تھے جو (ذکر کے لئے) حلقے بنا کر بیٹھا کرتے تھے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد نقل فرمایا کہ (میرے بندے!) تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کرلیا کر میں درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا (ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر کیا کر وہ تیری مطلب برآری میں معین ہوگا۔ (اخرجہ احمد فی الدر کما فی فضائل الاعمال ۴۴۰)

آخرت کے واسطے نہ سہی دنیا کے واسطے ہم لوگ کیسی کیسی کوشش کر ڈالتے ہیں۔ کیا بگڑ جائے اگر تھوڑی سی دیر صبح اور عصر کی نماز کے بعد بھی اللہ کا ذکر کرلیا کریں۔ احادیث میں کثرت سے ان دو وقتوں میں اللہ کے ذکر کے فضائل وارد ہوئے ہیں اور جب اللہ جل جلالہ کفایت کا ارادہ فرما لیتے ہیں پھر کسی دوسری چیز کی کیا ضرورت باقی ہے۔ (فضائل اعمال ۴۴۰)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے غلام اس لئے فرمایا کہ وہ غلاموں میں سب سے بہترین (اور مہنگے) غلام ہوتے تھے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۱۱۴)

باب ما يستحب أن يقرأ في اليوم والليلة

دن رات میں کتنا قرآن شریف پڑھنا چاہئے

دن رات میں قرآن پڑھنا ہر مسلمان پر قرآن کریم کا حق ہے۔ کتنا قرآن پڑھنا اس حق کی ادائیگی کے لئے کافی ہوگا، مختلف سورتوں اور آیات کی فضیلت کے بیان میں مصنف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے گیارہ باب اور ان کے ذیل میں ۳۵ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٦٧١) - أخبرنا الحسن بن يوسف، حدثنا علي بن عبدالرحمن بن المغيرة، ثنا عثمان بن صالح، ثنا ابن لهيعة، عن حميد بن مخراق، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أن رسول الله ﷺ قال: من قرأ في يوم وليلة خمسين آية لم يكتب من الغافلين، ومن قرأ مائة آية كتب من القانتين، ومن قرأ مائتي آية لم يحاجه القرآن يوم القيامة، ومن قرأ خمس مائة آية كتب لهُ قنطار من الأجر.

اخرجه ابن خزيمه في «صحيحه» (١١٤٢/١٨٠/٢) والدارمي في «سننه» (٣٤٤٩/٥٥٦/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٨٧٢٧/١٤٦/٩) والحاكم في «المستدرك» (٧٤٢/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (١٢٩٩/٤٠٢/٢)

(۶۷۱) **تَرجَمَہ:** ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن رات میں پچاس آیتیں پڑھے گا تو وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جو شخص سو آیتیں پڑھے گا وہ قانتین میں سے لکھا جائے گا جو شخص دوسو آیتیں پڑھے گا قیامت کے دن قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جو شخص پانچ سو آیتیں پڑھے گا اس کے لئے ایک قنطار کا ثواب لکھا جائے گا۔''

فَائِدَہ: قرآن جھگڑا نہیں کرے گا کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص قرآن نہیں پڑھتا اور اس سے تعلق نہیں رکھتا تو قرآن اس پر لعنت ملامت کرتا ہے تو جو شخص دوسو (یا مختلف روایات کے مطابق سو، بیس وغیرہ) آیتیں پڑھے گا تو قرآن کریم کی لعنت و ملامت کے دفعیہ کے لئے کافی ہے۔

ختم قرآن کتنے دن میں ہونا چاہئے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنے کا حق ہر مسلمان پر ہے۔ (مرقاۃ ۴/۳۸۰)

اس حق کی ادائیگی میں علماء کے کئی اقوال ہیں۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ سال میں دو ختم قرآن کریم کا حق ہے جیسا کہ شرح احیاء میں امام صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے

منقول ہے۔(فضائل اعمال صفحہ ۲۶۹)
ایک سال میں کم از کم ایک ختم۔(مظاہر حق ۲/ ۳۸۷)
چالیس دن میں ایک ختم۔(مظاہر حق ۲/ ۳۸۷)
ایک ماہ میں ایک ختم۔(فضائل اعمال صفحہ ۲۵۵)
سات دن میں ایک ختم عام صحابہ کا معمول تھا۔(فضائل اعمال صفحہ ۲۵۵)
قرآن کریم کی چھ ہزار آیتوں پر سب کا اتفاق ہے آگے کی تعداد میں اختلاف ہے۔(فضائل اعمال ۲۲۴)

اگر مذکورہ بالا حدیث ہی کی طرف نظر کی جائے اور آیتیں چھ ہزار ہی شمار کی جائیں تو اوسطاً روزانہ ایک پارہ پڑھنا معلوم ہوتا ہے اور ایک روایت میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ میں قرآن کتنے دنوں میں ختم کروں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ماہ ایک ختم کیا کرو۔(فتوحات ربانیہ ۳/ ۲۲۸)

اس سے بھی ایک ماہ کی تائید ہوتی ہے۔کم از کم اگر دو دو رکوع بھی اگر پڑھے جائیں تو سال میں ایک ختم با آسانی ہوسکتا ہے اور اگر ایک پاؤ پڑھیں تو تین ختم با آسانی ہوسکتے ہیں۔

آہستہ آہستہ عادت بنا کر ایک پارہ پر لے آئیں تو کیا مشکل ہے۔

(٦٧٢) ـ أخبرنا أحمد بن عمير، حدثنا عبيدالله بن سعيد، ثنا أبي، ثنا يحيٰى بن أيوب، عن يزيد بن أبي زياد الرقاشي، حدثه عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: (من قرأ أربعين، آية في ليلة لم يكتب من الغافلين، ومن قرأ مائة آية كتب من القانتين، ومن قرأ مائتي آية لم يحاجه القرآن، ومن قرأ خمس مائة آية كتب لهٗ قنطار من الأجر.

(۶۷۲) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص رات میں چالیس آیتیں پڑھے گا وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جو شخص سو آیتیں پڑھے گا وہ قانتین میں لکھا جائے گا، جو دو سو آیتیں پڑھے گا قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جو شخص پانچ سو آیتیں پڑھے گا اس کے لئے ایک قنطار کا ثواب لکھا جائے گا۔''

فائدہ: قنطار کے بقدر کا مطلب یہ ہے کہ قنطار کی تعداد کے برابر یا قنطار کے وزن کے برابر ثواب ملے گا۔(مظاہر حق ۲/ ۴۳۰)

نوع آخر:

(٦٧٣) ـ أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن إسماعيل بن أبي سمينة، ثنا أبو توبة الربيع بن نافع، ثنا الهيثم بن حميد، عن يزيد بن واقد، عن سليمان ابن موسى، عن كثير بن مر، عن

تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: من قرأد فی الیوم واللیلة مائة آیة کتب لهٔ قنوت لیلة.

مضی تخریجه (برقم ٤٣٨)

(۶۷۳) تَرجَمَہ: ”حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن رات میں سو آیتیں پڑھے گا اس کے لئے رات کے قیام کا ثواب لکھا جائے گا۔“

فَائِدَہ: قرآن کریم کا جھگڑا دو قسم کا ہے ایک قرآن کریم نہ پڑھنے کی وجہ سے دوسرے اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے تو پڑھنے والے سے پڑھنے کے بارے میں تو نہیں جھگڑے گا لیکن عمل نہیں کیا تو اس کے بارے میں تو جھگڑے گا اس لئے اگر قرآن شریف پڑھے اور عمل کرے تو پھر بالکل ہی نہ جھگڑے گا۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۰)

(٦٧٤) - أخبرنا عبدالله بن أحمد بن عبدان، حدثنا زید بن الحریش، ثنا الأغلب بن تمیم، عن أیوب ویونس و هشام، عن الحسن، عن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: من قرأ یس فی یوم ولیلة ابتغاء وجه الله عزوجل غفر الله له.

مضی تخریجه (برقم ٤٣٨)

(۶۷۴) تَرجَمَہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دن رات میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے سورہ یٰسین پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائیں گے۔“

فَائِدَہ: گناہوں سے مراد گناہ صغیرہ ہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہیں (اور ساتھ میں توبہ واستغفار ہو) تو کبیرہ بھی بخشے جاتے ہیں۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۲)

سورہ یٰسین کے فضائل:

❶ جو شخص دن کے ابتدائی حصے میں سورہ یٰسین پڑھتا ہے اس کی تمام حوائج پوری کی جاتی ہیں۔ (دارمی عن عطا بن ابی رباح مشکوۃ ۱۸۹)

❷ ہر چیز کا دل ہوتا ہے قرآن کریم کا دل یٰسین ہے جو شخص اس کو پڑھتا ہے اس کے پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو دس مرتبہ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ (ترمذی عن انس مشکوۃ صفحہ ۱۸۷)

❸ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ سورہ یٰسین میرے ہر امتی کے دل میں ہو۔

❹ جو شخص سورہ یٰسین ہر رات پڑھے جب وہ مرے گا تو شہید ہوگا۔

❺ جس شخص نے سورہ یٰسین اور صافات جمعہ کے دن پڑھی اور پھر جو دعا مانگی وہ قبول ہوتی ہے۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۳)

نوع آخر:

(٦٧٥) - أخبرنا سلیمان بن الحسین بن المنهال، أخبرنا أبو کامل الجحدری، حدثنا

عبدالواحد بن زیاد، ثنا اللیث بن سلیم، عن أبی الزبیر، عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: کان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینام کل لیلة حتی یقرأ ألم تنزیل الکتاب، وتبارك الذی بیده الملك.

قال: وقال طاؤس: وتفضلان کل سورة من القرآن ستین حسنة.

اخرجه الدارمی فی «سننه» (۲/۵٤۸/۳٤۱۵) وابن حبان فی «صحیحه» (٦/۳۱۲/۲۵۷٤) والطبرانی فی «المعجم الاوسط» (٤/۲۱/۳۵۰۹) وفی «المعجم الصغیر» (۱/۲۵۵/٤۱۷) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۲/٤۷۹/۲٤۵۸)

(۶۷۵) **ترجمہ:** ''حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک الم تنزیل الکتاب (سورہ الم سجدہ) اور تبارك الذی (سورۃ ملک) نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔ طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہ دونوں سورتیں قرآن کریم کی ہر سورت پر ساٹھ نیکیاں زیادہ رکھتی ہیں۔''

فائدہ: ایک روایت میں ستر نیکیاں زیادہ رکھتی ہیں آیا ہے۔ (ترمذی ۲/۱۱۷)

اس کا مطلب یہ ہے کہ عذاب قبر سے نجات دینے اور اس کو روکنے میں دوسری سورتوں کے مقابلے میں ستر نیکیاں زیادہ رکھتی ہیں۔ (الکوکب الدری ۴/۱۵)

عذاب قبر سے حفاظت میں سورۃ تبارک الذی کو خاص دخل ہے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ یہ سورت عذاب قبر کو روکنے اور عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے۔ (ترمذی ۲/۱۱۷)

سورہ تبارک الذی کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ یہ سورت ہر مؤمن کے دل میں ہو۔ ایک روایت میں ہے جس نے تبارک الذی اور الم سجدہ کو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا تو گویا اس نے لیلۃ القدر میں قیام کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کے لئے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ستر برائیاں دور کی جاتی ہیں ایک روایت میں ہے کہ جس نے ان دونوں سورتوں کو پڑھا اس کے لئے شب قدر کی رات میں عبادت کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۳)

نوع آخر:

(٦٧٦) - أخبرنا أبو یعلی، حدثنا عبدالأعلی بن حماد، ثنا یزید بن زریع، عن سعید، عن قتادة، عن سالم بن الجعد، عن حدیث معدان الیعمری، عن أبی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من حفظ عشر آیات من أول سورة الکهف عصم من فتنة الدجال.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳/۳٤۰) والترمذی (۵/۱٦۵/۲۸۹۲) (۲/۱۱۷) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم۷۰٦) والطبرانی فی «الدعا» (رقم۲٦٦) والبیهقی فی «شعب الایمان» (۲/٤۷۸/۲٤۵۵)

(٦٧٦) ترجمہ: ''حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی دس آیات یاد کرے گا تو وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔''

فائدہ: اسی طرح وہ شخص جو آخری دس آیتیں پڑھے وہ بھی دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا اور جو شخص سوتے ہوئے سورہ کہف کا آخری حصہ پڑھے گا وہ بھی دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (مظاہر حق ٢/٣٣٣)

سورہ کہف کے دجال کے فتنے سے حفاظت کے بارہ میں علماء کے کئی قول ہیں:

❶ سورہ کہف کے شروع میں عجائب ونشانیاں ہیں جو شخص اس میں غور وفکر کرے گا وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔
(قالہ النووی فی شرح المسلم ١/ ٢٧١، کذا قال السیوطی فی مرقاۃ السعو دتحفۃ الاحوذی ٨/ ١٩٥)

❷ جس طرح اصحاب کہف اس ظالم بادشاہ سے محفوظ رہے اس کا پڑھنے والا بھی (اس کے پڑھنے کی برکت سے) دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ (فتح الملہم ٢/ ٣٥٥)

فتنۂ دجال

دجال کے فتنے سے مراد وہی فتنہ موعود ہے (جس کا ذکر ذیل میں ہے) یا ہر فتنہ ہے کہ اس سے اس سورۃ کا پڑھنے والا محفوظ رہے گا۔

اسی طرح اس کا پڑھنے والا حاکموں کے ظلم سے بھی محفوظ رہے گا۔ (الکوکب الدری ٤/ ١٤)

فتنۂ دجال ایک انتہائی خطرناک فتنہ ہوگا۔ آخری زمانے میں دجال نکلے گا خلاف عادت چیزیں جو اس سے ظاہر ہوں گی اس کی وجہ سے الوہیت کا دعویٰ کرے گا جیسے وہ آسمان سے کہے گا بارش برسا تو وہ اسی وقت بارش برسائے گا اور زمین سے کہے گا اگا تو وہ اسی وقت اگائے گی۔ اسی لئے زمین پر دجال کے فتنے سے زیادہ کوئی فتنہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی بھیجا ہے اس نے اپنی قوم کو اس فتنہ سے ڈرایا ہے۔ (فتح الملہم ٢/ ٣٥٥)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورہ کہف کی تین ابتدائی آیات پڑھے گا تو وہ فتنہ دجال سے بچایا جائے گا۔

ان دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دس آیات یاد کرے گا تو وہ دجال کے فتنہ کو پانے اور دیکھنے سے محفوظ رہے گا اور جو شخص تین آیات پڑھے گا وہ دجال کے علاوہ فتنے جس میں لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں اس فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پہلے دجال کے فتنہ سے محفوظ ہونے کی خوش خبری دس آیات پر تھی بعد میں مزید آسان کرتے ہوئے خوش خبری تین آیات پر دی گئی۔ (مرقاۃ ٤/ ٣٢٨، ٣٢٩)

(٦٧٧) - أخبرنا الحسين بن يوسف، حدثنا علي بن عبدالرحمن ابن المغيرة، ثنا عثمان بن صالح، ثنا ابن لهيعة، حدثني زبان بن فائد، عن سهل بن معاذ، عن أبيه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال: من قرأ أول سورة الكهف وآخرها كانت له نورا بين يديه إلى رأسه، ومن

قرأها كلها كانت له نورا من السماء إلى الأرض.

أخرجه أحمد فى «مسنده» (٤٤٦/٦) والمسلم (٨٠٩/٥٥٥/١) (٢٧١/٢) وابوداؤد (٤٣٢٣/١١٧/٤) (٢٣٨/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٩٤٩) وابن حبان في «صحيحه» (٧٨٥/٦٥/٣)

(٦٧٧) ترجمہ: ”حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ابتداء اور آخر سے سورہ کہف پڑھے گا اس کے لئے اس کے سامنے اس کے سر تک (طویل) نور ہوگا اور جو شخص پوری سورۂ کہف پڑھے گا اس کے لئے آسمان سے زمین تک نور ہوگا۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھتا ہے تو اس کے لئے (اس کے دل میں ایمان وہدایت کا) نور دوسرے جمعہ تک روشن رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ عن البیہقی فی الدعوات الکبیر ۱/۱۸۹)

ایک جگہ ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھتا ہے تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے جس گھر میں سورہ کہف پڑھی جاتی ہے اس رات شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا ہے۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۳)

نوع آخر:

(٦٧٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن النضر بن مساور ثنا حماد بن زيد، عن مروان أبى لبابة أن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ كل ليلة بنى إسرائيل والزمر.

اخرجه ابن خزيمه فى «صحيحه» (١١٦٣١٩١/٢) واحمد فى «مسنده» (٦٨/٦) والترمذى (٣٤٠٥/٤٧٥/٥) (١٧٨/١) وابويعلى فى «مسنده» (٤٦٤٣/١٠٦/٨) والحاكم فى «المستدرك» (٣٦٢٥/٤٧٢/٢)

(٦٧٨) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات سورہ بنی اسرائیل اور سورہ زمر پڑھا کرتے تھے۔“

نوع آخر:

(٦٧٩) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا يحيى بن أيوب العابد ثنا مصعب ابن المقدام، حدثنى أبو المقدام، عن الحسن عن أبى هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ سورة الدخان فى ليلة جمعة أصبح مغفورا له.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٦٨/٦) والترمذى (٣٤٠٥/٤٧٥/٥) (١٧٨/١) وابويعلى فى «مسنده» (٤٦٤٣/١٠٦/٨) وابن خزيمه فى «صحيحه» (١١٦٣/١٩١/٢) والحاكم فى «المستدرك» (٤٧٢/٢)

(۶۷۹) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کی رات سورہ دخان پڑھتا ہے تو وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔''

فَائِدَہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن حم الدخان پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص جمعہ کی رات سورہ دخان پڑھتا ہے تو وہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے اور اس کا نکاح حورعین سے کیا جائے گا اور جو شخص رات کو سورہ دخان پڑھتا ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۵)

نوع آخر:

(٦٨٠) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إسحاق بن أبي إسرائيل، ثنا محمد ابن منيب العدني، ثنا السري بن يحيى الشيباني، عن شجاع، عن أبي ظبيبة، أن ابن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من قرأ سورة الواقعة في كل ليلة لم تصبه فاقة أبدا أمرت أن يَقْرَأْنها كُلّ ليلة.

اخرجه احمد في «فضائل الصحابة» (٢/٧٢٦/١٢٤٧) والحارث بن اسامه في «مسنده» كما في «بغية الباحث» (٢/٧٢٩/٧٢١) وابويعلى في «مسنده» كما في تفسير القرآن العظيم لابن كثير (٤/٢٨٣) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢/٤٩٢/٢٥٠٠) وابن عساكر في «تاريخه» كما في «كشف الخفا» (١/٥٥٦)

(۶۸۰) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ہر رات سورہ واقعہ پڑھے گا اس پر فاقہ کبھی بھی نہیں آئے گا۔ میں نے اپنی بچیوں کو ہر رات اس سورہ کو پڑھنے کا حکم دیا ہے۔''

فَائِدَہ: فاقہ کے معنی محتاجگی اور تنگدستی اور حاجت مندی کے ہیں لہٰذا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سورہ واقعہ پڑھے گا اس کے لئے محتاجگی نقصان و پریشانی کا باعث نہیں بنتی کہ اس کو صبر وقناعت کی دولت عطا ہوگی یا یہ کہ ایسے شخص کو دل کی محتاجگی نہیں ہوتی یعنی ظاہری محتاجگی کے باوجود اس کا دل مستغنی ہو جاتا ہے۔ (مرقاۃ ۴/۳۷۷)

سورۂ واقعہ کے فضائل

سورہ واقعہ کے فضائل بہت سی احادیث میں آئے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورہ حدید، سورہ واقعہ اور سورۃ رحمٰن پڑھتا ہے وہ جنت الفردوس کے رہنے والوں میں پکارا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ سورت سورۃ الغنی ہے اس کو پڑھا کرو اپنی اولاد کو سکھاؤ ایک روایت میں ہے کہ اس کو اپنی بیویوں کو سکھاؤ۔

حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہَا سے بھی عورتوں کو اس سورت کے پڑھنے کی تاکید منقول ہے۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۵)

نوع آخر:

(٦٨١) - أخبرنا محمد بن الحسن بن مكرم، حدثنا محمود بن غيلان، ثنا أبو أحمد الزبيری، ثنا خالد بن همان أبو العلاء، حدثنی نافع، عن معقل ابن يسار، قال: قال رسول الله ﷺ: من قال حين يصبح ثلاث مرات: أعوذ بالله من الشيطان الرجيم، وقرأ ثلاث آيات من آخر سرة الحشر وُكِّل به سبعون ألف ملك يصلون عليه حتى يمسى، و إن مات فی ذلك اليوم مات شهيدا، و إن قالها حين يمسى كان بتلك المنزلة.

مضى تخريجه (برقم ٨٠)

(۶۸۱) ترجمہ: ”حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ اعوذ باللّٰه من الشيطان الرجيم پڑھے اور سورہ حشر کی آخری تین آیات پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر کر دیتے ہیں جو اس کے لئے شام تک دعائے مغفرت کرتے ہیں، اگر وہ اس دن مر گیا تو شہید مرے گا اور اگر ان کلمات کو شام کو پڑھے گا تو ایسا ہی ہوگا۔“

فائدہ: ”هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغيب“ سے آخری سورہ تک۔

فرشتے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور ایک معنی یہ ہے کہ اس کے لئے خیر کی توفیق اور اس سے دفع شر کی دعا کرتے ہیں۔

شہید ہوگا کا معنی ہے کہ شہید حکمی ہوگا (یعنی دنیا میں شہید کے احکام غسل نہ دینا ان ہی کپڑوں میں دفن کرنا وغیرہ نہ ہوگا لیکن آخرت میں شہداء کا درجہ حاصل ہوگا)۔ (مرقاۃ ۳۶۸/۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے اور پھر تین مرتبہ سورہ حشر کا آخری حصہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کو بھیجتے ہیں جو اس شخص سے جن وانس کے شیاطین کو دور رکھتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے سورہ حشر کی آخری آیتیں دن یا رات میں پڑھی اور وہ اس دن یا رات میں مر گیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ (مظاہر حق ۴۳۵/۲)

نوع آخر:

(٦٨٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا على بن حجر، حدثنا بقية ابن الوليد، عن بجير بن سعد، عن خالد بن معدان، عن عبدالله بن أبی بلال، عن العرباض بن سارية رضی الله تعالى عنه أن النبی ﷺ كان يقرأ بالمسبحات قبل أن يرقد، ويقول: إن فيهن آية هی أفضل من ألف آية.

اخرجه احمد فی «مسنده» (١٢٨/٤) وابوداؤد (٥٥٧/٣١٣/٤) (١٩٩/١) والترمذی (٢٩٢١/١٨١/٥) (١١٧/٢) والنسائی فی «السنن الکبری» (٨٠٢٦/١٦/٥) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ٧١٥)

(۶۸۲) ترجمہ: "حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبّحات پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔"

فائدہ: مسبحات ان سورتوں کو کہتے ہیں جن کی ابتدا سبحان یا "سبح یسبح" یا "سبح" سے ہوتی ہو۔ یہ سات سورتیں ہیں۔ (۱) سورہ بنی اسرائیل (۲) سورہ حدید (۳) سورہ حشر (۴) سورہ صف (۵) سورہ جمعہ (۶) سورہ تغابن اور (۷) سورہ اعلیٰ۔

ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ بعض علماء نے اس آیت کو بیان فرمایا ہے لیکن صحیح بات یہی ہے کہ وہ آیت پوشیدہ ہے، جس طرح شب جمعہ کے دن کی اجابت دعا کی گھڑی کے بارے میں کوئی تعین نہیں ہے اسی طرح یہ بھی پوشیدہ ہے۔ (قال الطیبی مرقاۃ ۴/۴۱۷)

نوع آخر:

(٦٨٣) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا إسحاق بن منصور و محمد بن المثنى قالا: حدثنا يحيٰى بن سعيد، عن شعبة، عن قتادة، عن عباس الجشمی، عن أبی هريرة رضی الله تعالی عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم أنه قال: إن فی القرآن سورة ثلاثون آية شفعت لصاحبها حتی غفر له، تبارك الذی بيده الملك.

أخرجه أبوداود (١٤٠٠/٥٧/٢) (١٩٩/١) وابن ماجه (٣٧٨٦/١٢٤٤/٢) (٢٦٧/٢) والترمذی (٢٨٩١/١٦٤/٥) (١١٧/٢) والنسائی فی «السنن الکبری» (١٠٥٤٦/١٧٨/٦) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ٧١٠)

ایک اور حدیث:

(۶۸۳) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کریم میں ایک سورت تیس آیتوں والی ہے جس نے پڑھنے والے کے لئے شفاعت کی یہاں تک کہ اس کی مغفرت کردی گئی (وہ) تبارک الذی ہے۔"

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے ہر امتی کے دل میں سورہ تبارک الذی ہو (یعنی ہر ایک کو یاد ہو)۔ (مظاہر حق ۲/۴۲۱)

شفاعت کی یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص سورہ تبارک الذی پڑھتا تھا پھر جب اس کا انتقال ہوا تو اس کو عذاب سے بچایا گیا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس سورت کو پڑھے گا اس کے لئے یہ سورت قیامت کے دن شفاعت کرے گی اور اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔ (مظاہر حق ۲/۴۰۲)

نوع آخر:

(٦٨٤) - حدثنا محمد بن حريم بن مروان، ثنا هشام بن عمار، ثنا سعيد بن يحيى اللخمي، ثنا عبيدالله بن أبي حميد، عن أبي المليح، عن معقل ابن يسار رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطيت سورة البقرة من الذكر الأول، وأعطيت المفصل نافلة.

اخرجه الطبراني في «المعجم الكبير» (٥٢٥/٢٢٥/٢٠) والحاكم في «المستدرك» (٧٤٩/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢٤٧٨/٤٨٥/٢)

ایک اور حدیث:

(۶۸۴) ترجمہ: ''حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پہلی کتابوں کے بدلے میں سورہ بقرہ دی گئی ہے اور مفصل زیادتی کے طور مزید دی گئی ہیں۔''

فائدہ: ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے سبع طول (یعنی وہ سات بڑی سورتیں جو ابتدائے قرآن میں ہیں) توراۃ کی جگہ دی گئی ہیں، الرآت سے (جن سورتوں کے شروع الر یا المر ہے) طواسین (جن سورتوں کے شروع میں طس یا طسم ہیں) اور حامیون (جن سورتوں کے شروع میں حم ہے) کے درمیان کی سورتیں زبور کی جگہ دی گئی ہیں اور حامیمون اور مفصل کے ذریعہ مجھے امتیازی فضیلت بخشی گئی ہے مجھ سے پہلے کسی نبی نے ان سورتوں کو نہیں پڑھا (یعنی یہ صرف مجھے عطا ہوئی ہیں)۔

(مظاہر حق ۲/۴۳۴)

مفصل سورہ حجرات سے آخر قرآن سورۃ ناس تک کی صورتوں کو کہا جاتا ہے۔ یہ سورتیں پورے قرآن کا خلاصہ اس وجہ سے ہیں کہ قرآن کریم میں جو مضامین دوسری سورتوں میں مختصراً بیان ہوئے ہیں وہ ان میں تفصیلی طور پر بیان ہوئے ہیں اس لئے ان کو مفصل کہا جاتا ہے۔ (مظاہر حق ۲/۴۳۴)

نوع آخر:

(٦٨٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا محمد بن عبدالله بن يزيد، عن أبيه، عن سعيد، حدثني عياش بن عباس، عن عيسى بن هلال، عن عبدالله ابن عمرو رضي الله تعالى عنه قال: أتى رجل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: أقرئني سورة جامعة، فأقرأه، إذا زلزلت الأرض حتى فرغ منها، قال الرجل: والذي بعثك بالحق لا أزيد عليها آية أبدا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أفلح الرجل أفلح الرجل أفلح الرجل.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٦٩/٢) وابوداؤد (١٣٩٩/٥٧/٢) (١٩٩/١) والنسائي في «السنن الكبرى» (٨٠٢٧/١٦/٥) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٧١٦) والحاكم في «المستدرك» (٣٩٦٤/٥٨٠/٢)

ایک اور حدیث:

(۶۸۵) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (اور) عرض کیا: مجھے کوئی جامع سورۃ پڑھائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سورہ اذا زلزلت الارض پڑھائی یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوئے۔ ان صحابی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس پر ایک آیت بھی کبھی زیادہ نہیں کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یہ) آدمی کامیاب ہوگیا، (یہ آدمی) کامیاب ہوگیا (یہ) آدمی کامیاب ہوگیا۔''

فائدہ: کامیاب ہوگیا یعنی اس نے اپنی مراد کو حاصل کرلیا۔

اس صورت کو جامع اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں ایک آیت "فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره" (یعنی جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ اس کو دیکھ لے گا)۔ اس میں دونوں چیزیں جس کا حکم کیا گیا ہے آگئیں۔ جس کو بھلائی کہتے ہیں اور دوسری چیز جس سے منع کیا گیا ہے جس کو برائی کہتے ہیں یہ دونوں آگئیں اس لئے اس کو جامع سورت کہا گیا ہے۔ (مرقاۃ ۴/۳۶۸)

(٦٨٦) - حدثنی عبدالله بن محمد، حدثنا عبید الله بن أحمد، ثنا الحسن بن عمر بن شقیق، ثنا عیسی بن میمون، ثنا یحیٰی بن أبی کثیر، عن أبی سلمة بن عبدالرحمن، عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: من قرأ فی لیلة إذا زلزلت الأرض کانت لهٗ کعدل نصف القرآن، ومن قرأ قل یا ایها الکافرون کانت لهٗ کعدل ربع القرآن، ومن قرأ قل هو الله أحد کانت لهٗ کعدل ثلث القرآن.

اخرجه سعید بن منصور فی «سننه» (٧٣/٢٧٣/٢) والترمذی (٢٨٩٤/١٦٦/٥) والعقیلی فی «الضعفاء الکبیر» (٢٤٣/١) والحاکم فی «المستدرك» (٧٥٤/١) والبیهقی فی «شعب الایمان» (٢٠١٤/٤٩٦/٢)

(۶۸۶) ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو اذا زلزلت الارض پڑھے گا تو (یہ) آدھے قرآن کے برابر ہے اور جو شخص قل یاایھا الکافرون پڑھے تو (یہ) چوتھائی قرآن کے برابر ہے اور جو شخص قل ھو اللہ احد پڑھے تو (یہ) تہائی قرآن کے برابر ہے۔''

فائدہ: سورۃ اذا زلزلت الارض میں معاد (آخرت کا حال) بیان ہوا ہے اس لئے یہ سورت آدھے قرآن کے برابر ہوئی (کہ اس میں ایک حصہ بیان کیا گیا ہے)۔ (مرقاۃ ۴/۳۶۷)

قل یاایھا الکافرون چوتھائی قرآن کے برابر ہے چونکہ قرآن میں توحید، نبوت، احکام اور احوال چار مضمون ہیں۔ قل یاایھا

الکافرون میں توحید کا بیان اعلیٰ انداز میں ہے اس لئے یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے کہ اس میں چار حصوں میں سے ایک حصہ بیان ہوا ہے۔ (مرقاۃ ۴/۳۴۹)

سورہ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے کیونکہ قرآن کریم میں تین قسم کے مضمون بیان ہوئے ہیں: (۱) قصص (۲) احکام (۳) توحید۔ توحید اس میں نہایت ہی اونچے اور بلیغ انداز میں بیان ہوئی ہے اس لئے تہائی قرآن کے برابر ہے (کہ اس میں تین مضمونوں میں سے ایک مضمون بیان ہوا ہے)۔ (مرقاۃ ۴/۳۴۹)

(٦٨٧) - أخبرني أبو العباس بن مخلد، ثنا الرماح، ثنا عبدالرحمن ابن أبي بكر، عن زرارة بن مصعب، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من قرأ آية الكرسي، وأدول حم المؤمن عصم ذلك اليوم من كل سوء.

مضى تخريجه (برقم ٧٦)

(۶۸۷) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص آیۃ الکرسی اور حم المؤمن پڑھے گا تو وہ اس دن پر برائی سے محفوظ رہے گا۔"

فائدہ: حم المؤمن آیتیں یہ ہیں:

﴿حم ۞ تنزيل الكتاب من الله العزيز العليم ۞ غافر الذنب وقابل الثواب شديد العقاب ذى الطول لا اله الا هو اليه المصير ۞﴾ (آیت ۱ تا ۳)

نوع آخر:

(٦٨٨) - أخبرني عبدالله بن محمد بن سالم، حدثنا هشام بن عمار، ثنا سليمان بن موسى الزهري، ثنا مظاهر بن أسلم المخزومي، أخبرني سعيد المقبري، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن النبي ﷺ كان يقرأ عشر آيات من آخر آل عمران كل ليلة.

اخرجه الطبراني في «المعجم الاوسط» (٦٧٧٧/٣٦/٧) وابونعيم الاصبهاني في «اخبار اصبهان» (١٢٠/٢) كما في «العجالة» (٧٨٧) وذكره القرطبي في «تفسيره» (٣١٠/٤) وقال اخرجه ابو نصر الوائلي في «كتاب الابانة» واخرجه ابن مردويه في «تفسير» كما في تفسير «القرآن العظيم» (٤٤٢/١)

ایک اور حدیث:

(۶۸۸) ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رات (سورۃ) آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھا کرتے تھے۔"

فائدہ: آل عمران کی آخری آیتیں "ان فی خلق السموات والارض" سے آخری سورت تک ہیں۔ رات سے مراد ابتدائی

اورآخری رات دونوں مراد ہوسکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں منقول ہے کہ جب آپ ﷺ تہجد میں اٹھتے تو یہ آیتیں پڑھا کرتے تھے۔ (مرقاۃ ۴/۳۷۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سورہ آل عمران جمعہ کے دن پڑھے تو رات تک فرشتے اس کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔ (الدارمی مشکوۃ صفحہ ۱۸۹)

ایک روایت میں ہے کہ جو رات میں سورۃ آل عمران کی آخری آیتیں پڑھے اس کو رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔
(دارمی بیہقی شعب الایمان مشکوۃ صفحہ ۱۸۹)

نوع آخر:

(٦٨٩) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا محمد بن عبدالله المبارك، ثنا يحيى ابن آدم، ثنا زهير بن معاوية، عن أبي إسحاق، عن فروة بن نوفل، عن أبيه رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: ما جاء بك؟ قال: جئت يا رسول الله لتعلمني شيئا أقوله عند منامي، قال: إذا أخذت مضجعك فاقرأ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الكافرون﴾

ثم نم على فإنها براءة من الشرك.

اخرجه احمد في «مسنده» (٥/٤٥٦) وابوداؤد (٤/٣١٣/٥٠٥٥) (٢/٣٣٣) والترمذي (٥/٤٧٣/٣٤٠٣) (٢/١٧٧) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٠١) وابن حبان في «صحيحه» (٣/٧٠/٧٩٠)

ایک اور حدیث:

(۶۸۹) **ترجمہ:** ”حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان سے) فرمایا: تم کیسے آئے؟ حضرت نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھے کچھ سکھائیں جس کو میں سوتے وقت پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم (سونے کیلئے) اپنے بستر پر جاؤ تو:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الكافرون﴾

پڑھا کرو اور اس کے ختم پر سو جاؤ کیونکہ یہ شرک سے براۃ ہے۔“

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ کیونکہ اس صورت میں توحید کا اثبات بہت اعلیٰ طریقہ سے بیان ہوا ہے اس لئے یہ شرک سے براۃ ہے۔ (کذا فی المرقاۃ ۴/۳۶۷)

یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے امن ونجات عطا کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے کے لئے الوہیت کی نفی ہے تو اس کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور فعل میں شرک سے بری ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۳/۱۵۶)

باب ثواب من قرأ قل هو الله أحد

قل ہو اللہ احد پڑھنے کا ثواب

(٦٩٠) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا حوثرة بن أشرس، ثنا المبارك ابن فضالة، عن ثابت، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رجلا قال: يا رسول الله! إني أحب قل هو الله احد، فقال: حبك إياها أدخلك الجنة.

اخرجه احمد في «مسنده» (١٥٠/٣) والترمذي (٢٩٠١/١٧٠/٥) (١١٨/٢) وابويعلى في «مسنده» (٣٣٣٦/٨٣/٦) وابن حبان في «صحيحه» (٧٩٢/٧٢/٣) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢/٥٠٥-٢٥٤٠/٥٠٦)

(۶۹۰) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں قل ہو اللہ احد سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے اس سے محبت کرنے نے تم کو جنت میں داخل کر دیا۔“

فائدہ: یعنی تم جب قل ہو اللہ احد سے محبت کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت فرماتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک صاحب امامت کرتے تھے اور سورہ اخلاص پر نماز ختم کرتے تھے پوچھنے پر کہ ایسا کیوں کرتے ہو؟ ان صاحب نے فرمایا: میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں۔

(متفق علیہ مشکوۃ عن عائشہ صفحہ ۱۸۵)

اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے وہ جنت میں داخل ہوگا اور دخول جنت کا سبب سورہ اخلاص سے محبت ہے۔

(مرقاۃ بزیادۃ وتصرف ۳۵۰/۴)

(٦٩١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا قتيبة بن سعيد، عن مالك، عن عبيدالله بن عبدالرحمن، عن عبيد بن حنين مولى آل زيد بن الخطاب، قال: سمعت أبا هريرة رضي الله تعالى عنه يقول: أقبلنا مع رسول الله ﷺ فسمع رجلا يقرا:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

فقال رسول الله ﷺ: وجبت، فسألت ماذا يا رسول الله؟ قال: الجنة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٣٠٢/٢) والترمذي (٢٨٩٧/١٦٧/٥) (١١٧/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٦٦/٣٤١/١) والحاكم في «المستدرك» (٣٠٧٩/٧٥٤/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢/٥٠٤-٢٥٣٨/٥٠٥)

(۶۹۱) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (کسی سفر سے) واپس آرہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾

پڑھتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واجب ہوگئی۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت (واجب ہوگئی)۔''

فائدہ: جیسا کہ گزشتہ روایت میں گزرا کہ اللہ تعالیٰ سورہ اخلاص سے محبت کرنے والے سے محبت کرتے ہیں اس لئے اس محبت کے تقاضے پر اس کو جنت میں داخل کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ شخص جو سورۃ اخلاص پڑھ رہا ہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

(٦٩٢) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عبيدالله بن معاذ، ثنا أبي، ثنا شعبة، عن علي بن مدرك، عن إبراهيم النخعي، عن الربيع بن خثيم، عن عبدالله ابن مسعود رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أيعجز أحدكم أن يقرأ ثلث القرآن كل ليلة، قالوا: ومن يستطيع ذلك؟ قال:

﴿قل هو الله أحد﴾

أخرجه مسلم (٥٥٦/١/٨١١) (٢٧١/١) والترمذي (١٦٧/٥/٢٨٩٦) (١١٧/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٦٨١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٢٠٧/١٠-١٠٤٨٤/٢٠٨) وفي «المعجم الاوسط» (٢٩٥/٥/٥٣٥٩)

(۶۹۲) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر رات تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یہ کون کرسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! (پڑھ سکتا کہ)

﴿قل هو الله أحد﴾

کا پڑھنا اس کے برابر ہے۔''

فائدہ: تہائی قرآن کیوں ہے اس کی وجہ حدیث نمبر ۶۸۶ پر گزر چکی ہے۔

تہائی قرآن کے برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو تہائی قرآن کے برابر ثواب ملتا ہے۔

(دلیل الفالحین ۳/۵۰۶، ایضاً فی تحفۃ الاحوذی ۸/۲۰۸، مرقاۃ ۴/۳۴۹)

لیکن علماء کی رائے ہے کہ تہائی قرآن کے اصل ثواب کے برابر مضاعف کیا جاتا ہے (یعنی بڑھایا جاتا ہے) پہلے قول کا مطلب یہ ہوا کہ تین مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھنے کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے پورے قرآن کا ثواب نہیں ملے گا اور دوسرے قول کا مطلب یہ ہوا کہ تین مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھنے کا ثواب ایک قرآن کے برابر ہے۔ (مرقاۃ ۴/۳۴۹)

(٦٩٣) - أخبرنا الحسين بن يوسف، ثنا على بن عبدالرحمن بن المغيرة، ثنا عثمان بن صالح، ثنا ابن لهيعة، ثنا زبان بن فائد، عن سهل بن معاذ، عن أبيه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

(من قرأ قل هو الله أحد حتى ختمها عشر مرات بنى لهٔ بها قصر فى الجنة).

وأخرجه أحمد فى «مسنده» (٣/٤٣٧) والعقيلى فى «الضعفاء الكبير» (٢/٩٦/٥٥٦) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٢٠/١٨٣/٣٩٧) وفى «المعجم الاوسط» (١/٩٣/٢٨١) وابونعيم فى «الحلية» (٦/٢٩)

(٦٩٣) ترجمہ: ''حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص پوری سورۃ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ پڑھے تو اس کے لئے جنت میں ایک محل بنایا جاتا ہے۔''

فائدہ: ایک روایت میں مزید یہ ہے کہ جو بیس مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو اس کے لئے جنت میں دو محل بنائے جائیں گے اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے تین محل جنت میں بنائے جائیں گے۔ (مشکوۃ عن الدارمی صفحہ ۱۹۰)

سورہ اخلاص کے احادیث میں بہت سے فضائل آئے ہیں چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص سونے کا ارادہ کرے اور دائیں کروٹ پر لیٹ کر سو مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے: اے میرے بندے! اپنی دائیں طرف سے جنت میں داخل ہو جا۔ (ترمذی عن انس مشکوۃ صفحہ ۱۸۸)



باب ثواب من قرأها مائتى مرة فى اليوم والليلة

دن رات میں دوسو مرتبہ قل ھواللہ احد پڑھنے کا ثواب

(٦٩٤) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا أحمد بن منصور، ثنا يحيٰى بن بكير، ثنا الفضل بن فضالة، عن أبى عروة، عن زياد بن أبى عمار، عن أنس ابن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: سمعت رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم يقول:

(ما من عبد مسلم ولا أمة مسلمة قرأ فى يوم وليلة مائتى مرة قل هو اللّٰه احد اللّٰه الصمد، إلا غفر اللّٰه لهٗ خطايا خمسين سنة).

اخرجه الترمذى (٢٨٩٨/١٦٨/٥) (١١٧/٢) وابويعلى فى «مسنده» (٣٣٦٥/١٠٣/٦) وابن عدى فى «الكامل» (٤٣٩/٢) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٢٥٤٦/٥٠٧/٢) وللحديث شاهد مرسل اخرجه الدارمى فى «سننه» (٣٦٩٤/٥٤١/١٠ فتح المنان) كما فى «العجالة» (٨٠٤/٢)

(۶۹۴) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مسلمان مرد یا مسلمان عورت دن رات میں دوسو مرتبہ قل ھواللہ احد، اللہ الصمد پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔“

(٦٩٥) - أخبرنا ابن منيع، حدثنا أحمد بن منصور، ثنا محمد بن جعفر المداينى، ثنا سلام بن سفيان، عن زياد بن ميمون، عن أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن النبى صلی اللہ علیہ وسلم مثله.

مضى تخريجه فى «الحديث السابق».

(۶۹۵) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی منقول ہے۔“



باب من قرأ المعوذتين

سورۂ فلق اور ناس پڑھنے کا ثواب

(٦٩٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا قتيبة بن سعيد، حدثنا الليث ابن سعد، عن يزيد بن أبي حبيب، عن أبي عمران أسلم، عن عقبة بن عامر رضي الله تعالى عنه، قال: سمعت رسول الله ﷺ وهو راكب فوضعت يدى على قدميه فقلت أقرئنى سورة هود وسورة يوسف، فقال: لن تقرأ شيئا أبلغ عند الله من قل أعوذ برب الفلق.

اخرجه احمد فى «مسنده» (١٤٩/٤) والنسائى فى «السنن الكبرى» (١٠٢٥/٣٣٠/١) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٨٦٠/٣١١/١٧) وابن حبان فى «صحيحه» (٣/٧٤-٧٥/٧٩٥) والبيهقى فى «شعب الايمان» (٢/٥١٣/٢٥٦٦)

(۶۹۶) **ترجمہ:** ”حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب کہ رسول اللہ ﷺ سوار تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے قدموں پر اپنا ہاتھ رکھا پھر عرض کیا: میرے لئے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھ دیجئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے ہاں قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ بہتر کوئی سورت (یا آیت) بالکل نہیں پڑھ سکتے ہو۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر سورت نہیں پڑھ سکتے کا مطلب یہ ہے کہ آفات وبلاؤں سے پناہ چاہنے میں قل اعوذ برب الفلق سے زیادہ کامل وبہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں پناہ چاہنے میں دونوں سورتیں فلق اور ناس سے زیادہ کامل کوئی سورت نہیں ہے۔ ابن ملک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس روایت میں ان دونوں سورتوں سے پناہ حاصل کرنے کی ترغیب ہے۔ اس حدیث میں صرف سورہ فلق کا ذکر ہے لیکن قرینہ سے دوسری سورت بھی مفہوم ہوتی ہے اس لئے دونوں سورتیں مراد ہیں۔ (مرقاۃ ۳۷۱/۴)

نوع آخر:

(٦٩٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا قتيبة بن سعد، حدثنا الفضل ابن فضالة، عن عقيل، عن ابن شهاب، عن عروة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن النبى ﷺ كان إذا أوى إلى فراشه كل ليلة جمع كفيه ثم يقرأ فيهما قل هو الله أحد، وقل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس، ويمسح بهما ما استطاع من جسده، يبدأ بهما على رأسه ووجهه، وما أقبل من جسده، يفعل ذلك ثلاث مرات.

اخرجه احمد فی «مسنده» (١١٦/٦) والبخاری (٤٧٢٩/١٩١٦/٤) (٩٣٥/٢) وابوداؤد (٥٠٥٦/٣١٣/٤) (٣٣٣/٢) والترمذی (٣٤٠٢/٤٧٣/٥) (١٧٧/٢) والنسائی فی «السنن الکبری» (١٠٦٢٤/١٩٧/٦)

(۶۹۷) **تَرجَمَہ:** ''حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رات جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملاتے پھر ان پر قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے (اور دم کر کے) دونوں ہتھیلیوں کو جسم پر جہاں تک ہو سکتا ہے پھیر لیتے تھے۔ آپ ﷺ ہاتھ پھیرنا پہلے اپنے سر، منہ اور بدن کے آگے کے حصہ سے شروع فرماتے (اس کے بعد بدن کے دوسرے حصوں پر پھیرتے اور) آپ ﷺ یہ عمل تین مرتبہ فرماتے تھے۔''

فَائِدَہ: جب کوئی آدمی کسی نہایت ہی پاک وصاف پانی سے نہائے تو وہ کیسا صاف ہو جاتا ہے تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے کلمات کے نور سے نہائے اس کی پاکیزگی کا کیا حال ہوگا۔

تین مرتبہ پھیرنا سنت کا اعلیٰ درجہ ہے ورنہ اصل سنت تو ایک مرتبہ پھیرنے سے بھی حاصل ہو جائے گی۔

سر اور منہ سے مسح شروع کرنا افضل ہے اس لئے بدن کے اوپر کے حصے سر، منہ اور آگے کے حصہ سے شروع کرے پھر بدن کے پچھلے حصے پر ختم کرے۔

تین مرتبہ کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرتبہ تینوں سورتیں ایک مرتبہ پڑھے پھر دم کر کے مسح کرلے اس طرح تین مرتبہ کرے۔ (کذا من فتوحات ربانیہ ۱۶۷/۳)



باب قراءة عشرين آية

بیس آیتیں آپڑھنے کا ثواب

(٦٩٨) - أخبرني إبراهيم بن محمد، حدثنا يونس بن عبدالأعلى، ثنا ابن وهيب، أخبرني أبو صخر، أن يزيد الرقاشي حدثه أنه سمع أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:

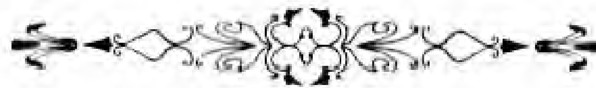
من قرأ في كل ليلة عشرين آية لم يكتب من الغافلين، ومن قرا مائة آية كتب من القانتين، ومن قرأ مأتي آية لم يحاجه القرآن يوم القيامة، ومن قرأ خمس مائة آية كتب لهٗ قنطار من الأجر.

فأخبر بها ابن قسيط، فقال: ما زلت أسمع هذا من أشياخنا منذ ثلاث.

مضى تخريجه (برقم٦٧٢)

(۶۹۸) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ہر رات بیس آیتیں پڑھے وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جو شخص سو آیتیں پڑھے وہ قانتین میں لکھا جائے گا، جو شخص دو سو آیتیں پڑھے تو قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جو پانچ سو آیتیں پڑھے اس کے لئے ایک قنطار کا ثواب لکھا جاتا ہے۔''

فائدہ: اس کی تشریح حدیث نمبر ۶۷۱، ۶۷۲ پر گزر چکی ہے۔



باب قراءة أربعين آية

چالیس آیتیں پڑھنے کا ثواب

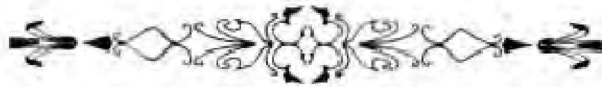
(٦٩٩) - أخبرنا أحمد بن عمير، حدثنا عبدالله بن سعيد بن عفير، ثنا أبى ثنا يحيى بن أيوب، عن يزيد بن أبى زياد، أن يزيد، الرقاشى حدثه، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول:

من قرأ أربعين آية فى كل ليلة لم يُكْتَبْ من الغافلين، ومن قرأ مائة آية كُتِبَ من القانتين، ومن قرأ ماتى آية لم يحاجه القرآن، ومن قرأ خمسمأة آية كتب لهٗ قنطار من الأجر.

مضى تخريجه (برقم ٦٧٢)

(۶۹۹) تَرْجَمَہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص چالیس آیتیں ہر رات پڑھے وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا جو سو آیتیں پڑھے وہ قانتین میں لکھا جائے گا، جو دو سو آیتیں پڑھے قرآن اس سے جھگڑا نہیں کرے گا اور جو پانچ سو آیتیں پڑھے اس کے لئے ایک قنطار کا ثواب لکھا جائے گا۔''

فَائِدَة: اس حدیث کی تشریح بھی حوالہ مذکورہ بالا میں گزر چکی ہے۔



باب قراءة خمسين آية

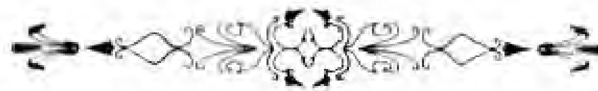
پچاس آیتیں پڑھنے کا ثواب

(٧٠٠) - أخبرنا إبراهيم بن محمد بن الضحاك، حدثنا نصر بن مروان بحر بن نصر قالا: ثنا أسد بن موسى، ثنا العلاء بن خالد بن وردان القرشي، ثنا يزيد الرقاشي، قال: ذهبت أنا وثابت البناني وناس معنا فأتينا أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه فقلنا: يا أبا حمزة! أخبرنا ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في قيام الليل؟ فقال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ خمسين آية لم يكتب من الغافلين، ومن قرأ مائة آية أعطي قيام ليلة كاملة، ومن قرأ مأتي آية إلى أن يبلغ ألفا فإن أجره كمن تصدق بقنطار حتى أن يصبح. القنطار ألف دينار.

لم اجد عند غير المصنف.

(٧٠٠) ترجمہ: ”حضرت یزید الرقاشی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ثابت بنانی اور ہمارے ساتھ کچھ لوگ تھے۔ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے کہا: ابوحمزہ! ہمیں بتایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کیا پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص پچاس آیتیں پڑھے وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا، جو سو آیتیں پڑھے اس کو پوری رات نماز پڑھنے کا ثواب دیا جاتا ہے جو دو سو آیتوں سے ایک ہزار آیتوں تک پڑھے تو اس کو اس شخص کی طرح اجر ملتا ہے جو (رات بھر) قنطار صدقہ کرے یہاں تک کہ (اسی حالت میں) صبح کرے۔ قنطار ایک ہزار دینار کا ہوتا ہے۔“

فائدہ: تھوڑی سی دیر میں بہت بڑا فائدہ ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔



باب قراءة ثلاثمائة آية

تین سو آیتوں کے پڑھنے کا ثواب

(۷۰۱) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أحمد بن عبدالعزيز بن مروان، ثنا بكر ابن يونس بن بكير، عن موسى بن علي بن رباح، عن أبيه، عن يحيٰى ابن أبي كثير، عن جابر بن عبدالله رضي الله تعالىٰ عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قرأ ثلاثمائة آية قال الله عزوجل لملائكته: يا ملائكتي! نصب عبدي أشهدكم يا ملائكتي أني قد غفرت له.

اخرجه ابو يعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيره المهره» (٦/٣٣٨-٣٣٩)

(۷۰۱) ترجمہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص تین سو آیتیں پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: میرے فرشتو! میرے بندے نے (اس کو پڑھ کر) مشقت اٹھائی، اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں میں نے اس کی مغفرت کر دی۔''



باب قراءة عشر آيات

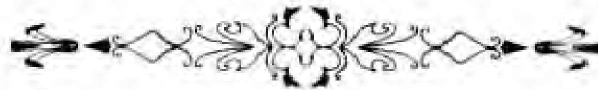
دس آیتیں پڑھنے کا ثواب

(٧٠٢) - حدثني محمد بن حفص البعلبكي، ثنا محمد بن إبراهيم الصوري، ثنا مؤمل بن إسماعيل، ثنا حماد بن سلمة، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ في ليلة عشر آيات لم يُكْتَبْ من الغافلين.

اخرجه سعيد بن منصور في «سننه» (٢٤/١٢٩/١) وابن خزيمه في «صحيحه» كما في الترغيب والترهيب (٢٩٣/٢) والدارمي في «سننه» (٣٤٤٢/٥٥٤/٢) والحاكم في «المستدرك» (٧٤٢/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٢١٩٢/٤٠٠/٢)

(۷۰۲) تَرْجَمَہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو دس آیتیں پڑھے گا وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے دس آیتوں کے پڑھنے کا عظیم ثواب معلوم ہوا۔



باب قراءة ألف آية

ایک ہزار آیتیں پڑھنے کا ثواب

(٧٠٣) - حدثنی أحمد بن داود الحرانی، ثنا حرملة بن یحیٰی، ثنا ابن وهب، أخبرنی عمرو بن الحارث، أن أبا الأسود حدثه أنه سمع ابن حجيرة يحدث عن عبدالله بن عمرو رضی الله تعالیٰ عنهما عن النبی ﷺ قال: (من قام بألف آية كُتِبَ من المُقَنْطِرِيْنَ).

اخرجه ابوداؤد (١٣٩٨/٥٧/٢) (١٩٧/١) وابن خزيمه فی «صحيحه» (١١٤٤/١٨١/٢) وابن حبان فی «صحيحه» (٢٥٧٢/٣١١-٣١٠/٦) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٢١٩٤/٤٠٠/٢) والمزی فی «تهذيب الكمال» (٣٧٢٢/٢١٤-٢١٣/١٩)

(٧٠٣) تَرجَمَہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہزار آیتیں پڑھے تو وہ مقنطرین میں لکھا جائے گا۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے ہزار آیتوں کے پڑھنے کا ثواب معلوم ہوا۔

(٧٠٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محرز بن عون، ثنا رشدين بن سعد، عن زبان بن فائد، عن سهل بن معاذ بن أنس، عن أبيه رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ قال:

من قرأ فی سبيل الله ألف آية كتب يوم القيامة مع النّبيين والصديقين والشهداء والصالحيين وحسن اولئك رفيقا، إن شاء الله تعالىٰ.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٤٣٧/٣) وابو يعلى فی «مسنده» (١٤٨٩/٦٣/٣) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٣٩٩/١٨٤/٢٠) والحاكم فی «المستدرك» (٢٤٤٣/٩٧/٢) والبيهقی فی «السنن الكبرى» (١٧٢/٩)

(٧٠٤) تَرجَمَہ: ”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہزار آیتیں پڑھے گا تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے چاہا تو نبیوں، صدیقوں اور شہداء اور صالحین اور یہی لوگ بہترین رفیق ہیں کے ساتھ لکھا جائے گا۔“



باب قراءة الآيتين من سورة البقرة في ليلة

رات کو سورۂ بقرہ کی دو آیتیں پڑھنے کی فضیلت

(۷۰۵) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، حدثنا شعبة، عن منصور و سليمان، عن إبراهيم، عن عبدالرحمن بن يزيد، قال: ذكر لي عن أبي مسعود حديث فسالته فذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم: من قرأ من آخر سورة البقرة في لية آيتين كفتاه.

أخرجه البخاري (٤/١٩١٤/٤٧٢٢) (١/٩٧) والمسلم (١/٥٥٥/٨٠٨) (١/٢٧٠) وابوداؤد (٢/٥٦/١٣٩٧) (١/١٩٨) وابن ماجه (١/٤٢٥/١٣٦٨) (١/٩٧) والترمذي (٥/١٥٩/٢٨٨١) (٢/١١٦)

(۷۰۵) ترجمہ: ”حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث ذکر کی گئی۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی کہ جو شخص سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے تو وہ اس کے لئے کافی ہو جائیں گی۔“

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان آیتوں کی فضیلت سنی تو فرمایا میں سمجھا کہ کوئی عقلمند ان آیتوں کو پڑھے بغیر نہیں سوئے گا۔ (اذکار، فتوحات ربانیہ ۳/۱۷۰)

کافی ہو جائے کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔

۱. تہجد میں قرآن پڑھنے کے بدلے کافی ہو جائیں گی۔
۲. مطلقاً قرآن خواہ نماز میں ہو یا نماز کے باہر کے لئے کافی ہو جائیں گی۔
۳. ان آیتوں میں ایمان واعمال کا مختصراً ذکر ہے تو اعتقاد کے بارے میں کافی ہو جائیں گی۔
۴. برائی کے مقابلے میں کافی ہو جائیں گی۔
۵. شیطان کے شر کے مقابلے میں کافی ہو جائیں گی۔
۶. انسانوں اور جنوں کے شر کے مقابلے میں کافی ہو جائیں گی۔
۷. اس کے پڑھنے سے جو ثواب ملتا ہے اس سے دوسرے عمل کے مقابلے کافی ہو جائیں گی کہ دوسرے عمل کی ضرورت نہ رہے گی۔ (فتح الباری ۹/۵۶)
۸. ہر مسلمان پر قرآن کا حق ہے کہ رات میں کچھ حصہ پڑھے تو یہ آیتیں اس حق کی ادائیگی کے بارے میں کافی ہو جائیں گی کہ قرآن اپنے حق کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ (فیض الباری ۴/۲۶۷)

باب ما يقول إذا فرغ من وتره

وتر کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٠٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا يحيٰى بن موسى البلخى، ثنا عبدالعزيز بن خالد، ثنا سعيد بن أبى عروبة، عن قتادة، عن عروة، عن سعيد ابن عبدالرحمن بن أبزى، عن أبيه، عن أبى بن كعب رضي الله تعالى عنه، قال: كان رسول الله ﷺ يقرأ فى الوتر بسبح اسم ربك الأعلى، وفى الركعة الثانية بقل يا أيها الكافرون، وفى الثالثة بقل هو الله أحد، ولا يسلم إلا فى آخرهن، ويقول بعد اللتسليم:

﴿سُبْحَانَ المَلِكِ الْقُدُّوْسِ﴾

ثلاثا.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٤٠٦/٣) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٤٤٦/١٧٢/١) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم٧٣١) والطبرانى فى «المعجم الأوسط» (٨١١٥/١٠٨/٨) والبيهقى فى «السنن الكبرى» (٤٦٣٩/٣٩/٣)

(۷۰۶) تَرجَمَہ: ''حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر (کی پہلی رکعت) میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ہواللہ احد پڑھتے تھے وتر کے آخر میں ہی (تین رکعتوں کے بعد) سلام پھیرتے تھے۔ سلام کے بعد تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے:''

﴿سُبْحَانَ المَلِكِ الْقُدُّوْسِ﴾

تَرجَمَہ: ''پاک (کائنات کے مقدس) بادشاہ (اللہ تعالیٰ ہر عیب سے) پاک ہیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر کی پہلی دوسری اور تیسری رکعت میں ان سورتوں کا پڑھنا سنت ہے۔ نیز وتر سے فارغ ہونے کے بعد مذکورہ بالا دعا بھی تین مرتبہ پڑھنا چاہئے۔

اگر وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم پڑھنا بھول جائے تو دوسری رکعت میں قل یاایہا الکافرون کے ساتھ پڑھ لے اور اگر دوسری رکعت میں قل یاایہا الکافرون پڑھنا بھول جائے تو تیسری رکعت میں قل ہواللہ کے ساتھ پڑھ لے۔ (کتاب الاذکار ۸۹/۱)

وتر کے آخر میں یہ دعا:

''اللهم انى اعوذ برضاك منى سخطك واعوذ بمعافاتك من عقوبتك واعوذبك منك لا احصى ثناءً عليك انت كما اثنيت على نفسك.''

باب ما يقول إذا أخذ مضجعه

جب سونے کے لئے بستر پر جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

نیند کے وقت تمام دن کے کاموں کا اختتام ہے یہ اختتام کن اعمال کے ذریعے ہونا چاہئے سوتے وقت کن الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری اور عنایت واحسان کا تذکرہ کرنا چاہئے، رات بھر ہر چیز سے حفاظت کے لئے کیا کرنا چاہئے، نیز رات کو نیند نہ آئے، وحشت وگھبراہٹ میں مبتلا ہونے کے وقت کون سی دعائیں پڑھنی چاہئیں، اچھے برے خواب آئیں تو کیا کرنا چاہئے۔ اس کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے پندرہ باب اور ان کے ذیل میں سرسٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٧٠٧) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا محمد بن أبي بكر المقدمي، ثنا أبو عوانة، عن عبدالملك بن عمير، عن ربعي بن حراش، عن حذيفة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كان رسول الله ﷺ إذا أخذ مضجعه من الليل وضع يده على خده، ثم قال:

﴿ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوْتُ وَأَحْيَا ﴾

و إذا استيقظ قال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ. ﴾

تقدم تخريجه (برقم ٨)

(٧٠٧) تَرجَمَۃ: ”حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ رات کو (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو (لیٹ کر) اپنا (دایاں) ہاتھ (دائیں) رخسار کے نیچے رکھتے پھر (یہ) دعا پڑھتے:

﴿ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوْتُ وَأَحْيَا ﴾

تَرجَمَۃ: ”اے اللہ! میں آپ ہی کے نام پر مروں گا اور (آپ ہی کے نام پر) جیتا ہوں۔“

پھر نیند سے بیدار ہوتے تو (یہ) دعا پڑھتے:“

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلَيْهِ النُّشُوْرُ. ﴾

تَرجَمَۃ: ”اُن اللہ تعالیٰ کا (بہت بہت) شکر جنہوں نے ہمیں مارنے (سلانے) کے بعد (دوبارہ) زندہ کیا (اٹھایا) ان ہی کی طرف مر کر جانا ہے۔“

فَائِدَۃ: مطلب یہ ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں آپ ہی کا نام لے کر زندہ ہوں اور جب میں مروں گا آپ ہی کے نام پر

مروں گا ایک معنی یہ ہیں کہ آپ ہی مجھے زندہ رکھتے ہیں اور آپ ہی مجھے ماریں گے۔

مارنے سے مراد سلانا اور اٹھنے سے مراد قیامت کے دن قبروں سے اٹھنا ہے۔

موت جو نیند کی طرح ہے اس سے اٹھنا قبروں سے اٹھنے کی طرح ہے رسول اللہ ﷺ نے اس اعتقاد پر متنبہ فرمایا ہے کہ نیند کی طرح موت کے بعد بھی اٹھنا ہے۔

حکمت دعا

سوتے وقت دعا کی حکمت یہ ہے کہ بندے کے اعمال کا خاتمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہو اور اٹھنے کے بعد سب سے پہلا عمل اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کا ہو اور اچھے کلمات ہوں۔ (شرح مسلم للنووی ۲/ ۳۴۸)

نوع آخر:

(۷۰۸) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو الوليد الطيالسي، ومحمد بن كثير، عن شعبة، ثنا أبو إسحاق، قال: سمعت البراء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ يقول: إن رسول الله ﷺ أمر رجلا إذا أخذ مضجعه دأن يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ إِلَيْكَ، وَالْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا منجا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ.﴾

فإن مامت، مات على الفطرة.

اخرجه احمد في «مسنده» (٤/٢٨٥) والبخاري (٥/٢٣٢٦/٥٩٥٤) (٢/٣٣٣) والمسلم (٤/٢٠٨٢/٢٧١٠) (٢/٣٤٨) وابوداؤد (٤/٣١١/٥٠٤٦) (٢/٣٣٢) والترمذي (٥/٥٦٧/٣٥٧٤) (٢/١٩٨)

ایک اور دعا:

(۷۰۸) تَرجَمَہ: ”حضرت براء بن عازب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) کو حکم فرمایا کہ جب وہ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئیں تو (یہ) دعا پڑھیں:

﴿اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ إِلَيْكَ، وَالْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا منجا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ.﴾

تَرجَمَہ: ”اے اللہ! میں نے اپنی جان آپ کے سپرد کر دی، میں نے اپنا چہرہ آپ کی طرف کر دیا اور میں

نے آپ کا سہارا لیا۔ آپ (کے عذاب) سے ڈرتے ہوئے اور آپ (کے ثواب) ہی کی چاہت میں رغبت کرتے ہوئے اپنا معاملہ آپ کے سپرد کر دیا۔ آپ کی ذات کے علاوہ کوئی پناہ اور نجات کی جگہ نہیں ہے۔ آپ نے جو کتاب اتاری ہے میں اس پر ایمان لایا ہوں اور آپ نے جو نبی بھیجا ہے میں اس پر بھی ایمان لایا ہوں۔''

اس کے بعد اگر وہ (پڑھنے والا) مر گیا تو اس کی موت فطرت (اسلام) پر ہوگی۔''

فَائِدَہ: فطرت پر ہوگی یعنی اسلام پر ہوگی۔ (تحفۃ الاحوذی ۱۰/۲۷)

اس حدیث میں تین اہم سنتیں بیان ہوئی ہیں۔

❶ سوتے وقت وضو کرنا۔

اس کی تفصیل حدیث نمبر ۷۳۳ پر آئے گی۔

❷ دائیں کروٹ پر سونا۔ رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سے کام شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے نیز یہ اٹھنے میں بھی معاون ہوتا ہے۔ (اس کی تفصیل آگے حدیث نمبر پر آئے گی)۔

❸ سوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا تا کہ یہ ذکر آدمی کا آخری عمل ہو۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۸)

نوع آخر:

(۷۰۹) - حدثني عبدالله بن أحمد بن سعيد الجصاص، ثنا محمد ابن خلف العصفراني، ثنا بشير بن حبيب السعدي. وكان لا بأس به ثنا حسين المعلم، عن عبدالله بن بريدة، عن عطاء عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن النبي ﷺ قال لعمه حمزة: إذا أويت إلى فراشك قل:

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، وَطَهِّرْ لِيْ قَلْبِيْ، وَطَيِّبْ كَسْبِيْ، وَاغْفِرْ ذَنْبِيْ.﴾

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور دعا:

(۷۰۹) **تَرْجَمَہ:** ''حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا: جب آپ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئیں تو (یہ) دعا پڑھیں:''

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، وَطَهِّرْ لِيْ قَلْبِيْ، وَطَيِّبْ كَسْبِيْ، وَاغْفِرْ ذَنْبِيْ.﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ! میں نے آپ کے نام سے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا (اور لیٹا ہوں) آپ میرے دل کو

پاک کر دیجئے، میری کمائی کو پاکیزہ بنا دیجئے اور میری مغفرت کر دیجئے۔''

نوع آخر:

(۷۱۰) - أخبرنی أحمد بن عبداللّٰه بن القاسم الحرانی، حدثنا سعید ابن حفص النفیلی، ثنا زهیر بن معاویة، حدثنی عبداللّٰه بن عمر، عن سعید ابن أبی سعید المقبری، عن أبیه، عن أبی هریرة رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ، قال: قال رسول اللّٰه ﷺ:

إذا أوی أحدکم إلی فراشه فلینفض فراشه بداخلة إزاره، فإنه لا یدری ما خلفه علیه، ثم یضطجع علی شقه الأیمن، ثم یقول:

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتَ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا، وَ إِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۲/۲۸۳) والبخاری (۵/۲۳۲۹/۵۹۶۱) (۲/۹۳۵) والمسلم (۴/۲۰۸۴/۲۷۱۴) (۲/۲۴۹) وابوداؤد (۴/۳۱۱/۵۰۵۰) (۲/۳۳۲) والنسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۷۹۱)

ایک اور دعا:

(۷۱۰) تَرْجَمَہ: ''حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں کوئی (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے تو بستر کو اپنے تہبند کے اندرونی کنارہ سے جھاڑ لے کیونکہ اسے معلوم نہیں ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں کیا چیز آگئی ہو (یعنی ممکن ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں بستر کے اندر کوئی زہریلا جانور چھپ گیا ہو) پھر دائیں کروٹ پر لیٹے اور (یہ) دعا پڑھے:

﴿بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتَ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا، وَ إِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ.﴾

تَرْجَمَہ: ''اے اللہ! میں نے آپ کا نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھا ہے اور آپ کے نام سے اس کو اٹھاؤں گا اگر آپ (سونے کی حالت میں) میری روح قبض کر لیں تو اس پر رحم فرما دیجئے اور اگر آپ اسے زندہ رکھیں تو اس کی اس طرح حفاظت کیجئے جس طرح آپ نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔''

فَائِدَہ: لنگی کے اندر کے حصہ سے بستر جھاڑنے کو اس لئے فرمایا تاکہ اوپر والا حصہ میلا نہ ہو۔ عرب میں عموماً چادر اور لنگی ہی لباس تھا اور زائد کپڑا ان کے پاس نہیں ہوتا تھا۔ (مرقاۃ ۵/۱۶۷)

اگر دوسرا زائد کپڑا ہو تو اس سے بھی جھاڑ سکتے ہیں۔ (مظاہر حق ۲/۵۸۵)

عرب کے ہاں عموماً بستر دن رات بچھے ہوئے ہوتے تھے (جیسا کہ آج کل سونے کے پلنگ دن رات بچھے رہتے ہیں) اس لئے جھاڑنے کا حکم فرمایا کہ کوئی موذی چیز آدمی کونقصان نہ پہنچائے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۴۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بستر میں لیٹنے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا مستحب ہے۔ جھاڑتے وقت ہاتھ کپڑے کے اندر ہو تاکہ کوئی موذی چیز ہوتو ہاتھ کونقصان نہ پہنچائے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۹)

نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی گناہوں، اللہ تعالیٰ کی طاعت، وعبادت میں بندوں کوتوفیق دے کرسستی سے حفاظت فرماتے ہیں اسی طرح میری بھی حفاظت فرمایئے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۴۷)

نوع آخر:

(٧١١) - أخبرنا أبو القاسم بن منيع، حدثنا هدبة بن خالد، ثنا حماد ابن سلمة، عن ثابت، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أوى إلى فراشه قال:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ. ﴾

أخرجه مسلم (٢٠٨٥/٤/٢٧١٥) (٣٤٩/٢) وابوداؤد (٥٠٥٣/٣١٢/٤) (٣٣٢/٢) والترمذي (٣٣٩٦/٤٧٠/٥) (١٧٧/٢) والنسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٧٩٩) وابن حبان في «صحيحه» (٥٥٤٠/٣٥٠/١٢)

ایک اور دعا:

(۷۱۱) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر (سونے کے لئے) تشریف لاتے تو (یہ دعا) پڑھتے:''

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ. ﴾

ترجمہ: ''(بہت بہت) شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہماری ضرورتوں کی کفایت فرمائی اور ہمیں (رات بسر کرنے کا) ٹھکانا عطا فرمایا (اس لئے کہ) کتنے لوگ ایسے ہیں جن کی نہ کوئی ضرورتیں پوری کرنے والا ہے اور نہ کوئی ٹھکانا دینے والا ہے۔''

فائدہ: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت احسان فرمایا کہ ہمیں کھانے پینے کو دیا اور ہماری ضرورتوں کو پورا فرما کر ہمیں رات بسر کرنے (اور رہنے سہنے) کا ٹھکانا دیا ہے۔ کتنے لوگ ہیں ان کے پاس کھانے پینے پہننے رہنے سہنے کا کوئی انتظام نہیں ہے اور وہ ان نعمتوں سے محروم سرگرداں و پریشان ہیں۔ ہم ان نعمتوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔ (ملخص مرقاۃ ۵/۱۷۲)

نوع آخر:

(٧١٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، قال: قرأت على محمد بن سليمان لوين، (ح) وحدثنا ابن

صاعد، ثنا لوین، ثنا حماد بن سلمة، عن سهيل ابن أبنى صالح، عن أبيه، هريرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ أن رجلا من أصحاب النبى صلی اللہ علیہ وسلم لدغ فبلغ منه ماشاء الله، فبلغ ذلك النبى صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: أما إنه لو قال حين أمسى، أو قال حين يمسى:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

ثلاثا لم يضره.

اخرجه احمد فى «مسنده» (۳/۴۴۸) وابوداؤد (۳۸۹۸/۱۳/۴) (۱۸۸/۲) والنسائى فى «السنن الكبرى» (۱۰۴۲۱/۱۵۱/۶) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۵۸۵) وابن حبان فى «صحيحه» (۱۰۲۲/۲۹۹/۳)

ایک اور دعا:

(۷۱۲) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں ایک صحابی کو کسی (سانپ یا بچھو) نے ڈس لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ شام کو تین مرتبہ (یہ) دعا پڑھتے تو ان کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچاتی:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں۔''

فائدہ: ابن رسلان رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ادویہ الٰہیہ مرض کے علاوہ بھی فائدہ مند ہوتی ہیں اور مرض کو واقع ہونے سے بھی روکتی ہیں اگر اس کے بعد بھی مرض واقع ہو جائے تو نقصان دہ نہیں ہوتا ہے بخلاف ادویہ طبعیہ کے وہ صرف مرض کے بعد فائدہ مند ہوتی ہیں۔ (بذل ۶/۱۱)

جیسا کہ مذکورہ بالا دعا کسی جانور کے ڈسنے سے حفاظت کا سبب ہے تو اس کے بعد ڈس لے تو ڈسنا نقصان دہ نہیں ہے اور کسی کو ڈس لیا ہو تو یہ اس کا علاج بھی ہے۔

نوع آخر:

(۷۱۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنى أحمد بن سعيد، ثنا الأحوص ابن جواب، حدثنا عمار بن زريق عن أبى إسحاق، عن الحارث وأبى مسيرة، عن على رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أن كان يقول عند مضجعه:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَ بِكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا

یُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدِّ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ. ﴾

اخرجه ابن ابی شيبه فی «المصنف» (٦/٤٠/٢٩٣١٧) وابوداؤد (٤/٣١٢/٥٠٥٢) (٢/٣٣٢) والنسائی فی «السنن الكبرى» (٤/٤١٢/٧٧٣٢) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ١٦٧) والطبراني في «الدعا» (رقم ٤٩)

ایک اور دعا:

(۷۱۳) تَرجَمَہ: ''حضرت علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (جب سونے کے لئے) اپنے بستر پر تشریف لاتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَ بِكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدِّ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ. ﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! میں ہر چیز کے شر سے جو آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے آپ کی کریم ذات اور آپ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں (کہ آپ مجھے ان کے شر سے بچا لیجئے) اے اللہ! میں آپ سے قرض اور گناہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ! آپ کا لشکر کبھی شکست نہیں کھاتا اور آپ کا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہوتا ہے۔ کبھی کسی مالدار کو اس کا مال آپ کے قہر وغضب سے نہیں بچا سکتا آپ پاک ہیں اور حمد و ثنا (بھی) آپ ہی کے لئے ہے۔''

فَائِدَہ: کلمات تامہ جو ہر عیب سے پاک ہیں۔ (دلیل الفالحین ۴/۲۶۶)

کلمات تامہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتابیں یا اللہ تعالیٰ کے نام یا ان کے فیصلے جو مخلوق پر نافذ ہوتے ہیں۔

غرم جس کا ترجمہ قرض سے کیا گیا ہے اس سے مراد یا تو گناہ ہیں یا وہ قرضہ جو گناہ کے کام کے لئے لیا جائے جب کہ اس کی ادائیگی کی بھی قدرت نہ ہو ورنہ مطلقاً قرضہ سے پناہ نہیں مانگی جاتی ہے (کیونکہ وہ تو ضرورت کی وجہ سے ہوتا ہے)۔

(فتوحات ربانیہ ۲/۱۱۲، ۱۱۳)

وعدہ سے مراد وہ وعدہ جو ثواب کا کیا گیا ہو کیونکہ عذاب کا وعدہ خلاف کرنا تو کرم ہے اور ثواب کا وعدہ خلاف کرنا بخل ہے۔

(فتوحات ربانیہ ۲/۱۱۳)

نوع آخر:

(٧١٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا يونس بن عبدالأعلى، ثنا ابن وهب، أخبرني حيى بن عبدالله، عن أبي عبدالرحمن الحبلي، عن عبدالله بن عمرو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ، عن رسول الله

ﷺ أنه كان يقول إذا اضطجع للنوم:

﴿اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ فَاغْفِرْ ذَنْبِيْ.﴾

اخرجه ابن ابی شیبه فی «المصنف» (٢٦٥٣٣/٣٢٣/٥) واحمد فی «مسنده» (١٧٣/٢) والنسائی فی «السنن الکبری» (١٠٦٠٦/١٩٢/٦) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ٧٧٠) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ٢٥٨)

ایک اور دعا:

(٧١٤) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کے لئے لیٹتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ فَاغْفِرْ ذَنْبِيْ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میں آپ ہی کا نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں آپ میری مغفرت فرما دیجئے۔“

نوع آخر:

(٧١٥) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا إسحاق بن إبراهيم، ثنا جرير، عن سهيل بن أبي صالح، قال: كان أبو صالح يأمرنا إذا أراد أحدنا أن ينام أن يضطجع على شقه الأيمن ثم يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شيء، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، إِقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَأَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ.﴾

وكان يروى ذلك عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٣٨١/٢) والمسلم (٢٧١٣/٢٠٨٤/٤) (٣٤٨/٢) وابوداؤد (٥٠٥١/٣١٢/٤) (٣٣٢/٢) وابن ماجه (٣٨٧٣/١٢٧٤/٢) (ص٢٧٦) والترمذی (٣٤٨١/٥١٨/٥) (١٧٧/٢)

ایک اور دعا:

(٧١٥) ترجمہ: ”حضرت سہیل بن ابوصالح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: حضرت ابوصالح ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم میں کوئی سونے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے دائیں کروٹ پر لیٹے پھر (یہ) دعا پڑھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنَزِّلُ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شيء، وَأَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، إِقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَأَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آسمانوں کے رب، زمین کے رب، عرش عظیم کے مالک اور ہمارے رب اور ہر چیز کے رب (زمین کی تہہ سے) دانہ اور گھٹلی کو پھاڑنے (اور اگانے) والے، تورات، قرآن اور انجیل کو نازل کرنے والے! (رب) میں ہر اس چیز کے شر سے جو آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ اے اللہ! آپ (ہی سب سے) پہلے ہیں آپ سے پہلے کچھ نہیں اور آپ (ہی سب سے) آخر میں ہیں اور آپ کے بعد کچھ نہیں آپ ہی (سب سے) ظاہر اور برتر ہیں اور آپ کے اوپر کچھ نہیں اور آپ ہی (سب کی تہ میں) چھپے ہوئے ہیں آپ کے علاوہ کچھ نہیں آپ میرا قرض ادا کر دیجئے اور مجھے مفلسی (محتاجگی و تنگدستی) سے غنی کر دیجئے۔ (نجات دیجئے)۔''

فائدہ: قرضہ سے مراد ہر قسم کے حقوق العباد ہیں۔

ظاہر کا معنی: ظاہر اللہ تعالیٰ کا نام ہے یا مظہور کے معنی میں ہے یعنی قہر و غلبہ اور اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت ہے یا دلائل قطعیہ مراد ہیں۔

باطن کا معنی وہ ذات جو مخلوق سے چھپی ہوئی ہو یا تمام چھپے ہوئے رازوں کا جاننے والا مراد ہے۔

(شرح مسلم للنووی، مزید تفصیل کے لئے دیکھیں فتوحات ربانیہ ۳/۱۵۰)

آخر سے مراد: اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے علم قدرت وغیرہ جو ازل سے ہے اسی طرح یہ سب کچھ اس وقت بھی باقی رہے گا جب کہ تمام مخلوق مر جائے گی اور اس کے علوم اس کی قدرت و حواس بھی باقی نہیں رہیں گے اور جب کہ ان کے اجسام بکھر جائیں گے۔ (شرح مسلم للنووی ۳/۱۵۰)

مفلسی سے غنی کر دیجئے یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مخلوق سے احتیاج نہ رہے یا دل کا غنا حاصل ہو جائے کہ لوگوں سے استغناء ہو جائے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۱۵۱)

نوع آخر:

(٧١٦) - أخبرني أبو عروبة، حدثني جميل بن الحسن، حدثنا أبو همام محمد بن

اللزبرقان، قال: ثنا ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، عن أبي زهير الأنماري، قال: كان (ح) وأخبرني أحمد بن عمير، ثنا محمد بن إبراهيم و محمد بن عبدالرحمن بن الأشعث ويزيد بن محمد بن عبدالصمد، قالوا: حدثنا أبو مسهر، قال: ثنا يحيى بن حمزة، حدثني ثور بن يزيد، عن خالد ابن معدان، عن أبي الأزهر الأنماري رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أخذ مضجعه قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَأَخْسِ شَيْطَانِيْ، وَفُكَّ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ، وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْأَعْلٰى. ﴾

اخرجه ابوداؤد (٥٠٥٤/٣١٣/٤) (٣٤١/٢) والطبراني في «المعجم الكبير» (٧٥٨/٢٩٨/٢٢) وفي «مسند الشاميين» (٤٣٥/٢٥٣/١) وفي «الدعا» (رقم ٢٦٤) والحاكم في «المستدرك» (٧٢٤/١)

ایک اور دعا:

(۷۱۶) ترجمہ: ''حضرت ابوالازہر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَأَخْسِ شَيْطَانِيْ، وَفُكَّ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ، وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْأَعْلٰى. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے گناہ کو معاف کر دیجئے، میرے شیطان کو (مجھ سے) دور کر دیجئے، میری گردن کو (ہر ذمہ داری سے) آزاد کر دیجئے، میرے اعمال کے ترازو کا پلہ بھاری کر دیجئے اور مجھے اعلیٰ طبقہ میں شامل کر دیجئے۔''

نوع آخر:

(٧١٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أحمد بن سليمان، ثنا أبو نعيم، عن زهير، عن أبي إسحاق، عن عاصم، عن علي قال: إذا أخذت مضجعك فقل:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﴾

وحين يدخل الميت في قبره.

وأخرجه النسائي في «عمل اليوم والليلة» (رقم ٧٦٩) بمتنه سواء واخرجه عبدالرزاق في «مصنفه» (٦٤٦٣/٤٩٧/٣) وابن ابي شيبه في «مصنفه» (٢٦٥٣٠/٣٢٣/٥) والطبراني في «الدعا» (رقم ١٢١١) والحاكم في «المستدرك» (٥٢٠/١) وليس عند هم «اذا اخذت مضجعك»

ایک اور دعا:

(۷۱۷) تَرجَمَہ: ''حضرت عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: جب تم (سونے کے لئے) بستر پر جاؤ تو (یہ دعا) پڑھو:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﴾

تَرجَمَہ: ''اللہ تعالیٰ کے (بابرکت) نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر (سوتا ہوں/قبر میں اس میت کو رکھتا ہوں)۔''

اور جس وقت میت کو قبر میں داخل کیا جائے اس وقت بھی یہی پڑھو۔''

فَائِدَہ: اس کی تفصیل میت کے بیان میں گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(۷۱۸) - أخبرنا أبو علی الحسين بن محمد، حدثنا سليمان بن يوسف، ثنا أبو الأشهب، ثنا يزيد الرقاشی، عن ادنس بن مالك رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أن رسول الله ﷺ أوصی رجلا إذا أخذ مضجعه أن يقرأ سورة الحشر، وقال: إن مت مت شهيدا، أو قال: من أهل الجنة.

اخرجه الحافظ ابن حجر فی «نتائج الافكار» كما فی «العجالة» (۲/۸۳۵)

ایک اور دعا:

(۷۱۸) تَرجَمَہ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو وصیت فرمائی کہ جب وہ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر جائیں تو سورۃ حشر پڑھا کریں اور (یہ بھی) فرمایا: اگر تم (اس رات) مر گئے تو شہید مرو گے یا فرمایا: جنتی مرو گے۔''

فَائِدَہ: صبح شام کی دعاؤں میں سورۃ حشر کی آخری آیات کی فضیلت گزر چکی ہے کہ جو صبح شام سورۃ حشر کی آخری آیات پڑھے گا تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے دعا رحمت کرتے ہیں اور اگر مر جائے تو شہید مرے گا تو جب تین آیات کے پڑھنے کا ثواب اتنا ہے تو پوری سورت کے پڑھنے کا ثواب یقیناً زیادہ ہوگا۔ (فتوحات الربانیہ ۳/۱۶۱)

نوع آخر:

(۷۱۹) - أخبرنی محمد بن جعفر بن رزين الحمصی، حدثنا إبراهيم ابن العلاء الزبيدی، ثنا إسماعيل بن عياش، ثنا ابن أبی حسين، عن شهر ابن حوشب، عن أبی أمامة الباهلی رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قال: سمعت النبی ﷺ يقول:

(من أوى إلى فراشه طاهرا، وذكرالله عزوجل حتى يدركه النعاس لم ينقلب ساعة من الليل يسأل الله عزوجل فيها خيرا من خير الدنيا والآخرة إلا أعطاه إياه).

وأخرجه أبوداود (٥٠٤٢/٣١٠/٤) (٣٣١/٢) وابن ماجه (٣٨٨١/١٢٧٧/٢) (ص٢٧٧) والترمذی (٣٥٢٦/٥٤٠/٥) (١٨٦/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم٨٠٨) والطبرانی فی «المعجم الكبير» (٧٥٦٨/١٢٥/٨)

ایک اور دعا:

(۷۱۹) تَرجَمَۃ: ''حضرت ابوامامہ باہلی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے: جو شخص (سونے کے لئے) باوضو اپنے بستر پر آئے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرے یہاں تک کہ (اسے اسی حال میں) اونگھ آجائے (اور وہ سو جائے) تو وہ رات کو کسی وقت بھی کروٹ لیتے وقت دنیا اور آخرت کی خیر میں سے کوئی خیر مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ خیر ضرور عطا فرماتے ہیں۔''

فَائِدَۃ: اس حدیث سے باوضو سونے کی فضیلت واہمیت معلوم ہوئی نیز اس طرح سونا اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ ہے اسی وجہ سے اس کی ہر کروٹ پر دعا قبول ہوتی ہے۔ (ملخص فتوحات ربانیہ۳/۱۶۶)

یا تو وہی چیز جو مانگی ہے مل جاتی ہے یا اس کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ (بذل ۶/۲۸۷)

باوضو سونے کی حکمت

باوضو ہونا انسان کی بہترین حالت ہے (شرعاً ونظافۃً) تاکہ انسان کا ذکر دعا کرنا اور سونا بہترین پاکی حالت پر ہو تاکہ جو وقت سونے میں لگے وہ آخرت کے اعتبار سے فائدے سے خالی نہ رہے کیوں کہ انسان کی زندگی کا اچھا خاصا وقت سونے میں گزرتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ۳/۱۳۱)

نوع آخر:

(٧٢٠) - أخبرني جعفر بن عيسى الحلواني، حدثنا عبيدالله بن جرير ابن جبلة، ثنا موسى بن إسماعيل، ثنا خلف بن المنذر أبو المنذر، ثنا بكر ابن عبدالله المزني، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ، قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من قال إذا أوى إلى فراشه:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَآوَانِيْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ فَأَفْضَلَ عَلَيَّ وَأَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ أَنْ تُنْجِيَنِيْ مِنَ النَّارِ.﴾

إلا حمد الله عزوجل بمحامد الخلق كلهم.

اخرجه الحاكم فی «المستدرك» (٧٣٠/١) والبيهقی فی «شعب الايمان» (٤٣٨٢/٩٣/٤) ومحمد بن عبدالرحمن

المقدسی فی «الاحادیث المختارہ» (١٥٧٥/٤٠٢/٤)

ایک اور دعا:

(۷۲۰) تَرجَمہَ: ''حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اپنے بستر پر (سونے کے لئے) آئے اور یہ دعا پڑھے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَ آوَانِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ أَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَأَفْضَلَ عَلَیَّ وَأَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ أَنْ تُنْجِيَنِیْ مِنَ النَّارِ. ﴾

تَرجَمہَ: ''اللہ تعالیٰ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جنھوں نے میری ضرورتوں کو پورا کیا اور مجھے (رات بسر کرنے کا) ٹھکانا دیا۔ (اللہ تعالیٰ کا (بہت بہت) شکر ہے کہ جنھوں نے مجھے کھلایا اور پلایا۔ تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنھوں نے احسان کئے اور خوب کئے۔ (اے اللہ!) میں آپ سے آپ کی عزت کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے جہنم سے بچا لیجئے۔''

نوع آخر:

(۷۲۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أبو عبدالله بن محمد ابن عبدالرحمن، ثنا غنر، عن شعبة، عن خالد الحذاء، قال: سمعت عبدالله بن الحارث يحدث عن عبدالله بن عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا أنه أمر رجلا إذا أخذ مضجعه قال:

﴿ اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِیْ وَاَنْتَ تَتَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَ إِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ. ﴾

فقال له: سمعت هذا من عمر؟ قال ممن هو خير من عمر، رسول الله ﷺ.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٧٩/٢) والمسلم (٢٧١٢/٢٠٨٣/٤) (٣٤٨/٢) والنسائی فی «السنن الكبرى» (١٠٦٣٢/١٩٩/٦) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم٧٩٦) وابن حبان فی «صحيحه» (٥٥٤١/٣٥١/١٢)

ایک اور دعا:

(۷۲۱) تَرجَمہَ: ''حضرت عبداللہ بن الحارث رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ جب وہ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے تو (یہ) دعا پڑھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ خَلَقْتَ نَفْسِیْ وَاَنْتَ تَتَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَ إِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ ہی نے مجھے پیدا فرمایا ہے اور آپ ہی مجھے موت دیں گے، آپ ہی کے لئے میرا مرنا اور جینا ہے، اگر آپ مجھے زندہ رکھیں تو (گناہوں اور جملہ شرور) سے میری حفاظت فرمائیں اور اگر آپ مجھے موت دیں تو میری مغفرت فرمائیں، اے اللہ! میں آپ (کے فضل و کرم کے واسطے) سے عافیت چاہتا ہوں۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آپ ہی نے مجھے پیدا کیا ہے اور عدم سے وجود عطا فرمایا ہے، آپ ہی مجھے زندگی اور موت دینے والے ہیں۔ اسی طرح میرے تمام امور آپ کی ملکیت میں ہیں اس لئے میں آپ ہی کے مزید فضل و کرم کا محتاج ہوں آپ ہی میری مغفرت فرمایئے میں آپ ہی سے ہر قسم کی عافیت کا طالب ہوں۔ (فتوحات ربانیہ بتصرف ۳/۱۶۲)

نوع آخر:

(۷۲۲) - حدثنی أحمد بن یحیٰی بن زهیر و جعفر بن ضمرة قالا: حدثنا عمر بن سهل، ثنا محمد بن إسماعیل، حدثنا مسعر، عن حبیب بن أبی ثابت، عن عبداللّٰه بن باباه، عن أبی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من قال حین یأوی إلی فراشه:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ﴾

غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوبُهُ أو خطایاه. شك مسعر، و إن كان مثل زبد البحر أو أكثر من زبد البحر.

اخرجه النسائی فی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۸۱۱) وابن حبان فی «صحیحه» (۱۲/۳۳۸/۵۵۲۸)

(۷۲۲) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بستر پر (سونے کے لئے) آئے (اور) اس وقت یہ دعا پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے ان ہی کا مالک ہے اور ان ہی کے لئے تمام حمد و ثنا ہے وہی ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں طاقت و قوۃ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ (ہر عیب اور برائی سے) پاک ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑے ہیں۔''

تو اس کے گناہ یا خطاؤں کو معاف کر دیا جاتا ہے (حدیث کے راوی) مسعر کو شک ہے کہ آگے یہ فرمایا کہ اگرچہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں یا یہ فرمایا کہ سمندر کے جھاگ سے زیادہ ہوں۔"

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جو شخص (سونے کے لئے) بستر پر آئے اور تین مرتبہ "استغفرالله الذى لا اله الا هو الحى القيوم واتوب اليك" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں یا ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں یا ریت کے ذروں کے برابر ہو یا دنیا کے دنوں کے برابر ہوں۔

(ترمذی عن عبداللہ ابن عمر کتاب الاذکار صفحہ ۹۳)

نوع آخر:

(٧٢٣) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عمر بن زيد، عن عبدالصمد بن عبدالوارث، حدثني أبي عن حسين المعلم، ثنا ابن بريدة، ثنا ابن عمر رضي الله تعالى عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أخذ مضجعه قال:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَآوَانِیْ، وَأَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ، وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَأَفْضَلَ، وَالَّذِیْ أَعْطَانِیْ وَأَجْزَلَ، اَللّٰهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی كُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْكَ كُلِّ شَیْءٍ (وَلَكَ كُلُّ شَیْءٍ)، أَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ.﴾

اخرجه احمد في «مسنده» (١١٧/٢) وابوداؤد (٣١٣/٤-٣١٤/٥٠٥٨) (٣٣٣/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (٤٠٢/٤/٧٦٩٤) وابويعلي في «مسنده» (١٣١/١٠/٥٧٥٨) وابن حبان في «صحيحه» (٣٤٩/١٢/٥٥٣٨)

ایک اور دعا:

(۷۲۳) **ترجمہ:** "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَآوَانِیْ، وَأَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ، وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَأَفْضَلَ، وَالَّذِیْ أَعْطَانِیْ وَأَجْزَلَ، اَللّٰهُمَّ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰی كُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْكَ كُلِّ شَیْءٍ (وَلَكَ كُلُّ شَیْءٍ)، أَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ.﴾

ترجمہ: "تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جنہوں نے میری ضرورتوں کو پورا کیا اور مجھے (رات بسر کرنے کا) ٹھکانا دیا، مجھے کھلایا اور پلایا جنہوں نے مجھ پر احسان کیا اور خوب کیا، جنہوں نے مجھے نعمتیں دیں اور بہت دیں۔ اے اللہ! ہر حال میں آپ ہی کا شکر ہے۔ اے اللہ! ہر چیز کے پرورش کرنے والے، ہر چیز کے مالک! آپ

ہی کے لئے تمام تعریف ہے۔ میں آپ سے دوزخ کی پناہ مانگتا ہوں۔''

فَائِدَۃ: سونے کے بعد اٹھنا کوئی یقینی چیز نہیں ہے تو ایسے نازک موقع پر اللہ تعالیٰ کے احسان جو بندہ پر ہیں یاددلا کر ایک اور احسان مغفرت کا سوال ہے کہ آپ نے جہاں اپنے فضل وکرم سے کھلایا پلایا ٹھکانا دیا اور ان نعمتوں سے بہرہ ور کیا ایک اور نعمت فرما دیجئے کہ میری مغفرت فرما دیجئے۔

نوع آخر:

(۷۲٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا عبدالله بن محمد بن تتميم، ثنا حجاج بن محمد، حدثني شعبة، أخبرني يعلى بن عطاء، قال: سمعت عمرو بن عاصم، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن ادبا بكر رضي الله تعالى عنه قال للنبي ﷺ: أخبرني بشيء أقوله إذا أصحبت و إذا أمسيت، قال: قل:

﴿اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرْكِهِ.﴾

قلها إذا أصبحت و إذا أمسيت، و إذا أخذت مضجعك.

اخرجه احمد في «مسنده» (۲/۲۹۷-۲۹۸) وابوداؤد (٤/۳۱٦/۵۰٦۷) (۲/٤۳۵) والترمذی (۵/٤٦۷/۳۳۹۲) (۲/۱۷۲) والنسائي في «السنن الكبرى» (٤/٤۰۸/۷۷۱۵) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ۵٦۷)

ایک اور دعا:

(۷۲۴) تَرْجَمَۃ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مجھے آپ کوئی ایسی چیز (دعا) بتایئے جسے میں صبح وشام پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ کلمات پڑھو):

﴿اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرْكِهِ.﴾

تَرْجَمَۃ: ''اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے رب اور ہر چیز کے مالک ہیں (اس بات کی) گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور اس کے (فریب کے) جال سے آپ کی پناہ لیتا ہوں (کہ مجھے بچا لیجئے)۔''

(۷۲۵) - حدثنا إسماعيل بن داود المصري، ثنا عبدة بن عبدالرحيم، حدثنا النضر بن

شميل، ثنا شعبة، عن يعلى بن عطاء، عن عمرو بن عاصم، قال: سمعت أبا هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قال أبو بكر الصديق رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: يا رسول الله! أخبرني بشيء أقوله إذا أصبحت و إذا أمسيت، قال: قل:

﴿ اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ. ﴾

قال النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قله إذا أصبحت و إذا أمستتى، و إذا أخذت مضجعك.

مضى تخريجه (برقم ٧٢٤)

(۷۲۵) تَرجَمَہ: ''حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے (رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے) عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی دعا بتائیے جس کو میں صبح شام پڑھ لیا کروں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا (یہ کلمات) پڑھو:

﴿ اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ. ﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! چھپی ہوئی اور ظاہری چیزوں کے جاننے والے (اور اے) آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے (اے) ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور اس کے (فریبی) جال سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔''

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم صبح شام اور جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آؤ تو ان کلمات کو پڑھ لیا کرو۔''

فَائِدَہ: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے ذکر کرنے کے بعد اپنے نفس و شیطان اور شیطان کے مکر و فریب سے پناہ مانگی گئی ہے۔

(٧٢٦) - حدثني أبو علي، ثنا أبوداود، ثنا سعيد بن عامر، ثنا شعبة، عن يعلى بن عطاء، عمرو بن عاصم، عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قال أبوبكر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: يا رسول الله! علمني شيئا أقوله إذا اصبحت و إذا أمسيت، قال: قل:

﴿ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ. ﴾
قال: قله إذا أصبحت و إذا أمسيت، و إذا أخذت مضجعك.
مضى تخريجه (برقم ٧٢٤)

(۷۲۶) تَرجَمَہ: ''حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کچھ (کلمات) سکھایئے جس کو میں صبح شام پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (یہ کلمات) پڑھو:

﴿ اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ. ﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے ہر چیز کے رب اور ہر چیز کے مالک! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں شیطان کے شر اور اس کے (فریبی) جال سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو صبح شام اور جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آؤ تو کہہ لیا کرو۔''

(٧٢٧) - أخبرني أبو علي ابن حبيب، حدثنا ابن أبي مسيرة، ثنا عمرو بن حكام، ثنا شعبة عن يعلى بن عطاء، عن عمرو بن عاصم، عن أبي هريرة، عن أبي بكر الصديق رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أن النبي ﷺ دعا بدعوات، فقال: قل إذا أصبحت و إذا أمسيت و إذا اخذت مضجعك:

﴿ اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْت، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرْكِهِ. ﴾
مضى تخريجه (برقم ٧٢٤)

(۷۲۷) تَرجَمَہ: ''حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعائیں فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم صبح شام اور جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آؤ تو یہ دعا پڑھا کرو:

﴿ اَللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْت، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرْكِهِ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! چھپی ہوئی اور ظاہری چیزوں کے جاننے والے! (اور اے) آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے! (اے) ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں اپنے نفس کے شر، شیطان کے شر اور اس کے (فریبی) جال سے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔''

نوع آخر:

(۷۲۸) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد ابن سلمة، عن عاصم بن بهدلة، عن سواء، عن حفصة زوج النبى صلى الله عليه وسلم، و رضى الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا أوى إلى فراشه اضطجع على يمينه وقال:

﴿ رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ. ﴾

ثلاث مرت.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٨٧/٦) وابوداؤد (٣١٠/٤/٥٠٤٥) (٣٣٢/٢) والترمذى (٤٧١/٥/٣٣٩٨) (١٧٧/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٧٥٥)

ایک اور دعا:

(۷۲۸) ترجمہ: ''حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ محترمہ ہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو دائیں کروٹ پر لیٹتے اور یہ دعا پڑھتے:

﴿ رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ. ﴾

ترجمہ: ''اے میرے رب! جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائیں گے (یعنی قیامت کے دن) مجھے اپنے عذاب سے بچائیے۔''

(۷۲۹) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا أبو خيثمة، (ح) وأخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا عبدالرحمن بن محمد بن سلام، قالا: ثنا يزيد بن هارون، حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم بن أبيء النجود، عن سواء الخزاعى، عن حفصة بنت عمر رضى الله تعالى عنهما قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أوى إلى فراشته وضعه يده اليمنى تحت خده وقال:

﴿ رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ. ﴾

ثلاث مرات.

مضى تخريجه (برقم ٧٢٨)

(۷۲۹) تَرجَمَہ: ”حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ (سونے کے لئے) اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے (دائیں) رخسار (مبارک) کے نیچے رکھتے اور (یہ) دعا تین مرتبہ پڑھتے:

﴿ رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ. ﴾

تَرجَمَہ: ”اے میرے رب! جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ فرمائیں گے (یعنی قیامت کے دن) مجھے اپنے عذاب سے بچائیے۔“

فَائِدَہ: نیند موت کی طرح ہے اور جاگنا مرنے کے بعد اٹھنے کی طرح ہے تو آپ ﷺ نے وہ دعا تعلیم فرمائی جس سے مرنے اور اس کے بعد اٹھائے جانے کی حالت یاد رہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۹/۳۴۲)

اور جس کو موت کی حالت یاد ہو اس کی زندگی موت کی تیاری میں گزرے گی تو یہ دعا اس عظیم فائدے پر مشتمل ہے۔

(٧٣٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا أبو القاسم بن زكريا، حدثنا حسين، عن زياد، عن عاصم، عن المسيب، عن سواء، عن حفصة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله ﷺ إذا أخذ مضجعه جعل كفه اليمنى تحت خده الأيمن.

مضى تخريجه (برقم ٧٢٨)

(۷۳۰) تَرجَمَہ: ”حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لاتے تو (دائیں کروٹ پر لیٹ کر) اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔“

(٧٣١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا أحمد بن حرب، عن القاسم ابن يزيد، ثنا سفيان، عن عاصم، عن المسيب، عنس واء الخزاعي، عن حفصة رضي الله تعالى عنها قالت:

كان رسول الله ﷺ إذا أخذ مضجعه وضع كفه اليمنى تحت خده الأيمن.

مضى تخريجه (برقم ٧٢٨)

(۷۳۱) تَرجَمَہ: ”حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو (سوتے وقت) اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے۔“

(٧٣٢) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن المثنى، ثنا عبدالصمد ابن عبدالوارث، ثنا أبان، ثنا عاصم، عن معبد بن خالد، عن سواء، عن حفصة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله

ﷺ كان إذا أراد أن يرقد وضع يده اليمنى تحت خدهد الأيمن وقال:

﴿اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ﴾

ثلاث مرات.

مضى تخريجه (برقم ۷۲۸)

(۷۳۲) ترجمہ: "حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے لگتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور (یہ) دعا تین مرتبہ پڑھتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ﴾

ترجمہ: "اے اللہ جس دن آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کریں گے مجھے اپنے عذاب سے بچائیے۔"

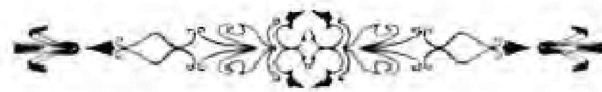
فائدہ: ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سوتے وقت دائیں کروٹ پر لیٹ کر دائیں رخسار کے نیچے ہتھیلی رکھ کر مذکورہ بالا دعائیں پڑھی جائیں۔ دعاؤں کی وضاحت حدیث نمبر ۲۹ پر گزر چکی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہر اچھا کام دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے اس لئے سوتے وقت بھی دائیں کروٹ کو اختیار فرمایا۔ نیز علماء نے اس کے چند فوائد لکھے ہیں۔

دل دائیں طرف لٹک جاتا ہے جس کی وجہ سے نیند زیادہ گہری غفلت کی نہیں ہوتی ہے۔ جاگنا آسان ہوتا ہے۔ اطباء نے لکھا ہے کہ بدن کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ (فتح الباری ۱۱/ ۱۱۰، مرقاۃ ۵/ ۱۶۸)

سونے کا بہترین طریقہ

نیند کی ابتداء دائیں جانب سے کی جائے پھر بائیں جانب پھر دائیں جانب لیٹا جائے۔ دائیں طرف لیٹنا کھانے کے نیچے اترنے کا سبب ہے اور بائیں طرف لیٹنا ہضم کا سبب ہے۔ (فتح الباری ۱۱/ ۱۱۰، کذا فی المرقاۃ ۵/ ۱۶۸)



باب فضل من بات طاهرا

باوضو سونے کی فضیلت

(۷۳۳) - أخبرنا الباغندی، حدثنا سليمان بن سلمة الجنائزی، ثنا يونس بن عطاء بن عثمان بن سعيد بن زياد بن الحارث الصدائی، ثنا سلمة الليثی وشريك بن أبی نمر، قالا: ثنا أنس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم:

من بات علی طهارة ثم مات من ليلته مات شهيدا.

ذكره السيوطی فی «الجامع الصغير»

(۷۳۳) ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص باوضو سوئے پھر اس کا اس رات انتقال ہو جائے تو شہید ہونے کی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔''

فائدہ: اس حدیث میں سوتے وقت وضو کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ باوضو سونے کی فضیلت میں ایک حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص باوضو سوتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ رات بھر اس کے اٹھنے تک دعا کرتا رہتا ہے اے اللہ! اپنے فلاں بندے کو بخش دیجئے۔ (طبرانی من حدیث ابن عباس فتح الباری ۱۱/۱۰۹)

ایک روایت میں ہے کہ جو اپنے بستر پر باوضو آئے اور ذکر کرتے ہوئے سو جائے تو اس کا بستر مسجد ہے اور وہ جاگنے تک نماز وذکر میں ہے۔ (فتح الباری ۱۱/۱۰۹)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ باوضو سویا کرو کیونکہ روحیں اسی حالت میں اٹھائی جاتی ہیں جس حالت میں قبض کی جاتی ہیں۔ (فتح الباری ۱۱/۱۱۰)

فوائد:

1. اگر موت آئے گی تو وضو کی حالت میں آئے گی۔
2. خواب اچھا آئے گا۔
3. شیطان نہیں کھیل سکے گا۔ (فتح الباری ۱۱/۱۱۰، شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۸)

اگر وضو کی ضرورت ہو تو وضو کرے اور اگر غسل کی ضرورت ہو تو غسل کرے ورنہ کم از کم وضو کرے۔ (فتوحات ربانیہ ۳/۱۶۶)

اگر پہلے سے وضو ہو تو (خاص سونے کے لئے) دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۳۴۸)

نوع آخر إذا أوى إلى فراشه:

(٧٣٤) - أخبرنا علي بن محمد بن عامر، ثنا يوسف بن عبدالله، ثنا عثمان بن الهيثم، حدثني هشام بن زياد أبو المقدام، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله ﷺ إذا أوى إلى فراشه قال:

﴿اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ، وَبَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ، مِنِّيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى عَدُوِّيْ وَأَرِنِيْ مِنْهُ ثَأرِيْ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَمِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ.﴾

اخرجه ابو نعيم الاصبهاني في «الحلية» (١٨١/٢-١٨٢) والبيهقي في «شعب الايمان» (٤٧٠١/١٧٠/٤) وابن حجر في «نتائج الاذكار» (٧٦/٣)

ایک اور دعا:

(۷۳۴) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

﴿اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ، وَبَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ، مِنِّيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى عَدُوِّيْ وَأَرِنِيْ مِنْهُ ثَأرِيْ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَمِنَ الْجُوْعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّجِيْعُ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ میرے کانوں اور آنکھوں سے (صحیح) فائدہ پہنچایئے، اور ان دونوں کو میرا وارث بنا دیجئے، میرے دشمن پر میری مدد فرمایئے، میرا بدلہ (اس سے لے کر) مجھے دکھا دیجئے۔ اے اللہ! قرض کے غلبہ اور بھوک سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں کیونکہ یہ بہت برا ساتھی ہے۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ میرے کانوں اور آنکھوں کو جس مقصد طاعت کے لئے پیدا کیا گیا ہے یہ انہی میں استعمال ہوں تاکہ کارآمد اور مفید ہوں جیسے قرآن سننا وغیرہ اور دشمن جس سے جو اللہ تعالیٰ کے لئے دشمنی ہے، یا عام دشمن پر مجھے قہر وغلبہ عطا فرمایئے۔

نیز بھوک کو برا ساتھی کہا، اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو جس آزمائش میں ڈالا جاتا ہے بھوک بدترین آزمائش ہے۔ کیوں کہ اس سے عبادت وطاعت وغیرہ میں بہت خلل واقع ہوتا ہے۔ (فتوحات ربانیہ ۱۶۷/۳)

ان دونوں کو میرا وارث بنا دیجئے علماء نے لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ کہ ان دونوں کو میری موت تک صحیح سالم رکھئے۔

(فتوحات ۱۶۸/۳)

نوع آخر:

(۷۳۵) - أخبرني محمد بن أحمد بن الحسين، بن سلام، ثنا أبو سهل ابن داود بن أسد، ثنا مجاشع بن عمرو بن حسان بن كعب الأسدي، ثنا سليمان بن محمد النخعي، ثنا عبدالله بن الحسن والحسن بن الحسن عن فاطمة بنت الحسين، عن فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت: علمني رسول الله صلى الله عليه وسلم كلمات: وقال: إذا أخذت مضجعك فقولي:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَافِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْأَعْلٰى حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى، مَا شَاءَ اللّٰهُ قَضٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا، لَيْسَ مِنَ اللّٰهِ مَلْجَأٌ وَّلَا وَرَاءَ اللّٰهِ مُلْتَجَا، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ، مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا. ﴾

ثم قال النبي صلى الله عليه وسلم: ما من مسلم يقولها عند منامه ثم ينام وسط الشياطين والهوام فتضره.

اخرجه الديلمي في «مسند الفردوس» (٥/٤٣٥-٤٣٦)

ایک اور دعا:

(۷۳۵) ترجمہ: ''حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمات سکھائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فاطمہ!) جب تم (سونے کے لئے) اپنے بستر پر جاؤ تو (یہ کلمات) پڑھ لیا کرو:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَافِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْأَعْلٰى حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى، مَا شَاءَ اللّٰهُ قَضٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا، لَيْسَ مِنَ اللّٰهِ مَلْجَأٌ وَّلَا وَرَاءَ اللّٰهِ مُلْتَجَا، تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ، مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا. ﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام تر تعریف ہے وہ اللہ کافی ہیں، اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر پاک ہیں، اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی ہیں اور وہ بہت کفایت کرنے والے ہیں، جو فیصلہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ فرمایا،

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ٹھکانہ ہے، میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے جو میرے بھی رب ہیں اور تمہارے بھی رب ہیں۔ جو بھی زمین پر چلنے والا ہے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے، بلاشبہ میرے رب سیدھے راستے پر ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جنہوں نے (اپنے لئے) کوئی اولاد نہیں بنائی اور ان کی بادشاہت میں ان کا کوئی شریک نہیں ہے اور نہ عاجزی کی وجہ ان کا کوئی ولی ہے اللہ تعالیٰ کی خوب بڑائی بیان کیجئے۔''

نوع آخر:

(٧٣٦) - أخبرنا محمد بن محمد، حدثنا محمد بن الصباح، ثنا جرير، عن السرى بن إسماعيل، عن الشعبى، عن مسروق، عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت:

ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ صحبته ينام حتى فارق الدنيا حتى يتعوذ من الجبن، والكسل، والسامة، والبخل، وسوء الكبر، وسوء المنظر فى الأهل والمال، وعذاب القبر، ومن الشيطان وشركه.

لم اجده عند غير «المصنف»

ایک اور دعا:

(۷۳۶) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا شروع کیا اس وقت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے چلے جانے تک (میں نے دیکھا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک بزدلی، سستی، زہر کی وجہ سے موت آنے، بخل، برے بڑھاپے، اپنے مال واہل میں بری بات کو دیکھنے، عذاب قبر، شیطان کے شر اور اس کے مکر وفریب کے جال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ لیتے تو سوتے نہیں تھے۔''

فائدہ: یہ تمام صفات مذمومہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اس لئے آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ان سے پناہ مانگی ہے۔ ان چیزوں سے آپ علیہ السلام مبرا ومنزہ ہیں لیکن امت کو بتانے اور سکھانے کے لئے آپ علیہ السلام یہ دعائیں مانگی ہیں۔ (کما قال المہلب فتوحات ربانیہ ۳/۱۳۵)

باقی معانی مختلف احادیث میں گزر چکے ہیں۔

نوع آخر:

(٧٣٧) - أخبرنى ابن غيلان، حدثنا أبو هشام الرفاعى، ثنا ابن فضيل، عن عطاء بن السائب، عن أبيه قال: كنت عند عمار، فقال: لرجل: ألا اعلمك كلمات كان يرفعهن إلى

النبی صلی اللہ علیہ وسلم، إذا أخذت مضجعك من الليل فقل:

﴿اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ وَنَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ، اَللّٰهُمَّ نَفْسِيْ خَلَقْتَهَا لَكَ مَحْيَاهَا وَمَمَاتُهَا، إِنْ قَبَضْتَهَا فَارْحَمْهَا، وَ إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِحَفْظِ الإِيْمَانِ.﴾

اخرجه عبدالرحمن الضبي في «كتاب الدعا» (۲۵۹/۱) وابن ابي شيبه في «المصنف» (۲۹۳۰۰/۳۸/٦) وابويعلى في «مسنده» (۱٦۲۵/۱۹٦/۳) واخرجه ابن حبان في «صحيحه» (۵۵٤۱/۳۵۱/۱۲) والديلمي في «مسند الفردوس» (۱۷۹۲/٤٤۰/۱) كلا باختلاف.

ایک اور دعا:

(۷۳۷) ترجمہ: ''حضرت سائب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا۔ انہوں نے ایک آدمی سے فرمایا: کیا میں تمہیں چند کلمات نہ سکھاؤں؟ یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ جب تم رات کو اپنے بستر پر (سونے کے لئے) جاؤ تو یہ کلمات پڑھو:

﴿اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الْمُنَزَّلِ وَنَبِيِّكَ الْمُرْسَلِ، اَللّٰهُمَّ نَفْسِيْ خَلَقْتَهَا لَكَ مَحْيَاهَا وَمَمَاتُهَا، إِنْ قَبَضْتَهَا فَارْحَمْهَا، وَ إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِحَفْظِ الإِيْمَانِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے اپنی جان آپ کے سپرد کر دی، اپنا چہرہ آپ کی طرف کر دیا۔ اپنے معاملہ کو آپ کے حوالے کر دیا، میں نے آپ کا سہارا لیا اور میں آپ کی اتاری ہوئی کتاب اور آپ کے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا ہوں، اے اللہ! آپ ہی نے (میری) جان کو پیدا کیا ہے، اس کی موت، وزندگی آپ ہی کے ہاتھ میں ہے، اگر آپ اس کو روک لیں (اور موت دیں) تو اس پر رحم فرمایئے اور اگر آپ اسے زندہ رکھیں تو ایمان کی حفاظت کے ساتھ اس کی حفاظت فرمایئے۔''

فائدہ: اسلام پر زندگی اور ایمان پر موت یہی ساری تعلیمات انبیاء کا خلاصہ ہے۔ زندگی بھر ساری تگ و دو و محنت اسی کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی دعا منقول ہے۔ اسی لئے جنازہ کی دعا میں ہے کہ اے اللہ آپ جس کو زندہ رکھیں اسے اسلام پر اور جس کو موت دیں اس کے ایمان پر موت دیں۔ کیونکہ اعتبار حسن خاتمہ کا ہے اور اسلام اور ایمان کی حفاظت اس کا ذریعہ ہے

اسی لئے آپ علیہ السلام امت کی تعلیم کے لئے یہ دعا سکھائی۔ (بندہ)

نوع آخر:

(۷۳۸) - أخبرنا أبو بكر بن أبي داود، حدثنا أحمد بن صالح، وجعفر ابن مسافر، قالا: ثنا ابن أبي فديك، أخبرني عبدالرحمن بن عبدالمجيد وقال جعفر: عبدالحميد. عن هشام بن الغاز بن ربيعة، عن مكول الدمشقي، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال حين يصبح أ يمسي:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمْلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ.﴾

اعتق الله ربعه من النار، ومن قالها مرتين أعتق الله نصصه من النار، ومن قالها ثلاثا أعتق الله ثلاثة أرباعه من النار، ومن قالها أربعا أعتقه الله عزوجل من النار.

مضى تخريجه (برقم ٧٠)

ایک اور دعا:

(۷۳۸) تَرجَمَہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح شام (یہ) دعا پڑھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَصْبَحْتُ أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ حَمْلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتِكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ.﴾

تَرجَمَہ: "اے اللہ! میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں آپ کو، آپ کے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو، آپ کے فرشتوں کو اور آپ کی ساری مخلوق کو اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں آپ اکیلے ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس بات پر (بھی) کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے بندے اور رسول ہیں۔"

تو اللہ تعالیٰ اس کے چوتھائی حصے کو جہنم کی آگ سے آزاد کر دیتے ہیں، جو دو مرتبہ پڑھے اس کے آدھے حصے کو جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں، جو تین مرتبہ پڑھے اس کے تین حصے جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں اور جو چار مرتبہ پڑھتا ہے تو اس کا پورا جہنم کی آگ سے آزاد فرما دیتے ہیں۔"

فَائِدَة: اس کا فائدہ حدیث ۷۰۷ پر گزر چکا ہے۔

نوع آخر:

(٧٣٩) - أخبرنا أبو عروبة، حدثنا إسحاق بن زيد الخطابي، ثنا عبدالله ابن جعفر، ثنا عبدالله بن عمرو، عن زيد بن أبي انيسة، عن الحكم، عن عبدالرحمن بن أبي ليلى، عن علي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: قدم على النبي ﷺ بسبي، فأمرت فاطمة أن تأتي النبي ﷺ تستخدمه، قال: وكانت فاطمة تطحن وتعجن بيدها حتى تنفطت، فانطلقت فاطمة، وكان يوم عائشة، فلم تجد النبي ﷺ فرجعت ثلاث مرات، قال: ولم يرجع حتى صل العشاء، فقالت عائشة: يا نبي الله! قد جاءت فاطمة اليوم إليك مرارا تطلبك، كل ذلك لا تجدك. وقال في ليلة باردة. فقال النبي ﷺ: ما جاء بها اليوم إلا حاجة، فخرج حتى قام على الباب، قال علي: وقد أخذت أنا وفاطمة مضاجعنا، فلما استأذن تحركت لا أقوم، فقال النبي ﷺ: كما أنتما على مضاجعكما، فدخل النبي ﷺ فجلس عند رؤسهما وأدخل قدميه بينهما من البرد، قال علي: حتى وجدت برده قدميه على صدري، فقال: ما جاء بك اليوم يا فاطمة: قالت: طحنت اليوم يا رسول الله حتى شق علي وتنفطتت يداي، فاتيتك تخدمني، فقال النبي ﷺ: ألا أدلكما على ما هو خير من ذلك؟ فقال: قلت: بلى، قال: إذا أخذتما مضجعكما، فكبرا الله أربعا وثلاثين، وسبحاه ثلاثا وثلاثين واحمداه، ثلاثا وثلاثين، فهو أفضل من ذلك، قال علي: ما تركتها منذ سمعتها من رسول الله ﷺ، قال ابن الكواء: ولا ليلة صفين؟ قال: ويلك ما أكثر ما تعنفني، ولا ليلة صفين ذكرتها من آخر السحر.

ياتي تخريجه في الحديث الاتي.

(۷۳۹) تَرجَمَۃ: ”حضرت علی رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ قیدی غلام آئے۔ میں نے (حضرت) فاطمہ (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا) سے کہا: وہ رسول اللہ ﷺ سے جا کر کچھ غلام خدمت کے لئے لے آئیں۔ (حضرت) فاطمہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا (کا یہ حال تھا کہ) وہ خود اپنے ہاتھ سے چکی پیستی اور آٹا گوندھتی تھیں جس کی وجہ سے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے تھے۔

حضرت فاطمہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں اس دن حضرت عائشہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا کی

باری تھی۔ رسول اللہ ﷺ ان کو وہاں نہ ملے (حتی کہ وہ تین مرتبہ گئیں اور) واپس آئیں۔

رسول اللہ ﷺ عشاء کے بعد تشریف لائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے عرض کیا: فاطمہ آپ سے ملنے کے لئے کئی بار آئیں لیکن ہر بار آپ سے ملاقات نہ ہوئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ٹھنڈی رات میں آئیں (پھر) آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: یقیناً وہ کسی ضرورت ہی کی وجہ سے آئیں ہوں گی۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس وقت ہم لوگ اپنے بستر میں لیٹ چکے تھے۔ جب آپ ﷺ نے داخل ہونے کی اجازت چاہی تو میں نے اٹھنے کے لئے حرکت کی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جیسے لیٹے ہو لیٹے رہو۔ پھر آپ ﷺ اندر تشریف لائے اور ہمارے سروں کے پاس بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں ٹھنڈ کی وجہ سے ہمارے درمیان میں ڈال دیئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کرنے لگا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: فاطمہ! آج کیسے آئیں تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج میں نے (جو) چکی پیسی تو مجھے بہت مشکل ہوئی یہاں تک کہ میرے دونوں ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے اس لئے میں آپ کے پاس آئی تھی کہ کوئی خادم لے آؤں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتادوں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیوں نہیں (ضرور) بتادیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم دونوں سونے کے لئے اپنے بستر پر آؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ کہو یہ غلام سے زیادہ بہتر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب سے میں نے سنا اس کو کبھی نہیں چھوڑا۔ ایک شخص ابن الکواء نے کہا: آپ نے جنگ صفین کی رات بھی ان کو نہیں چھوڑا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے تم مجھے کتنا تنگ کرتے ہو۔ میں نے اس رات بھی اس کو نہیں چھوڑا حتی کہ رات کے آخری حصہ میں یاد آئی تو میں نے اس کو پڑھ لیا۔"

(۷٤٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، ثنا سفيان ابن عيينة، عن عبيدالله بن أبى يزيد، عن مجاهد، عن ابن أبى ليلى، عن على رضي الله تعالى عنه أن فاطمة رضي الله تعالى عنها أتت النبى ﷺ تستخدمه خادما، فقال لها النبى ﷺ: ألا أدلك على ما هو خير لك منه؟ قالت: وما هو؟ قال: تسبحين الله عزوجل عندك منامك ثلاثا وثلاثين،

وتكبرين ثلاثا وثلاثين، وتحمدين أربعا وثلاثين، قال علي: فما تركتها منذ سمعتها من رسول الله ﷺ، قيل: ولا ليلة صفين؟ قال: ولا ليلة صفين.

أخرجه البخاري (٢٧٢٧/٢٠٩١/٤) (٣٥١/٢) والبخاري (٥٠٤٧/٢٠٥١/٥) (٩٣٥/٢) وابوداؤد (٥٠٦٢/٣١٥/٤) (٣٣٤/٢) وابن حبان في «صحيحه» (٥٥٢٩/٣٣٩/١٢) والحاكم في «المستدرك» (٤٧٢٤/١٦٤/٣)

(۷۴۰) ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس خادم کو طلب کرنے کے لئے گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتا دوں؟ انہوں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۴ مرتبہ الحمد للہ کہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے جب سے سنا اس کو نہیں چھوڑا۔ کسی نے کہا: کیا جنگ صفین کی رات کو بھی نہیں چھوڑا؟ تو آپ نے فرمایا: جنگ صفین کی رات بھی نہیں چھوڑا۔''

نوع آخر:

(٧٤١) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا كامل بن طلحة و إبراهيم بن الحجاج السامي، قالا: ثنا حماد بن سلمة، عن عطاء بن السائب، عن أبيه، عن عبدالله بن عمرو رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ قال:

خلتان من يصحبهما دخل الجنة، وهما يسير، ومن يعمل بها قليل، يسبح أحدكم في دبر كل صلاة عشرا ويحمده عشرا ويكبره عشرا، فذلك باللسان خمسون ومائة، وبالميزان ألف وخمسمائة، و إذا أوى أحدكم إلى فراشه يسبح ثلاثا وثلاثين، ويحمد ثلاثا وثلاثين، ويكبر أربعا وثلاثين، فذلك مائة باللسان، وألف بالميزان، فأيكم يخطىء كل يوم ألفين وخمسمائة خطيئة، فقال رجل: يا رسول الله! كيف لا نحصي هذا؟ فقال رسول الله ﷺ: يأتي الشيطان أحدكم عند ذلك فيذكره حاجة كذا وحاجة كذا، و إذا أخذ مضجعه ذكره حاجة كذا وحاجة كذا، قال عبدالله بن عمرو: ولقد رأيت رسول الله ﷺ يعقدهن بيده.

اخرجه احمد في «مسنده» (٢٠٤/٢) وابوداؤد (٥٠٦٥/٣١٦/٤) (٣٣٤/٢) وابن ماجه (٩٢٦/٢٩٩/١) (٦٦/١) والترمذي (٣٤١٠/٤٧٨/٥) (١٧٨/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٢٧١/٤٠١/١)

(۷۴۱) ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں جوان کو ساتھی بنا لے (یعنی ان پر عمل کرتا رہے) تو وہ جنت میں داخل ہو۔ وہ عمل میں تو آسان ہیں لیکن ان پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں۔ تم میں کوئی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ کہے، دس مرتبہ الحمد للہ اور دس مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ یہ پڑھنے میں تو ایک سو پچاس ہیں لیکن اعمال کی ترازو میں پندرہ سو ہوں گی۔ (دوسرے) جب تم میں (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ، الحمد اللہ، اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ یہ پڑھنے میں تو سو ہیں لیکن اعمال کی ترازو میں ہزار ہوں گی۔ تم میں کون روزانہ ڈھائی ہزار خطائیں کرتا ہے۔ (کہ یہ ڈھائی ہزار نیکیاں اس کے برابر ہو جائیں گی اور جب ایسا نہیں ہے تو پھر نیکیاں گناہوں سے بڑھ جائیں گی) کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم اس کو کیسے نہیں کر سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان اس کے پڑھنے کے وقت آتا ہے اور فلاں حاجت اور فلاں حاجت یاد دلاتا ہے اس طرح سوتے وقت آتا ہے یہ حاجت وہ حاجت یاد دلاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تسبیحات کو اپنے ہاتھ پر گن رہے ہیں۔''

فائدہ: اس حدیث سے بھی ان تسبیحات کے پڑھنے کا مزید ثواب اور اس کی اہمیت معلوم ہوئی۔ یہ آسان ہیں کہ ان کے پڑھنے میں کوئی مشقت نہیں ہے۔

شیطان بھلا دیتا ہے۔ شیطان انسان کو نماز کے بعد کوئی ضرورت یاد دلا دیتا ہے تو آدمی اس کے پورے کرنے میں لگ جاتا ہے جس کی وجہ سے تسبیحات رہ جاتی ہیں۔ (بذل ۶/۲۹۲)

سوتے وقت اگر ضرورت میں نہیں لگتا تو کم از کم اس کی فکر میں لگ کر غافل ہو جاتا ہے۔

تسبیح ہاتھ پر گن رہے تھے ایک روایت میں ہے کہ انگلیوں پر گننے کا حکم فرمایا ہے اور وجہ بیان فرمائی کہ قیامت کے دن ان سے سوال کیا جائے گا (یعنی ان سے سوال کیا جائے گا کہ کیا کیا عمل کئے جواب کے لئے گویائی دی جائے گی)۔

(ترمذی ابوداؤد عن یسیرہ مشکوۃ صفحہ ۲۰۲)

یعنی جب قیامت کے دن اعضاء کو گویائی دی جائے گی تو یہ بھی بولیں گی اگر ان سے نیک کام تسبیح پڑھ لیا گیا ہوگا تو یہ اس کی گواہی دیں گی۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ انگلیوں پر گننا افضل ہے۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھیں مرقاۃ ۵/۱۱۶ تا ۱۱۹، تحفۃ الاحوذی ۹/۴۵۸، ۴۵۹، فضائل اعمال للشیخ زکریا صفحہ ۵۵۵، ۵۵۶۔

باب ما يقول من ابتلى بالأهول يراها فى منامه

جو ڈراؤنے خواب دیکھے تو اس کو کون سی دعا پڑھنی چاہیئے

(٧٤٢) - أخبرنى محمد بن عبدالله بن غيلان حدثنا أبو هشام الفاعى، ثنا وكيع بن الجراح، ثنا سفيان، عن محمد بن المنكدر، قال: جاء رجل إليى النبى ﷺ فشكا إليه أهاويل يراها فى المنام فقال: إذا أويت إلى فراشك، فقل: أعوذ بكلمات الله التامة من غضبه وعقابه، ومن شر عباده، ومن همزات الشياطين، وأن يحضرون.

مضى تخريجه (برقم٦٣٨)

(۷۴۲) ترجمہ: ”حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور خواب میں خوفناک چیزیں دیکھنے کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آؤ تو (یہ) دعا پڑھا کرو۔“

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے غصہ، عذاب اور ان کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں اور ان کے میرے پاس آنے سے پناہ مانگتا ہوں۔“



باب ما يسال إذا أوى إلى فراشه من الرؤيا

اچھے خواب کے لئے کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٤٣) - أخبرني إبراهيم بن محمد، حدثنا يونس بن عبدالأعلى، ثنا ابن وهب، ثنا الليث بن سعد و جابر بن إسماعيل وابن لهيعة، عن عقيل، (ح) وحدثني بكر بن أحمد، ثنا إسماعيل الترمذي، ثنا سعيد ابن أبي مريم، ثنا يحيٰى بن أبي مريم، ثنا يحيٰى بن أيوب، ثنا عقيل بن خالد، عن ابن شهاب أن عروة ابن الزبيو أخبره عن عائشة رضي الله تعالى عنها أنها كانت إذا أرادت النوم تقول:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ رُؤْيَا صَالِحَةً صَادِقَةً غَيْرَ كَاذِبَةٍ نَافِعَةً غَيْرَ ضَارَّةٍ.﴾

وكانت إذا قالت عرفوا أنها غير متكلمة بشيء حتى تصبح أو تسيقظ من الليل.

قال ابن حجر في «نتائج الافكار» (ق٢٠٤/ب-المحموديه) وهو موقوف صحيح الاسناد والله اعلم كذا ذكره الهلالي في «العجاله» (٨٥٥/٢)

(٧٤٣) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ جب وہ سونے لگتیں تو یہ دعا پڑھتی تھیں:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ رُؤْيَا صَالِحَةً صَادِقَةً غَيْرَ كَاذِبَةٍ نَافِعَةً غَيْرَ ضَارَّةٍ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے اچھے سچے نہ کہ جھوٹے مفید نہ کہ نقصان دینے والے خواب کا سوال کرتی ہوں۔''

جب وہ یہ دعا پڑھ لیتیں تو لوگ سمجھ جاتے کہ اب وہ صبح تک یا رات کو اٹھنے تک کوئی بات نہیں کریں گی۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ وہ خواب جو اپنی ذات اور تاویل کے اعتبار سے اچھا ہو وہ خواب نظر آئے نہ کہ جھوٹا اور پریشان کن خواب نظر آئے۔ بات نہ کرتی تھیں کا مطلب یہ ہے کہ دعا کر کے سو جاتی تھیں تا کہ آخری بات اللہ تعالیٰ کا کلام ہو۔

(فتوحات ربانیہ ١٧٠/٣)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچھے خواب کی طلب اور برے سے پناہ کی دعا کرنی چاہئے۔

نوع آخر:

(٧٤٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرني محمد بن قدامة، عن جرير، عن مطرف الشعبي، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم من آخر ما يقول حين ينام وهو

واضع يده على خده الأيمن وهو يرى أنه ميت في ليلة تلك:

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوىٰ! أَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِه، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، إِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ.﴾

مضى تخرجه (برقم ۷۱۰) وهو موقوف بهذا اللفظ.

ایک اور دعا:

(۷۴۴) ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت جب آخری دعا پڑھتے اس وقت اپنے ہاتھ کو اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لگتے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آج رات وفات پا جائیں گے۔ (اور یہ دعا پڑھتے):

﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوىٰ! أَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِه، اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، إِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ.﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے رب، عرش عظیم کے رب، ہمارے اور ہر چیز کے رب، توراۃ، انجیل اور قرآن کو اتارنے والے (زمین کی تہہ سے) دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے (اور اگانے) والے (اللہ!) میں ہر اس چیز سے جو آپ کے قبضۂ قدرت میں ہے آپ کی پناہ لیتا ہوں۔ اے اللہ! آپ (سب سے) پہلے ہیں آپ سے پہلے کچھ نہیں ہے، آپ ہی (سب سے) آخر میں ہیں آپ کے بعد کچھ نہیں ہے، آپ ہی (سب سے) ظاہر اور برتر ہیں آپ کے اوپر کچھ نہیں ہے اور آپ ہی (سب کی تہہ میں) چھپے ہوئے ہیں آپ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ آپ میرا قرضہ ادا کر دیجئے اور مجھے مفلسی سے غنی کر دیجئے۔''

فَائِدَة: اس کا فائدہ حدیث نمبر ۷۱۵ میں گزر چکا ہے۔

نوع آخر:

(٧٤٥) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا إبراهيم بن الحجاج، ثنا حماد ابن سلمة، عن الحجاج بن أبي عثمان، عن أبي الزبير، عن جابر رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

إن الرجل إذا أوى إلى فراشه ابتدره ملك و شيطان، فقال الملك: اللهم اختم بخير، وقال الشيطان: اختم بشر، فإن ذكر الله عزوجل ثم نام بات الملك يكلوه.

تقدم تخريجه (برقم ١٢)

(۷۴۵) **تَرجَمَة**: "حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی جب (سونے کے لئے) بستر پر آتا ہے تو فرشتہ اور شیطان اس کی طرف بڑھتے ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے: اے اللہ! (اللہ کرے یہ اپنا اعمال نامہ) خیر پر بند کرے اور شیطان کہتا ہے شر پر ختم کرے اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے سوتا ہے تو فرشتہ اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔"

فَائِدَة: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے نہیں سوتا ہے تو شیطان ساری رات اس کے پاس رہتا ہے اور اس کے اٹھنے کا انتظار کرتا ہے کہ اس کو وساوس ڈالے بلکہ نیند میں بھی برے خواب دکھا کر اس کو پریشان کرتا ہے۔

اسی وجہ سے کہ اعمال کا خاتمہ اچھے عمل کے ساتھ ہو عشا کے بعد باتیں کرنا مکروہ ہے تاکہ خاتمہ عشا کی نماز پر ہو۔
(فتوحات ربانیہ ۳/۱۶۴)

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے دن کو خیر کے ساتھ شروع کرتا ہے اور شام کو خیر پر ختم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں: اس (صبح شام) کے درمیان کے گناہ مت لکھو۔ (مجمع الزوائد ۱۰/۱۱۹)

ایک روایت میں ہے کہ دو محافظ فرشتے جب اللہ تعالیٰ کے پاس دن رات کے جو کچھ (بندوں کے اعمال) محفوظ کئے ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس لے کر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نامہ اعمال کے شروع اور آخر میں خیر دیکھتے ہیں تو فرشتوں سے فرماتے ہیں: تم گواہ رہو میں نے اپنے بندے کے ان گناہوں کو معاف کر دیا ہے جو ان دونوں طرفوں (صبح شام) کے درمیان ہیں۔
(التدوین فی اخبار قزوین ۳/۱۱۵)

اس کا باقی فائدہ حدیث نمبر ۱۲ پر گزر چکا ہے۔

نوع آخر:

(٧٤٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أخبرنا أحمد بن عبدالوهاب بن نجدة الحوطى، حدثنا عبدالعزيز بن موسى، ثنا هلال بن حق، قديم السماع من الجريرى، عن أبي العلاء، عن

رجلين من بني حنظلة، عن شداد بن أوس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ما من عبد مسلم يأولي إلى فراشه، فيقرأ سورة من كتاب الله عزوجل حين يأخذ مضجعه إلا وكل الله عزوجل به ملكا لا يدع شيئا يقربه ويؤذيه، حتى يهب من نومه متى هب.

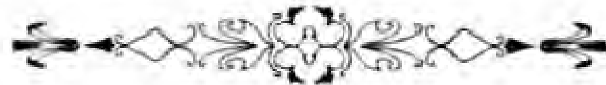
اخرجه احمد فی «مسنده» (۱۲۵/٤) والترمذی (۳٤۰۷/٤٧٦/٥) (۱۷۱/۲) والنسائی فی «السنن الکبری» (۱۰٦٤٨/۲۰۳/٦) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۸۱۲) والطبرانی فی «المعجم الکبیر» (۷۱۷٦/۲۹۳/۷)

(۷٤٦) **تَرجَمَہ:** ”حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی مسلمان بندہ جب (سونے کے لئے) اپنے بستر پر آتا ہے تو بستر پر آتے وقت قرآن پاک کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو اس کے نیند سے بیدار ہونے تک کوئی تکلیف دہ چیز اس تک پہنچنے نہیں دیتا ہے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص سوتے وقت قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیتے ہیں جو اس کی ہر موذی چیز سے حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے۔

(فتوحات ربانیہ ۱٦۳/۳)

سوتے وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے یہ دو عظیم فائدے ہیں دنیاوی طور پر بھی حفاظت کا اور اخروی طور پر بھی درجات کی بلندی کا سبب ہے اور نیند جیسی غفلت کی چیز کے قربِ الٰہی کا سبب ہونے کا ذریعہ بھی ہے۔



باب كراهية النوم على غير ذكر الله عزوجل

اللہ تعالیٰ کا ذکر کئے بغیر سونا ناپسندیدہ ہے

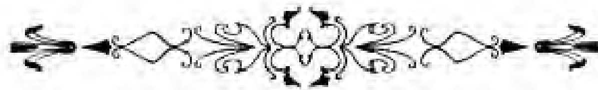
(٧٤٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنا قتيبة بن سعيد، حدثنا الليث بن سعد، عن محمد بن عجلان، عن سعيد المقبرى، عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

من اضطجع مضجعا لم يذكر الله عزوجل فيه إلا كانت من الله عزوجل ترة.

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢/٤٣٢) وابوداؤد (٤/٣١٤/٥٠٥٩) (٢/٣٣٣) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/٢٠٥/١٠٦٥٤) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨١٧) والبيهقى فى «شعب الايمان» (١/٤٠٤/٥٤٤)

(۷۴۷) **ترجمہ:** ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی جگہ لیٹے اور وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف ندامت (وحسرت) ہوگی۔''

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ آدمی کی جو گھڑی اور حالت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہوگی وہ اس کے لئے حسرت کا سبب ہوگی کیونکہ اس نے ایک عظیم ثواب کمانے کا موقع ضائع کر دیا ہوگا۔ اگر وہ اس گھڑی میں ذکر کرتا تو عظیم ثواب حاصل ہوتا۔ اسی لئے ایک روایت میں ہے کہ اہل جنت کو جنت میں جانے کے بعد دنیا کی کسی چیز کا افسوس نہیں ہوگا سوائے اس گھڑی کے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر بغیر گزر گئی ہوگی۔ (مرقاۃ ۲/۶۸)



باب ما يقول من يفزع في منامه

اگر نیند میں ڈر جائے یا گھبراہٹ ہو تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٤٨) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عقبة بن مكرم، ثنا يونس بن بكير، عن محمد بن إسحاق، عن عمرو بن شعيب، عن أبيه عن جده رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فشكا إليه أن يفزع في منامه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أويت إلى فراشك فقل:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ.﴾

فقالها فهذب عنه، فكان عبدالله يعلمها من أطاق الكلام من ولده، ومن لم يطق كتبها فعلقها عليه.

تقدم تخريجه (برقم ٦٣٨)

(٧٤٨) تَرْجَمَہ: ”حضرت عمرو بن العاص رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: ایک صحابی (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے نیند میں ڈر جانے کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم (سونے کے لئے) اپنے بستر پر جاؤ تو (یہ) دعا پڑھو:

﴿أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَّحْضُرُوْنِ.﴾

تَرْجَمَہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے غصے، ان کی سزا، ان کے بندوں کے شر، شیاطین کے وسوسوں اور شیاطین کے میرے پاس آنے سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں۔“

ان صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان کلمات کو کہا تو ان کا خوف ختم ہوگیا۔ حضرت عبداللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اپنے بچوں میں جو بول سکتا اس کو یہ دعا سکھاتے اور جو بول نہیں سکتا تو اس کو لکھ کر اس کے گلے میں ڈالتے تھے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص رات کو ڈر جائے یا گھبراہٹ یا کوئی پریشانی محسوس کرے تو وہ اس دعا کو پڑھے ان شاء اللہ یہ کیفیت جاتی رہے گی جیسا کہ گزشتہ حدیث نمبر ٧٤٢ پر گزر چکا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تعویذ لٹکانا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دم کرنا مؤثر ہوتا ہے تعویذ سے یہ اعتقاد نہ رکھنا ضروری ہے کہ یہ بذات خود مؤثر ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقیقی تاثیر ہے یہ تعویذ صرف سبب کے درجہ میں ہے اور حقیقی طور پر مؤثر نہیں ہے بلکہ حقیقی تاثیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ (بذل بتصرف یسیر ٦/٧)

باب ما يقول إذا أصابه الأرق

جب نیند نہ آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٤٩) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا عمرو بن الاحصين، حدثنا أبو علاثة، عن ثور بن يزيد، عن خالد بن معدان، قال: سمعت عبدالملك بن مروان ابن الحكم، عن أبيه مروان بن الحكم، عن يزيد بن ثابت رضي الله تعالى عنه، قال: شكوت إلى رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم أرقا، أصابني، فقال: قل:

﴿ اَللّٰهُـمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ أَهْدِئْ لَيْلِيْ وَأَنِمْ عَيْنِيْ. ﴾

فقلتلها فأذهب اللّٰه عني ما كنت أجد.

اخرجه ابويعلى فى «مسنده» كما فى «اتحاف الخيره المهره» (٦/٤٦٢/٦٢٠٤) والطبرانى فى «المعجم الكبير» (٥/١٢٤/٤٨١٧) وابن عدى فى «الكامل» (٥/١٥٠) والديلمى فى «مسند الفردوس» (١/٤٨٩/١٩٩٨) وابن حجر فى «نتائج الافكار» (٣/١١٠)

(۷۴۹) ترجمہ: ”حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے نیند نہ آنے کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم (یہ کلمات) پڑھو:

﴿ اَللّٰهُـمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ، وَأَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ أَهْدِئْ لَيْلِيْ وَأَنِمْ عَيْنِيْ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! (آسمان پر) ستارے بھی چھپ گئے اور (زمین پر) آنکھیں بھی (نیند میں) ڈوب گئیں ہیں۔ آپ ہی (ہمیشہ) زندہ رہنے والے اور (سب کو) قائم رکھنے والے نگہبان ہیں، آپ کو نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، اے حی و قیوم! (پروردگار) آپ میری رات کو بھی پرسکون بنا دیجئے اور میری آنکھوں کو بھی نیند عطا فرما دیجئے۔“

(حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:) میں نے ان کلمات کو پڑھا اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف کو مجھ سے دور کر دیا۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کو رات کو نیند نہ آئے تو وہ یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کی پریشانی دور فرما دیتے ہیں۔

نوع آخر:

(۷۵۰) - حدثنا علي بن محمد بن عامر، ثنا محمد بن أحمد بن النصر، ثنا مسدد، ثنا سفيان بن عيينة، عن أيوب بن موسى، عن محمد بن محمد ابن يحيٰى بن حبان، أن خالد بن الوليد رضي الله تعالى عنه كان يؤرق، أو أصابه أرق، فشكا إلى النبي صلى الله عليه وسلم فأمره أن يتعوَّذ عند منامه:

﴿اعوذ بكلمات الله التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبادِه ومن هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ.﴾

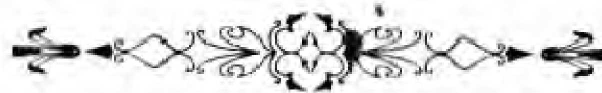
تقدم تخريجه (برقم ٦٣٨)

(۷۵۰) **ترجمہ:** ”حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیند نہیں آتی تھی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ سوتے وقت (ان کلمات کے ذریعے پناہ مانگیں):

﴿اعوذ بكلمات الله التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَمِنْ شَرِّ عِبادِه ومن هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ.﴾

ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے غصہ، ان کی سزا، ان کے بندوں کے شر، شیاطین کے وسوسوں اور ان کے میرے سامنے آ جانے سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں۔“

فائدہ: اس کی تشریح احادیث میں گزر چکی ہے۔



باب ما يقول إذا تعار من الليل

جب رات کو نیند سے جاگے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(۷۵۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا محمد بن المصفى بن بهلول، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا الأوزاعي، حدثني عمير بن هانى، ثنا جنازدة بن أبي أمية، حدثني عبادة بن الصامت رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من تعار من الليل، فقال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا للّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ.﴾

إلا غفر له، فإن قام فتوضأ قبلت صلاته.

اخرجه البخارى (۱۱۰۳/۳۸۷/۱) (۱۵۵/۲) وابوداؤد (۵۰۶۰/۳۱٤/٤) (۳۳٤/۲) وابن ماجه (۳۸۷۸/۱۲۷٦/۲) (ص۲۷٦) والترمذى (۳٤۱٤/٤۸۰/٥) (۱۷۸/۲) وابن حبان فى «صحيحه» (۲٥۹٦/۳۳۰/٦)

(۷۵۱) ترجمہ: ''حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کو (نیند سے) بیدار ہو جائے (اور) یہ دعا پڑھے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا للّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ.﴾

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے (سارے جہاں کی) بادشاہی ان کے لئے ہے۔ ان کے لئے ہی تعریف ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ (تمام عیوب سے) پاک ہیں تمام تعریفیں ان کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اللہ تعالیٰ (سب سے) بڑے ہیں۔ طاقت وقوت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو بلندی وعظمت والے ہیں (اے) میرے رب میری مغفرت فرما دیجئے۔''

تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے (پھر) اگر وہ اٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز قبول کی جاتی ہے۔''

فَائِدَہ: رات کو نیند سے اٹھ کر یہ دعا وہی پڑھ سکتا ہے جس کو ذکر کی عادت اور اس سے انسیت ہو اور ذکر اس پر ایسا غالب ہو کہ سوتے جاگتے اس کی زندگی کا حصہ بن گیا ہو جو ایسی صفت سے متصف ہو اللہ تعالیٰ اس کا اکرام دعا کی قبولیت اور نماز کی قبولیت سے کرتے ہیں۔ (یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اکرام ہے چنانچہ) علما نے لکھا ہے کہ جس شخص کو یہ حدیث معلوم ہو جائے وہ اس کو غنیمت جانے اپنی نیت خالص کرے (اور اس پر عمل کرے)۔ (فتح الباری ۳/۴۰،۴۱)

دعا قبول ہوتی ہے اس کے دو معنی ہیں:

❶ یقینی طور پر دعا قبول ہوتی ہے ورنہ احتمالی طور پر تو اس کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی قبول ہوتی ہے اس موقع پر قبولیت کا کیا مطلب؟

❷ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس موقع پر دعا کی قبولیت کی امید دوسرے مواقع سے زیادہ ہے۔ (فتح الباری ۳/۴۱، تحفۃ الاحوذی ۹/۳۶۰)

نوع آخر:

(٧٥٢) - أخبرنا عبدالله بن محمد بن مسلم، حدثنا عبدالرحمن ابن إبراهيم، ثنا الوليد بن مسلم، ثنا الأوزاعي، عن يحيى بن أبي كثير، حدثني أبو سلمة بن عبدالرحمن، حدثني ربيعة بن كعب الأسلمي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قال: كنت ابيت مع رسول الله ﷺ فآتيه بوضوئه وطهوره لحاجته، وكان يقوم من الليل فيقول:

﴿سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهٖ، الْحَوِيِّ، ثم يقول: سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

الهوى يعني الطويل من الليل.

اخرجه احمد في «مسنده» (٥٧/٤) وابن ماجه (٣٨٧٩/١٢٧٧/٢) (٢٧٦/١) والترمذي (٣٤١٦/٤٨٠/٥) (١٧٩/١) والطبراني في «المعجم الكبير» (٤٥٦٩/٥٦/٥) وفي «الدعا» (رقم ٧٦٦)

(۷۵۲) **تَرجَمَہ**: ”حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزاری۔ میں آپ ﷺ کے وضو اور قضائے حاجت سے پاکی کے لئے پانی لایا۔ آپ ﷺ رات کو (تہجد کے لئے) اٹھے تو (یہ) دعا پڑھی:

﴿سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهٖ، الْحَوِيِّ، ثم يقول: سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.﴾

تَرجَمَہ: ”میرے رب (ہر برائی سے) پاک ہیں اور ان ہی کے لئے تمام تعریف ہے۔ میرے رب

(ہر برائی سے) پاک ہیں اور ان ہی کے لئے تمام تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کے رب ہیں (ہر برائی سے) پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کے رب ہیں (ہر برائی سے) پاک ہیں۔"

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد میں اٹھتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔ نیز اپنے بڑوں کی خدمت کرنا ان کی ضرورت کے لئے پانی رکھنا اور ان کی اچھی عادتوں کو دیکھ کر اپنانا چاہئے۔

نوع آخر:

(۷۵۳) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، حدثنا إبراهيم بن عبدالله ابن بشار الواسطي، ثنا يزيد بن هارون، ثنا سعيد بن زربي، عن الحسن، عن جبير بن ثور، أن أبا هريرة رضي الله تعالى عنه حدثه، أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: إذا أراد الله عزوجل إلى العبد المسلم نفسه من الليل فسبحه واستغفره ودعاء، تقبل منه.

رواه ابن ابی الدنیا کما فی «الترغیب والترهیب» (۹۰۲/۲۳۸/۱) واخرجه الخرائطی فی «مکارم الاخلاق» (۵۳۸/۲۲۵) وابن عدی فی «الکامل» (۳۶۶/۳) واخرجه ابوداؤد (۲٤٦٦/۳۲۳/۱) وابن حجر فی «نتائج الافکار» (۱۰٦/۳) باختلاف.

ایک اور حدیث:

(۷۵۳) **ترجمہ:** "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب اللہ تعالیٰ کسی مسلمان بندے کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں تو اس کو تہجد کے لئے اٹھاتے ہیں۔ پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہیں۔"

فائدہ:

فضائل تہجد

فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کو پڑھی جانے والی (یعنی تہجد) ہے۔ (احمد عن ابی ہریرہ مشکوۃ صفحہ ۱۱۰)

ایک روایت میں ہے کہ میری امت کے معزز لوگ اہل قرآن ہیں اور اس پر عمل کرنے والے اور رات (میں ہمیشہ اٹھنے) والے ہیں۔ (بیہقی شعب الایمان مشکوۃ صفحہ ۱۱۰)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کس وقت دعا بہت زیادہ قبول ہوتی ہے؟ ارشاد فرمایا: آخری تہائی رات میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ (ترمذی عن ابی امامہ مشکوۃ صفحہ ۱۰۹)

اللہ تعالیٰ جن تین آدمیوں کو دیکھ کر ہنستے (یعنی خوش ہوئے) ہیں ان میں ایک وہ شخص ہے جو رات کو تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ (شرح السنہ عن ابی سعید مشکوۃ صفحہ ۱۰۹)

صالحین کا طریقہ، اللہ تعالیٰ کی قربت کا سبب، گناہوں سے دور رہنے اور باز رہنے کا سبب ہے۔

(ترمذی عن ابی امہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۹)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تہائی رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اعلان فرماتے ہیں کہ کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے میں اس کی دعا کو قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کے سوال کو پورا کروں اور کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے میں اس کو معاف کر دوں ایک روایت میں ہے کہ پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتے ہیں اور فرماتے ہیں: کون ہے جو ایسے (آقا) کو قرض دے جو فقیر اور محتاج نہیں اور نہ ہی ظالم ہے صبح تک یہی فرماتے رہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۹)

نوع آخر:

(٧٥٤) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا سويد بن نصر، حدثنا عبدالله ابن المبارك، عن معمر، عن الزهري، عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال: بينما نحن جلوس عند رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: يطلع الآن رجل من أهل الجنة، فاطلع رجل من الأنصار ينطف، لحيته ماء من وضوء ه، معلق نعليه في يده الشمال، فلما كان من الغد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يطلع عليكم الآن رجل من أهل الجنة، فاطلع ذلك الرجل على مثال مرتبته الأولى، فلما كان من الغد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يطلع عليكم الآن رجل من أهل الجنة، فاطلع ذلك الرجل على مثل مرتبة عبدالله بن عمرو بن العاص، فقال: إني غاضبت أبي فأقسمت أن لا أدخل عليه ثلاث ليال، فإن رأيت أ تؤويني إليك حتى يحل يميني فعلت، قال: نعم قال أنس: فكان عبدالله بن عمرو يحدث أنه بات معه ليلة أو ثلاث، ليال فلم يره قام من الليل ساعة غير أنه إذا انقلب إلى فراشه ذكر الله عزوجل وكبر حتى يقوم لصلوٰة الفجر فيسبغ الوضوء، قال عبدالله: غير أني لا أسمعه يقول إلا خيرا، فلما مضت الثلاث الليالي كدت أحقر عمله، قلت: يا عبدالله! إنه لم يكن بيني وبين أبي غضب ولا هجرة، ولكني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لك ثلاث مرات في ثلاث مجالس: يطلع الآن عليكم رجل من أهل الجنة، فاطلعت أنت تلك الثلاث مرات، فأردت آوى إليك فأنظر عملك، فلم أرك تعمل كثير عمل فما الذي بلغ بك ما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: ما هو إلا ما رأيت، فانصرفت عنه، فلما وليت دعاني فقال: ما هو إلا ما رأيت غير أني لا أجد في نفسي غلا لأحد من المسلمين، ولا أحسده على خير أعطاه الله إياه، قال عبدالله بن عمرو:

وهذه التى بلغت بك، وهى التى لا يطيق مطيق.

اخرجه احمد في «مسنده» (۳/۱۶۶) وعبد بن حميد فى «مسنده» (۱/۳۵۰-۳۵۱/۱۱۵۹) والنسائى فى «السنن الكبرى» (۶/۲۱۵/۱۰۶۹۹) وفى «عمل اليوم والليلة» (رقم ۸۶۳) والبيهقى فى «شعب الايمان» (۵/۲۶۴-۲۶۵/۶۶۰۵)

ایک اور حدیث:

(۷۵۴) ترجمہ: ”حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ ایک انصاری صحابی آئے۔ ان کی ڈاڑھی سے وضو کے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور وہ اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔ دوسرے دن پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا تو وہی صحابی اسی طرح آئے۔ اگلے دن پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا تو وہی آدمی اسی طرح آئے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ مجلس سے تشریف لے گئے (تو وہ صحابی بھی اٹھ کر چلے گئے) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پیچھے پیچھے گئے۔ (اور ان سے) کہا: میں اپنے والد سے ناراض ہوگیا اور قسم کھائی کہ تین دن تک ان کے پاس نہیں جاؤں گا، اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اپنی قسم پوری ہونے تک آپ کے پاس ٹھہر جاؤں۔ انہوں نے کہا: ہاں! (ٹھیک ہے) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو کہتے تھے: میں نے ان کے پاس ایک یا تین راتیں گزاریں میں نے انہیں تھوڑی دیر بھی رات کو اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر یہ کہ جب بھی وہ اپنے بستر پر پہلو بدلتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور اللہ اکبر کہتے یہاں تک کہ وہ فجر کی نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اچھی طرح وضو کیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے صرف ان سے اچھی ہی بات سنی۔ جب تین راتیں گزر گئیں تو میں ان کے عمل کو حقیر سمجھتا تھا۔ میں نے (ان سے) کہا: اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی ناراضگی جدائی کی حد تک نہیں پہنچی تھی لیکن (بات یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے لئے تین (مختلف) مجلسوں میں تین مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا۔ تینوں مرتبہ آپ ہی آئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے ساتھ رات گزاروں اور آپ کے کوئی خاص عمل کو دیکھوں (جس کی وجہ سے آپ کو جنتی آدمی فرمایا گیا ہے) میں نے آپ کو بہت سارا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ کونسا عمل ہے جس نے آپ کو اس درجہ تک پہنچایا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں یہ فرمایا۔ انہوں نے کہا: میرا

عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھا۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں ان کے پاس سے واپس ہولیا۔ جب میں واپس آنے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: میرا عمل تو وہی ہے جو تم نے دیکھا مگر (ایک عمل اور ہے وہ یہ (ہے) کہ میرے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کینہ نہیں ہے اور نہ کسی بھلائی پر جو اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائی ہے حسد ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہی وہ بات ہے جس نے آپ کو اس درجہ و مرتبہ تک پہنچایا ہے اور یہ وہ چیز ہے جس کی کوئی طاقت نہیں رکھتا ہے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث میں اس شخص کے لئے عظیم فضیلت ہے جو اپنے دل کو حسد اور کینہ سے پاک رکھے۔ یہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وصف سے متصف تھے جس کی وجہ سے ایسے اونچے درجہ پر پہنچے کہ دنیا ہی میں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کی بشارت ملی۔

لوگ عموماً اس میں زیادتی کر جاتے ہیں بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو اس صفت کے حامل ہوتے ہیں اسی لئے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی طاقت رکھنے والا اس عمل کی طاقت نہیں رکھ سکتا ہے۔

احادیث میں حسد و کینہ کی بہت مذمت آئی ہے

ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا: اے بیٹے: اگر تم صبح شام اس حال میں کرو کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے کئی کھوٹ نہ ہو تو ایسا کرو۔ (ترمذی، عن انس بن مالک)

ایک روایت میں ہے کہ کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتی ہے۔ (ابن ماجہ عن ابی ہریرہ)

ایک جگہ ارشاد ہے کہ حسد سے بچو! کیونکہ حسد نیکیوں کو اسطرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ گھاس کو کھا جاتی ہے۔ (ابوداؤد ابن ابی ہریرہ)

ایک روایت میں لوگ خیر پر رہیں جب تک حسد نہ کریں۔ (طبرانی، عن ثعلبہ، کلہ من حاشیہ، ابن سنی صفحہ ۶۸۱)

حسد کیا ہے

حسد کی دو قسمیں ہیں:

❶ حسد حقیقی جو کہ حرام ہے وہ یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کی جائے کہ یہ نعمت اس سے زائل ہو جائے۔

❷ حسد مجازی: جو دنیاوی امور میں مباح اور دینی امور میں مستحب ہے وہ یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کی جائے کہ ایسی ہی نعمت مجھے بھی حاصل ہو جائے (خواہ اس سے زائل ہو یا نہ ہو)۔ (نووی شرح مسلم، بحوالہ تذکرۃ السامع والمتکلم صفحہ ۲۳)

حسد کا علاج: حسد کا علاج یہ ہے کہ یہ سوچا جائے کہ یہ حسد کرنا تو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا ہے کہ اس کو یہ نعمت کیوں دی۔ کسی کو نعمت دینا تو اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اسی وجہ سے اس کو یہ نعمت عطا فرمائی۔

دوسری بات یہ کہ حسد کرنے والا غمگین اور دل سے مضمحل اور پریشان رہتا ہے اور خود بلاوجہ ایک عذاب میں مبتلا رہتا ہے ان سب چیزوں سے جس سے حسد کی جارہی ہے اس کو کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا ہے (صرف یہی کڑھ کر پریشان رہتا ہے) اس لئے بھی اس سے بچنا چاہئے۔ (تذکرۃ السامع والمتکلم صفحہ ٢٥)

نوع آخر:

(٧٥٥) - حدثنى أحمد بن هشام البعلبكى، حدثنا سليمان بن عبدالرحمن الحرانى الحضرمى، ثنا يعقوب بن الجهم، لن عمرو بن جرير، عن عبدالعزيز ابن صهيب، عن أنس بن رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

إذا نام العبد على فراشه أو على مضجعه من الأرض التى هو فيها، فانقلب فى ليلته على جنبه الأيمن أو جنبه الأيسر ثم قال:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِى وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلٰى كُلِ شَىْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

يقول الله عزوجل لملائكته: أنظروا إلى عبدى هذا لم ينسنى فى هذا الوقت، أشهدكم أنى قد رحمته وغفرت لنه ذنوبه.

لم اجده عند غير المصنف.

ایک اور حدیث:

(٧٥٥) ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ اپنے بستر یا جہاں زمین پر سوتا ہے سو جاتا ہے۔ پھر رات میں دایاں یا بایاں پہلو بدلتا ہے پھر (پہلو بدلتے ہوئے یا بعد میں) یہ کلمات پڑھتا ہے:

﴿أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِى وَ يُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرِ وَهُوَ عَلٰى كُلِ شَىْءٍ قَدِيْرٌ.﴾

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلے ہیں ان کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ان ہی کے لئے (سارے جہاں کی) بادشاہی ہے تمام تر تعریف بھی ان ہی کے لئے (وہی اپنی مخلوق کو) زندہ کرتے اور مارتے ہیں (اور) خود وہ زندہ ہیں ان کو کبھی موت نہیں آسکتی ہے۔ ساری خیر ان ہی کے ہاتھ (قبضہ قدرت میں) ہے۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔"

(تو) اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں: میرے بندے کو دیکھو وہ اس وقت بھی مجھے نہیں بھولا، تم گواہ رہو میں نے اس پر رحم کیا اور اس کے گناہوں کو معاف کر دیا۔"

فائدہ: رات کو نیند میں پہلو بدلنے کا وقت غفلت کا وقت ہے لیکن اس وقت ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کو کتنا پسندیدہ ہے کہ فرشتوں کے سامنے اس کی تعریف فرماتے ہیں۔ لیکن ذکر کی توفیق اسی وقت ہوگی جب ذکر کی عادت بنائی جائے "**اللهم وفقنا لما تحب وترضى**" اس حدیث سے پہلو بدلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ایک عظیم فضیلت معلوم ہوئی۔

کروٹ بدلتے وقت ایک عمل اور اس کی فضیلت

جو شخص کروٹ بدلتے وقت ۱۰ مرتبہ بسم اللہ ۱۰ مرتبہ سبحان اللہ اور ۱۰ مرتبہ "**امنت بالله و كفرت بالطاغوت**" پڑھے وہ ہر چیز سے محفوظ رہے گا اور اس جیسے کلمات (پڑھتے رہنے) تک کسی گناہ تک رسائی نہیں ہوگی۔ (حصن حصین صفحہ ۹۸)

نوع آخر:

(٧٥٦) - أخبرنا أبو يحيٰى الساجي، حدثنا هارون بن سعيد، ثنا ابن وهب (ح) وثنا أبو عبدالرحمن، أنا عمرو بن سواد، ثنا ابن وهب، حدثني سعيد بن أبي أيوب، عن عبدالله بن الوليد، (ح) قال أبو عبدالرحمن: أخبرني عبيدالله ابن فضالة، ثنا عبدالله بن يزيد، ثنا سعيد، حدثني عبدالله بن الوليد (ح) وحدثني علي بن أحمد بن سليمان، ثنا أحمد بن سعيد الهمداني، ثنا ابن وهب أخبرنا يحيٰى بن أيوب (كذا قال) عن عبدالله بن الوليد، عن سعيد بن المسيب، عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا استيقظ من الليل قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا، وَّلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِيْ، وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.﴾

اخرجه ابوداؤد (٥٠٦١/٣١٤/٤) (٣٤٢/٢) والنسائي في «السنن الكبرى» (١٠٧٠١/٢١٦/٦) وفي «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٦٥) والحاكم في «المستدرك» (٧٢٤/١) والبيهقي في «شعب الايمان» (٧٥٩/٤٧٦-٤٧٥/١)

ایک اور حدیث:

(۷۵۶) **ترجمہ**: "حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اَللّٰهُمَّ وَزِدْنِيْ عِلْمًا، وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِيْ، وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ.﴾

تَرْجَمَہ: ''(اے اللہ!) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ (تمام عیبوں سے) پاک ہیں۔ اے اللہ! میں آپ سے اپنے گناہ کی معافی چاہتا ہوں اور آپ کی رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرمائیے، میرے دل کو ہدایت دینے کے بعد (گمراہی کی طرف) نہ موڑیئے اور مجھے اپنی خاص رحمت عطا فرمائیے بلاشبہ آپ ہی خوب عطا فرمانے والے ہیں۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ رات کو بیدار ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

نوع آخر:

(۷۵۷) - أخبرنا علی بن الاحسین بن رحیم، حدثنا محمد بن الهیثم أبو الأحوص، ثنا یوسف بن عدی، ثنا غنام بن علی العامری، عن هشام ابن عروة، عن أبیه، عن عائشة رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا، قالت: كان یعنی رسول الله ﷺ إذا تعار من اللیل قال:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ﴾

اخرجه النسائی فی «السنن الكبرى» (۷٦۸۸/٤۰۰/٤) وفی «عمل الیوم واللیلة» (رقم ۷٦٤) وابن حبان فی «صحیحه» (۵۵۳۰/۳٤۰/۱۲) والطبرانی فی «الدعا» (رقم ۷٦٤) والحاكم فی «المستدرك» (۷۲٤/۱)

ایک اور حدیث:

(۷۵۷) تَرْجَمَہ: ''حضرت عائشہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رات کو نیند سے اٹھتے تو (یہ) دعا پڑھتے:

﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ﴾

تَرْجَمَہ: ''ایک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو (سب سے) زبردست ہیں آسمانوں زمینوں اور جو کچھ آسمان وزمین کے درمیان ہے (سب) کے رب (وہی اللہ تعالیٰ) ہیں وہ (سب پر) غالب ہیں بہت معاف فرمانے والے ہیں۔''

نوع آخر:

(۷۵۸) - حدثنا أبوالقاسم بن منیع، ثنا یحیٰی بن عبالحمید الحمانی، ثنا عبدالوارث بن

سعید، عن محمد بن جحادة، عن ابن بردة، عن أبیه قال: مر رسول اللّٰه ﷺ برجل یدعو فقال:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِأَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ.﴾

اخرجه احمد فی «مسنده» (۳۴۹/۵) وابوداؤد (۱۴۹۳/۷۹/۲) (۲۰۹/۱) وابن ماجه (۳۸۵۷/۱۲۶۷/۲) (۲۷۴/۲) والترمذی (۵۱۵/۵-۳۴۷۵/۵۱۶) (۱۸۵/۲) والحاکم فی «المستدرك» (۶۸۳/۱)

ایک اور حدیث:

(۷۵۸) تَرجَمۃ: ”حضرت بریدہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو دعا کر رہا تھا (اور یہ) کہہ رہا تھا:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ بِأَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ.﴾

تَرجَمۃ: ”اے اللہ! میں آپ کے نام (مبارک) کے واسطے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ میں آپ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ آپ ہی وہ اللہ ہیں جن کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے (آپ) ایک ہیں، بے نیاز ہیں جن سے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوئے اور نہ ہی کوئی ان کے برابر کا (ہمسر) ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کے ایسے نام کے ساتھ دعا کی ہے کہ جب اس (کے واسطے) سے دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اسم اعظم ہے۔ (قالہ الطیبی، تحفۃ الاحوذی ۴۴۶/۹)

اسم اعظم اس اسم کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے (اور جس کے ذریعہ سوال کیا جائے تو وہ پورا کیا جاتا ہے)۔ (تحفۃ الاحوذی ۴۴۷/۹)

اسم اعظم کا فائدہ

اسم اعظم کی برکت سے یا تو وہ کام جلدی ہو جائے گا جس کی دعا کی گئی یا اس کا بدل جلدی مل جائے گا۔ (فتوحات ربانیہ ۲۱۴/۷)

احادیث میں چند اسم اعظم آئے ہیں اسم اعظم ان آیتوں میں سے ہے:

❶ ”والهكم واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم. الم اللّٰه لا اله الا هو الحی القیوم“

(ترمذی عن اسماء بن یزید ۱۸۵/۲)

❷ "لا الٰہ الا انت المنان بدیع السموات والارض یا ذالجلال والاکرام یا حی یا قیوم"

(ابوداؤد عن انس ۱/۲۱۰)

❸ "لا الٰہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین" (ترمذی بحوالہ کتاب الاذکار)

اور بھی بہت سے اسم اعظم احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں تحفۃ الاحوذی ۹/۴۴۷)

نوع آخر:

(۷۵۹) - أخبرنا أحمد بن محمد بن عبيد العاص، حدثناهشام ابن عمار، ثنا صدقة بن خالد، ثنا جابر، عن القاسم بن عبدالرحمن، عن عقبة بن عامر الجهنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قال: بينما أنا أقود برسول اللّٰه ﷺ إذ قال لی رسول اللّٰه ﷺ: يا عقبة ألا أعلمك من خير سورتين قرأ بهما الناس؟ قلت بلى بأبى أنت وأمیی يا رسول اللّٰه! قال: فقرأ علی:

﴿ قل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس ﴾

قال: فلما أقيمت الصلٰوة صلاة الصبح قرأ بهما رسول اللّٰه ﷺ ثم مربی فقال: كيف رأيت يا عقبة؟ إقرأ بهما كلما نمت وقمت.

اخرجه احمد فی «مسنده» (۱٤٤/٤) وابوداؤد (۱٤٦۲/۷۳/۲) (۲۰٦/۱) والنسائی فی «السنن الکبری» (۷۸٤۳/٤۳۸/٤) وابویعلی فی «مسنده» (۱۷۳٦/۲۷۸/۳) وابن خزیمه فی «صحیحه» (۵۳٤/۷٦۷-۷٦٦/۱)

ایک اور حدیث:

(۷۵۹) تَرجَمَہ: "حضرت عقبہ بن عامر جہنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کو لئے آگے چل رہا تھا اس وقت آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: عقبہ! کیا میں تمہیں دو بہترین سورتیں نہ بتاؤں جن کو لوگ پڑھتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ نے:

﴿ قل أعوذ برب الفلق، وقل أعوذ برب الناس ﴾

(دونوں سورتیں) مجھے پڑھ کر سنائیں۔ حضرت عقبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب فجر کی نماز کھڑی ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سورتوں کو (نماز میں) پڑھا۔ پھر (نماز کے بعد) میرے پاس سے گزرے (اور) فرمایا: عقبہ! تمہیں کیسا لگا۔ ان دونوں سورتوں کو ہر وقت سوتے اور اٹھتے وقت پڑھو۔"

فَائِدَہ: کیسا لگا یعنی یہ سورتیں فجر کی نماز کے لئے کافی ہیں (کہ ان سے فجر کی نماز پڑھائی جاسکتی ہے)۔ (بذل ۲/۳۴۲)

قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کے فضائل بہت سی احادیث میں آئے ہیں۔ کچھ فضائل گزشتہ احادیث میں گزر چکے ہیں۔

نوع آخر:

(٧٦٠) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، عن مالك، عن أبي الزبير، عن طاؤس، عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أن رسول الله ﷺ كان إذا قام إلى الصلوٰة من جوف الليل يقول:

﴿ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ والجنة حق والنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ إِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خاصمْتُ و إليك حَاكَمْتُ، فاغفِرْ لي ما قَدَّمْتُ وما أَخَّرْتُ وأَسْرَرْتُ وأَعْلَنْتُ، أنتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. ﴾

اخرجه البخاري (١/٣٧٧/١٠٦٩) (١/١٥١) والمسلم (١/٥٣٢-٥٣٣/٧٦٩) (١/٢٩٨) وابوداؤد (١/٢٠٥/٧٧١) (١/١١٢) وابن ماجه (١/٤٣٠/١٣٥٥) (١/٩٦) والترمذي (٥/٣٨١-٣٨٢) (٢/١٧٩)

ایک اور حدیث:

(٧٦٠) ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آدھی رات کو تہجد کے لئے اٹھتے تو (یہ) دعا پڑھتے تھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ والجنة حق والنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ إِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خاصمْتُ و إليك حَاكَمْتُ، فاغفِرْ لي ما قَدَّمْتُ وما أَخَّرْتُ وأَسْرَرْتُ وأَعْلَنْتُ، أنتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. ﴾

ترجمہ: "اے اللہ! آپ ہی کے لئے (تمام) تعریف ہے (اس لئے کہ) آپ ہی آسمانوں زمین اور

ان کی تمام مخلوق کا نور ہیں۔ آپ ہی کے لئے (سب) تعریف ہے (اس لئے کہ) آپ ہی آسمانوں زمینوں اور ان کی تمام مخلوق کے رب ہیں۔ آپ ہی کے لئے (سب) حمد و ثنا ہے آپ ہی برحق ہیں، آپ ہی کی بات برحق ہے، آپ کا وعدہ بھی حق ہے، آپ سے ملنا بھی حق ہے جنت بھی حق ہے، جہنم بھی حق ہے قیامت بھی حق ہے، اے اللہ! میں نے آپ ہی کی تابعداری کے لئے سر جھکایا ہے، آپ پر ہی بھروسہ کیا ہے، آپ ہی کی طرف رجوع کیا ہے آپ ہی کی مدد سے (منکروں سے) جھگڑا کیا ہے، آپ ہی کی بارگاہ میں فریاد لایا ہوں، جو کچھ (گناہ) میں نے (اب سے) پہلے کئے اور جو اس کے بعد کروں اور جو (گناہ) چھپا کر کئے ہوں اور جو علانیہ کئے ہوں آپ میرے سارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے آپ ہی میرے معبود ہیں آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔"

فَائِدَۃ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہجد کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

صاحب حصن حصین فرماتے ہیں یہ دعا جب تہجد کے لئے اٹھے اس قت پڑھنی چاہئے۔ (حصن حصین صفحہ ۱۰۰)

ابن حجر رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ یہ دعا نماز میں اللہ اکبر کہنے کے بعد سب سے پہلے پڑھے۔ (فتح الباری جلد ۳)

نوع آخر:

(۷٦١) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، أنبأنا عمرو بن عثمان، حدثنا بقية ابن الوليد، حدثني عمرو بن جعثم، حدثني الأزهر بن عبدالله الحراري، حدثني شريق الهوزني، قال: دخلت على عائشة رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهَا فسألتها ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفتح الصلوة إذا هب من الليل؟ قالت: كان إذا هب من الليل كبر وحمد، وقال:

﴿ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ ﴾

وقال:

﴿ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ﴾

عشرا، واستغفر عشرا وهلل، عشرا، وقال:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ ضَيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ عشرا ﴾

ثم يستفتح الصلوٰة.

اخرجه ابن ابى شيبه فى «المصنف» (٦/٤٣/٢٩٣٣) واحمد فى «مسنده» (٦/١٤٣) باختلاف يسير وابوداؤد (٤/٣٢٢/٥٠٨٥) (٢/٣٣٨) والنسائى فى «السنن الكبرى» (٦/٢١٨/١٠٧٠٧) وفى «عمل اليوم والليلة- (رقم ٨٧١)

ایک اور حدیث:

(٧٦١) تَرجَمہ: ”حضرت شریق الہوزنی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں: میں حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہَا کے ہاں گیا اور ان سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو نماز کس چیز سے شروع فرماتے تھے؟ حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہَا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو دس مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور دس مرتبہ الحمد للہ کہتے پھر دس مرتبہ:

﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ﴾

کہتے پھر:

﴿سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ﴾

دس مرتبہ کہتے اور دس مرتبہ استغفار کرتے اور دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے پھر دس مرتبہ یہ دعا فرماتے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ ضَيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾

تَرجَمہ: ”اے اللہ! میں دنیا کی تنگی اور قیامت کے دن کی تنگی سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

پھر نماز شروع فرماتے۔“

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو نماز سے پہلے دس دس مرتبہ ان کلمات کو فرماتے پھر نماز شروع فرماتے تھے۔

نوع آخر:

(٧٦٢) - أخبرنا حامد بن شعيب، حدثنا سريج بن يونس، ثنا هشيم، حدثنا حصين بن حبيب بن أبي ثابت، عن محمد بن علي بن عبدالله بن عباس، عن أبيه، عن جده رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمْ، قال: بت ليلة عند رسول الله ﷺ فلما استيقظ من منامه قام إلى طهوره، فأخذ سواكه فاستاك، ثم تلا هذه الآية:

﴿إن في خلق السموات والأرض واختلاف الليل والنهار لآيات﴾

حتى قارب أن يختم السورة أو ختمها، ثم توضأ فأتى مصلاه وصلى ركعتين.

وأخرجه النسائي رقم ٢٧٠٦ باختلاف في «اللفظ» (١٤٩/١)

ایک اور حدیث:

(٧٦٢) تَرجَمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُمَا فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں

رات گزاری۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنی نیند سے بیدار ہوتے اور وضو کے لئے جاتے تو اپنی مسواک لیتے اور مسواک کرتے پھر یہ آیت:

﴿إن فی خلق السموات والأرض واختلاف الليل والنهار لآيات﴾

پھر سورہ کے ختم کے قریب یا ختم تک پڑھتے یا پوری سورۃ ختم فرماتے اور نماز کے لئے تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے تھے۔"

فَائِدَة: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب رات کو تہجد کے لئے اٹھے تو وضو کے لئے جاتے ہوئے یہ دعا پڑھے حصن حصین میں ہے کہ جب رات کو اٹھ کر بیٹھے تو یہ دعا پڑھتے۔ (حصن حصین صفحہ ۱۰۲)

نوع آخر:

(۷٦۳) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا علی بن محمد علی، حدثنا خلف بن تميم، ثنا أبو الأحوص، ثنا شريك، عن أبی إسحاق، عن أبی عبيدة، عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالى عنه قال: يضحك الله عزوجل إلى رجلين، رجل لقی الاعدو وهو علی فرس من أمثل خيل أصحابه فانهزموا وثبت، فإن قتل أستشهد، و إن بقی فذلك الذی يضحك الله عزوجلّ إليه، ورجل قام فی جوف الليل لا يعلم به أحد فتوضأ فأسبغ الضوء، ثم حمد الله ومجده وصلى على النبی صلی الله عليه وسلم واستفتح القرآن فذلك الذی يضحك الله عزوجل إليه، يقول أنظروا إلى عبدی فإنما لا يراه غيری.

أخرجه النسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٦٧)

ایک اور حدیث:

(۷٦۳) **تَرْجَمَہ**: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: اللہ تعالیٰ دو بندوں سے (خوش ہوکر) ہنستے ہیں۔ ایک وہ آدمی جو اپنے ساتھیوں میں بہترین گھوڑے پر سوار ہوکر دشمن سے مقابلہ کرے پھر وہ شکست کھا جائیں اور یہ ثابت قدم رہے اگر یہ قتل ہوگیا تو شہید ہوگیا اور اگر بچ گیا تو یہ وہ آدمی ہے جس کو (دیکھ کر) اس پر اللہ تعالیٰ (خوشی سے) ہنستے ہیں، دوسرا وہ آدمی ہے جو آدھی رات کو اٹھے کسی کو معلوم نہ ہو پھر وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور بزرگی بیان کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے یہ بھی وہ آدمی ہے اللہ تعالیٰ (جس) پر (خوشی سے) ہنستے ہیں۔ (اپنے فرشتوں سے) فرماتے ہیں: میرے بندے کو دیکھو کہ اس کو

میرے علاوہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔"

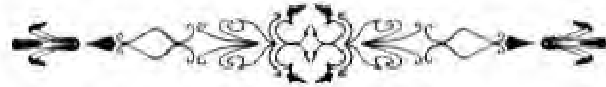
فَائِدَة: اللہ تعالیٰ کا ہنسنا یہ اللہ تعالیٰ کے ثواب عطا کرنے اور انعام و اکرام سے نوازنے سے کنایہ ہے یا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرشتے اور جنت کے داروغہ یا عرش کے اٹھانے والے فرشتے ہیں کہ وہ ہنستے ہیں۔

امام بخاری رَحِمَهُ اللهُ تَعَالىٰ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرماتے ہیں کیونکہ ہنسنا رضامندی اور قبولیت پر دلالت کرتا ہے۔

ایک معنی عطا کے زیادہ ہونے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے تعجب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے اس فعل پر ان کو ہنساتے ہیں۔ (شرح زرقانی ۳/۴۵)

عطاء نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہنسنے کا معنی اپنے بندہ کے فعل سے خوش ہونا، اس سے محبت کرنا اور اپنی نعمت کا اس پر کرنا اور اپنی نعمت بندہ پر واجب کرنا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۱/۱۰۱)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، رحمت اور اپنے بندوں میں جس کو چاہیں ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے۔
(شرح مسلم للنووی ۱/۱۰۶)



باب ما يقول إذا نظر إلى السماء فى جوف الليل

درمیانی رات میں آسمان کی طرف دیکھے تو کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٦٤) - أخبرنا أبو يعلى، حدثنا المعلى بن مهدى، ثنا أبو عوانة، عن عاصم، عن بعض أصحابه، عن سعيد بن جبير، عن عبدالله بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خرج ذات ليلة بعد ما مضى من الليل فنظر إلى السماء ثم تلا هذه الآية:

﴿إن فى خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لآيات لأولى الألباب﴾

ثم قال:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّمِنْ بَيْنَ يَدَيْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا، وَّأَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٣٧٣/١) والمسلم (٧٦٣/١٣٠/٥) (٢٦١/١) وابوداؤد (١٣١٥٣/٤٤/٢) (١٩١/١-١٩٢) ابو يعلى فى «مسنده» (٢٥٤٥/٤٢٠-٤١٩/٤) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (١٦/١-٣٨/١٧)

(۷۶۴) ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد (گھر سے) نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إن فى خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لآيات لأولى الألباب﴾

پھر یہ دعا پڑھی:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّمِنْ بَيْنَ يَدَيْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا، وَّأَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! میرے دل میں نور عطا کر دیجئے میری آنکھوں میں نور عطا کر دیجئے، میرے کانوں میں نور، میری دائیں جانب نور اور بائیں جانب بھی نور اور میرے آگے بھی نور میرے پیچھے بھی نور عطا کر

دیجئے (غرض) مجھے سر سے پاؤں تک نور بنا دیجئے۔ (اسی طرح) قیامت کے دن مجھے بہت بڑا نور عطا فرما دیجئے۔''

فَائِدَہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو گھر سے باہر نکل کر پہلے مذکورہ بالا آیات پھر مذکورہ بالا دعا پڑھنی چاہئے۔
صاحب حصن حصین فرماتے ہیں جب فجر کی نماز کے لئے گھر سے باہر نکلے تو یہ دعا آسمان کی طرف دیکھ کر پڑھے۔
(حصن حصین صفحہ ۱۱۱)



باب ما يقول إذا قام عن فراشه من الليل ثم عاد إليه

رات کو اپنے بستر سے اٹھنے کے بعد واپس آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

(۷٦۵) - أخبرنا أحمد بن الحسن الصوفي، حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا أبو خالد الأحمر، عن محمد بن عجلان، عن سعيد، عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا قام أحدكم عن فراشه من الليل ثم عاد إليه فلينفضه بصنفة إزاره، لا يدرى ما خلفه عليه ثم ليضطجع، ثم ليقل:

﴿ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُه، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَ إِنْ رَدَدْتَّهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ أَحَدًا مِّنَ الصَّالِحِيْنَ. ﴾

مضى تخريجه (برقم ۷۱۰)

(۷٦۵) تَرجَمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات اپنے بستر سے اٹھ کر جائے پھر جب بستر پر واپس آئے تو اپنے تہبند کے کونے سے بستر کو جھاڑ لے کیونکہ اس کو معلوم نہیں کہ اس کی غیر موجودگی میں کیا چیز آگئی ہو (ممکن ہے کہ اس کی غیر موجودگی میں بستر میں کوئی زہریلا جانور وغیرہ نہ آگیا ہو) پھر لیٹ جائے پھر یہ دعا پڑھے:

﴿ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُه، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَ إِنْ رَدَدْتَّهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ أَحَدًا مِّنَ الصَّالِحِيْنَ. ﴾

تَرجَمہ: "اے اللہ! میں نے آپ ہی کا نام لے کر اپنا پہلو بستر پر رکھا اور آپ ہی کے نام سے اٹھاؤں گا۔ اگر آپ (سونے کی حالت میں) میری روح کو روک لیں تو اس کو معاف کر دیجئے اور اگر واپس لوٹا دیں تو اس کی اس طرح حفاظت فرمائیے جیسے آپ اپنے نیک بندوں میں کسی کی حفاظت فرماتے ہیں۔"

فَائِدَہ: نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔ یعنی جس طرح اللہ اپنے نیک بندوں کی گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت کی توفیق دے کر حفاظت فرماتے ہیں اس طرح میری بھی حفاظت فرمائیے۔ (تحفۃ الاحوذی ٦/ ٣٤٧)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کو اٹھنے کے بعد دوبارہ سونے کے لئے بستر پر آئے تو پھر دوبارہ بستر کو جھاڑ لینا چاہئے۔ تفصیل حدیث () پر گزر چکی ہے۔

نوع آخر:

(٧٦٦) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، ثنا على بن حجر، ثنا إسماعيل بن جعفر، عن يزيد بن حفصة، عن إبراهيم بن عبدالله بن عبد القارى، عن على بن أبى طالب رضي الله تعالى عنه قال: بت عند رسول الله ﷺ ذات ليلة فكنت أسمعه إذا فرغ من صلاته وتبا مضجعه يقول:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ بِمُعَافَتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِرَضَاكِ مِن سَخْطِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، اَللّٰهُمَّ لَا أَسْتَطِيْعُ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَلَوْ حَرَصْتَ وَلٰكِنْ أُثْنِيْ عَلَيْكَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.﴾

أخرجه النسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم٨٩١) والطبرانى فى «المعجم الاوسط» (١٩٩٢/٣٨٣/٢)

ایک اور حدیث:

(۷۶۶) تَرجَمَہ: ''حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر اپنے بستر پر تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سنا:

﴿اَللّٰهُمَّ أَعُوْذُبِكَ بِمُعَافَتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِرَضَاكِ مِن سَخْطِكَ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، اَللّٰهُمَّ لَا أَسْتَطِيْعُ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَلَوْ حَرَصْتَ وَلٰكِنْ أُثْنِيْ عَلَيْكَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.﴾

تَرجَمَہ: ''اے اللہ! میں آپ کی عافیت کے ذریعہ آپ کی سزا سے، آپ کی رضا کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے اور آپ کے واسطے سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! میں اگر چاہوں بھی تو آپ کی حمد و ثناء بیان نہیں کر سکتا لیکن آپ تو ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے اپنی حمد و ثنا خود بیان فرمائی ہے۔''



باب ما يقول إذا وافق ليلة القدر

شب قدر میں کیا دعا پڑھنی چاہئے

(٧٦٧) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، ثنا جعفر ابن سليمان، عن كهمس، عن عبدالله بن بريدة، عن عائشة رضي الله تعالى عنها قلت: قلت يا رسول الله! إن علمت ليلة القدر ماذا أقول فيها؟ قال: قولي:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ. ﴾

اخرجه احمد فى «مسنده» (٢٠٨/٦) وابن ماجه (١٢٦٥/٢/٣٨٥٠) (٢٧٣/١) والترمذى (٥٣٤/٥/٣٥١٣) (١٩١/٢) والنسائى فى «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٧٢) والحاكم فى «المستدرك» (٧١٢/١)

(۷۶۷) ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اگر مجھے شب قدر معلوم ہو جائے تو میں کیا دعا کروں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (یہ) دعا پڑھو:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ. ﴾

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ بہت معاف فرمانے والے ہیں معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں آپ مجھے بھی معاف فرما دیجئے۔“

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے کوئی ایسی دعا سکھایئے جس سے مجھے خیر حاصل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب آ جاؤ۔ وہ قریب آئے یہاں تک کہ ان کا گھٹنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنہ سے لگنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دعا پڑھنے کے لئے فرمایا۔

دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف کر دیجئے آپ فضل والے ہیں اور فضل وانعام اور معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ (کلہ من فیض القدیر ۱۴۲/۲، ۱۴۳)



باب ما يقول إذا رأى في المنام ما يحب

اچھا خواب دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہئے

اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اچھے اور برے خواب کو دیکھ کر کیا کرنا چاہئے۔ نیز خواب کی تعبیر کیسے دینی چاہئے اور خوب کس کو سنانا چاہئے۔ ان تمام امور کے لئے مصنف رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے چار باب اور ان کے ذیل میں چھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔

(٧٦٨) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة بن سعيد، ثنا بكر يعني ابن مضر، عن ابن الهاد، عن عبدالله بن خباب، عن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: إذا رأى أحد كم الرؤيا يحبها فإنما هي من الله عزوجل فليحمد الله عليها وليحدث بها، فإذا رأى غير ذلك مما يكره فإنما هي من الشيطان فليستعذ بالله من شرها ولا يذكرها لأحد، فإنها لا تضرة، والله أعلم.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٨/٣) والبخاری (٦/٢٥٦٣/٦٥٨٤) (٣٤/٢) والترمذی (٥/٥٠٥/٣٤٥٣) (١٨٣/٢) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٩٣) والحاكم فی «المستدرك» (٤٣٤/٤)

(۷۶۸) تَرْجَمَہ: ''حضرت ابوسعید الخدری رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور اس خواب کو بیان کرے۔ اگر ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اس خواب کے شر سے اور کسی کو خواب نہ سنائے تو وہ خواب اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

فَائِدَہ: ''برا خواب شیطان کی طرف سے ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ برا خواب شیطان کے اثر سے ہوتا ہے انسان خواب سے پریشان ہوتا ہے تو شیطان خوش ہوتا ہے اسی وجہ سے فرمایا کہ برا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔ ورنہ خواب خواہ اچھا ہو یا برا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے شیطان اس کو پیدا نہیں کرتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۴۰)

اس خواب سے شیطان کا مقصد مسلمان کو غمگین کرنا، بدگمانی ناامیدی اور تلاش حق کی راہ میں سستی پیدا کرنا ہوتا ہے۔
(مرقاۃ ۹/۲۸)

اچھا خواب دیکھ کر خلاصہ احادیث تین اعمال ہیں:

❶ اچھے خواب پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا الحمدللہ کہنا۔

❷ اس خواب کی اچھی تعبیر لینا۔

❸ اس کو صرف اپنے سچے دوست کو بتانا۔ (فتح الباری۱۲/۳۷۰)

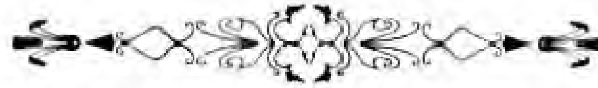
کیوں کہ حدیث میں آتا ہے کہ خواب تعبیر دینے سے پہلے پرندے کے پیر میں لٹکا ہوتا ہے جو تعبیر دی جاتی ہے وہی ہو جاتی ہے۔ یعنی تعبیر دینے سے پہلے خواب میں اچھائی اور برائی دونوں پہلو ہوتے ہیں لہٰذا جو تعبیر دیجاتی ہے اس کے قریب (یا اسی طرح) ہوتا ہے۔ (شرح مسلم۲/۲۴۱،فتوحات ربانیہ۳/۱۸۹)

اچھے خواب کو اچھے دوست کے علاوہ کسی اور کو بتائے تو ممکن ہے وہ حسد اور بغض کی وجہ سے غلط (اور خراب) تعبیر دے اور تعبیر اسی طرح ہو جائے۔ (فتح الباری۱۲/۴۳۱،شرح مسلم نووی۲/۲۴۱)

اچھا خواب دیکھنے کے لئے عمل

آئمہ تعبیر نے لکھا ہے کہ جو شخص اچھا اور سچا خواب دیکھنا چاہے وہ وضو کر کے دائیں جانب کروٹ لیٹے اور سورۃ شمس، لیل، تین، اخلاص، فلق اور ناس پڑھے پھر یہ دعا پڑھے:

﴿اللھم انی اعوذبك من سیئی الاعلام واستجیرك من تلاعب الشیطان فی الیقضة والمنام اللھم انی اسئلك رؤیا صالحة صادقه حافظة نافعة غیر منیة اللھم ارنی فی منامی ما احب﴾ (فتوحات ربانیہ۳/۱۹۲)



باب ما يقول إذا رأى منامه يكره

برے خواب کو دیکھ کر کیا دعا پڑھنی چاہیئے

(٧٦٩) - أخبرنا أبو خليفة، حدثنا أبو عمر الحوضی، عن شعبة عن عبد ربه بن سعيد، عن أبی سلمة بن عبدالرحمن، قال: إن كنت لأری الرؤيا فتمرضنی حتی سمعت أبا قتادة رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الرؤديا الصالحة من الله تعالىٰ، فإذا رأى أحد كم ما يحب فليقصه علي من يحب، و إذا رأى أحدكم ما يكره فليتعوذ بالله من شرها الشليطان وليتفل عن يساره ثلاثا فإنها لن تضره.

اخرجه احمد فی «مسنده» (٣٠٣/٥) والبخاری (٦٦٠٣/٢٥٧١/٦) (١٠٤٣/٢) والنسائی فی «السنن الكبری» (٧٦٢٧/٣٨٣/٤) وفی «عمل اليوم والليلة» (رقم ٨٩٤) وابن حبان فی «صحيحه» (٦٠٥٨/٤٢٣-٤٢٢/١٣)

(۷۶۹) ترجمہ: ''حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: جب میں خواب دیکھتا تو وہ خواب مجھے بیمار کر دیتا تھا یہاں تک کہ میں نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (انہوں نے فرمایا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جب تم میں کوئی اچھا خواب دیکھے تو اپنے دوست سے بیان کرے اور کوئی برا خواب دیکھے تو اس کے شر اور شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے اور اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھتکارے تو وہ خواب اس کو بالکل نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

نوع آخر:

(٧٧٠) - أخبرنا أبو محمد بن صاعد، قال: ذكره إبراهيم بن يوسف أخوو عصام البلخی، حدثنا المسيب بن شريك، عن إدريس بن يزيد الأوددی، عن أبيه، عن أبی هريرة رضي الله تعالى عنه أن النبی صلى الله عليه وسلم قال: إذا رأى أحدكم رؤيا يكرهها فليتفل عن يساره ثلاث مرات ثم ليقل:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَسَيِّئَاتِ الْأَحْلَامِ.﴾

فإنها لا تكون شيئا.

اخرجه ابن حجر فی «نتائج الافكار» (١٢٨/٣)

ایک اور حدیث:

(۷۷۰) ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین مرتبہ تھتکارے پھر یہ دعا پڑھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَسَيِّئَاتِ الْأَحْلَامِ. ﴾

ترجمہ: ''اے اللہ! میں شیطان کے عمل اور برے خواب سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔''

تو وہ خواب اس کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

فائدہ: براخواب دیکھ کر خلاصہ احادیث چند اعمال ہیں۔

❶ اس خواب کی برائی اور شیطان کے شر سے پناہ مانگے۔ (فتح الباری ۳/۳۷۱،شرح مسلم ۲/۲۴۰)

یہ دعا پڑھے "اعوذ بما عاذت به ملائكة الله ورسله من شر رويائى هذه ان يصيبنى فيها ما اكره فى دينى ودنياى" (فتح الباری ۱۲/۳۷۱)

یا تین مرتبہ "اعوذ بالله من الشيطان الرجيم" کہے۔ (حصن حصین صفحہ ۹۳)

❷ اٹھنے کے بعد تین مرتبہ تھتکارے۔ (فتح الباری ۳/۳۷۰،شرح مسلم ۲/۲۴۰)

❸ کسی سے بیان نہ کرے۔ (فتح الباری ۱۲/۳۷۰،شرح مسلم للنووی ۲/۲۴۱)

کیونکہ اگر براخواب کسی سے بیان کیا اور اس نے وہی بری تعبیر دے دی تو ایسا ہی ہو جائے گا۔ جیسا کہ پیچھے گزرا۔

❹ نماز پڑھے۔ (فتح الباری ۱۲/۲۷۰، کذا فی شرح المسلم للنووی ۲/۲۴۰)

❺ کروٹ بدل لے۔ (فتح الباری ۳/۳۷۰، کذا فی شرح المسلم للنووی ۲/۲۴۰)

(ان تمام اعمال کی حکمتیں اور مستدل احادیث کی تفصیل کے لئے دیکھیں فتح الباری ۱۲/۳۷۰ تا ۳۷۲)۔

''یہ خواب نقصان نہیں پہنچائے گا'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح صدقہ وخیرات کو دفع بلیات کا سبب بنایا ہے اسی طرح خواب کے شر سے پناہ مانگنا، تھتکارنا ان تمام امور کو برے خواب کے اثرات سے محفوظ رہنے کا سبب بنایا ہے۔

(شرح مسلم للنووی ۲/۲۴۰)

یہ تمام اعمال خواب کے شر سے بچنے کے لئے کرنا اچھا ہے ورنہ کوئی ایک عمل بھی کافی ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔

(شرح مسلم للنووی ۲/۲۴۰)



باب النهى أن يحدث الرجل بما رأى فى منامه مما يكره

برے خواب کو بیان کرنا ناپسندیدہ ہے

(۷۷۱) - أخبرنا أبو عبدالرحمن، حدثنا قتيبة، بن سعيد، حدثنا الليث ابن سعد، عن أبير لزبير، عن جابر بن عبدالله رضی الله تعالیٰ عنہما، عن النبی ﷺ أنه قال لأعرابی جاءه فقال: إنی حلمت أن رأسی قطع وأنا أتبعه، فزجره النبی ﷺ قال: لا تخبر بتلعب الشيطان بك فی المنام.

اخرجه مسلم (٤/١٧٧٦/٢٢٦٨) (٢/٢٤٣) وابن ماجه (٢/١٢٨٧) (٣٩١٢) (ص٢٧٩) والنسائی فی «عمل اليوم والليلة» (رقم٩١٢) وابن حبان فی «صحيحه» (١٣/٤٣٤/٨١٨٢) والحاكم فی «المستدرك» (٤/٤٣٤)

(۷۷۱) تَرجَمَہ: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے پاس ایک دیہاتی صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آئے اور عرض کیا! (یا رسول اللہ!) میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرا سر کاٹ دیا گیا اور میں اس کے پیچھے جا رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا: خواب میں اپنے ساتھ شیطان کے کھیلنے کو مت بتاؤ۔''

فَائِدَہ: ممکن یہاں رسول اللہ ﷺ کو یہ معلوم ہوگیا ہو کہ ان کا خواب برے خوابوں میں سے ہے خواہ وحی یا کسی اور دلیل کے ذریعے سے ہو۔

ورنہ سر کے کٹنے کی تعبیر معبرین نعمتوں سے جدائی حالات کی تبدیلی سلطنت کے چلے جانے وغیرہ سے دیتے ہیں اور اگر غلام ہو تو مراد آزادی ہوتی ہے۔ (شرح مسلم للنووی ۲/۲۴۳)



باب ما يقول إذا استعبر الرؤيا

جب کوئی خواب کی تعبیر پوچھے تو کیا کہنا چاہئے

(۷۷۲) - حدثنا أحمد بن خالد بن مسرح، ثنا عمي الوليد بن عبدالملك ابن مسرح، ثنا سليمان بن عطاء، عن مسلمة بن عبدالله الجهني، عن عمه أبي مشجعة بن ربعي، عن ابن زمل رضي الله تعالى عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا صلى الصبح استقبل الناس بوجهه، وكان يعجبه الرؤيا، فيقول: هل رأى أحدكم رؤيا، فقال ابن زمل: فقلت: أنا يا نبي الله! فقال:

﴿خَيْرٌ تَلْقَاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ، وَخَيْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِّأَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنِ﴾

أقصص، وذكر الحديث.

اخرجه ابن حبان في «المجروحين» (۱/۳۳۹-۳٤۰/٤۱۲) والطبراني في «والمعجم الكبير» (۸/۳۰۲/۸۱٤٦) وابن الاثير في «اسد الغابه» (۳/۱٦٥) وقال اخرجه ابن منده وابونعيم. وابن حجر في «نتائج الافكار» (۳/۱۳۱) واخرجه ابن قتيبه في «غريب الحديث» (۱/٤۷۹-٤۸۱) كذا في تحقيق نتائج الافكار محمدي عبدالمجيد السلفي (۳/۱۳۱)

(۷۷۲) ترجمہ: ”ابن زمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھتے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب کو پسند فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: کیا تم میں کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ابن زمل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: یا نبی اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ) دعا پڑھی:

﴿خَيْرٌ تَلْقَاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ، وَخَيْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِّأَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنِ﴾

ترجمہ: ”تمہیں خیر ملی ہو اور برائی سے محفوظ رہے ہو بھلائی ہمارے لئے اور برائی ہمارے دشمنوں کے لئے ہے اور تمام تر حمد ستائش اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔“

(ہاں اب تم) خواب بیان کرو۔“

نوع آخر:

(۷۷۳) - حدثني عمرو بن سهل، حدثنا زكريا بن يحيى بن مروان الناقد، ثنا الخليل بن

عمرو، ثنا محمد بن سلمة، عن القواريرى، عن سعيد بن أبى بردة، عن أبيه، عن أبى موسى رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: رأيت فى المنام كأنى جالس فى ظل شجرة ومعى دواة وقرطاس، وأنا أكتب من أول (ص) حتى بلغت السجدة، فسجدت الدواة والقرطاس والشجرة، وسمعتهن يقلن فى سجودهن:

﴿اَللّٰهُمَّ احْطُطْ بِهَا وِزْرًا وَاحْرُزْ بِهَا شُكْرًا وَأَعْظِمْ بِهَا أَجْرًا.﴾

وعدن كما كن، فلما استيقظت أتيت رسول الله ﷺ فأخبره الخبر، فقال: خيرا رأيت وخيرا يكون، نت ونامت عينك، توبة نبى ذكرت،، ترقب عندها مغفرة، ونحن نرقب ما نرقب.

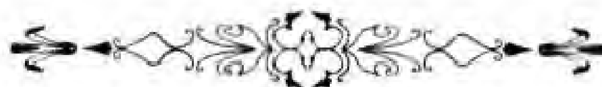
ایک اور حدیث:

(۳۷۷) ترجمہ: ”حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا (ایک) درخت کے سائے میں بیٹھا ہوں اور میرے پاس دوات اور کاغذ ہے۔ میں نے اول سورہ (ص) سے لکھنا شروع کیا یہاں تک کہ (سورۃ) سجدہ تک پہنچا تو دوات، کاغذ اور درخت نے سجدہ کیا اور میں نے سنا وہ سجدے میں (یہ الفاظ) کہہ رہے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ احْطُطْ بِهَا وِزْرًا وَاحْرُزْ بِهَا شُكْرًا وَأَعْظِمْ بِهَا أَجْرًا.﴾

ترجمہ: ”اے اللہ ان سورتوں کی وجہ سے بوجھ کم کر دیجئے اور اس کے بدلے شکر محفوظ فرما دیجئے اور ان کے بدلے اجر کو بڑھائیے۔“

پھر وہ اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے جیسے تھے ویسے ہی ہو گئے۔ جب میں جاگا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ خواب سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے بھلائی دیکھی ہے اور بھلائی ہی ہوگی۔ تم سو گئے اور تمہاری آنکھ سوگئی تم نے ایک نبی کی توبہ کا ذکر کیا ہے اور اس وقت تم مغفرت کی امید کرتے ہو اور جس چیز کی تم امید کرتے ہو ہم بھی اسی کی امید کرتے ہیں۔“



مأخذ و مراجع

اسمائے کتب	مصنّفین کرام	مکتبہ
ابن کثیر (تفسیر)	ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر	دارالفکر بیروت
اتحاف سادات المتقین		
الاحادیث المختارہ	ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی	مکتبہ النہضۃ الحدیثۃ مکہ مکرمہ
الاحاد والمثانی	احمد بن عمرو الشیبانی	دارالرایۃ ریاض
ابن ماجہ	محمد بن یزید ابن ماجہ	قدیمی کتب خانہ کراچی
ابوداؤد	سلیمان بن اشعث ابوداؤد	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
احسن الفتاویٰ	مفتی رشید احمد	ایچ ایم سعید کمپنی
احکام میت	ڈاکٹر عبدالحیٔ	صدیقی ٹرسٹ کراچی
آداب تلاوت	قاری رحیم بخش	ادارہ نشر و اشاعت اسلامیات ملتان
ادب المفرد	محمد بن اسماعیل البخاری	مکتبہ الاثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ
اسلامی شادی	مفتی محمد زید	مشتاق بک کارنر لاہور
اصابہ	ابن اثیر	مکتبہ المثنیٰ بغداد
الاصابہ	احمد بن علی العسقلانی	دارالجبل بیروت
امالی المحاملی	الحسین بن اسماعیل الضبی المحاملی	المکتبۃ الاسلامیہ۔ عمان
امدادالاحکام	ظفر احمد عثمانی	مکتبہ دارالعلوم کراچی
امدادالفتاویٰ	مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	مکتبہ دارالعلوم کراچی
انجاح الحاجہ	شیخ عبدالغنی مجددی	قدیمی کتب خانہ کراچی
بحرالرائق	زین الدین الشہیر بابن نجیم رحمہ اللہ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
البدایہ والنہایہ	ابوالفداء اسماعیل بن کثیر	قدیمی کتب خانہ کراچی
بذل المجہود	مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ	مکتبہ امدادیہ ملتان
بہشتی زیور	اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	مکتبہ امدادیہ ملتان
البیان والتعریف	ابراہیم بن محمد الحسینی	دارالکتاب العربی بیروت

پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت .... مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ .... مکتبہ رحمانیہ لاہور
التاریخ الکبیر .... محمد بن اسماعیل البخاری .... دارالفکر بیروت
تاریخ بغداد .... احمد بن علی الخطیب البغدادی .... دارالکتب العلمیۃ بیروت
تاریخ جرجان ....
تحفۃ الاحوذی .... محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری .... دارالفکر بیروت
تحفۃ النکاح .... مولانا محمد ابراہیم پالنپوری .... محمد عبدالرحیم ناشر و تاجر لاہور
التدوین فی اخبار قزین .... عبدالکریم بن محمد القزوینی .... دارالکتب العلمیۃ بیروت
تاویل مختلف الاحادیث .... عبداللہ بن مسلم ابومحمد الدینوریذ .... دارالجبل بیروت
تذکرۃ السامع والمتکلم .... ابوالفضل سعد اللہ ابن جماعہ .... دارالکتب العلمیہ بیروت
ترجمہ ابن سنی .... حافظ عبدالخبیر اویسی .... مشتاق بک کارنر لاہور
ترجمہ ادب المفرد .... مولانا محمد خالد .... دارالاشاعت کراچی
الترغیب والترہیب .... عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری .... دارالکتب العلمیہ بیروت
ترغیب وترہیب .... علامہ منذری .... دارالفکر بیروت
ترمذی .... ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی .... ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
تکملہ فتح الملہم .... مولانا محمد تقی عثمانی .... مکتبہ دارالعلوم کراچی
التمہید لابن عبدالبر .... ابوعمر یوسف بن عبداللہ .... وزارۃ عموم الاوقات والشوؤن الاسلامیہ المغرب
تہذیب التہذیب .... احمد بن علی العسقلانی .... دارالفکر بیروت
الثقات .... محمد بن حبان .... دارالفکر بیروت
الجامع الصغیر للسیوطی .... عبدالرحمان بن ابوبکر .... دار طائر العلم۔ جدہ
جامع العلوم والحکم .... ابوالفرج عبدالرحمٰن بن احمد الحنبلی .... دارالمعرفہ۔ بیروت
الجامع لمعمر بن راشد .... معمر بن راشد الازدی .... المکتب الاسلامی بیروت
الجرح والتعدیل ....
حاشیہ ابن سنی .... مولانا عبدالرحمٰن کوثر .... مکتبہ الشیخ کراچی
حاشیہ سندی علی للنسائی .... علامہ سندھی .... قدیمی کتب خانہ کراچی
حصن حصین مترجم .... مولانا عاشق الٰہی رحمہ اللہ .... خزینہ علم وادب لاہور
حصن حصین مترجم .... مولانا ادریس میرٹھی .... تاج کمپنی کراچی
حلبی شرح منیہ .... شیخ ابراہیم حلبی .... سہیل اکیڈمی

حلیۃ الاولیاء .... ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانی .... سہیل اکیڈمی کراچی
حیاۃ الحیوان (مترجم) .... علامہ دمیری ....
خصائل نبوی .... شیخ الحدیث محمد زکریا رحمہ اللہ .... مکتبہ الشیخ کراچی
درس ترمذی .... مولانا محمد تقی عثمانی .... مکتبہ دارالعلوم کراچی
الدعاء المسنون .... ارشاد احمد قاسمی .... زمزم پبلشرز کراچی
دلیل الفالحین .... علامہ ابن علان شافعی رحمہ اللہ .... دارالفکر بیروت
زہر الرابی حاشیہ علی النسائی .... شیخ محمد محدث رحمہ اللہ .... قدیمی کتب خانہ
الزہد لابن المبارک .... عبداللہ بن مبارک المروزی .... دارالکتب العلمیہ بیروت
الزہد للہناد .... ہناد بن السری الکوفی .... دارالخلفا للکتاب الاسلامی کویت
سعایہ .... عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ .... سہیل اکیڈمی لاہور
سنن ابن ماجہ .... محمد بن یزید القزوینی .... دارالفکر بیروت
سنن ابوداؤد .... سلیمان بن اشعث السجستانی .... دارالفکر بیروت
سنن البیہقی الکبریٰ .... احمد بن الحسین البیہقی .... مکتبہ دار احیاء التراث بیروت
سنن ترمذی .... محمد بن عیسی الترمذی .... دار احیاء التراث بیروت
سنن دارمی .... عبداللہ بن عبدالرحمان الدارمی .... دارالکتاب العربی بیروت
سنن دارقطنی .... علی بن عمر الدارقطنی .... دارالمعرفہ بیروت
سنن سعید بن منصور .... سعید بن منصور .... دارالعصیمی ریاض
سنن صغریٰ .... احمد بن الحسین البیہقی .... مکتبہ الدار مدینہ منورہ
سنن کبریٰ .... احمد بن شعب النسائی .... دارالکتب العلمیہ بیروت
سنن نسائی (المجتبیٰ) .... احمد بن شعیب النسائی .... مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب
شرح ابوداؤد للعینی .... علامہ عینی رحمہ اللہ .... مکتبہ دارالقرآن بیروت
شرح رضی .... علامہ رضی الدین استرآبادی .... موسسۃ الصادق تہران
شرح الزرقانی .... محمد بن عبدالباقی الزرقانی .... دارالکتب العلمیہ بیروت
شرح سنن ابن ماجہ .... فخر الحسن دہلوی .... قدیمی کتب خانہ کراچی
شرح معانی الآثار .... ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی .... دارالکتب العلمیہ بیروت
شرح مسلم .... یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ .... قدیمی کتب خانہ کراچی
شعب الایمان .... ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی .... دارالکتب العلمیہ بیروت

صحیح ابن حبان .... محمد بن حبان البستی .... مؤسسۃ الرسالہ بیروت
صحیح ابن خزیمہ .... محمد بن اسحاق النیسابوری .... المکتب الاسلامی بیروت
صحیح بخاری .... محمد بن اسماعیل البخاری .... دارابن کثیر بیروت
صحیح مسلم .... مسلم بن الحجاج القشیری النیساپوری .... داراحیاء التراث بیروت
ضعفاء العقیلی .... ابوجعفر محمد بن عمر العقیلی .... دارالمکتبۃ العلمیہ بیروت
الطبقات الکبریٰ .... محمد بن سعد البصری .... دارصادر بیروت
طحطاوی .... احمد بن محمد بن اسلام طحطاوی .... قدیمی کتب خانہ کراچی
ظفر جلیل .... نواب مولانا قطب الدین رحمہ اللہ .... کتب خانہ محمدی کانپور
العجالۃ الراغب المتمنی .... سلیم بن عید الہلالی .... دارابن حزم بیروت
عزیز الفتاوی .... مفتی عزیز الرحمٰن رحمہ اللہ .... دارالاشاعت کراچی
عمدہ الفقہ .... زوار حسین شاہ رحمہ اللہ .... ادارۂ مجددیہ کراچی
عمدۃ القاری .... امام ابومحمد محمود بن احمد العینی رحمہ اللہ .... مطبع مطفی البابی مصر
عمل الیوم واللیلہ (مترجم) .... حافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی .... مکتبہ حنفیہ گجرانوالہ
فتح الباری .... حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ .... دارالنشر الکتب الاسلامیہ لاہور
فتح الملہم .... شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ .... مکتبہ دارالعلوم کراچی
فتوحات ربانیہ .... علامہ ابن علان شافعی .... دارالاحیاء الراث العربی بیروت
الفردوس بماثور الخطاب .... شیرویہ بن شہردار الدیلمی .... دارالکتب العلمیہ بیروت
فضائل اعمال .... شیخ الحدیث محمد زکریا رحمہ اللہ .... کتب خانہ فیضی لاہور
فضائل حج .... شیخ الحدیث محمد زکریا رحمہ اللہ .... ادارہ اشاعت دینیات نئی دہلی
فضل اللہ الصمد .... المحدث فضل اللہ جیلانی .... الصدف پبلشرز کراچی
فیض الباری .... انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ .... مکتبہ عزیزیہ لاہور
فیض القدیر .... عبدالرؤف المناوی .... المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر
قرطبی (تفسیر) .... محمد بن احمد القرطبی .... دارالشعب القاہرہ
الکامل فی ضعفا الرجال .... عبداللہ بن عدی الجرجانی .... دارالفکر بیروت
کتاب الاثار .... یعقوب بن ابراہیم الانصاری .... دارالکتب العلمیہ بیروت
کتاب الاذکار .... یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ .... مکتبہ المامون جدہ
کتاب الدعاء .... محمد بن فضیل الضبی .... مکتبہ الرشید ریاض

کتاب الضعفاء .... احمد بن عبداللہ ابونعیم الاصبہانی .... دارالثقافۃ الدار البیضاء

کشف الخفاء .... اسماعیل بن محمد الجراحی .... مؤسسہ الرسالہ بیروت

کنزالعمال .... شیخ علی متقی رحمہ اللہ .... موسسہ الرسالہ بیروت

کوکب الدری .... علامہ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ .... ادارہ القرآن کراچی

مختصر المختصر .... یوسف بن موسیٰ الحنفی .... عالم الکتاب بیروت

المجروحین .... محمد بن حبان البستی .... دارالوعی حلب

مجمع الزوائد .... حافظ علی بن ابوبکر الہیثمی رحمہ اللہ .... القدس ودارالفکر بیروت

مدارک (تفسیر) .... ابوالبرکات عبداللہ نسفی رحمہ اللہ .... قدیمی کتب خانہ کراچی

المدونۃ الکبریٰ .... مالک بن انس .... دارصادر بیروت

مراقی الفلاح .... علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی رحمہ اللہ .... قدیمی کتب خانہ

مرقاۃ .... ملاعلی قاری رحمہ اللہ .... مکتبہ امدادیہ ملتان

مستدرک حاکم .... محمد بن عبداللہ النیسابوری .... دارالکتب العلمیہ بیروت

مسند ابن الجعد .... علی بن الجعد البغدادی .... مؤسسہ نادر بیروت

مسند ابی عوانہ .... ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق الاسفرائینی .... دارالمعرفہ بیروت

مسند ابی یعلی .... احمد بن علی ابویعلی الموصلی .... دارالمامون للتراث دمشق

مسند احمد .... احمد بن حنبل الشیبانی .... مؤسسہ قرطبہ مصر

مسند اسحاق بن راہویہ .... اسحاق بن ابراہیم .... مکتبہ الایمان مدینہ منورہ

مسند البزار .... ابوبکر احمد بن عمرو البزار .... مؤسسہ علوم القرآن بیروت

مسند الحارث .... الحارث بن ابی اسامہ .... مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ مدینہ منورہ

مسند الربیع .... الربیع بن حبیب الازدی .... دارالحکمۃ بیروت

مسند الرویانی .... محمد بن ہارون الرویانی .... مؤسسہ قرطبہ قاہرہ

مسند الشامیین .... سلیمان بن احمد الطبرانی .... مؤسسہ الرسالہ بیروت

مسند الشہاب .... محمد بن سلامہ .... مؤسسہ الرسالہ بیروت

مسند الطیالسی .... سلیمان بن داؤد الطیالسی .... دارالمعرفہ بیروت

مسند عبد بن حمید .... عبد بن حمید .... مکتبہ السنۃ قاہرہ

مشکوۃ .... خطیب تبریزی .... قدیمی کتب خانہ کراچی

مصباح الزجاجہ .... احمد بن ابوبکر الکنانی .... دارالعربیہ بیروت

مصنف ابن ابی شیبہ	عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی	مکتبہ الرشید ریاض
مصنف عبدالرزاق	عبدالرزاق بن ہمام	المکتب الاسلامی بیروت
مظاہر حق	علامہ نواب محمد قطب الدین رحمہ اللہ	دارالاشاعت کراچی
معارف الحدیث	مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ	دارالاشاعت کراچی
معارف السنن	علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
معارف القرآن	مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ	ادارۃ المعارف کراچی
معالم التنزیل (تفسیر بغوی)	حسین بن مسعود البغوی	....
معرفۃ علوم الحدیث	....	....
المعجم الاوسط	سلیمان بن احمد الطبرانی	دارالحرمین قاہرہ
معجم الصحابہ	عبدالباقی بن قانع	مکتبہ الغرباء الاثریہ مدینہ منورہ
معجم صغیر	سلیمان بن احمد الطبرانی	المکتب الاسلامی بیروت
المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد الطبرانی	مکتبہ العلوم والحکم موصل
معرفۃ علوم الحدیث	محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری	دارالکتب العلمیہ بیروت
مکارم الاخلاق	محمد بن جعفر الخرائطی	دارالفکر بیروت
موارد الظمآن	علی بن ابوبکر الہیثمی	دارالکتب العلمیہ بیروت
موضح اوہام الجمع والتفریق	احمد بن علی الخطیب البغدادی	دارالمعرفۃ بیروت
موطا امام مالک	مالک بن انس	داراحیاء التراث العربی مصر
میزان الاعتدال	حافظ شمس الدین الذہبی	دارالکتب العلمیہ بیروت
نزہۃ المتقین	الدکتور سعید الخن وجماعت	موسسۃ الرسالہ بیروت
نسائی	حافظ ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی رحمہ اللہ	ایچ ایم سعید کمپنی
نشر الطیب	مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ	مکتبہ لدھیانوی
نصب الرایہ	عبداللہ بن یوسف الزیلعی	دارالحدیث مصر
نوادر الاصول فی احادیث الرسول	محمد بن علی الترمذی	دارالجبل بیروت
الوقوف علی الموقوف	ابن حجر العسقلانی	موسسہ الکتب الثقافیہ بیروت
ہندیہ	مولانا نظام رحمہ اللہ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ



حلیہ مبارکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

روشنی ان کے چہرے کی کیا ہو بیاں — ہیچ اس کے ہیں آگے یہ شمس و قمر
ان کا چہرۂ طیب جو چمکا ذرا — ہوگیا سارا روشن یہ بر اور بحر
صاف روشن مبارک تھا رنگ آپ کا — گندمی گندمی اور ملاحت لئے
نرم و نازک سے رخسار تھے آپ کے — پھول بھی جس نزاکت پہ شرما گئے
آنکھیں ان کی بڑی تھیں تھی پتلی سیاہ — ان میں ڈورے گلابی گلابی سے تھے
بالوں کی پتلی دھاری تھی ایک پیٹ پر — بالائی سینہ پر بھی تھوڑے بال تھے
نیچی رہتی تھیں نظریں حیا سے بھریں — کوئی دوشیزہ بیٹھی ہو سمٹی ہوئی
ان کی گردن مبارک تھی ایسی حسیں — مرمریں کوئی مورت ہو تراشی ہوئی
جو ہنسی میں نمودار دندان ہوئے — اولوں کی ان سے برسات ہونے لگی
ان کی بینی مبارک پہ تھا نور یوں — جیسے آماجگاہ ہو کوئی نور کی
سر مبارک متناسب سا تھا کچھ کلاں — جو سیادت ذکاوت کا تھا اک نشان
ابروئیں تھیں گھنی پلکیں خمدار تھیں — عزم کا چوڑی پیشانی تھی اک نشاں
کان کی لو کو چھوتے ہوئے سر کے بال — اور کبھی کچھ زیادہ کبھی تھوڑے کم
ریش ان کی تھی گنجان گنجان سی — بال اس میں تھے کالے سفید تھے کم
تھے گداز اور نرم پرلحم ان کے ہاتھ — جیسے گالے ہوں روئی کے نرم و گداز
قد میانہ تھا پر معجزہ یہ بھی تھا — پھر بھی لگتا تھا مجمع میں اونچا دراز
معتدل پرلحم اور قوی تھا بدن — شانوں کے درمیان فاصلہ تھا ذرا
قدم ہموار تھے تلوے گہرے سے تھے — صاف ایسے کہ پانی نہ ٹھہرے ذرا
جوڑوں کے جسم کی ہڈیاں تھیں کلاں — پیٹ سینہ بھی بالکل ہی ہموار تھا
انگلیاں اور کلائیاں لمبی سی تھیں — سارے اعصاب میں اک تناسب سا تھا

(ارشاد احمد فاروقی)